حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ الفاتحہ

(مورخہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام)

تمہید اس سورہ شریف کی بہت سی تفاسیر لوگوں نے لکھی ہیں ہمارے گھر میں اس سورۃ کی ایک قلمی تفسیر بایک لکھی ہوئی ساٹھ جزو کی تھی حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دو تفسیریں مبسوط اس سورہ شریف پر لکھی ہیں جن میں سے ایک اُردو میں ہے اور کتاب براہین احمدیہ میں ہے اور دو عربی زبان میں ہیں ایک کا نام کرامات الصادقین ہے اور دوسری کا نام اعجاز المسیح ہے وہ بڑا خوش قسمت ہوگا جسکو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ کم از کم ان تفاسیر کا مطالعہ کرے میں اس امر کی طرف تم کو خاص توجہ دلاتا ہوں جو عربی نہیں جانتے وہ کم از کم اُردو کو پڑھ لیں عبدہ مصری نے بھی ایک کتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر میں الگ لکھی ہے اور ایک ضخیم کتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر میں صدرالدین قنوی نے لکھی ہے۔

نماز میں ضروری بچپن سے لیکر اس بڑھاپے تک جو کچھ میں نے تحقیقات کی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے خواہ انسان الگ نماز پڑھتا ہو خواہ جماعت کے ساتھ کسی امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو ہر دو صورتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی عملدرآمد تھا (ایڈیٹر)

تعداد رکعات چونکہ سورہ فاتحہ کا ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے اسواسطے ایک مسلمان دن رات میں سورہ فاتحہ عموماً ۸۰ بار پڑھتا ہے یا کم از کم ۴۸ بار کیونکہ رکعات کی تفصیل یہ ہے

فجر۔ سنت ۲۔ فرض ۲	=	۴
ظہر۔ سنت ۴۔ فرض ۴۔ سنت ۴	=	۱۲
عصر۔ سنت ۴۔ فرض ۴	=	۸
مغرب۔ فرض ۳۔ سنت ۲۔ نفل ۲	=	۷
عشاء۔ فرض ۴۔ سنت ۴۔ وتر ۳۔ نفل	=	۱۳
میزان پانچ نماز	=	۴۴
اشراق ۲۔ ضحیٰ ۸	=	۱۰
تہجد ۸	=	۸
میزان کل	=	۶۲

زوال ۴۔ تحیۃ الوضو ۲۔ تحیۃ المسجد [illegible]

اگر اشراق اور [illegible] کے نوافل [illegible] نہ پڑھ سکے [illegible] ظہر اور مغرب اور عشاء

کے نوافل بھی نہ پڑھ سکے اور ظہر اور عصر اور عشاء کی سنتیں ہٹائے ہم کے وہ پڑھے تو تہجد ملاکر پھر بھی ۴۰ رکعتیں ہوجاتی ہیں۔

سنتوں کی تاکید بڑے بڑے تجربہ کاروں کا قول ہے کہ جو لوگ مستحب کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں وہ رفتہ رفتہ سنتوں کے تارک ہو جاتے ہیں اور جو لوگ سنتوں کے تارک ہوتے ہیں وہ رفتہ رفتہ فرائض سے غافل ہو جاتے ہیں اور فرائض سے غافل ہونیوالے کیواسطے فتوے سخت ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی عادت تھی کہ آپ فرض پڑھنے کے بعد فوراً اندرون خانہ چلے جاتے تھے اور ایسا ہی اکثر میں بھی کرتا ہوں۔ اس سے بعض نادان بچوں کو بھی غالباً یہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد فوراً مسجد سے چلے جاتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ پھر وہ سنتوں کی ادائگی سے محروم رہ جاتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ حضرت صاحب (مرحوم ومغفور) اندر جاکر سب سے پہلے سنتیں پڑھتے تھے اور ایسا ہی میں بھی کرتا ہوں۔ کوئی ہے جو حضرت صاحب کے اس عملدرآمد کے متعلق گواہی دے سکے۔ (اس پر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو حسب العادت مجلس درس میں تشریف فرما تھے کھڑے ہوئے اور باواز بلند کہا کہ بیشک حضرت صاحب کی ہمیشہ عادت تھی۔ کہ آپ مسجد جانے سے پہلے گھر میں سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور باہر مسجد میں فرض ادا کرکے گھر میں آتے تو فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے اور نماز سنت پڑھ کر پھر اور کوئی کام کرتے ان کے بعد صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہی شہادت دی اور ان کے بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اور ان کے بعد صاحبزادہ میر محمد اسحٰق صاحب نے اور پھر حضرت مرحوم کے پرانے خادم حافظ حامد علی صاحب نے بھی اپنی عینی شہادت کا اظہار کیا۔ ایڈیٹر)

وتر وتر میں بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ کہ وہ صرف ایک رکعت پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت صاحب کا یہ طریق نہ تھا بلکہ آپ دو رکعت پڑھ کر اور سلام پھیر کر پھر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

الحمد متن کتاب ہے شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ میں نے جتنی دفعہ الحمد شریف پڑھا ہے ہر دفعہ اس کے نئے معنے میری سمجھ میں آتے ہیں۔ میں اگرچہ ایسا دعوے تو نہیں کرسکتا مگر میں نے بغور دیکھا ہے اور میرا اعتقاد ہے۔ کہ سارا قرآن مجید الحمد شریف کے اندر ہے۔ الحمد متن ہے اور قرآن شریف اسکی شرح ہے۔

الحمد میں شفا ہے صحابہ کے زمانہ میں ایک شخص کو جو کسی گاؤں کا نمبردار تھا سانپ نے ڈسا تھا۔ صحابہ نے الحمد شریف پڑھ کر اس کا علاج کیا تھا اور وہ شفا ہوگئی تھی۔ ایسا ہی [illegible] لکھا ہے

قیمت اصلی مع ...
تحفہ۔ قیمت اعانتی ...
روپیہ فی نسخہ ...
محصول ڈاک بذمہ ...
خریدار ملنے کا پتہ ...
ایڈیٹر اخبار ...
قادیان
ضلع گورداسپور

اتفاق ایک معنے کئے ہیں۔ صحابہ نے ان معنوں کا انکار نہیں کیا اور نہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ الفاظ کے خلاف کرتے ہیں۔ اس لئے میں ان معنوں کو اپنے فہم کے مطابق صحیح سمجھتا ہوں

پھر ان کے بعد ہمارے زمانہ میں آپ نے بھی یہی معنے کئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ نے ابن عباس و ابن مسعود کی تقلید کے یہ معنے نہیں کئے بلکہ اپنے ذوق سے بیان کئے۔ وہ معنے یہ ہیں۔ کہ انا اللہ اعلم۔ میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔ انا کا پہلا حرف لیا۔ اللہ کا درمیانی حرف اور اعلم کا آخری۔

مجموعی حیثیت سے لوگوں نے طبع آزمائیاں کی ہیں اور دوسرے معانی بھی اپنے اپنے ذوق کے مطابق بیان کئے ہیں چنانچہ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اس سورۃ میں آدم۔ بنی اسرائیل اور ابراہیم کا قصہ آئے گا۔

ذٰلک الکتاب لاریب فیہ۔ یہ وہ لکھی ہوئی چیز ہے۔ لکھی ہوئی اس لئے فرمایا کہ جب آیت نازل ہوتی۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بڑے اہتمام سے اپنے سامنے لکھا لیتے۔ دوسری وجہ یہ کہ کتیبہ لشکر کو کہتے ہیں۔ اور جیسے لشکر بہت سے افراد کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اسی طرح یہ کتاب بہت سے مضامین کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور جیسے لشکروں سے دشمن بھاگتے ہیں ایسے ہی شبہات انسانیہ اس کتاب کے لشکر سے بھاگ جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا۔

لاریب۔ یعنی یہ ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس کے عظیم الشان ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ یا جس میں کسی قسم کی کوئی شبہ والی بات نہیں۔ پھر ذٰلک الکتاب میں جو فرمایا یہی ایک کتاب ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نے اور کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی جس کو "کتاب" کہا جا سکے۔ آپ کے زمانہ میں بھی ایک کتاب تھی جو حقیقی معنوں میں کتاب کہلا سکے

ھدًی للمتقین۔ انعمت علیھم۔ میں دعا مانگی گئی تھی کہ ہمیں راہ ہدایت دکھا یہاں منعم علیھم ...... گروہ کا دوسرا نام متقی رکھ کر فرمایا۔ کہ یہ کتاب ان دعا مانگنے والوں کے لئے موجب ہدایت ہے۔ جو انعمت کے مورد بننا چاہتے ہیں یا بن چکے یا آئندہ بننے والوں سب کے لئے رہنمائی کا قانون ہے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے انسان خواہ کیسا متقی ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس کی آئندہ ترقی کے لئے سامان موجود ہے۔

الّذین یومنون بالغیب۔ متقی کون لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں غیب الغیب تو اللہ کی ذات ہے۔ پھر مابعد الموت کے حالات پھر ملائکہ۔ رسول اور اس کی کتابیں اسی میں شامل ہیں۔ رسول بحیثیت انسان ہونے کے اس کی ذات غیب میں داخل ہے۔

ویقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ وہ اپنی نمازوں (دعاؤں) کو سنوار سے ادا کرتے ہیں اور پھر جو کچھ ہم نے دیا۔ اس سے خرچ بھی کرتے رہتے ہیں۔ بہت دنوں سے یہ بات میرے دل میں قاعدہ کی طرح جم گئی ہے کہ جو کبھی کچھ بھی خدا کی راہ میں نہیں دیتا۔ نہ دعا مانگتا ہے وہ ہدایت سے محروم رہ جاتا ہے۔

والّذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون	پھر ان متقیوں کے لئے ہدایت ہے جو اس سے زیادہ ترقی کر کے اس وحی

کو مانتے ہیں جو تیری طرف نازل ہوئی اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی رہی اور آخرت کی گھڑی پر بھی وہ یقین کرتے ہیں۔

اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون	یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت کے گھوڑوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور یہی لوگ وہ ہیں جو مظفر و منصور ہوں گے۔

اللہ نے دنیا میں مظفر و منصور ہونے کا گر بتا دیا۔ وہ لوگ جو حق و حقیقت سے دور ہیں وہ منعم علیھم کے بعد مغضوب علیھم ہو جاتے ہیں۔

یہ غضب کفر سے پیدا ہوتا ہے پس فرماتا ہے ان الذین کفروا۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بطور جملہ معترضہ اس کی وجہ بیان فرمائی۔ جملہ معترضہ مبتداء و خبر کے درمیان میں کئی وجوہات سے آتا ہے۔ ایک وجہ بیان کرنے کے لئے چنانچہ یہاں اسی لئے فرمایا۔ سواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون کہ برابر ہو گیا ہے ان پر تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا۔ یعنی وہ کافر تیرے انذار و عدم انذار کو مساوی سمجھتے ہیں۔ جب کسی کی نصیحت کا عدم وجود برابر سمجھ لیا گیا۔ تو پھر کچھ پرواہ نہ رہی۔ اس ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایمان نصیب نہیں ہوتا تین مرضیں ہیں۔

سب سے پہلے تو وہ جو بات کو سنتا ہی نہیں پہلے ہی سے انکار کر دیا (۲) دوسرا وہ جس نے سنا۔ مگر اس کا سننا نہ سننے کے برابر ہے (۳) تیسرا وہ جو نگاہ سے کام نہیں لیتا۔ کہ نہ ماننے والوں کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ کوئی بات ہو۔ اس کو غور سے سن لینا۔ پھر فکر کرنا بہتر ہے۔ کہ یہ میرے لئے برکت کا موجب ہے، یا نقصان کا۔ پھر دیکھے۔ کہ اس کے ماننے والے آرام میں ہیں یا نہیں اور اس کے نہ ماننے والوں کا انجام کیا ہو رہا ہے۔

ختم اللہ علٰی قلوبھم وعلٰی سمعھم وعلٰی ابصارھم غشاوۃٌ ولھم عذابٌ عظیم۔	اللہ نے انسان کو بہت کچھ طاقتیں بخشی ہیں۔ چنانچہ ان بندوں نے شیروں کو قابو کیا۔ ہاتھیوں پر اپنا

تسلط جمایا۔ ہوا۔ پانی۔ آگ سب چیزوں کو مسخر کیا۔ یہ ریل جو چلتی ہے۔ یہ ہوا اور آگ اور پانی کی تسخیر کا کرشمہ ہے۔ غبارے والے۔ جہازوں والے اسی تسخیر سے کام لیتے ہیں۔ ہاتھی کتنا بڑا جانور ہے۔ ایک انسان کے انگوٹھے کے اشارے پر چلتا ہے غرض اس انسان نے عجیب غریب ترقی کی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بیر طوطوں سے بندوق و تلوار و توپ بھی چلوا لیتے ہیں۔ اور تو اور۔ یہ چاہے تو خدا کو بھی پا سکتا ہے۔ غرض بڑے بڑے کام اس سے سرانجام پذیر ہوتے ہیں۔ مگر بعضوں نے اس نعمت کی قدر نہیں کی۔ انسانیت کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا۔ ہمارے بھیرہ میں ایک پہلوان تھا جس نے ایک دنگل مقرر کیا ہمارے بعض دوستوں کو کشتی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا وہ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ پہلے پہلے جب وہ دنگل میں لنگوٹ باندھ کر آیا تو ہاتھوں کے بل چلنے لگا۔ مجھے اس کی یہ شکل بہت ہی مکروہ معلوم ہوئی کیونکہ یہ پہلا دن تھا۔ کہ میں نے کسی انسان کو الٹا ہو کر چلتے دیکھا۔ اسی وقت میں نے کہا کہ یہ شخص قابل دید نہیں اگر پہلوانی میں یہ کچھ ہوتا ہے۔ تو ہم پہلوانی نہ سیکھیں گے۔ تیرے دوستوں نے کہا

کہ جب میں مکہ معظمہ میں تھا اور طبیب کی تلاش میرے واسطے مشکل تھی تو میں اکثر الحمد کے ذریعہ اپنی بیماریوں کا علاج کر لیا کرتا تھا۔ ابن قیم کا میں بسبب اس کے علم کے معتقد ہوں اور اُسے ایسا آدمی جانتا ہوں جو لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔
میرا اپنا بھی تجربہ ہے کہ میں نے بہت سے بیماروں پر الحمد کو پڑھا اور انہیں شفا ہوتی۔
میں چاہتا ہوں کہ لوگ سوچ سوچ کر الحمد کو نماز میں پڑھا کریں اور اس سے فائدہ اٹھاویں۔

آیت ۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بؔ۔ استعانت کی ہے۔ اللہ کی مدد سے۔ بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے کہ کہا ہے کہ جس شے سے استعانت کی جاتی ہے وہ ہتھیار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہتھیار بنانا بے ادبی میں داخل ہے مگر ایسا خیال درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ واللہ المستعان اور ایسا ہی سورہ الحمد میں ایاک نستعین آتا ہے۔ غرض استعانت جائز ہے۔

تمام کتب الٰہیہ بؔ سے شروع ہوتی ہیں۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا لکھا ہے۔ (توریت شریف بھی بؔ سے شروع ہوتی ہے اس کا پہلا لفظ ہے برےشیث בראשית۔ اگر انجیل کسی کتاب کا نام ہے اور اس کا اصل مل جائے تو وہ بھی ضرور بؔ سے شروع ہوتی ہوگی۔ مگر اس وقت کوئی انجیل سچی یا جھوٹی بلکہ نقلی اور جعلی بھی ایسی نہیں جو حضرت عیسےٰ کی طرف منسوب ہو کر اُن پر نازل ہوئی تھی نہ عیسائیوں کے پاس کوئی ہے نہ کسی غیر قوم کے پاس۔ ایڈیٹر) بؔ۔ کے معنے میں ساتھ۔ اور اس کا فعل خود قرآن شریف میں آیا ہے کیونکہ سب سے پہلی آیت جو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہ یہ ہے

اقرأ باسم ربک

اسم۔ سُمُوّ کے معنے میں عظمت۔ بلندی۔ بزرگی۔

اللہ۔ سب خوبیوں کا جامع۔ سب بدیوں سے منزہ۔ معبود حقیقی۔

عربی کے سوائے کسی دوسری زبان میں خدا تعالےٰ کے نام کیواسطے کوئی ایسا مفرد لفظ نہیں ہے جو خاص اسی کے واسطے ہو اور کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نہ پاسکے۔ انگریزی کا لفظ گاڈ۔ دیوی۔ دیوتا۔ سب پر بولا جاتا ہے اور لفظ لارڈ تو بہت ہی عام ہے۔ سنسکرت لفظ اوم بھی مرکب ہے۔ غالباً آم سے نکلا ہے کیونکہ یہ عبادت میں اوم سے دعائیں مانگتے ہیں۔ عبرانی کا ایل۔ اِلٰہ سے نکلا ہے اور یہوواہ۔ یا ھو سے نکلا ہے۔

یاد رہے کہ صرف اللہ اللہ کہنا یا ھُو ھُو کرنا کوئی وظیفہ نہیں ہے وظیفہ اور دعا کے واسطے جملہ چاہیئے جیسا کہ لا الٰہ الا اللہ۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ ۔۔۔۔۔

الرحمٰن۔ فضل کرنے والا بلا مبادلہ۔ بلا محنت دینے والا۔

الرحیم۔ محنت کا اجر دینے والا۔ سچے عمل سے پھل دینے والا۔

آیت ۲۔ الحمد۔ ال۔ کے معنے میں ۱۔ خاص ۲۔ سب ۳۔ وہ (اعلیٰ شے)

سب قسم کی حمد۔
ربّ۔ پیدا کرنیوالا۔ ترقی دینے والا۔ بتدریج کمال تک پہونچانیوالا۔

عالمین۔ سب جہان۔

آیت ۴۔ یوم۔ وقت

دین۔ ۱۔ جزا و سزا۔ ۲۔ اسلام

جزا و سزا کے وقت کا مالک خدا ہے اسی کے حکم سے کسی کو جزا یا سزا مل سکتی ہے۔ اب بھی اور آئندہ بھی ہے۔
اسلام کے وقت کا مالک خدا ہے وہ اسکی آپ حفاظت اور نصرت کریگا۔

آیت ۵۔ واؤ حالیہ ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اس حال میں کہ تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کیونکہ تیرے فضل کے سوا عبادت کی توفیق بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

آیت ۶۔ اھدنا۔ چلا ہم کو۔
جمع کا صیغہ ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ صرف اپنے واسطے دعا نہ کرے بلکہ دوسروں کو بھی ساتھ شامل کرے۔
ہدایت عموماً چار ذرائع سے ہے۔
(۱) قوت دینا۔ فطری قویٰ بخشنا۔ (۲) ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کی توفیق دینا۔ (۳) اس مقصد پر پہونچانا جو نیکی کے واسطے مقدر ہو۔ (۴) راستہ بتلا دینا۔
مستقیم۔ اقرب راہ۔ جو سب سے زیادہ نزدیک ہو۔

آیت ۷۔ انعمت علیہم۔ جن پر انعام ہوا۔ وہ نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح ہیں۔
مغضوب۔ یہود۔ جن میں بیجا عداوت ہے۔ اور علم پڑھکر عمل نہیں کرتے۔
ضالین۔ بہکے ہوئے۔ نصاریٰ۔ جنہوں نے اپنے نبی سے بیجا محبت کی اور علوم الٰہی کو سیکھنے کی بجائے اپنی رائے کے تابع ہوئے۔

۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء

الٓمٓ۔ مقطعات کی نسبت اس زمانہ میں اعتراض بھکن تھا کیونکہ آزادی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے تمام متمدن قوموں (جو انتظام جائز کو خوب کر سکیں) میں ان کا رواج کر کے انہیں ملزم کر دیا۔ یورپ۔ امریکہ کے لوگوں کے لئے تو یہ مسئلہ صاف ہے کیونکہ وہ اپنی قلموں۔ دواتوں۔ پتلونوں اور چھتریوں سے لے ہوئے کپڑوں کو مقطعات کے نام سے وابستہ کرتے ہیں۔
الف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے کو تو سب لوگ جانتے ہیں۔ ریلوں کے این ڈبلیو۔ آر کو بھی اکثر سمجھتے ہوں گے۔ اور بعض خطابات اور قومی و کالجوں کے مقطعات گو ذرا غور سے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مخفی نہیں۔
عرب میں بھی ان مقطعات کا رواج تھا۔ چنانچہ یا لام ایک مشہور شاعر گذرا ہے
الٓمٓ۔ کی تشریح دو عظیم الشان بزرگوں نے کی ہے جنہیں قرآن دانی میں کسی نے برا نہیں کہا۔ وہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود تھے۔ انہوں نے

...رت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

...قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا | کہ ان کے دلون مین ایک مرض ہے
...ہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون | تو اللہ نے ان کے اس مرض کو بڑہنے
دیا اور اون کے لئے دکہہ دینے والا

...بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ مرض کا بڑہنا اس لئے فرمایا کہ جب تھوڑے
...لون مین اس کی کمزوری کا یہ حال ہے کہ کوئی فیصلہ نہین کرسکتا تو پھر جب یہ لوگ
بڑہ جائین گے تو یہ کمزوری اور بھی بڑہے گی پس یہ مرض روزافزون ہو اسی طرح
چھوٹی سی جماعت کے سامنے حق بات نہین کہہ سکتا۔ تو بڑی جماعت کے سامنے تو اور
...وٹ بولیگا اور یہی باتین اس کیلئے دکہہ دینے والی ہوجائین گی۔ آخرت کا عذاب
...ہی۔ مگر منافق کے لئے دنیا مین بھی یہ کم عذاب نہین

...دھم اللہ۔ پر مفسرین نے بہت اختلاف کیا ہے مگر جب یہ امر واقعہ ہے تو
...ختلاف کیا۔ یہ سب کچھ نتیجہ ہے جھوٹ بولنے کا۔

...ذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما | جب ان سے کہا جاتا
...ن مصلحون - الا انھم - ھم المفسدون ولکن لایشعرون | ہے کہ زمین مین نفاق سے
فساد نہ پھیلاؤ۔ تو کہتے

...تو زمین مین اصلاح کرنے والے ہین۔ سنو۔ بیشک یہی لوگ مفسد ہین۔ مگر و...
...نہین۔

...ا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس | جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے کہ
...انؤمن کما آمن السفہاء الا | عام لوگ ایمان لائے تو کہتے ہین کیا ہم
...ہم ھم السفہاء ولکن لایعلمون | ایمان لائین جیسے یہ کم عقل لوگ ایمان
لارہے ہین سنو! یہی بے عقل ہین

...یہ علم انہین کہان کہ اپنی بے عقلی کو سمجھین۔

...اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا | جب وہ ایمان والون سے
...ی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون | ملتے ہین تو کہتے ہین ہم
...ہ یستھزی بہم ویمدھم فی طغیانہم یعمھون | ایمان لائے اور جب اپنے
...ک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ | سردارون کے پاس تنہا ہوتے
...ربحت تجارتہم وما کانوا مھتدین | ہین تو کہتے ہین ہم تمہارے
ساتھ ہین۔ ہم تو انہین خفیف

بنانیوالے ہین۔ ھزء ا کے معنی ہین کسی کو خفیف بنانا اور یہ ٹھٹھے کا لازمہ ہے۔ اللہ انہین ذلیل کرے گا اور اون کو ڈہیل دیتا ہے وہ اپنی شدتون سے گذر کر اندھی ہورہے ہین۔

یستھزی بہم کا لمبا جواب دینے کی ضرورت نہین چونکہ اس ملک کے لوگ عربی سے نابلد ہین اس لئے انہین یہ سمجھانا کہ مشاکلت کے لئے ہو فضول ہے سیدا جواب یہی ہے جو ہم نے معنون مین ظاہر کیا۔ یہی لوگ ہین کہ جنہون نے ضلالت کو ہدایت کے بدلے خریدلیا تو ان کی تجارت نے نفع نہ دیا۔ اور وہ ہدایت یاب نہ ہوئے۔

اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ۔ پر اعتراض ہے کہ جب ان کے پاس ہدایت نہین تو یہ خرید و فروخت کیسی۔

اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ آخر ہدایت لینی چاہیئے تہی پر انہون نے نہ لی۔ دوم یہ انسان کی فطرت مین ہدایت کا مادہ ہے۔ مگر انہون نے اس کے بدلے گمراہی کو لیا۔

۲۵- جنوری سنہ ۱۹۰۹ء

مثلہم کمثل الذی استوقد نارا۔ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قاعدہ تہا کہ جہان کوئی میلا ہوتا یا کوئی مجلس تو آپ ضرور پہونچتے اور توحید کا وعظ فرماتے اس کے لئے سب سے عمدہ و اعلیٰ موقعہ حج تہا جس مین آپ ایک ایک قبیلے کے جتھے مین وعظ فرماتے بڑے بڑے واقعات آپ کو پیش آئے ایک شخص مشہور عاقبت اندیش تہا اس نے کہا اگر ایک آدمی میرے قابو مین آجائے تو مین اس کے ذریعہ ساری دنیا کو فتح کرسکتا ہون وہ نبی کریم کے پاس آیا اور کہا کہ اگر میری ساری قوم تمہین مان لے تو مجھے کیا دوگے آپنے فرمایا۔ مین کسی کو کیا دے سکتا ہون میرے بعد خدا جانے کیا ہو۔ اس پر وہ ناراض ہوکر چلا گیا اپنی قوم سے کہنے لگا۔ ہے تو ویسا ہی جیسا مین نے کہا تہا۔ مگر مین اس پر ایمان لانے کا تمہین مشورہ نہین دیتا۔

آپ انہی حج کے ایام مین منا ایک مقام ہے وہان وعظ فرمارہے تہے چھ آدمیون نے جو مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے اشارہ کیا۔ کہ ہم آپ سے علیحدہ کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ آپ منا کے پاس پہاڑیون کا ایک سلسلہ ہے جو چکر کہاتا ہوا جاتا ہے اس کے اندر ایک ٹیلہ ہے وہان چبوترہ پر جا بیٹھے اور ان کو دین اسلام کی تلقین کی انہون نے بیعت کی اور کہا کہ ابہی ہمارا نام نہ لیوین ہم جاکر مشورہ کرین گے اور آیندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے دوستون کو بہیجین گے چنانچہ آیندہ سال بارہ ۱۲ آدمی بھیجے اور تیسرے سال ۷۰ آدمی حاضر ہوئے اور حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ ان چھ آدمیون کی کوشش اور بارہ دوستون کی کمربستگی سے مدینہ مین کوئی گھر نہین رہا جسمین آپ کا تذکرہ نہ ہو۔ ہم چاہتے ہین کہ آپ ہمارے شہر مین چلین۔ عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ تہے۔ گو وہ ابہی مسلمان نہ تہے۔ مگر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد تھے۔ آپنے فرمایا۔ کہ دیکھو ان کو لے جاتے ہین تم کو بہت سخت مشکلات ہین۔ یہان تمام منافی دوشمن آپ کے ساتھ ہین۔ مگر وہان یہ بات

کہ یہ بھی ایک شاہزوری کا ثبوت ہے۔ مگر حضرت علی نے کہا افمن یمشی مکبا علی وجهه اهدی امن یمشی سویا علی صراط المستقیم۔

غرض بعض انسان اپنے دل کو بدی و انکار کی طرف لیجاتے ہیں اور اس بات کا انتظار نہیں کرتے جو خدا سے انسان تک پہونچی ہے۔

جب انسان پہلا ایک گند کو قبول کرتا ہے تو دوسرے گند بھی اسپر پڑنے شروع ہوتے ہیں جنہیں قبول کرنا پڑتا ہے۔

آیت واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم کافرون اور ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون۔ تمام حواس ظاہری کا مرجع دماغ ہے اور حواس باطنی کا مرکز قلب ہے، اچھا آدمی وہ ہوتا ہے جو قلب کو خراب نہونے دیوے اگر وہ ایسا ہونے دیگا تو پھر الٰہی قانون اپنا کام کرے گا جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ طبع اللہ علیها بکفرهم اللہ نے مہر لگائی اُن کے کفر اختیار کرنے کے سبب یہاں بھی قلوبهم میں ہم کا مرجع وہ کفر اختیار کرنیوالے ہیں خدا کا قانون یہ ہے کہ جب انسان کفر کرتا ہے۔ تو اس پر مہر لگ جاتی ہے جب کفر چھوڑ دے تو یہ مہر بھی ٹوٹ جاتی ہے بعض لوگ اسے ظلم سمجھتے ہیں۔ مگر یہ اون کی غلطی ہے یہ تو عین الفاظ انصاف ہے۔ دیکھو ایک شخص کو مدرس بنایا جاوے جتنی تنخواہ وہ مانگے وہ بھی دیجائے مگر ساتھ وقت پر پڑھانے کی قید ہو اب وہ مدرس وقت پر حاضر نہیں تو مدرسہ کی نگرانی کرنے والوں کا فرض ہے کہ اسے موقوف کردیں اور یہ انصاف ہے ظلم نہیں۔

اسی طرح انسان جب کفر پر کمر باندھ لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایمانی طاقتوں کو سلب کر دیتا ہے مثلاً دیکھو بعض لوگ اپنے ہاتھ اوپر رکھ رکھ کے سکھا دیتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ ہاتھ بالکل بیکار ہو جاتا ہے اسی طریق پر جو ایمانی طاقتوں سے کام نہیں لیتا۔ تو وہ طاقتیں جو نعمتوں کے رنگ میں دیگئی تھیں چھین لیجاتی ہے۔ کافروں سے کہا گیا کہ سنو اور غور کرو۔ مگر انہوں نے اول تو سننے سے انکار کیا پھر کہا کہ تمہارا نصیحت کرنا یا نہ کرنا ہمارے نزدیک یکساں ہے۔ چونکہ انہوں نے کانوں سے کام نہیں لیا اسی لئے اللہ نے ان کے کانوں کو ایسا کر دیا کہ وہ حق کے شنوا نہ رہے۔

ایک راہ ہدایت یہ ہے کہ قلب میں جو تحریک ہو اس کے مطابق عمل کرے پھر کانوں کے ذریعہ نیکی کو سنے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو کم از کم یہ تو کرے کہ یہ بات دیکھے کہ میرے شہر میں جو مختلف لوگ آباد ہیں فلاں شخص کی بات سنکر نیکی میں ترقی کر رہے ہیں یا بدی میں۔ وہ کس کس کی بات سنتے ہیں پھر ان کی بات پر عمل کرکے ان کا انجام کیا ہوتا ہے جو آدمی اتنا بھی نہیں کرتا اس کی آنکھ پر پھر پٹی بندھ جاتی ہے اور حق کو نہیں دیکھ سکتا۔ قادیان میں آریہ بھی موجود ہیں سکھ بھی، سناتنی بھی۔ عام مسلمان بھی احمدی بھی۔ سب کو دیکھ لو کہ یہ کس کس کی باتیں سنتے رہے اور کس قوم نے نیکی راہ پر قدم مارا اور کس کا انجام اچھا ہو رہا ہے اور کن لوگوں کی زندگی دکھوں کی زندگی ہو رہی ہے بعض لوگ اپنی طرف سے بعض باتیں گھڑ لیتے ہیں مثلاً ایک شخص نے کہا کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی پیٹھ پیچھے درود شریف پڑھیں۔ تو وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ میں نے اسے کہا وہ امام صلوٰۃ بن سکتا ہے یا نہیں کوئی کیوں نہیں؟

اس پر میں نے اسے نادم کیا کہ وہ جب سب سے آگے ہوگا پیچھے درود پڑھیں گے تو امام کیونکر بن سکے گا۔

غرض اس طرح انسان جب راہ حق چھوڑ دیتا ہے تو ٹھوکر کھاتا ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما هم بمؤمنین	بہت لوگ ایسے ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے مگر وہ ذرا بھی مومن نہیں ہوتے۔

ایمان کے سبق کا شروع اللہ پر ایمان لانے سے ہے اور اس سبق کا اختتام آخرۃ کے ماننے پر ہے اس لئے اس کے اندرونی حصوں کا ذکر نہیں آیا۔ وہ سب ان دونوں کے ماننے میں آگیا۔ اللہ پر ایمان جبھی کامل و مسلم ہو سکتا ہے جب اس کے ملائکہ، کتب، رسولوں پر ایمان لایا جاوے۔ ماننے کے معنے صرف زبان سے کہنا نہیں بلکہ تصدیق قلب اور عملوں کے ذریعہ اپنے ایمان کا ثبوت ضروری ہے۔

یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون	وہ اللہ کو چھوڑتے ہیں اور ان کو جو ایمان لائے حالانکہ وہ تو اپنے نفسوں ہی کو اور دراصل محروم کرتے ہیں اور اپنے نفع ونقصان کا کچھ شعور نہیں رکھتے۔

یخادعون۔ کا ترجمہ دھوکہ دیتے ہیں۔ کریں تو اس میں بہت سے مشکلات ہیں اس لئے میرے نزدیک اس کے معنے ترک کرتے ہیں۔ صحیح ہیں ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑا۔ تو اس کا خمیازہ یہ اٹھایا کہ اپنے آپ کو محروم کر لیا۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک شخص تھا وہ بھی انہی میں سے تھا۔ نبی کریم ایک مجلس میں وعظ کہنے لگے اس روز بہت جھکڑ تھا۔ سواری میں غبار جو اٹھا تو اس نے رومال اپنے موہنہ پر رکھ لیا اور کہا کہ باتیں تو اچھی ہیں اگر گھر ہی سناتے۔ تو اچھا تھا۔ یہاں ہم کو تکلیف ہو رہی ہے۔ اس پر صحابہ میں بہت گفتگو ہوئی ایک صحابی نے عرض کیا اس سے درگذر کردیں۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ اسے اپنا بادشاہ بنالیں۔ یتوجه ویعصبوه۔

یعنے تاج شاہی اس کے سر پر رکھدیں اور نمبرداری کی پگڑی اسے باندھ دیں مگر اب کھل گیا کہ یہ شخص اس قابل نہیں اس نے اپنی تئیں ذلیل کر لیا۔ دیکھو وہ پھر کیسا تباہ ہوا۔ مومنوں کے سامنے ہلاک ہوا اور اس نے کوئی شرف نہ پایا۔

منافق اپنے تئیں بڑا ہوشیار سمجھتا ہے اور اسے یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ میں بڑا دانا ہوں۔ کہ دونوں طرفوں کو گانٹھ رکھا ہے۔ لیکن درحقیقت منافق بڑا کمزور ہوتا ہے اس میں نہ قوت فیصلہ ہوتی ہے نہ تاب مقابلہ۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

بجلی اگر گرنے والی ہی تو اون کے روکنے سے رُک نہیں سکتی۔ پھر وہ خدا کا شکر کریں کہ ان کے کان تو ہیں اگر کان نہ ہوتے تو بجلی کی آواز کس طرح سُنتے اون کی آنکھیں تو ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو پک ڈنڈی کس طرح نظر آتی ہر ایک دُکھی اپنے سے بڑھ کر دُکھی کو اپنے ہی شہر میں دیکھ سکتا ہے پس اُسے چاہیئے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرے۔ اور مشکلات میں گھبراتے نہیں۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۹ء

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم۔

کوئی شخص کسی کے ساتھ نیکی کرے صرف ہنس کے بدے یا کسی دکھ کے وقت مدد دے تو آدمی اس کا ممنون ہو جاتا ہے حالانکہ اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب احسان دراصل اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے اس محسن کو پیدا کیا پھر اس چیز کو جس سے احسان کیا گیا پھر خود اسے جس پر احسان ہوا۔ پس خدا کو بھول جانا انسانیت سے بعید ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی لئے اپنے رنگا رنگ انعامات و احسانات کا ذکر فرماتا ہے چنانچہ یہاں بھی ارشاد کیا کہ لوگو! تم فرمانبردار بن جاؤ۔ کس کے؟ اپنے پالن ہار کے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہارے بڑوں کو بھی۔ یعنی پشتہا پشت سے اس محسن کے احسان تم پر چلے آتے ہیں۔

لعلکم تتقون۔ فرمانبردار ہو گے تو اس سے کوئی خدا کی خدائی بڑھ نہ جائے گی بلکہ اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے وہ یہ کہ تم ہی دُکھوں سے بچو گے۔

میں دیکھتا ہوں آتشک انہی کو ہوتی ہے جو نافرمانی کرتے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں [illegible] کو نماز پڑھنے سے سوزاک ہو گیا یا زکوٰۃ دینے سے کوڑھ ہو گیا ہو لوگ کہتے ہیں نیکی مشکل ہے یہ غلط ہے نیکی تو سکھوں کی ماں ہے

پھر اس نے تمہیں اور تمہارے بڑوں کو ہی نہیں بنایا۔ بلکہ تمہاری زندگی کے سامان بھی مہیا کئے۔ رہنے کو زمین حفاظت کو آسمان بادل سے پانی اتار کر طرح طرح کے میوے بطور رزق دے پس تم ایسے خدا کا کوئی (مدمقابل) نہ ٹھہراؤ اور تم غور کرو تو خود اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ اور یہ یقین ہو جائے کہ اللہ کا نِدّ واقعی کوئی نہیں۔

اب جب فرمانبردار بننا ہے تو فرمان کی ضرورت ہے، وہ فرمان قرآن ہی ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا۔ اگر اوس کے کلام الٰہی ہونے میں تمہیں کچھ شک ہے تو اس کی مثل لاؤ یہ آسان فیصلہ ہے۔ کیونکہ جیسے دوسری مخلوقات میں خدا کی بنائی ہوئی چیزیں انسان کی بنائی ہوئی چیزوں سے الگ نظر آتی ہیں اسی طرح یہ کلام اللہ کلام انسانی سے لگا نہیں کھاتا اگر تم نظیر نہ لائے اور لا بھی نہ سکو گے تو اس آگ سے بچاؤ کرو جس کا ایندھن منکر لوگ اور پتھر ہیں۔ مومنوں اور نیک عمل والوں لئے آرام کی جگہیں ہیں جن کے تلے نہریں بہتی ہیں جب کبھی اس سے کوئی میوہ دیا جائے گا کہینگے یہ تو وہی ہے۔ جس کا ہمیں پہلے وعدہ دیا جا چکا تھا اور پھر ایک نہیں بلکہ رنگا رنگ ایک جیسے دوسرے دئے جاویں گے اور ان کے لئے اسمیں جوڑے ہوں گے۔ بیبیاں ہی ہوں

مَا ذَقنا

یہ تو تھوڑی سی چیز ہے جو اللہ بیان کرتا ہے۔ اور جنت کے نعما کے مقابل میں ایسی ہی جیسی مچھر کے سامنے ہاتھی۔ تاہم کسی بات کے سمجھانے کے لئے مچھر سی بلکہ اس سے بھی ادنےٰ مثال دینے سے اللہ نہیں رُکتا۔ جو ایماندار ہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ یہ ان کے رب سے برحق ہے اور جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں اس مثال سے اللہ نے کیا ارادہ کیا۔ بہتیرے اس سے گمراہ ہوتے اور بہت ہدایت پاتے ہیں۔ گمراہ کون ہوتے ہیں وہی جو بدعہد ہیں اپنے عہد کا پاس نہیں رکھتے جن سے اللہ نے قطع تعلق کر دینے کے لئے فرمایا ان سے تعلق جوڑتے ہیں اور جن سے تعلق جوڑنے کے لئے کہا ان سے قطع تعلق کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ مگر شرارت کا پھل سوائے ٹوٹا پانے کے کچھ نہیں۔

دیکھو تم کچھ نہ تھے خدا نے زندہ کیا پھر مار دیگا اور جزا اور سزا کے لئے زندگی دیگا۔ اس نے تمہاری بھلائی کے لئے زمین کی سب چیزوں کو پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں درست کیا سات آسمان اگر کسی طرح نہیں مانتے تو یوں تو مانو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے اور علم والوں کی بات ماننا فطرت انسانی میں داخل ہے۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء

آئندہ آنے والی باتوں کی نسبت مدبران ملک پیشگوئی کرتے ہیں جن کے تجارب صحیح آئندہ واقعات کے متعلق ہوں وہ تمدن کے فلاسفر کہلاتے ہیں جو دوائی اور نسخہ تجویز کرتے ہیں وہ بھی مریضوں کے متعلق ایک پیشگوئی کرتے ہیں جن کی ایسی پیشگوئیاں کثرت سے صحیح ہوں وہ طبیب حاذق کہلاتے ہیں ایک اور قوم ہے جو کسی حساب کی بنا پر پیشگوئی کرتی ہے پھر یہ پیشگوئیاں جسکی زیادہ صحیح ہوں وہ منجم کہلاتا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر ایک اور قوم ہے جس کے دماغوں کی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ وہ آئندہ واقعات کے متعلق بعض اوقات صحیح پیشگوئیاں کر سکتے ہیں ان میں سے جو اخلاق فاضلہ اور عقیدہ صحیحہ رکھتے ہیں وہ ولی کہلاتے ہیں دوسرے ہٹ پوپو۔ پھر ایک قوم ہے جو ملائکہ کے نام سے مشہور ہے ان کو بعض حالات کی قبل از وقت اطلاع خدا کی طرف سے دیجاتی ہے۔

پھر ان سے بالاتر ایک اور قوم ہے جو ملائکہ سے میرے خیال میں افضل ہے انہیں رسول یا نبی کہتے ہیں ان کی اگر کوئی پیشگوئی بظاہر صحیح نہ ہو تو آمر ان کی ترقی کا موجب ہے کیونکہ ایسی بات پیش آنے سے توجہ جناب الٰہی میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توجیہ طلب کریگا۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو اطلاع دی کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔

خلیفہ۔ اس کے تین معنے ہیں (۱) قوم کا قائم مقام یخلف قوماً (۲) جو اپنی جگہ کسی کو قائم مقام چھوڑے یخلف قوماً (۳) وہ بادشاہ جو نافذ الحکم ہو جسے پنجابی میں میاپر ونیا کہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کے متعلق تینوں باتیں صحیح ہو سکتی ہیں ان سے پہلے بھی قومیں ہو سکتی ہیں اور بعد بھی ہوئیں اور اللہ نے انہیں طاقت بھی بخشی ایک اور جگہ داؤد کے متعلق یہی لفظ فرمایا۔ انا جعلناک خلیفۃ

حضرت حق سبحانہ نے یہ اطلاع ملائکہ کو دی ہے اور ہرگز ہرگز بطور مشورہ نہیں بتایا جن لوگوں کا یہ خیال ہے وہ غلطی پر ہیں خدا کسی سے صلاح نہیں پوچھا کرتا اطلاع کا نام مشورہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا تو مقرر کریگا اسے جو فساد کرے گا اور خون ریزی۔

نہین۔ اس پر انہون نے بڑا بھاری معاہدہ کیا اور اس معاہدہ مین رسول اللہ نے ان سے قسمین لین۔ آپ نے فرمایا میرے مدینہ مین لیجانے کے یہ معنی ہین کہ سارے جہان سے لڑائی کے لئے تم تیار رہو۔ مکہ مین قریش دشمن ہین۔ پھر نجد۔ غطفان و مصر کو ساتھ ملا نگو پھر عراق و شام کے راستے کی قومین ان کے ساتھ ہین۔ اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔ اگر یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہو تو مجھے لے چلو۔ انہون نے عرض کیا کہ ہم حاضر ہین۔

عرب مین بہت سے آگین جلاتے تھے ایک آگ نار الحرب کہلاتی ہے چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے ۔ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاءہ اللہ ویسعون فی الارض فسادا۔ مین نے غور کیا تو معلوم ہوا لڑائی آگ سے شروع ہوتی ہے چنانچہ پہلے دل مین ایک آگ اٹھتی ہے۔ پھر وہی آگ تمام گھر مین پھیلتی ہے پھر دوسرے لوگون کے ساتھ ملانے کے لئے ان کی دعوتون کے لئے آگ جلانی پڑتی ہے۔ پھر پہاڑ پر آگ جلا کر اس مہمانی کو وسیع کیا جاتا ہے پھر بارود کی آگ ہے پھر اس کی آگ سے توپ کی آگ ہے۔ ڈائنامیٹ کی آگ ہے۔ پھر رسول سے جنگ کرنیوالون کا اخیر انجام دوزخ ہے کہ وہ بھی آگ ہے۔

اس قدر تمہید کے بعد مین اس آیت کے معنے کرتا ہون یعنی جب آپ تشریف لائے تو اس وقت جو قوم تھی ان مین عبد اللہ بن ابی بن سلول ایک شخص تھا لوگون نے ارادہ کیا کہ نمبرداری کی پگڑی اسے باندہین جن دنون مین جلسہ نمبرداری کا ارادہ تھا نبی کریم آگئے اور اوس کی بات بگڑ گئی اُسے بہت رنج پیدا ہوا اور وہ اکثر موقعون پر رنج نکالتا رہا۔ لیکن کھل کر مخالفت نہ کر سکتا تھا۔ اس طرز کے آدمی منافق کہلاتے ہین یہ اندر ہی اندر کڑھتے رہتے ہین۔

پس

ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے جلانا چاہا ہے آگ کو ۔ گویا نبی کریم کو بلوا کر سارے جہان سے جنگ کی ٹھانی۔ جب جنگ کی آگ اردگرد بھی بھڑک اٹھی تو ان لوگون کا نور معرفت جاتا رہا۔ جب نار مین سے نور نکل جاتے تو پیچھے اوس کی تپش وھوان اور تکلیف رہ جاتی ہے اسی طرح ان لوگون کا حال ہے جب اون کا وہ نور جو حصہ ہے ایمان اور معرفت کا اور اللہ کو راضی کرنے کا۔ جاتا رہا تو وہ اندھیرے مین پڑ جاتے ہین اندھیرا بھی ایک نہین بلکہ کئی اندھیرے۔ جیسے کچھ رات کا اندھیرا پھر کچھ معاً روشنی گم ہو جانے سے جو اندھیرا ہو جاتا ہے وہ۔ پھر بادلون کا اندھیرا پس وہ کچھ دیکھتے نہین اور کچھ سوجھائی نہین دیتا اور دکھائی کس طرح دے جبکہ تمیز باقی نہین۔ دل کمزور ہے اس لئے حق کے شنوا نہین رہتے پھر حق کے گویا نہین رہتے۔ حق کے گویا بننے مین بڑے فائدے ہین جب انسان دوسرون کو نیکی سمجھاتا ہے تو آخر اپنی حالت پر بھی شرم آتی ہے کہ مین جو اورون کو نصیحت کرتا ہون خود میری اپنی حالت کیا ہے اور جب اپنی اصلاح نہین کرتا تو دوسرون کی اصلاح کے لئے کیا کہہ سکتا ہون اس لئے میرا پختہ اعتقاد ہے کہ انسان وعظ سنے اور وعظ کرے کہ اس سے بھی راہ حق ملتی ہے لیکن اس شخص کی حالت قابل رحم ہے جو نہ تو آنکھ رکھتا ہے جس سے رستے مین ہلاکت کی چیز کو دیکھ کر بچ سکے اور نہ کان ہین کہ کسی ہمدرد کی آواز سن کر بچ جائے جو اسے بتائے ۔ کہ دیکھو اس رستے نہ آؤ اور نہ زبان ہو کہ خود چلا کر کسی سے پوچھے کہ میان فلان مقام پر پہونچا دو۔ اور وہ اسے پہنچا دے پس وہ جو نہ حق کا شنوا ہے نہ حق کا گویا نہ حق کا بینا ہلاکت کی طرف سے مڑ کر نیکی پر نہین آسکتا۔

صیب۔ مینہ کو کہتے ہین۔ صیب کہتے ہین نیچے اُترنے اور جھکنے کو۔ مینہ کا پانی چونکہ نیچے کو گرتا ہے اس لئے اس کا نام صیب ہے۔

من السماء ۔ یعنے اس مینہ کیطرح جو بادل سے گر رہا ہو۔ پھر وہ مینہ کس وقت کا ہو جبکہ سورج بھی نہین۔ چاند بھی نہین ستارے بھی نہین اسپر بادلون کا اندھیرا۔ اس مین رعد ہے یعنے بجلی کی کڑک اور برق یعنے بجلی نادان انسان اپنی انگلیان کانون مین کر لیتے ہین موت سے بچنے کے لئے۔ مگر ایسے لوگ واقعی کم عقل ہین کیونکہ سائنس دان جانتے ہین کہ بجلی بہت تیز ہے وہ روشنی سے بھی پہلے پہونچتی ہے اور آواز اس کے بعد آتی ہے چنانچہ چھاونیون مین جہان توپ دغتی ہے وہ جانتے ہین کہ چمک پہلے پہونچتی ہے اور آواز اس کے پیچھے۔ اسی طرح بجلی کی آواز کا حال ہے آواز پہونچنے پر انگلیان کانون مین کرنے اور چھپ جانیوالا بیوقوف ہے کیونکہ جو مار بجلی سے کرنی ہوتی ہے وہ تو اس سے پہلے کر چکتی ہے۔ منافق کی طبیعت کا حال بارش کی مثال سے کھلتا ہے۔ جب بارش آتی ہے تو جو لوگ ندیون کے کنارے پر ہین یا جن کے دکان کچے ہین اور بیپاری ٹھیک نہین یا جنہون نے نمک خرید رکھا ہے اون کو بہت خطرہ ہوتا ہے اور بعض ایسے ہین جو اس بارش کو اپنے لئے رحمت سمجھتے ہین۔ انہون نے بجلی کی روک کے لئے سلاخین اور تانبے کے تار کنوئین مین ڈال رکھے ہوتے ہین وہ بہرحال خوشحال ہوتے ہین۔

اسی طرح کمزور انسان زمانے کے حوادث کی تاب نہ لا کر ایمان سے دور چلے جاتے ہین بعض وقت غریبی کے سبب خدا کو کوستے ہین۔ لڑکا مر جاتا ہے تو خدا کو گالیان دیتے ہین ایسے نابکار بھی مین نے دیکھے ہین جو خدا کی خدائی پر الزام دیتے ہین اور تھوڑی سی مصیبت کو برداشت نہین کر سکتے ایک شاعر کا ذکر کرتے ہین کہ اوس نے شعر کہا جو اس کی نظر مین خاص طور سے قابل انعام تھا اور اس نے سنا تھا کہ سعدی نے ایسا ایک شعر کہا تھا تو اسکو خاص طور سے انعام آلہی ملے تھے۔ پس اس امید پر اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اتفاق سے ایک چیل کی بیٹ منہ مین پڑ گئی اس پر وہ بول اٹھا۔ کہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد ۔ غرض ویسے ایسے نادان لوگ ہوتے ہین بعض خدا کا ادب کرتے تو گردش دوار اور زمانہ کو کوستے ہین مگر اس کوسنے کا فائدہ کیا؟

اللہ جلشانہ نے یہ بات فرمائی کہ مینہ بیشک ہے اس مین کڑک بھی ہوتی ہے بجلی بھی ہوتی ہے۔ اندھیرے بھی ہوتے ہین اس پر نادان تو غیر محل و غیر موقعہ پر اپنے بچاؤ کے سامان کرتے ہین مگر وہی بارش بہتون کے لئے مفید ہوتی ہے اسی طرح احکام شرع اور دنیا کی مصیبتین جب نازل ہون تو بہت سے لوگ ایمان لاتے ہین اور مشکلات مین گھبراتے نہین۔ ایک جذامی کا حال مجھے معلوم ہے کہ مین نے اس سے کہا کہ آپ کے علاج کا مجھ مین ایک جوش پیدا ہو گیا ہے اوس نے کہا کہ رہنے دیجئے۔ مین تو جس حال مین ہون خوش ہون تنہائی ہے لوگ کم آتے ہین دعاؤن کا موقعہ ملتا رہتا ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہین کہ گھبرا جاتے ہین اور خدا کو کوستے ہین مگر یہ نہین سوچتے ۔ کہ ہم خدا کا کیا بگاڑ سکتے ہین وہ

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

رکوع چہارم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اللہ جو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ کچھ نواہی بھی ہوتے ہیں۔ یہاں اسکن۔ کلا منہا رغداً تو احکام ہیں اور لاتقربا نہی ہے

ھذہ الشجرۃ۔ ایک درخت سے منع کیا جو ان کے لئے مضر تھا۔ بے جا تکلیف اٹھائی ان لوگوں نے جنہوں نے اس درخت کا نام ڈھونڈا ہے میرا اپنے ذوق کے مطابق یہ اعتقاد ہے کہ ہر شخص کو کچھ حکم دیا جاتا ہے تو ساتھ ہی کچھ ممانعت بھی کی جاتی ہے۔ کلوا واشربوا کے ساتھ ولا تسرفوا فرمایا ہے ایسا ہی آدم کو کسی بات سے جو اس کے مضر تھی روکا۔

فتکونا من الظالمین۔ ایسا کروگے تو اپنی جان پر بوجھ ڈالوگے آدم خدا کا مصطفےٰ اور مجتبیٰ تھا اور قرآن مجید میں آیا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ جس سے معلوم ہوا کہ برگزیدہ لوگ بھی ظالم ہیں مگر وہ ظالم نہیں جن کے ظلم کا نتیجہ برا ہے۔ بلکہ وہ نفس پر رضاء الٰہی کے لئے ظلم کرتے ہیں۔

فازلھما الشیطان۔ شیطان کو بھی ایک موقعہ معلوم ہوا اس نے پھسلانا چاہا۔

عنہا۔ اس درخت سے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ نسی فلم نجد لہ عزماً۔ کچھ مدت کے بعد آدم حکم الٰہی کو بھول گئے اور یہ کسی انسان کے لئے موجب تعجب نہیں ہو سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آدمی نماز کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ گھر سے آتا ہے وضو کرتا ہے پھر پہلی رکعت دوسری سے بالکل مختلف ہے پھر بھی بھول جاتا ہے قرآن مجید کی آیات کا بھی یہی حال ہے بعض وقت معمولی آیت قرأت کے وقت بھول جاتی ہے روزہ رکھا جاتا ہے مگر بھول کر پانی پی لیتے ہیں۔ یہ عجائبات قدرت ہیں۔

اخرجہما۔ اس نے نکال دیا اس حالت سے جس میں وہ تھے پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بعض تمہارے دشمن بھی ہیں تو تم چوکس رہو۔

اھبطوا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ سزا نہیں۔ آدم نے خدا سے کچھ باتیں سیکھیں جیسے حضرت ابراہیم نے اذا ابتلی ربہ بکلمات فاتمھن۔ یعنی کچھ احکام دئے جن کو ابراہیم نے پورا کیا تو امام بنایا گیا۔ اسی طرح خدا نے حضرت آدم کو درجات عطا فرمائے۔

ھو التواب الرحیم۔ کے بعد قلنا اھبطوا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ہبوط سزا ہرگز نہیں یہ قرآن شریف کے سیاق کے بالکل خلاف ہے۔

فاما یاتینکم منی ھدًی۔ ہمارا ہدایت نامہ جب آئے تو قاعدہ یاد رکھو جو تابع ہوگا اس پر کوئی خوف و حزن نہیں۔ ہر زمانے میں ایک تغیر آتا ہے اس تغیر میں ایک قوم خوف و حزن میں ہوتی ہے۔

رسول کریم جب مبعوث ہو کر پبلک میں آئے تو لا الہ الا اللہ کا وعظ کیا۔ اس وقت دو مذہب تھے ایک موحد دوسرے بت پرست۔ ان میں سے جو متبع تھے حضرت نبی کریم کے وہ کامیاب ہوئے اور سارے عرب کو ساتھ ملا لیا۔ مگر کافر اسی خوف و حزن میں رہے عبد اللہ بن ابی اور ابوجہل کو ہزار ہا سخت رنج تھا اور پھر کفار کو کتنا حزن ہوا ہوگا جبکہ دونوں کے بیٹے مسلمان ہو گئے۔

غرض جو فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں وہ سکھ پاتے ہیں اور جو مقابلہ کرتے ہیں وہ اصحاب النار جل بھن کے کباب ہو جاتے ہیں۔ ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ مومنوں کو بھی خوف و حزن ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مومنوں کے لئے یہ وعدہ ہے ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ غرض یہ خوف جہاں ایک فریق کے لئے کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔ تو دوسرے کے لئے ناکامی کا

۳۰۔ جنوری ۱۹۰۹ء

سارا قرآن شریف حقیقت میں الحمد کی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تین گروہوں کا اور اپنی صفات میں سے چار صفات کا ذکر کیا ہے ایک گروہ کا نام منعم علیہم ہے۔ بہت سے لوگ منعم علیہ ہو کر ہی مغضوب بن جاتے ہیں۔ مغضوب علیہ وہ ہوتا ہے جو علم پر عمل نہ کرے اور کسی سے بے جا عداوت رکھے احادیث میں یہود بتائے گئے ہیں ان میں یہی بات ہے کہ بے جا عداوت رکھتے ہیں اور جو انعمت علیہم ہو کر علم نہیں رکھتے اور کسی سے بے جا محبت رکھتے ہیں وہ ضالین ہیں۔ احادیث میں ان کا نام عیسائی آیا ہے یہاں یعقوب کا نام چھوڑ دیا ہے اسرائیل کو یونانی زبان میں س بجائے ش بولتے ہیں۔ اشر کے معنے سپاہی بہادر۔ خدا تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کا یہ نام رکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا بہادر سپاہی ہے۔ ماں باپ نے تو یعقوب نام رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسرائیل نام رکھا۔ یا بنی اسرائیل فرما کر ان کو بتایا کہ تم کن اسلاف کی اولاد ہو۔

انعامات کو یاد کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ ہمارے احکامات کی بجا آوری میں سستی نہ کرو ہمارے احکامات کی بجا آوری کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو نتائج پہلوں کو عطا ہوئے ہیں وہ تم کو بھی عطا ہو جائیں گے۔ بعض اوقات انسان کو ایک اندیشہ مشکل پیش آ جاتی ہے وہ یہ کہ بعض آدمی غریب ہوتے ہیں اور ان کو فکر ہوتا ہے کہ ہم کسی بڑے آدمی کی مخالفت کریں گے تو ہم کو نقصان پہنچے گا۔

ان معنوں پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ خدا کے سامنے ملائکہ نے اعتراض کیوں کیا اس لیے اس سے بچنے کے لیے بعض نے یہ معنے کئے ہیں کیا آپ بھلا ایسا بنانے لگے ہیں۔ جو فساد و خونریزی کرے گویا استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے کہ فرشتے جو عرض کرتے ہیں۔ وہ خود اس اعتراض کے نیچے ہیں وہ یہ بات کہہ کر آدم کو مفسد ٹھہراتے اور اوس کو مرواتے ہیں اور ان انبیاء و اولیاء کے ظہور کے مانع ہیں جنہوں نے اپنے کمالات سے مخلوق کو نفع پہنچایا اور خدائی جلال کو ظاہر کیا اس طرح وہ خونریزی کے مرتکب ہوتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں

بہرحال مجھے تو وہی پہلے معنے پسند ہیں کیونکہ اس سے مجھے بہت فائدہ پہونچا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے ایک خاص آدمی کے بارے میں پوچھا کہ آپ اسے کیسا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا نیک ہے۔ بزرگ ہے اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ تو میرزا صاحب کا مخالف ہے۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا۔ آدم کی خلافت پر اس کے خلافت کہنے والے تو ملائکہ کہلاتے ہیں اور میں نے اسے ملک بھی نہیں کہا

نحن نسبح بحمدک .. ونقدس لک - اس پچھلی بات کا فرشتے اقرار کرتے ہیں کہ ہم تجھے کل عیب سے پاک سمجھتے ہیں اور تیری ذات اس سے اعلیٰ و ارفع ہے اور اقدس ہے کہ کوئی ایسا فعل کرے جس کا نتیجہ اچھا نہ ہو یہ قول کہ فرشتوں نے گویا اپنے تئیں منصب خلافت کے قابل سمجھا میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں تم سے اعلم ہوں اور اب اس اعلم ہونیکا ثبوت دیتا ہے کہ علم آدم الاسماء کلہا۔

الاسماء۔ کچھ نام سکھا دئیے وہ نام کیا تھے اس پر لوگوں نے بحث کی ہے صوفی تو کہتے ہیں۔ اللہ نے اپنے نام سکھائے فلاسفر کہتے ہیں چیزوں کے نام اور خواص یہ سب باتیں قیاسی طور پر کہی جاتی ہیں کسی وحی سے ثابت نہیں پس میں اتنا کہونگا کہ اللہ نے کچھ باتیں سکھائیں اون کو اللہ خوب جانتا ہے پھر فرشتوں سے کہا کہ کیا تم بتا سکتے ہو۔ اس پر ایک عیسائی نے اعتراض کیا کہ اللہ نے ملائکہ سے ناانصافی کی۔ کہ ان کو نہ بتایا اور آدم کو بتایا۔ حالانکہ وہ نادان نہیں جانتا۔ کہ ثابت بھی یہی کرنا تھا کہ جسے میں علم دوں وہ عالم ہے اور جسے میں نہ دوں وہ جاہل ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ کلکم ضال الا من ھدیتہ کلکم عار الا من کسیتہ۔ پہلے دونو جاہل تھے اور دونوں تعلیم کے محتاج۔ آدم کو پڑھا دیا اسے آ گیا۔ ملائکہ کو نہ پڑھایا اسے نہ آیا چنانچہ فرشتوں نے خود اقرار کیا۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا۔ پھر فرمایا۔ اعلم غیب السموات والارض۔ خدا تعالےٰ زمین و آسمان کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے وہ علیم حکیم ہے۔ ایک بچہ درزی کو دیکھے کہ اس نے تمام تھان کے ٹکڑے کر دئیے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کیونکہ نہیں جانتا کہ یہ ٹکڑے ایک اعلیٰ ملبوس بننے والے ہیں اسی طرح اللہ کے مصالح اکثر نادانوں سے مخفی رہتے ہیں وہ ظاہری ... صورت دیکھ کر چلا اٹھتے ہیں۔

گلستان میں ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ لنگڑا ہو گیا اور ایک دن بیگار میں لوگوں کو پکڑ رہے تھے اُسے چھوڑ گئے تو وہ خدا کا شکر بجا لایا۔

قرآن شریف میں موسیٰ اور خضر کا قصہ ہے۔ خضر نے ایک کشتی کو عیب دار کر دیا اور بعد میں اوس کی حکمت ظاہر ہوئی۔

پس ہمیں چاہیئے خدا کی حکمتوں پر ایمان لائیں اور اسکے حکم مانیں شیطان نے اپنی رائے کو ترجیح دی۔ اس نے انکار کیا اگر بازی کی ملافہ ہوگیا۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۹ء

بہت سے لوگ خدا کا فضل لیکر غضب کما لیتے ہیں بعض غضب تو نہیں کماتے مگر بھول جاتے ہیں۔ خدا کے انکار و شرک وغیرہ کی سزائیں بعد الموت ہیں۔ مگر شوخی۔ بے حیائی کسی کو دکھ دینا کسی کی ہتک کرنا ان سب کے عذاب اسی دنیا میں بھی آتے ہیں جو محض خدا کے حقوق ہیں اون کے لئے تو کوئی شئت معاف کی جاتی ہے مگر حقوق العباد میں دست درازی کرنے کی سزا بہت جلد ملتی ہے

بعض آدمیوں کو خدا تعالیٰ حسن دیتا ہے مگر وہ اسی نعمت سے دوسروں کو اپنی طرف رجوع کرا کے اپنے لئے موجب غضب بنا لیتے ہیں۔ دولتمند انسان کے پاس دولت ایک نعمت ہے۔ مگر یہی نعمت خدا کا غضب بن جاتی ہے اگر اسے فضولیوں اور عیاشیوں میں صرف کیا جائے یہی حال تندرستی۔ ذہانت۔ فراست۔ موزونیت طبع کا ہے کہ بعض ایسی باتوں میں لگ جاتے ہیں جو حسن و عشق سے وابستہ ہیں ایک گندی کتاب ہمارے بچپن کے زمانہ میں پڑھائی جاتی تھی جس کا نام بہار دانش ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک شاگرد اپنے استاد کے آگے کس طرح اوسکا ترجمہ کر سکتا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ ذہن و ذکا۔ فہم و فراست۔ جاہ و جلال۔ حسن و جمال دیتا ہے مگر انسان انعام لیکر غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

الم سے الحمد کی تفسیر شروع ہوئی ہے پہلے منعم علیہم کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ متقی ہوتے ہیں۔ غیب پر ایمان لاتے۔ دعا اون کا شیوہ ہوتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ کے الہامات کو مانتے ہیں پھر وہ لوگ ملہم بنتے ہیں اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔

پھر مغضوب علیہم کا ذکر فرمایا وہ بے ایمان ہیں نہ اون کے دل زندہ ہیں نہ اون کے کان شنوا نہ آنکھیں بینا۔ ایک اور بدبخت ہیں جن کا ظاہر و باطن یکساں نہیں شریروں کے پاس آ کر کہتے ہیں۔ انا معکم مومنوں کے پاس کہتے ہیں۔ آمنا پھر منعم علیہم کا ذکر کیا ہے پھر مغضوب علیہم کا۔ جو قرآن شریف کا مقابلہ کرتے ہیں اور بتایا ہے کہ سکھ اللہ کے فرمان ماننے سے حاصل ہوتے ہیں اور دکھ نہ ماننے سے یضل بہ کثیرا سے ضالوں کا ذکر کیا ہے وہ کون ہوتے ہیں جو بدعہدی کرتے ہیں اور ان سے میل و جل رکھتے ہیں جن سے اللہ نے قطع کا حکم دیا ہے یہاں تک علمی رنگ میں منعم علیہم۔ مغضوب علیہم اور ضالوں کا ذکر کیا ہے۔

اب جو رکوع اس وقت پڑھتا ہوں اوسمیں نام لیکر ایک منعم علیہم کا ذکر ہے یعنی آدم اور ایک مغضوب علیہم یعنے شیطان کا اور بیچ میں پڑنے والے گروہ ملائکہ کا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

شرمندہ ہو تو اسے گراں گذرتا ہے۔

فضلتکم علی العالمین
لا تجزی نفس عن نفس

احمدی قوم پھر قادیان کے رہنے والے خصوصیت سے اس پر غور کریں۔ ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ کوئی بھی کسی بھی کے کام نہیں ہو سکتا۔ والدہ کو کتنی محبت ہوتی ہے مگر ذرا بچے کے پیٹ میں درد اٹھے وہ اس درد کو بانٹ ہی نہیں سکتی۔ سب سے زیادہ محبت کرنے والے تو پیر ہوتے ہیں ان پیروں میں سے سب سے بزرگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جنہوں نے ہمیں نجات کا راستہ دکھایا ۔ کی چار پانچ تک سکھائی پھر ہم نے اپنے امام کو دیکھا۔ میں بیمار ہوتا تو وہ میرے لئے قربانیاں کرتے اور بار بار مکان کی تبدیلی کراتے اور دم بدم خبر منگواتے ایسا دردکسی میں ہو سکتا ہے۔ پھر بھی جب وہ فوت ہونے لگے تو ہم نے کیا کر لیا۔ بعض وقت سفارش بھی کام دے جاتی ہے مگر ایک وقت سفارش بھی نہیں مانی جاتی۔ سو اخذہ الٰہی کا ایسا آتا ہے کہ

ولا یقبل منہا شفاعۃ ۔ یہاں شفاعت کی مطلق نفی نہیں ہے۔ کیونکہ الا باذنہ کا استثناء دوسرے مقام پر موجود ہے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ قرآن میں آ چکا ہے۔ دیکھو یہودیوں پر ایک وقت آیا کہ لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احداً ابداً وان قوتلتم لننصرنکم کہنے والے بھی کچھ بھی ان کے کام نہ آ سکے۔

یستحیون ۔ عورتوں کو زندہ رکھتے دوسرے معنے میرے نزدیک یہ ہیں کہ ان کے حیاء کو سلب کرتے

فرقنا بکم ۔ دریا کو تمہارے لئے الگ کر دیا کس طرح کیا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے فاضرب لہم طریقاً فی البحر یبساً۔ ایک راستہ اس دریا میں خشک نکال دیا ہے۔

وانتم تنظرون ۔ ایک فضل تو یہ تھا کہ دشمن کو ہلاک کر دیا اب دوسرا فضل یہ ہوا کہ دشمن کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا۔

وانتم ظالمون ۔ اور تم مشرک ہو گئے ان الشرک لظلم عظیم

تشکرون ۔ تا تم قدر کرو

الفرقان ۔ وہ مدد جس سے دشمن اور موسیٰ کے درمیان فیصلہ ہوا وہ یہی کہ فرعون غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل نجات پا گئے۔ اور ... ... لوگ ان کے وارث ہوئے

۴۔ فروری ۱۹۰۹ء

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک زمانہ میں طور پر تشریف لے گئے ایک شریر آدمی نے بچھڑا بنایا اور ان لوگوں سے کہا کہ یہی موسیٰ کا معبود تھا وہ بھول کر پہاڑ پر چلا گیا۔ تم لوگ تعجب کرو کہ ایک قوم بچھڑے کو کیونکہ خدا ٹھہرا سکتی ہے۔ سو میں تمہیں سناتا ہوں۔ کہ دیکھو آجکل ہندو کیسے ذہین اور چالاک ہیں۔ پھر بھی پتھروں کو معبود سمجھتے ہیں بچھڑے میں تو پھر ایک آواز تھی۔ پتھر میں یہ بات بھی نہیں۔ پھر پتھروں پر بھی اکتفا نہیں۔ بلکہ جمنا جی گنگا جی اور اس قسم کی کئی ندیوں کی پرستش کرتے ہیں۔ خیر یہ تو ہندو ہیں۔ مسلمانوں کا حال بھی اچھا نہیں۔ لاہور دار السلطنت ہے اس کی نسبت دار اشکوہ لکھتے ہیں کہ یہاں تین ہزار حفاظ قرآن شریف موجود ہیں۔ باوجود اس کے پھر علم قرآن ایسا مفقود ہے کہ وہاں بھی گھوڑے شاہ کی خانقاہ ہے۔ پھر اس قسم کی ہزاروں قبریں ہیں۔ جن پر پتلیاں یا رستے چڑھتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے صرف یہی کہ کوئی قوم خواہ کس قدر اچھی ہو۔ جب بروں سے اس کا تعلق ہو تو ان کی رسم و عادت نیکوں میں بھی رواج پذیر ہو جاتی ہے دیکھو مسلمان جانتے ہیں صبر بھی اچھی چیز ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ بے صبری کا نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ اور پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ چیخ کر رونا جائز نہیں۔ باوجود اس کے شیعہ کو دیکھ کر سنی بھی محرم میں روتے پیٹتے ہیں اور تعزیے بناتے ہیں میں نے تعزیہ بنانے والوں کو پوچھا ہے۔ کہ یہ واقعی امام حسین کی قبر ہے۔ تو وہ کہتے ہیں نہیں۔ پھر جب یہ جتایا گیا کہ جو دن امام حسین کے قبر بنانے کا ہے اس دن تم اس قبر کو توڑتے ہو۔ تو وہ بہت نادم ہوئے۔ غرض انسان کی غیرت اٹھ جاتی ہے اور وہ بدی کو نیکی سمجھنے لگ جاتا ہے یہاں بنی اسرائیل نے بھی ایسا ہی کیا کہ فرعونیوں میں رہتے رہتے وہ اپنے خدا کو بھول گئے اور گائے کی عظمت ان کے دلوں میں گھر کر گئی اور وہ اس کی پوجا کرنے لگ گئے۔ تو خدا نے فرمایا ۔ فتوبوا الی بارئکم تم اپنے بگڑنے والی کی پرستاری کرو۔

فاقتلوا انفسکم ۔ اس کے معنے میرے نزدیک یہ ہیں کہ اس جرم کے جو سرغنہ ہیں ان کو قتل کر دو۔ جو عام تھے ان کو خدا نے معاف فرما دیا جیسا کہ آگے فرمایا۔ فتاب علیکم۔

جہرۃً ۔ خدا کو کھلا دیکھ لیں۔ یا یہ بات کھول کر کہہ دی۔

موتکم فاخذتکم الصاعقۃ

ظللنا علیکم الغمام ۔ بیابان کے وقت بادلوں کا سایہ بھیجا۔

مَنّ ۔ جو رزق بلا محنت کسی انسان کو ملے ۔ الکمأۃ من المن ۔ ایسے کہ جو روٹی کھاتے ہیں میرے خیال میں وہ بھی من ہے کیونکہ ان کو وجہ معاش کے لئے کچھ پریشانی نہیں اٹھانی پڑتی۔

سلویٰ ۔ عربی زبان میں شہد کو بھی کہتے ہیں جو جنگلوں میں بافراط مل جاتا تھا اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھی کہتے ہیں

ظلمونا ۔ ہمارا نقصان نہیں کیا۔

وادخلوا الباب سجداً ۔ کسی بستی میں جاؤ تو پکا عہد کر لو کہ فرمانبردار ہو کر رہیں گے اور خلل اس کے مرتکب نہ ہوں گے۔

حطۃ ۔ توبہ کرنے سے ہم تمہارے گناہ بخشدینگے اور سجداً کا اجر زید المحسنین سے ظاہر ہے۔

۶۔ فروری ۱۹۰۹ء

واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ ۔ دنیا میں قحط پڑتے ہیں ان کے دور کرنے کے لئے دو راہیں ہیں ایک تو یہ کہ مدبران ملک نے مل کر سوچا کہ اب کیا تدبیر کریں اور پھر جو مجموعی طور سے رائے قائم ہو۔ اس پر عمل کیا۔ چنانچہ اس زمانے میں ریل گاڑی کو قحط کا علاج سمجھا گیا تاکہ جس جگہ پیداوار ہو وہاں سے اس جگہ فوراً پہنچائی جا سکے جہاں پیداوار نہیں ہوئی۔ پھر گرانی وارزانی کی اطلاع جلد ہم پہنچانے کے لئے

[illegible] ... تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible]
[illegible] ... پابند ہو جاؤ جو ہمیں سے ان پر ثمرات [illegible]
[illegible] ... [illegible] گا۔
[illegible] چونکہ ایسی شرعی حکم [illegible] کر [illegible] آدمیوں کو مشکلات ہوتی ہیں اور [illegible] آدمیوں کا
[illegible] تکلیف دین اس سے فرماتا ہے۔ ایای فارھبون
[illegible]

[illegible] اس حق بات کا اظہار ہو جو [illegible] یا ضعف جاہ و جلال یا ضعف علم و ہمت سے نہیں
[illegible] آدمی غریب ہے اپنا جیسا نہیں پس وہ دوسروں کا محتاج ہے فرماتا ہے کہ
تم اظہار حق میں کسی کی پرواہ نہ کرو۔ تم میرے وفادار بنو اور میرا ڈر رکھو میں ضرور تمہاری مدد
کروں گا۔ یہ ضعفاء کے لئے ہے۔

مصدقا لما معکم۔ مصدقاً پر بعض عیسائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ مسلمان کیوں
انجیل پر عمل نہیں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم مصدق ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ انجیل وہ ہو
جو عیسیٰ پر نازل ہوئی اگر وہ انجیل ہو تو ہم اس کے مصدق ہیں۔
پھر [illegible] مصدق اس چیز کے لئے ہو سکتی ہے جو تصدیق کی محتاج ہو مثلاً سبت مناؤ یا یہ کرو
تو یہ محتاج تصدیق نہیں۔ تصدیق کی محتاج پیشگوئیاں ہوتی ہیں اسلام کی وجہ سے جو تغیرات
کے بلاد اور مذہب میں ہوا۔ عیسائیوں سے ہمارا سوال ہے کہ آیا اس کے متعلق کوئی
پیشگوئی تمہاری کتابوں میں ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ پوری ہو چکی۔
تصدیق کے دوسرے معنے سچ کو سچ کہنے والا۔ جھوٹ کو جھوٹا کہنے والے کو مصدق نہیں
کہتے پس جو ان کتابوں میں سچ ہے اس کو اپنی تعلیم میں لیکر سچا ثابت کر دیا اور جو جھوٹ تھے
اس کی تکذیب کر دی۔ مثلاً یہود کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور مسیحی کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں
پس فرمایا۔
لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ۔

ولا تکونوا اول کافر بہٖ۔ یعنے تم پڑھے ہوئے کافر بنو گے تو اول درجہ کے کافر کہلاؤ گے
گو مشرک پہلے کافر ہوئے تھے مگر وہ جاہل تھے اس لئے پڑھے ہوؤں سے کہا
کہ تم اول درجہ کے کافر ہو گے کیونکہ تم کو منہاج نبوت کا علم ہے اور پھر کافر بنے۔
ثمناً قلیلاً کے یہ معنے ہیں کہ قرآن کی قیمت تھوڑی نہیں لینی چاہیئے بلکہ اس کا
مطلب یہ ہے کہ جھوٹے مسئلے بنا کے اپنی بڑائی یا دنیا چاہنا بہت کم ہے۔
قرآن مجید میں آیا ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل۔ جس سے ثمناً قلیلاً کے
معنے کھل سکتے ہیں۔
فاتقون۔ میرا تقویٰ اختیار کرو۔
انتم تعلمون۔ جب کہ تم پر حق واضح ہو چکا ہو۔ یہ سب علماء سے خطاب ہے۔
کیونکہ ایسے لوگ علماء میں بہت ہیں۔
[illegible] شیعہ نے ایک عالم سے پوچھا کہ کربلا جانا بہتر ہے یا مکہ جانا اس نے
[illegible]

کہ جان اللہ پر ہنستا چلا گیا۔ بعد میں کسی دوست نے پوچھا کہ کیوں حضرت یہ کیا فرمایا۔ کہنے لگے کہ اس نے
دیکھا کہ [illegible] مطلب یہ تھا کہ کربلا جانا ثابت ہی نہیں دیکھو اگر اسے حق کہنا منظور ہوتا تو ایسے
[illegible] پھر فرمایا کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ میں نے بہت کم
[illegible] زکوٰۃ دیتے دیکھا ہے ان میں زکوٰۃ کا رواج کم ہو [illegible] داروں کے ساتھ
ہو جاؤ۔
اتامرون الناس۔ ایسے نہ بنو کہ لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرو اور اپنے تئیں ترک کر دو۔
تنسون کے معنے ترک کرنے کے ہیں۔ قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے نسوا اللہ
فنسیھم افلا تعقلون۔ تم کیوں نہیں رکتے عقل ایک صفت ہے جس سے انسان اپنے
تئیں بدیوں سے روک سکتا ہے۔
یہ دو گروہ ہوئے۔ ضعفاء اور علماء۔ اب تیسرے گروہ کا ذکر آتا ہے یہ امراء کا گروہ ہے
ہمارے ملک میں ان لوگوں کے لئے گویا کوئی شریعت ہی نہیں۔ اور نہ کوئی واعظ ہے
ہر قسم کی بدی ان کے لئے مباح ہے ان کی مجلسوں والے نرے خوشامدی ہیں ایک
امیر نے بینگن کی تعریف کی حاضرین مجلس نے بھی ان میں ہاں ملائی۔ دوسرے دن اس نے بینگن
کی مذمت کی۔ تو وہ بھی مذمت کرنے لگا۔ ایک دوست نے کہا کہ یہ کیا؟ کہنے لگا میں تو امیر کا
نوکر ہوں بینگن کا نوکر نہیں۔
پس امراء کو خصوصیت سے حکم دیتا ہے کہ روزے رکھو۔ نماز پڑھو یہ طریق مشکل ہے۔ مگر
خشوع اختیار کرنے والوں کو نہیں۔
انھا کی ضمیر مونث ہے جو صبر و صلوٰۃ کی طرف پھرتی ہے۔ عربوں میں قاعدہ ہے کہ
مذکر و مونث مل جاویں تو مذکر کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اگر علیحدہ مونث و مذکر کو ضمیر پھرتا ہو تو مونث ہو گا۔
قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا۔
آ ضمیر فضہ کے لحاظ سے مونث آیا ہے حالانکہ اشارہ دونوں کی طرف ہے یہ انگریزوں
میں بھی رواج ہے کہ ہاتھ ملانے خطاب کرنے میں عورتوں کو مقدم کرتے ہیں مغرب
شعراء کا بھی یہی مسلک ہے۔ ایک شعر ہے۔ وما ذکر الرحمٰن یوماً ولیلۃ ملکنا الشیء فیھا لم تکن
لیلۃ البدر۔
الذین یظنون۔ یقین کرتے ہیں۔

۳۔ فروری ۱۹۰۹ء

یابنی اسرائیل۔ اللہ تعالیٰ مخاطب کرتا ہے ایک قوم کو اور فرماتا ہے کہ تم بہادر سپاہی کی
اولاد ہو اور بہادر بنو۔
میں سمجھتا ہوں تمہیں بھی مخاطب کر کے یہی کہتا ہے تم اپنے بزرگوں کو دیکھو کس طرح
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام اسلام کی اشاعت میں اپنی جان تک لڑا دی۔ صحابہ ایسے
بہادر تھے کہ ایک دفعہ نبی کریم نے ان سے کہا دریا کے کنارے پر جاؤ کچھ کام ہے تین سو
آدمی روانہ ہوئے اور میں حیران ہوں کہ یہ نہیں پوچھا کہ ہماری رسد کا کیا انتظام ہو گا۔ کچھ کھجوریں
مدینہ سے لے گئے سو رستے ہی میں ختم ہو گئیں۔ جب کچھ پاس نہ رہا [illegible]
کھاتے رہے۔ پھر ایک ویل مچھلی مل گئی جس پر تین سو آدمیوں نے [illegible]
[illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ہمارے ملک میں بھی ایسے محاورات بولے جاتے ہیں جیسے راوی پر لاہور آباد ہے یا راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے اور قرآن کریم میں ہے۔ دخلوا علی یوسف۔ اس سے یہ مراد تو نہیں کہ سب بھائی آکر یوسف کے اوپر چڑھ بیٹھے۔ ایک حدیث سے بھی یہ محاورہ صاف ہو جاتا ہے وہ ہجرت کی حدیث ہے۔ جس میں حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں فما فعرلنا الجبل

واذکروا ما فیہ۔ جو کچھ اس میں ہے اُس پر عمل کرو۔

تتقون۔ تاکہ تم دُکھوں سے بچ جاؤ۔

مخاطب بنی اسرائیل میں مگر میں سمجھاتا ہے کہ غار حرا میں رسول کریم بھی اوپر گئے تھے اللہ نے اُنہیں وہاں کتاب دی۔ تم اس پر عمل کرو تا دُکھوں سے بچ جاؤ۔

ولقد علمتم۔ خاسرون میں سے ہونے کی ایک مثال دیتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے حکم کو نہیں مانتے وہ کس طرح دُکھوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ علمتم یعنے تمہیں یہ واقعہ خوب معلوم ہے اعتدوا منکم۔ خدا کے حکموں سے نکل کر کام کیا اور الٰہی حد بندیوں کو توڑ دیا۔

فی السبت۔ سبت کے معنے ہیں آرام۔ راحت۔ آسودگی کے۔ لغت میں ہے السبت الراحۃ۔ اکثر لوگ جب خدا انہیں دولت و مال۔ جاہ و جلال۔ جتھا صحت عافیت دیتا ہے تو اس آسودگی میں خدا کو راضی کرنے کی بجائے ناراض کر لیتے ہیں اور قسم قسم کی بدیاں اور حق تلفیاں کرتے ہیں اور اس آرام میں حد سے بہت نکل جاتے ہیں۔ سبت کے ایک اور معنے بھی ہیں وہ ایک دن کا نام ہے۔ جیسے ہمارے ہاں جمعہ ہے یہودیوں میں بھی ہفتہ ایک دن ایسا مقرر کیا گیا تھا جس میں ارشاد الٰہی تھا کہ شکار نہ کرو وہ یوں کرتے تھے کہ گڑھوں میں مچھلیوں کو روک لیتے تھے اور دوسرے دن اُٹھا لاتے اور کہتے کہ آج تو سبت نہیں ہے شریعت کے احکام میں کئی لوگ ایسے حیلے بنا لیتے ہیں جس سے ظاہری طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا تو ان کے دلوں کی نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ اس کو یہ لوگ کیوں کر دھوکا دے سکتے ہیں۔ یاد رکھو اس آیت میں یہ نصیحت ہے کہ مرفہ الحال ہو کے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے تو وہ بھی بُرا۔ اور خدا نے جو عبادت کے وقت مقرر کر رکھے ہیں ان میں حیلہ گریوں سے کام لے تو وہ بھی بُرا۔ پس ان دونوں باتوں سے بچو۔ دیکھو ایک قوم نے ایام راحت اور یوم عبادت کی قدر نہ کی حکم الٰہی کی بجا آوری میں طرح طرح کے حیلے کئے تو اللہ نے اون کو یہ عذاب دیا کہ بندروں کی طرح ذلیل بنا دیا۔ وہ احکام کو ٹال کر اپنی عزت چاہتے تھے مگر خدا نے انہیں ذلیل کر دیا اور یہ واقعہ ایسا خطرناک ہوا کہ فجعلنا ھا نکالا۔ کہ اسے عبرت بنا دیا۔ ان لوگوں کے لئے جو اس وقت موجود تھے اور اون کے لئے بھی جو پیچھے آئینگے

پارہ ۹ رکوع گیارہ اور پھر پارہ ۶ رکوع ۱۳ میں فرمایا ہے کہ یہ لوگ کس طرح بندر بنائے گئے

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

پس جب ممنوع اُمور کو کرنا شروع کرنے لگے تو ہم نے کہا ہو جاؤ تم ... بندر ذلیل اور جب تیرے رب نے آگاہ کر دیا کہ ان (یہود) پر ایسے لوگوں کو مسلط رکھیگا جو قیامت تک انہیں بُری بُری دکھ پہونچاتے رہیں تحقیق تیرا رب جلد اعمال کا بُرا نتیجہ دینے والا ہے اور بات یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے اور ہم نے انہیں گروہ در گروہ بناکر ملک میں منتشر کر دیا ان میں سے بعض نیکوکار ہو گئے اور انہی میں سے بعض اور طرح کے ... ہے اور انہیں ہم نے دکھوں سکھوں سے آزمایا تاکہ رجوع کریں۔

(۲) قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

(۲) میں تمہیں آگاہ کروں کہ اللہ کے حضور بدتر بدلہ پانے والا کون ہے وہی گروہ جسے اللہ نے اپنی رحمت سے دور کیا۔ اس پر غضب نازل کیا جن کو بندر اور سوّر بنایا کیونکہ انہوں نے طاغوت کی فرمانبرداری کی انہی لوگوں کا بُرا ٹھکانا ہے اور سیدھے راستے سے بہت دور ہیں جب وہ تمہارے پاس آتے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر سے بھرے ہوئے آتے اور اسی کیساتھ نکل گئے اور اللہ جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور تو ان میں سے بہت کو دیکھیگا کہ گناہ اور زیادتی میں اور حرام خوری میں پیشدستی کرتے ہیں بہت بُرا ہے وہ امر جو وہ کر رہے ہیں

تذبحوا البقرۃ۔ وہ لوگ گائے کی پرستش کرتے تھے خدا نے ان سے درشتی گائے ذبح کرائی۔ مسلمۃ۔ ان کاموں (تثیر الارض۔ تسقی الحرث) سے بچے رہے داغ۔

۹ - فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

واذ قتلتم نفساً۔ اس آیت کے معنے کے متعلق مجھے شرح صدر نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہٖ علم سلئے میں متکلف ہو ہو کر اور بنا بنا کر اس آیت کے معنے بیان کروں۔ اسکی مجھے ضرورت نہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں

تار ایجاد کی گئی۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ جنگلوں کو آباد کر دیا تاکہ لوگوں کے لئے کافی غلہ بہم پہونچ سکے۔ ایک دنیادار تو اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتا۔ مگر انبیاء کی راہ ان راہوں سے علیحدہ ہے وہ ہر مصیبت کا علاج اللہ کے حکم کی ماتحت کرتے ہیں۔ دیکھو بعض صحابہ کرام کو جب کفار سے تکالیف پہونچیں تو وہ اور ملکوں کو ہجرت کر کے چلے گئے مگر نبی کریم خود نہیں گئے بلکہ ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ہم اور آپ اکٹھے چلیں گے میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے بھی ہجرت کا حکم دے اوروں نے اگلے اپنے ارادہ پر مستقل سفر کیا۔ مگر نبی کریم حکم الٰہی کے منتظر رہے اسی طرح آپ کے زمانہ میں قحط ہوا۔ آپ اور بھی تدابیر کر سکتے تھے۔ مگر انبیاء کا طریق دعا ہے اسی پر عمل کیا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بھی جب ایسی مصیبت پیش آئی تو انہوں نے پانی مانگا قوم کے لئے کس سے؟ چونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ ایک نبی اللہ ہی سے مانگتا ہے اس لئے اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ اس پر ہم نے الہام کیا۔

اضرب بعصاک الحجر۔ اس کے کئی معنے ہیں۔ سبھی معنے صحیح ہوں گے ایک تو یہ کہ اس پہاڑ پر تم اپنا عصا مارو وہاں بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور یہ امر ممکن ہے کیونکہ زمین کے اندر پانی چلتا ہے اور جہاں اللہ کی مرضی ہو چشمہ پھوٹ نکلتا ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کشف صحیح عطا کیا۔ آپ کو جب اعلام الٰہی سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی پانی قریب ہی جاتا ہے تو ہر چھا مارا اور اس سے چشمہ پھوٹ نکلا۔ میرے خیال میں تو کسی کا اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مگر ایک اور معنے ہی مجھے پسند ہیں وہ یہ کہ لے جا اپنی جماعت کو پہاڑ پر۔

عصا کے معنے عربی زبان میں جماعت الاسلام یعنے فرمانبردار جماعت کے ہیں۔ لاٹھی کو بھی اس لئے عصا کہتے ہیں۔ کہ اس پر انگلیوں کی جماعت اکٹھی ہوتی ہے۔

لا تعثوا۔ جب گھر سے بلا محنت کھانا ملے اور پیٹ بھر جاوے۔ تو بعض لوگ فرمانبرداری کی قدر نہیں کرتے۔ اور ان کے دماغ میں باغیانہ خیالات اٹھتے ہیں۔ پس وہ امن میں خلل ڈالتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے تمہیں بے محنت رزق دیا تو بجائے شکر فساد نہ کرو۔ عثی۔ سخت فساد کو کہتے ہیں۔ لا تعثوا۔ بہت شرارت نہ کرو۔

لن نصبر علی طعام واحد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے پانی ہی کا انتظام نہیں کیا بلکہ تمہیں اپنی جناب سے طیب کھانا بھی دیا۔ طعام واحد۔ ایک ہی طرز پر یعنی جنگل سے یا یہ کہ منّ جو انہیں ملتی تھی وہ ہمیشہ ہی ملتی۔ سلویٰ کی نسبت تورات میں لکھا ہے کہ چند روز ملی۔

بقلھا۔ ترکاریاں زمین کی۔

قثائھا۔ ککڑیاں زمین کی۔

فوم۔ لہسن کو کہتے ہیں اور گیہوں کو بھی۔

میری سمجھ میں انہوں نے ان چیزوں کا ذکر کر کے زمیندارہ چاہا۔ بالذی ہو خیر۔ بدلے اس کے

خیر۔ یہ خیر کیا تھی۔ سنو! مجھے ان معنوں پر یقین ہے کہ وہ خیر فرعون کی غلامی اور ماتحتی سے چھڑا کر جہاں ان کی صحت و قوی جسمانی میں فتور آ گیا۔ آزادی اور جنگل اور پہاڑوں کی رہائش اور بے محنت رزق کی بخشش تھی۔ خدا کا مقصود یہ تھا کہ ان میں حریت کی روح بھر جائے اور پھر یہ فارغ ہیں مگر انہوں نے اس انعام الٰہی کی قدر نہ کی اور کہا کہ زمیندارہ کریں گے۔

بعض حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک گھر میں زمیندارے کے آلات دیکھے۔ تو فرمایا ذلت کے سامان ہیں۔ اس ارشاد نبوی سے یورپ کی قوموں نے نفع اٹھایا۔ دیکھو کہ جنگلوں کو آباد کر دیا ہے مگر وہ زمینیں ہیں دیتے ہیں انگریزوں کو عموماً نہیں دلاتے یہ اس لئے کہ انہوں نے دیکھ لیا مسلمانوں کی چار قومیں سید۔ مغل۔ پٹھان۔ ترک فاتح ہو کر آئیں لیکن اگر زمیندارہ شروع کر دیا تو آخر کار کمزور ہو گئیں کیونکہ وہی زمین جو کسی مورث اعلیٰ کے پاس ہزار بیگھہ تھی۔ اولاد میں تقسیم ہوتے ہوتے ہر ایک کے پاس چار چار بیگھہ رہ گئی۔ جس سے قوت لایموت بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

خیر۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم نے چاہا وہ ہم سے نہ پایا جائیگا تم جا کر آباد کر لو۔ مگر ان سے یہ معاہدہ کرا لیا کہ شام کے فتح ہونے تک۔ دوسری قوم کے ساتھ جنگ کریں۔

ضربت۔ لگا دی گئی۔

ذلۃ۔ مال بدن کم ہوتے گئے۔ ذلت کے معنے کمی کے ہیں

مسکنۃ۔ بے دست و پا ہو گئے زمیندارہ چھوڑ کے کہیں نہ جا سکتے تھے۔ پھر یہ غضب زمیندارے سے نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے کہ وہ آیات اللہ کا کفر کرتے۔ انبیاء کے قتل کی تدبیریں سوچتے رہتے۔ یہ جرأت کیوں ہوئی پہلے چھوٹی چھوٹی نافرمانیاں کرتے تھے پھر جرأت بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہونچی۔ اس بات کا تماشا میں نے آگ سے دیکھا ہے کہ پہلے ایک دیا سلائی ہوتی ہے جس کی تیلی کے ایک کنارہ پر آگ مخفی ہوتی ہے۔ مگر رگڑ کھانے سے وہ بھڑک اٹھتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے وہ مکانوں اور شہروں کو جلا سکتی ہے اسی طرح گناہ پہلے تھوڑا سا ہوتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے فسق و فجور تک نوبت پہونچتی ہے۔ پھر اس سے کفر تک یہاں تک کہ دوزخ کی آگ اس کا انجام ہے۔ تم اپنے تئیں پہلے ہی سے بچاؤ تا ہلاکت میں نہ پڑو۔ بنی اسرائیل کی مثال سے عبرت پکڑو۔

۸۔ فروری ۱۹۰۹ء

ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ چونکہ اس وقت ایک مذہبی جنگ شروع تھی اس واسطے تمام قومیں خوف کی حالت میں تھیں۔ کہ خدا جانے ہمارا مذہب اور ہماری عزت باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مومن ہیں ان کا نشان یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی ڈر نہیں اور ان میں حزن باقی رہے گا۔

میثاق: پکا وعدہ۔

رفعنا۔ اونچا کر کہا ہم نے تم پر طور کو۔

بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ حضرت موسیٰ کے ساتھ اس شوق میں گئے۔ کہ ہم بھی مکالمات الٰہیہ سنیں۔ حضرت موسیٰ نے انہیں ہدایت کی کہ میں پہاڑ پر جاتا ہوں تم یہاں پہاڑ کے نیچے انتظار کرو۔ جب جناب الٰہی سے ارشاد ہوگا تمہیں اس دعا کے مقام پر بلاؤنگا چونکہ انہیں پہاڑ کے نیچے رہنے کی سخت تاکید کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تم پر پہاڑ کو اونچا کر کہا۔ (پھر اس میں زلزلہ آیا جس سے وہ سمجھے کہ وہ ہم پر گر پڑے گا) (باقی آئندہ)

چاہتے ہو۔ یہ اس طرح کہ

تظاھرون علیہم بالاثم والعدوان - بدکاری اور ظلم کے لئے ان کی پیٹھ بھرتے ہو۔ مدد دیتے ہو۔

قیدیوں کو تو فدیہ دے کر چھڑاتے ہو مگر جو اس سے برا کام ہے جلا وطن کرانا اس سے باز نہیں آتے۔

افتؤمنون ببعض الکتاب - یہ مرض آجکل بہت ساری ہے، کہ ایک ہی کتاب کے بعض احکام کی تو تعمیل کی جاتی ہے بعض کی مطلق پروا نہیں کرتے کئی لوگ ایسے ہیں - جو نماز پڑھتے ہیں مگر زکوٰۃ کا خیال تک نہیں روزے رکھتے ہیں۔ مگر نہیں سوچتے کہ کسی پر ظلم کرنا بُرا ہے - یوں تو تہجد گذار ہیں مگر لڑکیوں کو میراث دینے کی قسم ہے یہ بہت بُری بات ہے، اس سے بچو۔ ورنہ اس کی سزا جہنم ہے۔

وما اللہ بغافل عما تعملون - یہ ایک پیشگوئی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی -

مدینہ طیبہ میں ایک شخص ایک مسلمان کے ہاتھ سے اتفاقیہ طور پر مارا گیا - یہ واقعہ گذر گیا مگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام شہر کے لوگوں کو بُلا کر فرمایا کہ ہم مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا مناسب سمجھتے ہیں - تاکہ اسکی قوم کے لوگ ہماری مخالفت کریں - مگر امن عامہ کے شریک اس دیت کے دینے میں شریک نہ ہوئے بلکہ ایک مسلمان عورت نکلا سیدہ کرانے کے لئے قینقاع (جو لوہار تھے) کے محلہ میں گئی وہ گھونگٹ نکالے ہوئے تھی - شریر لوہار نے کہا کہ یہ کپڑا کیوں موہنہ پر ڈالے ہوئے اُس نے جواب دیا - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پردہ کا حکم دیا ہے اس پر اس بدمعاش نے شرارت سے لوہے کی ایک میخ پچھلی طرف کپڑے میں ٹھونک دی عورت اُٹھنے لگی تو اس کا کپڑا بھی پھٹ گیا اور گھونگٹ بھی اُتر گیا یہ حالت دیکھ کر بجائے اس کے کہ معذرت کرتے انہوں نے تمسخر اُڑایا عورت نے گھبرا کر کہا کہ کوئی ہے جو میری مدد کرے ادھر سے ایک مُسلمان بھائی نے یہ بات سُن لی وہ مدد کو دوڑا آپس میں وہاں لڑائی چھڑ گئی جس سے ایک قتل ہو گیا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی تو فرمایا کہ ہم نے بیرونی انتظام کے لئے یہ معاہدہ کیا تھا - تم اندرونی معاملات میں ایسے تیز ہو جاتے ہو کہ قتل تک نوبت پہونچ گئی ہے - جب وہ بہت تنگ ہوتے تو مدینہ چھوڑ کر چلے گئے -

ادھر بنو نضیر سے ایک حماقت ہوئی کہ کسی اپنے معاملہ کے لئے نبی کریم صلعم کو اپنے محلہ میں بُلا لیا اور وہاں ایک شخص کو سکھایا کہ جب یہ دیوار کے پاس بیٹھے ہوں تو تم اُوپر سے چکی کا پاٹ گرا دو - آپ کو ان کی اس بدنیتی کی خبر کسی نہ کسی طرح مل گئی اس لئے آپ یکدم اُٹھ کر چلے گئے اور اُن کا داؤ نہ چل سکا - یہ بات بڑھ گئی ان میں کچھ شاعر بھی تھے - وہ مکہ میں گئے اور وہاں کے سرداروں کو جا کر بھڑکایا اور بعض نے مسلمان عورتوں سے تعزل کیا اس لئے بنو نضیر کو حکم ہوا - کہ یہاں سے چلے جاؤ - جلا وطن کر دیا گیا حالانکہ ان سے معاہدہ لیا جا چکا تھا کہ وہ ایسے کام نہ کریں گے جن سے یہ جلا وطنی کرنی پڑے۔ ادھر مکہ والوں نے پیغام بھیجا کہ تم ان مسلمانوں کی عورتوں کو مار دو اور ہم باہر سے لشکر لے کر ان پر حملہ کرتے ہیں چنانچہ وہ ایک اپنے ساتھ گروہ احزاب کی قوموں کو جمع کر لائے سورۃ احزاب میں ان کا ذکر ہے آخر خدا تعالیٰ نے اس لڑائی سے مسلمانوں کو بچا لیا جب وہ لوگ چلے گئے تو آپ نے بنو قریظہ سے پوچھا کہ تم پہلے دو واقعے قینقاع اور بنو نضیر کے دیکھ چکے اور پھر بھی شرارت سے باز نہ آئے اور اب تمہارے حق میں ایک فیصلہ کرتا ہوں جو تمہیں ماننا پڑیگا - بدقسمت انسان نیک کی بات کو نہیں مانتا اس لئے اونہوں نے کہا - ہمیں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے انکا اُس نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جنگ کے شرکاء کو قتل کر دیا جاوے - یہ فیصلہ انہیں چار و ناچار منظور کرنا پڑا جن کو قتل کی سزا دیگئی ان کی تعداد کم از کم دو سو پچاس اور زیادہ سے زیادہ نو سو کی بتائی گئی -

خیر یہودیوں کے فرقے تو اس طرح تباہ ہوئے - باقی رہے عیسائی ان کا لاٹ پادری عامر تھا اوس نے لوگوں کو خواب سنایا - کہ میں نے محمد (رسول اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے کہ وہ پراگندہ اور ملک ملک اکیلا پھرتا ہوا مر جائیگا آپ نے فرمایا تو خواب تو سچ دیکھا ہے مگر میرا نہیں اپنا یہ انجام دیکھا ہو - چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ مکہ گیا اس خیال سے کہ کچھ انتظام مسلمانوں کے خلاف کروں مگر وہاں اوس نے شراب پی کر بدمستی کی تو نکالا گیا مگر روما چلا گیا - وہاں بادشاہ کو سکھایا مگر بادشاہ ناراض ہوا راتوں رات نکل کر بھاگنا پڑا - اور آخر اسی طرح مارا گیا - حدیث میں وحیداً - طریداً - شریداً آیا ہے اب میدان صاف تھا - دو گروہ رہ گئے ایک منافقوں کا اور دوسرا مسلمانوں کا منافقوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اولئک الذین اشتروا الضلالۃ - یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ورلی زندگی کو اختیار کر لیا اس لئے ان سے عذاب ہلکا کیا جائیگا اور نہ وہ مدد دئے جائیں گے چنانچہ جب ان لوگوں کی تباہی آئی کوئی ان کا حامی و ناصر نہ ہوا -

۱۱ - فروری ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے موسیٰ کو بھیجا اور پھر اس کے بعد کئی رسول دریپے بھیجے حتیٰ کہ عیسیٰ کو بھیجا - ایدناہ بروح

غلف - جس کا ختنہ نہ ہو اس پر ایک پردہ رہ جاتا ہے اغلف وہ شخص جو نامختون ہے - دوسرے معنے غلاف میں ہیں جیسے کہ آیا ہے قلوبہم اکنۃ تیسرے معنے ہم بڑے مکرم معظم لوگ ہیں جن پر کبھی کا اثر نہیں پڑتا -

فقلیلاً ما یؤمنون - کم ہی ایمان لاتے ہیں یہ محاورہ ہے یعنی ایمان نہیں لاتے۔

مصدقاً - ایسے لوگوں کی وہ کتابیں تھیں جنمیں کچھ باتیں آئندہ کی نسبت لکھی ہوئی تھیں - قرآن کریم سے ان کی تصدیق ہوگئی چنانچہ تورات باب ۱۸ استثنا آیت ۱۸ میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰ کے ساتھ جانیوالوں نے گھبرا کر کہا کہ ہم تیری آواز سننا نہیں چاہتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب وحی تم میں نہیں بلکہ تمہارے بھائیوں میں اُترے گی اور پھر اُس رسول کے نشان بتائے - (۱) وہ بُت پرستی کا دشمن ہوگا (۲) بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا (۳) اپنا کلام اوس کے موہنہ میں ڈالوں گا

کوئی واقعہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے کہ کیا بات ہے۔ ہاں یہ معنے کہ ایک شخص قتل ہو گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ گائے ذبح کرو اور اس کے ٹکڑے کو مقتول کے جسم سے لگاؤ تو وہ زندہ ہو جائیگا۔ سمجھ میں نہیں آتی اور ایسا کہنا بڑی دلیری ہے ان معانی کو نہ صحابہ نے بیان کیا نہ ائمہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے نہ کسی محدث نے۔ اس میں ایک لفظ عجیب ہے، وہ ہے کذٰلک یحیی اللہ الموتٰی مردے اسی طرح زندہ ہوا کرتے ہیں پھر یہ کہ وہ تم کو اس طرح کے نشان دکھاتا رہتا ہے۔ صوفیوں نے بھی اس آیت کے معنے کئے ہیں وہ قتل نفس سے مراد نفس کشی لیتے ہیں اور اس کا طریق بتاتے ہیں بعض قوی کو بعض سے مارنا۔ مگر قتل نفس کے یہ معنے میں نے کسی محاورۂ عرب میں نہیں دیکھے۔ اس لئے جرأت نہیں کرتا۔

فیخرج منہ الماء۔ جب بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان سے پانی نکلتا ہے تو مومن کے اندر سے تو اس سے بڑھ کر کچھ نکلنا چاہیئے یعنی اتنی ندیاں پھوٹ کر نکلیں کہ عالم سیراب ہو۔

پتھروں سے پانی نکلکر فارغ البالی سرسبزی کا ذریعہ بنتا ہے تو مومن کے اندر سے بھی ایسے کلمات نکلنے چاہئیں جن سے روحانی سرزمین میں بہار آتی ہو۔

لما یھبط من خشیۃ اللّٰہ۔ پتھر سے اوپر سے گرنے کا نظارہ انسان میں خشیۃ پیدا کرتا ہے۔ یا ضمیر قلوب کی طرف ہو۔

وما اللّٰہ بغافل عمّا تعملون۔ گناہ سے بچنے اور خشیت اللہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ انسان کو یہ یقین ہو اللہ میرے کاموں سے بے خبر نہیں۔

افتطمعون ان یؤمنوا لکم۔ تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بات مان لیں مگر یہ وہ لوگ ہیں کہ جس کتاب* کو کلام اللہ مانتے ہیں اس کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں بعد اس کے کہ اس کو خوب سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اسکی خلاف ورزی کوئی نیک نتیجہ نہیں رکھتی

لیحاجّوکم۔ حجت میں غالب آئیں گے۔

امانی۔ امانی کے تین معنے ہیں (۱) امانی جمع امید کی امیدیں (۲) امانی کے معنے تلاوت (۳) امانی کے معنے اکاذیب۔ آج پڑھ ان تینوں باتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جھوٹے خیالات۔ جھوٹی امیدیں۔ عبارت تو پڑھ لیتے ہیں مگر مطلب نہیں سمجھتے

ثمنًا قلیلًا۔ دنیا جیسا کہ فرمایا متاع الدنیا قلیل۔ مطلب یہ کہ وہ دنیا کی چند روزہ فائدہ کے لئے دنیا کو چھوڑتے ہیں۔

(خصوصًا بمعنی اناجیل اور اس کے ملحقات)

ممّا کتبت ایدیھم۔ (بائیبل ترجمہ در ترجمہ ہو کر اسکی مصداق ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اصل کیا تھا)

* مضمون کلام الٰہی [illegible]

۱۰۔ فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چالیس سال کی عمر میں اطلاع دی کہ خدا نے مجھے رسول بنایا۔ تیرہ برس آپ مکہ میں رہے اس کے بعد جب آپ کی عمر ۵۳ سال کی ہوئی۔ حکم الٰہی کے مطابق ہجرت کر کے چلے گئے۔ مکہ میں آپ کو کئی قسم کی سہولتیں تھیں۔ اول تو یہ کہ ایک ہی قسم کے مخالفین سے پالا پڑتا تھا۔ یعنے مشرکوں سے۔ پھر یہ کہ آپ کا خاندان نہایت معزز تھا اور آپ کے قرابت دار بھی وہاں تھے کوئی ایذا رسانی کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ آپ ان لوگوں کے رسم و عادات کو بھی سمجھتے تھے آپ کے کئی پرانے دوست بھی تھے جو ہر وقت مدد کرتے برخلاف اس کے مدینہ میں جب آپ آئے تو بڑی مشکلات پیش آئیں۔ پہلی مشکل تو یہ کہ مکہ کی مخالفت بدستور تھی (۲) پھر مدینہ میں بھی مشرکین موجود تھے (۳) ایک منافقوں کا گروہ بھی وہاں پیدا ہو گیا یہ بذات گروہ بڑا خوفناک ہوتا ہے۔ اندر سے کچھ باہر سے کچھ۔ (۴) عیسائی بھی تھے۔ (۵) بنو قینقاع یہودی بڑے شہد سے اور اوباش تھے۔ (۶) بنو نضیر (۷) بنو قریظہ۔ پھر ان کے علاوہ مدینہ کے گرد غطفان۔ مضر کا گروہ تھا۔ (مجھے یہاں ایک نکتہ یاد آگیا ایک شیعہ نے مجھ سے کہا بلّغ ما انزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا خطرناک کام تھا۔ میں نے کہا کہ بے شک۔ اتنی قوموں کی مخالفت میں پیغام الٰہی پہونچانا بڑا مشکل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تسلی کے واسطے واللّٰہ یعصمک من النّاس آیت نازل فرمائی۔

مکہ کے لوگ تو ایسے تھے کہ نہ ان کے پاس کتاب تھی انبیاء کے علوم نہ وہ اتنے چالاک۔ مگر مدینہ کا دشمن بڑا خطرناک اور چالاک دشمن تھا کیونکہ عیسائی اور یہودی سب پڑھے ہوئے تھے ان کا ایک کالج بھی وہاں تھا جسے بیت المدراس کہتے تھے۔ پھر ان میں رہبان بھی تھے جو کچھ روحانی طاقتیں بھی رکھتے تھے اور اپنا خاص اثر تھا۔ اس واسطے حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تجویز کی کہ سب قوموں کو بلایا اور ان سے کہا کہ تم جانتے ہو میں یہاں آکر آباد ہو گیا ہوں۔ میری قوم کے لوگ میرے دشمن ہیں تم جانتے ہو کہ اس قوم کا رعب تمام علاقہ عرب پر ہے پس ان کے ساتھ اور قومیں بھی مل کر ہمیں ایذا پہونچائیں گی پس ضرور ہے کہ ہم بیرونی دشمنوں سے بچنے کے لئے اتفاق کریں۔ میں اس کے لئے چند شرائط پیش کرتا ہوں جن پر اگر ہمارا تمہارا اتفاق ہو جائے تو کوئی فساد نہ رہے چنانچہ آپ نے ان کے سامنے عہدنامہ کا یہ مسودہ پیش کیا جو انہوں نے مان لیا اور جو اس رکوع میں مفصل مذکور ہے۔ اس میں حقوق الٰہی اور حقوق العباد دونوں آگئے۔

لا تعبدون الا اللّٰہ۔ یہی آپ کا اصل منشا تھا جو ان سے منوالیا کہ ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے یہودیوں کے لئے اس کا مان لینا کوئی مشکل امر نہ تھا

بالوالدین احسانًا۔ یہ عام اخلاقی باتیں ہیں۔

قولوا للنّاس حسنًا۔ خوش معاملگی کرنا۔ قولوا حسنًا کے یہی معنے ہیں۔

اقیموا الصلوٰۃ۔ اپنے اپنے طور سے نمازیں پڑھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔

یہ قوانین الٰہی کے متعلق معاہدہ ہوا اب دوسری طرف۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ وعدہ لیا (۱) تم اپنے خون نہ بہاؤ گے یعنی آپس میں نہ لڑو گے (۲) اپنے لوگوں کو گھروں سے باہر نکال کر انہیں دربدر نہ کراؤ گے۔

انتم تشھدون۔ تم نے اس معاہدہ پر اپنی گواہیاں ثبت کر دی ہیں۔ آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر تم وہی ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کراتے اور جلاوطن

حضرت استاذنا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورہ البقرہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میکال ۔ ان تمام ملائکہ کا افیسر ہے جن کے علوم دماغ سے وابستہ ہیں ۔ مثلاً ریاضی ۔ (موسیقی ۔ ہندسہ ۔ جبر و مقابلہ) اور طبیعات (اسٹرالوجی ۔ کیمیا) یہ علوم الٰہیات سے کم درجہ پر ہیں ۔ اس لئے جلد سمجھ میں آجاتے ہیں مگر جون جون علوم اعلےٰ ہوتے جاتے ہیں تو باریک بھی ہوتے جاتے ہیں ایک دفعہ ایک اپنے عزیز کو میں نے وہ لکچر سننے کے لئے بھیجا ۔ جو سورج گرہن کو دیکھ کر ایک انگریز نے دینا تھا وہ لڑکا کہنے لگا میں نے تو کچھ نہیں سمجھا ۔ پھر اس نے اپنے ماسٹر سے پوچھا تو اس نے کہا پانچ سال میں آکی صحبت میں رہوں تو اس کی باتیں سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہوں ۔ غرض دنیا میں کئی قسم کے علوم ہیں اور وہ تمام علوم ملائکہ کی معرفت لوگوں پہ کھلے ہیں وہ الٰہیات کے ہوں یا طبیعات کے دونوں کا انکار ۔ ملائکہ اور ملائکہ کے افیسر جبرئیل و میکال کا انکار ہے پھر رسولوں کا انکار ہے ۔ جو ان ملائکہ کی تحریکات کے مہبط ہیں ۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے ۔ جو تمام رسولوں کے کمالات کے جامع ہیں اور ایسے لوگوں کا اللہ تعالےٰ مخالف ہے ۔ اور پھر ایسا کفر کرنے والوں کا ایک نشان ہے کہ وہ سب بدعہد ہیں اور فاسق و فاجر اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کیونکہ جبرئیل و میکال کا دشمن ہوگا یعنی جو دین و دنیا کے متعلق عمدہ و نیک تحریکوں کا مخالف ہو اور وہ فاسق فاجر کے سوا کون ہو سکتا ہے ۔

۱۴ - فروری ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۲)

جب آدمی میں آسائش آجاتی ہے تو وہ ہر نئی چیز میں بڑی دلچسپی لیتا ہے اور اس انہماک میں پھر جائز و ناجائز امر کو نہیں دیکھتا ۔ حتے کہ جس طرح شیعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو بُرا کہتے ہیں اور خارجی اہل بیت کو اسی طرح وہ ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرنے لگ جاتے ہیں ۔ مگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ۔ شیعہ نے اس نکتہ چینی سے کیا فائدہ اٹھایا ۔ اسی طرح حضرت داؤد کے بیٹے سلیمان برگزیدہ نبی تھے ۔ مگر ان لوگوں نے ان کی بھی عیب چینی شروع کر دی اور ان سے ایسی باتیں منسوب کیں جو ایک نبی کی شان سے بالکل بعید ہیں اس کی اصلیت یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں جب ان کو آسودگی ہوئی ۔ تو ہندوستان چین اور مصر سے نئے نئے آدمی وہاں جا آباد ہوئے اور ان لوگوں کی دلچسپی کے لئے عجیب عجیب فن پیش کئے جن میں وہ ایسے مشغول ہوئے ۔ کہ سب کچھ بھول گئے ۔

جیسا کہ انسان کی عادت ہے کہ جب ایک طرف متوجہ ہو تو دوسری طرف توجہ ضرور کم ہو جاتی ہے اسی طرح بنی اسرائیل کی خدا کی طرف توجہ کم ہوگئی اور ان بے ہودہ باتوں کی طرف بڑھ گئی اور ایسی بڑھی کہ اس کا اثر مسلمانوں تک بھی پہونچا ۔ نقش سلیمانی ۔ سحر ہاروت ماروت اور ایسی کتابیں اسی بے ہودگی اور لغویت کی یادگار ہیں اور غضب یہ ہے کہ یہ کفر سلیمان پر تھوپا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سلیمان نے یہ کفر نہیں کیا اور ہرگز نہیں کیا آپ پر جو الزام لگائے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ بلقیس نام ایک ملکہ پر عاشق ہو گئے اور پھر اس کو راضی کرنے کے لئے بت پرستی بھی کی ۔ یہ سب جھوٹ ہے ۔ خدا نے اصل واقعہ سورۃ نمل رکوع ۸ میں بیان فرمایا ہے اور وہاں ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ملکہ تو خود مسلمان ہوئی اور عذر خواہ ہو کر سلیمان کے دربار میں آئی ۔ قالت رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمٰن للّٰہ رب العالمین ۔ بعض وقت انبیاء کی نسبت جو الفاظ بولے جاتے ہیں ان سے ان کی تعریف مقصود نہیں ہوتی بلکہ صرف اس الزام کا اٹھانا ہوتا ہے جو ان پر لگایا گیا ہے ۔ یہاں ماکفر اسی لئے آیا ہے

ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر	وہ قومیں جو اللہ سے بہت دور تھیں (الشیاطین کے یہاں یہی معنی ہیں) جب وہ ملک سلیمان میں آئیں ۔ تو بنی اسرائیل

کو اپنے ڈھب کا پاکر اپنی طرف متوجہ کر لیا اور انہیں سحر کی تعلیم شروع کر دی ۔ سحر کہتے ہیں دلربا ۔ باتوں کو خواہ از قسم عملیات ہو یا شعبدہ بازی یا تسخیر ۔ کلمات و لطف ماخذ ۔ جس کی دریافت نہایت باریک در باریک ہو ۔

ان من البیان لسحرا بھی آیا ہے اس لئے ناول بھی سحر میں داخل ہے بعض ناول ایسے ہوتے ہیں کہ انسان بغیر ختم کرنے کے ہاتھ سے چھوڑ ہی نہیں سکتا ۔ حضرت عمر سے کسی نے پوچھا تھا ۔ آپ کی طبیعت میں وہ تیزی نہیں رہی جو زمانہ جاہلیت میں تھی ۔ آپ نے جواب دیا تیزی تو وہی ہے مگر اب وہ کفار کے مقابلہ میں دکھائی جاتی ہے اسی طرح جن لوگوں کو لکھنا آتا ہے اور طبیعت موزون واقع ہوئی ہے وہ ناول نویسی کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں ۔ ایسے شغلوں میں پڑھ کر انسان اپنی کتاب سے بے خبر ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات یہ بھی نہیں سمجھا جاتا ۔ کہ میری روحانی حالت دن بدن بگڑ رہی ہے ۔

اس کے بعد ایک اور نصیحت فرمائی وہ یہ کہ انسان جب کسی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو پھر اس دشمنی کے بڑھنے یا اس سے انتقام لینے کے لئے اپنی دشمن کی باتیں سنتا اور اس کے خلاف منصوبے کرتا اور اپنے ساتھ اور لوگوں کو ملاتا ہے ہر وقت اس کو یہی دھت لگی رہتی ہے اور وہ اپنے دین سے بے خبر ہو جاتا ہے بنی اسرائیل جب قید تھے ۔ وہ زمانہ دانیال ۔ عزرا ۔ حزقیل اور ارمیاہ وغیرہم انبیا کا تھا جب وہ بابل میں گئے ۔ تو بابل والے آسودہ تھے اور آسودگی کی وجہ سے طرح طرح کے گندوں میں مبتلا ۔ دانیال باب ۵ و ۹ ۔ ۱۹ ۔ عزرا ۱۲ باب ۱۳ و ۱۴ (الاخبار)

جو کہتے وہ مانتے ورنہ دکھ پاؤ گے (۵) جو کہیگا وہ پورا ہوگا (۶) موسیٰ کا مثل ہوگا۔ اعمال حواریوں میں اس مسئلہ کو بالکل حل کر دیا گیا ہے جہاں لکھا ہے کہ تم دعائیں کرو منتظر ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے سے پہلے وہ باتیں پوری ہو جاویں جو ہمارے باپ دادا کو کہی گئیں اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح کے حق میں نہ تھی

یستفتحون۔ یہ باتیں تم کافروں پر کھولا کرتے تھے اور ان کے مقابلہ میں فتوحات کی دعائیں کیا کرتے تھے

ما عرفوا۔ دوسری جگہ فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

بغضب علے غضب۔ مسیح کی مخالفت کا غضب۔ پھر اس نبی کی مخالفت کا غضب

وھو الحق۔ اور وہ حق ہے اگر کتاب سچی ہی ہو اور سچ کی تصدیق کرنیوالی ہی ہو تو پھر انسان کیوں نہ مانے

تقتلون۔ مقابلہ کرتے رہے۔ اگر کہیں کہ وہ نبی نہ تھے تو اس کے جواب میں فرمایا کہ اچھا موسیٰ کو تو تم سب نبی مانتے ہو پس تم نے اس کی کیوں حکم عدولی کی۔

عصینا۔ مان تو لیا مگر ہم سے اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔

اشربوا۔ رچ گئی تھی۔

تمنوا الموت۔ اس کے دو معنے ہیں دونوں پسند ہیں ایک تو یہ کہ تم سب ملکر اس نبی کے مرنے کی دعائیں کرلو۔ اور پھر دیکھو کہ یہ دعا مقبول ہوتی ہے یا نہیں یا الٹی تم پر پڑتی ہے۔ یا وہ جنگ کرلو جو ایک گروہ کو فنا کر دے۔ موت بمعنی جنگ۔ قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ولقد کنتم تمنون الموت

ومن الذین اشرکوا۔ یہ تو زیادہ جینے کی حرص میں مجوسیوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک دعائیہ فقرہ ہے۔ کہ ہزار سال جیوی۔

۱۳۔ فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۲)

قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علے قلبک۔ لوگ کس طرح اللہ کی آیتوں سے محروم رہتے ہیں اور کیونکر راستبازوں کے دشمن ہو جاتے ہیں اور کس طرح ضد اور عداوت بے جا کلمات کے لئے جرأت دلاتی ہے ان تین باتوں کا بیان اس رکوع میں ہے۔

بہت سے لوگ ملائکہ کے منکر ہیں بعض مسلمانوں نے بھی ان پر ایمان لانے کو اتنا ضروری نہیں سمجھا حالانکہ تمام نیک تحریکوں کے سرچشمے یہی ہیں۔ علم عقائد میں ایک کتاب التوحید نام میں نے دیکھی ہے جس میں اس نیک بخت نے ملائکہ کا ذکر نہیں کیا۔ میں ملائکہ کی نسبت کچھ تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان پر ایمان نے مجھے بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔

اس دنیا میں کوئی مسبب بغیر از سبب نہیں ایک چیز دوسری چیز سے پیدا ہوتی ہے اس زمانے کے فلاسفر بھی اس بات کو مانتے ہیں پس خیال کرو کہ بعض وقت بیٹھے بیٹھے آدمی کے دل میں نیکی کا ایک لہر اٹھتی ہے اور ایک نیکی کے کرنے کے لئے جوش [illegible] اور اس کا علم اور اس کی قوتیں پہلے سے موجود تھے

مگر یہ تحریک یکدم پیدا ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی وجود اس کا محرک ہے پس ایسی تحریک کرنیوالے کا نام حدیث و قرآن کے رو سے ملک ہے۔ ملک کو علم ہوتا ہے اس لئے وہ حسب موقعہ محل ایک کام کی تحریک کرتا ہے جو انسان فوراً اس پر عمل کرتا ہے (ہمارے حضرت اقدس ایسا قلب صافی رکھتے ہیں جس وقت کسی کام کی تحریک پاتے تو اسی وقت خواہ رات کے بارہ بجے ہوں اس کے کرنے میں مشغول ہو جاتے اور مشکلات کی پروا نہ کرتے) ملک کو اس شخص کے ساتھ ایک محبت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے وہ اور تحریکیں کرتا ہے اور پھر دوسرے ملائکہ کو بھی جو اس کے قریب ہوتے ہیں اطلاع دیتا ہے کہ یہ قلب اس قابل ہے کہ ہم اسے نیک تحریکیں کرتے ہیں اس طرح تمام ملائکہ حتی کہ ملا اعلیٰ میں اس کی نسبت ایک توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس کا تعلق بڑھتے بڑھتے وہ زمانہ آتا ہے کہ تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ یہ بالکل سچی بات ہے جو میں کہتا ہوں تم تجربہ کر کے دیکھ لو۔

پھر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ملائکہ کا افسر جبرئیل امین ہے۔ یعنی تمام نیکیوں کی تحریک کے جو قلب سے متعلق ہیں ان کا افسر جبرئیل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ... عند ذی العرش مکین۔ مطاع ثم امین آیا ہے۔ رسول کریم نے فرمایا۔ اوتیت جوامع الکلم۔ میری تعلیم تمام دنیا کی پاک تعلیموں کی جامع ہے کیونکہ تمام نیکیوں کی تحریکوں کے افسر کا تعلق میرے قلب سے ہے۔ جامع کے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسی صداقت (جو قلبی اور روحانی ہو) نہ ہوگی جس کے لئے قرآن مجید کوئی آیت نہ ملے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبرئیل کا کون دشمن ہو سکتا ہے جبکہ وہی نیک تحریکوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی نے نازل کیا ہے۔ یہ قرآن تیرے قلب پر۔ آئندہ جو ہوگا وہ دنیا دیکھ لیگی۔ [illegible] دنیا میں جس قدر ہیں ان ساری پاک تعلیموں اور نیک تحریکوں کا مظہر بنایا۔ [illegible] (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم سے مقابلہ کرو تو وہ سب کچھ اسمیں موجود ہوگا اور میں (الحمد للہ) اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے ساری بائبل کو دیکھا ہے اور وید (رشام، یجر، رگ،) ویدوں کو خوب سنا ہے۔ پھر دساتیر کو بہت توجہ سے پڑھا ہے اور برہموؤں کی کتابوں کو دیکھا۔ یہی کتابیں میرے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی ہیں ان سب میں کوئی ایسی صداقت نہیں۔ جو قرآن مجید میں نہ ہو۔ اور پھر اتم نہ ہو۔

مصدقا لما بین یدیہ وھدی وبشری للمومنین۔ پھر فرماتا ہے کہ جو اگلی کتابوں میں سچ ہے اس کی تصدیق کرنے کے علاوہ اس میں اور بھی کچھ ہدایتیں ہیں جو پہلی کتابوں میں نہیں۔ ایک بات سناتا ہوں۔ اگلی کتابوں میں جو نصائح ہیں ان پر دلائل نہیں چنانچہ انہیں لکھا ہے خدا ایک ہے۔ زمین و آسمان میں تیرے لئے کوئی دوسرا خدا نہ ہو۔ یہودی کی مدد کر۔ سبت منا مبارک وہ جو غریب دل ہیں اس قسم کی تعلیمات ہیں مگر ان کے ساتھ دلائل کوئی نہیں۔ مگر قرآن شریف میں یہ خاصہ ہے کہ ایک طرف دعویٰ ہے دوسری طرف اس کے دلائل بھی ساتھ دئے ہیں۔ ان فی خلق السموات والارض الی والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔ البقرہ ع ۱۹ ۳ میں آیات سے مراد دلائل ہیں

یہ قرآن مجید پہلے مصدق ہوا۔ پھر اسمیں نئی باتیں بھی ہیں یہ تو علمی پہلو سے اس کا کمال ہے اب عملی پہلو میں اس کا ثبوت لو وہ یہ کہ قرآن کریم پر عمل کرو تو دنیا کے ملک تم کو مل جائینگے چنانچہ صحابہ کی ذات میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی [illegible]
[illegible]

والا عذاب ہے۔

الذین کفروا - یہ کافر دو قسم کے ہیں - اہل کتاب (یہود - نصاریٰ - مجوس) دوسرے وہ جن کے پاس کوئی کتاب نہین - سنی سنائی باتون پر ایمان رکھتے ہین - غرض یہ دونو گروہ پسند نہین کرتے - کہ تم پر کوئی ایسا امر اتارا جاوے - جو خیر و برکت کا موجب ہو - مگر اللہ تعالےٰ خصوصیت دیدیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے کہ وہ لوگ نے کہا کہ علے رجل من القریتین عظیم - مگر ان کا یہ اعتراض فضول تھا کیونکہ واقعات نے ثابت کر دیا - کہ واقعی یہی مبارک وجود (حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اس رسالت کا مستحق تھا میرا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم انسانیت ہین نہ ایسا کوئی عظیم الشان ہوا اور نہ ہوگا ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ اس کی کیا دلیل ہے - مین نے کہا کہ تم کسی اصل مذہبی کے قائل ہو یا نہین - کہا دعا کا قائل ہون - مین نے کہا - دیکھو تم مانتے ہو کہ تمام مسلمان نماز پڑھتے ہین اور نماز مین درود ہے - پس روئے زمین پر کوئی ایسا وقت نہین گذرتا - جب کوئی مسلمان نماز نہ پڑھ رہا ہو اور نماز مین درود شریف نہ پڑھتا ہو - پھر مین پوچھتا ہون - کیا دنیا مین کوئی ایسا پیشوا ہے - جس کے مرید ہر وقت اس کے علو مدارج کے لئے دعا کر رہے ہون - اور پھر الدال علے الخیر کفاعلہ کے مطابق وہ تمام نیکیاں جو یہ لوگ (مسلمان) کرتے ہین - حضور کے نامۂ اعمال مین ہی لکھی جاتی ہون گی یا نہین - پھر فضائل نبوی مین دوسری بات مجھے یہ سوجھی ہے کہ دنیا مین جس قدر مرکز ہر اٹھے ہین وہ دراصل صرف دو ہین - ایک آتشکدہ آزر - اور دوم بیت المقدس - ان دونون کا اثر عرب پر بالکل نہین پڑا - مگر ہمارے سردار نے عرب والون کو اپنا دین منوا لیا - اور پھر ان کے ذریعہ ان دونون مرکزون (بیت المقدس - آتشکدہ آزری) پر بھی فتح پائی -

ما ننسخ من آیۃ او ننسھا - نسخ کے معنے ہین نقل کے - انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون - اور نسخ کے معنے ہین مٹا دینے کے - جیسے فرمایا - اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ - فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان - ثم یحکم اللہ ایاتہ ننسھا - نسیان سے - اس صورت مین اس کے معنے ہین ہم بھلا دیتے ہین - یا نسأ بمعنی تاخیر ہے - اس صورت مین اس کے معنے ہین - ہم مؤخر کر دیتے ہین -

سو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم کسی چیز کو بدلاتے یا مٹاتے ہین یا بالکل بھلاتے اور کسی دوسرے سے تاخیر مین ڈال دیتے ہین - تو اس مین ہمارے مصالح ہوتے ہین -

اس کی مثال سنئے! قرآن مجید مین ایک تعلیم ہے - یا ایھا المدثر - قم فانذر - ربک فکبر اور پھر اخیر مین کھانے پینے کے احکام نازل فرمائے اور ارشاد کیا - الیوم اکملت لکم دینکم - تو اب پہلی تعلیم کو جو مقدم کیا اور دوسری کو موخر - تو خاص مصلحت سے (یعنی پہلے عقیدہ درست ہو جاوے پھر شریعت نازل ہو) دوسری مثال ہے کہ بعض مذاہب ایسے ہین جو بالکل نسیاً منسیاً ہو گئے اور بعض ایسے [illegible] کے اصول [illegible] موجود ہین مگر [illegible] ہو گئے

پھر آیت کے معنے علاوہ کلام الٰہی کے مطلق نشان بھی ہین - مثلاً خزان مین درختون کے پتے مٹ جاتے ہین - پھر ان جیسے یا ان سے بہتر پیدا کرتے ہین

نفس نسخ کے متعلق بحث فضول ہے کیونکہ یہ ممکن ہے - اور ہم دیکھتے ہین - کہ کارخانہ ہستی مین ایسا ہوتا رہتا ہے - ہان یہ بات کہ قرآن مجید مین نسخ ہے یا نہین اس کے متعلق جہان تک میرا فہم ہے مین یہی کہونگا کہ آج تک کوئی ایسی آیت نظر نہین آئی - جو منسوخ اور موجود فی القرآن ہو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہین (جس سے ایسی آیات کا موجود فی القرآن ہونا پایا جاتا ہو

الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض - فرمایا کہ اس نسخ (تغیر) کا سبب ہم نہین بلکہ تمہارے حالات مین تبدیلی ہوتی رہتی ہے - اس لئے ہمین احکام مین تغیر کرنا پڑتا ہے -

کما سئل موسیٰ من قبل - موسیٰ علیہ السلام سے کیا سوالات ہوئے ایک کا ذکر سورہ نساء پارہ ۶ کے پہلے رکوع مین ہے - جہان فرماتا ہے

فقالوا ارنا اللہ جھرۃ

حتی یاتی اللہ بامرہ - اس وقت تک کہ اللہ حکومت تمہین دے تمہین چاہیئے کہ درگذر سے کام لو اور نماز سنوار کر پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو - زکوٰۃ ہر ایک دے سکتا ہے - یہ بھی زکوٰۃ ہے کہ کوئی اپنے نفس کا تزکیہ کرے - پھر کسی کو نیک بات بتانا یہ بھی زکوٰۃ ہے - نیا لباس ملے تو پرانا کسی غریب کو دینا یہ بھی زکوٰۃ ہے - اور ایک وہ زکوٰۃ ہے جو مشہور ہے -

قالوا لن یدخل الجنۃ - آدمی جب اکیلے بیٹھتے ہین تو دوسرون کی عیب چینی کرنے لگ جاتے ہین - اور پھر اپنے تئین کچھ سمجھنے لگتے ہین - یہان تک کہ دوسرون کی حقارت سما جاتی ہے اور کہتے ہین کہ ہم ہی جنت مین جائین گے - یہ صرف ہوائی باتین ہین -

ھاتوا برھانکم - برہ کے معنے ہین قطع کے - اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل قاطع یا حجت نیرہ پیش کرو - اور برہن کے معنے ظاہر کیا کے ہین -

۱۶ - فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

یہ ایک عیب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی نسبت رنج پیدا کر لیتا ہے - اگر آدمی حد سے بڑھ جاتے - تو یہ بھی ایک قسم کا جنون ہے - ایسا ہی نصاریٰ اور یہود مین رنج پیدا ہو گیا کیونکہ یہودیون نے حضرت عیسیٰ کو حقارت سے دیکھا اور رنج [illegible] کہا [illegible] نصاریٰ [illegible] عیب [illegible]
[illegible] الکتاب [illegible]

شراب پینے کا ذکر ہے۔ اللہ نے ہاروت ماروت دو فرشتے نازل کئے۔

ہرت کہتے ہیں زمین کو صاف کرنے کو۔

مرت کہتے ہیں نشیب و فراز و بارک درخت گھاس کٹوا کر صاف میدان کر دینے کو۔ ان فرشتوں کے ذریعے لسعیاہ کو آگاہ کیا۔ کہ یہ لوگ خراب ہو گئے ہیں اس واسطے تم ان کی سلطنت کے گانٹھ اور اس کے ذریعے سے ان کو ہلاک کر دو۔ یہ علم ملائکہ کے ذریعے نبی پر نازل ہوا۔ چنانچہ میدو و فارس کے بادشاہوں سے دوستی لگا کر بنی اسرائیل نے بابل والوں کو تباہ کر دیا۔ بابل بڑا شہر تھا۔ بھاری آبادی تھی کوئی پچاس میل میں۔ چونکہ بابل کی تباہی میں اللہ نے فارس کے بادشاہوں کے ذریعہ سے فضل کیا اس لئے بنی اسرائیل کے تعلقات فارس والوں سے قائم رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں آئے۔ تو یہودیوں نے چاہا۔ کہ پھر فارس کے بادشاہ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کا استیصال کریں۔ چنانچہ فارس کے بادشاہ نے اپنے بعض آدمیوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرستادوں سے کہا۔ کہ جس نے تمہیں میری گرفتاری کے لئے بھیجا ہے اس کو میرے خدا نے آج ہی اس کے بیٹے کے ہاتھ سے ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن چونکہ یہ ایک نبی کا مقابلہ تھا اس لئے اس میں ناکام رہے۔

اللہ تعالیٰ ان آیات میں انہی واقعات کیطرف اشارہ فرماتا ہے۔

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت۔ پیچھے پڑے ہوئے ہیں اس کے جو ایک زمانہ میں دو فرشتوں پر نازل ہوا تھا۔ (ان فرشتوں کا کام تھا کہ بابل کو ویران کر کے صاف کریں۔ اسی واسطے ان کو ہاروت وماروت کہا گیا) اس وقت تو یہ کامیاب ہو گئے کیونکہ خدا کے منشاء کے ماتحت تھا۔ مگر اب تو یہ کفر ہے کیونکہ ایک نبی کے مقابلہ میں ہے۔ اس وقت تو ہم نے ان کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ اسے بے موقعہ استعمال کر کے کافر نہ بننا اور دوسری یہ بات ہے کہ اپنی عورتوں کو بھی اس راز کی خبر نہ کرنا کیونکہ عورت کمزور ہے۔ اس کے ذریعے بات نکل جاتی ہے۔ یہ مطلب ہے یفرقون بہ بین المرء وزوجہ کا۔ بس یہاں یہ بات ختم ہوئی۔ اب فرماتا ہے

ویتعلمون ما یضرھم۔ اب یہ یہود پھر انہی باتوں کو تعلیم و تعلم کرتے ہیں مگر بجائے فائدے کے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کہ آگے تو ملائکہ کے ذریعہ یہ باتیں القاء ہوئی تھیں۔ چنانچہ یتعلمون کے ساتھ منھما (ان دو فرشتوں سے) آیا ہے۔ اب یہ شیطانی القاء ہے۔ بہتر تھا کہ وہ ان شرارتوں کی بجائے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے اور دنیا و آخرت میں فلاح پاتے۔ ایسی منصوبہ بازیوں کی کمیٹیوں کا سورہ مجادلہ رکوع ۲ میں مفصل ذکر ہے۔ جہاں فرمایا۔

الم تر الی الذین نھوا عن النجوی ثم یعودون لما نھوا [illegible]	کیا تجھے معلوم نہیں ان لوگوں کا حال جن کو منصوبہ بازی کی خفیہ کمیٹیوں سے روکا اور وہ پھر وہی کرتے [illegible]

والعدوان ومعصیۃ الرسول	کرتے ہیں گناہ سرکشی اور رسول کی مخالفت کی

اور

پھر آگے چل کر ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیۃ الرسول وتناجوا بالبر والتقویٰ۔ واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون انما النجوی من الشیطن لیحزن الذین اٰمنوا ولیس بضارھم شیئًا الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔	سنو! اے مومنو! جب تم کوئی خفیہ مشورہ کرو۔ تو اس میں کوئی گناہ اور سرکشی کی اور رسول کی مخالفت کی بات نہ ہو بلکہ نیکی اور تقویٰ کے متعلق سرگوشی ہو اس اللہ سے ڈرو۔ جس کی حضور اکٹھے کئے جاؤ گے یہ جو خفیہ انجمنیں ہیں۔ یہ شیطانی کام ہے۔ صرف مومنوں کو گھبراہٹ میں ڈالنے کے لئے۔ مگر الٰہی اذن کے سوا کوئی ضرر انہیں نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ پر ہی چاہیئے۔ کہ مومن توکل کریں۔

۱۵۔ فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۳)

لا تقولوا راعنا۔ بعض لوگ شرارت کے طور پر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو ذو معنی ہوتے ہیں۔ ہمارے ایک آشنا تھے ان کی ایک کتاب جو مناظرہ کے متعلق تھی۔ پڑھی۔ ایک جگہ یہ فقرہ لکھا تھا۔ آپ ہر ایک صداقت کو ایک ہی کولہو میں پیرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس محاورہ کے استعمال کی کیا ضرورت تھی۔ کہنے لگے۔ کہ مخاطب تیلی ہے۔ یہ اس پر چوٹ کی ہے۔ پھر ایک جگہ دکھائی جہاں لکھا ہوا تھا کہ مٹ کا مٹ ہی بگڑا ہوا ہے اور بڑے فخر سے کہا کہ یہ شخص جس کے مقابلہ میں یہ تحریر ہے رنگریز ہے۔

میرے نزدیک یہ طریق اچھا نہیں متانت کے خلاف ہے، افسوس کہ مسلمانوں میں بھی یہ بیہودگی پھیل گئی۔ ایک قصیدہ کے چند اشعار مجھے یاد ہیں۔ جو اول سے آخر تک اسی قسم کی شرارت سے پُر ہے ایک مصرعہ تمہیں سناتا ہوں۔

تا سرت باشد ہمیشہ تا جدار

یہاں تاجدار کے ایک معنی ظاہر ہیں۔ دوسرے یہ کہ تا۔ جدار۔ یعنی تیرا سر دیوار تک ٹکرایا جائے گیا ہو۔ اس طرح کے کلام سے ہمارے سردار نے ہمیں منع کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے راعنا نہ کہو۔ کیونکہ اس کے معنے ایک قریہ میں کہ ہماری رعایت کرو۔ ہم نہیں سمجھے دوبارہ سمجھا دو۔

دوم راعن کا لفظ عبرو میں گالی ہے۔ احمق۔ رعونت والے کو کہتے ہیں۔ اگر ایسی ضرورت پیش آجائے۔ تو بجائے راعنا کے جو ذو معنی لفظ ہے۔ انظرنا کہو جس کے معنے ہیں ہم غرباء کی طرف بھی آپ نظر کریں۔

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(بقیہ رکوع نمبر ۱۵)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مثابۃ ۔ ایسا بنایا کہ یہاں لوگ آتے رہینگے۔ ثب کہتے ہیں جماعت کو تاثب ایک جماعت تو جو دوسری جماعت سے آکر مل جاتے ۔ یثب بعضهم الی بعض ۔ مثابۃ کے دوسرے معنے ثواب کی جگہ ۔ یہاں دونو معنے صحیح ہیں

رب اجعل هذا بلدا آمنا ۔ واقعی بیت اللہ کو گھر بنا کر یخطف الناس من حولها وآمنهم من خوف کا نظارہ پیش نظر ہے۔

هی بلد مضبوطا و مدلینا۔

چونکہ حضرت ابراہیم لاینال عہدی الظالمین سے سمجھ گئے تھے کہ یہاں کچھ شریر بھی ہوں گے اس لئے عرض کیا کہ وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم باللہ ۔ یعنے مومنوں کو رزق طیب دے اللہ نے فرمایا کہ نہیں ہم رحمان ہیں اس لئے ہم کافر کو بھی روٹی دیں گے ۔ مگر دنیا میں مومن کی طرح آخرت میں بھی نہیں۔

السمیع العلیم ۔ دعائیں سنتا ہے۔ اور ان کے بھید دل ۔ عزم اور تڑپ اخلاص کو جانتا ہے۔

مناسکنا ۔ طریق عبادت

تب ۔ رجوع برحمت کر

یتلو علیهم ۔ تم قرآن سنتے ہو یہ بھی ابراہیم کی دعا کا ثمرہ ہے۔

حکمۃ کے معنے ہیں پکی بات ۔ عربوں نے اس کے معنے کئے ہیں ۔ جو بات انسان کو معزز بنانے والی اور قبیح باتوں سے ہٹانے والی ہو۔

(پارہ ۱۵ رکوع ۳ میں اس کی تشریح ہے)

ان آیات میں شیعہ کا رد بھی ہے کہ جو رسول آئیگا ۔ وہ تزکیہ نفوس کریگا گنہگاروں کو پاک انسان بنا دیگا مگر شیعہ کے عقائد کے مطابق آدم سے لیکر قیامت تک کوئی گناہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کا ارتکاب صحابہ نے کیا ہو۔

۱۸۔ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۶)

... لوگ عزت چاہتے ہیں ۔ اولاد چاہتے ہیں ... ذکر خیر چاہتے ... سے ابراہیم کو ... جواب

نہیں عظمت کا یہ حال ہے ۔ کہ مسلمان ۔ یہودی ۔ صابی ۔ پارسی ۔ عیسائی باوجود بہت سے اختلاف کے ان کو یکسان معزز و مکرم مانتے ہیں ۔ افسوس کہ بعض لوگوں نے باوجود صدیقا نبیا نص صریح کے بعض روایات کی بنا پر انہیں جھوٹ بولنے کا الزام دیا ہے ۔ تورات میں ہے کہ تیری بے ادبی کریگا ۔ میں اسے ذلیل کر دونگا جو تیرے لئے برکت مانگیگا میں اسے برکت دونگا ۔ اسی لئے اللّٰھم بارک علی محمد پڑھنے کی ہدایت ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے عدیم النظیر انسان کی ملت سے کون یرغب ۔ بے رغبتی کرتا ہے۔

ملۃ ۔ اللہ تعالیٰ کوئی شریعت کسی نبی کی معرفت یا نبیوں کی معرفت قوم کو دیتا ہے ۔ جس کے ذریعے سے اس قوم کے آگے خدا کے قریب پہنچ سکیں ۔ تو اس کا نام ملت ہے۔

دین و ملت میں یہ فرق ہے کہ دین کی نسبت اللہ اور لوگوں کی نسبت ہو سکتی ہے یعنی دین اللہ مگر ملت اللہ نہیں کہتے۔

سفیہ ۔ جو کپڑا ابھی بنا ہوا ہو اسے سفیہ کہتے ہیں ۔ ثوب سفیہ ۔ ایسے ہی جو تھا نہ خراب ہوا سے بھی سفیہ کہتے ہیں ۔ ذمام سفیہ ۔ غرض سفیہ کا اطلاق ایسے کم عقل اور اس شخص پر ہوتا ہے ۔ جو دین و دنیا میں ناعاقبت اندیشی سے کام لے ۔ لاتؤتوا السفهاء اموالکم ۔ قرآن شریف میں آیا ۔ ابراہیم میں جو خوبی بدرجہ کمال تھی ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ جب اللہ نے اسے فرمایا ۔

اسلم ۔ فرمانبردار بن جا ۔ تو اس نے پوچھا نہیں کہ کس بات میں بلکہ کہہ دیا ۔ اسلمت لرب العالمین ۔ میں پہلے فرمانبردار ہو چکا کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا رب جو کچھ کہیگا وہ ربوبیت کی شان سے کہیگا اور اس حکم میں میری بہتری بہت منظور ہوگی ۔ پھر یہ اپنی جان تک ہی اس تسلیم کو محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی ملت کی وصیت کی۔

اصطفیٰ ۔ پسند کیا۔

لاتموتن الا وانتم مسلمون ۔ موت اختیار میں نہیں ۔ موت سے پہلے بیہوشی ہو جاتی ہے ایسی ایسی حالتوں میں موت آتی ہے کہ اس سے پہلے ایک منٹ اپنے انجام کی خبر نہیں ہوتی ۔ پھر انسان پر کئی قسم کی حالتیں آتی ہیں باوجود اس کے ارشاد ہے ۔ الا وانتم مسلمون ۔ اس میں نکتہ یہ ہے ۔ کہ انسان موجودہ حالت میں ترقی کرے اور آئندہ بھی نیکی کا ارادہ رکھے جو لوگ کہتے ہیں کہ بدی کر کے توبہ کر لینگے ۔ یا آئندہ مر جائیں گے وہ غلطی کرتے ہیں

کونوا هودا او نصاری تهتدوا ۔ فرماتے ہیں یہودی و نصرانی بننے میں (اسی طرح تم بھی صرف مرزائی کہلانے میں) بھلائی نہیں ۔ بلکہ مومن کی شان یہ ہے کہ فرمانبرداری کرے جس جس وقت جناب الٰہی کوئی حکم دیں ۔ مان لے اس میں ان

حال ہے۔ ایسا ہی آجکل سودی وہابی یا حنفی اور یا دوسرے متفرق الطریق لوگ دوسروں پر اس قدر فتوے لگاتے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ سب پڑھے ہوئے۔ اب جاہلوں کی بات تو سمجھتے نہیں اب ان کو سمجھا ئے کون۔

فاللہ یحکم بینہم۔ یہ لوگ جو مسجدوں سے منع کرتے ہیں آخر ذلیل ہونگے کامیابی کا منہ نہ دیکھیں گے۔

خائفین۔ خدا کا خوف دل میں رکھکر ادب و تعظیم و عاجزی سے آتے اور کسی کا نقار دل میں نہ ہوتا۔

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جدہر تم توجہ کروگے ادہر ہی خدا کی ہی توجہ ہوگی کیونکہ مشرق و مغرب اسی کا ہے۔

قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ اتخاد ولد کی تردید فرماتا ہے۔ ایک یہ ذکر کہ سبحانہٗ۔ دوم لہٗ ما فی السمٰوات والارض۔ سوم۔ کل لہٗ قانتون۔ چہارم بدیع السمٰوات والارض۔ ششم۔ اذا قضیٰ امراً

قضیٰ۔ کے معنے ایک تو امر۔ دوم خلق۔ سوم اخبر۔ چوتھا فارغ ہوا۔ اس کی شان فلما قضیٰ ولوا الیٰ قومہم منذرین۔

لولا یکلمنا اللہ۔ یعنے اللہ ہمیں کیوں الہام نہیں کرتا۔ اس کی مثال یہ ہے۔ جیسے کوئی جاہل جسٹ کہے کہ بادشاہوں پیادوں کی معرفت احکام بھیجتا ہے۔ خود کیوں ہم سے مطالبہ نہیں کرتا۔

۱۷ فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

الحمد شریف میں تین قوموں کا ذکر ہے۔ ایک انعمت علیہم کا ایک مغضوب علیہم کا اور ایک ضالین کا۔ قرآن کریم نے یہاں تک ان تینوں گروہوں کا رنگ برنگ میں ذکر کیا ہے۔

رکوع اول میں بتایا کہ انعمت علیہم کا دوسرا نام متقین ہے ان کو انعام ملتا ہے اولٰئک ہم المفلحون۔ پھر مغضوب علیہم کا ذکر فرمایا ہے اور ان کا وعید بیان کیا ولہم عذاب عظیم۔ پھر ضالین کا ذکر کیا۔ اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ ان کی سزا ہے۔ فما ربحت تجارتہم رکوع سوم میں فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم پر عمل کرنے سے منعم علیہم بن جاؤگے اور اس کے خلاف کرنے کی سزا دوزخ کی آگ ہے۔ وقودہا الناس والحجارۃ۔ پھر ضالین کا ذکر فرمایا کہ ما یضل بہٖ الا الفاسقین۔

رکوع چہارم میں ایک منعم علیہ آدم اور ایک مغضوب و ضال شیطان کا قصہ بیان کیا پھر [illegible] ... [illegible] ظاہر کر دیا کہ وہ [illegible]

پھر سلیمان کے زمانہ میں امن و آسودگی میں بجائے شکر الٰہی کے جادو ساحروں خفیہ کمیٹیوں کی طرف مائل ہونا۔ مسیح کا انکار۔ پھر اس رسول علیہ السلام کا انکار۔ اب اس رکوع میں یہ قصہ ختم ہوتا ہے۔

فرماتا ہے کہ وہ وعدہ یاد ہی کی اوعدہ۔ یہ تمہیں بعض لوگوں پر بہت سی بزرگیاں دیں۔ پر تم نے اس بزرگ کی شان کو قائم نہ رکھنا چاہا۔ تم اس دن سے ڈرو جب کہ کوئی جی کسی کے کام نہ آئے گا۔ چنانچہ بنی قریظہ قتل ہوئے۔ سعد بن معاذ کو انہوں نے خیر خواہ سمجھا پر اس نے بھی ان کے خلاف ہی رائے دی۔ بنی نضیر کو تعلق عبداللہ بن ابی سے تھا اس نے کہا بھی۔ ولئن قوتلتم لننصرنکم مگر پھر نہ کوئی سفارش کر سکا۔ اور نہ ہی نصرت دے سکا۔

دوم لا ینصرون۔ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ تیرہ سو برس گذر چکے لا ینصرون کا فتوے ایسا اٹل فتوے ہے کہ اب تک کوئی قوم بنی اسرائیل کی باہم دنیا میں نہیں۔ چپہ بھر کہیں ان کی سلطنت نہیں ہے۔ جس ملک میں جاتے ہیں ایسے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں کہ ذلیل ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔ اس کی جڑ یہ ہے کہ یہ سود خوار قوم ہے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ ان کے پنجے سے چھٹکارہ نہیں ہو سکتا تو اپنے بادشاہوں کے پاس چغلیاں کھاتے ہیں اور پھر انہیں حکم ہوتا ہے نکل جاؤ میں اکثر مخالفان اسلام کو چیلنج دیا کرتا ہوں کہ ایسی پیشگوئی کسی قوم کی نسبت کر دکھاؤ۔ راستبازوں سے مقابلہ کرنا بڑا خطرناک ہے۔

اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ۔ اب بنی اسرائیل کے بعد ایک اور سلسلہ کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ وہ بھی انعمت علیہم ہے۔ منعم [illegible] مغضوب و ضال ہو گئے۔

ابتلیٰ۔ عربی زبان میں کہتے ہیں کسی چیز کے ظاہر کر دینے کو۔ قرآن شریف میں یہ محاورہ ہے۔ یوم تبلی السرائر فما لہ من قوۃ ولا ناصر۔ ابلاہ اظھر ما ادرتہ و جودتہ۔ فلاں چیز کے ردی یا جید ہونے کو ظاہر کیا پس اللہ نے ابراہیم کو کچھ احکام دئے (کلمات کے یہی معنے ہیں) جو انہوں نے پورے کئے تو ان کا جید ہونا ظاہر ہو گیا۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے جعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون۔ یعنے ہم امام اس وقت بناتے ہیں جب انسان احکام الٰہی پر ثابت قدم ہو جاوے اور ہماری آیات پر پورا یقین ہو۔ خیر جب ابراہیم کے جید ہونے کو ظاہر کر دیا۔ تو ارشاد ہوا۔

انی جاعلک للناس اماماً۔ میں تمہیں نمونہ اور مقتدا بنانے والا ہوں۔ آپ نے اپنی اولاد کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ [illegible] الظالمین ابن سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذریت میں [illegible]

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ دوم)

(رکوع نمبر اوّل)

سیقول السفہاء - یہ بڑی یاد رکھنے وال بات ہے کہ عیب بینی بہت بُری بات ہے۔ میں چھوٹا بچہ تھا۔ تو ایک کتاب میں نے پڑھی جس کا نام ملا بلاق تھا اس میں سے دو کہانیاں مجھے یاد ہیں ایک یہ کہ حضرت مسیح کہیں جا رہے تھے آپ نے ایک مُردہ کُتّا دیکھا تو کسی نے کہا کہ دیکھئے کیا خراب شکل ہے آپ نے فرمایا اس کے دانت بہت خوبصورت ہیں کتاب والا اس کہانی سے یہ عمدہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اچھے آدمی خوبیوں کی طرف نظر رکھتے ہیں مگر بُرے جنھیں میں بدقسمت کہوں گا نکتہ چینیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور کہانی لکھی ہے کہ ایک سور آتا تھا مسیح دیوار کی طرف ہو گئے اور کہا کہ آپ سلامتی سے نکل جاویں۔ کسی نے کہا کہ ایک سور سے ایسا ادب۔ فرمایا۔ میں زبان کو درست رکھتا ہوں۔

تین قومیں دنیا میں ہیں۔ ایک عیسائی۔ انہوں نے تمام انبیاء کے معاصی بیان کئے ہیں صرف معصوم نبی کے نام سے جو رسالے نکلتے رہتے ہیں ان میں مقدس لوگوں کی اس قدر عیب چینیاں ہوتی ہیں اُن کو دیکھ دیکھ کر ہماری کتابوں میں بھی بدگمانیاں پھیل گئی ہیں اس کا نتیجہ دیکھو کہ خود یہ قوم فسق و فجور میں مبتلا ہو گئی حتٰے کہ شریعت کے قانون کا نام لعنت رکھا ہے اور زنا کوئی جرم ہی نہیں۔ دوم۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں چند شریرالنفس لوگوں نے دنیا کے لئے دین کا جھوٹا پیرایہ اختیار کر کے غلط فہمیاں پھیلائیں۔ اور مومنوں کے دو فریقوں میں سے ایک کی عیب چینی کر کے ان میں فساد ڈلوایا یہ لوگ تمام صحابہ۔ تابعین۔ ازواج النبی کو فاسق فاجر۔ ظالم۔ کافر کہتے ہیں۔ حتٰے کہ ان کے ایک مفسر نے لکھا ہے۔ آدم سے لے کر اینڈم تک کوئی گناہ نہیں جو کہ ان کا مرتکب نہیں ہوا۔ تمام اہل بیت پر بتراکرتے ہیں۔

تیسری قوم آریہ کی ہے۔ ان کی نظر بھی عیب ہی پر پڑتی ہے اپنی خوبی کے اظہار کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہاں دوسرے مقدسوں کو گالیاں سُنتے ہیں ایک سزا انہیں یہ ملی کہ خود نیوگ کا مسئلہ ان میں جاری ہوا۔ جو فسق و فجور کی جڑ ہے۔ میں ان قوموں میں سے دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کہ انہوں نے اس بدگوئی کا [illegible] اپنا [illegible] دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ عیب شماری کی [illegible]

ہے مگر میں سچ کہتا ہوں اور اپنے مشاہدے سے کہتا ہوں کہ جو دوسروں کے عیب از راہ تحقیر نکالتا ہے وہ مرتا نہیں جب تک خود اس عیب میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس رکوع میں بھی ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے۔

سفہاء۔ جمع سفیہ۔ ثوب سفیہ۔ وہ ردی کپڑا جو بہت ہی خراب ہو۔ سفیہ کہتے ہیں اس شخص کو جو دینی و دنیوی عقل عمدہ نہ رکھتا ہو۔ قرآن کریم میں ہے۔

لا تؤتوا السفہاء اموالکم۔ یہ کام سفہاء کا ہے کہ دوسرے کی عیب شماری کرتے رہیں اور ہر وقت اعتراض ہی کرتے رہیں۔

ما ولّٰہم۔ کس چیز نے ہٹا دیا ان کو۔

کذٰلک۔ بسبب ایسی ہی باتوں کے۔ اسی سے اپنی تدبیروں سے ہونے کے لائق ہی بنتے ہیں۔

اُمّۃً وسطاً۔ اعلیٰ درجہ کے لوگ۔

شھداء۔ نگران

لنعلم - تاہم دیکھیں

ینقلب - ان لوگوں سے الگ کرے

ایمانکم - تمہاری نماز وں کو

حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا معظمہ میں تھے اس وقت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ہر قوم میں ایک خدا ایک [illegible] ہے اور اس پر سب قوم متفق ہوتی ہے۔ دیکھو ہندوؤں میں ان [illegible] جھوٹ، فریب، دغا، زنا، شراب سب کچھ ہے مگر ایک مسئلہ [illegible] کہ بہن کھتریوں سے بیاہ نہ کرے۔ کھتری شودروں سے الگ [illegible] کوئی خلاف نہیں کرتے۔

ایک مسلمان جھوٹ بولے۔ چوری کرے۔ دغا دے [illegible] سب کچھ کرے مگر مسلمان ہی سمجھا جاتا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان سود کھانے [illegible] میں نہیں سمجھتا اُسے کوئی مسلمان سمجھے۔ حالانکہ دوسری [illegible] کے مرتکب ہونے سے ایسا نہیں سمجھا جاتا۔

اسی طرح عرب والوں میں ایک مسئلہ تھا اور وہ مکہ معظمہ کی تعظیم کا تھا [illegible] کا ارتکاب کر لیتے تھے مگر کبھی مکہ پر چڑھائی نہ کرتے۔ چڑھائی تو در کنار [illegible] کا ارتکاب کرتے کوئی پناہ لیتا تو پھر اس سے تعرض نہ کرتے۔ قرآن کریم میں ہے۔ اطعمہم من جوع وآمنہم من خوف اور یتخطف الناس من حولہم فرمایا یہاں تک ادب تھا کہ مکہ میں آدمی دشمن کے دونوں تہم جنگ موقوف ہو جاتے تھے۔

ایسے موقع پر حضرت کے دل میں ڈالا کہ مکہ قبلہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ وہاں بت پرستی [illegible] اور یہودی [illegible] تھا اس لئے پہلے اجازت [illegible]

لوگوں کا رد تو یہی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اپنے نبی کو مانتے ہیں ہمارے پاس کتاب ہے ہمیں کسی اور امام یا مجدد یا جماعت یا دین کی ضرورت نہیں۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ ہم ایمان لانے جو پہلے اتر چکا اور جو اب ہماری طرف اترا ہم ایسے کبھی نہیں کرینگے کہ بعض کلام کو یا انبیاء کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔

سوائے اسلام کے کسی نے اس اصل سے فائدہ نہیں اٹھایا کہ اپنے سے پہلے تمام انبیاء اور ان کی تعلیمات کو بھی سچا مانتا ہے۔ وہ موجودہ کو بھی اور بعد آنے والے واقعوں پر بھی ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمان ہونے سے اپنے برگزیدہ مقتدار کی نسبت برا خیال نہیں رکھنا پڑتا۔

شقاق - ضد میں

فسیکفیکھم اللہ - یہ ایک پیشگوئی ہے کہ سارا جہان ایک طرف ہو اور تو اکیلا ایک طرف سب کے مقابلہ میں صرف ہم تیرے لئے کافی ہیں۔ رکوع اول میں ایک پیشگوئی ہے۔ اولئک ھم المفلحون - یعنے مظفر و منصور ہونگے

دوسری پیشگوئی - بشر الذین آمنوا وعملوا الصالحٰت ان لھم جنٰت

چنانچہ اسی دنیا میں ان کو باغات ملے۔

تیسری پیشگوئی - لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

چنانچہ وہ خوف جاتا رہا نہ صحابہ صرف خود امن میں ہوئے بلکہ دوسروں کے امن کا موجب ہوئے

چوتھی پیشگوئی - اینما تولوا فثم وجہ اللہ - جدھر صحابہ نے قدم اٹھایا وہی ملک تصرف میں آیا

پانچویں پیشگوئی - انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا - چنانچہ ماننے والوں کو بشارتیں عطا ہوئیں اور منکروں کو سزائیں ہوئیں۔

چھٹی پیشگوئی یہ ہے - جو اوپر بیان ہوئی۔

صبغۃ اللہ - الٰہی رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔

اتحاجوننا فی اللہ - مسلمانوں کے خدا پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے تمام خوبیوں کا صاحب اور تمام عیبوں نقصوں کمزوریوں سے منزہ مانتے ہیں

یہاں پہلے پارے کے نوٹ ختم ہوئے

یہ پارہ ۳؍ قیمت پر ملسکتا ہے۔

قرآن مجید

مہر ہے ماہ ہے یہ ہر آن میں قرآن مجید
کھو دیا حق نے جو ایمان میں قرآن مجید

ہر طرف جس نے کہ پھیلائی ہے بوئے توحید
گل وہ ہے گلشن امکان میں قرآن مجید

ایسا گوہر کہ نظر جسکی نظیر آتی نہیں
ہے وہ اسلام ہی کی کان میں قرآن مجید

کس لئے غیر مذاہب سے جھگڑتے ہو تم
قول فیصل ہے کل ادیان میں قرآن مجید

جان تو سب یقینا کہ نہیں ہو ایمان تو
میرے تن میں تو ہے بس جان میں قرآن مجید

گرچہ تورات بھی انجیل بھی حق سے ہے بعین
سب سے بڑھ کے ہے مگر شان میں قرآن مجید

نسخہ اس نسخے سے بڑھکر تو نہیں ہے کوئی
بے شبہ علت و نسیان میں قرآن مجید

کس لئے غیر کا احسان اٹھاتے ہو تم
رہنما ہے وہ احسان میں قرآن مجید

معرفت جتنی ہے ہوتی ہے اسی سے حاصل
بس یہیں کافی ہے عرفان میں قرآن مجید

اور گو کچھ بھی نہ ہو تو یہی نہیں ہے کچھ غم
آج اگر ہو میرے ایمان میں قرآن مجید

گرچہ طاعون ہے زوروں پہ مجھے کیا غم ہے
کشتی نوح ہے طوفان میں قرآن مجید

زندگی باقی ہے گر کچھ تو ارادہ ہے یہی
خوب پھیلاؤں میں اطراف میں قرآن مجید

آرزو ہے یہی میں جب کبھی باہر نکلوں
تو لٹکتا ہو گریبان میں قرآن مجید

کیوں نہیں اس سے مخالف کو کرتے خاموش
جبکہ بے مثل ہے برہان میں قرآن مجید

جب مری نزع کا وقت آئے کبھی اے اکمل
[illegible] میں قرآن مجید

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرہ

(پارہ دوم)

(بقیہ رکوع نمبر ۲۰)

ولو یری الذین ظلموا ۔ جو بدی نہیں کرتے وہ مشرک ہیں جب کوئی عذاب آجاتا ہے تو بیچ [illegible] یا صاحب جلال اصاحب مال سے خدا کے برابر محبت کرتے تھے وہ کسی کام نہیں [illegible] پتہ لگتا ہے۔

ان القوۃ للّٰہ جمیعا [illegible] سے کوئی قوت خدا کے مقابل کام نہیں دیسکتی حسن ، جمال ، علم دنسل کی قوت [illegible] کسی کام کی نہیں ۔ تقطعت بھم الاسباب [illegible] تعلقات کئے ہیں [illegible] باہمی تعلقات قطع ہو جائینگے۔

ویریھم اللّٰہ اعمالھم حسرات علیھم [illegible] جاتے تو چند منٹ [illegible] ہوش و حواس درست [illegible] کانا ہوا [illegible] کام کچھ نہ آیا دیکھو انسان جب [illegible] ہو جاتے ہیں اور پھر ہر وقت [illegible] بہت کچھ غلطیاں کرتے [illegible] میں مشغول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری کرتا ہے۔

۵ ۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۲۱)

کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ۔ بعض مسائل بہت ضروری ہیں ۔ میں نے بہت کم ایسی کتابیں پڑھی ہیں جن میں ان کا ذکر ہو ۔ ضروریات ایمان ہمارے علماء نے صرف یہ لکھی ہیں ۔ ایمان اللہ پر ۔ ملائکہ پر ۔ کتب پر ۔ رسل پر ۔ یوم آخرۃ پر ۔ تقدیر پر ۔ اور عملی حصہ میں کلمہ منہ سے پڑھنا ۔ شہادت کی شہادت ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ اور زکوۃ ۔ بس اس سے آگے خاموشی ہے ۔ حالانکہ کئی باتیں اور بھی ایسی ہیں جو بعینہٖ اسی طرح فرض عین ہیں ۔ جیسے کہ نماز ۔ روزہ ۔ دیکھو یاد رکھو ۔ نیک کام کرنا بھی فرض عین ہے اور بدی سے بچنا بھی فرض عین ہے کسی مسلمان سے پوچھیں ۔ پانچ ارکان اسلام کیا ہیں ۔ تو وہ بتا دیگا ۔ مگر اس کے ساتھ چوری ۔ حرامزدگی ۔ رنڈی بازی اور قسم قسم کی بدکاریوں کا ذکر ہو تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی پروا نہیں کی جاتی جھوٹ کا مرض بڑھتا جاتا ہے ۔ بلکہ بچپن میں اس کا کوئی علاج نہیں [illegible] سر شد شدہ گردن بمیل بچہ پر شد نشاید گذشتن بہ پیل۔

ایک سچی مثل ہے ۔ آم کا درخت ہے ۔ جب اس کا پودہ زمین سے نکلے ۔ تو اکھیڑا جا سکتا ہے مگر جب وہ بڑا درخت بن جائے تو اسے اکھیڑنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح بدیوں کی مثال ہے انہیں پہلے ہی سے روکو ۔ تا نیکی کی طرف تمہاری طبیعت رجوع رہے ۔ جس طرح نماز روزہ فرض عین ہے اسی طرح جھوٹ سے بدنظری سے بدمستی سے (جو زنا کے مقدمات ہیں) سستی سے کاہلی سے ظلم سے حرص سے تکبر سے بچنا بھی نہایت ضروری ہے ۔ میں نے اپنی تحقیق میں چودہ ضروریات اسلام سمجھے ہیں اور وہ تمام نیکیوں اور بدیوں سے بچنے کے اصل ہیں

(۱) اللہ پر ایمان اس کے ساتھ اللہ کے صفات پر ایمان اس کے افعال پر ایمان اس کی معبودیت پر ایمان ۔ اتنا ایمان فرض ہے ۔ دوسری بات ۔ اللہ کے فرشتوں کی تحریکوں پر ایمان ۔ تیسری بات ۔ اللہ کے کلام پر ایمان ۔ چوتھی بات ۔ اللہ کے پاک رسولوں پر ایمان ۔ پانچویں بات مسئلہ تقدیر پر ایمان جو تمام کامیابیوں کی جڑ ہے چھٹی بات ختم نبوت پر ایمان ۔ ساتویں بات ۔ بعث بعد الموت ۔ یہ سات حصے نیکیوں کے اصول میں علم ہیں ۔ عملی حصے یہ ہیں

پہلی بات ۔ اللہ کی توحید کا اقرار کرنا ۔ دوسری بات ۔ ہر ایک قسم کی بدعملیوں سے بچنا ۔ تیسری بات ۔ نیک اعمال کی طرف اپنے تئیں متوجہ کرنا ۔ چوتھی بات ۔ نماز پانچویں بات زکوۃ ۔ چھٹی بات ۔ روزہ ۔ ساتویں بات ۔ حج

مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ ایسی تعلیم میں نے اپنی اسلامی کتابوں میں کم دیکھی ہے ۔ اور اگر ہے بھی تو انگریزی سکولوں کی پڑھائی کے اثر کے سامنے اس کا پورا اثر نہیں ۔ جس قدر کوئی کسی مصنف کی کتاب پڑھتا ہے ۔ اس مصنف کے خیالات و اعمال کا ایک مخفی اثر پہنچتا رہتا ہے اس لئے اولاد کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی کتب کے خفیہ اثر کو دینی تعلیم سے زائل کیا جائے اور وہ دینی تعلیم قرآن مجید میں ہے اس سے پہلے توحید کا بیان کرتا آیا ہے اب ایک گر سمجھاتا ہے کہ لوگو جو اس زمین میں ہے اس سے کھاؤ ۔ مگر دو شرطیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ حلال ہو ۔ بالباطل رزق نہ ہو ۔ حلال کا علم کیسا ضروری ہے اور حلال کیسا مفید ہے اس کے متعلق بیان بہت طویل ہے ۔ پھر حلال ہو تو طیب بھی ہو ۔ بعض لوگ مسلمانوں میں ایسے گذرے ہیں ۔ کہ وہ پلاؤ پکوائیں گے تو اس میں تھوڑی سی راکھ ڈلوائیں گے ۔ ایک صوفی کو میں نے دیکھا ہے ۔ کہ وہ حلوا ۔ ساگ ۔ دال دودھ ۔ چاول سب کچھ ملا کر رکھ چھوڑتا جب بس جاتا تو کھاتا ۔ یہ طیب رزق نہیں ہے بس میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ رزق حلال کھاؤ پھر وہ طیب بھی ہو۔

ولا تتبعوا خطوات الشیطن ۔ وہ چال نہ چلو جس پر شیطان چلا ۔ شیطان وہ ہے جو خدا سے دور ہے ۔ اس شیطان کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ وہ تمہیں بدی اور بے حیائی کی باتوں کی ترغیب دیتا ہے ۔ شیطانی گناہ کے تین اصول ہیں ۔ ان میں سے آخری یہ ہے کہ ان تقولوا علی اللّٰہ ما لا تعلمون ۔ کہ جھوٹا خواب یا جھوٹا کشف یا جھوٹا الہام

ضرورت نہیں۔ اس بی بی کے پاس نہ روپیہ تھا نہ مال اسباب تھا نہ مویشی تھے بچہ بھی چھوٹا تھا دونوں کو کوئی غمگسار نہ تھا۔ درندوں کا بھی ڈر تھا کوئی آبادی بھی نہ تھی مگر اس صبر کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آج تک ایک عظیم الشان شہر آباد ہے جو کروڑ ہا مخلوق کا ملجا و ماویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے نام کے لئے صبر کر کے اس کے نتائج سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ صفا و مروہ سے جا کر یہ شعور یہ معرفت حاصل کریں کیونکہ وہ مقام اللہ کی طرف سے صبر کے نتائج کے شعور کے حصول کا ذریعہ مقرر شدہ ہے جو حج کو یا عمرہ کو جائے وہ وہاں چل کر غور کرے کہ ہمارا فضل اس صابرہ پر کیسا ہوا۔ ہم بھی ایسے قدردان ہیں۔

۹ مارچ ۱۹۰۹ء

(الرکوع نمبر ۴)

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اوپر کی آیات میں کفار پر لعنتوں کا ذکر ہے۔ اب ان سے بچنے کا ایک نسخہ بتلایا ہے۔ (۱) اللہ کی طرف جھک جانا جو اپنی ذات و صفات میں یگانہ ہے۔ جب اس معبود کی دو عظیم الشان صفتوں کا ذکر ہے

الرحمٰن۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا

الرحیم۔ سچی محنتوں کو ضائع نہ کرنے والا۔ بلکہ ان پر ثمرات مرتب کرنے والا۔

آپ اپنی ہستی اور صفت رحمانیت کا ثبوت دیتا ہے۔ پہلا ثبوت۔ آسمان و زمین کی پیدائش ہے اور رات و دن کا اختلاف۔ ایک چھوٹی سی پیالی انسان کسی کے پاس دیکھے تو یہ کبھی وہم میں نہیں آتا۔ کہ خود بخود بن گئی تو اتنا بڑا آسمان و زمین دیکھ کر یہ یقین کیوں حاصل نہ ہو کہ ان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہے۔

پھر یہ فطری بات ہے کہ جب مختلف اشیاء کو خاص ترتیب سے رکھا ہوا دیکھتے ہیں تو ایک بچہ بھی سمجھ جاتا ہے کہ ان کا اس ترتیب سے رکھنے والا ضرور کوئی ہے۔ چہ جائیکہ ایک عقلمند انسان۔ آسمان کو دیکھے زمین کو دیکھے اس کی مختلف مخلوقات کو ایک خاص نظام میں دیکھے۔ دن رات کے کاموں میں ایک خاص انتظام نظر آئے اور پھر یہ نہ مانے کہ ان کا مرتب کرنے والا بھی کوئی ہے۔ میں تمہیں ایک قصہ سناتا ہوں۔

دار السلطنت بغداد میں کچھ ایسے آدمی جمع ہو گئے جو دہریہ تھے ان میں سے چند آدمی ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس آئے۔ جب امام صاحب نے انہیں اپنے مکان میں جمع ہوتے دیکھا تو نہایت متفکر چہرہ بنالیا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت آپ کس خیال میں ہیں۔ ہم تو ایک مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں آپ نے فرمایا میں تو اس حیرت میں ہوں کہ یہاں بغداد میں لاکھوں آدمی بستے ہیں ہر ایک کی ضرورت مختلف ہے کوئی حبش سے کوئی کسی اور بحری مقام سے وابستہ ہو پھر ہر ایک ضرورت کے لئے جہاز پر جہاز چلے آتے ہیں اور سنتا ہوں کہ ان پر کوئی ملاح [illegible] کوئی [illegible] نہیں کوئی چلانے والا [illegible]

[illegible]

کام بغیر کسی مدبر بالارادہ کے نہیں چل سکتا اور یہ چل رہا ہے آپ نے فرمایا۔ بغداد کی کاروائی تو بغیر کسی مدبر کے نہ چلے مگر آسمان و زمین کا کارخانہ خود بخود چلتا ہے اس پر وہ بہت ہی نادم ہوئے اور چلے گئے۔ مجھے بھی کئی دہریوں سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ میں نے ایک دہریہ سے اس دری کی طرف اشارہ کر کے جس پر ہم بیٹھے تھے پوچھا اس کا پتہ لگ سکتا ہے کہ کہاں سے بُنکر آئی ہے اس نے کہا۔ ضرور بالارادہ دری کے بننے والے نے اسے بچھوا رکھا دیا۔ میں نے کہا آپ نے اس دری کا بننے والا دیکھا ہے نہیں مگر دری دیکھی ہے میں نے دیکھی ہیں جب اسے سمجھا گیا کہ تم لوگ تو قائل اجسام کے قائل نہیں۔ تو اس نے ہنس کر بات کو ٹالنا چاہا۔ بہاں واختلاف اللیل والنہار تک تو اپنی ہستی اور صفت رحمانیت کا ثبوت دیا۔

اب رحیمی صفت کا بیان ہوتا ہے۔ پہلے تو جہازوں کو لو۔ جن سے لوگوں کو بہت نفع پہنچتا ہے۔ یہ دوسرے ممالک کے لوگوں کو باہم ملانے والے اور بعض نئی تحریکات یا بانی اس آیت کا انکار کرنے والے ہیں اگر ہم آج یہ تفریق کریں گے کہ فلاں ملک کی چیز خواہ کیسی اچھی ہو ہم نہیں لیں گے۔ تو کل پھر بعض شہروں کو بائیکاٹ کر سکیں گے۔ پھر مذہبی تفریق درمیان میں آ جائے گی۔ مسلمان کہیں گے ہم ہندوؤں کی نہیں خریدتے۔ اور ہندو کہیں گے ہم عیسائیوں سے یہ معاملہ نہیں رکھتے۔ پھر مذہبوں کی آپس میں تفریق ہو گی وہابی کہیں گے ہم حنفیوں کی بنی ہوئی چیزیں نہیں خریدتے اور حنفی کہیں گے ہم اہلحدیثوں کی نہیں خریدتے۔ اس طرح تو بڑا فساد پڑے گا۔

پھر اوپر سے پانی کا برسنا اور اس پانی سے فائدہ اٹھانا۔ یہ بھی رحیمی صفت کے ماتحت ہے۔ پھر جانداروں کا پیدا کرنا جو طرح طرح کی ضرورتوں میں ہمارے کام آتے ہیں۔ کوئی بوجھ اٹھاتا ہے۔ کوئی ہل چلاتا ہے۔ کوئی حفاظت کرتا ہے کوئی غذا بنایا جاتا ہے

وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ۔ ہواؤں کے بارے میں بڑی بڑی کتابیں بنی ہوئی ہیں ایک ہوا ہے جو جہازوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لیجاتی ہے۔ ایک ہوا ہے۔ جو ریل کو چلاتی ہے ایک گندگیوں کو صاف کرتی ہے۔ ایک بیماری کے جرم(؟) کرتی ہو ہوا کی تعریف میں بھی خدا کی قدرتوں اور اس کے رحیم ہونے کے بہت سے نشانات ہیں پھر بادل جو آسمان و زمین میں مسخر ہے۔ گویا کہ وہ منتظر ہے۔ جو جناب الٰہی کا امر منتظر ہے جہاں اسے حکم ہو پانی پہنچائے۔ یہ سب کچھ بیان کر کے فرماتا ہے کہ اولوا الالباب کو واسطے درجہ ہے۔ معمولی عقل والے بھی اس سے اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ رحمان و رحیم ہے۔ اس کا مقابل کوئی نہیں۔

حسن و احسان میں اس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ پس عشق و محبت بھی اسی ذات سے سزاوار ہے اکثر لوگ ہیں جو کسی کی آن بان پر، انداز پر، اداؤں پر، مال پر، جاہ و جلال پر، علم و فضل پر حسن و خوبی پر لٹو ہو جاتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ یہ سب چیزیں فانی ہیں بعض ایسی صورتیں جو پہلے حسین تھیں بیماری کی وجہ سے دوسروں کے ابتلاء کا موجب ہوئیں۔ ایک وقت پھر دیکھا آیا کہ ان کی آنکھ جاتی رہی اور ناک گل گئی بہت سے ایسے امیر ہیں کہ ایک دم میں غریب ہو گئے۔ بہت سے علماء ہیں کہ حواس باختہ ہو گئے پھر کہاں کا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]

[illegible]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی کامیابیوں اور فتحمندیوں کے اصول بتلائے ہیں۔ میرے اپنے اعتقاد کے مطابق یہ تمام سورۃ جہاد کی ترغیب کیلئے ہے اور اس میں جا بجا مجاہدین کو بتایا ہے کہ وہ کس طرح مظفر و منصور ہو سکتے ہیں۔ پارہ اوّل میں متقیوں کے لئے مظفر و منصور کے ہیں۔ فتح کا تاج۔ بھلا جہاد کے سوا کسی کے سر پر رکھا جا سکتا ہے۔ پھر اس کے بالمقابل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کا ذکر ہے جس کے بعد عذاب عظیم آیا ہے گویا دو گروہ بتا دئے ہیں۔ جنہیں مقابلہ ہوگا اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ تو میں کسی دوسرے مقام پر اس کی تشریح کرونگا۔ یہاں صرف اتنا بتا دیتا ہوں۔ کہ ایک جگہ فرمایا۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ پھر صلوٰۃ بتلایا۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ شہید بتایا۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں۔ جن کی ضرورت جہاد میں ہے۔ پھر جہاد میں ضروری ہے۔ کہ اللہ پر پورا ایمان ہو اور یہ موقوف ہے توحید پر۔ اور توحید کامل نہیں ہوتی۔ جب تک شرک سے نفرت نہ ہو اسی واسطے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ۔ سے منع فرمایا۔ اور بتایا کہ مومن کو چاہیئے اکل حلال کا عادی بنے۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ حلال کھانے کا عادی بنے بلکہ ترک حرام بھی کرے۔ اور ترک حرام میں سے ایک اعلیٰ حرام خوری کا ذکر کیا ہے۔ جس سے دین [illegible] کی ذکر [illegible] مشتبہ بات جب پیدا ہوتی ہے۔ جب بطور مثال کچھ بیان ہو۔ چنانچہ یہاں ایک مثال اس قوت میں ذکر کر دی گئی ہے

[illegible] اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ۔ جو کچھ اللہ نے ایک کامل مجموعہ ہیں۔

ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ مول بہت تھوڑا لیتے دنیا بجز قلیل متاع الدنیا قلیل ہے

مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ۔ اس طرز عمل کا نتیجہ سوا اس کے نہیں کہ جل بھن کر اندر ہی اندر [illegible] رہتے ہیں۔

وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ لوگ اپنا مال۔ اپنی دولت اپنی عزت۔ اپنی آبرو کسی معمولی بات سننے کے لئے خرچ کر دیتے ہیں۔ پس اللہ کی ذات سے جو تمام حسینوں۔ عالموں۔ اور بادشاہوں کا خالق ہے کلام کرنے کو کیوں دل نہ تڑپتا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوسری سزا یہ دیگا کہ ان سے کلام نہ کریگا۔ اندھا آدمی جو دیکھنے کے عجائبات سے واقف نہیں ہوتا وہ اگر دید کی حرص نہ کرے تو تعجب نہیں اسی طرح جسے کلام الٰہی کی عذوبت سے آگاہی نہیں وہ اگر اسے عذاب نہ سمجھے تو نہ سمجھے یہ سب سے بڑا عذاب ہے۔ پھر ایک اور دکھ ہوگا وہ یہ کہ مزکی نہ کریگا بلکہ ان کے لئے عذاب ہے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ یہ عذاب عذوبت والا نہیں بلکہ دکھ دینے والا

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی۔ ان لوگوں نے حرام خوری سے کیا فائدہ لیا۔ سوا اس کے کہ ضلالت کو ہدایت کے بدلے خرید لیا۔ یہ اس طرح کہ حرام خوری سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ جب دعائیں قبول نہ ہوئیں تو یہ کہدیا کہ بہاد دعائیں بھی دیکھ لیں اس قول کا نتیجہ کفر ہے۔ پس بجائے اس کے کہ مغفرت حاصل کریں۔ انہیں عذاب ہوگا

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۔ ان کے تقاضے دیکھنے والے یہ کہیں گے۔

بعض صوفیوں نے بھی بعض جرأت کے کلمے کہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ دوزخ میں کیا رکھا ہے حالانکہ وہ دنیا کی ایک معمولی تکلیف کو تو برداشت کر نہیں سکتے۔ مثلاً تپ چڑھی ہو تو ہل پکار سے شور برپا کر دیتے ہیں۔ تو کیا دوزخ جو بڑے دکھ کا مقام ہے اسے انہوں نے کچھ معمولی سمجھ لیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دید و شنید برابر نہیں ہوتی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا۔ اس کے معنے میں جن لوگوں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ۔ یعنے ہمارے اور ان کے درمیان جو تعلقات تھے اور جو وصل تھا۔ اس میں شق آگیا۔ شق بھی پرلے درجہ کا پنجابی ... پاڑن پاڑنا اس مفہوم کو خوب ادا کرتا ہے

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ۔ چونکہ اس سے پہلے خدا تعالیٰ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فرما چکا ہے کہ جدھر تمہارا رخ ہوگا ادھر ہی میرا رخ ہے۔ یعنی میری نصرت تمہارے ساتھ ہوگی اس پر صحابہ نے خیال کیا ہوگا۔ کہ ہم سے بڑا کون ہے۔ کیونکہ جدھر ہماری توجہ ہے ادھر ہی خدا کی توجہ ہے۔ اس لئے فرمایا ہے تو ٹھیک مگر نیکی صرف جہات و فتوحات سے وابستہ نہیں اور نہ صرف مشرق و مغرب کو فتح کر لینا کافی ہے بلکہ ضروری ہے کہ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اس وقت پر ایمان ہو جہاں انسان اپنے اعمال کے نتائج دیکھنا ہے یہ یاد۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ جس کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کی صفات کے خلاف حتی الوسع کوئی بات نہیں کرتا اس خیال سے کہ اس کی نظر سے گر نہ جائے۔ پس حضرت حق سبحانہ کے قرب کے لئے بھی ہم میں ایمان اور فضائل و [illegible]

وَالْمَلٰٓئِکَةِ۔ پھر ایمان بالملائکہ بڑا ضروری ہے۔ میرے خیال میں یہ چوتھی مرتبہ ملائکہ کا ذکر کیا ہے ایک تو وہاں بیان ہوا جہاں یہود کی خفیہ سوسائٹیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ہاروت ماروت کی مدد سے اس زمین کو تہ و بالا کر دیا۔

پھر دوسرا وہ مقام ہے۔ جہاں بتایا ہے کہ ایک وہ علوم ہیں جن کا تعلق قلب کے ساتھ ہے اور ایک وہ ہیں جن کا تعلق دماغ کے ساتھ ہے ان دونوں میں جو تحریک کرنیوالے سردار ہیں ان کا نام جبرئیل و میکائیل ہے۔

پھر تیسرا مقام آدم کے قصے میں ہے۔ چوتھی بار یہاں ذکر کیا ہے اور یہیں بار بار بتایا ہے کہ وہ تمام پاک تحریکیں جن کا انجام بخیر ہو۔ ملائکہ کی طرف سے ہوتی ہیں۔

وَالْکِتٰبِ۔ پھر اللہ کی رضامندیوں کی راہیں جہاں مذکور ہیں وہ اس کی بھیجی ہوئی کتابیں ہیں ان کا ماننا ضروری ہے۔ انسان اگر جناب الٰہی کے صفات سے آگاہ نہیں۔ ملائکہ کی تحریک کو نہیں سمجھتا تو کلام الٰہی ہی سے سمجھے۔ وَالنَّبِیّٖنَ خدا کی جناب سے غیب کی آگاہی پانے والے کو عطا ہوتی ہے۔ اللہ کی کتابوں میں سے سب سے جامع کتاب قرآن مجید اور تمام کمالات انبیاء کا جامع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آدمی پہلے قرآن کریم پڑھے۔ پھر حضرت نبی کریم کے سوانح (جن میں احادیث شامل ہیں) میں کامل یقین سے گواہی دیتا ہوں۔ کہ ایسا کامل انسان پھر پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب عمل حسنہ کا ذکر کرتا ہے۔ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ۔ یعنی محبت الٰہی کیساتھ مال کو خرچ کرے۔ بعض لوگ حبہ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ مال جس سے محبت ہو۔ مگر یہ

بنالے یا بلاتحقیق نیز کسی چیز کو حلال یا حرام بھلا یا بُرا کہہ دے۔ اور ایک یہ کہ سوء۔ دوم۔ فحشاء یعنے ہر ایسی بدی کہ دوسرے پر اس کا بد اثر پڑے۔ ایسے لوگوں کو جب کہا جاتا ہے کہ تم ما انزل کی تابعداری کرو۔ تو وہ کہتے ہیں ہم اپنے باپ دادا کے پیرو ہیں لا یعقلون۔ خواہ ان کے باپ دادا ایسے ہیں کہ اپنے تئیں کسی بد چیز سے روک سکتے ہوں۔ یہاں تک یہ باتیں بیان ہوئیں (۱) حلال کھاؤ (۲) طیب ہو (۳) بدیوں کو چھوڑ دو۔ (۴) فحشاء سے پرہیز کرو (۵) اللہ پر تقوّل چھوڑ دو۔ (۶) اندھا دھند تقلید چھوڑ دو (۷) کوئی لا یعقل۔ لا یہتدی کام کرتا ہو۔ تو تم وہ نہ کرو۔

ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق۔ مثال ان لوگوں کی جو بے ایمان ہیں ایسی ہے جیسی کسی پر کوئی آواز کستا ہے اور وہ سنتا ہی نہیں۔

میرے ایک نوجوان دوست تھے میں ان کو درس قرآن شریف کے سننے کی تاکید کرتا تھا وہ میرے سامنے تو نہ کہتے مگر میرے پیچھے اپنے اس خیال کا اظہار کر دیا کہتے تھے کہ زندگی ہو تو کچھ قرآن بھی پڑھ لیں۔ آخر جب وہ کسی عہدہ پر پہنچ گئے تو مجھے لکھا کہ بار بار ہوتے ہیں۔ کہ میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکا۔ خدا کرے تم لوگ ایسے نہ ہو۔ کبھی قرآن سنانے والا ایسے لوگوں سے ہو کہ اس کے سامعین ایسے ہوں جو نہ کچھ سمجھ سکتے ہوں کہ دیکھیں نہ کان رکھتے ہوں کہ سنیں۔ نہ زبان رکھتے ہوں کہ حق بولیں تم قرآن شریف کو غنیمت سمجھو۔ دنیا کے جھمیلے تو کبھی کم ہونے میں آ نہیں سکتے۔ ایک کتاب میں میں نے ایک مثال پڑھی ہے کہ ایک شخص ندی سے گذرنا چاہتا تھا اس نے تامل کیا کہ یہ موج گذر جائے تو میں گذروں۔ مگر اتنے میں ایک اور آ گئی۔ آخر وہ اسی طرح خیال کرتا کرتا رہ گیا۔

بس طریق یہی ہے کہ حلال طیب کھاؤ۔ طیب کہتے ہیں اسے جو انسان کے لئے دکھ نہ دے اور پھر شکر کرو۔ سات اصول بتاتے ہیں ان کو ہر وقت زیر نظر کرو۔ حلال طیب کھاؤ۔ سوء وفحشاء وتقوّل نہ ہو۔ تقلید سے جاد نہ ہو۔ کبھی ایسے رنگ میں اپنے تئیں نہ بناؤ کہ گوش حق کے شنوا آنکھیں حق کی بینا رہیں۔

۱۰۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع نمبر ۵)

یہاں تک یہ بیان فرمایا ہے کہ حق کے حصول کا ذریعہ حلال وطیب روزی ہے انسان فاقے پر فاقہ اٹھاتے۔ مگر حلال کا رزق کھاتے جو مالدار ہیں ان کی حالت نہایت نازک ہے۔ غضب الٰہی بھی مال داروں پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کی ہدایت سے محرومی بھی اکثر مال والوں کے حصہ میں آتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ ابلیس کان من خزان الجنۃ۔ گویا آدم کی مخالفت میں جس گروہ کو بڑی محرومی ہوئی وہ بھی مالداروں ہی کا گروہ تھا۔ ایک دفعہ مولوی ریاض الدین احمد نے مجھ سے پوچھا کہ پانچ آدمی قوموں کے لیڈر۔۔ سمجھے جاتے ہیں۔ کیشب چندر ماننند رائے موہن لال۔ سرسید۔ مرزا صاحب آپ کوئی موٹا سا مابہ الامتیاز انہیں بتائیں۔ میں نے کہا بس یہ دیکھ لو کہ اکابر کس طرف گئے ہیں اور غریب کس طرف آ گئے ہیں۔

اور ان علماء کے رشیدوں کے ساتھ انہی کو نسبت ہوتا ہے جو اہل ہوں۔ ہارون رشید مکہ میں گیا۔ تو ابن المبارک کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ جو امیر پیشوا ان عالم بے علم شان عالم تھا جہاں جہاں ملاقات کو جاتا۔ اس شخص کے ذوق کچھ ملاقات پر کسی معتقد کو لے جاتا۔ فضیل عیاض سے ملاقات چاہی تو ابن المبارک سے استدعا کی۔ وہ گئے۔ باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کون ہے۔ جواب دیا۔ ابن مبارک کہا۔ مرحبا بانی وصاحبی پوچھا۔ میرے ساتھ بھی ایک شخص قریشی ہے کہا مجھے کسی قریش کی ملاقات پسند نہیں۔ کہا۔ میرا تم پر حق ہے۔ دوبارہ ان کہا پھر اسے مجھ پر ایک حق ہے کہا۔ اچھا۔ ہارون رشید خاموش بیٹھ گیا۔ فضیل عیاض اسے دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ جوان ہے خوبصورت ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ جہنم سے بچ جائے۔ پھر جہنم میں پڑنے کی وجوہات بتائیں۔ جس پر ہارون رشید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا وہ کونسی قوت تھی جو ایک بادشاہ روئے زمین کو یوں ڈانٹ بتلانے کی جرأت دے رہی تھی۔ صرف حلال خوری۔ ایک دفعہ ہارون رشید پھر گیا اور ایک ہزار دینار پیش کیا۔ فضیل نے بہت ناراضی کا اظہار کیا اور کہا اسے میرے سامنے سے اٹھا لو۔ یہ بیت المال کا ہے اور تمہیں کسی کو بخش دینے کا کوئی حق نہیں اس کے بعد ایک لونڈی گھر سے نکلی اور اس نے کہا۔ ہم کئی دن سے فاقے میں ہیں اور یہ بڈھا۔ دینے لانے والوں کو جھڑک دیتا ہے اس پر آپ نے ڈیوڑھی سے اسے سمجھایا کہ دیکھو حلال بڑی نعمت ہے۔ ہارون رشید نے چاہا۔ کہ گھر والوں کو یہ روپیہ دے۔ مگر انہوں نے بھی نہ لیا جو حلال رزق چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں غیر معمولی حوصلہ دیتا ہے اور انہیں اپنی جناب سے رزق عطا فرماتا ہے اور حرام رزق سے کسی ذکی حیلے سے بچا لیتا ہے۔ اب حرام چیزوں کا ذکر فرماتا ہے

حرّم علیکم المیتۃ۔ مردار کے اندر ایک خطرناک زہر ہوتا ہے جس کا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں۔ چنانچہ جتنی مردار خوار قومیں ہیں ان کی زبان جلد۔ عقل موٹی اور بھدی ہوتی ہے۔ اوروں کو نہیں تو چوہڑوں کو دیکھ لیں شریف گھروں سے کہلاتے ہیں انہی کے ساتھ زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی مردار خواری کا اثر ان کی شکلوں اور عقلوں سے ظاہر ہے۔

والدم۔ ہم نے ایسی قومیں دیکھی ہیں جو جانور کا خون پی جاتی ہیں یا اسے بھون کر کھا لیتی ہیں۔ خون میں اس قسم کی زہریں ہوتی ہیں جن سے اعصاب کو تشنج۔ فالج۔ استرخا ہو جاتا ہے۔

ولحم الخنزیر۔ اس جانور کا گوشت کھانے سے قوت شہوت۔ غضب میں بہت ترقی ہوتی ہے اور یہی دو قوتیں ہیں۔ جو تمام قسم کی بد اخلاقیوں کی جڑ ہیں۔ یہودی تو اس کا نام تک نہیں لیتے۔ بعض مسلمانوں میں بھی یہ بات ہے کہ وہ خنزیر یا سؤر نہیں کہتے۔

وما اھل بہ لغیر اللہ۔ وہ جانور جو نامزد کیا گیا ہو۔ اللہ کے غیر کے لئے ایسے جانور تقرب و حاجت روائی کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں۔

غیر باغ۔ دل سے چاہنے والا نہ ہو۔

ولا عاد۔ اور پھر اضطرار کی ضرورت سے حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔

۱۳۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع نمبر ۵)

حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ دوم)

(بقیہ رکوع نمبر ۶)

لعلکم تتقون۔ اس سے پہلے میں تقویٰ کی ابتداء بیان ہوئی اس میں تقویٰ کے اصول بتائے ہیں۔ اب قصاص کے حکم میں فرماتا ہے کہ لعلکم تتقون ہے۔ یہ جانوں کے متعلق تقویٰ کا بیان تھا اب مال کے متعلق جو تقویٰ ہے وہ بیان کرتا ہے۔

اذا حضر۔ حاضر ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک شدت بیماری۔ دوم یہ کہ موت ہی آ جائے پس ایک شق کے لحاظ سے تو یہ معنے ہوئے۔ کہ جب کوئی ایسا بیمار ہو تو وصیت کر دیا کرے اپنے مال کے متعلق۔ وصیت کس کے لئے ہو۔

للوالدین۔ اپنے ماں باپ کے واسطے۔ کیا وصیت ہو۔ ایک تو یہ معنے ہیں کہ اپنے ماں باپ کو جائے میرے بعد یوں انتظام ہو۔ دوم یہ کہ اپنے ماں باپ کے حق میں وصیت کر جائے اس صورت میں جبکہ وہ شرعی قانون کے لحاظ سے ترکہ کے وارث نہیں ہو سکتے۔ مثلاً وہ کافر ہوں غلام ہوں یا اپنے بیٹے کے قاتل ہوں پس ان صورتوں میں وارث اگر ان کے لئے وصیت کر جائے تو جائز ہے یا یہ مطلب کہ ان کو اپنے کاموں کا وصی کر دے۔ یہ سب احکام بھی جہاد کی تمہید ہیں کیونکہ جنگ کا زمانہ تھا اس لئے صحابہ کو فرمایا اپنی وصیتیں کر چھوڑو۔ اور اگر حضر کے معنے یہ ہوں کہ موت آ ہی جائے تو پھر یوں معنے ہونگے کہ لکھی گئی ہے تمہارے لئے وصیت جو والدین اور اقارب کے متعلق ہے وہ بالکل مناسب ہے اور حق ہے متقیوں پر کہ اس کے مطابق عملدرآمد کرو۔ وہ وصیت کہاں لکھی ہے؟ دیکھو پ ۴ سورۃ نساء کا دوسرا رکوع یوصیکم اللہ

ان اللہ سمیع علیم۔ فرماتا ہے کہ ہم علیم خدا ہیں سمجھ بوجھ کر حصص مقرر کئے ہیں اور وصیتوں کے بدلانے کو بھی سنتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا۔

فمن بدلہ۔ اب اس ترکہ کیا کچھ تبدیل کیا گیا ہے۔ سب سے اول تو یہ کہ لڑکیوں کو ورثہ نہیں دیا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے عورت کو بھی حرث فرمایا ہے اور زمین کو بھی ایسا ہی زمین کو بھی ارض فرمایا ہے اور عورتوں کو بھی۔

فانما اثمہ۔ چنانچہ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ جب سے ان لوگوں نے لڑکیوں کا ورثہ دینا چھوڑا ہے ان کی زمینیں ہندوؤں کی ہو گئی ہیں جو ایک وقت سوکھا تھا زمین کے مالک تھے اب دو بیگھہ کے بھی نہیں رہے۔ یہ اس لئے کہ صریحاً پ ۴ نساء رکوع ۲ میں فرمایا۔ ولہ عذاب مھین اب اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔ عورتوں پر جو ظلم ہوتا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ولا تمسکوھن ضرارا۔ دوسرا۔ وعاشروھن بالمعروف۔ تیسرا۔ ولا تضاروھن۔ چوتھا۔ ان کرھتموھن۔ پنجم۔ ولھن مثل الذی علیھن باوجود اس کے وراثت کا ظلم بہت بڑھ رہا ہے پھر دوسرا یہ کہ بعض ظالم عورت کو لٹکا رکھتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔ فمن خاف من موص جنفا او اثما۔ اس حکم وصیت میں ایک اور وصیت کا ذکر ہے۔ بالفاظ من بعد وصیۃ۔ پس اس وصیت میں اگر کوئی کجی کرے تو اس کی اصلاح کر لی جائے۔

جنفا۔ کے معنے غیر متجانف لاثم سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی نہ جھکنے والا۔

۱۶ مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام۔ روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے ایک بقاء شخصی کے لئے غذا کی۔ دوم بقاء نوعی کے لئے بیوی کی۔ اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے پیاس بڑی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے برف موجود ہے شربت حاضر ہے۔ کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا اسی طرح بیوی پاس ہے۔ کوئی چیز مانع بھی نہیں۔ مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اس کے مولا کا حکم ہے کہ ان دونو چیزوں سے رکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور ضرورت کے ۔۔۔ ہم ان چیزوں سے رک کے رہیں جن سے رکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اسلام میں ہر سال ایک ماہ تو بالالتزام یہ مشق کرائی جاتی ہے اور ایک طرح سے چار ماہ کے لئے یہ مشق ہوتی ہے۔ کیونکہ عادت نبوی تھی۔ کہ ہر دوشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے۔ پھر ایام بیض (۱۲ - ۱۳ - ۱۴) میں بھی روزہ رکھتے۔ گویا ہر مہینے میں بالاوسط دس دن اس حساب سے روزہ کیلئے سال کے چار ماہ ہوتے ہیں۔ اب خیال کرو۔ کہ جو لوگ چار ماہ یہ مشق کرتے ہیں وہ رشوت کیوں لیں۔ اکل بالباطل کیوں کریں۔ کوئی ضرورت انسان کو ان ضرورتوں سے بڑھ کر پیش نہیں آ سکتی جو بقاء شخصی و بقاء نوعی کے لئے ضروری ہیں۔ جب ان ضرورتوں میں باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور کسی روک کے نہ ہونے کے صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لئے محترز رہا ہے۔ تو پھر ایک صریح حرام امر کا کیوں مرتکب ہونے لگا۔

وعلی الذین یطیقونہ۔ اور جو صوم کی طاقت رکھتے ہیں یعنے جنہیں روزہ رکھنے میسر آ جاویں۔

فدیۃ طعام مسکین۔ وہ ایک مسکین کا کھانا بطور صدقہ دیں۔ یہ صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے چنانچہ تعامل سے ثابت ہے کہ ہر روزہ دار نماز عید سے پہلے ایک مسکین کا کھانا صدقہ دیتا ہے۔ دوسرا میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثار سلف کے مطابق ہے یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلا دی۔ اور جو لوگ اب کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جو لوگ

نزدیک جس عمل میں اخلاص و ثواب نہ ہو۔ وہ کسی کام کا نہیں۔

ذوی القربیٰ۔ اب اس مال کے مصارف بتلاتا ہے انسان غیروں کو دیتا ہے مگر رشتہ داروں کو نہیں دیتا۔ کیونکہ ان سے بوجہ قرآن کے معاملات کے بعض اوقات ناراضی بھی ہوتی ہے۔

والیتمیٰ۔ پھر یتیم کو دے کیونکہ اس سے بدلے کی امید نہیں۔

والمساکین۔ پھر ان لوگوں کو دے جو بے دست و پا ہیں۔ میرے خیال میں تین قسم کے لوگ مساکین ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ جو کام نہیں کر سکتا۔ بوجہ معذوری۔ اور یہ دو طرح ہے۔ مثلاً ایک شخص لوہاری کا کام جانتا ہے مگر اوزار نہیں یا سینا تو جانتا ہے مگر سوئی اور قینچی وغیرہ نہیں۔ پس یہ اسباب ان کو مہیا کر دینے چاہئیں کیونکہ بغیر ان کے وہ بھی اپاہج کے حکم میں ہیں۔ ایک اور مثال سنو۔ کوئی کسب جاننے والا ہے تو سہی مگر وہاں اس کے ہنر کا کوئی قدر دان نہیں یا دکان چلانے کے لئے مکان نہیں پس اپاہج ہو عدم مال کی وجہ سے یا عدم اعضا کی وجہ سے ہر دو صورت مستحق امداد ہے۔

وابن السبیل۔ مسافر کو بعض وقت بہت مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ مثلاً نقدی چوری ہو گئی۔ یا کسی اتفاق سے چند پیسے کرایہ سے کم ہو گئے وغیرہ۔ یا ٹکٹ گم ہو گیا

والسائلین۔ سوال کرنے والوں سے آجکل بہت برا سلوک کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی سوالی ان کے سامنے آیا تو انہوں نے اس پر عیب لگانے شروع کئے۔

وفی الرقاب۔ گردنوں کے چھڑانے سے مراد غلاموں کو آزاد کرنا ہے ایک دفعہ ایک غیر مذہب کا شخص بڑے زور سے کہہ رہا تھا۔ غلاموں کی آزادی دلانے والا عیسائی مذہب ہے۔ میں نے کہا کہ مسیح ناصری نے کوئی قانون ان کے لئے نہیں بتایا نہ کوئی حصہ مقرر کیا مگر ہماری شریعت میں قانون ہے جو ان آیات میں مذکور ہے اور پھر بیت المال کا ایک حصہ ان کے لئے مقرر ہے۔

چند رقوں کا ذکر تو یہاں کیا اور پارہ ۱۰ میں دو مصرف اور بتاتے ہیں۔ ایک مؤلفۃ القلوب۔ میرے نزدیک اس زمانہ میں بھی یہ بہت ضروری ہے۔ دوم اس محکمہ زکوٰۃ کے جو ملازم ہیں ان کی تنخواہ۔

واقام الصلوٰۃ۔ وہ پاک عبادت جس کا نام نماز ہے۔ غفلتوں سستیوں ناکامیوں میں اسے قائم رکھے۔

واتی الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ دے تزکیہ نفس بھی کرے۔

والصابرین فی البأساء۔ بأساء کہتے ہیں غریبی تنگدستی کو یہ بڑی بلا ہے کسی کے گھر میں شادی ہو۔ غریب کے گھر میں بیوی بچوں کے اصرار کی وجہ سے جو وہ کپڑوں اور زیورں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ ماتم ہو رہا ہے۔ امرا میں عید ہے مگر غریب کے گھر رونا پڑا ہوتا ہے۔ مگر مومن ان مشکلات کی کچھ پروا نہیں کرتا پھر اس سے بڑھ کر مشکل ایک اور ہے۔

والضراء۔ وہ کیا ہے بیماری۔ چاہے کا نشا ہی کیوں نہ چھا ہوا ہو۔ پیٹ میں کیوں نہ درد ہو یا کوئی اور دکھ ہو۔ سلا مریض کے لئے اندھیر ہو جاتا ہے

اور دولت۔ بیوی۔ بچے۔ عیش و عشرت کے سامان سب برے معلوم ہوتے ہیں ایک شخص میرے پاس آیا کہ بیوی نہیں موجود ہے قوت رجولیت نہیں خودکشی کر لوں گا اگر تم نے کوئی امید نہ دلائی۔ دیکھو کیسا نازک مقام ہے مگر مومن نہیں گھبراتا وہ استقلال و استقامت سے رہتا ہے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور مصیبت ہے۔

وحین البأس۔ وہ ہے مقدمات کی رنجش و جنگ شمشیر کی صورت میں ہو خواہ جنگ قلم کے رنگ میں ہو۔ یہ بہت بڑی بلا ہے دیکھو جنگوں میں کتنی سلطنتیں تباہ ہوتیں کتنی مقروض ہو گئیں کتنی جانیں جاتی اور سپاہ ہلاک ہوتے ہیں ایسے وقت تم ہی مومن رہو جو مستقل مزاج ہے۔

۱۲۔ مارچ ۱۹۰۹ء
(رکوع نمبر ۶)

کتب۔ لکھا گیا ہے یہ قانون۔

قصاص۔ بدلہ جو وارثان مقتول۔ قاتل سے لیتے ہیں۔ اس آیت میں جو ذکر آیا ہے کہ جب قصاص ضروری ہے تو پھر تم ہی اپنے مقتولوں کا بدلہ لو۔ جو کفار وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں حُر۔ آزاد و عبد۔ باقی رہی یہ بات کہ حر عبد کے مرد عورت کے مقابلہ میں بھی مارا جائے یا نہیں اس کا جواب پ ۶ سورۃ مائدہ کے رکوع ۱۱ میں موجود ہے۔ ان النفس بالنفس۔

عفی لہ۔ قتل کا بدلہ یا دیت کا کچھ حصہ یا معاف کر دیا جائے

فاتباع بالمعروف۔ وارث مقتول کو تابع ہونا چاہیئے۔ قاتل کے ساتھ قاعدہ محبت و عرف کے مطابق اور چونکہ بدلہ قتل نہیں لیا گیا اس لئے خوبی سے ادا کریں۔

ذالک تخفیف من ربکم و رحمۃ عرب میں ایک کے بدلے سینکڑوں قتل کر دیئے جاتے تھے یہودیوں کا جو غلام ہوتا اگر وہ قتل ہو جاتا۔ تو اس کے بدلے میں کئی آزاد مارے جاتے۔ اس الحر بالحر کا قانون مقرر کر کے فرمایا۔ یہ خاص تخفیف تمہارے رب کی ہے اور اس کی رحمت اس سے پہلے ایک معمولی بات پر جنگیں ہو کر ہزاروں کے کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی مگر اب یہ بات نہیں بلکہ صرف ایک کے بدلے میں ایک کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

فمن اعتدی۔ اگر پھر وہی اپنا رواج چلاؤ گے۔ تو تمہیں ایک دکھ دینے والا عذاب پہنچیگا۔ خدا کی طرف سے یا حکام کی طرف سے جو کہ وہ مناسب موقعہ و حال تجویز کریں گے۔

ولکم فی القصاص حیوۃ۔ اس قصاص میں تمہاری زندگی ہے۔ وہ اس طرح کہ اب ایسا نہ ہوگا کہ ایک کے بدلے میں ہزاروں کے کشت و خون کی نوبت پہنچے۔ بلکہ حکومت قصاص لیگی اور قاتل و وارثان مقتول بہت کم کام کریں گے۔ اس طرح آبادی کی تعداد بڑھ جائے گی۔

یااولی الالباب۔ صاحبان عقل کو خصوصیت سے خطاب فرمایا کیونکہ اس راز کو موٹی عقلیں نہیں سمجھ سکتیں۔ کیونکہ بدلہ لینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ شریعت کے بہت ایسے کام ہیں جو انسان کی اپنی ذات سے وابستہ ہیں بہت سے ایسے ہیں جو حکام سے مخصوص ہیں جن لوگوں نے اس بھید کو نہیں سمجھا انہوں نے نقصان اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ جو لوگ حکام کی پابندی نہیں کرتے وہ خطرے میں ہیں۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

کا بہانہ بنا کر تمام عرب میں جنگ [illegible] لئے نکلے تا فیصلہ رہا۔ ظلم سہنے شروع کئے۔ جو بھی بات تکلیف کی ہو تی کرو ان بھی دشمن موجود ہے۔ بنو قینقاع، قریظہ، بنو نضیر، عیسائی وغیرہ قوموں کو گھٹانا تھا۔ ان سب صورتوں میں ان کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے جہاد کے سوا کوئی چارہ نہ تھی۔ چنانچہ یہ سورۃ ابتدا سے آخر تک [illegible] عجیب میں نازل ہوئی۔ پہلے رکوع میں اور سات [illegible] ذکر بھی اشارہ کیا ہے۔ منافق کہتے ہیں اسے جس کے سر پر خونریزی کا الزام ہو۔ [illegible] یا ایہا الذین آمنوا ذکر مقتول لوگوں کا نقشہ دکھایا ہے کہ ان میں خرابی [illegible] ہوگی۔ بالغ ہونا ہے جس کے وارث۔ مومن ہوں گے اور اس کے ساتھ کفار کی نسبت [illegible] ہے کہ وہ [illegible] میں ہلاک ہوں گے۔ [illegible] ذکر کیا ہے کہ انہوں نے [illegible] اسلام سے ہلاکت کے [illegible] جانے۔ [illegible] کیا تو بعض [illegible] کی وقت ذلت و شکست میں پڑے گئے۔ اس میں اشارہ کیا کہ تم بہت ذکر اس کے بعد کئی وقت تم نہیں دی اور بتایا ہے کہ جہاد میں خوف، جوع، مال و جان کا نقصان سب کچھ ہوگا۔ لیکن اگر تم استقلال سے کام لوگے تو پھر تمہارے لئے بشارت ہے۔ [illegible] اس سے [illegible] کیا ادا پایا۔ پھر قصاص کی ترغیب دی اور یہ بھی بتایا کہ یہ سب کچھ ہیچ ہے جب تک تقویٰ نہ ہو کیونکہ یہی تقویٰ تمام کامیابی کی جڑ ہے۔ پھر تقویٰ کے حصول کے ذریعے بتائے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک ذریعہ کا ذکر پچھلے رکوع میں فرمایا کہ روزے رکھو اور بدی سے بچنے کی مشق کرتے رہو۔ جب ایک مہینہ کی نسبت صحابہ کو علم ہوا کہ اس میں روزے [illegible] ہیں۔ تو انہوں نے دوسرے تمام چاندوں کی نسبت بھی سوال پیش کیا۔ یہ شان نزول ہے۔ یسئلونک عن الاہلۃ کا ترجمہ [illegible] مواقیت للناس والحج۔

ولیس البر بان تاتوا البیوت [illegible] ایک دفعہ ولیس البر آیا اس میں بتایا کہ تم شرق، مغرب کی طرف منہ پھیر جاؤ گے تو اس سے نیکی تو کچھ بھی نہیں۔ یہاں یہ بتایا کہ ظاہری رسوم کی پابندی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ اس کی روح پر تمہارا عمل نہ ہو۔ ہمارے علاقہ (بھیرہ شاہ پور) میں ایک رسم ہے کہ حرام کا دودھ الگ برتنوں میں رکھتے ہیں اور حلال کا الگ برتنوں میں۔ مٹی کے برتنوں کا تو بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ مگر پیٹ میں سب کچھ جمع کر لیتے ہیں۔ اس [illegible] آتا ہے کہ مٹی کے برتن میں تو حلال و حرام کے لئے فرق کر لیں مگر حقیقی برتن (پیٹ) کے لئے کچھ پرواہ نہ کریں۔

اس طرح نمازوں میں صفیں سیدھی رکھنے کی تو بہت تاکید ہوتی رہتی ہے مگر جو اس کا اصل مقصد ہے جب وہ نہ ہو تو یہ ایک معمولی رسم رہ جائے گی وہ یہ کہ کوئی بڑا بن کر آگے نہ ہو اور پیچھے نہ ہو اور آپس میں ایک جان ہو کر رہو۔ پس اگر تم ایک نہ ہو جاؤ اور دلوں میں کھوٹ رہے تو پھر ٹخنے کو ٹخنے سے [illegible] عبث ہے۔

واتوا البیوت من ابوابہا۔ ہر ایک چیز کے حصول کے لئے ایک راہ ہوتی ہے پس اسی راہ سے اسے طلب کرو۔ جب انسان اس راہ پر نہ چلے گا تو منزل مقصود کو ہرگز نہ پہنچے گا۔ عرب میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ گھروں میں واپس آتے تو پچھواڑا پھاڑ کر گذرتے۔ اس رسم کو فرمایا کہ یہ رسم ہے۔ اس کے اصل کی طرف توجہ کرو۔

واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسے [illegible]
[illegible]

میں کہتا ہوں کہ تم بھی (اے احمدیو!) اپنے دلوں کو صاف کرو۔ منصوبہ بازیوں میں شریک نہ ہو کسی سے مقابلہ کرو تو نفس کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے۔ رسول کریم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی شجاعت کے اظہار کے لئے لڑتا ہے۔ کوئی اپنی قوم کی عزت و جلال کے لئے کوئی کسی خیال سے کوئی کسی خیال سے۔ مگر جو لڑتا ہے کلمۃ اللہ کے اعلاء کے لئے وہی خدا کے نزدیک سچا مجاہد ہے۔ اب بتاتا ہے کہ لڑائی کرو تو ان سے کرو الذین یقاتلونکم۔ جو تم سے لڑائی کرتے ہیں وہ بھی از خود نہیں۔ بلکہ ایک امام کی ماتحت۔ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ امام ایک سپر ہے اس کے پیچھے لڑا جاتا ہے۔ ایک سپاہی دوسرے سپاہی کو مارتا ہے۔ مگر اس کا واقف نہیں ہوتا کہ کون ہے۔ یہ جو اس کے مقابلے کے لئے آگے ہو رہا ہے۔ اگر کوئی وجہ۔ تو اس کا یہی جواب ہوگا کہ وجہ ان کے افسر کو معلوم ہے۔ پس سپاہی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے افسر کا تابع رہے۔

ولا تعتدوا۔ حد سے نہ بڑھو۔ یہ اس لئے فرمایا کہ سپاہی کو جوش میں حد کی خبر نہیں رہتی اس لئے اس کی ہر ایک حرکت اپنے افسر کے ماتحت ہونی چاہیئے۔

واقتلوهم۔ ہم سے کون مراد ہیں وہی جو الذین یقاتلونکم کے مصداق ہیں۔ یعنی جو جنگ کرتے ہیں۔

الفتنۃ اشد من القتل۔ قتل سے ایک نفس کا نقصان ہوتا ہے مگر فتنہ ایسی بلا ہے کہ اس میں قوم کی قوم ہلاک ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایک بچہ فتنہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اس کی مثال دیا سلائی سی ہے کہ پہلے ایک گرین ہی سلفر اس میں نہیں ہوتا مگر جب [illegible] کسی لکڑی سے لگاتے ہیں۔ تو پھر بعض اوقات محلوں کے محلے بلکہ شہروں کے شہر جل جاتے ہیں۔ پس تم چھوٹی بات کو چھوٹا نہ سمجھو بلکہ بڑا سمجھو اور فتنوں سے بچتے رہو

۱۸۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع نمبر [illegible])

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله

یہ مسئلہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ مذاہب کا ابطال نہیں چاہتا۔ بلکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے جہان کو ایک مذہب پر قائم کر دیتا۔ ولو شاء لهداكم اجمعين۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد یعنی اگر اللہ آدمیوں کی ایک دوسرے سے مدافعت نہ کرتا رہتا تو عیسائیوں کی، مسلمانوں کی، مجوسیوں کی، یہودیوں کی عبادت گاہیں منہدم ہو جاتیں جس سے معلوم ہوا کہ مذاہب کا اختلاف اللہ کے منشا کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو انبیاء کو بھیجتا ہے تو امن قائم کرنے کے لئے۔ یہ منشا نہیں ہوتا کہ لوگوں کو پکڑ کر مسلمان بنائیں بلکہ وہ لا اکراہ فی الدین کے ماتحت چلتے ہیں کیونکہ انسان اس وقت تک خدا کے نزدیک تو مومن نہیں ہوتا جب تک کہ دل سے ایمان نہ لاتے اور پھر ضروری ہے کہ اس کے ایمان کے آثار اس کے ظاہری کاموں میں پیدا ہوں اور کوئی اسے روک نہ سکے۔ پس جہاد بھی اس وقت تک جاری ہے کہ مومن کو اس کے فتنہ میں [illegible]
[illegible]

طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے نفلی روزوں میں ایسا کریں کہ ہر دوشنبہ و جمعرات و ایام بیض کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس روز مسکین کو کھانا کھلا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو کہ آپ تو ماہ صیام میں موسم بہار کی ہوا سے بڑھ کر جود و سخا میں ہوتے تھے۔

فمن تطوع۔ جو شخص کوئی نیکی خوش دلی سے کرے وہ بہت اچھا ہے اور یہ کہ روزہ رکھنا تو بہتر ہی مفید ہے اس سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ صبر و استقلال اور گناہوں سے بچنے کی مشق ہوتی ہے اپنی اصلاح ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ [illegible] لوگوں سے [illegible] مجاہدات [illegible] روزہ رکھتے ہیں اور [illegible] خشکی دماغ سے [illegible] ہو جاویں اور کسی کام کے نہ رہیں۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ قرآن شریف کا قاعدہ ہے کہ پہلے عام اجمال کہتا ہے۔ پھر خاص فضیلت کی بات اسی طرح پہلے عام رذائل سے ہٹاتا ہے پھر ارذل الرذائل شرک سے۔ پہلے عام بات کا حکم ہوتا ہے پھر خاص کا۔ مثلاً پہلے عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے پھر حج کا۔ پہلے صدقات کی ترغیب ہے پھر زکوٰۃ کی۔ اسی طرح پہلے یہاں عام طور پر نفلی و فرضی روزوں کا حکم دیا ہے پھر رمضان کے روزوں کا حکم دیتا ہے۔ پہلے شہر رمضان کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا۔ چونکہ قرآن کا اطلاق جزو سورۃ پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا ہے بلکہ صرف ایک سورۃ کا نزول بھی کافی ہے۔ ہم نے جو تحقیق کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم چند روز غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ وہ دن رمضان کے ہوا کرتے [illegible] پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر رمضان اس لئے فضیلت کا مہینہ ہے کہ اس میں قرآن کا کوئی جزو نازل ہوا تو اس فضیلت میں دوسرے مہینے بھی شامل ہیں اس لئے گو دوسرے مہینے بھی بہت بڑے ہیں ہے کہ وہ رمضان جس کے بارہ قرآن شریف نازل ہوا۔ مگر شروع نزول ایک رنگ رکھتا ہے۔

بینٰت۔ کھلے ہوئے نشانے۔

الفرقان۔ قرآن سے پہلے اس کے یہ معنے معلوم ہوئے کہ فرقان نام ہے اس فتح کا جس کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ بدر کا دن تھا۔ غزوہ بدر بھی ماہ رمضان میں ہوا۔ غرض رمضان المبارک کیا بلحاظ فتوحات دنیاوی اور کیا باعتبار ابتداء نزول قرآنی [illegible] ہر طرح قابل قدر و حرمت ہے۔

و اذا سألک۔ اگر لوگ یہ سوال کریں کہ روزے سے کیا فائدہ ہوتا ہے تو ایک تو یہاں حکم تقویٰ اور دوم یہ کہ انسان کو خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بہت قریب ہو جاتا ہوں اور دعائیں قبول کرتا ہوں۔

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جو مانگو وہی ملے کیونکہ دوسرے مقام پر فرمایا [illegible] سورہ انعام کے رکوع ۴ میں ہے۔ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء۔ یعنی اگر چاہے تو اس مصیبت کو ہٹا دیتا ہے یہاں بھی [illegible] اشارہ کر دیا ہے۔

فلیستجیبوا لی۔ فرماتا ہے [illegible] کہ تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ تو [illegible] دعائیں قبول کروں گا۔

الرفث۔ عورت سے فحش کرنا جماع کرنا جماع کی باتیں کرنا۔

ھن لباس لکم۔ عورتوں کو لباس فرماتے ہیں ان کے [illegible] حقوق [illegible] عورتوں کو ساتر کہنا چاہیے۔ یہ فلاسفی میری سمجھ میں نہیں آئی [illegible] جانا لگے تو کہہ دے [illegible] تفسیر میں ہے۔

تختانون انفسکم۔ لوگ ایک [illegible] میں مبتلا تھے ان میں کوئی سو جاتا [illegible] نہ کھاتا پیتا نہ بیوی سے جماع کرتا۔ فرمایا اس نے تم پر فضل کیا [illegible]

حتی یتبین لکم۔ ایک شخص نے [illegible] صبح صادق [illegible] پانچ منٹ [illegible] ہو گئے تو کیا اور اگر [illegible] ہو گئے تو کیا۔ اللہ تعالیٰ نے عجیب طرز سے اس کا جواب سمجھایا۔ [illegible] پیچ کے ساتھ [illegible] پانچ انگل کا فرق رہ گیا ہے [illegible] یاد کر لیا کرو ورنہ [illegible] بگڑتی ہے [illegible] صرف پانچ انگل کا فرق ہے اس پر اس کی جگہ [illegible]

تلک حدود اللہ فلا تقربوھا۔ [illegible] سمجھ میں آسکے۔

کذالک یبین اللہ۔ واقعی یہ طریق [illegible] سمجھانے کا [illegible] آتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم۔ فرمایا ہے کہ ہم نے یہ سارا علم حصول تقویٰ کے لئے بیان کیا ہے۔ پس تم مالی معاملات میں وہ راہ اختیار کرو جو خدا کو پسند ہے۔ مجھے افسوس آتا ہے اس ملک کے لوگوں پر۔ یہاں تو چوہڑوں کی نسبت مشہور ہے کہ ان کا [illegible] حلال و حرام [illegible] ہے مگر میں کہتا ہوں [illegible] مسلمانوں کے [illegible] چوہڑوں کے [illegible] ضرب المثل ہے۔ ضرب المثل کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ اس کے کہنے والے تو [illegible] ہوتے ہیں۔ یہ بھی سفیہ کا قول ہے۔ کہ دنیا کھائے مکر سے اور روٹی کھائے شکر سے۔ یہ بالکل ایک گندہ قول ہے اور کسی مادہ پرست تارک کے فرزند کا ہے۔

تدلوا بہا الی الحکام۔ رشوت نہ دو اور [illegible] مقدمہ بازی میں ناحق خرچ کرو۔

باطل۔ کہتے ہیں اس کو کہ اجازت شریعہ کے خلاف کچھ حاصل کیا جائے۔

۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۸)

یسئلونک عن الاھلۃ۔ یہ سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔ مدینہ طیبہ کا وقت جو رسول اللہ پر گذرا ہے اس کا پتہ چار باتوں سے لگتا ہے۔

مکہ معظمہ میں آپ کو اور آپ کی جماعت کو شدید تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ جن لوگوں کے جتھے تھے وہ بھی ہار کر افریقہ میں چلے گئے۔ جب جتھے والوں کی یہ حالت تھی تو جن کا جتھا نہیں تھا ان کی حالت خود ظاہر ہے۔ صرف اسی بات کی طرف غور کر کے ان کے مشکلات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے جو بالکل بیابان و غیر آباد تھا۔ پھر وہاں تک پہنچنا بھی کوئی آسان نہیں تھا۔ نبی کریم [illegible] وقت [illegible] تھے۔ کہ بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ کسی سے نکاح نہیں کر سکتے [illegible] کے ساتھ نہیں کھا سکتے [illegible] کو سلام نہیں دیتا تھا۔ غلہ جو باہر سے آتا تھا اسے بنی ہاشم خرید نہیں سکتے تھے۔ پھر تیسری تکلیف یہ تھی کہ جب آپ مدینہ چلے گئے [illegible]

حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ دوم)

(بقیہ رکوع منبر)

تیسری بات سب کچھ یاد آئی کہ ہندوؤں کی عادت ہے کہ جب ایک کھانا کھانے لگے تو چھنے ہوں سب اسی پہ ٹوٹ پڑتے ہیں اور اس طرح وہ بھوکے رہتے ہیں میں اپنے وضو کرنے کے وقت کبھی کبھی بات کے وقت کبھو دیں دیا کرتا تھا ایکدفعہ میں نے اسے کہا جا کر پانی لاؤ وہ گیا اور تھوڑی دیر بعد خالی واپس آیا میں نے کہا کیا ہوا لوٹا کہاں ہے انشاء اللہ سمجھیں۔ معلوم ہوا کہ اپنے نیک ہونے کی غرض سے پانی کی بوند نہیں تھی بات یہ ہوئی کہ رستے پانی مانگا انہوں نے انکار کیا اسے غصہ جو آیا تو اسکے مشکیزوں میں سوراخ کر دیا۔ یہ باتیں میں نے اسلیئے سنائیں کہ آپکو معلوم ہو کہ جھگڑے کیوں پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ اتنے مختلف المزاج لوگوں میں ایسے معاملات کا پیش آنا ممکن ہے پس خدا منع فرماتا ہے کہ بیجا لڑائی مت کرو۔

ان تبتغوا فضلا من ربکم - چونکہ اس راہ میں کچھ آسودگی بھی چاہئے۔ پس اس کے لیئے اجازت ہے کہ تم کچھ تجارت بھی کرو۔

بعض علماء ظاہر مال کو برا سمجھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ اسے فضل فرماتا ہے۔

المشعر الحرام - مزدلفہ

ثم افیضوا من حیث افاض الناس۔ دو غلط رسمیں تھیں انکی اصلاح فرمائی۔ ایک تو یہ کہ اپنے کو والے عرفات کے کنارے سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب وہاں اکٹھے جائیں۔

دوسری رسم یہ تھی۔ کہ مزدلفہ سے سویرے کوچ نہ کرتے تھے بلکہ پہاڑی پر جب دھوپ آجاتی تو اسوقت چلتے۔

واستغفروا اللہ - ہر عبادت کے بعد استغفار کا حکم ہے دیکھو بڑی عبادت سجدہ ہے اور سجدہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی۔ ایسا ہی جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو استغفار پڑھتے ہیں۔ اسی طرح بیان فرمایا کہ جب حج کی عبادۃ ختم ہونیکے قریب آئے تو استغفار پڑھو نبی کریم کسی مجلس سے جب اٹھتے تو ۷۰ سے ۱۰۰ تک استغفار پڑھتے۔

فاذکروا اللہ۔ اس اکٹھ میں شاعر اپنی شاعری کا کمال دکھاتا تم اپنی مفاخرت کے بدلے حضرت حق سبحانہ کا ذکر کرو۔ بہادر اپنی بہادری کا۔ فرمایا

فمن الناس بعض لوگ یہاں صرف دنیا کمانیکے لیئے آتے ہیں بعض دین و دنیا دونوں کے لیئے وہ بھی اچھے ہیں دنیا کے حسنات میرے نزدیک ۹ ہیں۔

(۱) صحت ۲۔ علم اور اسپر عمل ۳۔ اسکی سچی عبادت اور اخلاص و توفیق خیر ۴۔ رزق میں اتنا جتنا ضرورت ہو ۵۔ نیک اولاد ۶۔ نیک بی بی ۷۔ عمدہ مکان ۸۔ لباس اچھا ۹۔ [illegible] ۱۰۔ خاتمہ بالخیر اور آخرت کے حسنات کے لیئے۔ میں یہ کہا

کرتا ہوں کہ جو تیرے حضور حسنہ ہوں جیسے تیرے پاک بندوں اولیا و انبیا نے حسنہ کہا ہے

بقیہ رکوع ۹

من الناس من یعجبک قولہ۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکو باتیں بنانا خوب آتا ہیں باتیں بنانے کے لیئے اس فن کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ مگر مومن کا یہ کام نہیں ہوتا۔ وما انا من المتکلفین۔ امام مالک سے کسی نے چالیس سوال کئے ایک دو کا جواب دیکر کہا وما انا من المتکلفین یشہد اللہ یعنے بات بات پر قسم کھانا کہ واللہ باللہ بخدا یوں بات ہے۔

الد الخصام۔ جھگڑالو۔ حق کا طالب نہیں ہوتا

تولی - حاکم بن جائے

سعی - کوشش کرتا ہے۔

الحرث والنسل۔ ظالموں کا قاعدہ ہے لوگوں کی کھیتیاں برباد کر دیتے ہیں اور غربا کے بال بچوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

بہت ہی افسوس ہے ایک اور معنی بھی سنا ہوں وہ یہ کہ لواطت کرتا ہے اور لواطت والا اپنی نسل کو ہلاک کرتا ہے۔ اور حرث سے مراد عورت نکلتی ہے۔

العزۃ - دنیا کی نمائش عزت پر مرتا ہے۔ ایک شخص کو میری لڑکی کے نکاح پر کہا تھا کہ وہ خرچ کرو جو دنیا کے بڑے معزز کیا کرتے ہیں مجھے رسول اللہ نے کہا

ابتغاء مرضات اللہ واسطے چاہنے اللہ کی رضامندی کے من یشری نفسہ اپنے آپکو فروخت کر دیتا ہے اسکا سکھ اسکا آرام اسکی کوئی خواہش اپنے نفس کے لیئے نہیں ہوتی خلاصہ کیا الخ۔

ادخلوا فی السلم کافۃ - فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔ فرمانبرداری انسان کو کامیاب کرتی ہے ابتدا سے یہ سبق شروع ہے۔ پہلے بتایا یومنون بما انزل وما انزل من قبلک پھر فرمایا اھبطوا منھا پھر اما یاتینکم منی ھدی پھر ابراہیم کی طرف پہ چلنے کا ارشاد کیا۔ پھر فرمایا کہ اس راہ میں جان بھی دینی پڑے تو تامل نہ کرو کیونکہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ - اسکی تفسیر پارہ ۹ سورہ انفال رکوع اول سے ہوتی ہے۔ وہ پڑھ لینا چاہئے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی مدد کا ذکر ہے کہ گھٹا ٹوپ بادل آگیا جو کفار کے نقصان اور مومنوں کے فائدے کا موجب ہوا۔ اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ اور ملائکہ کا بھی ذکر ہے اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین

۲۲ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء رکوع ۱۰

سل بنی اسرائیل کم اتینھم من ایۃ بینۃ - اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں عطا کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں ایک وہ جن پر انسان کو کوئی دخل و تصرف نہیں اور ترک یا فعل ان قوی کے متعلق انسان کا کچھ نہیں۔ ان قوتوں کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ انسان کے بس میں کچھ نہیں

یکون الدین للہ - اللہ کے لئے ان کا دین ہو اور کوئی فتنہ نہ رہے۔

فان انتھوا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والفتنۃ اکبر من القتل۔ شرارتیں اور فتنے اللہ کو ناپسند ہیں پس اس وقت تک لڑائی جائز ہے کہ جب تک فتنہ رہے۔ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا۔ یعنے وہ تم سے لڑتے رہیں گے جب تک کہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کریں۔ پس جب یہ خوف جاتا رہے۔ اور کفار بالاکراہ کسی مسلمان کو کافر نہ بنا سکیں اور فتنہ بازیوں سے ہٹ جائیں تو پھر تمہارے اپنی عہد بندی (امن) کو توڑنے کا کوئی موقعہ نہیں مگر ان لوگوں کے لئے جو فتنہ ڈالتے رہے

واتقوا اللہ - یعنے تم ان کی عہد بندی توڑنے کی ان کو سزا دیدو۔ مگر تقویٰ کو ضرور ملحوظ رکھو۔ یعنے اگر انہوں نے بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا یا دکھ دیا یا کسی عورت سے بدکاری کی - تو تم ان کے ساتھ یہ معاملہ نہ کرو بلکہ اپنے حاکم کی معرفت اور رنگ میں سزا دو۔

وانفقوا فی سبیل اللہ - لڑائی کے وقت مال کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی ترغیب دی۔ دیکھو ابوبکرؓ و عمرؓ قوم کے لحاظ سے ابوجہل وغیرہ سے بڑے نہ تھے مگر انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو وہ بڑے بن گئے۔ میں ہمیشہ اس کو ذوق سے دیکھا کرتا ہوں کہ مہاجرین نے خدا کے لئے وطن چھوڑا تو ان کو بدلے میں ملک کی سلطنت ملی۔ انصار نے یہ کام نہ کیا اس لئے ان کو یہ اجر بھی نہ ملا۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنا کبھی ضائع نہیں جاتا۔ ایک صحابی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں صدقات دیا تھا کیا اس کا کچھ ثواب ملیگا۔ فرمایا اسلمت علےٰ ما اسلفت - اسی کی برکت سے تو تو مسلمان ہوا۔ ایسا ہی ایک اور قصہ ہے۔ کہ کوئی شخص گبر تھے ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا۔ جو ہر صبح چڑیوں کو چوگا ڈالتا تھا اس گبر نے کہا کہ کیوں ناحق اپنا مال ضائع کرتا ہے تیرے اس جود وسخا کا بوجہ کفر کوئی فائدہ نہیں۔ کچھ مدت ہوئی تو اسے حج کرتے پایا۔ اس وقت سمجھا کہ یہ اسی خیرات کا اثر تھا۔ ایسا ہی ایک اور بدکار نے ایک پیاسے کتے کو اپنے موزے سے پانی نکال کر پلایا تو خدا نے اسے نجات کی راہ بتائی۔

بہرحال انفاق فی سبیل بہت سے ثمرات رکھتا ہے اور ہر زمانے میں انفاق کا ایک رنگ ہوتا ہے یہ زمانہ فوجی تیاریوں پر خرچ کرنے کا نہیں بلکہ علمی جہاد کا ہے پس اسی میں مدد کرنا ہر مومن پر فرض ہے۔ اگر تم یہ خرچ نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے تئیں ہلاک کروگے۔ کیونکہ جب دشمن کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ سوا اپنی بربادی اور گمنامی کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے فرماتا ہے۔

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ - تم اپنے ہاتھوں سے اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین - احسان کی عادت ڈالو تا تم خدا کے محبوب بن جاؤ۔ روح کے خواص میں سے ایک یہ بات ہے کہ ہر شخص محبوبیت کے مقام کا خواہاں ہے۔ شاعر شعر کہتا ہے لیکچرار لیکچر تیار کرتا ہے۔ خوبصورت بن ٹھن کے نکلتا ہے۔ وہ سب اسی طرح کرتا ہے اس لئے کہ وہ محبوب بن جائے۔ اس محبوبیت کے مقام کے حصول کا ایک ذریعہ بتلاتا ہے کہ تم محسن بن جاؤ۔ پھر تم محبوب بنوگے۔ اور محبوب بھی کس کے اللہ کے۔ کوئی شخص اپنے محبوب کو ذلیل نہیں کرتا۔ پس وہ جس کا خدا محب ہو وہ کیوں کر ذلیل ہوسکتا ہے۔

واتموا الحج والعمرۃ للہ - مکہ والوں نے مسلمانوں کو حج و عمرہ سے منع کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم حج کروگے یہ کب تک روکتے رہیں گے۔

فان احصرتم - اگر تم روکے گئے (جیسے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) تو بھی اندیشہ کی بات نہیں۔ اخیر تمہاری فتح ہے۔

ذالک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام - ذلک میں بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حج و عمرہ کو ملا کر کرنے کی بیرونی لوگوں کو اجازت ہے۔ مکہ والوں کو نہیں بعض کہتے ہیں کہ مکہ والے بھی کرسکتے ہیں۔ مجھے وہ بات پسند ہے کہ مکہ والے تمتع نہیں کرسکتے۔

۲۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

(درس نمبر [illegible])

معلومات - اسلام کے تعارف میں ہر ایک جانتا ہے۔

رفث - جماع کا ذکر کرنا - جماع کے سامان - خود جماع - تینوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے ابن عباس نے پہلے معنوں کو پسند کیا ہے۔

بعض لوگ اثنا عشری کتاب اللہ سے استدلال کرکے کل ایام حج کو دس سمجھتے ہیں

لیکن ائمہ اربعہ میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ تمام سال احرام باندھنے کو پسند نہیں کرتے

تزودوا - کرایہ پیسے سواری کا انتظام - یہ سامان بہت ضروری ہیں۔ مدینہ کی راہ میں میں نے ایک نوجوان شخص کو دیکھا کہ جب وہ سخت تھک گیا تو ایک شخص کو ٹانگ سے پکڑ کر اونٹ سے گرا دیا اور خود اوپر چڑھ گیا۔ اگر اس کے پاس زادراہ ہوتا تو یہ جدال کیوں کرتا۔

فان خیر الزاد التقویٰ - سامان کا عظیم الشان فائدہ تو یہ ہے کہ آدمی سوال اور گناہ سے بچ جاتا ہے جس کے پاس زادراہ نہ ہو وہ چوری وغیرہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور غالباً اس قسم کی شکائتیں اسی قسم کی کمزوریوں کی وجہ سے ہی ہوتی ہیں ایک نابینا عورت کی کسی نے چادر اتارلی تو وہ کہنے لگی وے بچہ ماتیا میری چادر تو دیتا جا۔

فسوق - جو کچھ ایمان کے خلاف ہے وہ فسق ہوا۔

جدال - بے جا لڑائی کرنا - ایک دو کہانیاں مجھے یاد آگئی ہیں ایک دفعہ راہ میں ایک شخص کی کنجی چابی گم ہوگئی وہ مجھے کہنے لگا کہ میں جیسے وہی چابی ہوگا - میں نے کہا کہ بہت اچھا خدا تعالیٰ قادر ہے اصل بات یہ تھی کہ کچھ ذکر تھا اسباب سامان پر پڑے تھے اس سے وہ چابیاں گئے چونکہ میرا صندوق سب سے بھاری تھا اس لئے اس شخص کا مطالبہ تھا کہ تمہاری وجہ سے ہماری چابی گئی ہے وہ بھی کہتا اسباب ڈھونڈ کی چند سپاہیوں سے مٹ بھیڑ ہوئی اور سوال وہ چابیاں چھوٹ گئے اور اتفاق سے وہ سپاہی بھاگ کر قافلہ میں آ گئے اور اس طرح وہ چابی ہمیں مل گئی۔

دوسرا قصہ یاد آیا کہ ایک دفعہ دو بھائی حج کرنے چلے تھے میں نے ان سے کہا کہ تم جو خرچ کرتے ہو لکھتے جاؤ بعد میں حساب کرلینا مگر انہوں نے اسے برادرانہ تعلقات کے خلاف سمجھا۔ لیکن آخر جاکر ان کی لڑائی ہوئی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

فساد چلنے لگتے ہیں ایک مصنف خود کے طور پر لکھتا ہے کہ میرا ایک دوست بڑا پیارا تھا۔ سو برس سے ملاقات چلی آتی ہے اور میں نے کبھی اس کے سامنے خدا کا نام نہیں لیا

اُمّۃً واحدۃً کے میرے نزدیک یہی معنے ہیں کہ سب بے غیرت ہو کر ایک رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں ایسے وقت میں اللہ کے امور آتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

فبعث اللہ النبیین۔ نبیوں کو مبعوث کرتا ہے

بغیا بینھم۔ یعنے محض ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ دن پہلے مسیلمہ کذاب نے پیغمبری کا دعوے کیا۔ ایک صحابی کا آشنا مسیلمہ کا مرید تھا اس سے پوچھا کیا تم نے مسیلمہ کو کیوں مان لیا اور محمد رسول اللہ میں کیا نقص دیکھا تو وہ کہنے لگا۔ الکذب بنی ربیعہ احب الی من الصدق قریش۔ قریشی خواہ کیسا راستباز ہو آخر قریشی ہے اس سے بہتر اپنی قوم کا الکذب اچھا۔ پس یہ وجہ ہوتی ہے اختلاف کی۔

۴ مارچ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

بین کل شئ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں جس حصہ میں انسان کا دخل نہیں اس میں شریعت نازل نہیں ہوتی اور جس میں دخل اور اختیار ہے اس میں شریعت ہے۔

قانون سرکاری اور شریعت میں یہ فرق ہے کہ قانون گورنمنٹ اس وقت گرفتار کر سکتا ہے۔ جب گناہ کا اثر کسی دوسرے پر عملی رنگ میں پڑے۔ مگر شریعت گناہ کے مبدء کو پکڑتی ہے مثلاً بدنظری ہے اب پولیس اسے نہیں پکڑتی لیکن شریعت نے یہ برکت کا کام دنیا میں کیا ہے کہ جو شخص شریعت پر عمل پیرا ہو وہ پولیس کے ہاتھ میں آتا ہی نہیں۔

اب اس آیت کے متعلق میں یہ کہتا ہے کہ خدا نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ آرام چاہتا ہے چنانچہ جہاں اس نے روح کے تقاضے بیان کئے ہیں وہاں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ وہ آرام کو چاہتی ہے جس قدر مطالبات میں علوم ہیں۔ اموال خرچ کئے جاتے ہیں ان سب کا منشا یہی ہے کہ آرام حاصل ہو اور آرام کے لئے جامع لفظ ہے۔ جنت۔ جنت کہتے ہیں باغ کو۔ باغ میں جانے سے غم غلط ہوتا ہے۔ نظارۂ قدرت دیکھا جاتا ہے۔ پھولوں سے دل کو راحت حاصل ہوتی ہے۔ احباب کی ملاقات کا لطف آتا ہے۔ پھر طرح طرح کے میوے کھانے جاتے ہیں گویا باغ میں آنکھوں کا مزا۔ کانوں کا مزا۔ زبان کا مزا۔ ناک کا مزا سب کچھ شامل ہے سائنس والے بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ باغ میں جو ہوا چلتی ہے وہ خاص طور پر راحت بخش ہوتی ہے۔ شدت گرما میں جو آرام باغوں میں ہوتا ہے وہ بھی بے مثل ہے۔

الغرض انسان کی فطرت میں آرام کی خواہش ہے اللہ تعالیٰ اسے تدخلوا الجنۃ میں ظاہر فرما کر کہتا ہے کہ تم چین کے مقام میں جانا چاہتے ہو۔ مگر کیا بغیر کچھ کئے ہرگز نہیں ہر شخص کو چین کے حصول کے لئے کچھ کام کرنا پڑے گا۔

جنت میں جانے کے کچھ اصول ہیں ان میں چند کل انبیاء و اولیاء میں مشترک ہیں منجملہ ان کے ایک نفس کی بے انت خواہشوں کو روکنا۔ تین قسم کی خواہشیں ہیں۔

ایک مال کی خواہش ہے چنانچہ اس کے لئے اللہ نے یہ قاعدہ بنایا۔ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ اس میں ملازم۔ پیشہ ور وغیرہ سب آگئے۔ قدم۔ کان۔ آنکھ۔ زبان حسن کی بہت مشتاق ہیں۔ حسین چیز کو دیکھنا اس کی خوشبو کو سونگھنا۔ اس کی آواز سننا۔ ان تمام باتوں کی خواہش کا نام شہوت ہے۔ شہوت آنکھ سے شروع ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے سورۃ نور میں قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ۔۔ پارہ ۱۸۔

اسی طرح مومنات کے لئے حکم ہے۔ سوم غضب۔ اس کے متعلق بھی بڑی تعلیمیں ہیں چنانچہ پارہ چھ کے شروع میں فرماتا ہے۔ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا۔ یعنے تم اپنے حال کو نہیں دیکھتے کہ خدا کے مقابلہ میں کیا کیا نافرمانیاں کی ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اس پر گرفت نہیں فرماتا وہ قادر ہو کر عفو کرتا ہے پس تم بھی درگذر کیا کرو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ انسان چین چاہتا ہے اور چین کے حصول کے لئے خواہش کرتا ہے مال کی، شہوت کی، غضب کی۔ لیکن جو ان کو ناجائز طریق سے حاصل کرتا ہے یا ان کا بے جا استعمال کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے۔ زانی کو دیکھو کہ وہ جب شہوت کو بے جا اور بے استعمال کرتا ہے تو اسی عضو پر آتشک وسوزاک سے سزا کھاتا ہے۔ جس سے زنا کے قانون کو توڑا۔ اسی طرح چور کا حال ہے کہ وہ مال کے لئے شریعت کی مخالفت کرتا ہے اس لئے کبھی کوئی چور دولتمند نہ دیکھو گے۔ ایک چور کسی عورت کا چوڑا اتار کر لے گیا۔ عورت نے دیکھ لیا مگر پکڑ نہ سکی۔ آخر کئی سالوں کے بعد چور اسی عورت کے دروازے سے گذرا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو اس عورت نے کہا کہ اے بدبخت تیرے ہاتھوں میں تو پھر بھی چوڑا ہی موجود ہے۔ تجھی پر خدا کی پھٹکار پڑی۔

اسی طرح غضب والے جو ارتکاب جرائم کرتے ہیں اسکی سزا پاتے ہیں۔

پس خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جنت جب ملے گی جب تم

بأساء۔ غریبی جو پیدا ہوتی ہے۔ مال کی کمی سے۔

ضراء۔ بیماری۔

زلزلوا۔ دوسرے مقام پر حین الباس فرمایا ہے۔ یعنی قوت کی ماتحتی۔ ان تین امتحانوں میں پورے نکلو گے تو جنت نصیب نہ ہوگا۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا حضور جب یہ حال ہے کہ مال کو جائز طریقوں سے حاصل کرنا ہے پھر کمسریٹ (فوجی اخراجات) کہاں سے آئے گی۔ فرمایا۔ جو مال سے میسر ہو خرچ کرو اور صرف کمسریٹ ہی نہیں بلکہ والدین کو بھی دو اور رشتہ داروں کو بھی۔

کتب علیکم القتال۔ یہ بھی اس امت کے لئے مقدر تھا کہ دشمنوں کے ظلم کی وجہ سے ان سے لڑنا پڑے۔

کرہ لکم۔ تمہارے لئے ایک بڑی مشکل ہے اس کا ترجمہ یہ کرنا کہ تمہیں بری لگتی ہے کسی رافضی کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ کم از کم میں ایک ایسا انسان ہوں جو صحابہ کے لئے یہ بات گوارا نہیں کر سکتا اور نہ اس مقدس جماعت کے منہ سے یہ لفظ نکل سکتا ہے صحابہ کے لئے مشکلات البتہ تھیں۔ مال نہ تھا۔ جاہ و جلال نہ تھا۔ جتھا نہ تھا اور دشمن کے لئے یہ سب کچھ حاصل تھا۔

تحبوا۔ مثلاً انسان کہتا ہے کہ مال جس حیلے سے ملے لے لوں۔ کسی حسین کو دیکھے تو چاہتا ہے جیسے بھی ہو میرے قبضے میں آ جائے۔ مگر اس کے نتائج بہت خراب ہیں

وانتم لا تعلمون۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سب ان ہدایتوں کے اصولوں سے بے خبر ہو ہم سب کچھ جانتے ہیں۔

مثال کے لئے دیکھو انسان کا قد۔ ایک قد میرا ہے اور ایک میری ہی عمر کے کسی اور شخص کا۔
اسی طرح بدن میں ہڈیوں کی تعداد سینے اور شریانیں ہیں ان میں انسان کا کچھ دخل نہیں یہ ایسی ہی
کوئی شخص حجاب الٰہی کو ایمان شے رہا ہے تو کان سننے سے نہیں رہ سکتے۔
دوم۔ وہ حصہ انسانی قویٰ کا جس پر انسان کو قابو ہے۔ دونوں کی سہل مثال میرے نزدیک زبان ہے اس میں جبر و اختیار کے دونوں رنگ موجود ہیں۔ زبان پر میٹھا نمک کیلا رکھ کر پھر زبان سے کہو کہ یہ نمکین کو میٹھا کہے۔ تو یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ان ہی زبان سے اس سے چاہے کوئی خدا کا انبیاء کو گالیاں دے کہ جہنم اپنا گھر بنائے اور خواہ ذکر و حمد الٰہی کر کے جنت الفردوس کا وارث بن جائے۔ نتیجہ اس سادہ سی بات کا یہ نکلا۔ کہ اگر کوئی شخص پوچھے کیا انسان مجبور ہے تو کہو نہیں اور اگر کوئی کہے مختار ہے تو کہو نہیں۔

ایک فریق ایسا ہے جو کہتا ہے کہ انسان مجبور ہے چنانچہ اس قسم کے اشعار کہے ہیں۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ میرے نزدیک یہ ناحق ہے۔ انسان کو مجبور پیدا کر کے پھر اسے معذب میں ڈالنا ظلم ہے اس واسطے میں نہ انسان کو بالکل مجبور کہتا ہوں نہ بالکل مختار۔ قرآن کی صداقت کا ایک یہ نشان بھی ہے کہ اس میں ایسے کچھ الفاظ بالکل نہیں اختیار کئے گئے۔ چنانچہ کسی آیت قرآنی بلکہ حدیث صحیح حسن اور ضعیف میں بھی جبر و اختیار کا لفظ نہ پاؤ گے۔

پس تم یاد رکھو کہ جس حصہ میں انسان کو جناب الٰہی سے اختیار حاصل ہے اس میں بعض امور کے کرنے کا حکم ہے اور بعض کے نہ کرنے کا۔ اب جو فشار خدا اور نبی کے خلاف کرے اس کے متعلق باز پرس ہوتی ہے۔ انبیاء کی آمد اسی حصہ کی اصلاح کے متعلق ہو اور انہی قویٰ کی وراثت پر مبنی ہے جو انسانی مقدرت کے نیچے ہیں۔

حضرت یوسف کی وجہ سے بنی اسرائیل کو مصر میں بہت عزت حاصل ہوگئی تھی مگر کوئی قوم جب آسودہ حال ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی بڑا ملی پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر آہستہ آہستہ کچھ مدت بعد اس نسل کے لوگوں میں کاہلی اور سستی آجاتی ہے اس ملی کے جو صاحبزادے ہوتے ہیں وہ بھی چونکہ مریدوں سے حضور حضور سننے کے عادی ہو جاتے ہیں اس واسطے ان کو بہت سی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کا اثر قوم پر پڑتا ہے اور آخر وہ قوم پانچوں عیب شرعی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی قانون کے مطابق بنی اسرائیل میں یہ عیوب آگئے اور پھر ان پر خدا کی طرف سے ذلت اور مسکنت لیس دی گئی۔ بیگاروں میں پکڑے جاتے۔ تم وہی اینٹیں پکوانے کے کام لئے جاتے تو ان سے پھر ایک اور قانون الٰہی ہے۔ کہ جب اصل گناہوں والے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں تو پھر اس نکبت زدہ قوم میں ہی سے خدا کا کوئی پاک بندہ پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ وہ قوم سنبھلتی ہے۔ چنانچہ جب بنی اسرائیل کی نکبت انتہاء کو پہنچی اور اصل مجرم ہلاک ہو چکے۔ تو حضرت موسیٰ پیدا ہوئے۔ چنانچہ ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو پھر نجات کی راہیں دکھائی گئیں۔ آپ کا منشاء تھا کہ جہاد کے بعد یہ قوم تیار ہو اور ملک شام کی وارث ہو اس لئے آپ نے حکم دیا۔ یقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم۔

حضرت موسیٰ [illegible]

کے درس میں کوئی بنی اسرائیل شامل نہیں ہوا پس یہ قصہ کیوں سنایا اس لئے کہ حضرت نبی کریم نے بھی اپنی قوم کو شرک میں مبتلا دیکھا۔ آپ کا بھی یہی منشاء تھا کہ اس ملک سے نکل کر مقابلہ کریں اور فارغ نہیں۔ آپ کی قوت قدسیہ کا اثر جہاں تک بڑا ہوا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم جہاد کو تیار ہو تو انہوں نے جواب دیا۔ لا نقول کما قالوا لموسیٰ اذھب انت وربک فقاتلا بل نقاتل من یمینک وعن شمالک
یعنی ہم حاضر ہیں آپ جہاں چاہیں لے جائیں۔

اٰتیناہ بینۃ ۔ ایک آیت تو یہ کہ فرعون کی غلامی سے نکالا۔ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ۔ (۲) پھر جنگل میں من و سلویٰ برسایا اور بلا محنت مل دیا۔ (۳) بادشاہ ہو گئے۔ لیکن چونکہ انہوں نے انعام الٰہی کی قدر نہ کی اس لئے ان پر پھر طرح طرح کے عذاب آئے

عقاب ۔ یہ عقاب نکلا ہے عقب سے۔ مطلب یہ کہ اللہ کی سزا عمل کے عقب میں نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
ما ۔ اور من حصر کے لئے ہیں۔ گویا بڑی تاکید سے فرماتا ہے کہ تمہاری تکلیف تمہاری نافرمانی کا نتیجہ ہیں۔

زین للذین کفروا ۔ خوبصورت دکھلائی گئی ہے کافروں کے لئے ورلی زندگی۔ زین کا فاعل نہیں بتایا۔ یہ امر تحقیق طلب ہے۔ قرآن مجید میں تین موقعہ پر اس کا فاعل مذکور ہے۔ ایک جگہ حضرت حق سبحانہ فرماتا ہے۔ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم
دوم ۔ ایک مقام پر فرمایا۔ کہ تم کسی کے بندگوں کو گالیاں نہ دو۔ وہ تمہارے معبود حقیقی کو گالی دیں گے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ۔ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ اس سے آگے فرماتا ہے۔
وکذلک زینا لکل امۃ عملھم ۔ غرض ایمان کی خوبیاں اور ایمان کے متعلقات ان کو خوبصورت دکھلانے والا تو اللہ ہے۔ اور وہ جو بدی کو خوبصورت دکھاتا ہے اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم اور پارہ دس رکوع انفال میں۔ واذ زین لھم الشیطان اعمالھم۔

جو اللہ سے دور آدمی ہیں وہ بد فعلیوں کو خوبصورت دکھلاتے ہیں۔ غرض تزئین کے دو فاعل ہیں۔ نیک کاموں کے لئے نیک اور بد کاریوں کے بیان پر (شیطان) ۱۴ پارہ رکوع ۱۲ سورۃ نحل میں بھی آیا ہے۔ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم ۔ فھو ولیھم۔

ویسخرون من الذین امنوا۔ جب کوئی امر آتا ہے تو منکر گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک مانتا ایک نہیں مانتا۔ اشکال کتاب ہے مجھے یوں معلوم ہوا ہے۔ کہ جو کافر ہوتے ہیں وہ قطع تعلق کرتے ہیں۔ اکابر علوم کے لحاظ سے فرحوا بما عندھم من العلم ۔ یا وہ جلال مال و منال کے لحاظ سے۔ حضرت نوح کے پیروں کو کہا گیا۔ ھم اراذلنا بادی الرأی۔

کان الناس امۃ واحدۃ ۔ [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ دوم)

(بقیہ رکوع ۱۱)

واللّٰہ یعلم المفسد من المصلح - امام محمدؒ کے پاس کسی یتیم کے کپڑے تھے آپنے انہیں بیچ ڈالا کسی نے کہا یتیم کے مال میں کیوں تصرف کرتے ہو تو آپنے یہی آیت پڑھی اور اسے بتایا کہ کپڑے تو پرانے ہو کر ان کی قیمت گھٹتی جاتی [illegible] بیچی - اس لئے ان کو بیچدیا تا مال محفوظ رہے -

ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن - لڑائی میں کفار کی عورتیں قیدی بن کر آتی تھیں اس لئے صحابہ نے ان سے نکاح کا مسئلہ پوچھا کیونکہ وہ ان کی رشتہ دار تھیں آپنے حکمدیا کہ مشرکہ سے نکاح جائز نہیں اس میں بہت بڑی حکمتیں تھیں - ایک تو یہ کہ عورتوں میں شرک بہت ہوتا ہے - اگر مشرکہ عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں آجاتیں تو ان کی اولاد پر برا اثر پڑتا ہے - میں نے ایک عورت کو ایسے شرک میں مبتلا دیکھا جس کا میرا واہمہ تجویز نہیں کرسکتا وہ یہ کہ ایک عورت ہر صبح پاخانہ کو سجدہ کرتی اور کہتی کہ سب تو پا [illegible] مجھے بیٹا دے - تو میں اپنا بیٹا تجھ پر بھگایا کروں گی -

ولا تنکحوا المشرکین - یعنے اپنی لڑکیوں کی شادیاں مشرکوں کو مت کرو اسی بنا پر ہمارے امام نے حکمدیا کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں نہ دو - کیونکہ ان میں بھی شرک ہے اور اس طرح میل جول سے شرک بڑھ جائیگا - شرک میں نے بلا تحقیق نہیں کہا - مسیح کے مسئلہ ہی میں جو خوفناک گمراہی ان میں ہے وہ کم نہیں وہ کون سی اللہ کی صفت ہے جو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے خالق کملق اللہ اسے مانتے ہیں - احیاء موتی اس کی طرف منسوب کرتے ہیں عالم الغیب اسی کو جانتے ہیں - حرام و حلال کا اختیار اسے دے رکھا ہے -

پھر ختم نبوت کے بھی وہ قائل نہیں پس ایسے مشرک لوگوں سے ہمیں تعلق ازدواج قائم کرنے میں سراسر نقصان ہے اس لئے امام نے منع فرمایا جن احمدیوں نے حضرت امام کی اس نصیحت پر عمل نہیں کیا انہوں نے ہی نہیں پایا -

۲۵ - مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۲)

ویسئلونک عن المحیض - عرب کا دستور تھا کہ وہ جنگ میں اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لیجاتے تھے اس رسم کا فائدہ یہ تھا کہ وہ بڑے جوش سے جنگ کرتے تھے اور جان توڑ کر لڑتے تھے کیونکہ ان کو خیال ہوتا کہ اگر ہم نے پیٹھ پھیری اور بزدلی دکھائی تو ہماری عورتوں کی عصمت محفوظ نہیں رہے گی [illegible] دشمنوں کے قبضے میں آجائیں گی اس واسطے جنگ کا نام بھی [illegible]

اب جنگوں میں جب عورتیں ان کے ساتھ تھیں تو بعض وقت ان کو حیض بھی آجاتا اس حالت میں انھوں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا حکم ہے - اسلام میں حیض کے متعلق عورتوں کو کئی حکم ہیں - مثلاً یہ کہ وہ روزہ نہ رکھے (کیونکہ پہلے ہی سے بہت ضعیف ہوتی ہے اس طرح بیماری بڑھتی ہے) نماز نہ پڑھے وضو نہ کرے کیونکہ ٹھنڈے پانی سے [illegible] سخت نقصان پہنچاتا ہے -

کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیث وجدھا [illegible] کی بابت میں ہندوؤں کے اس طریق کو بہت اچھا سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عورتوں کو آٹا تک نہیں [illegible] دیتے [illegible] پانی نقصان نہ پہنچائے گو وہ اس احتیاط میں حد سے بڑھ گئے ہیں ہماری پاک شریعت چونکہ انسان کے جان و مال کی محافظ ہے اس واسطے اللہ نے خاص عبادتیں معاف کر دی ہیں - اور ادھر مرد کو روک دیا -

ھو اذی - بدبودار چیز ہے اس حالت میں انسان جماع کرے تو وہ کا موجب ہے اس سے معلوم ہوا کہ خلاف وضع فطرت بھی حرام ہے ایک پاک فطرت کا انسان حضرت علیؓ فرماتا ہے کہ اگر قرآن میں اس کا ذکر نہ ہوتا تو میرا واہمہ تجویز ہی نہیں کر سکتا - کہ یہ بدکاری بھی ہے -

ولا تقربوھن - بالکل نزدیک نہ جاؤ - اس سے لواطت کی حرمت بھی ظاہر ہے -

یطھرن - پاک ہو جاویں ہمارے ملک کی عورتیں بہت ناواقف ہیں خوشبو وغیرہ کا استعمال نہیں جانتیں -

یحب المتطھرین - اس کے معنے اللہ نے پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۴ میں بتائے ہیں - اخرجوا ال لوط من قریتکم انھم اناس یتطھرون - گویا جو شخص لواطت سے اجتناب کرے اسے متطہر کہتے ہیں -

حرث - کھیتی وہ ہے جہاں بونے سے کچھ فائدہ ہو اس سے بھی اس خلاف وضع کی ممانعت نکلتی ہے -

عرضۃ - اللہ کے نام کو نیکی کرنے میں روک نہ بناؤ مثلاً خدا کی قسم کھا کر یہ کہدیا میں فلان کے ساتھ نیکی نہ کروں گا - فلان کے گھر نہ جاؤں گا وغیرہ -

باللغو فی ایمانکم - مختلف مذاہب کے رو سے پانچ طرح کی قسمیں ناجائز ہیں (۱) غضب کے وقت (۲) عادت کے طور پر واللہ باللہ بخدا کہنا (۳) اپنی جگہ تحقیق سے کہنا ہو مگر دراصل وہ بات غلط ہے (۴) قسم کھا کر بھول جائے اور ارتکاب اس فعل کا کرے جسکے نہ کرنے کی قسم کھا چکا ہو - (۵) حلال چیز کو کہدے کہ یہ میرے لئے حرام ہے -

یؤلون - ایلاء کرتے ہیں - اپنی بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا -

ان عزموا الطلاق - یہاں میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اسلام میں کئی مسئلے موجود ہیں تاکہ انسان کی جان و مال و عزت کا نقصان نہ ہو - کوئی کسی کو دکھ نہ پہنچائے مگر خود مسلمانوں ہی نے ایک مسئلہ کو تمام دکھوں کی جڑ بنا لیا ہے حالانکہ نکاح - آرام - وہ دینی و دنیا کے لئے تھا - چنانچہ فرمایا - لتسکنوا الیھا

۲۴ - مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱)

عرب میں خانہ جنگیاں ہوتی رہتی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں۔ ایک فریق دوسرے کی تاک میں رہتا تھا اس واسطے ان میں طوائف الملوکی رہتی تھی جہاں کوئی چشمہ ہوتا وہ جنگ گاہ بن جاتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ مویشی رکھتے تھے اور ہر ایک یہی چاہتا کہ میں ہی اپنے مویشی کو آرام پہنچاؤں اس سے ان کے وارات مقاتلات بن جاتے تھے غرض حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس قوم میں دو بڑی عیب تھے ایک بت پرستی۔ دوم۔ باہم لڑائی۔ ان دونوں کی اصلاح آپ نے فرمائی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ یعنے تم دشمن تھے ایسے دشمن کہ ابن العم کا لفظ ہی گویا لڑائی کا نشان تھا۔ حالانکہ یہ رشتہ اتحاد و قرب کے لئے ہو۔ دوسرا عیب شرک کا تھا۔ اس کا اس قدر زور تھا کہ کعبہ معظمہ کے اندر ۳۶۰ بت تھے اس شرک کے متعلق آپ کی تعلیم خصوصیت سے ایسی تھی کہ اس کی جڑیں کاٹ دے چنانچہ اول تو لا الٰہ الا اللہ تمام شرکوں کی جڑ کو کاٹتا ہے اس کے معنے ہیں اللہ کے سوا کوئی ہمارا حاجت روا نہیں۔ ہم کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ اس کے سوا کوئی ہماری دعا کو نہیں سنتا۔ ہم کسی کی نذر کو نہیں مانتے۔ پھر صریح طور پر فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ و یغفر ما دون ذلک۔ آپ جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ تو سب سے پہلے یہی وعدہ لیتے تھے۔ ان لا یشرکن باللہ شیئاً۔

غرض عرب میں دو عیب تھے دونوں کے دور کرنے کے لئے آپ نے بڑی بڑی کوششیں کیں اور ان کو شرک سے نکال کر توحید کی راہ دکھائی اور خانہ جنگیوں سے چھڑا کر بھائی بھائی بنا دیا۔ قوموں میں وحدت کا بیج بونے کے لئے چار اصول بتلائے (۱) بدظنی کہ کیونکہ یہی جڑ ہوتی ہے تمام لڑائیوں کی۔ بدظنی سے نکتہ چینی تک نوبت پہونچتی ہے اور پھر غیبتیں شروع ہو جاتی ہیں اس لئے ارشاد کیا۔ یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن (۲) تمسخر کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی لڑائیوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منہم۔

(۳) اگر کوئی تمہیں تکلیف دے۔ تو تم صبر سے کام لو۔ چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ مع الصابرین دنیا میں جتنی جنگیں ہوتی ہیں۔ اگر ایک طرف صابر ہو تو نفع اٹھائے مگر افسوس کہ سطحی خیالات کے لوگ صبر کی حقیقت نہیں سمجھتے حالانکہ دیکھتے ہیں اگر شہنشاہ کسی کی معیت کا دعویٰ کرے تو وہ شخص پھولا نہیں سماتا۔ پس جس کے ساتھ اللہ اپنی معیت جتائے اُسے کتنا فخر حاصل ہونا چاہئیے پھر فرمایا انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ صابرین کے لئے نیک ثمرات کا وعدہ ہے اور ولمن صبر و غفر۔ ان ذلک من عزم الامور میں بتلایا ہے کہ صبر کرنا بڑا بھاری کام ہے۔

(۴) چوتھا۔ اصل یہ فرمایا۔ کہ ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما۔ غرض بدظنی سے روکا۔ تمسخر سے روکا۔ صبر کے فوائد بتلائے اور یہ کہا کہ اگر آدمیوں میں نفاق ہو تو تم صلح کرا دو۔ ان چار اصولوں کو بتا کر دنیا میں امن عامہ کی بنیاد ڈالی۔

عرب کی جنگجو قوم میں صبر کا مادہ ضرور تھا۔ چنانچہ اسی لئے وہ شہر حرام میں قتال بند کر [illegible]

علیہ وسلم نے اس مادہ کو بڑھانے کی کوشش فرمائی اور ان میں وحدت کی روح پیدا کرنے کی تدبیریں کیں۔ از آں جملہ ایک یہ تھی کہ اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا تاکہ غلاموں کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ارادہ میں کامیاب ہوئے اور آپ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر لی جو امن عامہ کی بہت طرفدار تھی مگر ایک شریر لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ تو صبر کرنے لگیا اس لئے انہوں نے شہر حرام میں بھی ان کو چھیڑنا شروع کیا اس پر صحابہ نے سوال کیا۔ کہ شہر حرام میں لڑائی کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ یہ بڑے گناہ کی بات ہے مگر ان کے بڑے نقصان ہیں۔ صدّ عن سبیل اللہ۔ راہ اللہ میں روک ڈالتے ہیں۔ اور پھر اس کا کفر ہے اور حرمت والی مسجد کا کفر ہے اور یہ خاص شہر والوں کا نکالنا تو سب سے بڑا جرم ہے۔

جاھدوا - جو اعلاء کلمۃ اللہ میں کوشش کرتے ہیں۔

واللہ غفور رحیم۔ ایسے لوگوں سے اگر ان سے غلطی بھی ہو تو خدا تعالیٰ بخشنے والا ہے

ومن یرتدد - دوسرے مقام پر فرمایا۔ ومن یرتدد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم پھر فرمایا حبطت اعمالھم۔ وہ اسلام کے مقابلہ میں تیزی سے اٹھیں گے۔ مگر ان کی کوششیں اکارت جاویں گی وہ دنیا میں ہلاک ہونگے۔ میں اس آیت پر یقین رکھتا ہوں جو لوگ امن عامہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ ضرور ناکام و نامراد ہلاک ہوں گے۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر۔ لڑائی میں جانے کو شراب پی لیتے تھے۔ اس کا علاج میں جو غیرہ نہ ہے اور وہ اندھا دھند تلوار چلاتے جاتے اس لئے صحابہ نے شراب کے متعلق سوال کیا۔ پھر لڑائی کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔ عرب میں جوئے کا یہ دستور تھا کہ بڑے بڑے امیر لوگ جوا کھیلتے جو روپیہ اس کے نفع ہوتا وہ غرباء پر خرچ ہوتا۔ عرب کے بعض شعروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ اسے کو بہت پسند کرتے تھے اور اپنی ہار کو فخر سے بیان کرتے تھے۔ اس کی یہی یہی وجہ تھی کہ ایسے لوگوں کے ذمہ تمام اخراجات ہوجاتے۔ اور قحط میں سارے غریبوں کا نان ونفقہ انہیں کے ذمہ ہوتا۔ اس میں ایک نیکی کا موقعہ ملتا تھا اس لئے وہ فخر کرتے تھے۔

اس پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں بڑی بدکاری ہے بے شک غرباء کو نفع پہنچتا ہے (منافع کے یہی معنے ہیں) مگر اس بدکاری کا جو نتیجہ ہے وہ سخت گندہ ہے اس کے مقابل میں اس نفع رسانی کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ جب ان کے ذمہ یہ اخراجات پڑتے اور پاس ایک کوڑی بھی نہ ہوتی تو ناچار ان کو آدھیا ادھر کا کس تک ڈاکہ زنی کرنا پڑتی

جب صحابہ نے خمر و میسر کے متعلق حکم سنا تو معاً ان کے دلوں میں خیال پیدا ہوا۔

ماذا ینفقون - پھر خرچ کہاں سے آوے۔ تو فرمایا۔

العفو - جو تمہاری حاجت اصلی سے زیادہ ہو۔ سطحی طور پر جمع کرو۔ خدا تعالیٰ اسی میں برکت ڈالدے گا۔

یسئلونک عن الیتمٰی - جب لڑائی چھڑ جاتی ہے تو اس میں مقتول بھی ہوتے ہیں اور مقتول کے بچے یتیم بھی ہوتے ہیں اس لئے ان کی نسبت لکھا۔

اصلاح لھم خیر [illegible]

اسلام میں کوئی مسئلہ تثلیث کی مانند نہیں۔ کہ ایک + ایک + ایک کو ایک ماننا پڑتا ہو۔ ت
کفارہ کا مسئلہ ہے کہ بدی کا ارتکاب کرے زید اور سزا دی جاوے بکر۔ نہ اس میں یہ بات اپنی
پڑتی ہے کہ انگور جو پانی اور روٹی واقعی مسیح کا لہو بن جاتا ہے نہ اس میں بت پرستی ہے جو بہت ہی
بیہودہ عقیدہ ہے۔ کیونکہ جب کل چیزیں انسان کی خادم ہیں اور وہ مخدوم نہیں بن سکتیں۔ تو
معبود کس طرح بن سکتی ہیں۔ باوجود اس تعلیم کے۔ بہت سے اکثر بد معاش شریر النفس لوگوں
کو دیکھا ہے کہ وہ بدکاری کے بعد یہ عذر کرتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے ایسا کروایا۔ سہ

درکوئے نیکنامی ما را گذر نہ دادند + گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا۔

اگرچہ اب صحیح ہو۔ تو پھر تمام رسالتیں باطل ٹھہرتی ہیں۔ اسی واسطے فرماتا ہے۔ لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا۔

عن تراض منہما و تشاور۔ اگر دونوں باہمی رضامندی اور باہمی مشورہ سے دودھ
چھڑا دیں۔ تو کوئی گناہ نہیں۔

واتقوا اللہ۔ بس اصل حقیقت تو یہ ہے کہ خواہ جہاد کے مسئلے ہوں یا تمدن و معاشرت
کے ان میں بہرحال تقویٰ مد نظر رہے۔ اب متقی بننے کا ایک گر بتاتا ہے

واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر۔ جب تم کوئی کام کرو۔ کوئی بھی ہو۔ اصولاً
تین قسم میں کل کام آ سکتے ہیں۔ غضب و انتقام۔ غرض دنیوی۔ حرص آز۔ شہوت۔ شیئ حق بینی
سب میں یہ بات یاد رکھو۔ کہ تم پر کوئی حکمران اور نگران ہے تمام افعال و اقوال اعمال انسان
اس دستور العمل کو نگاہ رکھے تو متقی بن جاوے۔

والذین یتوفون منکم۔ تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ حاملہ ہو۔ اس صورت میں وہ عورت
نکاح نہ کرے۔ جب تک بچہ نہ جن لے۔ دوم۔ یہ کہ حاملہ نہ ہو۔ اس صورت میں چار ماہ دس دن
انتظار کرے۔ بصورت فوتیدگی شوہر۔ اور بصورت طلاق دینے کے ثلاثہ قروء۔ یہ سب
اس لیے کہ شاید حمل ہو۔ تو اس مدت میں پتہ لگ جاتا ہے یا پچھلے تعلقات زناشوئی کا
کچھ مقصود ہے۔

فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف۔ بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق
اکثر مسلمان تامل کرتے ہیں۔ یہ رسم بہت ہی بری رسم اور اللہ اور اس کے رسول کے
احکام کے خلاف ہے۔ سادات میں سے وہ عورت جس پر کل سادات کو فخر ہے جس سے
سیدوں کی اولاد چلی۔ بیوہ تھی۔ مغلوں۔ کی عظمت کا سلسلہ بھی جہاں سے شروع
ہوتا ہے اون کے صورت اسی کی بیوی بھی بیوہ تھی۔ جیسا نسل بڑھانے کا عضو مرد کے
ساتھ ہے عورت کے ساتھ بھی ہے۔ کھانے پینے پہننے کی خواہش اگر مرد میں ہے۔ تو
عورت میں بھی ہے۔ اگر عورت کسی کی سخت بیمار ہو۔ تو مرد کو دوسرے نکاح کی فکر پڑ جاتی
ہے اور عورت کے مرنے پر تو کوئی مرد نہیں۔ جو نہ تم کرے میں نکاح نہیں کروں گا اگر
کوئی ایسا ہو تو ہم اسے سلیم الفطرت مرد نہیں سمجھتا۔ غرض جب نکاح ثانی سے مرد کی
ناک نہیں کٹتی۔ تو عورت کی کیوں کٹنے لگی۔ اس بد رسم کا اثر میں نے اپنی طبی پیشہ میں بہت
دیکھا۔ جہاں کئی شریف زادیاں اسقاط حمل کی دوائیاں پوچھتی پھرتی ہیں۔

لا تعزموا عقدۃ النکاح۔ اس حکم کی عدم تعمیل میں بھی بدذاتی سے کام لیا گیا ہے اور
اکثر بلاد پنجاب اس کے برعکس مروج ہے ایام عدت میں نکاح پڑھ دیتے ہیں۔ پوچھو تو کہتے ہیں
[illegible]

فرماتا ہے۔ تم ان حیلوں سے خلقت کے سامنے شاید عہدہ برآ ہو جاؤ۔ مگر خدا تمہارے
دلی ارادوں اور منصوبوں کو خوب جانتا ہے اس کے غضب سے ڈرتے رہو وہ اگرچہ حلیم
ہے مگر اس کی بردباری یہ معنے نہیں رکھتی۔ کہ وہ اپنے قانون کی خلاف ورزی پر
باز پرس نہ کرے گا۔

۲۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۵)

او یعفوا الذی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ سارے کا سارا مہر دیدے۔

بیدہ عقدۃ النکاح۔ شوہر

حافظوا علی الصلوات۔ جہاد کا مسئلہ تھا۔ اس میں نماز کا ذکر بظاہر خلاف ترتیب
معلوم ہوتا ہے لیکن میرے نزدیک اصل ترتیب تو یہی تھی۔ کہ جہاد کا ذکر ہو کیونکہ اول سے آخر
تک یہی بیان چلا جاتا ہے۔ درمیان میں طلاق وغیرہ کے مسائل۔ تو ضرورۃً آ گئے تھے
اور صلوٰۃ وسطیٰ کی تاکید اس لیے فرمائی کہ جنگ دوپہر ڈھلنے کے وقت شروع ہوتا تھا
اور ظہر و عصر کی نماز جمع کرنی پڑتی تھی اس لئے اس نماز کی خصوصیت سے تاکید فرمائی۔ کہ جنگی
اشغال تمہیں نماز سے نہ روکیں۔

ایک صوفی نے اس آیت پر ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے جہاد کے بیان
میں خانہ داری کے امور کا بیان کرتے کرتے۔ نماز کا بھی ذکر کر دیا۔ گویا یہ سمجھایا
کہ جیسا ہم نے ان جہاد کے مسئلوں کے درمیان طلاق وغیرہ کے ضروری مسئلے بیان
کر دئے اسی طرح تم بڑے بڑے ضروری کاموں میں نماز کو درمیان رکھ لیا کرو اور
اسے قضا نہ کر دیا۔

والذین یتوفون منکم۔ یہ بھی جہاد ہی کی بات ہے۔ کیونکہ آخر مسلمان ہی مقتول ہوتے
تھے ان کی بیبیاں پیچھے رہ جاتیں ان کے لئے وصیت فرمائی کہ ایک سال تک نہ
نکالی جاویں۔ یہ آیت چار ماہ دس دن کے حکم کے خلاف نہیں بلکہ وہ عدت کی
مدت ہے۔ جو عورت پر واجب ہے۔ اور یہ بطور وصیت اس متوفی کے وارثوں کو حکم ہے
کہ ایک سال تک اس بیوہ کو خرچ دیتے رہیں۔

واللہ عزیز حکیم۔ چونکہ لوگ بیوہ کے نکاح کے بارے میں کہتے ہیں۔ ہماری
عزت کے خلاف ہے اس لئے فرمایا کہ میرا نام عزیز ہے۔ میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں
میں یہ حکم دیتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ بیوہ کا نکاح نامناسب ہے اس لئے فرمایا ہم
حکیم ہیں ہر قسم کی حکمت کو خوب سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ حکم دیا۔ جو نامناسب نہیں۔

۳۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۵)

الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم۔ اس آیت کے متعلق بہت سے اختلاف ہیں مگر میں
جو معنے کروں گا وہ کامل یقین اور پورے انشراح صدر کے ساتھ ہیں۔

اسی آیت کے اخیر میں فرمایا ہے ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن
اکثر الناس لا یشکرون۔ اللہ کے آدمی پر بڑے بڑے احسان ہیں پہلے ہم کو انسان
پیدا کیا۔ اگر گدھے اور سور بنا دیتا تو ہم کیا دخل دے سکتے تھے۔ پھر چوہڑے چمار بنا دیتا تو
ہم کیا دخل دے سکتے۔ پھر محمد رسول اللہ کی قوموں میں پیدا کر دیا۔ تو ہمارا کیا حق تھا۔ پھر ان کے

مگر بعض ایسے لوگ ہیں کہ نکاح کرکے نہ تو بساتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔ طلاق کی اجازت پر اگر یہ عمل کرتے تو عورتوں پر یہ ظلم و ستم نہ ہوتا۔ میں نے دنیا بھر میں کہ ایک ایسا شہر دیکھا جہاں عورت کو ذرا بھی تکلیف ہو تو وہ قاضی کی عدالت میں چلی جاتی ہے اس وقت شوہر کو بلایا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ یا تو ابھی طلاق دو یا آئندہ نیک سلوک کی ضمانت دو۔ دیکھو میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ عورتیں بہت ہی کمزور ہیں تم ان مظلوموں پر رحم کرو۔ ان سے نیکی کے ساتھ معاشرت کرو۔ ولھن مثل الذی علیھن کو یاد رکھو۔ اگر نشوز کا خوف ہو کوئی ثالث ہو۔ تو ایک اپنے قبیلے سے ایک اسکے قبیلے سے حکم مقرر کرکے جلد فیصلہ کرو۔ حتی الوسع عفو و درگذر چشم پوشی سے کام لو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ استوصوا بالنساء خیرًا۔ اسے مت بھولو۔

ثلثة قروء۔ یہ عدت کی مدت ہے۔ قرء کہتے ہیں حیض کو اور طہر کو بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاص حکمت سے ایسے ذو معنی الفاظ قرآن مجید میں لاتا ہے تاکہ جنہیں قرآن کا عشق ہے ان کے لئے تدبر کا میدان وسیع ہو ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں جو کہتے ہیں۔ میں نے بخاری رسول علیہ السلام سے سبقًا سبقًا پڑھی ہے۔ جب قرء کی بحث آئی۔ تو میں نے عرض کیا۔ حیض ہے یا رسول اللہ؟ تو فرمایا۔ اذا فرقت من قرء۔ مکرر سہ کرر عرض کیا۔ پھر بھی آپ نے یہی قرء کا لفظ فرمایا۔

۲۷۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۳)

طلاق ایک اسلامی حکم ہے جو شریعت نے ضرورتًا جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض وقت جو حقیقی تعلق میاں بی بی کا ہے وہ قائم نہیں رہ سکتا اس لئے اس کو قطع کرنا پڑتا ہے وہ حقیقی تعلق آیت لتسکنوا الیھا میں مذکور ہے کہ تسکین ہوتی ہے (۲) مودۃ (دوستانہ برتاؤ) ہونے کا ذریعہ ہے (۳) ورحمۃ (۴) خانہ داری کا انتظام۔

عورت ایک بہت نازک صنف ہے اور ہر طرح مرد کی محتاج۔ ہے وہ تعلیم میں مرد کی برابری نہیں کر سکتی کیونکہ حمل اور بچہ کی پرورش اور مستقل کورس کی کمزوری اس سے لاحق حال ہے اس کے اعضاء میں ایک قسم کی نزاکت ہوتی ہے۔ پھر پردہ عام طور سے اس کو تجارب کا موقع نہیں ملتا۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنکھ کو اگر ذرا بھی دکھ پہنچے تو اڑی کے زخم سے اس کی زیادہ غور و پرداخت کی جاتی ہے تو پھر عورت کے چھوٹے سے چھوٹے دکھ کی بھی کیوں نہ پرواہ کی جائے۔ بعض وقت میاں بی بی کے تعلقات میں اس قسم کی باتیں آ جاتی ہیں کہ ان میں کسی طرح اصلاح نہیں ہو سکتی تو اس صورت میں بجائے اس کے کہ اس بیچاری کو دکھ دیا جائے۔ طلاق دینے کا ارشاد ہے مگر یکدم طلاق دینے کی اجازت نہیں۔

الطلاق مرتٰن۔ طلاق دو بار ہے پھر اس کے بعد

امساک بمعروف۔ رکھے تو قاعدہ طور پر۔

او تسریح باحسان۔ یا رخصت کرے نیک سلوک سے۔ افسوس مسلمان اس پر عمل نہیں کرتے اور یکدم ہی طلاق دیتے ہیں حالانکہ طلاق متفرق طہروں سے دینی چاہئے۔

شیئا۔ [illegible] کہ کچھ بھی واپس لینا جائز نہیں۔

فیما افتدت بہ۔ [illegible]

فان طلقھا۔ تیسری طلاق [illegible]

فلا تحل لہ۔ اس سے جو حلالہ کی بدرسم جاری ہوئی وہ اسلام کے لئے ننگ ہے۔ حلالہ اس چیز کا نام ہے کہ مؤقت نکاح کرتے ہیں۔ اور پھر نکاح و جماع اور بعد طلاق۔ پھر پہلا شوہر نکاح کر لیتا ہے۔ یہ بہت بری رسم ہے۔

ولا تتخذوا آیٰت اللہ ھزوًا۔ مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ جو لوگ نہ عورتوں کو بساتے ہیں نہ چھوڑتے ہیں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور خدا کے عذاب کے نیچے ہیں۔

۲۸۔ مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۴)

واذا طلقتم النساء۔ چونکہ جنگ میں بہت ہی قریبی رشتہ دار مرد اور عورتیں موجود ہیں اور بعض مخالف ہیں ان مسلمان عورتوں کے رشتہ دار بھی ہیں اس لئے بعض وقت یہ عورتیں نشوز بھی لیتی تھیں۔ کیونکہ رشتہ داری کا معاملہ تھا [illegible] اور پھر ان عورتوں کے تعلقات پر اس کا اثر پڑتا تھا اس لئے مجبورًا طلاق دینا پڑتا تھا۔ اس لئے جہاد کے بیان میں طلاق کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔

فلا تعضلوھن۔ یہ آیت ایک واقعہ کے بیان سے صاف ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ ایک شخص کی حقیقی بہن نے کسی کے ساتھ نکاح کیا۔ میاں بی بی میں ناموافقت ہوئی۔ تو میاں نے طلاق دی مگر عدت گذرنے سے پہلے اس نے رجوع نہ کیا [illegible] عدت گذرنے کو آتا۔ تو پھر دونوں باہمی تعلقات کو جائز کر لیتے۔ جب ایک دفعہ اس نے رجوع کرنا چاہا تو حکم قرآن الٰہی کے مطابق پانچ جگہوں کی رضامندی حاصل کرنی پڑتی تھی اول قرآن سے یہ دیکھا جاتا کہ یہ تعلق جائز ہے یا نہیں۔ دوم۔ رسول کا مسلک۔ سوم عورت کی رضامندی۔ چہارم مرد کی رضامندی۔ پنجم۔ عورت کے ولی کی یعنی جو عورت کا ولی ہے اس کی رضامندی اس آخری شرط کے مطابق میاں نے [illegible] پیغام بھیجا کہ چونکہ آپ کی رضامندی ضروری ہے [illegible] اس پر اس نے [illegible] سخت [illegible] نازل ہوئی کہ جب میاں بی بی راضی ہیں تو تمہیں روکنا نہیں چاہئے۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مخفی در مخفی نکاح۔ یا عرفی زبان میں عورتوں سے نکاح کر لینا۔ شریعت نے جائز نہیں رکھا۔

والوالدٰت یرضعن اولادھن۔ چونکہ اکثر ایسی مطلقہ بھی ہوتی تھیں جن کی گود میں بچہ دودھ پینے والا ہوتا۔ اس لئے دودھ پلانے کے متعلق بھی فیصلہ ہونا چاہئے تھا۔ جو بیان کر دیا۔ کہ اول تو مائیں ہی دودھ پلائیں۔

لا تکلف نفس الا وسعھا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ اسلام جو قاعدہ سکھائے گا وہ سب کے قویٰ روحانیہ و عقلیہ و مشاہدہ و تجربہ کے خلاف ہرگز نہ ہو گا۔ جس چیز کی برداشت انسان کی قوت نہیں کر سکتی اس قوت کے متعلق کوئی حکم نہ ہو گا۔ رمضان کا روزہ ہے۔ تو بیمار و مسافر کے لئے حکم ہے کسی اور دن میں رکھ لیں۔ ایسا ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ اور بڈھے آدمی کے لئے اجازت ہے کہ وہ کھانا دیدیا کرے۔ کیونکہ اسے پھر روزے رکھنے کی امید نہیں۔ [illegible]

مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورة البقرة

(پارہ دوم)

بقیہ رکوع ۱۶

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ونحن احق بالملک منه ۔ بہت سوچنے کی بات ہے کہ خدا کے انتخاب پر آدم سے ایک اعتراض ہوتا چلا آیا ہے۔ پہلے آدم پر اعتراض کیا یا پھر داؤد کو اگرچہ دشمن قلعہ کی دیواروں پر جا کر چڑھ آئے ۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض۔

ہماری سرکار پر بھی اعتراض ہوا کہ قرآن کیوں نہ اترا علی رجل من القریتین عظیم پر کیوں نہ اترا پھر ہمارے امام پر بھی تم لوگ اعتراض کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ امامت میں قریش ... امامت خوش طرح ... سے ... ایک شخص نے مجھے کہا پنجاب کے ایک کونے کا رہنے والا ... اگر ... ہوتا۔

جواب دیتا ہے کہ زاده بسطة في العلم والجسم

یہ علم و قوت میں تم سے بڑھ کر ہے اس کو نہیں مانتے تو کم از کم یہ خیال تو کرو کہ اللہ تم سے وسیع علم والا ہے اور یہ اسی کا انتخاب ہے۔ وہ مالک ہے جسے چاہے سلطنت دے۔ پھر ایک اور نشان بتایا کہ "ان یاتیکم التابوت" تمہیں ایسے دل (قلب) عطا ہوں گے کہ ان میں تسلی ہوگی۔ یعنی اس کے زمانے میں لوگوں کے قلوب میں ایک خاص سکینت اطمینان نازل ہوگا اور

بقیة مما ترک آل موسی و آل هارون اور یہ بھی ہوگا ... کا اثر ہے جو موسیٰ و ہارون کی اولاد میں ورثہ بہ ورثہ چلا آیا ہے کہ لوگ ان کے ساتھ آرام پاتے اور ان کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں اور خود بخود لوگوں کے دل ان کی طرف رجوع کرتے ہیں انہیں ایک خاص جذب دیا جاتا ہے ان کی تقریر میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ جب وہ کسی امر میں فیصلہ دیتے ہیں تو دشمن بھی اس وقت مان جاتے ہیں۔

تحمله الملائكة ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ دلوں کا اٹھانا فرشتوں کا کام ہے

۳۱۔ مارچ ۱۹۰۹ء

رکوع نمبر ۱۷

[illegible] اس آیت میں مضمون ہے۔ کہ ... جالوت ... اپنے ... کی ... [illegible]

کی مثال اس آیت میں ہے جس پر آج کا درس ہے۔

فلما فصل ۔ شہر سے جدا ہوئے۔

ان الله مبتليكم ۔ ابتلا کہتے ہیں اس امر کو جس کے ذریعے فرمانبردار اور نافرمانبردار کچے اور پکے میں امتیاز ہو جاوے ۔ جب طالوت ایک فوج لے کر چلے ۔ تو کئی تماش بین بھی ساتھ ہو لئے اس لئے آپ نے ایک امتحان بنا ڈالا تا جو حقیقی فرمانبردار ہیں وہ میرے ساتھ رہیں۔

نہر ۔ اس کے دو معنے ہیں ایک تو نہر ۔ دوم ۔ آرام و آسائش ۔ چنانچہ ان المتقین فی جنت ونهر میں نہر کے معنے آسائش کے ہیں۔ نہر کے معنے ہوں تو کیا متقی نہر میں ڈوبے رہیں گے۔

فمن شرب منه فليس منی ۔ اس جنگل میں شہد بہت تھا پس جب نہر کے معنے آسائش کے ہوں تو اس سے مراد شہد کا پینا ہے۔

الا قليلا منهم ۔ ایک علم ہوتا ہے ایک عمل ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔

لیس الخبر کالمعاينة ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یوسف کے معاملہ پر ... جب ان کے پاس چوبدار آیا کہ بادشاہ تمہیں بلاتا ہے اور وہ نہ گئے، فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو چلا جاتا ۔ ... خود جب مسجد سے قریب اپنی ایک بیوی کے ساتھ کھڑے تھے اور پاس سے کچھ آدمی گزرے تو آپ نے انہیں روک لیا اور کہا دیکھو یہ میری بیوی صفیہ ہے۔

یظنون ۔ یقین کرتے ہیں۔

صبرا ۔ یہاں صبر کے معنے استقلال کے ہیں۔ حدیث میں صبر کی دعا منع ہے کیونکہ جو صبر مانگتا ہے بلا مانگتا ہے ۔ ہاں ضرورت کے وقت استقلال کی دعا ممنوع نہیں۔

وقتل داؤد جالوت ۔ یہ ایک مقام ہے جس پر بعض نادانوں کو تاریخی طور پر اعتراض کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ جس ندی پر آزمائش ہوئی تھی وہ جدعون کے زمانے کی بات ہے یہاں داؤد و جالوت کی لڑائی کا ذکر ہے وہاں ندی کا ذکر نہیں بلکہ جدعون اور طالوت میں [illegible] سال کا فرق ہے۔ دوسرا اعتراض تابوت سکینہ کے متعلق ہے کہ داؤد اور جالوت کی لڑائی سے بیس سال پہلے فلسطی لوگ صندوق لے گئے تھے ۔ انہیں مری پڑ گئی تو ان کو وہم ہو گیا کہ یہ نحوست اسی صندوق کی نحوست ہے اس لئے انہوں نے اس صندوق کو ایک چھکڑے پر لاد کر بیلوں کو ہانک دیا۔ ساؤل ایک شخص تھا اس کی زمین پر چھکڑا جا ٹھہرے ۔ کہتے ہیں یہ بیس برس پہلے کی بات ہے۔

تیسرا اعتراض ۔ کوئی ندی وہاں نہ تھی ۔ جہاں داؤد و جالوت کی لڑائی ہوئی

ان تینوں اعتراضوں کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ تم ... نہر کے معنے ... آسائش کے کرتے ہیں ... ندی کے موجود نہ ہونے کا اعتراض ہوا ...

[illegible]

سے نکل کر ہم پاگل ہو جاتے یا اندھے یا بہرے یا گونگے یا اپاہج تو ہمارا کیا زور تھا۔ دیکھو اس کا ہم پر کیسا فضل ہے کہ معدوم سے موجود کیا۔ موجود ہوئے تو آدمی بنایا۔ یہ سب لیاقت ذلیل قوم سے تھے۔ ان کو اس بات کا رنج تھا۔ دھبہ لگتے جب ہم وہ شہر چھوڑ چکے۔ جو ذلت کا موجب تھا۔ تو پھر لوگ ہمیں کیوں حقارت سے دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا میرے نزدیک تمہارا ہی قصور ہے۔ یہ لقب تمہارا کسی تمہاری مخفی بدکاری کا نتیجہ ہے جو اس زمین میں تم لوگوں نے کی۔ اگر تم اس لعنتی زمین کو چھوڑ کر سو میل دور چلے جاتے۔ تو کم از کم لوگ تمہیں شیخ تو کہتے اس پر وہ بولا کہ یہاں ہماری حویلیاں ہیں یہ سب دو ہے۔ میں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تمہیں ان بدکاریوں سے کچھ تعلق ہے۔

یوسف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پاک معاملہ تھا۔ جس ملک میں وہ رہتا ان کیلئے ترقی کے سامان نہ تھے۔ اللہ نے انہیں ایک عجیب تدبیر سے مصر پہنچایا۔ وہاں جب پہنچ کر توان کی نیکی۔ نیک نیتی۔ عاقبت اندیشی۔ علم و دیانت۔ شجاعت ایسی تھی کہ مقربان بارگاہ بادشاہی سے بنا دیا۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اب بھی جو بچہ ان خصلتوں کو لازم پکڑے گا ان مدارج کو پہنچے گا۔ جن پر یوسف پہنچا یا گیا چنانچہ سورہ یوسف میں فرماتا ہے۔ فلما بلغ اشدہ آتینٰہ حکماً و علماً و کذٰلک نجزی المحسنین۔

پس انہی حضرت یوسف کی طفیل بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے۔ میں بار ہا بتا چکا ہوں کہ جب خدا کے فضل سے کوئی قوم مالدار اور آسودہ حال ہوتی ہے اور اسے عزت۔ مکان اولاد۔ صحت و عافیت۔ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ خدا کو بھلا دیتی ہے کبھی تو اس کے افراد علموں پر گھمنڈ کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک نے کہا۔ انما اوتیتہ علے علم عندی ہم مولوی فاضل ہیں یا حکیم ہیں یا مدبر ہیں۔ اس لئے ہم کو یہ کامیابی ہوئی اور کبھی مال و منال جاہ و جلال پر غرہ کرتے ہیں۔ جب قوم کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس کا تنزل شروع ہوتا ہے۔ پھر بعض کی تو قطع نسل ہو جاتی ہے اور وہ بالکل بے نام و نشان ہو جاتے ہیں اور بعض حاکم سے محکوم بن جاتے ہیں اور ان کا نام عزت سے نہیں لیا جاتا

بنی اسرائیل پر جب یہ زمانہ آیا۔ تو وہ خدا کے احکام کو بھول گئے اور خدا نے ان پر ذلت و مسکنت لپس دی۔ بیگاروں میں پکڑے جاتے۔ پتھر اوپر پکانے کا کام ان کے سپرد ہوا۔ ایک صوفی لکھتا ہے انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ جب اس کے پیٹ میں درد ہو تو پہلے وہ اپنی تدبیروں سے کام لیتا ہے۔ مثلاً فاقہ کرنا۔ پھر گھر میں جو سیانا ہو اس کی رائے پر چلنا۔ پھر اپنے محلہ کے حکیم سے مشورہ لیتا ہے۔ پھر اس طبیب سے بڑھا ہو یہاں تک کہ پھر کسی اور مشہور طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے جو کسی دوسرے شہر میں ہو آخر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ پھر وہ اس ملک کو چھوڑ کر محض علاج کی خاطر دوسرے ملک میں چلا جاتا ہے۔ جب وہاں بھی کچھ نہیں بنتا۔ تو پھر کسی خدا رسیدہ کے قدموں پر گرتا ہے جب وہاں سے بھی مایوسی ہو تو پھر پکار اٹھتا ہے۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ تب خدا کی رحمت کا دریا جوش مارتا ہے [illegible] اسی طرح بنی اسرائیل کی حالت جب یہاں تک پہنچی۔ تو [illegible] موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے [illegible]

[illegible]

پس یہ حذر الموت تھا۔ جس سے ہزاروں ہزار اس ملک سے نکلے۔

اب موسیٰ نے ان کو حکم دیا۔ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللّٰہ لکم مگر انہوں نے بے ادبی سے کہا کہ وہ زور آور ہیں ہم سے تو مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو۔ اس پر اللہ نے فرمایا ہم نے تمہیں زندہ قوم بنانے کے لئے اپنے نبی کی معرفت یہ حکم دیا تھا۔ نہیں مانتے تو جاؤ۔

موتوا۔ ہلاک ہو جاؤ۔ اس پر ان پر وہ حالت طاری ہوئی۔ جو پارہ ۶ سورۃ مائدہ رکوع ۴ میں درج ہے اور موسیٰ کی دعا کا اثر تھا۔ جو انہوں نے ان الفاظ میں کی۔ فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین۔ فرمایا۔ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تأس علی القوم الفاسقین۔ کہ چالیس سال خراب و خوار حال مارے مارے جنگلوں میں پھرتے رہیں۔ چنانچہ جب یہ لوگ جو بے ادبی میں شامل تھے۔ ہلاک ہو چکے اور چالیس سال میں ان کے بچے جوان ہو گئے یا وہ لوگ رہ گئے جو بے ادبی میں شریک نہ تھے۔ تو پھر

ثم احیاہم۔ ان کو زندہ قوم بنا دیا۔ ہم سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہی مرکر زندہ ہوئے۔ بلکہ متکلم۔ مخاطب۔ غائب کا ضمیر اس کے مثیل کی طرف بھی پھرتا ہے۔ متکلم کی مثال سنئے۔ ما قتلنا ہٰہنا۔ ہم اس جگہ مقتول نہ ہوتے۔ حالانکہ جو قتل ہو چکے ہیں۔ وہ کس طرح بول سکتے تھے۔ مراد ان کے مثیل ہیں۔ مخاطب کی مثال۔ و اذ قلتم یٰموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللّٰہ جہرۃً۔ غائب کی مثال۔ ما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ۔ جس کی عمر بڑائی گئی اسی کی گھٹانے کا ذکر بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ مراد اس کا مثیل ہے۔

قاتلوا فی سبیل اللّٰہ۔ دشمن کا مقابلہ کرو۔ مگر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نفسانی غرض شامل نہ ہو۔

یقرض اللّٰہ قرضاً حسناً۔ قرض کے لفظ پر بعض نادانوں نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کا خدا مفلس ہے جو اپنی مخلوق سے قرض مانگتا ہے ایسے لوگوں کو کہنا چاہیئے گورنمنٹ بھی بینک میں روپیہ لیتی ہے تو کیا وہ غریب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود کی ماتحت اس لفظ کے معنے بھی ہمارے ملک میں آکر بگڑ گئے قرض کے معنے ہیں۔ مال کا حصہ کاٹ کر دینا۔ مقراض اسی سے نکلا ہے پس اب ان معنوں پر کوئی اعتراض نہیں۔

یقبض۔ اسے لیتا ہے۔

یبصط۔ پھر اسے بڑھاتا ہے۔

من بعد موسیٰ۔ من بعد کے لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ موسیٰ کے زمانہ کے بعد کا ہے

قالوا لنبی لہم۔ اس زمانہ میں جو روحانی بادشاہ ہوتا اسے نبی کہتے۔ اس قصہ میں اللہ مسلمانوں کو سمجھاتا ہے کہ ایک وقت آنے گا۔ تم میں بھی روحانی بادشاہ الگ ہو جاویں گے اور جسمانی الگ۔ چنانچہ ابوبکر و عمر [illegible] کی خلافت تک روحانی و جسمانی بادشاہی ایک رہی ہے۔ پھر الگ الگ [illegible]

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ سوم)

(مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۹ء رکوع ۱ و ۲)

منہم من کلم اللہ - کلام تو سب پیغمبروں سے ہوا مگر بعض کو بوجہ کثرت کلام کیا۔

البینٰت - کھلی باتیں عیسیٰ کی تعلیم اخلاق کی تھی اور اخلاق کا رنگ وعظ ہر مذہب میں مقبول ہوتا ہے اس لئے اسے بینٰت فرمایا۔

وایدنٰہ بروح القدس - اس اخلاقی تعلیم کو اپنی پاک کلام سے موید کیا - روح القدس کبھی کلام لانیوالے فرشتے کو بھی کہتے ہیں۔ مگر عام معنے یہی ہیں - پاک کلام۔ قرآن شریف میں ہے - وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔ ایک دوسری جگہ فرمایا - ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا اللہ۔

ما اقتتل الذین من بعدہم - یعنے اگر کوئی لڑائی کرتا تو ہم اسکے ہاتھ اوشل کردیتے بدزبانی کرتا تو زبان بند کر دیتے۔ مگر بندوں کو اللہ نے مجبور نہیں پیدا کیا اور نہ ان کے اختیارات کو چھینا۔ بلکہ مقدرت عطا کی ہے۔

ولٰکن اختلفوا - جب خدا نے جبر نہ کیا۔ اختیارات نہ چھینے تو ان لوگوں نے اس مقدرت سے درست کام لیتے تو وہ لڑتے مگر جب ہمارے نبی آئے تو جو نہ مانتے اور گمراہی پر ہیں وہ مجبور کریں گے۔

فمنہم من اٰمن - مگر کچھ ایسے ہیں جنہوں نے ان کے مطابق عمل کیا۔

ومنہم من کفر - بعض ایسے ہیں جنہوں نے امن میں خلل ڈالا اس کی تعلیم کا انکار کیا۔

ولو شاء اللہ ما اقتتلوا - جناب الٰہی تو ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ قدرت نہ دیتے مگر وہ ایسا نہیں کرتے کیونکہ وہ جبر کرنے والا نہیں۔

یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ - ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ وہاں کوئی بیع ہوسکیگی نہ خلۃ نہ شفاعۃ - یہاں بیع - خلت - شفاعت کی مطلق نفی ہرگز نہیں ہے۔ عربی میں لا دو طرح کے آتے ہیں۔ ایک وہ جس کے بعد تنوین آتی ہے اور ایک وہ جس کے بعد تنوین نہیں آتی پہلے کی مثال ہے [illegible] اور دوسرے کی مثال لا رفث ولا فسوق ولا جدال۔ ان دونوں میں فرق ہے

[illegible] "نہیں" [illegible] اور اگر تنوین ہو تو [illegible]

[illegible]

عن ما الا المتقین - اور نہ شفاعۃ کی چنانچہ اس سے آگے الا باذنہ آتا ہے

والکافرون ہم الظالمون - کافر اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے اور دوسروں پر بھی۔

لا الٰہ الا ہو - معبود وہی ہے جس کی بات کرنا چاہئے بس اس کی فرمانبرداری کرو۔

القیوم - حافظ و ناصر۔

سنۃ - کسی شخص نے اعتراض کیا تھا کہ اونگھ سے کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ اسکے ہاتھ میں دو شیشے دیئے گئے اور کہا گیا کہ تم اس کی حفاظت کرو۔ جب اسے نیند کا غلبہ ہوا تو اس نے اپنے تئیں جب دکا کر اونگھ جو آئی۔ دونوں شیشے آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔

کرسیہ - کرسی کے معنے علم کے ہیں بخاری میں یہ موجود ہیں۔ ایک شعر بھی ہے۔

تحف بہ بیض الوجوہ [illegible] - [illegible] با [illegible]

۲- اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۲)

لا اکراہ فی الدین - ایک مذہب کی راہ ہوتی ہے ایک بادشاہوں کی۔ انبیاء کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ ظلم وجور و تعدی سے کام لیں۔ نہ ان بادشاہ جبر و اکراہ سے کام لیتے ہیں۔ پولیس اس وقت گرفت کرسکتی ہے جب کوئی گناہ کا ارتکاب کر دے مگر مذہب گناہ کے ارادہ کو بھی روکتا ہے۔ پس جب مذہب کی حکومت کو آدمی مان لیتا ہے تو پولیس کی حکومت اس کی پرہیزگاری کے لئے ضروری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبر و اکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں پس کسی کو جبر سے مومن نہ کرو۔ کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے شریعت نے منافق اور کافر کو ایک ہی رسی میں باندھا ہے۔ غلطی سے ایسی کہانیاں مشہور ہوگئی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر دنیا میں پھیلایا گیا ہے۔ بھلا خیال تو کرو۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو ہندوستان میں اتنے سو سال حکومت پھر یہ ہزاروں برسوں کے مندر شوالے اور پستکیں کیوں موجود پائی جاتیں۔

عالمگیر کو بھی الزام دیتے ہیں کہ وہ ظالم تھا اور بالجبر مسلمان کرتا یہ کیسی بیہودہ بات ہے اس کی فوج کے سپہ سالار ایک ہندو تھے - بڑا حصہ اس کی عمر کا اپنے بھائیوں سے لڑتے گذرا اسکی موت بھی تانا شاہ کے مقابل میں ہوئی۔ پھر اسلام بادشاہوں کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہے مسلمانوں نے بھی غلطی کی کہ معترضین کے مفتریات کو تسلیم کرلیا۔ حالانکہ اسلام علی محبت و اخلاق سے حق بات ماننے کا نام ہے۔ اسی لئے اسلام میں جبر نہیں۔ یہ بات ضروری یاد رکھنی چاہیئے اسلام میں ہرگز اکراہ نہیں۔ چنانچہ پارہ گیارہ رکوع ۱۰ میں فرماتا ہے۔ ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلہم جمیعاً۔ افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین۔

قد تبین الرشد من الغی - رشد کہتے ہیں - اصابۃ الحق والصواب یعنی راستی کو پالینا اور حق تک پہونچ جانا۔ غی کہتے ہیں اس حق و صواب کی جگہ سے رک جانے کو۔ اسلام کے چند اصول بیان کرتا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رشد و غی کو کیا امتیاز سے بیان کیا ہے

سے کے باب ۱۰ میں لکھا ہے کہ داؤد بربط نوازوں میں نوکر تھا۔ پھر لکھا ہے کہ داؤد اپنے بھائی کی روٹی لے کر آیا وہاں ایک عملیق کی ساتھ جھگڑا دیکھا۔ فوجوں پر بول اٹھے۔ میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اس پر ساؤل نے کہا کہ یہ کون ہے۔

دیکھئے پہلے تو اسے بربط نواز بتایا۔ پھر یہ کہ بادشاہ کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہے۔

پھر لکھا ہے کہ اس نے کہا جو فلسطینوں سے مقابلہ کرے میں اسے لڑکی دوں گا اور اپنی ذات نکال کر دی۔ اس اختلاف کو دیکھ کر محققین یورپ نے فیصلہ دیا ہے کہ سموئیل کا باب ۱۷ الحاقی ہے۔

پس جس کی اصلیت خود ہی مشتبہ ہے اس سے قرآن پر اعتراض صحیح نہیں۔

پھر ہم پوچھتے ہیں تمہاری تاریخوں میں طالوت کا لفظ کہاں ہے پس یہ کہنا کہ اس کا نام ساؤل تھا یا نہ تھا فضول ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے ان میں سے کسی کا نام ہی نہیں لیا۔ جہاں طالوت کا ذکر ہے وہاں جالوت کا نہیں اور جہاں جالوت کا ہے وہاں طالوت کا نہیں۔

پس دونوں کو زمانہ متحدہ کہاں سے ثابت ہوا۔ پھر ہم کہتے ہیں طالوت کے معنے ہیں۔ لمبے قد والا ہے۔ بائبل میں بھی لمبے قد والا ہی لکھا ہے۔ پس یہ نام نہیں ایسا ہی جالوت اس کو کہتے ہیں جو میدان میں جولان کرے۔ پس اس طرح کوئی اعتراض نہیں رہتا کیونکہ یہاں کسی کا نام ہے ہی نہیں۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ داؤد کا مقابلہ جہاں ہوا۔ وہاں شوروق نام ندی ہے۔ پرانے جغرافیے جو ہیں ان میں اس کا موقعہ موجود ہے۔ پھر آخری فیصلے کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ تمام صحیح قرآن میں فھزموھم باذن اللہ پر وقف ہے۔ پس وہ قصہ الگ ہے اور یہ الگ

ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض

کئی موقعوں پر میں اس کی تفصیل کر چکا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے خود اپنی مرضی سے جہان میں اختلاف رکھا ہے اور اسی پر کارگاہ عالم کا دارومدار ہے۔ اگر جہان میں سب ایسی خیال کے ہوں۔ کہ یکرنگی کا کب ہوتا ہے۔ تو سلطے قوموں کی زندگی وبال جان ہو جاتی۔

در مدحِ قرآن کریم

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیده
بر غنچه دلِ ما باد صبا وزیده
این روشنی و لمعان شمس الضحیٰ ندارد
وین دلبری و خوبی کس در قمر ندیده
یوسف بقعر چاهے محبوس ماند تنها
وین یوسفے که تن ها از چاه بر کشیده
از مشرق معانی صدها دقائق آورد
قد هلال نازک زان نازکی خمیده
کیفیت علومش دانی چه شان دارد
شهدیست آسمانی از وحی حق چکیده
آن نیّر صداقت چون رو بعالم آورد
هر بوم شب پرستے در کنج خود خزیده
روئے یقین نبیند هرگز کسے بدنیا
الّا کسیکه باشد با رویش آرمیده
آنکس که عاشقش شد شد مخزن سعادت
وآن بے خبر ز عالم کین عاملے ندیده
باران فضل رحمان آمد بمقدم او
بدقسمت آنکه از وے سوئے دگر دویده
میل بدی نباشد الّا رگے ز شیطان
آن را بشر بدانم کز هر شرے رهیده
اے کان دلربائی دانم که از کجائی
تو نور آن خدائی کین خلق آفریده
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کزان فغان رس نورت بما رسیده

یہاں تک پارے کے نوٹ ختم ہوئے

گذار چکا۔ اس کا جواب موسیٰ نے بھی کیا خوب دیا۔

وتلک نعمۃ تمنہا علی ان عبدت بنی اسرائیل۔ کیا یہ کوئی بڑی نیکی ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتا رہا ہے۔ حالانکہ اس کی جڑ یہ ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے جس کا نتیجہ ہوا۔ اگر ان سے ایک بچے نے تمہارے ان پرورش پائی۔ اگر تم پرورش نہ کرتے تو کیا اس کے ماں باپ پر اس کی روٹی دو بھر تھی۔ غرض پاک لوگوں اور ان کے اتباع کو یہ نادان حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ ان کو مقابلہ میں ذلیل کرتا ہے چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کیا ہے آپ کی قوم مجوسیوں کی تھی۔ جو سورج چاند کی پرستش کرتے تھے۔ انہیں جس کو خدا نے حکومت دی تھی۔ ابراہیم نے کہا۔ کہ ربی الذی یحیی و یمیت۔ میرا رب وہی ہے کہ جو آبادی اور ویرانی کرتا ہے۔ یہاں احیاء و اماتت کے یقینا یہی معنے ہیں غلطی کرنے ہیں وہ جو یہاں زندہ کرنے اور مارنے کے معنے لیتے ہیں کیونکہ یہ تو ایک بیوقوف سے بیوقوف بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ حیات و ممات طبعی کا ہو۔ میں ہوں۔ اس کے ثبوت میں ہم موت کے کئی معنے پیش کرتے ہیں جو لغات عرب سے ثابت ہیں۔ موت کے ایک معنے ہیں۔ نشو و نما کے۔ چنانچہ فرمایا

یحیی الارض بعد موتہا۔ اور احیا بہ بلدۃ میتا۔

(۲) احساس کا دور ہونا۔ قویٰ کا زوال۔ جیسے اس آیت میں یالیتنی مت قبل ہذا۔ وکنت نسیا منسیا۔ مرجانے کی دعا جیسے احادیث میں منع ہے ایسے ہی تورات میں ہے۔ پس مریم اپنے لئے موت کی دعا نہیں کرسکتی تھیں۔

(۳) زوال عقل۔ افمن کان میتا فاحییناہ۔ یعنے کم عقل۔ بے ایمان۔ انسانیت سے نابلد تھے آخر وہ انبیاء کی پاک صحبت سے عقلوں والے ہوگئے۔

(۴) حزن مکدر للحیاۃ۔ یاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت۔ ہر طرف سے دکھ اور حیات کو مکدر کرنے والے آئینگے۔

(۵) نیند کے معنے۔ سونے کے بعد آنکھ۔ تو یہ دعا احادیث میں آئی۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا۔

(۶) قوت حیات کا بطلان۔ انک میت وانہم میتون۔

(۷) جن کا بدلہ نہ لیا جاوے وہ بھی مردہ ہیں۔ سبعہ معلقہ کا ایک شعر ہے۔

ان نبشتم ما بین ملحۃ فالصاقب۔ فیہا الاموات والاحیاء۔

لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ زندہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ ان کا بدلہ لیا جاوے گا۔ غرض یہ موت کا لفظ متشابہ رنگ میں آیا ہے۔ پس جو راسخ فی العلم ہوتے ہیں وہ مختلف المعانی۔ الفاظ کو حسب موقعہ معنے کا لباس پہناتے ہیں۔

(۸) ترقی کے رُک جانے کا نام بھی موت ہے۔ (۹) فقر کا نام بھی موت ہے۔

(۱۰) موت العقل۔ موت العلم اور ذلت کو نام بھی موت ہے۔ اول من مات ابلیس۔ پس یہاں حسب موقعہ موت کے معنے ویرانی کے ہیں۔

ابراہیم نے کہا کہ آبادی و ویرانی میرے رب کے اختیار میں ہے وہ کافر بولا نہیں۔ یہ اور بادشاہوں کے متعلق ہے میں ہی بادشاہ ہوں۔ پس یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ سبحان اللہ اس کی کیا عقل ہوئی ہے۔ فرمایا۔

[illegible] الشمس من المشرق فات بہا من المغرب۔ تا میں خیال کو کر تو [illegible]

کو اسی سے وابستہ سمجھتے ہو۔ اب اگر احیاء و اماتت (ویرانی۔ آبادی) تمہارے اختیار میں ہے تو گویا سورج تمہارا معبود نہیں بلکہ وہ تمہارے قبضہ اختیار میں ہے پس اگر یہ بات ہے تو تم اس کی چال پر ذرا حکومت دکھاؤ۔

جن لوگوں نے اس نکتہ چینی کی سمجھ نہیں آئی انہوں نے کہا کہ ابراہیم نے ان اللہ یاتی کہہ کر تبدیل استدلال کیا ہے اور صوفیوں نے یہ بتایا ہے کہ پہلی دلیل کو قوی کیا ہے۔ یہ بات یاد رکھو کہ انبیاء کا طریق مباحثات میں یہ ہے کہ وہ اپنا آپ درمیان سے نکال دیتے ہیں۔ وہ جناب الٰہی کے حکم کے نیچے ہو کر کام کرتے ہیں اس لئے مناظروں میں ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور وہ کافر بھونچکا ہو کر رہ گیا۔

ایک بات یاد آئی کہ ابن صیاد کے پاس نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) گئے اور اسے کہا میرے دل میں کیا ہے اس نے کہا۔ دخ۔ آپکے دل میں یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ اس نے بتایا کہ دخ کے متعلق کوئی مضمون ہے آپ نے فرمایا۔ اخسأ لم تعدو قدرک۔ ذلیل رہ اس سے نہیں بڑھیگا۔ مطلب یہ تھا۔ کہ آئندہ ہم احتیاط کریں گے جناب الٰہی کے حکم کے نیچے حسب دستور مناظرہ ہوگا۔ پھر تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

۵۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۳)

او کالذی مر علی قریۃ۔ اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہی سمجھایا ہے کہ انسان جب اللہ کے حضور کامل یقین سے دعا کرتا ہے تو وہ کبھی محروم نہیں رہتا۔ دعا میں تین مشکلات لوگوں کو پیش آتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خدا کی خدائی اور اس کی کبریائی پر ایمان نہیں لاتے۔ قسم قسم کی خواہشیں کرتے ہیں۔ جن کا نتیجہ ان کے حق میں اچھا نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ جب قبول نہیں کرتا تو وہ نادانی سے دعا ہی کے منکر ہو جاتے ہیں حالانکہ اگر ان کی یہ دعائیں قبول ہوں تو دنیا فنا ہو جائے۔ عورتوں ہی کو لو۔ وہ بچوں سے تنگ آکر انہیں کس طرح کوستی ہیں ایک عورت ایک نئی قسم کی بددعا دیا کرتی تھی وہ یہ کہتی۔ مد لے کا جھاڑو۔ لے کا جھاڑو۔ مطلب یہ تھا کہ ایسا صفایا ہو کہ کوئی نام و نشان نہ رہے۔ اسی طرح گنوار۔ زمیندار اپنے مویشیوں کے حق میں بددعائیں دیتے ہیں ادھر فریق ثانی بھی۔ اب اگر دونوں کی دعائیں خدا تعالےٰ سن لے تو ایک بھی نہ رہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ دعا ایک محنت ہے اور اپنے لئے ایک موت اختیار کرنا ہے۔ دعا جب ایک خاص نقطہ تک پہونچتی ہے تو اسے قبولیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے بعض لوگ درمیان ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں مگر یہ نہیں ہوتا تو گھبرا اٹھتے ہیں۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس نکتہ معرفت سے بے خبر ہیں۔ کہ دعا ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ اگر وہ مقصد حاصل نہ ہو تو اس کا فائدہ ضرور ہے۔ کہ معاصی کے نتائج اور آنے والی بلاؤں سے بچا لیتی ہے۔ یہاں ان آیات میں جو مذکور ہے اس کی اصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جب شرارت میں حد سے بڑھ گئے تو خدا تعالےٰ نے ان پر ذلت و مسکنت لیس دی۔ وہ بابل میں جلاوطن کئے گئے۔ پھر جب انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ تو ان میں حزقیل۔ عزرا۔ دانیال سے برگزیدہ پیدا ہوئے حزقیل نے ان کے لئے بہت دعائیں کیں اور گھبرا کر پکارا کہ اب یہ مردہ قوم کب زندہ ہوگی۔ یہ ویران کب آباد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں [illegible]

[illegible]

یہ سب چیزیں خادم ہیں۔ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض۔ پس جو مخدوم ہونے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی وہ تمہاری معبود کس طرح بن سکتی ہیں۔ انجیل وید۔ ژند وستا بدھ کی تعلیم میں یہ سے عظمت الٰہی کی یہ راہیں ہرگز نہیں پائیں۔ قرآن کا ایک ایک رکوع مسلمانوں کو توحید کا سبق دیتا ہے۔ پھر بھی اگر یہ شرک میں گرفتار ہیں تو ان کی بدقسمتی۔ کیا خوب فرمایا۔ ابغیکم الٰھا وھو فضلکم علی العالمین۔ تم خود جہان والوں سے افضل۔ دریچہ الٰہی میں سے کوئی چیز تمہاری معبود بنے؟

پھر اسلام میں عام اخلاق کی نسبت دیکھو۔ کہ شراب سے بڑی سختی سے منع کیا کیونکہ یہ سب برائیوں کی جڑ ہے ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا اس نے کہا وصل کی شرط میں اس بت کی پرستش کرو (۲) خاوند کو قتل کرو۔ شراب پی اس نے کہا کہ ایک شراب پینا مان لیتا ہوں۔ باقی بہت خوفناک گناہ کے افعال میں نہ کرونگا جب شراب پی تو پھر دوسری چیزوں کا بھی مرتکب ہو گیا

اسلام کا تیسرا اصول۔ پردے کی تعلیم ہے۔ نیز کسی کتاب میں جو خدا کی طرف منسوب کیجاتی ہے یہ تعلیم نہیں پائی۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم اور قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ مومن مرد اور عورتیں [illegible] اونچی نگاہیں رکھنے کی عادت ڈالیں۔

دیکھا۔ جامع الاثم (خمر) اور حبائل الشیطان (عورت) سے کس طرح روکا پھر نماز کی تاکید کی جو شخص پانچ نمازوں کا پابند ہے وہ کبیرہ گناہ شراب وغیرہ کا ارتکاب بھی نہیں کریگا۔ پھر اسلام میں مال حرام سے ممانعت کی۔ شراب وغیرہ کا پینا مال کثیر پر موقوف ہے اور مال کثیر زیادہ تر طریق حرام ہی سے آتا ہے اس لئے منع کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ اللھم ارزق آل محمد قوتا۔

پھر اسلام میں جزا و سزا کا مسئلہ ہے یہ بھی کل گناہوں سے روکنے والا ہے

پھر اسلام کا یہ اصل کہ وہ تمام پسندیدہ امور کے کرنے اور قبیح امور کے ترک کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر فرما رہے تھے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

ایک قوم نے اپنا سفیر واسطے تحقیق دین اسلام کے بھیجا تھا وہ یہ کلمہ سنتے ہی واپس گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا سب مسلمان ہو جاؤ وہ حیران ہوئے تو اس نے بتایا کہ جس مذہب کا اصل امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو وہ کیونکر برا ہو سکتا ہے بلکہ اس میں نہ داخل ہونے والا برا ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت۔ طاغوت۔ طغوت سے نکلا ہے حد بندی سے آگے بڑھنے والے کو طاغی کہتے ہیں۔ سیلاب کو بھی طغیانی اسی لئے کہتے ہیں کہ پانی ندی کی حد مقررہ سے باہر نکل کر اچھلتا ہے۔

[illegible] سے نکلا ہے وہ طاغی ہوا [illegible] حق [illegible]

[illegible]

پکڑنے کی چیز کو پکڑا۔ عروۃ کہتے ہیں پکڑنے کی چیز کو۔

اللہ ولی الذین۔ اللہ جو سمیع علیم ہے اس کی پہچان کیا ہے وہ مانتا ہے کہ وہ مومنوں کا والی بن جاتا ہے۔

اب مومنوں کی پہچان بتاتا ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتے جاتے ہیں۔

ظلمت کیا ہے جس میں تمیز نہ ہے۔ روشنی کیا ہے جس میں تمیز ہو سکے۔ معمولی روشنی سورج کی ہے پھر اس سے بڑھ کر نور قلب ہے جس سے انسان کے اندر دلی امراض معلوم ہوں پھر اس سے بڑھ کر نور ملائکہ ہے کہ وہ خط و مکالمے۔ الہام۔ آوازے۔ ناک سے ہونٹ سے کسی کے اخلاق پر آگاہ ہو جاتے۔ پھر جن کو اس سے بھی بڑھ کر انوار دیئے جاویں وہ مومن ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ پس مومن ہر ہے کا نشان ہے کہ اس انسان کی قوت ممیزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آ جاتا ہے اور اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

ظلمتیں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک رسم کی۔ مثلاً شادی آگئی اب رسم کہتی ہے کہ دس ہزار روپیہ خرچ کرو۔ اب گھر میں تو اپنے روپے ہیں نہیں۔ پس ساہوکاروں کے پاس جاتا ہے وہ سود مانگتا ہے۔ خدا فرماتا ہے جو سود دیتا یا لیتا ہے۔ وہ خدا سے جنگ کرتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے ایک گناہ سے کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے پھر عادت کی ظلمت ہے۔ یہ عادت بڑی بلا ہے جس چیز کی عادت پڑ جاوے وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض کو نعت سننے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو ناول پڑھنے کی بعض کو چار پینے کی۔ حقہ پینے کی۔ پان کھانے کی۔

پھر ظلمت ہے شہوت۔ حرص۔ غضب۔ سستی۔ کاہلی۔

پس یہ بات یاد رکھو کہ جس تعلیم سے قوت ممیزہ بڑھے وہ سچی ہے۔

۳۰ اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع ۳)

یہ تو میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس ساری سورۃ کا مقصد دشمن سے مقابلہ کے لئے طیار کرنا ہے اور اس کے ضمن میں تمام قسم کی سچائیاں اور فضائل اور تقوے کی راہیں بتا دی ہیں۔ اور یہ سمجھا دیا ہے کہ کامیابی کی سچی راہ کا پاک اصل صرف تقوے ہے۔ یؤمنون بالغیب الی اولٰئک ھم المفلحون سے اس مضمون کو شروع کیا ہے اور یہاں اب بتایا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے پاک بندوں سے جھگڑا کرتے ہیں وہ بندے اگرچہ کمزور ہوتے ہیں مگر اللہ میں وقت پر ان کی ایسی دستگیری کرتا ہے کہ دشمن دم بخود رہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ اور اس غریب جماعت کو ہلاک کر دونگا۔ مگر آخر وہ خود ہلاک ہوتا ہے۔ یہ مخالف نادانی سے انبیاء کے ہمراہیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ نوح کے ماننے والوں کو ان کی قوم نے اراذل کہا۔ [illegible]

پھر [illegible] علیہ السلام کو بھی فرعون نے یہی کہا۔ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ البقرۃ

(پارہ سوم)

(۷ - اپریل ۱۹۰۹ء رکوع ۴)

مثل الذین ینفقون اموالہم - ان جنگوں میں ضرورت پڑی تھی خرچ کی - پس اس کی ترغیب دی - یہ بات یاد رکھو کہ انبیاء ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علے اللہ کا اعلان کر دیا کرتے ہیں جو داعی الی الحق ہوں ان کو کسی اجر کی ضرورت نہیں - میں خدا ہی طرف دیکھتا ہوں کہ تمہیں درس دیتا ہوں - مگر کبھی میرے واہمہ میں بھی نہیں گذرا کہ کوئی اس کے عوض میں مجھے کچھ دے یا سلام تک ہی کرے - عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب میں ولتہ سئلے الحکم الفصال میں اپنے پاک دل کا بہت بڑا سچا نقشہ کھینچا ہے - گو احمق لوگوں نے اس کے شرک آمیز معنے لئے ہیں مگر اصل یہی ہے کہ انہوں نے یہ بتلایا ہے کہ میرے نزدیک دنیا کی قدر ایک رائی کے دانے کے برابر نہیں مگر دنیا رائی میں نہیں آسکتی۔

پس خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے۔ اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں ان میں سے یہی ایک راہ ہے جس کا ذکر پہلے شروع سورۃ میں "مما رزقنہم ینفقون" سے کیا پھر "اتی المال علے حبہ" میں پھر اسی پارہ میں "انفقوا مما رزقنکم" سے۔ مگر اب کھول کر مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ بیان کیا جاتا ہے - انجیل میں ایک فقرہ ہے کہ جو کوئی مانگے تو اسے دے - مگر دیکھو قرآن مجید نے اس مضمون کو ۵ رکوع میں ختم کیا ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ کسی کو کیوں دے سو اس کا بیان فرماتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے خرچ کرنے والی کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی بیج زمین میں ڈالتا ہے مثل باجرے کے پھر اس میں کئی بالیاں لگتی ہیں۔

واللہ یضاعف لمن یشاء - بعض مقام پر ایک کے بدلے دس اور بعض میں ایک کے بدلے سات سو کا ذکر ہے یہ ضرورۃ - اندازہ - وقت - موقعہ کے لحاظ سے فرق ہے - مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر سردی کا موسم ہے - بارش ہوتی ہے ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دیدے تو کونسی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جب کہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہو - محرقہ میں گرفتار - پانی دیدے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے پس اسی قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے - رابعہ کا ایک قصہ لکھا ہے کہ ان کے گھر میں بیس آدمی مہمان آگئے - گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں آپ نے اپنی خادمہ کو کہا کہ یہ فقیر کو دے دو اس نے دل میں کہا کہ زاہد عابد بیوقوف ہی ہوتے ہیں - دیکھو گھر میں بیس مہمان ہیں - اگر انہیں ایک ایک ٹکڑا دے دیتے تو بھی بھوکے رہنے سے بہتر ہے اور ان مہمانوں کو یہ بات بری معلوم ہوتی لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ رابعہ کا کیا مطلب ہے - تھوڑی دیر ہوئی تو ایک ملازمہ کسی امیر عورت کی [illegible] لائی - رابعہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا حصہ ہرگز نہیں واپس لے جاؤ - اس نے کہا نہیں میں بھولی نہیں - مگر رابعہ نے اصرار کیا کہ نہیں یہ ہمارا حصہ نہیں ناچار وہ واپس [illegible] ابھی دہلیز میں قدم رکھا ہی تھا کہ مالکہ نے چلا کر کہا کہ تو اتنی دیر کہاں رہی یہ تو دو [illegible] گھر ہے - ابھی تو رابعہ بصری کا حصہ پڑا ہے - چنانچہ پھر اسے بیس روٹیاں دیں [illegible] تو آپ نے بڑی خوشی سے لیں کہ واقعی یہ ہمارا حصہ ہے اس وقت خادمہ اور [illegible] کیا کہ ہم اس [illegible] کو سمجھے نہیں - فرمایا جس وقت تم آئے تو میرے دو روٹیاں تھیں [illegible] میں آیا کہ آؤ پھر معاملہ کریں سو ہم نے اس وقت وہ سائل کو دیں یہ آیت تھی [illegible] بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا - اس لحاظ سے دو کی بجا [illegible] آنی چاہئے تھیں [illegible] ۱۸ لائی تو میں سمجھی کہ تم نے تو اپنے مالک سے [illegible] کیا ہے وہ تو جو لینے والا ہے [illegible] بھولی ہے آخر یہ خیال ٹھیک نکلا - یہ بات واقعی کمالی نعمہ نہیں [illegible] خدا کا احسان ہے کہ وہ اس کو تمہارے امتحانوں کی کیا پرواہ ہے [illegible] کھیتی باڑی سے ہو سکتا ہے - بیج ڈالا جاتا ہے پھر اس کے [illegible] پھر جانور موجود - پھر ہزاروں بلائیں میں اور [illegible] سینکڑوں [illegible] سبھی میں [illegible] طرح بعد کی راہ میں بیج ڈالا جاوے [illegible] ضائع [illegible] ہو جاتا۔

اب اس سوال کا جواب تو ہو گیا کہ کیوں [illegible] اب بتاتا ہے کس طرح دے؟

اول تو یہ کہ محض ابتغاء مرضات اللہ [illegible] بعض [illegible] ہماری روٹیوں کا بلا ہوا یہ دو روپے کی سفارش [illegible] کی بات [illegible]

ولاخوف علیہم ولا یحزنون - یہ خیرات نیکیاں بتاتی ہیں کہ مشکلات میں خیرات کرنے والے کو خوف اگر لاحق ہو تو وہ دور کیا جاتا ہے اور ہو سکتے حزن نہیں ہوتا ایک مفسر نے سخت غلطی کی ہے جو اس آیت کی نسبت لکھا ہے کہ صرف [illegible] کے لئے تھی اب یہ بات نہیں۔

قول معروف ومغفرۃ - سائل سوال کرتا ہے اس وقت چار مشکلات ہو سکتی ہیں - مسئول کے لئے یہ دو کہ مثلاً جیب میں روپیہ پیسہ ہیں - مگر دل دینے میں متامل کرتا ہے کئی عذرات سامنے آتے ہیں کہ آمدنی کم ہے فلاں فلاں خرچ درپیش ہے - پس دونوں کو کیوں کی دونوں احتیاج لازم حال ہے کتنی بہت سے - یا پاس کچھ نہیں اور دل چاہتا ہے - یا طبیعت کا تقاضا ہے کہ کچھ دے - اسی طرح سائل یا تو ایسا ہے کہ واقعی محتاج ہے - یا وہ بلا وجہ عادت کے مانگتا ہے جیسے کہ میں نے ایک عورت کو سونے کے زیور پہنے مانگتے دیکھا - پوچھا تو کہا یہی ہمارا پیشہ ہے - گویا یہ چار صورتیں ہیں اب اللہ کے لئے دو مکتے سکتا ہے - اگر جیب میں ہے اور دے نہیں سکتا - تو کوئی اچھی بات ہی کہہ دے جو اس کے حق میں مفید ہو اگر ایسا ہی پاس کچھ نہیں تو قول معروف ہی اس کے بدلے میں کر دے یہ مسئول کے لئے ہے اور سائل کے لئے قول معروف یہ ہے کہ اپنے آپ کو بچائے با وجود ہونے کے [illegible]

اشارہ کرتا ہے اور جیسا کہ توریت میں مفصل بیان ہوا۔ قرآن [illegible]
اس قصہ کو تورات میں خود ہی لکھوایا گیا ہے۔ [illegible]
آپ نے خواب دیکھا ایک وادی میں ہڈیاں ہی ہڈیاں [illegible]
کر [illegible]
چنانچہ اس طرز کی ایک رؤیا [illegible]
کی تحقیق ہڈیوں کو کہتا کہ سب ہیں [illegible]
کے پیچھے [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
تو یہ مقام [illegible]
پیش کیا گیا تو آپ کے [illegible]
ایسا کہ ایک مقام پر قرآن کریم [illegible]
فرماتا ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
بعض روایات [illegible]
خواہ وہ شخص سو سال نہیں [illegible]
ایک ذکر ہے کہ بادشاہ نے [illegible]
کہتے ہیں کہ دریا کا لفظ بیان نہیں [illegible] کی غلطی ہے۔ [illegible]
والقسمر [illegible] ضروری نہیں ہوتا۔

حضرت صاحب سے میں نے ایک دفعہ اس آیت کے معنے دریافت کئے تو آپ نے فرمایا میں نے جناب الٰہی میں توجہ کی تو مجھ پر یہ کھلا کہ وہ شخص واقعی نبی تھا عرض کیا کہ پھر سو سال کے بعد اٹھنا کیا معنے؟ فرمایا کہ انبیاء کو مرنے کے بعد ایک حیات دی جاتی ہے جیسے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ میں چالیس دن کے بعد زندہ کیا جاؤنگا پھر عرض کیا کہ وہ آیت کس طرح ہے۔ فرمایا۔ کیا مردہ آیت نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرعون کی نسبت فرماتا ہے۔ لمن خلفك آیۃ۔ چونکہ میری طبیعت میں شرم اور ادب بہت تہا اس لئے میں نے یہ نہ پوچھا کہ انظر الی طعامك وشرابك لم يتسنه کا کیا مطلب تہا۔

قاضی حسین صاحب نے بھی ایک معنے کئے ہیں وہ اماتت کے معنے باستدلال آنتہ یاتیہ الموت من کل مکان پریشانی و پراگندگی کرتے ہیں۔ اماتہ اللہ مائۃ عام سے یہ مراد ہے کہ حزقیل کو خدا نے سو سال تک غم اور پریشانی اور حزن مکدر للحیاۃ میں رکہا۔ جیسا بڑہاپے کی عمر میں حزن پیدا ہوا۔ یوروشلم تباہ ہو چکا تہا۔ ۷۰ برس تباہی رہی۔ ۳۰ برس میں آباد ہوئی پہر اللہ تعالیٰ نے یوروشلم کو آباد کر دیا تو عزرا نبی تشریف لائے۔ دیکہا کہ جہان پانی نہ تہا۔ وہاں کہانے پینے کی تمام چیزیں تازہ بتازہ نو بنو (نہ کہ سڑی ہوئی) موجود ہیں بلکہ مال مویشی اور سواری کے جانور ہیں۔ یہ معنے بہی کسی وقت دلچسپی سے خالی نہیں۔

وانظر الی العظام۔ یہ اتی بہی کب اور کس طرح زندہ کرے گا۔ کا عقلی جواب ہے۔ کہ تم اپنی ہڈیوں ہی کو دیکھو۔ کہ اللہ انہیں آہستہ آہستہ کس طرح اٹھاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہ ہو سکتے ہیں۔

لیث [illegible] ابراہیم کو [illegible] میں دور کیا۔

اولم تؤمن ۔ ایمان نہیں۔

قال بلیٰ ۔ کیا ایمان نہیں۔

ولکن لیطمئن قلبی ۔ شنید کے بود مانند دیدہ ۔ دید و شنید میں فرق ہے۔ میں نظارۂ قدرت کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

فخذ اربعۃ من الطیر ۔ چار پرندوں کے لانے کا حکم دیا۔ چار کی تعداد اس لئے مناسب ہے کہ انسان کی بہی چار ہی خلطیں ہوتی ہیں۔

فصرهن ۔ صر کے باب میں دو معنے ہیں ایک اپنی طرف مائل کرنا۔ ایک شعر یاد آگیا۔

وما میل الاخلاق فیہم جبلۃ ۔ ولکن اشراف البریۃ تصورا

ابن عباس نے بہی اس کے معنے [illegible] کئے ہیں۔ الی کا صلہ بہی یہی معنے چاہتا ہے۔ دوسرے معنے [illegible] میرے نزدیک کلام الٰہی میں جتنی وسعت ہو سکے کرنی چاہیئے پس دونوں معنے صحیح ہیں۔

یاتینك سعیا ۔ پہلے کے مطابق یہ مطلب ہو کہ جب تہوڑی سی ربوبیت کا اثر ہے کہ تم ان کو اپنی طرف بلاؤ۔ تو تمہاری طرف دوڑے آتے ہیں تو پہر رب الارباب کے بلانے سے کیوں نہ آئیں گے۔

دوسرے معنے کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ خدا نے ان کو دوسرے عالم میں [illegible] کیا۔ اور یہ کیفیت کشف میں ابراہیم کو دکہادی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ہے۔

للفقراء الذين ۔ سو ان میں سے ایک تو وہ فقراء ہیں۔ جو اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ جہاد لسانی ہو یا لسانی اور اس وجہ سے وہ

لا یستطیعون ضربا فی الارض ۔ زمین میں کمانے کے لئے جد وجہد نہیں کر سکتے

بسیماھم ۔ ان کی علامتوں سے۔ شریعت نے قیافہ کا بھی ایک علم رکھا ہے۔

الذین یاکلون الربوا ۔ کمانے کی صورتوں میں سے ایک صورت کمانے کی جہاد کی بہت بڑی دشمن ہے اور وہ سود ہے۔ ربوا کے بہت ہی خطرناک نتائج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ سودخواروں کے اخلاق ایسے خراب ہوتے ہیں کہ ایک سودخوار کے آگے میں نے ایک فقیر کے لئے سفارش کی تو وہ کہنے لگے کہ پانچ روپے میں دے تو دوں گا مگر سے پاس۔ بیٹے تو سو برس میں سود در سود سے ہزار لاکھ ہو جاتا۔

ہندوستان میں ایک سلطنت تھی وہ بھی محض سود سے تباہ ہوتی ہے۔ ان کے مسلمانوں پر میری نظروں کے سامنے میں سے گئے یہ وہ جنگ کرنے کے قابل نہ رہے اور آخر وہ وقت آیا کہ سلطنت برباد ہو گئی۔ میں نے جب مصنفین کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ربوا کے معنے ... حضرت عمر پر بھی نہ کھلے۔ تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہاں تک تو فرمایا کہ فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ ۔ اور یہ نہ کھولا کہ ربوا کیا ہے پھر سا ہوکار۔ جاہل سے جاہل پیسہ ایسب جانتے ہیں۔ کہ سود کیا ہے۔

یمحق اللہ الربوا ۔ سود کو مٹاتا ہے اللہ۔ کیونکہ اس کو منع کر دیا۔

و یربی الصدقات ۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے اس طرح پر کہ ان کے دینے کا حکم دیا۔

مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء بقیہ رکوع ۶ و ۷

واتقوا یوما ترجعون فیہ ۔ انسان کی فطرت میں بہتری عجت کی خواہش ہے دیسے ہی دکھوں میں اس کے ... ... تو بہ کی آرزو ہے۔ پس اس تقاضائے فطرتی کی ... حضرت حق سبحانہ بتاتے ہیں کہ تم جناب الٰہی میں ضرور حاضر کئے جاؤ گے۔ کیا تم نے اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر کی ہے؟ ایک ادنیٰ سفر میں بھی انسان اپنے اترنے کے مقام اور ضروریات سفر کا انتظام کر لیتا ہے پھر کیا اس لمبے سفر سے کبھی کوئی فکر دامنگیر ہوتی ہے؟ انسان اپنی حالت پر غور کرے کہ جب وہ تھوڑے مجمع میں اپنی ہتک پسند نہیں کرتا تو کیا جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ وہاں اپنی ہتک گوارا کرے گا ہرگز نہیں۔

لا یظلمون ۔ کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔

یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم ۔ جہاد میں ضرورت ہے روپیہ کی اور روپیہ کا حصول بعض کے نزدیک سود پر منحصر ہے فرمایا کہ جو سود لیتا ہے وہ اللہ سے جنگ کرتا ہے ہاں لین دین کے معاملے میں کافی احتیاط ضروری ہے۔

کاتب بالعدل ۔ یعنے کاتب کی تحریر عدالت سے وابستہ ہو اور قانون سلطنت کے ٹھیک مطابق ہو۔ ... ... رجسٹری نہ کرائی۔ چنانچہ وہ روپیہ ... حضرت صاحب نے فرمایا ... ... ایک توبہ اللہ کے حکم کے مطابق ... ...

دیا نہیں شاید ۵۰۰ روپیہ کی فکر ہے اور مجھے اس بات کی کہ یہی ۵۰۰ روپیہ گناہ کا باعث ہو جائے کسی اور شامت میں مبتلا نہ ہوں۔

کئی لوگ اس غلطی میں گرفتار ہیں کہ وہ لکھوانے میں اور قانون سلطنت کے مطابق رجسٹری وغیرہ کرانے میں تساہل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اجی یہ ہمارے اپنے ہیں یا بڑے بزرگ ہیں ان کی نسبت کیا خطرہ ہے مگر آخر اس حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ اٹھاتے ہیں۔

کما علمہ اللہ ۔ کما کے معنے ہیں کیونکہ ۔ علمہ اللہ ۔ صحیح فرمایا۔ کیونکہ اللہ ہی نے دماغ دیا اسی نے فہم دیا اسی نے آنکھیں دیں ۔ کوئی کاتب کتابت نہیں کر سکتا مگر اللہ کے فضل سے ۔ اس لئے اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بالحق ۔ یعنے لکھواتے لکھواتے ہیر پھیر کی باتیں نہ لکھوائے۔

ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخری ۔ لاہور میں ایک شخص نے میری تقریر میں کر مجھ سے کہا ۔ کیا یہ باتیں آپ کی مجھے لفظ بہ لفظ یاد رہیں گی۔ بہت سادگی سے کہا نہیں ۔ اس پر وہ بولا ۔ تب یہ حدیثیں وغیرہ سب نامعتبر ہیں کیونکہ جب دس منٹ کے بعد کوئی کلام لفظ بہ لفظ یاد نہیں رہ سکتا ۔ تو پھر دو سو سال کے بعد وہ باتیں کیسے یاد رہ سکتی ہیں حدیثیں تو تمام دو سو سال کے بعد مرتب ہوئی ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک بھول جائے تو دوسرا یاد کرا دے اس اصول کے مطابق ہم حدیثوں کے قدر مشترک کو لے لیتے ہیں۔

فلیس علیکم جناح الا تکتبوھا ۔ تم پر گناہ نہیں جو نہ لکھو اسکو اس سے مفہوم ہوا کہ لکھنا بہرحال بہتر ہے یہ اس کلمہ سے خوب ملتا ہے ۔ فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ۔ اس میں طواف واجب ہے۔

واشہدوا اذا تبایعتم ۔ شافعی دکاندار معمولی سودوں میں بھی اس پاس کے دو گواہ لوگوں کو گواہ کر لیتے ہیں یا کم از کم علے مذہب ابی حنیفہ کہہ کر اعلان کر دیتے ہیں۔

یضار ۔ کاتب کو حق کتابت ضرور دینا چاہیئے ۔ گواہوں کو بھی حرجانہ حسب حیثیت ان کو دینا چاہیئے۔

واتقوا اللہ ۔ اللہ کو سپر بناؤ اس کا تقویٰ اختیار کرو ۔ اللہ علم دیگا ۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ تقوی سے کا نتیجہ سچے علوم کا ملنا ہے۔

۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء رکوع ۸

یہ سورۃ بقرہ کا خاتمہ ہے وہ بات جو میں نے ابتدا میں بیان کی تھی اس کا اس میں بھی پتہ لگتا ہے کہ اصل غرض اس سورۃ کریمہ کی اعلان جہاد ہے ۔ چنانچہ وانصرنا علی القوم الکافرین میں اس مطلب کو ظاہر کر کے ختم کر دیا ۔ "انعمت علیھم" میں بتایا کہ بعض منعم علیہم مغضوب بھی بن جاتے ہیں چنانچہ وہ بنی اسرائیل جن کی نسبت فرمایا ۔ اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم انہی کی نسبت باؤا بغضب من اللہ فرمایا ۔ دوسرے رکوع میں فرمایا کہ منعم علیہم کی کیا صفات ہیں اور مغضوب علیہم اور ضالین کا انجام کیا ہے ۔ پھر منعم علیہم میں سے ابراہیم اور اسباط کا ذکر کیا ۔ پھر جہاد کے لئے آیات قبلہ میں اور قاتلوا میں اس کی تصریح کر دی ۔ چونکہ جنگوں میں جوش کے لئے شراب اور خرچ کے لئے میسر کا طریق تھا اس لئے اس کی نسبت احکام صادر فرمائے اور لڑائی میں بعض بیوہ ہوتی ہیں ۔ بعض یتامیٰ کچھ خانگی تنازعات پیش آتے ہیں اس لئے ان کے ... ...

سوال کرتا پھرتا ہے اگر واقعی احتیاج سے سوال کرتا ہے تو بھی اپنے لئے قل
معروف کرے کیوں عجز اختیار کر رکھا ہے کوئی پیشہ اختیار کر ایسا ہی اگر سوال کے پاس
اور دینا نہیں تو استغفار کرے کہ جو دوستی مشر ثمرات طیبہ سے نئے شرح صدر عطا ہو
اگر پاس کچھ نہیں اور دینا چاہتا ہے تو بھی استغفار کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے کشائش
دے یا سائل کے لئے استغفار کرے ایسا ہی وہ سائل جو ہے اگر باوجود مالک مال
ہونے کے مانگتا ہے تو استغفار کرے کہ کیوں خواہ مخواہ ذلت میں گرتا ہے اگر واقعی
ہے نہیں پھر بھی استغفار پڑھے کہ اللہ اپنی جناب سے رزق دے اور سوال کی ذلت سے بچائے
غنی حلیم۔ اللہ کو اپنی ذات کے لئے صدقوں کی کچھ پروا نہیں وہ حلیم ہے۔ الخ

الصدقۃ تطفئ غضب الرب

ربوۃ۔ اس کے معنے بعض مترجموں نے غلطی سے اونچی جگہ دیئے ہیں غلط
ہے۔ یہ ربوۃ ہے جس کے معنے ہیں بڑھنا۔ یہاں ربوہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں
بیج جلد نکل آوے اور بہت کثرت سے پھولے پھلے۔ پنجاب میں ایسی زمین کو نیائیں کہتے
ہیں اور پہاڑوں کے قریب بکثرہ۔

وابل۔ پورا مینہ۔

ضعفین۔ معمول سے بہت بڑھ چڑھ کر۔ فَطَلٌّ تھوڑی ترشح کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے
لبیک سعدیک۔ فارجع البصر کرتین

تثبیتاً من انفسہم۔ کسی کے کہنے سننے سے نہ ہو۔ نمود و جوش نہ ہو بلکہ دل کے
پکے ارادے سے سوچ کر دیا خرچ کیوں کرو۔ یہ بتایا خرچ کس طرح کرو۔ ریا کے لئے
نہ ہو۔ احسان نمائی اور تکلیف دہی نہ ہو۔ ان باتوں سے محض اللہ کی رضامندی کے لئے
ہو۔ اب ایک دنیوی مثال دیتا ہے کیونکہ اللہ اپنی پاک باتیں بہ رسولوں کی زبان پہنچا
کو پہنچاتا ہے اس کے نمونے دنیا میں سب کے ہوتے ہیں۔ (۰۰۔ اپریل بلفیہ ۱۹۲۷؟)

ایود احدکم۔ اس آیت میں تمام درختوں میں سے نخیل و اعناب کا ذکر بالخصوص
اس لئے کیا ہے کہ یہ بہت اعلیٰ قسم کے درخت ہیں۔ رسول کریم نے مومن کو کھجور کے
درخت سے تشبیہ دی ہے اس لئے کہ اس میں چند خاصیتیں ہیں۔ اول تو یہ کہ اس کے پتے
ہوا سے نہیں جھڑتے۔ مومن کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ وہ قسم قسم کی مصیبتوں میں گھبرا
نہ اٹھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھ پر بہت سی مصیبتیں یک لخت ٹوٹ پڑیں۔ میں جماعت کرانے لگا
الحمد سے الٰی تک پہنچا تھا کہ حمد پڑھنے سے میری طبیعت نے مضائقہ کیا رہی ہے
دل نے سوال کیا کہ تو ایک قوم کا امام ہو کر الحمد پڑھنے لگا ہے کیا واقعی تیرا قلب شرح صدر
سے اللہ کے حضور میں شکر گذار ہے اس وقت بہت اضطراب کا وقت تھا ایک طرف
یہ خیال کہ شقی ہوں منظر میں دوسری طرف یہ کہ اگر نہیں پڑھتا تو مقتدیوں کو ابتلا ہے اور
[illegible] ... نہایت ہیں۔ قربان جاؤں اپنے
[illegible]

پھر مصیبتیں گناہوں کا کفارہ میں گناہوں کے عوض میں جو سزا مجھے ملنی تھی وہ خدا جانے کس
قدر تکلیف دہ ہوتی۔ پھر یہ مصیبت موجود جو ہے اس پر بھی شکر کا مقام ہے کہ خدا اس سے
بڑھ کر۔ مجھے مصیبتیں پہنچ سکتی تھیں۔ میری ناک کٹ جاتی میں بے عزت ہو جاتا۔ تباہ ہو جاتا۔
کوئی عضو ہی جاتا رہتا۔ رہا یہی تو قرآن ہو جو ناز کس قدر دکھ کا موجب ہوتا۔
پس جب اس نے مصیبت پر الحمد پڑھنے دے کر نعم البدل دیتا اور عام دکھوں
مصیبتوں سے بچانا ہے تو وہ بڑا ہے تو میں کیوں شرح صدر سے الحمد نہ پڑھوں اس کے
جیسے حمد پڑھی۔ پس مومن کو چاہیئے کہ وہ مصیبتوں میں گھبرا نہ اٹھے۔
پھر کھجور میں ایک اور خاصیت ہے کہ اس کے پھل سال بہ سال پختے ہیں اسی طرح مومن ہر
حالت میں دوسروں کے لئے مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی خاص موسم نہیں۔ تیسری بات
کھجور میں یہ ہے کہ وہ غذا کا کام بھی دیتی ہے اور شربت کا بھی۔ گٹھلی گودہ دن کو دیتے ہیں
غذا بھی ہوتی ہے۔ اس کی لکڑی سے قسم قسم کی چیزیں اور ایک گودہ ان سے بستر بنتے
ہیں۔ چھتوں کی چٹائیاں۔ فرش اور صندوق بنتے ہیں۔ شاخوں کی ملائیاں۔ ایسے ہی انگور
انگور ہے۔ اس کا منقہ بھی غذا اور شربت مدخوں کا کام دیتا ہے۔ پھر اس کے پتے بھی
مفید ہیں۔ مگر عام طور سے استعمال نہیں ہوتے۔ پھر وہ باغ بھی ایسا ہو کہ اس میں نہریں
بہتی ہوں۔
من کل ثمرات۔ سیب سنگترے۔ نمبو۔ کیلے وغیرہ۔ غرض اس باغ پر سارا عمر
کا سرمایہ لگا چکا ہے اور اب کوئی امکان باقی نہیں۔
اعصار۔ اب اس پر کوئی بلا آجاوے جو اسے ویران کر دے اور وہ جل بل کر خاک سیاہ
ہو جاوے تو کیسی بری بات ہے۔ اسی طرح کوئی خیرات تو کرتا ہے مگر وہ ان ہدایات کے مطابق
نہیں کرتا جو حق سبحانہ نے بتائے تو یہ سب خرچ اکارت جاویگا۔
ولا تیمموا الخبیث منہ۔ آپ فرماتے تھے یاد ہے کسی ملاں کے پاس رکھا دودھ یا اس نے
کہا تم تو کبھی نہیں لانے ترچ کیا بات ہے اس نے کہا کتا اس میں منہ ڈال گیا تھا۔
الشیطان یعدکم الفقر۔ بعض وقت انسان کچھ دینا چاہتا ہے مگر دل میں طرح طرح کے
وسوسے اٹھتے ہیں کہ یہ ضروریات درپیش ہیں اگر اس طرح سخاوت کی تو پاس کچھ بھی نہ رہیگا ان
کے متعلق فرماتا ہے کہ شیطان تو یہ کہتا ہے۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ جو تم خلوص قلبی سے خرچ کرو گے
میں اسے بڑھا دوں گا۔

فحشاء۔ بخل کو کہتے ہیں یہاں یہی معنے ہیں۔
یؤتی الحکمۃ۔ حکمت کی یہی باتیں ہیں جو بیان ہوئیں۔ بعض نادان طبابت کو حکمت کہتے ہیں
یہ غلط ہے۔
ویکفر عنکم سیئاتکم۔ صدقہ ضرور رد بلا ہے ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہوا۔ راہ میں اس
کسی سے دو پیسے مانگے۔ سپاہیوں نے لینے دیئے کہ آخری وقت ہے معمولی بات پر کیا
کہا اس سے دو روٹیاں خریدیں اور آگے چل کر کسی مسکین محتاج کو دیں۔ ادھر ...
رستہ ہی ... ابھی ... نہیں پہنچا تھا کہ حکم آیا کہ پھانسی ملتوی ...
[illegible]

حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۂ آلِ عمران

(پارہ سوم)

(مورخہ ۱۲- اپریل ۱۹۰۹ء رکوع نمبر ۱)

اس سورہ شریف کا بعینہٖ وہی مطلب ہے جو سورہ بقرہ کا ہے اس سورہ کا نام آل عمران ہے یہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کے ساتھ بہت تشبیہ دی ہے اور موسیٰ بھی آل عمران ہی تھے ایک جگہ صریحاً فرمایا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً اور یہ ایک آیت ایک ایسی سورۃ میں ہے جسے مسلمان اپنی اغراض کے لئے بطور وظیفہ پڑھتے ہیں اسی آیت کے ساتھ فرمایا۔ فکیف تتقون ان کفرتم - صاف معلوم ہوتا ہے کہ آل عمران سے تشبیہ دینے میں حجت دور دیا ہے - چنانچہ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کا بیان قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ جتنا کم از کم میرے حساب سے نبی کریم کے حالات پیدائش سے لے کر موت تک نکل سکتی ہے - حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپکے حالات آپ کے اخلاق کیا تھے - تو دو حرفوں سے فرمایا - کان خلقہ القرآن -

یہ سورۃ بھی الٓمٓ سے شروع ہوتی ہے ایک اور سورۃ ... بھی الٓمٓ سے شروع ہوتی ہے اور یہ سب مضامین میں مقاصدین متحد ہیں سورۃ آل عمران میں پہلی سورۃ کی آیۃ کرسی کا ایک ٹکڑا توبہ کی یاد دہانی کیلئے رکھ دیا ہے۔

نزل علیک الکتاب - آخری تم پر جامع کمالات تحریر

مصدقاً لما بین یدیہ - سورہ بقر میں بھی تین بار مصدق لما معہم آیا ہے۔ لما معہم کی بحث توریت وغیرہ ہو چکی ہے یہاں لما بین یدیہ ہے - یہ یہ عربی زبان میں پیش یا سامنے کی بات کو کہتے ہیں جیسے ایک مقام پر فرمایا - ھو الذی ... تو پہلا ایک ... آتا ہے - بین یدی رحمتہ - چونکہ سورہ بقر میں اولئک ھم المفلحون - اور لھم عذاب عظیم -

لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون - بہت سی پیشگوئیاں ہیں اس لئے یہ فرمایا - کہ ہم ... کی مخالفت کریگے

[illegible]

قرآن شریف کے ... ہو گئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے یوم التقی الجمعان - وہی جنگ بدر جس میں اکابر ان کے مارے گئے۔

ان الذین کفروا - بعینہ وہی ترتیب ہے جو سورۃ بقر میں تھی - وہاں عذاب عظیم فرمایا یہاں شدید عظمت کے ساتھ شدت کو بڑھا دیا۔

واللہ عزیز - وہ عزت والا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین - پس وہ اپنے رسول اور مومنوں کو ذلیل نہ کریگا۔

ذو انتقام - وہ اے یہودیو! تمہاری شرارتوں کی ضرور سزا دیگا۔

ان اللہ لا یخفی علیہ - کہا جا سکتا ہے کہ جو چیز ابھی ہوئی نہیں ہوتی اس کی نسبت یہ کہنا کہ اطلاع ... فرمایا اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں - سیشہم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسہم - حتیٰ یتبین لہم ... انہ الحق۔

ھو الذی یصورکم - فرمایا کہ انسان باریک در باریک کام کرتا ہے لو دنیا میں کرتا ہے - مگر ہم وہ ہیں کہ تمہارا ... کام ہے نہ بیرون میں کر سکتے ہیں - مثلاً تمہاری صورتیں فی ظلمات ثلاث پیٹ کے اندر ہم جیسے بنائے اندر ... اس میں ... جب ہم اس کا علم رکھتے ہیں ... علم ... ایک طرح کی تاریکی میں ہے ... لا الہ الا ھو - ... تمام بدیوں سے منزہ وہی ... بے مثال ہے۔

العزیز الحکیم - ... تو ... کام ... نہ ہو کہ تم اپنی غلط فہمی سے ... کی کوشش ... نہیں ہوتا۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - ... بتایا ہے کہ ... کے لئے کچھ محنت چاہئے۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب - اس نے تم پر جامع کمالات کتاب اتاری جس میں بعض آیات تو محکمات ہیں وہ ام الکتاب ہیں اور باقی بعض متشابہات - افسوس! ... تو یہاں علم کے حصول کا گر بتایا تھا یہ نہیں کہ فاعوا بما عندہم من العلم بلکہ ... واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ اس لطیف کتاب سے فائدہ اٹھاتے اور بھی جھگڑے میں پڑ گئے - محکمات متشابہات کا مسئلہ بہت صاف تھا - مگر مسلمانوں کے اس بارے میں کئی فریق ہو گئے کسی نے کہا کہ یہ محکم ہے کسی نے کہا کہ یہ متشابہ ہے کوئی تنزیہ کی آیتوں پر ایسا جا بیٹھا ہے کہ خدا کو محض لاشے بنا دیا - علت العلل تو کہہ دیا - دوسری طرف تشبیہ والوں نے جو زور دیا تو خدا تعالیٰ کا ایک جسم بنا دیا - میں نے ایک بڑے عالم سے پوچھا تھا کہ محکم و متشابہ آیات میں امتیاز کیا ہے تو اس نے کہا کہ کچھ گڑبڑ ہی ہے - جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔

میں تو اس کو بہت سہل سمجھتا ہوں - میرے نزدیک ہر شخص کے لئے کوئی حصہ کسی

[illegible]

اور بتایا جیسے جیسے تلاوت ہوا اور دو کے زمانے میں بعض ہونے ... انفاق کی تاکید فرمائی اور بتایا کیوں سے کیا دیے کہاں سے دے کس طرح دے ... تو صیر ... زکوٰۃ اور تمام وسائل فضائل وردوال کا بیان فرماد ... ایک جامع سورۃ ہے اب اخیر میں بیان فرمایا کہ

لله ما فی السموات وما فی الارض

ان تمام لکھوں پر ایک وقت آتا ہے کہ حکومت الٰہیہ ہو جاوے گی۔

یحاسبکم اللہ ۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ اقترب للناس حسابہم ۔ محاسبہ بھی ایک دن ہوتا ہے۔

فیغفر لمن یشاء

متن میں عدم ضروری نہیں ۔ معرفہ بھی ہوتا ہے ۔ ... مغفرت ان کو ہوگی جو یومنون بما انزل الیک ... کے مصداق ہیں کیونکہ وہی متقون ہیں اور عذاب ان کو ہوگا ۔ جو ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم کے مورد ہیں۔

کل امن باللہ

اللہ اس ذات سے مراد ہے۔ جو تمام عیبوں اور نقصوں اور بدیوں سے منزہ تمام خوبیوں اور کمالات کی جامع اور ہر طرح کی نیکیوں سے متصف ہے۔

چونکہ ایک معمولی بزرگ سے تعلق اس بات کی تحریک کرتا ہے کہ میں بھی نیک بن جاؤں۔ تو پھر جس کا تعلق ایسی ذات سے ہوگا وہ کیوں نہ پاک بنے گا۔ ایمان باللہ کا یہی فائدہ ہے۔

وملائکتہ ۔ بارہا بتا چکا ہوں کہ انسان کو جب تحریک ہو تو اسی وقت کرے کیونکہ وہی وقت اس نیکی کے کرنے کا ہوتا ہے اگر ذرا بھی سستی کی جاوے ۔ تو نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ ۔

جب ایک فرشتے کی تحریک مانی جاوے ۔ تو پھر آہستہ آہستہ بہت فرشتوں سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور بالآخر ان تمام کے سردار جبرئیل سے اور اس کے ذریعے سے وہ علوم اترتے ہیں جن کا تعلق قلب سے ہے ۔ اور میکائیل کے ذریعے وہ علوم جن کا تعلق دماغ سے ہے ۔ ان سرداران ملائک سے تعلق بڑے لوگوں کا ہوتا ہے جن سے کم ہے وہ کتب الٰہیہ پڑھیں ۔ پھر ایک وہ ہیں ۔ جو پڑھنا بھی نہیں جانتے ان کے لئے رسل ہیں۔

غفرانک ربنا

انسان جزع فزع میں بے صبری سے شہوت و حرص کے سبب حضرت حق سبحانہ کے فیضان سے رک جاتا ہے اس واسطے استغفار کا حکم دیا ۔ تمام لوگوں پر ایک وقت قبض وکسل کا آتا ہے اس کے دور کرنے کے لئے یہ عملی علاج ہے ... ایک امام کا ... ہے اور مجھے بھی پسند ہے کہ

اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل

... [illegible]

ہم نہیں ... من کو چاہیے کہ وہ کسل چھوڑ دیں ۔ جس کے اسباب میں سے ایک کبر و غرور خود پسندی بھی ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

عیسائی کہتے ہیں کہ شریعت کا نزول ہمارے عجز کے ثبوت کے لئے ہے ایسے ہی کئی اور لوگ ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت پر عمل ناممکن ہے اس لئے فرمایا کہ ہم کوئی حکم ایسا نہیں دیتے جو انسان کی مقدرت وسعت استطاعت کے مطابق نہ ہو۔

لھا ما کسبت

جو کچھ عمل کرے ۔ اس کا فائدہ بھی اسی عامل کے لئے ہے۔

وعلیھا ما اکتسبت

ہر مصیبت کی جڑ انسان کی نادانی ہے ۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ۔ پھر بھی بعض گستاخ لوگ اپنے دکھوں کو خدا کے ذمے لگاتے ہیں۔

ربنا لا تؤاخذنا

حدیث میں آیا ہے اس دعا کا نتیجہ ہوا کہ نسیان پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ خطا کی مثال یہ ہے کہ بندوق ماری ہرن کو اور لگ جائے انسان کو۔

اصرا

... کیا چیز ہے ۔ امر کے معنے سے غفلت کرنے کی وجہ سے کئی انسان شریر ہو گئے ۔ پھر اسی امر کے معنے نہ سمجھنے سے تقدیر کے مسئلہ میں غلطی لگی ۔ امر کے معنے میں ایسے فعل کا ارتکاب جس کے بعد انسان سست و کاہل ہو جائے ۔ امر کہتے ہیں گرہ ڈالنے کو ۔ جس اسٹے ۔ امر نام ہے ۔ ایسے عہد کا جس کے توڑنے سے انسان خیرات کے قابل نہیں رہتا ۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے ۔ کہ اے ہمارے مولا کریم ہم کو ایسے افعال کا مرتکب نہ کر جن کا یہ نتیجہ ہو کہ ہم تیرے حضور سے دھتکارے جائیں جیسے کہ پہلے لوگوں نے بد ذاتیاں کیں ۔ معاہدات کو نقض کیا اور مغضوب علیہم بنے ۔ ہم نہ بنیں ۔

انت مولانا

مولا جب خدا کے لئے بولا جاوے ۔ تو اس کے تین معنے ہیں۔

مالک ۔ رب ۔ ناصر

الحمد للہ کہ یہاں سورۃ البقرہ کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آل عمران

(پارہ سوم)

(مورخہ ۱۲- اپریل ۱۹۰۸ء رکوع نمبر ۱)

[illegible]

یہ سورۃ بھی الم سے شروع ہوئی ہے [illegible]

بھی الم سے شروع ہوئی ہے [illegible]

سورۃ آل عمران میں بھی سورۃ بقرہ کی آیۃ الکرسی کو ایک [illegible] رکھ دیا ہے۔

نزل علیک الکتاب - اتاری تم پر جامع کمالات [illegible]

مصدقا لما بین یدیہ - سورۃ بقرہ میں بھی تھا۔ مصدق لما معہم آیا ہے۔ لما معہم کی بحث تو بہت دفعہ ہو چکی ہے یہاں لما بین یدیہ ہے۔ یہ عربی زبان میں پیش یا سامنے کی بات کو کہتے ہیں جیسے ایک مقام پر فرمایا۔ [illegible] بین یدی رحمتہ۔ چونکہ سورۃ بقرہ میں [illegible] الظالمین۔ لہم عذاب عظیم۔

[illegible] بہت سی پیشگوئیاں ہیں اس لئے یہ فرمایا [illegible]

[illegible]

قرآن شریف کے منکر ہو گئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے یوم التقی الجمعان - وہی جنگ بدر جس میں اکابران کے مارے گئے۔

ان الذین کفروا - بعینہ وہی ترتیب ہے جو سورۃ بقرہ میں تھی - ولہم عذاب عظیم فرمایا یہاں شدید - عذاب کے ساتھ شدت کو بڑھا دیا۔

واللہ عزیز [illegible] للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین - [illegible]

[illegible]

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ [illegible] اور بھی جھگڑے میں پڑ گئے [illegible] اس بارے میں کئی فرق ہو گئے کسی نے کہا کہ [illegible] کوئی تشریح [illegible] کہہ دیا۔ دوسری طرف تشبیہ والوں نے [illegible] خدا تعالیٰ کا ایک جسم بنا دیا۔ میں نے ایک بڑے عالم سے پوچھا تھا کہ محکم و متشابہ آیات میں [illegible] کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ کچھ گرہ پڑی ہے۔ جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔

میں قرآن کو بہت سہل سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک ہر شخص کے لئے کوئی حصہ کسی حکم کے سمجھنے کا [illegible]

لہٰذا ایسے جیسے تلاوت وہاں اوپر کے [illegible] میں [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] سے کہاں سے [illegible]
[illegible] ذکوٰۃ اور تمام انسانی تفصیل [illegible] ایک [illegible] صورت
اب [illegible] بیان فرمایا کہ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ان تمام [illegible] پر ایک وقت [illegible] کی۔
یحاسبکم اللہ [illegible] ہوگا
[illegible] ہے۔

فیغفر لمن یشاء

[illegible] معرفت ان کو
ہوگی [illegible] بما انزل [illegible] دی
[illegible] عذاب ان کو ہوگا [illegible]
ام لم تنذرھم [illegible] ہیں۔

[illegible] من باللہ

اللہ اس ذات [illegible] سب [illegible] اور [illegible] سے [illegible]
خوبیوں اور کمالات کی جامع اور ہر طرح کی نیکیوں سے متصف ہے۔
چونکہ ایک معمولی بزرگ [illegible] سے [illegible]
جاوے تو پھر جس کو تعلق اس ذات [illegible] سے ہوگا وہ [illegible] پاک [illegible]
[illegible] ہے۔
وملائکتہ [illegible] ہوں کہ انسان [illegible] اس وقت [illegible]
کیونکہ وہی وقت اس [illegible] کے [illegible] ہوتا ہے اگر [illegible] کی جاوے [illegible]
[illegible] نہیں ہوتا۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔
جب ایک فرشتے کی تحریک [illegible] ہے۔ تو پھر آہستہ آہستہ بہت فرشتوں سے تعلق
پیدا ہو جاتا ہے اور بالآخر ان تمام کے سردار جبرئیل سے اور اس کے ذریعے
سے وہ علوم اترتے ہیں جن کا تعلق [illegible] ہے۔ اور میکائیل کے ذریعے وہ علوم
جن کا تعلق دماغ سے ہے۔ ان سرداران ملائکہ سے تعلق بڑے لوگوں کا ہوتا
ہے جن سے کم ہے وہ کتب الٰہیہ پڑھیں۔ پھر ایک وہ ہیں۔ جو پڑھنا بھی نہیں
جانتے ان کے لئے رسل ہیں۔

غفرانک ربنا

انسان جزع فزع میں بے صبری سے شہوت و حرص کے سبب حضرت حق سبحانہ
کے فیضان سے رک جاتا ہے اس واسطے استغفار کا حکم دیا۔ تمام لوگوں پر ایک
وقت قبض وکسل کا آتا ہے اس کے دور کرنے کے لئے [illegible] علاج ہے
[illegible] میں سے ایک امام کا [illegible] ہے۔ کہ
[illegible]
[illegible]

[illegible] چاہئے [illegible] ہیں۔ جس کے اسباب ہیں سے
ایک کبر و غرور و خود پسندی بھی ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

[illegible] کہتے ہیں کہ شریعت کا نزول ہو سے [illegible] سے بنے
ہی کچھ [illegible] ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ شریعت پر عمل ناممکن ہے اس سے فرمایا
کہ ہم کوئی حکم ایسا نہیں دیتے جو انسان کی قدرت وسعت استطاعت کے
مطابق ہو۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ

جو کچھ عمل کرے اس کا فائدہ بھی اسی جان کے لئے ہے۔

وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

ہر مصیبت کی جڑ انسان کی نافرمانی ہے۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت
ایدیکم۔ [illegible] لوگ اپنے کیوں [illegible] کے [illegible] ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا

حدیث میں ہے [illegible] نسیان پر مواخذہ نہیں ہوتا۔
[illegible] ہے کہ [illegible] کر۔ اور [illegible] کر۔

اِصْرًا

[illegible] ہے۔ [illegible] سے کئی انسان [illegible]
گئے۔ [illegible] تقدیر کے [illegible] غلطی لگی۔ اور
[illegible] ایسے فعل کا ارتکاب جس کے بعد انسان [illegible] ہو
جاوے۔ [illegible] اللہ۔ [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] انسان [illegible] قابل نہیں رہتا۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ
[illegible] مولا کریم ہم کو ایسے افعال کا مرتکب نہ کر جن کا یہ نتیجہ ہو کہ ہم [illegible]
[illegible] جائیں جیسے کہ پہلے لوگوں نے [illegible] کیں۔ [illegible]
نقض کیا اور مغضوب علیہم بنے۔ ہم نہ بنیں۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا

مولا جب خدا کے لئے بولا جاوے۔ تو اس کے تین معنے ہیں۔
مالک۔ رب۔ ناصر

الحمد للہ کہ یہاں سورۃ البقرہ کے نوٹ ختم ہوئے

حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم میں اللہ کو۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ کہ ذلک
ذینا لکم [illegible]۔ کہ لوگ اس کا ترجمہ غلط کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی چیز کے
رنگ [illegible] ہو [illegible] وہ تم سے جدا نہ ہونے دیں گے۔ پھر فرمایا دیکھو ہم ہر قوم کے
لئے [illegible] کو [illegible] سے [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] زینت لگا
سے کہ سب موتود [illegible] ہو جاتے ہیں

حب الشہوات۔ [illegible] خواہش ہوتی ہے۔ وہ مراد اس خواہش کا پسند کرنا ہے
الی اجبۃ حب الخیر عن ذکر ربی کے معنے ہیں۔ گھوڑوں کی محبت کو میں پسند کرتا ہوں
اس [illegible] میں ہم [illegible] قوت [illegible] کوئی [illegible] کوئی جلال [illegible]
[illegible] اولاد [illegible] سے جاندی [illegible] ہو گا [illegible] زندگی کا سامان تو
ذلک متاع [illegible] سے ہے اس کے بعد [illegible] بات

للذین اتقوا متقی بننا [illegible] ہے [illegible] [illegible]
کا مومن کرنا [illegible] ہے اور [illegible] تقویٰ کی [illegible] سے جو [illegible] [illegible]
[illegible] ہے۔

ورضوان من اللّٰہ۔ [illegible] الاولون من المہاجرین والانصار۔ [illegible]
اخیر میں لکھا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ [illegible] مہاجرین وانصار کو
رضوان من اللہ کا [illegible] [illegible] تھا۔

واللّٰہ بصیر بالعباد۔ [illegible] کوئی [illegible] ہی کرے کہ اللہ تعالیٰ بہت [illegible]
حال ہے۔

الذین یقولون ربنا۔ متقی کی تعریف سورۂ بقر میں ہے۔ یومنون بالغیب۔
یقیمون الصلٰوۃ۔ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ [illegible] کہ جو لوگ [illegible] صفتیں
نہیں رکھتے وہ غیب [illegible] [illegible] کی عادت [illegible] خدا کی راہ میں خرچ کرنا [illegible]
جانتے نہیں۔ [illegible] کی تفصیل فرمائی ہے۔ اب یہاں بھی متقی کی
کچھ صفتیں بیان کرتا ہے۔

اول تو یہ کہ وہ [illegible] میں اپنی کمزوریوں کی حفاظت خدا سے چاہتے ہیں۔
استغفار تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے [illegible] علم [illegible] [illegible] استغفار
کا یہاں بھی تم [illegible] سے بڑھ کر نہیں ہوگا۔ استغفار سے متقی [illegible]

وقنا عذاب النار۔ [illegible] جہنم [illegible] کی ابتدا بھی [illegible]
ہوتی ہے [illegible] غضب [illegible] ہے وہ بھی [illegible] [illegible] کو [illegible] کے
لئے [illegible] [illegible] کرتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
دیکھو یہاں بھی اسی طرح الہام ہوا [illegible]

الصابرین۔ متقی کی یہ صفت ہے کہ اس میں برداشت وتحمل ہوتا ہے اور یہ صبر کرتی
ایسی چیز نہیں جو انسان کی قدرت سے باہر ہو اسی لئے لایکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا فرمایا
[illegible] ایک شخص تھا۔ اس کے حضور میں ایک شخص سے مرضی [illegible] کی قوم کے ایک
آدمی [illegible] سے [illegible] بہت [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کہ صبر کی طاقت تو تجھ میں ہے دیکھو پیچ جو تجھے کو میاں دین اللہ تم چکے [illegible]
دکھ صبر کرنے تو بہت سی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاوے۔ صبر کے معنے میں [illegible]
نا [illegible] سے اپنے تئیں روکنا۔ خیند وغضب شہوت سے [illegible] [illegible]

الصادقین۔ راستباز
القانتین۔ فرمانبردار

والمستغفرین بالاسحار۔ لوگوں نے اس بات پر بحث کی ہے کہ تہجد [illegible]
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھے یا دوسروں پر بھی اس آیت [illegible]
یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ استغفار [illegible] سحر [illegible] فرض ہے

شھد اللّٰہ۔ یہ گواہی نبیوں سے دی ہے [illegible] کے [illegible] [illegible]
خود خدا ہوا ہے۔ اور اس نے اپنی زبان سے فرمایا کہ میں یگانہ معبود خلاق
بھی [illegible] نے اپنی ذات کی نسبت گواہی دی اس نے [illegible] [illegible]
قائما بالقسط۔ [illegible] کے معنے میں نہیں پایا۔

مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ [illegible] ۲ [illegible] ۳)

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ میں [illegible] [illegible] [illegible]
سب ان کی الہامی کتابوں [illegible] سب کو [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] ہم [illegible] [illegible] ابراہیم [illegible]
موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] سب ہم مطیع [illegible] [illegible] محمد رسول اللہ صلے [illegible]
[illegible] کے تمام [illegible] سلامتی [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] اس کے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں [illegible]
[illegible] انزل علینا [illegible] [illegible]
مسلم وہی ہے جو سب انبیاء و اولیاء و خلفا کو [illegible] [illegible]

الا من بعد ما جاءھم العلم۔ انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible]
جب ان کے پاس علم آچکا۔ میرے [illegible] [illegible] رسول کریم صلے اللہ [illegible]
کا وجود ایک آیت تھا ہے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

آپ کے اقوال آپ کے افعال آپ کے پاس بیٹھنے والے۔ آپ کے دوست آپ کے [illegible]
آپ کی تعلیم آپ کی کتاب ان سب کو جب میں دیکھتا ہوں تو زبان بے اختیار [illegible]
اٹھتی ہے کہ وہ ایک نذیر رسول تھا۔ قوم کو ایک [illegible] آیا۔ آپ فرماتے ہیں [illegible]
کہو اور یہی ان الدین [illegible] وہ یہ بات سنتے ہی پھر [illegible] اس نے جا کر قوم کو کہا کہ [illegible]
اشور کرنا چاہتے ہیں [illegible] وہ [illegible] کیا تم ناپسندیدہ سے رکنا چاہتے [illegible]
سکتے گئے ان [illegible] کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین [illegible]
جانتے [illegible] فرماتے ہیں۔
[illegible] [illegible] [illegible] تمام [illegible]

کھول کر کھنے کے کئی سے ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص پر یہ حالت گذرتی ہے [illegible]

متعلق یہ راہ دکھائی ہے کہ جو آیات ایسی ہیں کہ جن کی غیب سے [illegible]

مشابہ ہوں اس کے خلاف [illegible] دو آیت ہیں سکتے کہ میں نہیں

آسے ان کے معنے اپنے [illegible] جو ان محکم آیتوں کے خلاف ہوں۔

ہر متکلم ہی کے ساتھ پیش [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] ان سے مجھے بہت [illegible]

[illegible] تو بعض تو فوراً سمجھ میں آجاتے ہیں اور بعض [illegible]

ہوتی ہے [illegible] سمجھا ہوں۔ [illegible]

کے اصل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے

اب فرما [illegible] قرآن کے [illegible]

وما یعلم تاویلہ الا اللہ [illegible] کی حقیقت [illegible]

والراسخون فی العلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرا طریق [illegible] ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

بچنے سے [illegible] قرآن کے معنے اپنی خواہشوں کے

مطابق [illegible]

وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ اپنی خاص رحمت [illegible] ہے

"الرحمٰن علم القرآن"

ربنا انک جامع الناس۔ پھر [illegible]

[illegible] آخرین جمع [illegible] گی پس [illegible]

میں شامل کر قرآن کی کچھ مراد [illegible] عذاب میں گرفتار ہو جاؤں۔

ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ ایک وعدہ اسی [illegible] ہے۔ و الذین جاھدوا

فینا لنھدینھم سبلنا۔ دوسرا الرحمٰن علم القرآن

[illegible] ہم [illegible] کو سمجھا دیگا

مورخہ [illegible] اپریل [illegible]

(خطاب نمبر ۲)

ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم [illegible]

[illegible]

سے چاہیے اموال میں نقصان ہو گا [illegible]

[illegible]

و اولئک ھم وقود النار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کی دشمن تھیں۔

[illegible] ان میں باہمی عداوت تھی۔ عیسائی و یہود کی [illegible]

[illegible] تجارت کے [illegible]

کی طرف نکل جانے کبھی مشرق کی طرف اور قوموں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے پھرنے۔

تجارت [illegible] چالیں چل جاتی ہیں۔ یہ سب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

ان کی حالت [illegible] تمام اس آیت میں ہے۔ [illegible] فاتٰھم

اللہ من حیث لم یحتسبوا۔ اب دیکھئے یہاں پیشگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ستغلبون

و تحشرون الی جھنم۔ [illegible] ضرور ہو گا۔

فی سبیل اللہ۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔

یرونھم مثلیھم رای العین۔ [illegible] ۳۱۳۔ [illegible]

کے لئے [illegible] ان یکن منکم [illegible]

یکن مائۃ یغلبوا مائتین

[illegible] پیشگوئی [illegible] اہل کتاب کے لئے

بھی [illegible]

من یشاء۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آل عمران

(پارہ سوم)

مورخہ ۱۵- اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۴)

قل اطیعوا اللّٰہ والرسول - پھر بعض لوگ ایسے ہیں - کہ ہر حرکت و سکون میں ایسی فرمان برداری نہیں کر سکتے - کہ اس میں فنا ہو جاویں اس لئے فرمایا کہ رسول ہونے کی حیثیت سے جو حکم اس نے دئے ان پر عمل کرو - پس اگر محبوب نہ بنائیں تو کفر سے تو نکال لیں گے۔

ان اللّٰہ اصطفیٰ اٰدم - اللہ تعالیٰ نے آدم زاد کو تمام مخلوقات پر برگزیدہ کیا۔ اور یہ ظاہر ہے ایک عالم کبیر ہے تو آدم عالم صغیر تمام اشیاء کا جامع ہے پھر آدمیوں میں سے نوح کو اول الرسل بنایا - آدم کو خدا نے رسول نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کہا - اول الرسل نوحؑ ہی ہیں - آپ نے اپنی قوم کو ترک بدی کی تعلیم دی - اور استغفار سکھایا - پھر جب دوسرا دور آیا - تو ابراہیم کو رسالت سے ممتاز کیا جنہوں نے تنزیہ کے علاوہ فرمان برداری کی تاکید کی - اور ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین - کا سبق دیا - پھر حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا - اللہ کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی دی - غرض تمام انعامات سے بھر پور کر دیا اور یہ نہ سمجھو کہ ان میں خاص خاص لوگ ہی تھے - بلکہ عمران کی عورتوں کو بھی مشرف بکلام الٰہی کیا۔

چنانچہ عمران کی ایک عورت کا ذکر کرتا ہے - بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ مریم کی والدہ عمران کی بیوی نہ تھی یہ غلط ہے - یہودیوں - عیسائیوں میں بزرگوں کے نام پر قوم چلتی ہے - موسیٰ اور ہارون عمران کے بیٹے تھے - پس انہی کی نسل میں سے ایک عورت تھی - جس کا یہ ذکر ہے

محررًا - اب تک ہندوؤں میں اور بعض مسلمانوں میں یہ رسم ہے کہ اگر کسی کی اولاد زندہ نہ رہے - تو وہ چڑھاوا چڑھا دیتا ہے - گویا اس پاک رسم کی اصل موجود ہے وہ کسی خانقاہ کے نام پر تو نہ تھی - البتہ فرمایا - کہ یا اللہ میں نے اپنے کام سے آزاد کر دیا - دین کے لئے وقف کر دیا۔

وضعتہا انثیٰ - یہ اس لئے کہا کہ لڑکی کا رواج نہ تھا۔

لیس الذکر کالانثیٰ - اگر یہ خدا کا کلام ہے تو پیشگوئی ہے - کہ یہ لڑکی معمولی عورتوں سے بہت اچھی ہوگی - اگر اس میں عورت کا کلام ہے - تو معنے ظاہر ہیں

وکفلہا زکریا - یہ اس لئے فرمایا کہ تا بتلائے کہ یہ تمام گھرانہ پاکوں کا ہے جسکی عورتیں اور مرد انعامات الٰہی سے مشرف تھے۔

وانی اعیذہا بک - کیا اچھا کہ مسلمان اس ہدایت پر عمل کریں اور صحبت سے پہلے بہت بہت دعائیں کر لیا کریں تاکہ اون کی اولاد نیک ہو

وجد عندہا رزقًا - بہت معمولی بات ہے - مگر مفسرین کی اعجوبہ پسند طبیعت نے بے موسمی میوے کہا ہے - یہ خواہ مخواہ کی زیادۃ علی القرآن ہے - قالت ہو من عند اللّٰہ - یہ واقعہ صرف اللہ تعالیٰ نے اس لئے بیان کیا کہ تا ظاہر ہو کہ اس خاندان کے بچے بھی کیسے خدا پرست تھے کہ وہ معمولی چیزیں بھی جب پاتے تو توحید میں ایسے مستغرق تھے کہ یہی کہتے "کہ خدا نے دیا ہے"۔

ہنالک دعا زکریا - مفسرین نے غضب مارا ہے جو کہا ہے کہ زکریا نا امید تھے - ناامید خدا کی جناب سے کافر ہوتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ انبیاء دعا نہیں کرتے - جب تک خاص تحریک اور اجازت الٰہی نہ ہو - حضرت نوح کی نسبت پڑھو - انی اعظک ان تکون من الجاہلین۔

پس اس وقت زکریاؑ کو ایک تحریک ہوئی تو کہا اے خدا مجھے نیک اولاد مجھے بھی دے - یہ معنے ہیں - ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء۔

مصدقًا - وہ راستبازوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

بکلمۃ من اللّٰہ - یہ بشارت ایک کلام کے ذریعہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔

حصورًا - بدیوں سے پاک - یہ غلط ہے کہ وہ ہیجڑے تھے انبیاء کے صفات بلاضرورت کے بیان نہیں ہوتے - ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - وما کفر سلیمٰن - تو کیا نبی کافر بھی ہو سکتا ہے - پس یہ حصورًا بھی اس الزام کی تردید میں آیا ہے جو ان پر لگایا گیا - ایک کنجنی نے زکریا کے خاندان پر یہ گند لگایا تھا

انّٰی یکون لی غلام - میں بڈھا ہوں پس میں ایسا لڑکا جو جوان بھی

دعون ا بتعن ۔ دیکھو باطن کا حال کسیکو معلوم نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس زور سے کہتے ہیں کہ اے یہودیو! اے نصرانیو! سنو کہ جیسا میں جان و دل سے خدا کا فرمانبردار ہوں ایسا ہی میرے تابعدار فرمان بردار ہیں اگر ان میں کوئی ظالم و فاسق ہوتا جیسا کہ شیعہ سمجھتے ہیں تو کیا آپ یہ دعوے سے کہہ سکتے ۔ اسی مضمون کی آیت سورہ بقرہ میں ہی ہے

بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ ۔ اور پھر فرمایا نحن لہ مسلمون ۔

ان الذین یکفرون بآیات اللّٰہ ۔ قرآن مجید کی ایک ایک آیت اللہ آیات ہے ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ آیت ہیں آپکے ساتھی آیت ہیں ۔

یقتلون النبیین بغیر حق ۔ پس آپکے ساتھ جو مقابلہ کرتے ہیں وہ درحقیقت سب انبیاء سے مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ آپ کی نبوت میں تمام انبیاء کی نبوت کا ثبوت موجود ہے

فبشرہم ۔ ایسا کھلی کہاں کہ اس بات کو بیان کرکہ اس کا اثر ان کے پیچھے ... ہو جاوے ۔ سورہ بقرہ میں بھی فرمایا ہے ۔ ذلک بانہم یکفرون بآیات اللہ

یقتلون النبیین بغیر الحق ۔ میں اس آیت کے یہی معنے سمجھتا ہوں کہ نبی کریم کا مقابلہ گویا سارے جہان کے نبیوں کا مقابلہ ہے اور ان کے قتل کی تجویز ... تمام انبیاء کے قتل کے برابر ہے ۔ بلکہ آجکل کے جو انصاف کے حکم کرنے والے ہیں ... ان کی تعریف میں آیا ہے ۔ والو العلم قائماً بالقسط اور ... ان سب کے مقابلہ کی ... ہے ۔

اولئک الذین حبطت اعمالہم ۔ ان لوگوں کو سنادو کہ تمہاری تمام تجویزیں اور منصوبہ بازیاں ناکام رہ جاوینگی ۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں نصرت بالرعب مسیرۃ شہر ۔ آپکے دشمنوں کا جو حشر ہوا وہ سب نے دیکھا اس کے بعد ابوبکر کے مقابلہ میں جو لوگ اٹھے وہ بھی ناکام رہے ۔ جب دنیا میں یہ حالت ہوئی تو پھر آخرت میں بھی ضرور یہی ہوگی ۔

وما لہم من ناصرین ۔ یہود کی قوم اس کا ثبوت موجود ہے کہیں ان کو سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی ۔ جہاں جاتے ہیں جلاوطن کئے جاتے ہیں ۔ کوئی آدمی ان کی پیٹھ ٹھونکنے والا نہیں ۔ سورہ بقرہ میں بھی اسی مضمون کی آیت آئی ۔ دیکھو رکوع ۱۰ پارہ اول

اولئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون ۔

ثم یتولیٰ فریق منہم ۔ قصہ تو یہودیوں کا بیان ہو رہا ہے ۔ مگر مسلمانوں کو اس سے عبرت لینی چاہئیے ان کی حالت بہت کمزور ہے پہلی بات یہ کہ باہم محبت نہیں ۔ دوم یہ کہ عورتوں کے حقوق کی طرف مطلق توجہ نہیں ۔ عورتوں کے اکثر بارکو جو حقوق دے رکھے ہیں وہ گالی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً سسرا ۔ سسری ۔ سالا ۔ پھر جس کی امید ہو عورتوں کے حقوق وراثت چھینے میں کیا ان کے انجام کی خبر ہے ۔ لا تدرون ایہم اقرب لہم نفعاً ۔ اللہ تعالےٰ فرما چکا ہے پس ایک انسان کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ سررشتہ دار مجھے زیادہ فائدہ دیگا ۔ چوتھے خود غرضی ۔ دیکھو میں بہت بڑھ کر میں ۔

غرتہم فی دینہم ما کانوا یفترون ۔ بناوٹی قصوں جعلی رعائتوں پر اعتبار ہے یہ عیب مسلمانوں میں بھی ہے ۔ اور اور اولیاء کرام ..... کے متعلق ایسی قسم کے اعتقاد تراش رکھے ہیں ۔ کہ عقل حیران رہ جاتی ہے ۔

قل اللّٰہم مالک الملک ۔ خدا کے تمام وعدے اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ اور اعمال کی توفیق دعاؤں سے حاصل ہوتی ہے ۔ اس نے دعا سکھائی ہے ۔ قرآن کی دعائیں یا تو ربنا ۔ ربنا سے شروع ہوتی ہیں یا اللّٰہم سے ۔ عام دعاؤں میں ذکر چلی ہے وہی اللّٰہم سے ہی شروع ہوتی ہے ۔ اللّٰہم ...

تولج اللیل فی النہار ۔ [illegible] ان آدم کا دن [illegible] وہ چلے [illegible] جب جا ۔ [illegible] مثل الانسان [illegible]

یہاں جملہ کے تعلق یہ بات کہ [illegible] کا ہمیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء

ركوع نمبر ۳

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ ۔ [illegible] رستی میں کتنی قوت ہوتی ہے اس کا اندازہ اس آیت سے ہو سکتا ہے ۔ دیکھو محمد رسول اللہ کو ارشاد ہے کہ اعلان کردو ۔ میں نے خدا کی فرمانبرداری کرکے یہ مقام حاصل کیا اب تم میرے پیچھے چلو ۔ تم بھی خدا کے محبوب بن جاؤگے ۔ ہر شخص کی زندگی کو آرام اس بستی کے مقدم کی مہربانی سے وابستہ ہوتی ہے ۔ پھر اس گاؤں کے نمبردار سے اوپر چلیں تو اس ضلع کے حاکم سے ۔ میں اللہ جو رب ۔ رحمان ۔ رحیم اور مالک ہے اس کے ساتھ تعلق کس قدر سکھوں کا موجب ہو سکتا ہے ۔ یہاں تعلق کا وعدہ نہیں بلکہ فرمایا ۔ خدا اپنا محبوب بنا لیگا ۔ خدا پرست دیکھ کر اسے تجربہ کرے کیا مجرب نسخہ ہے ۔ میں اکثر اوقات اس آیت کو پڑھ کر بے اختیار نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرتا ہوں ۔

لڑکے پڑھنے میں محنت محنت کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں سل اور دق ہو جاتا ہے ۔ تا بی ۔ اے بنجائیں اور پھر کوئی مرتبہ پائیں ۔ اب دیکھئے پاس ہونا موہوم ۔ صحت موہوم ۔ مرتبہ ملنے تک زندہ رہنا خیالی بات باوجود اس کے لڑکے محنت کئے جاتے ہیں پس وہ انسان کیسا بدقسمت ہے ۔ جو اس خدا کے پاک وعدے کو جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے کچھ قدر نہ کرے کوئی کہہ سکتا ہے کہ شریعت مشکل ہو گر رسول اللہ اعلان کرتے ہیں میری چال اختیار کرو کوئی کہہ سکتا ہے ہم بڑے گنہگار ہیں فرماتا ہے میرے ڈھنگ میں رنگین ہو جاؤ سب عذاب جاتے رہیں گے ۔ اللہ تعالےٰ گنہ بخش کر پھر بھی اپنا محبوب بنا لیتا ہے کیونکہ ہمارا نام غفور رحیم ہے

کرنے لگتے کہ نیچے گلی میں چلنے والے سُن سکتے۔ ان مخفی کمیٹیون کی ہزار ہزار صفحے کی کتابین مین نے پڑہی ہین۔ یہ مدت سے قائم ہین۔ مگر حضرت نبی کریمؐ سے لیکر حضرت عثمان تک ان کا نام ونشان نہین ملتا۔ یہ اون کا رُعب اور اون کی قدرت نمائی تہی کیونکہ خدا نے اعلان کرادیا تہا۔ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ۔ میری بڑی عمر ہوگئی۔ مین بچہ تہا پہر جوان ہوا پھر ادھیڑ پھر بوڑہا۔ مگر مین آج تک کبھی کسی خفیہ محفل یا کمیٹی یا جلسہ مین شامل نہین ہوا۔ میرا ایک بہت پیارا دوست شہر مین تہا۔ مگر مین نے اس سے بھی کبھی مخفی ملاقات نہ کی۔ نہ مخفی اس سے گفتگو رکہی۔ یہ خدا کا مجھ پر بڑا فضل ہے جو منصوبہ بازون کو حاصل نہین ہوسکتا۔ وہ مجھے حاصل ہوا۔

مین تمہین کہان تک سناؤن۔ سناتے سناتے تہک گیا مگر خدا کی نعمتون کے بیان کرنے سے مین نہین تہکتا۔ اور نہ مجھے تھکنا چاہیئے اس نے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے۔ یہان ایک اخبار کے ایڈیٹر نے اپنی نظم چھاپی۔ مجھے معلوم نہ تہا۔ مین اسے پڑھتا اور سجدہ مین گر گر جاتا۔ چونکہ وہ بہت درد سے لکھی ہوئی تہی۔ اس لئے اس نے میرے دردمند دل پر بہت اثر کیا وہ صوفیانہ رنگ مین ڈوبی ہوئی نظم تہی۔ مین جس بات پر شکر کرتا وہ یہ تھے کہ خدا مجھ پر وہ وقت لایا ہی نہین کہ مجھے معلوم نہ تہا۔ میز ہوش سنبھالتے ہی مولوی خرم علی۔ مولوی اسماعیل۔ مولوی محمد اسحٰق کی کتابون نصیحۃ المسلمین۔ تقویۃ الایمان ردیاۃ المسلمین کو پڑہا اور ان سے توحید کا وہ سبق پڑہا۔ کہ ہر غلطی سے بحمداللہ محفوظ رہا۔

غرض خدا تعالیٰ جن کو نوازتا ہے ان کے لئے عالم اسباب کو بہی ان کا خادم کردیتا ہے۔ زکریا اور مریم کے گھر مین جو اولاد ہوتی اس مین ایک اسباب پرست تعجب کرسکتا ہے۔ پھر یہ تمثیل جس عروس عرب کے لئے ہے وہ بہی کسی کے لئے باعث تعجب ہو۔ مگر یہ سب کچھ پیشگوئی کی ماتحت ہوا۔

یہان اس آیت مین جو مریم کے صفات بیان کئے ہین تو اس سے یہ مطلب نہین کہ اور کوئی عورت ایسی نہین گذری۔ بلکہ قرآن کا کریم کا قاعدہ ہے کہ جو مرض ہو اس کا علاج کرتا ہے جو مرض نہ ہو اس کا ذکر نہین کرتا۔ احمق لوگون نے سلیمان پر کفر کا فتوےٰ دیا۔ تو خدا نے فرمایا۔ وما کفر سلیمان ایک عورت کی تہمت دی۔ تو فرمایا۔ اسلمت مع سلیمٰن۔ حضرت مریم کو یہودیون نے برا کہا تو فرمایا کہ ان کو خدا نے برگزیدہ کیا۔ پاک بنایا۔

واسجدی۔ یہودیون مین رکوع تک نماز ہے۔ سجدہ ایک الگ ہے

ذٰلک من انباء الغیب۔ یہ بہی وہ باتین ہین جن کے لئے مین نے [illegible] پیشگوئی ہے۔

[illegible]

سے الگ ہے۔ اور اس آیت کا مضمون اس آیت سے ملتا ہے۔ جہان ماکان لی من علم بالملاء الاعلےٰ اذ یختصمون۔ جب کوئی انتخاب خداوندی ہوتا ہے۔ تو ملاء اعلیٰ مین اس کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اور کچھ رائے زنی ہوتی ہے۔

بکلمۃ منہ۔ ملائکہ کہتے ہین کہ ہم اپنی طرف سے نہین کہتے بلکہ اس کلام کی نقل کرتے ہین جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمین پہونچی۔

کلمۃ۔ بمعنے کلام آتا ہے۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ان کی کتابون میز لکھا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہین اس لئے وہ کلمہ بمعنی کلام سنکر حیران ہوتے ہین۔ سنو۔ کلمہ متحمل خبر صدق وکذب کا نہین ہوتا۔ مگر خدا فرماتا ہے تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً۔ اور ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔ انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغٰلبون

مورخہ ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۵)

ویکلم الناس فی المھد وکہلا۔ اس آیت پر لوگون نے بے وجہ بحث کی ہے اور اس بے وجہ کی وجہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگون کی طبیعتین اعجوبہ پسند ہین۔ حالانکہ بات صاف ہے۔ کہ بعض عورتون کے بچے پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہین۔ پہر بعض بچے گونگے بہرے ہوتے ہین۔ تو اللہ تعالیٰ پیشگوئی مین مریم کو تسلی دیتا ہے۔ کہ وہ گونگا نہین ہوگا بلکہ کلام کرنیوالا ہوگا۔ اس وقت جب کہ بچے بولنا سیکھ لیتے ہین جیسا کہ بڑا ہوکر کلام کریگا کہلاً کے معنے بخاری مین حلیم کے لکھے ہین۔ آپ مین یہ بتایا ہے۔ کہ وہ تیری ہی زندگی ہی مین ادہیڑ عمر تک بہی پہونچ جاویگا۔

قال کذالک۔ اسی طرح ہوکر رہیگا۔ جیسے کہا سورۃ مریم مین اسی کذالک پر وقف ہے۔

اللہ یخلق مایشاء۔ اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔

کن فیکون۔ اس پر بہی بارہا سوال اٹہا ہے۔ کہ یہ کس موقعہ پر آتا ہے تو مین نے جہان تک دیکہا یہ حیات بعد الموت پر بولا جاتا ہے۔ سورۃ یٰسین مین ہے۔ اولیس الذی خلق السمٰوات الیٰ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔

اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر۔ ان آیات مین پانچ الفاظ تشریح طلب ہین۔ خلق۔ طین۔ یکون طیراً۔ ابرئ الاکمہ۔ احی الموتیٰ خلق کے معنے تجویز کرنے کے ہین بڑا ثبوت ان معنون کا یہ آیت ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ اب اگر یہ معنے کرین کہ پیدا [illegible]

میرے سامنے ہو جائے ۔ عجیب سمجھتا ہوں۔

مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۴ و رکوع ۵)

قال اٰیتک الا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا ۔ تو تین دن لوگوں سے کلام نہ کرے گا ۔ ہاں مگر اشارہ کے ساتھ ۔ جب تو کلام نہ کریگا ۔ تو ہم تیرے لئے وہ بات پیدا کر دیں گے ۔ یہ معنے ہیں ۔ کہ آپ تین دن کے لئے آپ گونگے ہو گئے ۔ اگر یہ بات تھی ۔ تو پھر واذکر ربک کثیرا و سبح کے کیا معنے ہوتے ۔ میں نے اس نسخہ کو بے اولادوں کے لئے بہت آزمایا اور اکثر مفید پایا ہے ایسے لوگوں کو میں نے کہا ہے کہ کم بولنے کی عادت ڈالو اور تسبیح و ذکر میں مشغول رہو ۔

اذ قالت الملائکۃ ۔ دنیا میں دو خیالات کے لوگ رہتے ہیں ۔ ایک وہ جو ہر بات میں عالم اسباب ... رکھتے ہیں ۔ وہ کسی قدرت کے اسباب کے سوا قائل نہیں ۔ وہ ہر امر میں ایک باریک در باریک راہ نکال لیتے ہیں اور اسی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ اگر ناکام رہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ کوئی خاص سبب جو اس سلسلہ اسباب میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری رہ گیا اگر اس کا علم ہو جاتا تو کبھی ناکام نہ رہتے یہ وہ ہیں جن کا سورۃ بقرہ میں فمن الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا وما لہ فی الاٰخرۃ من خلاق کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ایک وہ ہیں جو عالم اسباب کو بالکل ہی نہیں مانتے وہ اپنے تئیں خود بدست زندہ سمجھتے ہیں ۔ مگر تعجب ہے کہ عالم اسباب کی کچھ قدر نہیں لیکن ضرورت کے وقت بھیک مانگ لیتے ہیں ۔ بدبختی سے اس ملک میں ایک عظیم الشان انسان گذرا ہے جس نے زمانہ کے مصائب کو دیکھ کر عالم اسباب کو ترک کرنا چاہا ۔ مگر اس کے پیرو ایسی غلطی میں پڑے کہ عالم اسباب کو ترک کا دعوےٰ کر کے عالم اسباب کے ارذل ترین پیشہ میں جا پڑے (یعنی بھیک) وہ نفسانی خواہشوں کے مارنے کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ مگر آخر انہی میں گرفتار ہوتے ہیں قرآن مجید نے ان دونوں خیالات کے لوگوں کو ناپسند کیا ہے ۔ اس کو تو یہ راہ پسند ہے ۔ ومنہم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ ۔ عالم اسباب کی رعایت بھی ہو ... [illegible] ... بھی ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عالم شہادت میں ... ایک عالم غیب بھی ہے ... [illegible]

ہیں ۔ ذات ۔ صفات ۔ افعال ۔ ذوات محسوس نہیں ہوتے ۔ ان صفات کے ہم یقین کرتے ہیں ۔ کہ کوئی ذات ہے اور صفات کا علم افعال سے ہوتا ہے اور وہ موصوف جو ہے وہ عالم غیب میں ہے ۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے بڑی محنت سے کشاورزی کی ہے ۔ پھر فصلوں کو کاٹا ہے جو کھلیان کو آگ لگ گئی اور سب محنت برباد ہو گئی ۔ عالم اسباب کے معتقد کہہ سکتے ہیں احتیاط نہیں کی ۔ یہ سچ ہے کہ عالم اسباب کی رعایت ضروری ہے مگر اللہ کی مرضی بھی کوئی چیز ہے ۔ اس بات کا ذکر خدا تعالیٰ نے ایک آیت میں کیا ہے ۔ واٰتیناہ من کل شیء سببا ۔ لیکن اسباب موافق مقصد کا حصول بھی اسی کے فضل پر موقوف ہے اور ایک جگہ منافقوں کے عذر کا ذکر کر کے کہ ہم جنگ میں نہیں جا سکتے ۔ فرماتا ہے ۔

یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ہی بعورۃ ۔ ان یریدون الا فرارا ۔

اگر وہ نکلنا چاہتے ۔ تو پھر ہم اسباب بھی مہیا کر دیتے ۔ چونکہ عالم اسباب کے کارخانے میں ہمارا علم محیط نہیں اس لئے ان کے مناسب موقعہ حصول کے لئے الٰہی امداد کی ضرورت ہے ۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے ۔ اس کے آگے پھر انسان کا بس نہیں چلتا ۔ بلکہ خدا کی توفیق و یاوری کی ضرورت ہوتی ہے تمام زندگی کا خلاصہ تو یہ مطلب یہی ہے کہ وہ سب ہی کے تمام مدارج کو طے کر چکا ہے ۔ بس آگے ناامیدی ہی ہے ۔ اسی طرح ناامیدی جب حد کو پہنچی تو سمجھو امید آ گئی ۔

حضرت یسعیاہ کی کتاب باب ۵۴ میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کی نسبت ذکر فرمایا ہے ۔ کہ یہ شہر عروس عرب ہے ۔ اس پر خطرناک مایوسی ہو گی اس کا کوئی بیٹا بیٹی لائق نہ ہو گا ۔ وہ خطرناک غلطیوں میں مبتلا ہوں گے پر آخر اس مایوسی میں امید اس ظلمت میں خورشید نظر آئیگا ۔ یہاں بطور تمثیل مریم اور زکریا کا ذکر کرتا ہے کہ دونوں نے اسباب موجود نہ ہونے کی صورت میں اپنی مراد پائی ۔ اسی طرح مکہ عروس عرب ہے ۔ یاد رہے کہ شہر کو عروس کہنا عام ہے ۔ لندن کو عروس البلاد کہتے ہیں ۔ شام کو عروس عسقلان اس کا ہی ایک بیٹا ہے ۔ جو مظفر و منصور ہو گا اس کے مقابلہ میں جو اٹھیگا ناکام رہیگا ۔ بڑی بڑی طاقتوں سے لوگ اٹھتے ہیں ۔ مگر معاً ہلاک ہوتے ہیں ۔ کام وہی ہوتا ہے ۔ جو خدا کرے دیکھو بنگال میں ان کے نادان بچوں نے گورنمنٹ کے مقابلہ میں شرارت کی مگر ناکام رہے ۔ میں بارہا واتبعوا ما تتلوا الشیاطین اور وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت کی تفسیر میں یہ سمجھا چکا ہوں ۔ کہ کبھی کسی خفیہ کمیٹی ۔ مخفی منصوبے میں شامل نہ ہو ... [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آلِ عمران

(پارہ سوم)

من انصاری الی اللہ - اگر کوئی میرے انصار میں سے ہے - تو ادہر چلے جدہر میں جا رہا ہوں - یعنی اللہ کی طرف -

الحواریون - مفسرین نے لکھا ہے حواری کہتے ہیں دہوبی کو - چونکہ اونہوں نے دلوں کو صاف کر دیا تہا - اس لئے انہیں دہوبی کہا گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جو پورے خلوص سے اپنی جان پر کہیلنے کو تیار ہوں ایسے لوگوں کو حواری کہتے ہیں

مسئلہ نمبر ۱ - یہ آیت یاد رکہنے کے قابل ہے دیکہو اس کی ضمیر بظاہر حواریوں کی طرف پہرتی ہے - مگر یہ صحیح نہیں - بلکہ ان لوگوں کی طرف راجع ہے جو احس منہم الکفر کے مصداق ہیں - پس کبہی ضمیر کا مرجع دور بہی ہوتا ہے مکر بمعنی تدبیر ہے - عربی سے ناواقف - ہرچہ گیرد علتی علت شود کے مصداق اپنی زبان پر قیاس کر کے اس کو اپنے معنوں میں لیتے - اور مکر - مکرا - مکر ہا کی گردان پڑہتے ہیں -

مورخہ ۱۹ - اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع ۶)

اس رکوع میں اللہ نے مجہے ایسا انشراح صدر بخشا ہے کہ میں اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو محض فضل الہی سے یقیناً جیت سکتا ہوں - اس قدر انشراح مجہے حاصل ہے کہ میں کسی مجلس میں جہاں اسلام کے مخالف لوگ بیٹہے ہوں - ذرہ بہر بہی بزدل نہیں ہوتا - تمام دنیا کے لئے یہ قاطع حجت ہے جس کے سامنے کوئی بول نہیں سکتا -

یہ آیت قیامت تک اسلام کا بول بالا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے - یہ اس لئے میں نے کہا تا تمہیں اس نعمت کی قدر ہو انی متوفیک میں تیری روح کو قبض کرنے والا ہوں - توفی کے معنے پر حضرت صاحب نے بہت بحث فرمائی ہے میری تشریح کی حاجت نہیں آپنے انعامی اشتہار شائع کئے کہ قبض روح کے سوا کوئی اور معنے اس کے بلا قرینہ صارفہ بتا دے ایک مولوی نے دہلی میں دقت کو پیش کیا - مگر وہ کیسا نادم ہوا - جب آپنے فرمایا کہ کیا یہ ایسی بات ہے جس بات پر توفی ہے -

رافعک الی - لوگ تجہے جہوٹا - کذاب - سفلی زندگی کا سمجہتے ہیں - مگر میں تیری روح کو قبض کر کے اعلےٰ علیین میں (ان الابرار لفی علیین) مقام دونگا -

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ

بس یہ وہ دلیل ہے جس پر ساری دنیا کے مذاہب کا امتحان ہے فرماتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں وہ جو کہ تیری تابع ہیں بڑہ کر ان پر جو تیرا انکار کرتے ہیں اور پہر یہ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا - یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے -

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں یا مسیح کو ماننے والے یا مسیح کے منکر - ان دونوں کے درمیان تو یہ فیصلہ کی راہ بتائی - کہ مسیح کے ماننے والے منکروں پر غالب رہیں گے - چنانچہ ہم دیکہتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان مسیح کے ماننے والے یہود پر حکمران ہیں - اور پہر اور قومیں جو مسیح کی منکر ہیں وہ بہی محکوم ہی ہیں اور صرف محکوم نہیں بلکہ فرمایا - کہ

فاعذبہم عذابا شدیدا - دنیا ہی میں اون کو عذاب دونگا اور عذاب بہی سخت - چنانچہ یہود کو جو جو عذاب اور دکہ پہونچے وہ مخفی نہیں اور یہی دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کا ثبوت ہوگا -

وما لہم من ناصرین - پہر یہان تک ہی ختم نہیں - بلکہ غیر قوموں کی محکومیت میں ایسے آئیں گے کہ اور مظلوموں کے تو مددگار پیدا ہو جاتے ہیں - مگر مسیح کے منکروں کا کوئی مددگار نہ ہوگا - یہ بہی ہم اپنی آنکہوں سے دیکہہ رہے ہیں -

من الآیت - یہ بات نشانوں میں سے ایک بہاری نشان ہے یہاں تک تو منکران مسیح کا فیصلہ کیا - کیونکہ کفر واسے مراد مسیح کے کافر ہیں - اب سچے اور جہوٹے متبع کا فرق بتلاتا ہے - مسلمان کہتے ہیں - ہم مسیح کے سچے پیرو ہیں اور عیسائی کہتے ہیں ہم - فرمایا -

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم - عیسائی کی مثال آدم کی مانند ہے

زمین میں سب کچھ پیدا کر چکا ہے۔ تو یہ معنے روایات کے خلاف ہیں۔ اسی آیۃ
تفسیر کبیر میں اس کے معنے تقدیر و اندازہ کے لکھے ہیں۔ دوسری شہادت
الخالق البارئ۔

المصور۔ تصویر تو ہر ایک چیز کی نظر آتی ہے۔ اس سے پہلے بری
کی حالت ہے۔ یعنے جیسے کوئی مصور سنگ مرمر کی بھدی شکل کو تراش
خراش کرکے بناتا ہے۔ پھر اس بری سے اندازہ ہوتا ہے۔ خلق کل
شیء فقدرہ تقدیرا۔ میں بتایا ہے۔ کہ خلق کا مرتبہ اندازہ سے
بھی پہلے کا ہے۔ وہ کیا ہے تجویز۔

لکم۔ تمہاری بھلائی کے لئے۔

طین۔ قرآن مجید میں طین کا دو جگہ ذکر ہے ایک جگہ شیطان کا قول
خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ تراب و ماء کے ملنے کو کہتے
ہیں طین۔ کیچڑ جو ہوتا ہے اس میں خاصیت ہے۔ کہ جس رنگ میں چاہیں
ڈھال لیں۔ مگر آگ نہیں ڈھل سکتی۔ یہاں مسیح فرماتے ہیں کہ میں تجویز کر
سکتا ہوں۔ مگر اس کے لئے۔ جو طین ہو۔ یعنے کوئی شخص میری تعلیم کو
تسلیم کرے اور اپنے میں طین کی صفات رکھے (جس رنگ میں چاہیں
ڈھال سکیں) تو وہ یکون طیرا۔ جناب الٰہی میں اڑنیوالا ہو جاویگا۔ طیر کا
لفظ مومن کے لئے حدیث میں آیا ہے۔

فانفخ فیہ۔ میں اس میں کلام کی ایسی روح پھونکونگا۔ کہ میں وہ مادہ پرستی
سے نکلکر بلند پرواز انسان ہو جائیگا۔

خلق کے معنے پیدا کرنے کے کریں تو یہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے
کیونکہ قرآن فرماتا ہے۔ ھل من خالق غیر اللّٰہ۔ خلق کل شیء
خالق کل شیء لا یخلقون شیئا۔

ابرئ الاکمہ والابرص۔ مذاہب عالم پر نظر کرنے سے ہندؤں کا
یہ مذہب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر دکھیا کو کہتے ہیں اس نے پچھلے
جنم میں بدی کی ہے۔ جسکی یہ سزا بھگت رہا ہے۔ قرآن شریف اس
عقیدہ کے خلاف ہے چنانچہ وہ مردوں کے لئے فرماتا ہے
ومن ورائھم برزخ۔ اور مسیح ہی۔ چنانچہ آپکے پاس ایک جنم کا
اندھا آیا۔ جو ان کی دعا سے اچھا ہوا تھا۔ حواریوں نے سوال کیا۔ کہ
حضرت یہ جنم کے اعمال سے اندھا ہوا۔ یا ماں باپ کے اعمال سے۔
آپنے فرمایا۔ دونو باتیں غلط ہیں۔ بلکہ یہ اس لئے اندھا ہوا تا خدا کا جلال
ظاہر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح کے وقت تناسخ کے خیالات
بعض لوگوں میں تھے۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ مسیح نے بھی تناسخ کی
تردید کی۔ اندھا کیا کہ جس آکمہ پیدائش کو مادر زاد سے ... ہی

ٹھہراتا ہوں۔ یہ پچھلے جنم کی بدیوں کی وجہ سے اکمہ یا ابرص نہیں ہوئے
قرآن شریف میں مریض کے مقابل میں شفا کا لفظ ہے۔

احی الموتی۔ احیاء موتی تین طرح کا ہے ایک اللہ کا جیساکہ سورۃ بقرہ میں
حضرت ابراہیم نے کہا۔ ربی الذی یحی ویمیت اور ایک جگہ آیا۔ ھو یحیی و
یمیت وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ خدا کے فعل کا تو کوئی شریک نہیں ہو
سکتا۔

ایک احیاء موتی وہ ہے۔ جو نفاد نے مسیلے کے مقابلہ میں کیا۔
فاذا حبالھم وعصیھم

ایک احیاء موتی انبیاء کا۔۔۔۔ جیسا کہ نبی کریم کی نسبت فرمایا۔ یاایھا الذین
امنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ یہی رسول تھا جس
اس کا احیاء بھی رسولوں والا احیاء ہوا چاہیئے وہ یہ ہے۔ بدوں کا نیک
بن جانا۔ ایک شخص نے یہ شکایت کی کہ مجھے کہا تھا۔ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں
نے اسے کہا کہ آپنے اگر کوئی المبار مردہ زندہ کیا تو بتاؤ۔ تو وہ دم بخود رہ گیا

وانبئکم بما تاکلون۔ اس کے یہ معنے غلط ہیں کہ لوگوں کو ان کا
کھایا پیا بتا دیتے تھے۔ یہ نبیوں کا کام نہیں ہوتا۔ طبیبوں کا ہو سکتا ہے
نبی تو کھانے پینے اور ذخیرہ رکھنے کے متعلق احکام بتاتے ہیں۔ پس عیسیٰ
کہتے ہیں۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں اس بات پر کہ تمہیں کیا کیا چیز کھانا حلال
ہے۔ اور مال میں سے کتنا حصہ زکوٰۃ دینی چاہیئے اور کیا پاس رکھنا چاہئیے
جائز ہے۔

میں ایک دفعہ ایک جگہ گیا تو وہاں ایک صاحب کی تعریف ہونے لگی کہ
وہ جو کچھ رات کو کھایا جاوے بتا دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ تھی۔ کہ
وہ طبیب تھے ان کی دکان کے پاس ہی سبزی کی ایک ہی دوکان تھی
پس وہاں سے خریدنے پر وہ دیکھ لیتے۔ کہ آج ان کے گھر کیا پکا ہے
کاحل لکم۔ اس آیت کے لئے دیر تک میں فکر میں رہا۔ قرآن شریف
میں آیا ہے۔ لاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال
وھذا حرام۔ پس مسیح کیونکر کسی چیز کو حرام یا حلال کہہ سکتے تھے۔ یہ
خدا کا کام ہے۔ بہت سوچ کے بعد دو امر حل ہوئے ایک تو یہ کہ ان ابراہیم
حرمت مکۃ کے معنے سب یہی کرتے ہیں۔ تین حرم تھا۔ ابراہیم نے مکہ کی حرمت کو
بیان کیا پس اس سے یہ مطلب ہوا کہ جیسے حرام و حلال بیان کرتے ہیں دوسرے
معنے یہ ہوئے۔ کہ ہر نبی اپنی قوم کو اعلےٰ معراج پر پہنچانا چاہتا ہے یہودیوں پر
ذلت و مسکنت بس دیگئی تھی۔ ان کے لئے طیبات جو مال غنیمت اور سلطنت کے
انعامات کے رنگ میں تھے۔ جو ان کی بداعمالی کے حرام کر دیئے گئے تھے۔
یعنے وہ ان سے محروم ہو گئے تھے اب عیسیٰ کہتے ہیں میری پیروی کرو ...

کی پہلی کتاب سے تثلیث نکلتی ہے۔ وہاں ابراہیم آیا ہے۔ پھر دانیال اور ابراہیم کو بھی تثلیث ماننے والا بتاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ استنباط تم کرتے ہو۔ تورات سے یہ دونوں ابراہیم کے بعد نازل ہوئیں کسی مذہب سے اپنا کوئی نام نہیں رکھا۔ یہودا کی طرف منسوب ہو کر یہودی کہلاتے۔ اور مسیح کی طرف منسوب ہو کر مسیحی۔ اصل میں ایک ہی نام کل نبیوں کا ہو سکتا ہے۔ وہ کیا؟ وہی جو مذاہب کا مقصد ہے یعنی راستبازی اور فرمانبرداری۔ یعنے اسلام جسکی تعلیم میں کسی قسم کا شرک نہیں۔ بلکہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ بچہ جس وقت بالغ ہوتا ہے۔ تو کم از کم اتنی سمجھ تو اسے آجاتی ہے کہ میں اپنا خالق آپ نہیں بلکہ کوئی اور ہستی ہے۔ پس یہی وہ فطرت کی گواہی ہے۔ جس سے شرک کا استیصال ہو جاتا ہے۔

واللّٰہ ولی المومنین۔ ولی معمولی لفظ نہیں۔ قرآن شریف نے اس کی تفسیر بتائی ہے اور اس کی ایک پہچان بتائی ہے۔

جب اللہ کسی کا ولی بنتا ہے۔ تو اس کی ولایت کا نشان یہ ہے۔ کہ یخرجہم من الظلمات الی النور۔ یعنے انسان جو قسم قسم کی ظلمتوں میں پڑا ہو ان ظلمتوں سے روز بروز نکلتا جاتا ہے۔ بڑی ظلمت تو یہ ہے کہ ماں باپ اچھے نہ ہوں۔ پھر دوسرے مربی استاد وغیرہ۔ پھر دوست۔ اشرار پھر رسم و عادت پھر محبت و بغض۔ پھر شہرت و حرص۔ پھر بخل و بزدلی و کسل۔ کسی کے اوپر بے جا ظلم (ظلم ظلمات) پس ان ظلمتوں سے نکل کر جو نور کی طرف جا رہا ہو تو سمجھے کہ اللہ میرا ولی ہو گیا ہے۔

وما یضلون الا انفسہم۔ یہ نہیں گمراہ کر سکتے۔ مگر اپنے ہی ڈھب کے لوگوں کو۔

مورخہ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۹ء
(رکوع ۸)

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں دو قسم کی طبیعتیں ہوتی ہیں ایک وہ جنھیں اگر عمدگی سے وعظ کیا جاوے تو مان لیتے ہیں اور اگر تشدد کیا جاوے تو انکار کرتے ہیں اور ایک وہ جو دلائل کو مانتے ہی نہیں۔ ہاں دو چار جوت لگ جائیں تو کہتے ہیں جی ٹھیک ہے۔

ایک زمانہ میں مجھے خیال پیدا ہوا۔ تو میں نے چند لڑکوں سے سوال کیا۔ اگر کوئی لڑکا بدچلنی کرے تو اس کے روکنے کی کیا تدبیر ہے۔ اس پر بعضوں نے لکھا۔ کہ اُسے نصیحت کی جاوے مگر تنہائی میں اور بعضوں نے یہ کہا کہ نصیحت کی جاوے مگر عام لڑکوں میں تا اُسے ندامت ہو۔ بعضوں نے کہا پکڑ کر خوب بید لگائے جاویں تا پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرے۔ درحقیقت سب نے سچ لکھا۔ کیونکہ کئی قسم کے لوگ ہیں۔ بعض وہ جو نصیحت ان

سے لیتے ہیں۔ . . . . مگر دلائل کے ساتھ بعض ایسے بھی ہیں۔ جنہیں دلائل دیں تو اور بھی بپھر جاتے ہیں۔ اور رد و قدح شروع کر دیتے ہیں۔ بعض صرف کہنے سے مان جاتے ہیں بعض مدلل کہنے کو مانتے ہیں۔ بعض صرف خموشی یا توجہ چھوڑ دینے سے مان جاتے ہیں۔ بعض مار کھائے بغیر نہیں سمجھتے ہیں پھر بعض ایسی طبائع کے انسان ہوتے ہیں جو دن رات منصوبے سوچتے رہتے ہیں ایسے بدبخت ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ مگر وہ اسی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ فلاں بڑے کارخانے کو نقصان پہونچائیں۔ بس ایسے بدبختوں کا ذکر اس آیۃ میں ہے۔ انہوں نے ایک تجویز کی۔

وقالت طائفۃ من اھل الکتاب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہ لعلہم یرجعون

گروہ نے اہل کتاب میں سے کہا۔ بڑے بڑے عمائد یہود جو ہیں یہ سب ملکر صبح مسلمان ہو جاؤ۔ اور عصر کی نماز کے بعد اس دین کو ترک کر دو۔ اور یہ ظاہر کرو۔ کہ ہم نے اندر جا کر اس میں بہت سی بدیاں دیکھیں پس اس تجویز سے یہ چند اہل کتاب جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ واپس اپنے دین میں لوٹ آئیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منصوبہ بازیوں کا کچھ فائدہ نہیں۔

ان الھدیٰ ھدی اللّٰہ۔ کامل ہدایت تو وہی ہے۔ جو اللہ کی ہدایت ہے اور وہ یہ کہ تمہاری مثل ایک اور قوم کو بھی اپنی انعامات سے متاع فرمایا گیا ہے۔ سلطنت۔ نبوت۔

او یحاجوکم عند ربکم۔ بلکہ وہ تمہارے رب کے حجت میں تم پر غالب ہیں اور۔ سکے معنے ملک کے ہیں۔

ان الفضل بید اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کی نسبت بھی فرمایا۔ واللّٰہ یعصمک من الناس۔ اور داؤد کے عیاذ نگاہ میں جب دشمن چڑھ آئے تو وہاں یہی فرمایا۔ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ ہم نے تمہیں بادشاہ بنایا ہے۔ یہاں یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ الٰہی انتخاب کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنا ہلاکت کا موجب ہیں۔

ومن اھل الکتاب من ان تامنہ (الی) یعلمون۔ ایسے آدمی ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے جنگل میں ایک عورت کو زیور سے لدی ہوئی پایا۔ جو راستہ بھول گئی تھی۔ اس نے اسے مقام پر پہونچایا حالانکہ پوری دسترس رکھتا تھا کہ زیور اُتار لے۔ پھر ایسے بھی ہیں۔ جو ایک دینار کو دیکھ کر دل ثابت نہیں رکھ سکتے۔ ایک صوفی نے شیطان کو عالم کشف میں دیکھا۔ کہ اس کے ہاتھ میں کئی لگامیں ہیں۔ پوچھا یہ کیا کہنے لگا۔ یہ لوگوں کو قابو کرنے کے لئے۔ پھر اس نے کہا تم لوگ تو صرف کان پکڑ قابو کرلئے جاتے ہو۔ نیکی کے

اوس کو ہم نے تراب سے پیدا کیا۔ پھر وہ مر گیا اور مرنے کے بعد کن فیکون سے قیامت کے دن زندہ ہوگا۔ اسی طرح عیسےٰ بھی مرچکا اور قیامت کو زندہ ہوگا۔ جس گروہ کے عقائد یہ ہیں وہی حق پر ہیں۔ اگر تم اوس کی الوہیت کے قائل ہو۔ تو کوئی دلیل دو۔ آدم کا مثیل ہونے سے اس کی بشریت ظاہر ہے۔ دنیا نے اوس کو دیکھا کہ وہ انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اگتا موتتا رہا۔ پھر وفات بھی پا گیا۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ۔ بس اے مخاطب تیرے رب کی طرف سے یہی بات حق ہے۔ تو شک میں نہ ہو اس پر بھی جو نہ مانے۔ اس کے لئے آخری فیصلہ بتایا ہے۔

تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم۔ یعنے مباہلہ کرلیں۔ کاذبوں پر لعنۃ ڈالیں۔ پھر دیکھیں کس پر خدا کا عذاب آتا ہے اور کون قوم اس کی رحمت سے دور ہوتی ہے۔

مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم۔ مذہبوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں پیچھے چلے جائیں۔ تو شرک۔ بت پرستی کا مرض کم ہوتا جاتا ہے۔ ایک رئیس تھا اوسکی عادت تھی۔ کہ وہ مباحثات کیا کرتا تھا مجھے ایک دفعہ اوس نے کہا کوئی معیار مذہبوں کی پہچان کا ضرور چاہیئے۔ وہ معیار جب تک قائم نہ ہو۔ جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے۔ چونکہ یہ میرا یقین ہے کہ حق بات ضرور فطرت سے بے ساختہ بول اٹھتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا حضور ہمارے آقا ہیں۔ ہماری عقلیں اور عزتیں ایسی نہیں کہ ہمارے قائم کردہ معیار کی عزت آپ کے دل میں بیٹھ سکے اس لئے آپ خود ہی تجویز فرما دیں آپ جو معیار قائم کریں گے۔ لامحالہ وہ قابل قدر ہوگا۔ یہ مجھے یقین تھا۔ کہ اگر اس نے غلط معیار قائم کرکے کوئی الجھن ڈالی۔ تو فطرت کی آواز سے اسے سلجھا لیا جاویگا۔ اوس نے کہا مذہب کا پراچین ہونا یعنے جس قدر قدیم کی طرف سے چلے جاویں جو سب سے قدیم ثابت ہو۔ وہی مذہب حق ہے تیئو کہا بڑا مسئلہ تو خدا ہی کے ماننے کا ہے اس سے باقی مسئلے نکلتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ بت پرستی کو کہاں تک قدامت رکھتی ہے اوس نے کہا کچھ بھی ہو۔ اسلام سے تو پہلے کی ہے۔ اسلام کو ابھی بارہ سو سال ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اسلام تو فہہد اہم اعتقاد کہ کہ اپنے تئیں قدامت سے وابستہ کرتا ہے آپ فرمائیں۔ کہ بت پرستی کب سے ہے۔ رامچندر جی کے زمانہ سے مان لیتے ہیں پس رامچندر دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ اوس نے وشنو کی۔ میں نے کہا اور وشنو نے کہا برہما کی میں نے کہا اور برہما۔ کہا ایشور کی۔ اس پر میں نے کہا بس وہ مسلمان

تھے۔ یہی مسلمانوں کا مذہب ہے۔ اسلام کا اہم مسئلہ یہی لا الٰہ الا اللہ ہی توحید یہاں ان آیات میں عیسائیوں سے بحث ہے۔ عیسائیوں کی پرانی کتاب تو توراۃ ہے اور اس میں تثلیث وغیرہ کا ذکر نہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک عیسائی سے کہا تمہارے اعمال میں یہ پیشگوئی ہمارے نبی کے حق میں ملتی ہے۔ اوس نے کہا کہ بے انصافی کرتے ہو۔ یورپ و امریکہ کے لوگ یہ معنے نہیں کرتے آپ کیوں ان کے خلاف معنے کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ قاعدہ تو آپ نے خود ہی توڑا۔ جو معنے توراۃ کی پیشگوئیوں کے یہود کرتے ہیں۔ وہ آپ کیوں نہیں کرتے حالانکہ توریت کے وارث وہی ہیں جس قدر مسیح کی الوہیت کے دلائل آپ کے پاس ہیں ذرا انہیں یہودیوں کی تصریح کے مطابق صحیح تو کر دیں۔ اس پر وہ جوش میں آکر بولا وہ بے ایمان ہیں۔ میں نے کہا ہم آپ کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔

یہاں فرمایا۔ کہ یسوع کو خالق ارض و سماء وغیرہ کہنا تو من گھڑت کی باتیں ہیں۔ آؤ۔ اس اصل کیطرف چلیں۔ جو سب سے پہلے ہے۔ یعنے توحید اس پر ایمان۔ کہیں۔ یہ بات یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کی کتاب میں بیٹے نہیں آیا۔ اسی لئے ان کے سمجھدار لوگ عیسائی نہیں بلکہ مسیحی کہلاتے ہیں۔ کوئی شخص یسوع کا نام ہوا ہے۔ جس کا مسلمانوں کی کتابوں میں ذکر تک نہیں۔ اس کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ باقی رہا مسیح سو اس کا آدمی ہونا تو شہادات سے ثابت ہے۔ اس کے خدا ہونے کی کوئی حجت نیرہ چاہیئے۔ جو کوئی نہیں۔ پس تعالوا الی کلمۃ ... سواء بیننا و بینکم۔

ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ۔ بعض قسم کے معبود ہیں ایک تو پوپ کو ہی خدا سمجھتے۔ اس کے اختیارات میں معاصی کی مغفرت کا اعتقاد تھا۔ پوپ ایک زمانہ میں بادشاہ بھی تھا۔ ایک گروہ مریم کو خداوند کی ماں کہتا اور اس کی تصویر کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ ایک روح القدس۔ باپ۔ تینوں کو خدا سمجھتا ہے۔

فرمایا۔ بہتوں کا ذکر اچھا نہیں ہوتا۔ ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ پنجابیوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا ہے ان میں ایک مثل ہے۔ دو گھر دن کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ ارباباً من دون اللہ کے ماننے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ ایک خدا میں آپ نے کیا کمی دیکھی ہے۔ جو دوسرے کو بھی اس کے ساتھ ملایا ہے۔ جس میں کمی ہے۔ وہ الوہیت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

یا اھل الکتاب لم تحاجون۔ کبھی کوئی تم میں کہتے ہیں کہ توراۃ

حضرت استاذنا مولوی نور الدین صاحب کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آل عمران

پارہ چہارم

(یکم مئی سنہ ۱۹۰۹ء رکوع اوّل)

لن تنالوا البرّ حتّی تنفقوا ممّا تحبّون - قرآن کریم سورۃ بقرہ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے - وہاں متقی کی نسبت فرمایا ہے وممّا رزقنٰھم ینفقون - یعنے کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے - پھر اسی سورۃ میں کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدیں آئی ہیں - ۵ رکوع میں اس قدر بیان ہے - کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا وعظ کر سکتا ہے۔

انسان دکھوں کے وقت تو انفاق پر مجبور ہوتا ہے - مگر حقیقی نیا تو وہ دنیا ہے جو خوشدلی سے دیا جائے - یہود کی نسبت فرمایا ہے فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبًا ولو افتدٰی بہٖ اولٰئک لھم عذاب عظیم - بے ایمان آدمی جب عذابوں اور دکھوں کو دیکھیگا - تو اس کا دل یہ چاہے گا - کہ زمین کی گول کو بھر کر سونا دیدے - مگر قبول نہ ہوگا

پس تم حقیقی نیکی کو نہیں پاسکو گے جب تک کہ تم مال سے خرچ نہ کرو ممّا تحبّون کے معنے میرے نزدیک مال ہیں - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانّہٗ لحبّ الخیر لشدید - انسان کو مال بہت پیارا ہے پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

وما تنفقوا من شیءٍ - جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم ہے یعنے اسے مال کے لینے اور بڑھانے کا خوب علم ہے - پارہ سیقول ... رکوع ۱۶ میں آیا ہے - من ذا الّذی یقرض اللّٰہ قرضًا حسنًا - فیضٰعفہٗ لہٗ اضعافًا کثیرۃً - واللّٰہ یقبض ویبصط و الیہ ترجعون - کون ہے جو اپنے مالوں کو عمدگی سے الگ کرے اور اللہ اسے بڑھائے اس شخص کے لئے بہت بڑھاتا ہے - اللہ مال کو لیتا ہے اور اسکو بڑھاتا ہے۔

کل الطعام کان حلًّا لبنی اسرآئیل - دنیا میں جس قدر پیغامبر یا نبی آئے

دھوکہ بازیاں ہوتی ہیں اور لوگ شراب - زنا - چوری - جھوٹ سے بھی پرہیز نہیں کرتے یہ صرف مال کے لئے ہے اور پھر اس بارے میں کوئی نصیحت کرے - تو الٹا اسی پر اعتراض جماتے ہیں - جب مسلمانوں کو یہ وعظ کیا گیا کہ انفاق کرو اور یہود کو بھی ترغیب ہوئی - تو وہ بجائے اس کے کہ اس نصیحت کو مانتے کہنے لگے - کہ تم تو حرام خور ہو اس کے جواب میں فرمایا گیا - کہ سب چیزیں جو ہم مسلمانوں کے کھانے میں آتی ہیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں ہاں وہ جو اسرائیل نے اپنے مرض یا دین کی وجہ سے ترک کر دیا تھا (یہ ما حرّم کے معنے ہیں)

من قبل ان تنزّل التوراۃ - اور کل الطعام کان حلًّا لبنی اسرآئیل - توراۃ کے نزول سے پہلے کی بات ہے - یہ بات خوب یاد رکھو - کہ کل الطعام کے یہ معنے نہیں - کہ جو کچھ توراۃ میں حلال و حرام ہے وہی قرآن مجید میں موجود ہے - بلکہ اس کے معنے یہ ہیں - کہ تمام چیزیں جو ہم کھاتے ہیں یہ وہ ہیں جو بنی اسرائیل کے لئے بھی توراۃ کے نزول سے پہلے کی حلال تھیں - پس اگر ان چیزوں کا کھانا ... حرام خوری ہے - تو یہ اعتراض ابراہیم - اسحٰق ویعقوب علیہم السلام پر بھی ہو سکتا ہے۔ رسول کریم فرماتے ہیں کہ میں تمہاری کتابوں کا متبع نہیں ہوں - میں ابراہیم کے دین پر قائم ہوں۔

فاتّبعوا ملّۃ ابراھیم حنیفًا - تم بھی اسی دین کو قائم رکھو - افراط و تفریط سے بچتے ہوئے سیدھے ہوکر - حنیف کے یہی معنے ہیں - ایک طرف جھکا ہوا غلط معنے ہیں - [illegible] پاؤں والوں کو [illegible] دعا کرتے ہیں - حنیف وہ آدمی ہے - جس میں کوئی کمی اور نقص زیادتی نہو - جو شرک ہوتا ہے وہ محبت میں افراط سے کام لیتا ہے - کبھی غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے کبھی رکوع کبھی اپنے محبوب کے لئے قربانیاں کبھی منتیں مانگتا ہے - کبھی اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے - یہ محبت میں غلو ہے - جو افراط کی راہ ہے - اسمیں خدا کے حق میں تفریط ہے۔

وما کان من المشرکین - کہ ابراہیم میں یہ عیب نہ تھا۔

پھر عظیم الشان ثبوت اس بات کا کہ ابراہیم کو کیوں مانیں کیا توراۃ کو چھوڑ دیں یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا کی خالص توحید کے لئے جو گھر بنایا گیا ہے وہ وادی مکہ میں ہے - مکہ کہتے ہیں اس مقام کو جہاں لوگوں کا بڑا اژدحام ہو -

مبارکًا - برکت دیا گیا ہے ..... دیکھو یہیں وہ مبارک وجود

رنگ میں گمراہ کرنا ایسے آدمیوں کے لئے شیطان کو بہت آسان ہے۔ جماعت کھڑی ہو گئی ہے مگر کئی ہیں کہ اپنی وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔

پھر یہ لوگ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ اور اسے شرعی عذر کے نیچے جائز قرار دیتے ہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر حرکت و سکون کے وقت دیکھے کہ اس سے تعظیم لامر اللہ۔ شفقت علیٰ خلق اللہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا۔

علینا فی الامیین سبیل ۔ الزام۔

من اوفیٰ بعہدہ۔ وعدہ پورا کرو کسی عیسائی سے کرو یا چوہڑے چمار سے

لا یکلمھم اللہ ۔ محبت کا کلام نہیں کریگا۔

ولا ینظر الیھم ۔ نظر شفقت نہیں کریگا۔

یلوٗن السنتھم ۔ یہ کئی واعظوں کا قاعدہ ہے کہ پہلے کوئی آیت پڑھ لیتے ہیں اور پھر اپنے مطلب کی بات شروع کر دیتے ہیں سننے والا سمجھتا ہے کہ ترجمہ کر رہا ہے۔ کوئی فرد بشر ایسا نہیں جسے اللہ کتاب دے۔ پھر والحکم کی باتیں پھر والنبوۃ۔ قبل از وقت بعض باتوں سے آگاہ کرے اور وہ کہے۔ میرے بندے بن جاؤ۔ و لٰکن

کونوا ربانیین۔ ربانی بنو۔ اس کے چار معنے ہیں۔ حکما، بات کی تہ کو سوچنے والے، علما، فقہاء (تقلید کرے تو ایسی کہ دوسرے غلطی میں نہ پڑیں) چوتھے معنے ہیں یعنی

یجعلوا السبق ۔

مورخہ ۲۵- اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۹)

ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تمہارا قرآن شریف اپنے نبی کی نسبت پیشگوئیاں تو اگلی کتب سے بیان کرتا ہے۔ مگر درس اور باب کا حوالہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہت عمدہ جواب سمجھایا۔ نیز وقفہ دیکر ایک انجیل ہاتھ میں لی اور کہا کہ اس میں مسیح کی نسبت بعض پیشگوئیاں عہدنامہ عتیق سے دیکھی ہیں مگر باب اور درس کا ذکر نہیں اُسے خدا جانے اپنی بات یاد نہ رہی۔ کہنے لگا باب اور درس تو چودھویں صدی کے بعد بنے ہیں اس پر میں نے اُسے کہا کہ ذرا ہوش میں آؤ۔ قرآن شریف نے بھی اس وقت ان پیشگوئیوں کے حوالے دئے ہیں جب کہ یہ باب و درس نہیں تھے وہ بہت ہی شرمندہ ہوا۔

ایک عیسائی عورت سے میں نے پوچھا۔ کہ وہ ناصری کہلائیگا توریت میں کہاں موجود ہے وہ کہنے لگی توریت میں تو کہیں ہے نہیں۔

میں نے کہا تم پھر اس مذہب کی پابند کس طرح ہو۔ کہنے لگی میرا خاوند پادری ہے۔ میثاق النبیین کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہاں کل نبی مراد ہیں چنانچہ اعمال باب ۳ آیت ۲۱ میں ہے کہ نبیوں نے اس بات کی دعا کی ہے۔ تا تازگی بخش ایام آئیں اور ضرور ہے کہ آسمان اسے رو کے رہے جب تک کہ وہ تمام نبیوں سے کہا ہوا پورا ہو۔ اور موسےٰ کی مثیل نبی آئے۔ اس کے دو بڑے

فائدے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ موسےٰ کی مثیل مسیح تھے ان سے ہم کہتے ہیں کہ بقول تمہارے مسیح تو خدا تھا پس خدا کو موسیٰ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ دوم ۔ مسیح کو دو ہزار سال بیت گئے جو موسیٰ کو ہوئی۔ پھر لکھا ہے یہ پیشگوئی پوری ہوئے کے بعد آئیگا۔ یوحنا کی انجیل باب ۱ میں لکھا ہے کیا تو وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے مراد بعض عیسائی دجال لیتے ہیں۔ مگر ان کے ریفرینس والوں نے استثناء کے باب ۱۸ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں موسےٰ کے مثیل نبی ہونے کا ذکر ہے اور استثناء باب ۳۳ میں لکھا ہے کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔ چنانچہ دس ہزار صحابی رسول علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ جب آپ مکہ میں مظفر و منصور داخل ہوئے غرض استثناء ب ۱۸۔ باب ۳۳۔ یوحنا باب اول اعمال باب سوم کے علاوہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں سلع کا نام مذکور ہے اور یہ پہاڑی مدینہ میں ہے کہ وما عرفت من وراء سلع من سحاب۔

۴۲ - ۵۴ ۔ یسعیاہ میں مینڈھے بکریوں کی قربانیوں کا ذکر ہے۔ حالانکہ مسیح کے بعد کوئی قربانی نہیں اس کے بعد ایک اور پیشگوئی ہے کہ اس نبی کے مخالف بد عہد ہوں گے۔ چنانچہ ان لوگوں کی کتب میں مذکور ہے۔ معاہدہ کیا ہوتا ہے توڑنے کے واسطے ہوتا ہے۔ معاہدہ موجودہ وقت کی تصویر ہوتی ہے۔ واذ اخذ نا میثاق بنی اسرائیل کو سورہ بقرہ میں پڑھو۔ جہاں ان کی عہد شکنیوں کا مفصل ذکر ہے۔ پھر فسق و فجور کی جڑ ہے

عورتوں کی آزادی اور شراب اور یہ دونوں باتیں اسی قوم میں موجود ہیں۔

افغیر دین اللہ ۔ سچے دین کا نشان بتایا کہ اس میں فرمانبرداری سکھائی جاتی ہے۔

ان علیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ۔ اللہ کی رحمت سے دور۔ یعنے خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ملائکہ سے بھی دور۔ یعنے کوئی نیکی کی تحریک نہیں ہوتی۔ لوگوں سے دور۔ یعنے وہ انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لن تقبل توبتھم ۔ اس آیت پر بہت بحثیں ہوئیں ہیں۔ مگر میرے نزدیک اس کے یہی معنے ہیں کہ وہ جو پہلے توبہ کی ہوئی تھی جب اسے توڑ دیا۔ تو قبولیت کیسی۔

ولو افتدیٰ بہ ۔ یہ تو قبول نہیں تھا۔ گر فدیہ بھی ہو گا

یہاں تیسرے پارہ کے نوٹ ختم ہوئے

اُٹھا سکے۔ علی رضی اللہ عنہ ایک نوجوان لڑکے تھے۔ آنکھیں بھی اس وقت خراب تھیں بڑی جرأت سے کہا کہ مین حاضر ہون یا رسول اللہ۔

اوس وقت لوگون نے ہنسی اُڑائی۔ مگر خدا کے نزدیک یہ قول ایسا قابل قدر تھا۔ کہ تیرہ سو برس گذر گئے اور سولی مرتضیٰ کی اولاد کا بچہ بچہ سیّد (سردار) کہلاتا ہے۔ وہ سچا خادم بنا۔ تو خدا نے اسے مخدوم بنا دیا۔

ایات۔ یہ خدا کی خدائی کے نشانات ہین

امۃ۔ گروہ۔

اولئک ھم المفلحون۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کو مین نے تو آزما لیا اس سے انسان مظفر و منصور ہو جاتا ہے۔ ایک مظفر و منصور ہوا تو تم نے دیکھ لیا کہ مین بھی تمہین سے ایک تھا۔ اور تمہارا پیر بن گیا۔

ولا تکونوا کالذین تفرقوا۔ دیکھو تفرقہ بہت بُری چیز ہے اور اس کا انجام دکھ اور درد اور ذلت کی زندگی کے سوا کچھ نہین۔ عیب بینی اور چھوٹی چھوٹی باتون پر جھگڑا کرنا چھوڑ دو۔ اس قسم کی نازک خیالی ٹھیک نہین۔ کہ فلان کی جیب مین دو پیسے ہین۔ شائد اس نے کہین سے چرائے ہین اب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چور بحالت ایمان چوری نہین کرتا اور جو چور ہے اس کا گویا خدا کے رزاق ہونے پر ایمان نہین اور چوری کو خدا کے وعدہ پر مقدم کرتے ہو اس لئے کافر ہو۔ دیکھو ایک شخص کہان سے کہان جا پہونچا۔ رسول کریم ؐ نے فرمایا کہ تم اپنے باپون کو گالیان نہ دو۔ صحابہ نے عرض کیا حضرت کوئی اپنے باپ کو بھی گالی دیتا ہے (اب تو بیٹے باپ کو مارتے بھی ہین) تو آپ نے فرمایا۔ جب تم نے کسی کے باپ کو گالی دی۔ تو گویا اپنے باپ کو دی۔ کیونکہ وہ تمہارے باپ کو گالی دیگا۔

بدی کا بدلہ۔ بدی سے دینا گویا ایک اور بدی کرنا ہے۔ صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے۔ ہم یہان سب کیون آتے۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت جانتا ہے۔ مین تو یہان دین سیکھنے کے لئے آیا تھا۔ ایک دفعہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اتنا نکلا تھا کہ تم اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ لاؤ۔ سو اس کے بعد مین نے وطن کی کبھی خواہش نہین کی۔ یہان مین نے مالی جانی نقصانات اُٹھائے۔ مگر صبر کیا۔ پھر مین دیکھتا ہون۔ کہ اس صبر کا اجر مجھے مل گیا۔ کہ مین مظفر و منصور ہو گیا۔ کوئی وظیفہ کوئی عمل تم سے الگ مجھے نہین آتا۔ پھر بھی مین نے وہ بات حاصل کی۔ جو میرے ایسے انسان کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتی۔ انسان کی روح مین ایک ترپ معیت کی بھی ہے۔ اللہ وعدہ کرتا ہے کہ مین صبر کرنے والون کے ساتھ ہون ایک معمولی انسان کا ساتھ کتنی بڑی بات ہے۔ پس جس کے ساتھ خدا ہو۔ اُسے اور کیا چاہیئے

[illegible] ہوتا ہے آگے دوسرے کی بات سننے سے

جسکی تم لوگون کو عادت ڈالنی چاہیئے۔ میرے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا ہے کہ مسلمان کیون ترقی نہین کرتے یہ مسلمان کب بنین گے۔ مینے اس سوال پر بہت غور کیا ہے۔ دوسری قومون کے پاس تو تعلیم کوئی تھی نہین مگر ضرورت محسوس کر کے اونہون نے وحدت قائم کر لی اور اس کا پھل کہایا۔ ہندو ہین۔ بس ان مین دولت رام نام چاہیئے۔ پھر وہ کہہ دین گے۔ کہ یہ ہماری قوم کا ہے۔ پھر نصارے ہین اونہون نے قومی وحدت کا مسئلہ اختیار کر لیا ہے۔ دوسرا اصل ان قومون نے یہ سمجھ لیا کہ محنت کے بغیر کچھ نہین ہوتا۔ پس اونہون نے محنت اختیار کر لی۔

مسلمان ہین اون کو خود مذہب نے سکھایا کہ تم وحدت پیدا کرو اور محنت کرو۔ مگر اونہون نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔

دوسری قومون کا یہ حال ہے کہ انہون نے عبادت کو تو ایک خاص شخص کے گلے پر منڈ دیا ہے۔ چنانچہ مین جن راجون کے ہان ہوتا تھا اون مین ایک مُدبّر کو دیکھتا کہ وہ بڑی محنت سے کام کرتا۔ جب نوکر آ کر عرض کرتا۔ کہ مہاراج پوجا کا وقت ہے۔ تو وہ کہہ دیتا کسی برہمن کو چند پیسے دے کر پوجا کرا لو۔ اسی طرح عیسائی ہین۔ اونہون نے الابلا یسوع کے سر پر ڈال دی جو اون کے لئے کفارہ ہو گیا۔ اب دنیا رہ گئی سو اس کے پیچھے ہاتھ دہو کر پڑ گئے اور اس مین کامیاب ہوئے۔ مسلمانون نے نہ تو دین کو سنبھالا نہ دنیا کو۔ دین کا حال تو یہ ہے۔ کہ سرحدی مولوی ہین اونہون نے فتویٰ دیدیا کہ انگریزی علاقہ سے کوئی دس بٹیرین لائے۔ ایک ہمین دیدے باقی حلال۔ اور دنیا کا یہ کہ بس ساری دنیا مین نکمے ہین۔ تو مسلمان۔ ترقی کرین تو کیون کر کرین۔ وحدت پیدا کرو تا کامیاب ہو۔ ایک دن آتا ہے کہ کچھ لوگ بے عیب تجویز کئے جاوینگے وہ مسلمان ہون گے وہ خدا کی رحمت مین ہون گے۔

مورخہ ۳۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۳)

کنتم خیر امۃ۔ ہو تم عمدہ و اعلےٰ جماعت۔ خیر تفضیل کا صیغہ ہے زیادت کے معنون مین آتا ہے۔

اخرجت للناس۔ لوگون کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ اور دیکھے کہ مینے آٹھ پہر مین لوگون کی بھلائی کے لئے کیا کام کیا۔ اُمّت محمدیہ کا منشا رہی یہی ہے کہ لوگون کی بھلائی کے لئے جان تک لڑا دی جائے۔ سرہندی بزرگ نے لکھا ہے کہ مین جب رات کو سونے لگتا ہون تو سوچتا ہون کہ اپنے فرض منصبی کو کہان تک ادا کیا ہے۔ گویا حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔ و داننوا قبل ان توازنوا پر عمل فرماتے تھے۔ اب اس بھلائی کی تصریح فرماتا ہے۔

تامرون بالمعروف۔ یعنی [illegible]

تھا۔ جو اہل ارض کے لئے امان تھا۔ اسی گھر میں ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پیدا ہوئے رضوان اللہ علیہم اسی میں طلحہ و زبیر۔ چنانچہ خدا نے فرمایا۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ اللہ نے اس کے گھر کے لوگوں کو بڑا بنانا چاہا ہے۔

مقام ابراہیم۔ پھر اس کہ کی اوّل نو یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ابراہیم کا عبادت گاہ ہے۔ یہودی۔ عیسائی اپنے متبوع کی کوئی جگہ پیش نہیں کر سکتے جو ان کے قبضہ میں ہو

دوسری آئتمن دخلہ کان آمناً اور دوسری جگہ فرمایا۔ و یتخطف الناس من حولہم۔ کہ سارے جہان میں افراتفری پڑی ہے پر مکہ میں نہیں۔

تیسری آئتہ و للہ علی الناس حج البیت۔ گویہ نہیں سمجھا وہ یہ پیشگوئی سن لے کہ حج بیت اللہ کا لوگوں میں رہے گا

ومن کفر۔ اور جو باوجود ان دلائل کے کفر کرے۔

تبغونھا عوجاً کے معنوں میں میں نے بہت غور کیا ہے بہت لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ عیب جوئی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ میں نے ایسی عادت والوں کو دیکھا ہے کہ وہ مرتے نہیں جب تک اسی گناہ میں گرفتار نہ ہو لیں جس کے لئے وہ دوسرے کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں میں شور و فساد ڈالتے ہیں۔ اسلام ایک سیدھا اور سادہ مذہب ہے۔ مگر تبغونھا یہ لوگ چاہتے ہیں اس کے لئے عوجاً۔ کہ کوئی عیب نکل آئے اور ایک معنے یہ ہیں۔ کہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام میں رہیں یعنے اللہ کی راہ پر قائم رہیں اور پھر اسی طرح ٹیڑھے کے ٹیڑھے بھی رہیں حقیقی تبدیلی کو پیدا نہیں کرتے۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔

ایک طرف اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ ہے۔ دوسری طرف عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے رہنا بہت ہی خطرناک راہ ہے مومنوں کی تعریف میں فرمایا ہے۔ یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علی جنوبہم۔ اب جو بجائے ذکر اللہ کے مخلوق کے عیب بیان کرتا پھرے وہ مومن کیسا ہوا اور پھر اپنی غلطی پر اڑ جانا اور یہ سمجھنا کہ ہم نے خدا سے کوئی وعدہ لے لیا ہے اور بھی بُرا ہے۔ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ دیکھنا اور دوسروں کی آنکھ کے تنکے کو گھنونی نظر سے دیکھنا اچھا نتیجہ نہیں رکھتا۔

ان تطیعوا۔ یعنے جیسے یہود وغیرہ چاہتے تھے۔ کہ اسلام صاحب اسلام۔ اصحاب اسلام کے اندر عیب تلاش کریں اور خود اتنے عیب دار ہوں۔ مگر دوسروں کی معمولی خطاء کو بھی گرفت کرنے سے نہ رہیں۔ اسی طرز عمل پر اگر تم چلو گے۔ تو کافر ہو جاؤ گے۔

[illegible] مسلمان نہیں ہوتا جو یہودیوں کا فرمانبردار [illegible]

بن جاتے۔ پس تطیعوا کے معنے یہی ہیں کہ ان کے طرز عمل پر چلو گے جیسے وہ عیب چینی کرتے پھرتے ہیں ایسے ہی تم کرتے رہو گے۔ تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

مورخہ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

یا۔ اے۔ ایھا۔ میں تو تمہیں کو سناتے ہیں۔
الذین آمنوا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے۔

اتقو اللہ حق تقاتہ۔ بیٹا اپنے باپ کا کہا مانتا ہے شاگرد اپنے استاد کا۔ محکوم اپنے حاکم کا دوست اپنے دوست کا اور یہ سب تسلیم کسی فائدہ کے حصول پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہمارا حکم بھی مان لو۔ تا تم فلاح دارین پاؤ۔ وہ حکم کیا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اپنا سارا زور لگا کر۔

ولا تموتن الّا وانتم مسلمون۔ اب موت کا وقت تو معلوم نہیں بعض وقت انسان سوتا سوتا ہی مر جاتا ہے اور مسلمان بننے کا موقعہ نہیں ملتا اس لئے آج سے ہی تیاری کر لو۔ اور ہر وقت یہی سمجھو۔ کہ موت قریب ہے تا تمہارا انتقال بحالت اسلام ہو۔ انسان جب کوئی نیکی شروع کرتا ہے۔ تو ہر نیکی کا قول یا فعل یا عمل دوسرے نیک قول یا فعل یا عمل کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ گویا ایک نیکی دوسری نیکی کے لئے بمنزلہ زنجیر کی کڑی کے ہے۔ پس تقویٰ اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہی مرو گے۔ تقوے کی بہت سی راہیں ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے۔

واعتصموا۔ اپنے آپ کو دکھوں سے بچاؤ کس ذریعہ سے؟

بحبل اللہ۔ ایک اللہ کا رسہ ہے۔ اس پر دو قومیں زور لگا رہی ہیں۔ تم سارے ملکر زور لگاؤ تا ذلت اور شکست کے دکھوں سے بچ جاؤ۔ ہمارے زمانہ طالب علمی میں یہ رسے کا کھیل نہیں ہوتا تھا مگر اب تو سکولوں میں یہ کھیل رائج ہے۔ اس لئے اس آیت کی خوب سمجھ آ سکتی ہے۔

شفا۔ کنارہ

من النار۔ غضب۔ غیظ۔ کینے۔ ایک دوسرے کی جلن۔

فانقذکم منھا۔ ان تمام جھگڑوں سے قرآن نے نکالا۔

دیکھو۔ میں تمہیں دردِ دل سے کہتا ہوں کہ وحدت بڑی چیز ہے اور ہر قسم کی کامیابیوں کی جڑ ہے۔ صحابہ کرام نے اس کا مزہ چکھا ہے ان کی قوم ایک کس مپرسی حالت میں تھی۔ صرف وحدت کے ذریعے ساری دنیا میں عظیم الشان اور مظفر و منصور ہو گئی۔

جب تک ہر ایک آدمی اپنے اغراض کو چھوڑ کر دوسرے کی ہمدردی میں فنا نہ ہو جاوے۔ یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ بکو

سورۃ آل عمران

پارہ چہارم

(مورخہ ۴ - مئی ۱۹۰۹ء بقیہ رکوع ۴)

منافقوں کا ایک طرف یہود تھے بنو قینقاع - بنو نضیر - بنو قریظہ - دوسری طرف پادری جن کا لارڈ بشپ ابو عامر ہرقل سے تعلقات رکھتا تھا - اس طرح پر اس سلطنت کا خدشہ تھا - پھر مدینہ کے مشرک اوس و خزرج تھے - پھر یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ مکہ والے تجارت کے بہانے سے ادہر ادہر گھومتے تھے اور ریشہ دوانیاں کرتے پھرتے تھے - اور قوموں کو اکساتے پھرتے پھر ایران کے بادشاہوں سے ان کی ساز باز تھی ان کو حضرت نبی کریم کی جماعت پر برانگیختہ کرتے رہتے - چونکہ دشمنوں کا یہاں تک زور تھا - اسیواسطے بلغ ما انزل الیک من ربک واللہ یعصمک من الناس - کا وعدہ ہوا - ایسی مشکلات میں اللہ تعالیٰ تیرا محافظ ہے -

بہرحال ان حالات میں شریر دشمن نے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رویا دیکھی ہے اس سے خدشہ معلوم ہوتا ہے پس باہر نکل کر نہیں لڑنا چاہیئے - مگر بعض تیز طبیعت صحابہ نے عرض کیا نہیں حضور باہر ہی چلنا چاہیئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کا جوش دیکھا تو فرمایا - اچھا - آپنے دو زرہیں پہن لیں - صحابہ یہ دیکھ کر ڈرے اور سمجھ لیا کہ امر بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے پھر عرض کیا کہ حضور اندر ہی لڑینگے آپنے فرمایا نبی جب کسی چیز کی تیاری کر لیتا ہے تو رک نہیں سکتا - اب اس موقعہ کا ذکر ہے -

تبوئی المؤمنین مقاعد للقتال - تو بٹھاتا تھا - مومنوں کو جگہ بہ جگہ جہاں انہیں کھڑے ہو کر لڑنا چاہیئے اس سے ایک سبق تمہارے لئے نکلتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ - مناظرہ - مباحثہ بے شک کرو - مگر اپنے امام کی منشاء کی ماتحت - کیونکہ یہ ترتیب جس کا انجام فتح و ظفر ہو اللہ کے بندے ہی جانتے ہیں -

اذ ھمت طائفتٰن - یہ گروہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ تھے - خدا نے پردہ پوشی کی انہوں نے خود ہی اپنے نام بتائے - کسی نے کہا - تفشلا کے الزام کے نیچے آنا - کیوں ظاہر کرتے ہو کہنے لگے - واللہ ولیھما کی خوشخبری خوش نہیں رہنے دیتی [illegible] انسان کبھی کبھی کمزور ہو جاتا ہے - یہ جنگ کا موقعہ پھر شہوت کا مقابلہ [illegible] کا مقابلہ بزدلی کا مقابلہ - یہ ایسی باتیں ہیں کہ بڑے ابتلاء کا مقام

ہیں -

اب نظیر دیتا ہے کہ بدر میں جب تم تھوڑے اور بیمقدور تھے عمائد مکہ پر فتحیاب ہو چکے پس تم اللہ کو اپنا سپر بناؤ وہ تمہیں ہلاکت سے محفوظ رکھیگا -

ثلثۃ اٰلاف من الملائکۃ - ہندوستان میں سید صاحب اور مصر میں مفتی عبدہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے ...... جنہوں نے ملائکہ سے انکار کیا ہے یہ اندرونی نادان دوست ہیں - حالانکہ ملائکہ کا اعتقاد ...... تمام انبیاء کی تعلیم کی جزو ہے اور نبوت کی سیڑھیوں میں پہلی سیڑھی تو یہی ملائکہ پر ایمان ہے میں اس کے متعلق پہلے مفصل سنا چکا ہوں -

مسومین - ان کو نشان لگا ہوا ہے -

بخمسۃ اٰلاف من الملائکۃ - جوں جوں انسان کا قرب اللہ سے بڑھتا جاتا ہے توں توں ملائکہ سے زیادہ تعلق پیدا ہوتا ہے اس لئے صبر و تقویٰ سے کام لینے پر بجائے تین ہزار کے پانچ ہزار فرمایا -

مورخہ ۵ - مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۵)

تھوڑی سی بات سے بڑی باتوں کا امتحان کیا جاتا ہے - اس زمانہ میں تو یہ مسئلہ صاف ہے کیونکہ ہر موقعہ پر امتحان لیا جاتا ہے امتحان کے معنے ہیں کسی کی محنت کو جانچ لینا اور اس کا بدلہ دینا - ایک جگہ فرمایا ہے - اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ - پھر ایک امتحان کا ذکر بقرہ میں کیا ہے ان اللہ مبتلیکم بنھر -

ایسا ہی یہاں جہاد کے لئے ایک امتحان ہے کہ سود لینا چھوڑ دو کیونکہ .. بیاج خور مال میں وسعت حوصلہ سے کام نہیں لے سکتا اور جو مال خدا کی راہ میں نہیں چھوڑ سکتا وہ جان کیوں کر دیگا پس یہاں فرمایا کہ اول تو تم سود کو چھوڑ دو -

ربوا کے لفظ پر بعض لوگوں نے بحث کی ہے - کہتے ہیں کہ ربوا کے معنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کئے ان نادانوں سے کوئی پوچھے کہ کیا قرآن کے لفظ لفظ کے معنے حدیثوں میں آئے ہیں جب خدا تعالیٰ ایک چیز کو حرام فرماتا ہے اور اسکی خلاف ورزی کو خدا سے جنگ قرار دیتا ہے تو کیا وہ ایسا لفظ تھا جس کے معنے لغت عرب سے واضح نہ ہوتے ہوں نقدی کے اوپر میعاد معینہ کے لحاظ سے زیادہ لینا سود کہلاتا ہے -

ہاں بعض باریک باتیں بھی ہیں جو عام فہم نہیں ہیں - مگر تاہم کوئی ایسی مشکل بات نہیں - بعض نابکار لوگ کہتے ہیں - کہ سود کے بغیر کام نہیں چل سکتا حالانکہ بارہ سو برس تک بارہ سو برس پہلے اس نے کہا کہ تیرہویں صدی میں [illegible]

سلیم الفطرت پسند کرتا ہے وہ کرے اور جو اس کے خلاف ہو اس سے روکے۔
وتؤمنون باللہ۔ پھر خود بھی ان بھلائیون پر عمل کرنے والے ہو اور تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا ایمان ہے۔

۱۱۱ الا اذیً۔ محض زبانی بکواس کرلین اس کے سوا اور کیا بگاڑ سکتے ہین۔
ثم لا ینصرون۔ مین تو اس کے یہی معنے کرتا ہون پھر کبھی بھی اون کو نصرت نہ دی جاوے گی۔ تیرہ سو برس سے یہود کا یہ حال دنیا دیکھ رہی ہے۔
۱۱۲ الا بحبل من اللہ و حبل من الناس۔ یا ن مسلمانون کے معاہدہ کے نیچے یا دوسرے لوگون کے معاہدہ و تعلقات کے اندر اس سے کچھ محفوظ رہ سکتے ہین۔

تقدیر عبارت یون ہے۔ اینما ثقفوا اما عصموا من الذلۃ الا عصموا بحبل من اللہ۔ یہ عصموا میز دو آیات سے نکالا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ۔ اور من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم
مطلب یہ ہے کہ جہان پائے گئے ذلت سے نہین بچین گے۔ مگر مسلمانون کے عہدنامہ مین اس بری ذلت سے کچھ نہ کچھ بچ سکتے ہین۔ ایک اور معنے ہین وہ یہ کہ یہودی ہمیشہ ذلت مین رہینگے ان اگر اللہ کے رسن کے نیچے آجاوین۔ یعنے مسلمان ہوجاوین یا کوئی اور مذہب اختیار کرلین تو پھر بچ سکین گے۔ یہودی۔ یہودی رہ کر کبھی فلاح نہین پا سکتے۔ الا کو عاطفہ بھی بتایا ہے۔ یعنے ولا مطلب یہ ہے کہ وہ ذلت سے نہ بچین گے۔ خواہ مسلمانون سے عہدنامہ کرین۔ یا کسی دوسرے مذہب سے۔
المسکنۃ۔ یعنے سلطنت کے لئے ہاتھ پاؤن نہین مار سکینگے۔
من اھل الکتاب امۃ قائمۃ۔ ہر مذہب مین دو قسم کے لوگ ہین۔ ایک وہ جو شریر ہوتے ہین وہ غیر مذہب کی مخالفت محض از راہ شرارت کرتے ہین۔ ان مین طلب حق ہرگز نہین ہوتی۔ دوسرے وہ جو شرارتون مین شریک نہین ہوتے وہ نیکی مین بقدر اپنی طاقت کے بڑھتے رہتے ہین۔ اللہ پر۔ قیامت پر ایمان لاتے ہین اپنی عقل و فہم کے مطابق پسندیدہ کام کرتے اور بُرے کامون سے رُکے رہتے ہین۔ اور کسی نبی وغیرہ کی ہتک نہین کرتے۔ اس قسم کے لوگون کو خدا نے امیدوار ٹھہرایا ہے۔ کہ ما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ۔ جو کچھ بھی وہ بھلائی کرین اوس کی ناقدری نہ ہوگی۔
واللہ علیم بالمتقین۔ کیونکہ اللہ کو متقین کا علم ہے۔ پس اون کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمین رائے زنی کا کوئی حق نہین (اون نیکون کی قسمت ان ہی ہے کہ "اسلام قبول کرنے کے لئے شرح صدر ہوجاوے) باقی رہے جو کھلم کھلا انکار کرتے اور شرارت [illegible]

بطانۃ۔ اندرونی دوست نہ بناؤ۔ اس کی تصریح سورۃ ممتحنہ مین خوب فرمائی ہے اب اسکے آگے اون کے طرز عمل سے اطلاع دی تا محفوظ رہ سکو۔

مورخہ ۴۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۴)

مکے کے لوگون مین خودپسندی اور خودی بہت تھی۔ اسکی جڑ آسودگی سے تھی تمام جہان کی پوجا کا مال اون کے پاس آتا تھا۔ پھر مکہ ایک بڑا معبد تھا تمام عرب والے اس کی پوجا کرتے تھے اس لئے یہ لوگ اپنے تئین بڑا سمجھتے تھے۔ تیسری وجہ ان کی خودپسندی کی۔ رحلۃ الشتاء والصیف تھی۔ یعنے وہ تجارت کے لئے موسم گرما مین شام مصر وغیرہ کی طرف جاتے تھے۔ اور سرما مین ہندوستان۔ چائنا کی طرف جتنی تجارت پیشہ قومین ہین۔ وہ ایک وقت آسودگی کی وجہ سے خودی اور خودپسندی مین مبتلا ہوجاتی ہین خودی اور خودپسندی والے ہر بات پر ناک چڑھانے کے عادی ہوجاتے ہین۔ اور وہ ہمیشہ دوسرون کی نسبت یہی کہتے ہین۔ ہم اسے کیا سمجھتے ہین۔ پس جب کوئی دوسرے کی بات سنتے نہین۔ تو حق کس طرح پا سکتا ہے ان کی اس خودی اور خودپسندی کی اصل جڑ تو ان کے بُت تھے۔ جیسے ہندوستان مین مہادیو ہے۔ ایسے ہی وہان ہبل تھا۔ جیسے یہان دیویان ہوتی ہین۔ وہان نائلہ تھی۔ ہر بت کے پجاری لاکھون روپے کماتے تھے۔ انہون نے جب دیکھا۔ کہ ایک نوجوان ہمارے ہی خاندان کا ہمارے تمام کارخانہ کرامت پر پانی پھیرنا چاہتا ہے۔ تو وہ آگ بگولا ہوگئے اور ادھر انہی کے قوم کے لوگ ورقہ بن نوفل۔ علی صدیق زید بن حارث وغیرہ مسلمان ہوگئے۔ تو یہ اور بھی گھبرائے اور مقابلہ کی ٹھانی اور جتنی الامکان اونھون نے کوشش کی۔ کہ کس طرح اسلام کا استیصال کیا جائے۔
نبی کریمؐ کو ۱۳ برس اس گھمسان مین گذرے۔ دیکھو کس قدر بڑی ہمت کیسی بلند پروازی۔ کتنا محکم ارادہ ہے اور کیسا استقلال تھا پھر صحابہ مین جن کی قومیت اور عصبیت نہ تھی وہ بھاگ اٹھے۔ فرمایا حبش مین چلے جاؤ۔ وہان وہ لوگ جا رہے۔ پہلے رنگ مین تو بتایا۔ کہ شریر سے شریر حکومت کے نیچے کس طرح مسلمانون کو رہنا چاہئے دوسری مین یہ بتایا کہ نیک دل عیسائی گورنمنٹ کے تحت مین کیونکر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ گویا آپ کو یقین تھا کہ ایک وقت مسلمانون پر آنیوالا ہے کہ وہ غیر قومون پر حاکم ہونگے اور پھر ایک وقت وہی آتا ہے کہ وہ محکوم ہونگے یہ تو مکہ کے حالات تھے اب جب آپ مدینہ مین آئے تو یہان رسم و رواج سے آپکو آگاہی نہ تھی انکی جماعتون مین کوئی منصوبہ گر تھا۔ [illegible]

سکتے یہ وہی بات ہے جو مین پہلے ہی بتا چکا ہون کہ ضمیرین متکلم کی ہون یا غائب کی یا مخاطب کی ۔ اپنے شل کے معنے بہی رکھتی ہین ۔ جیسے اذ قلتم یاموسیٰ لن نصبر علےٰ طعام واحد ۔ مین مخاطب وہ نہین جنہون نے کہا کہ موسیٰ ہم ایک کہانے پر صبر نہین کر سکتے ۔

وليبتلی ۔ "تا ظاہر کرے" قرآن مین ایک جگہ ایسا محاورہ ہے ۔ جہان فرمایا ۔ یوم تبلی السرائر ۔

لیمحص ۔ خالص کر کے دکہا دے ۔

ببعض ماکسبوا ۔ یہ عجیب مسئلہ ہے کہ نیکی کی توفیق نہین ملتی ۔ نماز مین لذت نہین آتی ۔ مصیبت پر مصیبت پڑتی رہتی ہے ۔

انسان پہلے خود ایک بدی کرتا ہے پھر اس بدی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس شخص کے ساتھ دوستی پیدا کرتا ہے بس یہ تعلق شیطان ببعض ماکسبوا کا اثر ہے قرآن نے اس مسئلہ کو کئی رنگون مین بیان کیا ہے ۔ شیطان کسی کے بہکانے کی اس وقت کوشش کرتا ہے جب وہ پہلے کسی بدی کا ارتکاب کرے چنانچہ فرمایا ۔ فلما ذاغوا ۔ ازاغ اللہ قلوبہم ۔ دوسری آئت ۔ واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا علیٰ رجسہم ۔ ہمنے بعض شخصون کو دیکھا ہے کہ ایک وقت تھوڑے سے گناہ کا کام بھی کئی پردون مین چھپ کر کیا ہے ۔ پھر یہان تک بڑہے ہین کہ عین سر بازار رنڈیون کے ساتھ شطرنج کھیلتے دکہائی دیتے ہین یا شتم پر سوار ۔ ایک شخص اس ابتلا مین پڑ گیا ۔ اس کی ہدائت کا موجب یہ آئت ہوئی ۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ ۔ برق کی طرح اس کے دل مین اثر کر گئی اور سب منہیات کو چھوڑ دیا ۔ انسان جب بدی کرتا ہے اور اس سے باز نہین آتا تو پھر وہ بدی اس کی نظر مین بدی ہی نہین رہتی ۔ ایک شخص قرآن شریف مین کونوا مع الصادقین پڑھ رہا تہا کہ اوسے اس کا ایک دوست آیا اور کہا کہ فلان نے مقدمہ دائر کر دیا اس نے جواب دیا کہ تم بہی ایک دعوےٰ دائر کر دو ۔ ہم گواہون کا انتظام خود کر لین گے یعنے جہوٹے گواہ مہیا کر لین گے ۔ مینے دیکھا ہے کئی آدمی بے وجہ جہوٹ بولتے ہین اس جہوٹ بولنے سے نہ انکی عزت کو کچھ فائدہ پہونچتا ہے نہ مال مین زیادتی ہوتی ہے ۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔

ماماتوا وما قتلوا ۔ یہ کہنا حقیقت مین بڑی بہاری غلطی ہے کہ فلان جگہ نہ جاتے تو یون نہ ہوتا ۔

لیجعل اللہ ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ بنا دے ۔

وشاورہم فی الامر ۔ بڑے بڑے ذی وجاہت اور فہیم لوگون سے بھی کبھی غلطی ہو جاتی ہے تو ان سے درشتی نہین چاہیئے بلکہ بدستور انہین مشورہ مین شامل رکہنا چاہیئے

[illegible] کو [illegible] کیا تم کو نبی پر اعتبار نہ تہا ۔

ہم درجٰت ۔ وہ انبیاء بڑے درجہ والے ہین •

یزکیہم ۔ اپنی توجہ سے مزکی بنائیگا ۔

مورخہ ۱۰ ۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۸ رکوع ۹)

بہت سے لوگ ہین کہ انہین دنیا کے کامون مین بہت تکلیف پہونچتی رہتی ہے مگر اس کام کو چہوڑ نہین دیتے لیکن اگر دین مین کچھ تکلیف پہونچے تو بہت جلدی بیدلی ظاہر کرتے ہین ۔

مین ایک بزرگ سے پڑہتا تہا جو ہمیشہ سے سفر مین رہتے جب وہ کہین جاتے مجھے بھی ساتھ جانا پڑتا ۔ ایک دفعہ کسی شخص کی بھینس چرائے گئے چور دن کا پتہ مل گیا ۔ ہمارے استاد کو سفارش کے لئے وہ لوگ جن کا نقصان ہوا تہا لے گئے وہان جا کر اونہون نے بہت کچھ کہا ۔ مگر چور ہی کہتے کہ بھینس کی ویسی ہے اصل نہین دیتے اور وہ گاؤن ایسا تہا کہ اس مین سب مال چوری ہی کا تہا ۔ ہمارے دوست ایک اور طالب علم تھے جو اولاد مین سلطان باہو کے .. .. تہے اونہون نے کہا ہم خود کچھ انتظام کرتے ہین یہ لوگ مولویون کی بات نہین مانتے تم میرے ساتھ چلو ۔ وہان جا کر تم نے کہنا آج ۔ مین کہون گا نہین کل ۔

چنانچہ ہم گئے اور ایسا ہی کیا ایک نوجوان نے حیرت سے پوچھا کہ کیا بات ہے میرے دوست نے کہا یہ قریشی ہین اور چلے ہین تمہارے گھر اذان دینے اس نے کہا خدا کے لئے ذرا ٹھہر جاؤ اور وہ ڈرتا ہوا گہر گیا کہ غضب ہو گیا ستم ہو گیا ۔ چنانچہ وہ لوگ ہمارے استاد کے پاس گئے اور کہا کہ ہم بھینس لا دیتے ہین خدا کے لئے ہمارے گہر اذان نہ کہنا ۔ آخر اونہون نے راز بتایا کہ ان لوگون کا خیال ہے ۔ قریشیون نے مسجد مین اذان دی ۔ تو وہ ایسی ویران ہوئی کہ نہ اس مین کوئی بھینس اندر جا سکتی ہے نہ گائے پس یہ اذان دے کر ہمارے گھر کو بھی مسجد یعنے ویران بنا دینگے ۔ پس وہ ڈرتے مارے بھینس لے آئے ۔

مین نے دیکھا ہے کہ پیر خود بہی لوگون کو دہوکہ دیتے ہین کہ ہم کسی پر ناراض ہون اور اتفاق سے کوئی حادثہ پیش آجائے تو اپنی طرف منسوب کرتے ہین ۔ مگر انبیاء ایسے نہین ہوتے وہ تو تجربہ کا جوش رکھتے ہین اس لئے ہر نیک بات اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین اور بتاتے ہین کہ دکھ اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہین ۔

یہ کل من عند انفسکم کی تفسیر ہے ۔ اسمین بتایا ہے کہ مصیبت تمہاری نافرمانی کا نتیجہ ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ کی شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو سزا ملتی ہے قرآن پہلے سید و قریش کے گہر سے نکلا ۔ مگر اب اس [illegible] نکلنے کے یہ [illegible] کو کیا [illegible]

[illegible]

نے سود لینا شروع کر دیا) کا تجربہ بتاتا ہے کہ بغیر سود کے سب کام چل سکتے ہیں میں اس بات کا گواہ ہوں کہ بغیر ربوا کے لینے اور دینے کے انسان تمام کام کر سکتا ہے۔

میں نے بھی ملازمت کی۔ کاشتکاری بھی کی تجارت بھی کی۔ لاکھ لاکھ روپے کی تجارت کی۔ مگر مجھے کبھی سود کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایسے ایسے وقت بھی مجھ پر گذرے ہیں کہ رات کو بھرنے کے لئے سامان نہیں۔ مگر پھر بھی میرے مولیٰ نے میری دستگیری کی۔

اضعافاً مضاعفۃ۔ اس کے ترجمے کے لئے میں نے بہت غور کیا "بڑھ بڑھ کر" سے زیادہ کوئی لفظ اس مفہوم کو ادا کرنے والا نہیں یہ معنے کرے ایک کے سات سو پھر سات سو کا دگنا چودہ سو ایک روپیہ پر بیاج لینا منع ہے بہت ہی حماقت ہے ایک سود کی وہ قسم بھی ہے جو لینا پڑتا ہے۔ مثلاً ملازموں کی تنخواہ سے کچھ کاٹا جاتا ہے۔ بنک کا سود ہے اسے میرے خیال میں مال غنیمت سمجھنا چاہئے اور اسے کسی نیک کام میں لگا دینا چاہئے

اعدت۔ امام ابو حنیفہ ایک عظیم الشان امام گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں اخوف آیۃ عندی فی القرآن۔ اس لئے کہ جہنم تو بے ایمانوں کے لئے ہے پس یہ مومنوں کا گھر کیوں ہو۔

سارعوا الی مغفرۃ۔ اللہ کی رسول کی اطاعت کرو اگر کوئی غلطی ہو جاوے تو بخشش مانگو۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ ایک تو یہ بات ہے کہ غیظ و غضب پی جائے پھر اس سے بڑھ کر ایک اور درجہ ہے کہ نہ صرف اپنے جذبات کو روکے بلکہ معاف بھی کر دے۔ حضرت عائشہ کے معاملہ میں حضرت ابو بکر اپنے ایک بھائی پر ناراض ہو گئے اور اس کا وظیفہ بند کر دیا۔ خدا نے فرمایا۔ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔

فاحشۃ۔ ایسی بدی جسے کھلم کھلا لوگ برا سمجھیں۔

لا تھنوا۔ نفس کے مقابلہ میں اور دشمن کے مقابلہ میں سستی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

مورخہ ۷۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۶)

جنگ احد میں نبی کریم ایک گھمسان میں تھے کسی نے یہ غلط خبر اڑا دی کہ نبی کریم قتل ہو گئے اتنے بڑے عظیم الشان شخص کے قتل کی خبر میں معرکہ جنگ میں ہوش اڑا دینے والی ہونی ہی تھی بعض تو حیران رہ گئے بعض جان توڑ کر لڑے بعض نے ہمت ہار دی۔ اللہ جلشانہ ان کو فرماتا ہے۔ آخر محمد رسول اللہ رسول ہی ہیں اگلے رسول بھی مر چکے۔ کیا یہ بات ہے کہ نبی گھمسان میں نہیں مارا جاتا۔ مگر فرض کرو کہ وہ فوت ہو گئے یا مارے گئے تو کیا وہ دین جو تم نے قبول کیا [illegible]
[illegible]

کاین من نبی۔ یعنی کس قدر نبی ہیں بہت ہیں۔

وما استکانوا۔ استکان میں بحث ہے بعض اسے کون سے [illegible] ہیں۔ میرا بھی یہی اعتقاد ہے بعض سکون سے۔ مگر اس صورت میں [illegible] بنیگا تو مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں نہیں [illegible] ربی۔ امام۔ نیک لوگ۔ جماعت۔

مورخہ ۸۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

انسان کی طرح کی طاقتیں ہیں ایک وہ جو اس کے دخل و تصرف کے نیچے ہیں [illegible] وہ جن پر اس کا کچھ تصرف نہیں۔ نیکی کی راہ انسان دکھ مصیبت کسی بزرگ سے یا الہام سے سمجھ لیتا ہے۔ نیکی سے روکنے کے اسباب بھی ہیں [illegible] نفس۔ شیطان۔ معاندان حق شامل ہیں۔

ان تطیعوا الذین کفروا۔ تمام وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نفس سے لیکر خدا کے کھلے منکروں تک۔ اگر ان کا کہا مانو گے یا ان کی ترغیب کے آگے دب جاؤ گے تو چونکہ انسان ایک حد تک ٹھیرتا نہیں اس لئے نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ ایمان سے تم بعد میں پڑ جاؤ گے

بل اللہ مولٰکم وھو خیر الناصرین۔ اگر مولیٰ سے تعلق [illegible] تو وہ دشمنوں کے مقابلہ میں تمہیں نصرت بخشے گا چاہیئے کیا؟ یہ کہ کفار کے سامنے ایسے ہو کہ تمہارا رعب ان پر پڑ جائے اور جیسے جونک پتھر پر کچھ اثر نہیں کر سکتی اسی طرح کفار کا تم پر کوئی اثر نہ پڑے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی یہی تفسیر ہے۔

اذا فشلتم۔ احد کی پہاڑی میں جہاں جنگ تھی۔ احد کے مشرق کی طرف کفار تھے۔ ایک درہ تھا پہاڑی پر۔ آپ (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) نے ۵۰ [illegible] مقرر کئے کہ فتح ہو یا شکست ہو تم لوگوں نے یہاں سے بغیر میرے حکم کے نہیں ہٹنا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی یہ سمجھے کہ اب کیا ضرورت ہے وہاں سے [illegible]

فشلتم۔ پھسل گئے۔

تنازعتم۔ افسر نے کہا کہ ٹھہرو۔ دوسروں نے کہا اب کیا ضرورت ہے بس جھگڑا ہوا۔

ولقد عفا عنکم۔ قریب تھا کہ خمیازہ اٹھاتے۔ مگر ہم نے درگذر کی۔

فاثابکم۔ جزا غم۔ ودم یہ کہ ایک غم کے بدلے جو تمہاری نافرمانی نے رسول کو پہنچایا تم کو بھی پھر غم پہنچا [illegible] اٹھائی شکست کھائی۔

لکیلا تحزنوا۔ یہ سب کچھ ہمیں ہوگیا تاکہ تم میں ہی خیر گزری [illegible] کرو۔

مورخہ ۹۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

([illegible] رکوع ۷ و رکوع ۸)

[illegible]

حضرت سیدنا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

سورۃ النساء

(پارہ چہارم)

۱۸ - مئی ۱۹۰۹ء رکوع ۱۲

اس سورہ شریف مین یہ ذکر ہے - کہ اللہ تعالیٰ جب آرام کی زندگی عطا کرے - تو کس طرح بسر کرنی چاہیئے مومن لڑائیون مین انتظامات نہین کر سکتا - امن کی حالت مین کرتا ہے اس لئے امن کی زندگی بسر کرنے کے قاعدے و طریقے سکھاتا ہے۔

بڑا امن تکبر کے چھوڑنے سے پیدا ہوتا ہے - کبرائیون کے تمام شعبے چھوڑ دینے چاہیئے۔

شیطان کا پہلا گناہ جو قرآن کریم مین بیان ہوا ہے وہ بھی یہی ہے - کہ ابیٰ و استکبر - قومیت کے خیال کو تقوے کی حد کے اندر لانا چاہیئے - یہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ

جب تم ایک شخص کی اولاد ہو - تو پھر کبریائی کس لئے تقوے سے امن ..... پیدا ہوتا ہے - اور کبریائی سے فساد - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم مین بتایا ہے - کہ اللہ کے نزدیک معزز و مکرم صاحب تقوے ہے - نہ کہ اعلےٰ ذات والا -

واتقوا اللہ الذی تساءلون بہٖ

دوبارہ حکم تقوے کا دیتا ہے کہ اس اللہ کے متقی بنو - جس کے حضور تم دعا کیا کرتے ہو - جس کے در پر جا کر مانگنا - اس کے حکم کی خلاف ورزی ٹھیک نہین -

والارحام - انبیاء نے عورتون کے رشتہ کی یہان تک قدر کی - کہ آن حضرت (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے صحابہ کو نصیحت کی - کہ مصر کے قبطیون کا خیال رکھنا وہ تمہارے رشتہ دار ہین - کیونکہ حضرت اسماعیل کی مانّ مصر کی تھی - پھر حضرت نبی کریم جب قربانی کرتے - تو خدیجہ کی سہیلیون کے ہان بھی گوشت بھجواتے رحمون کا بہت لحاظ رکھو -

واتوا الیتمیٰ اموالھم - مظلومون مین یتیم بڑا مظلوم ہے ایک جگہ فرمایا ہے - لا تقربوا مال الیتیم -

ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب

اون کی عمدہ چیز اپنی کسی ردی سے مت بدلاؤ

حوبا کبیرا - بھاری گناہ -

حرامخوری کی بہت قسمین ہین - جو نوکر اپنی نوکری نہین کرتا وہ حرامخور ہے - جو طبیب راکھ کی پڑیہ بنا کر سونے کے نام سے دے وہ بھی حرام خوار - جو حرفے والے اپنے حرفے مین فریب کرے وہ بھی حرام خور -

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ - بعض وقت یتیم لڑکیون پر یا ان لڑکیون پر جو بیوی کے ساتھ آتی ہین ظلم ہو جاتا ہے - اس سے بچنے کا طریق بتایا تا امن ہو -

واتوا النساء صدقتھن نحلۃ

مسلمان جب پہلے پہلے یہان آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا - وہ لاکھون کا مہر باندھ دیتے تھے - مگر اب یہ حالت نہین پس قدر کے مطابق مہر باندھو - اور دل سے ادا کرو -

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم - مال کمانا سہل ہے پر خرچ کرنا بہت اہم ذمہ واری کا کام ہے

عورتون کی قوم بڑی کمزور ہوتی ہے پس اموال ان کو نہ دیدو ایسا ہی لڑکون کے حوالہ مال نہ کیا کرو - کئی لڑکے فضول خرچ ہوتے ہین - صرف اس لئے کہ انہین پیسے دیدئے جاتے ہین - ہمیشہ چیز منگوا کر دینی چاہیئے اسی لئے محکمہ کورٹ آف وارڈز کا اصول اسلام ہی نے رکھا ہے -

مورخہ ۱۹ - مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۳)

یہ وہ رکوع ہے - جس پر عمل مسلمانون سے بہت کچھ اٹھ گیا ہے - لڑکیون کو حصہ نہین دیا جاتا -

افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ جو وراثت نہین دیتے - ان کے لئے خزی فی الحیوٰۃ الدنیا ہے -

واللہ علیم حلیم - تم حکیمون فلاسفرون عقلمندون کی باتین سنتے ہو پس علیم

لوگوں نے قرآن شریف سے دین و دنیا کے فائدے اُٹھائے ہیں۔ مگر پھر تو مختلف
مین تو ر آگیا۔ ایک بمبئی مین بہت سے حافظ رہتے تھے والد صاحب نے کہا۔ کہ جا۔
ہوا۔ کیون اتنے حافظ یہاں رہتے ہیں۔ بتلایا گیا تھا۔ کہ یہ لوگ کابل کی طرف تجارت
کرتے ہیں اور وہاں حفظ قرآن کے لیے محصول تجارت معاف ہے بس یہ حافظ بن
جاتے ہیں۔ ایک اور حافظ قرآن شریف یاد کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ آپ قرآن
کیون یاد کرتے ہیں کہا کہ قرآن شریف یاد کر کے کلکتہ جاؤنگا تو دو سو روپیہ ملین اور
سندھ جاؤن تو ایک سو روپیہ۔

یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے اور جن کو پڑھنا چاہیئے اور نہین پڑھتے ان کا
حال سنو۔ کہ ایک بڑے آدمی سے مین نے کہا آپ پڑھتے کیون نہیں تو وہ بڑے جوش
مین آکر کہنے لگا کیون ہم کوئی مجرم ہیں۔ سیکھنے تو بچے ہیں۔ شہر نہیں سیکھنے تو
کہا کہ اگر آپ اجازت دین۔ تو مین ہی ایک مثال پیش کر دوں۔ بازتو سیکھتے ہیں مگر
کتے نہیں سیکھتے۔ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

ایسا فرقہ بھی ہے جو اپنے تئیں اور ہر کام خدا سے منسوب کرتا ہے تقدیر کے
مسئلے کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔

میری والدہ اوان قوم سے تھی بڑی فہمیدہ عورت تھی وہ ہمیشہ ایک مثال دیا
کرتی تھی جو آل کہا ملت ازکھاں سے کھیگا۔ یعنے جیسا کریگا ویسا پائیگا۔ والقدر
خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کے معنے بتایا کرتی ہیں کہ ہر نیک و بد عامل کا انداز
خدا کی طرف سے ہوچکا ہے جیسا کرین ویسا نتیجہ پائین۔ قدرہ تقدیرا۔

التقی الجمعٰن۔ احد کی جنگ مین۔

یستبشرون۔ وہ اس بشارت کے منتظر ہیں کہ ہمارے خلف بادشاہ ہونگے اور
پھران پر نہ خوف رہیگا نہ ان پر کوئی حزن طاری ہوگا بلکہ مظفر و منصور ہونگے۔

ان الناس قد جمعوا لکم۔ سپہ سالار فوج احد کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال ہم تم سے
لڑائی کرینگے پھر انہوں نے کچھ آدمی بھیجے تا مومنوں کو ڈرائیں۔ مگر مسلمانوں
نے سن کر کچھ پرواہ نہ کی۔

بدر مین دشمن نہ آیا اور مسلمان تجارت کر کے مال حاصل کر کے لوٹے۔

ذٰلکم الشیطٰن۔ وہ خبر اڑانا بیہ الاشیطان تھا۔

یخوف اولیاءہٗ اس کا اثر اسی کے دوستوں پر پڑتا ہے۔

مورخہ ۱۷۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۰)

ہر مومن کے کچھ دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مومن کا دل صاف ہوتا ہے اس کے دل
مین کپٹ نہین ہوتی۔ نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دشمن مدینہ کی اطراف
مین آپکے دشمنوں کو اکسلاتے رہتے۔ فرمایا کہ جلد بازی نہ کرین وہ لوگ .....
ہم ان کو عذاب عظیم دینگے۔ تیرے منکر گمان نہ کرین کہ ان کو جو مہلت
[illegible] لئے مفید ہے۔ مہلت سے بعض لوگ بدی مین اور

لے ادنیٰ کی سی باتین کرنے لگے۔ ہم کو ایسے لوگون کی خبر ہو جاتی ہے ایسے
منافق لوگ بخام کا مذلیل ہوا کرتے ہیں۔ .... یہ مال جس کا بخل
کرتے ہیں ... . اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ بعض لوگ بہت
سے چندہ [illegible] یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کا اگر ناسے تعلق ہوتا تو
[illegible]

[illegible] کے معنے مشہد ہیں۔ ہندوؤن مین ایک قربانی ہوتی تھی جس مین
آدمی کو جلاتے تھے [illegible] جانور کو جلاتے ہیں۔ اب اسکی بجائے گھی شکر چاول وغیرہ
چیزین جلاتے ہیں .... دنیا کا بڑا حصہ لوگوں نے دھوکہ مین ضائع کیا۔
خدا تعالیٰ تم کو فہم [illegible] اور عورتوں [illegible] نے مجتین پیدا کرے
مسلمان بڑی قدر [illegible] کرتے ہیں اپنی طاقتوں سے بڑا کام نہ کرو۔

مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱)

قربان پر ایمان [illegible] ایک قربانی کی جگہ کو آسمان آتا ہے تو پھر
اور آنکھ سے [illegible]

یہ نشان [illegible] کے نیچے آتا ہے تو اسکا نشان یہ ہے کہ
اور [illegible] قاسیۃ [illegible] شان نزول ہے۔

[illegible] اختیار کرتے ہیں ان کی بہت پاک باتین آتی
ہی نہیں چنانچہ [illegible] خنزیر خوار۔ ما اھل بہ لغیر اللہ الیتٰمٰی
قوم [illegible] کا یہی حال ہے۔

مسلمان [illegible] نہین کہتے۔ پھر بھی ان میں مجرم ہوتے ہیں۔ اکلہم
اکل الباطل [illegible] نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت
خدا کو یاد رکھے اور [illegible] لگا رہے۔ جیسا اس رکوع مین الذین یذکرون
اللہ قیاما وقعودا اور ربنا اننا سمعنا سے ظاہر ہے۔

کفر عنا سیاٰتنا۔ [illegible] ہوگا کہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے۔

انی لا اضیع عمل عامل۔ یہ وہ عامل مراد نہیں جو تعویذ دھاگہ کرتے
ہیں۔

اصبروا وصابروا۔ صبر کرو بھی اور سکھاؤ بھی۔

یہان سورۃ آل عمران کے نوٹ ختم ہوئے۔

(الحمد للہ)

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ النساء

(پارہ پنجم)

(مورخہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۹ء رکوع ۱)

المحصنات - وہ بی بی جو کسی دوسرے کی بیوی ہو گویا وہ ایسی جیسے کوئی قلعہ میں ہوتا ہے۔

وما ملکت ایمانکم - جنگی قیدیوں کا تعلق اپنے ملک سے قطع ہو جاتا ہے جنگ ایسا ہی قطع تعلق کرتی ہے جیسے کہ طلاق - پس اس لئے یہ جائز ہیں غیر مسافحین - صرف مستی اتارنے کے لئے نہ ہوں۔

ناتو ھن اجورھن - ہندوستان میں لاکھوں کے مہر باندھے جاتے میرا ہی ایک نکاح ہوا جب مہر حد سے زیادہ بڑھنے لگا - میں بول پڑا - عورتوں میں شور مچ گیا استاد بھی ناراض ہو گئے مگر ہم نے ۵۰۰ سے زیادہ منظور کیا - کہ دولہ بولتا ہے۔

جناح - کے لغوی معنے ہیں جھکنا - اسی لفظ سے گناہ نکلا ہے - ج مبدل اور ج - ہ کا ہمارے ملک میں فرق نہیں - میں نے اکثر پادریوں سے کہا نبی کے لئے جناح کا لفظ نکال دو - وہ نہیں نکال سکے - عربی میں خطا - عصیان ایسے اکیس لفظ ہیں - جن کے معنے بالکل الگ الگ ہیں۔

ان ینکح المحصنت - یعنی حرہ

مورخہ ۲۳ - مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۲)

سنن الذین من قبلکم - وہ راہیں سکھائیں جن کے ذریعے وہ مقرب ہوتے ہیں۔

یتوب علیکم - اللہ تم پر متوجہ ہے۔

واللہ علیم حکیم - انبیاء - اولیاء - علماء اور حکماء کی باتیں بھی اسی لئے مانی ہیں کہ ان میں علم و حکمت ہے۔

یرید ان یتوب علیکم اللہ کسی کو پکڑ پکڑ کر نو نہیں بناتا - مگر انسان کو ایک قدرت عطا کر دی اگر تم کسی اور کی طرف جھکو گے - تو تمہاری جان [illegible]

[illegible]

[illegible] مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے معمولی لباس کافی ہو

مگر دیکھ لو جب کسی برات میں جاتے ہیں تو کیسا قیمتی لباس پہن کر جاتے ہیں ایک ہمارا دوست تھا اس نے ہیرا سیون کو ۸ ہزار روپیہ دیدیا اسی طرح مرنا بھی دیکھ لو معمولی کفن ہے - شادی میں بھی یہی حال ہے لوگ اپنی رسوم کی بابت خواہ مخواہ اپنے اوپر بوجھ ڈالے ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کی بتائی ہوئی راہ میں آرام و تخفیف نہیں مگر ہماری بتائی ہوئی راہ میں یہ بات ہے کیونکہ لوگوں کو فطرت کا علم نہیں - عیسائیوں نے اپنی خود ساختہ قواعد سے مجبور ہو کر کہدیا کہ شریعت صرف اس لئے آئی تا انسان کو مجبور ثابت کرے۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائیٹی سوسائیٹی پکارتے ہیں ان کو معلوم نہیں انگریز خود اپنی سوسائیٹی کی قیود سے کس قدر تنگ ہیں - ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا - مجھ ایک جنٹلمین نے انگریزی سوسائیٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی - ایک برات کے موقعہ پر میرے ستر روپے ایک سوٹ پر خرچ کرا کے مجھے ساتھ لے گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کھانے کا سوٹ - سونے کا سوٹ - فٹ بال کا سوٹ - سیر کا سوٹ - ملاقات کا سوٹ - تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے - آخر جب رخصت کا وقت آیا - تو پھر تھوڑے لمحے کے لئے اس لباس نے کام دیا۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ - ایک غلطی سے دوسری - دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے - اسی طرح پھر گناہ کی انتہاء ہو جاتی ہے اس انتہاء کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں۔

نکفر عنکم سیاتکم - اگر کوئی درمیان میں اس بدی سے علیحدہ ہو جاوے تو ہم اسے عزت کے مقام پر پہنچائیں گے۔

ولا تتمنوا - اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے - جو صفت رحمانی سے ملتا ہے اور کچھ بدلہ میں جو صفت رحیمی کا عطیہ ہے۔

حسن و جمال - رنگت جسم - طاقت وغیرہ میں تفاضل میں - تفاضل انسان کی طاقت سے باہر ہے پس اس میں دخل نہ دو - یہ دخل دینا تمنی کہلاتا ہے

للرجال نصیب - انسان کے لئے کچھ کرنے کے کام ہیں ان کا بعض میں اللہ کا فضل مانگو۔

والذین عقدت ایمانکم - انسان کے کچھ دوست ہوتے ہیں کچھ وارث ہر ایک کے ساتھ ان کی حیثیت و قربت کے مطابق عمل کرو۔

مورخہ ۲۴ - مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۳)

الرجال قوامون علی النساء - یہ آیت بیاہے ہوئے مردوں کو بہت

خدا کی باتیں بھی مان لو۔

مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

او یجعل اللہ لھن سبیلا۔ اس سے شاید یہ مدعا ہے۔ کہ نیک ہو جائے۔

یعملون السوء بجھالۃ۔ بدی کا ارتکاب جہل ہی سے ہوتا ہے ایک مولوی صاحب عورت کے معاملہ میں قید ہوئے تو ایک بزرگ نے انہیں گدھا گدھی کی شکل میں دیکھا۔ میں نے کہا خواب سچا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کمثل الحمار یحمل اسفاراً

یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے لاکھوں بار بھی خطا ہو جائے پھر بھی توبہ کرے۔ جب انسان کو اللہ پر ایمان ہو تو وہ ارتکاب معاصی سے بچتا ہے۔ جس قدر لوگ ارتکاب معاصی میں گرفتار ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا پر یقین نہیں۔ دیکھو وہ تو باپ بچے کے سامنے گناہ سے جھجک ہو اور خدا کے سامنے نہ ہو۔ خدیہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہلاکت سے بچتا ہے۔ انسان تو کجا ایک اونٹ کو مہار کے ذریعے کوسوں لے جا سکتے ہیں۔ مگر ایک گڑھے میں ڈالو تو نہیں گرے گا۔ کیونکہ اسے ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔

لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھاً

ایک عورت کا خاوند آیا۔ کہ میری بیوی کو آتشک ہو گیا ہے وہ بی بی بہت نیک تھی۔ مجھے یقین نہ آیا۔ آخر اس نے اقرار کیا کہ مجھے یہ خاوند پسند نہیں اس لئے بہانہ بنایا ہے۔

کرھتموھن۔ عورت کوئی مکروہ امر دیکھو۔ تو نیک برتاؤ کرے۔ اس میں تمہارے لئے خیر کثیر ہے۔

مورخہ ۲۲۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

محی الدین عربی نے اپنی فتوحات میں لکھا ہے کہ ان کے استاد جو بڑے حافظ تھے۔ قرآن مجید کی روزانہ منزل قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھتے اور ساتھ ساتھ حروف پر انگلی بھی رکھتے جاتے۔ میں نے پوچھا حضور آپ تو حافظ ہیں۔ فرمایا۔ اونچی آواز سے پڑھتا ہوں۔ تو کان۔ زبان۔ اور انگلیاں اس نیکی کے کام میں شامل ہوتی ہیں۔

ہمارے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق سے

[illegible]

گویا اسلام کے اصول اس کے کان میں پہونچا دیتے ہیں۔ یہ لغو فعل نہیں۔ آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ جو آواز کان میں پہونچ جاوے۔ اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ ایک عورت یکدم ذہنی میں جرمن میں لکھ دیا۔ ڈاکٹر نے تحقیقات کی۔ معلوم ہوا۔ اس کی ماں جرمن سے آئی تھی۔ وہ ایک پادری کی نوکر تھی۔ اس کے یہاں یہ لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اس پادری سے ایک سرمہ سنی۔ جسکی آوازیں اب تک محفوظ چلی آتی ہیں۔

تم بھی اپنے کان۔ زبان اور دل کو قرآن کریم میں لگاؤ

ربائبکم

تمہاری بیوی کی لڑکیاں جو پہلے خاوند سے ہوں

مقت۔ ناخوشی۔

خاندانوں میں بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں۔ قریب کے رشتے اسی لئے منع ہیں۔ مگر ان کی کوئی حد بھی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآن کریم کے ذریعے بتا دی۔

ان تجمعوا بین الاختین۔

نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ خالہ و بھانجی۔ پھوپھی اور بھتیجی کو بھی جمع نہ کرو۔

یہاں پارہ چہارم کے نوٹ ختم ہوئے

(الحمد للہ)

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورہ النساء

پارہ پنجم

(مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء بقیہ رکوع ۴)

جن لوگوں کو کتاب دی انکو نصیحت کرنا ہے دوستی کرو۔ مگر ایک حد تک دشمنی کرو مگر ایک حد تک۔ کسی سے دشمنی ایسی کرو کہ اگر وہ دوست بن جائے تو تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے کسی سے دوستی کرو تو ایسی کہ وہ دشمن ہوجائے تو نقصان نہ پہونچا سکے۔

ان نطمس وجوھا۔ کھلے ماتھے دیہہ کے لوگ

فنردھا علی ادبارھا۔ ادنی آدمی سے جو اعلے بنے وہ پھر ادنی بنا دئے جاتے ہیں

لعنہم کما لعنا اصحب السبت۔ اصحب السبت یہود کو کہتے ہیں جب ان کو آرام ملا وہ بدکار ہوگئے۔

یہودیوں کے اوپر یہ لعنت آئی ہے کہ وہ دوسروں کے ماتحت بندروں کی مانند ہوگئے کہ جیسے نچاتے ہیں ناچتے ہیں یہاں یہودی نہیں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ یہودی نہ تھے مسلمان تھے پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں ہی کو سکھاتا ہے۔ کہ تم یہودیوں کی مانند نہ بن جانا۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ کسی آدمی پر بھروسہ کرو۔ ڈپلومے اور سند پر بھروسہ کرنا بھی شرک ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے بڑے فخر سے آکر میرے سامنے ڈپلومہ کی بڑائی کا ذکر کیا۔ تو میرے پاس بھی ایک سند تھی اسی کے سامنے منگا کر چاک کر دیا۔

۲۹ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۵)

طاغوت۔ حد سے بڑھا ہوا۔ جبت۔ سحر۔ دھوکہ دینا۔

دھوکہ دینے والوں اور چالاکی کرنے والوں کو بعض لوگ بہت جلد مان لیتے ہیں بعض لوگوں کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ یورپ آجکل کس قدر ترقی کر رہا ہے حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء جس تعلیم کو لے کے آئے تھے مثلاً خشیت الٰہی میں انہوں نے کس قدر ترقی کی۔ یہی کہ ایک نکھو موتنے والے کو خدا بنا لیا ہم لوگ پانچوقت میناروں پر چڑھ کر خدا کی توحید کا وعظ کرتے ہیں یورپ والے بااین ہمہ اقتدار کیا کیا۔

ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔ اللہ تعالیٰ سے جب انسان دور ہوجاوے تو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں رہتا۔ یاد رکھو بدی کیوقت تو لوگ شریک ہوجاتے ہیں پر دکھ کے وقت کم ہی شریک ہوا کرتے ہیں۔

ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں۔ کمیٹیوں میں ممبروں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو۔

حضرت نبی کریم ؐ کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے ہم اس کے اہل ہیں فرمایا جن کو ہم خود حکم فرماویں خدا ان کی مدد کرتا ہے جو خود کام کو اپنے سر پر لے اسکی مدد نہیں ہوتی پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو

۳۰ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۶)

تعالوا الی ما انزل اللہ۔ کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کرتا کہ ہماری شریعت میں جھوٹ ہو لیکن عملدرآمد اس کے خلاف ہے جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں وہ شریعت اسلامی کے خلاف ہے لڑکیوں کو ورثہ تک نہیں دیتے۔ اپنے مقدمات کو اللہ و رسول کے فیصلہ کے مطابق کرا کے خوش نہیں ہوتے۔ شیعہ سے ہم نے بارہا کہا کہ آؤ قرآن شریف سے فیصلہ کریں۔ مگر وہ کبھی نہیں مانتے۔

رایت المنفقین یصدون عنک صدودا۔ ایک کہانی مشہور ہے کہ کسی یہودی کا کسی منافق سے جھگڑا ہوا۔ وہ دونوں بارگاہ نبوی میں گئے۔ نبی کریم صلعم نے یہودی کو ڈگری دی۔ جو منافق کے مضر تھی اس نے کہا میں تو حضرت عمرؓ کا فیصلہ مانوں گا چنانچہ وہاں گئے حضرت عمرؓ نے کہا میں تمہاری گردن اڑاتا ہوں کہ تم نے نبی کے فیصلہ سے نفرت کی۔

ولو انا کتبنا علیہم۔ اللہ تعالیٰ جان بھی لینا چاہے۔ وطن بھی۔

ما فعلوہ الا قلیل منہم۔ بہت کم لوگ یہ کام کر سکتے ہیں میں یہاں قادیان میں صرف ایک دن کے لئے آیا اور ایک بڑی عمارت بنتی چھوڑ آیا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا اب تو آپ فارغ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ارشاد۔ فرمایا۔ آپ رہیں۔ میں سمجھا۔ دو چار روز کے لئے فرماتے ہیں ایک ہفتہ خاموش رہا۔ فرمایا آپ تنہا ہیں ایک بیوی منگوا لیں۔ تب میں سمجھا کہ زیادہ دنوں رہنا پڑیگا۔ تعمیر کا کام بند کرا دیا چند روز بعد فرمایا۔ کتابوں کا آپ کو شوق ہے یہیں منگوا لیجئے۔ تعمیل کی گئی۔ فرمایا۔ اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوا لیں۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ لا تصبون الی الوطن فیہ تہان و تمتحن۔ یہ الہام نورالدین کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے چھوڑ دیا اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔

مورخہ ۳۱۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

خذوا حذرکم۔ بہت سے لوگ اسراف میں حد سے بڑھ جاتے ہیں پھر کنجوسی کرتے ہیں تو وہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں عداوت میں بھی اس قدر بڑھتے ہیں کہ خود ہی پچھتاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چوکس رہنا چاہیئے۔

اچھی لگتی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مردوں کو چاہئیے اپنی بیویوں کے محافظ اور ان کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں۔

بما فضل اللہ۔ کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی لیاقتیں اور موقعے بخشے ہیں۔ عورتیں بھی مردوں کے ناموس کی محافظ ہیں۔

نشوز ھن۔ ان کی بدخوئی کا ڈر ہے تو ان کو نصیحت کرو۔ پھر بستر سے الگ کرو (فی المضاجع میں جو اشارہ ہے اور آجکل کے رسمی مسلمانوں میں جو بود و باش کا طرز ہے قابل غور ہے)

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے تعلقات کو واضح کیا مردوں کو فرض ہو کہ ان کی اصلاحیں سمجھائیں تاکہ وہ نیک اور فرمانبردار بنیں۔

صوفیوں نے کہا انسان تو رجل ہے اور نفس مؤنث ہے مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اس عورت کو وعظ کرے یعنے اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گھڑی کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی حمائلیں خریدیں۔ ایک جیب میں ایک صدری میں اور ایک ہاتھ میں ایک بستر میں ایک الماری میں۔ غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ جب خیال آتا۔ فوراً قرآن نظر پڑتا۔ یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی۔

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنی کتاب میں بخل کا علاج لکھا ہو کہ جب ایک شخص کو بخل ہو تو سینکڑوں روپے خرچ کرے تا عادت ہو جاوے۔

وبالوالدین احسانا۔ لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ رحم نے جناب الٰہی میں عرض کیا تیرے نام رحمٰن رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے۔ میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا میں تیرا ایسا خیال رکھونگا۔ جو تجھ کو قطع کریگا۔ میں اس سے قطع کردونگا۔

صاحب بالجنب۔ ایک سیٹ پر بیٹھنے والے۔ ساتھ کے دوکاندار ہمنشین۔ ہم عہدہ۔ ہم محکمہ۔ ہم دفتر۔ ایک آقا کے دو ملازم ایک جہاز یا ریل کے سوار۔

مورخہ ۲۵۔ مئی ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع نمبر ۳)

یبخلون۔ کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس کے دینے سے مضائقہ کرے یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بخل ہو۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں سچی بات اور مفید مشورے دینے سے جو لوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخیل ہیں۔ لوگ اپنی اولاد کو الگ قرآن مجید پڑھاتے ہیں یہ بھی بخل ہے۔ اپنا ایک دوست سے میں نے کتاب مانگی۔ اس نے مکرر سہ کرر مانگنے پر انکار کیا۔ میں نے باواز بلند انا للہ پڑھا۔ چند روز گزرے ایک بڑا پلندہ پشاور آیا اس میں وہ کتاب بھی تھی۔ بلکہ اس کی شرح۔ پھر اس شرح کی شرح۔

شیخ۔ آپ دینا تو درکنار۔ کوئی دوسرا دے تو بھی اس کو ناگوار ہو۔ یہ بیج ہے اس قسم کے لوگ ذلت کے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں ایسے علما کی اولاد جاہل رہتی ہو۔

[illegible]۔ لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں پھر انکی رو میں ایک [illegible]

کوڑی دینا بھی دوبھر ہو۔

عرب میں ایک حکیم گذرے ہیں ان کا مقولہ ہے کہ کسی شخص کا حال معلوم [illegible] لئے اس شخص کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں اس کے دوستوں سے اس کا پتہ لگتا ہو کہ وہ کیسے ہیں۔

مثقال ذرۃ۔ ذرہ عربی زبان میں لال چیونٹی کو کہتے ہیں اور مثقال [illegible] کے سر کو۔

فکیف۔ تعجب کے رنگ میں یہ لفظ آتا ہے یعنے کیا حال ہوگا۔

مورخہ ۲۶۔ مئی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۴)

سکاریٰ۔ سکر نیند کا غلبہ۔ شراب سے بدمست ہونا۔

حتیٰ تعلموا ما تقولون۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان [illegible] کر پڑھے۔

عابری سبیل۔ جو لوگ انگریزی پڑھے ہوئے نہیں اور ان کو ریل [illegible] سفر میں جانے کا موقعہ نہ ملے یا آسانی سے نہ ملے تو ایسے مسافر کو تیمم کر [illegible] چھوڑ لینی چاہیئے۔ اور اسی قسم کی مجبوریوں میں انسان تیمم کرے ورنہ بلا غسل [illegible] پڑھے۔ خواہ کو بیماری کی حالت میں خواہ وہ بیماری کیسی ہو۔

ان کنتم مرضیٰ۔ تیمم کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ بیماریوں کے حالات اطبا سے بھی بعض اوقات مخفی رہتے ہیں کہ تیمم مضر ہے یا مفید۔ ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے شروع کئے تو میری بیماری دستوں کی ہو گئی۔ میں سمجھا یہ روزے تو اکسیر ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری [illegible] رجولیت قطعی مفقود ہو گئی۔ پھر میں نے اٹھارہ بیس روز خوب توبہ کی تب کہیں وہ کیفیت دور ہوئی۔

الغائط۔ علیحدہ مکان۔ اونچی جگہ جہاں سے چھینٹیں اڑ کر نہ پڑیں

لمس۔ ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں سے چھونا۔ اُلٹے ہاتھ سے چھونا لمس [illegible] دوسرے معنے جماع۔

تیمم کا طریق یہ ہے کہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر پھونک دیوے تاکہ کوئی کنکر وغیرہ [illegible] کو لگ گیا ہو تو جھڑ جائے پھر منہ پر پھیر کر ہاتھ پہنچوں تک ایک دوسرے [illegible] یہ وہ طریق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

واللہ اعلم باعدائکم۔ عجیب عجیب قسم کے لوگ ہیں کئی لوگ ہم سے ملتے [illegible] خوشامد سے مزاج پرسی کرتے ہیں حضور کا مزاج کیسا اور السلام علیکم [illegible]

وکفیٰ باللہ ولیا۔ بعض کی رووزانہ غلطیاں کم نہیں ہوتی جاتیں اور [illegible] میں بڑھتا جاتا ہو۔ خدا اس کا ولی نہیں۔

واسمع غیر مسمع۔ پھر اس لفظ پر لوگوں کا قاعدہ [illegible]

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

مورخہ ۴ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

بہت ملک ہیں جہاں مسلمان رہتے ہیں جیسے یاغستان۔ بعض حصص افغانستان۔ سرحدی ملک عرب۔ روم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو دکھ نہیں دیتا لیکن جہاں مسلمانوں کے قبضے میں تلوار ہے جیسے مذکورہ بالا ممالک میں وہاں تلواریں چلاتے ہیں جہاں تلوار پر قبضہ نہیں۔ وہاں لٹھ ہاتھ وغیرہ چلاتے ہیں ہاتھ نہ چلے تو زبان ہی چلاتے ہیں ہر قسم کی گالیاں ایک دوسرے کو دیتے ہیں عورتوں کا بس نہ چلے تو اپنی اولاد ہی کو کوستی ہیں یہاں فرماتا ہے کہ مومن قتل عمداً تو کرتا ہی نہیں اگر خطاءً ہو تو غلام آزاد کرے۔ دیت دے جو دس بارہ ہزار ہو جاتی ہے دو مہینے کے روزے رکھے۔

فتبینوا۔ سفر میں ہر چیز کی تحقیق ضروری ہے۔ اور بہت سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے۔

فجزاءہ جہنم۔ غضب خود ایک جہنم ہے۔ غضب کرنے والوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اختلاج قلب میں گرفتار رہتے ہیں۔ خدا نے جھگڑوں کی ایک جڑ بتائی ہے۔

فلما نسوا ما ذکروا بہ اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء۔ جب لوگ نصائح کو بھول گئے تو ان میں عداوت اور بغضاء شروع ہوا۔

لا تقولوا لمن القی الیکم السلام۔ جو تمکو سلام کہتا ہے سلامت روی سے پیش آتا ہے۔

۶ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱)

الم تکن ارض اللہ واسعۃ۔ تم سب نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات انسان کا جی چاہتا ہے کہ آج عبادت ہی کریں بعض آدمیوں کو دیکھ کر بھی عبادت کو جی چاہتا ہے اسی طرح بعض موقعوں پر خدا سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرۃ کا خیال آ جاتا ہے۔ یہ ایک دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونو حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں بعض کھانے چارپائی اور مکان میں غفلت پیدا ہوتی ہے نبی کریمؐ کا حکم ہے کہ ایسی جگہ کو بدل دو۔ چارپائیوں کے بستروں کے بدلنے سے بھی حالت بدل جاتی ہے یہاں اسی مسئلہ کو خدا نے بیان کیا۔ جس ملک میں رہنے سے آدمی دین کو بھولے اسے کیوں نہ چھوڑ دے فرشتے انپر سختی کریں گے اور کہیں گے کہ تم ایسے مقاموں میں رہے کیوں۔ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ تم اس جگہ سے یہ سبق سیکھو جہاں غفلت کی صحبت ہو اس میں مت بیٹھو ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کئی دن سے نہیں دیکھا میں نے کہا ہاں سستی ہو گئی۔ فرمایا تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چھریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں اسی طرح صحبت صادقین کا فائدہ ہے۔

یجد فی الارض مراغماً۔ مہاجر کی نیت ہجرت اگر للہ ہو تو وہ کبھی تکلیف نہیں پاتا۔

۷ جون ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۲)

اذا ضربتم۔ جب تم سفر کرو۔ ان تقصروا۔ سفر میں دوگانہ پڑھا جاتا ہے۔ واذا کنت فیہم۔ یہ مقام آجکل کے انگریزی پڑھنے والوں کے لئے غور طلب ہے دیکھو تمہیں ایسے موقعے میں کہ مسلمان کی لڑائی ہو جان کے لالے پڑ رہے ہیں۔ مگر نماز سے غافل نہیں آجکل انگریزی پڑھنے والے سارے ہی مسلمانوں کو کھڑکتے اور اولڈ فیشن کہتے ہیں لو تغفلون۔ دیکھو مومن کو بہت چوکس رہنے کا حکم ہے عجز و کسل مومن کی شان سے بعید ہے۔ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ۔ یہ سنتوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے یا امام ذکر کی طرح فرض کے بعد سنتیں پڑھنی چاہئیں۔

۸ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۳)

بما اراک اللہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی قرآن کو خوب سمجھتا ہے۔

ولا تکن للخائنین خصیما۔ شریر کی طرف سے حمایت کا بیڑا کبھی نہ اٹھانا چاہیئے۔ خائن کی طرف سے بھی جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی عزیز رشتہ دار کی مصیبت پڑ جاوے تو استغفار بہت پڑھو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بچالیگا۔

ھا۔ خبردار ہو جاؤ۔

ومن یکسب خطیئۃ۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود کوئی بدی کر کے دوسرے کے ذمے لگا دیتے ہیں

مورخہ ۹ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گذرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور رکم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔

ان یضلوک۔ خبردار ہو جاؤ ایک گروہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے۔ کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔

وما یضرونک من شیئ۔ اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ یورپ والوں نے کس قدر ترقی کی ہے۔ لیکن دیکھو ایک بندے کو خدا بنا لیا۔ ہندوؤں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنا لئے۔ آریہ وحدہ لاشریک نہیں کہہ سکتے۔

وعلمک ما لم تکن تعلم۔ دیکھو نبی کریمؐ ایسے انسان کو ارشاد ہے کہ اگر قرآن شریف نہ آتا۔ تو مجھ کو کچھ نہ آتا۔ بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ قرآن شریف ہے۔

لاخیر فی کثیر من نجواہم۔ امن کی زندگی۔ عمدہ معاشرت و تمدن کے لئے یہ ضروری نصیحت ہے۔ مخفی کیٹیاں کرنے والے بجائے اصلاح بین الناس کے تفریق بین الناس کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص قرآن وحدیث کا علم نہیں رکھتا۔ تو اسے یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ میں حق کی حمایت کرتا ہوں پس تم کسی خفیہ مشورہ میں سوائے اہل الرائے عالمان قرآن کے شامل نہ ہو اور یہ لوگ بھی مشورہ کریں تو صدقہ دینے کی نیکی اور اصلاح کے متعلق مشورہ کریں۔

ثُبَاتٍ ۔ جماعتیں بنکر مسلمانوں میں استقلال نہیں جس کام کو شروع کرتے ہیں نباہ نہیں سکتے ۔ بعض اُمور اسلام میں ایسے ہیں جو جماعت کے کرنے کے ہوتے ہیں بعض ایسے کہ خاص خاص آدمیوں کے ۔

لَيُبَطِّئَنَّ ۔ اب جنگ کا کام تو ہے نہیں اب تو دوسرے چلتے ہوئے کاموں میں بطو ڈالتے ہیں ۔ قد انعم الله عَلَيَّ ۔ اگر بھائی بلا میں مبتلا ہوا تو فکر نہیں بلکہ خوش ہیں کہ ہم تو مطمئن ہیں ۔ تم کو چاہیئے کہ جو دنیا کو مقدم کر رہے ہیں ان سے مقابلہ کرو جو دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں تم بھی ایسے جائز ذرائع ترقی سے کام لو کہ ان سے بڑھ جو ایسا ہی دین میں ۔ اور اپنے دوستوں میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرو ۔

یکم جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۸)

اللہ جلشانہ محض فضل سے کسیوقت صبر کا حکم دیتا ہے کسی وقت بدلہ لینے کا جیسے دن مقابلہ کے دن نہیں ہوتے ان اوقات کو انبیاء خوب پہچانتے ہیں انبیاء پر لوگوں کی باتیں ہیں کہ جب تک مکہ میں تھوڑے آدمی تھے صبر کا حکم تھا قلت و کثرت مومن کے لئے کچھ بات نہیں ۔ انبیاء تو جب اللہ حکم دیتا ہے صبر کرتے ہیں جب مقابلہ کا حکم دیتا ہے مقابلہ ۔ وہ نہ ہتھیاروں کی پرواہ کرتے ہیں نہ آدمیوں کی ۔ کیا موسیٰ اور نوح علیہما السلام نے تلوار سے کام لیا تھا ۔ دیکھا وہ پانی جو مخالفوں کے غرق کا موجب ہوا ۔ آپ کی نجات کا ذریعہ بنا ۔ پھر دیکھو ۔ "یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم" میں کثرت کو عجب کا موجب ٹھہرایا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے احمق مقابلہ صرف تلوار کا سمجھتے ہیں جبھی تو جہاد کے منتظر ہوتے ہیں ۔

اینما تکونوا یدرککم الموت ۔ بعض لوگ بندوق سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے ذرا ذرا سی بندوق سے کیا ڈر ۔ جہاں آدمی ہو جس حال میں ہو ۔ موت تو اپنے وقت اپنا کام کر کے رہیگی ۔ ہمارے طبیب اُستاد تھے ایک پہلوان کو دیکھا ہیضہ ہو گیا ہے کہا تمہیں بدہضمی ہے تاکہ دل شکستہ نہ ہو اس نے کہا بدہضمی کی کیا مجال ۔ ایک مگدر اٹھایا کہ اُسے پھیر کر کھانا ہضم کر کے پھیر بھی نہ رہا ہی معدوم ہوا ۔

بروج ۔ چونکہ برج گول ہوتا ہے اس لئے اس کو برج کہتے ہیں ورنہ برج کے معنے ستارے کے ہیں ۔ آتشبازی کے فیاروں کو اس لئے برج کہتے ہیں کہ وہ اُوپر جا کر ستارہ کی مانند ہو جاتے ہیں

کل من عند الله ۔ بہت لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دوسری جگہ ما اصابك من سيئة فمن نفسك فرمایا ہے مگر انہوں نے سمجھا نہیں ۔ جزا و سزا جو انسانی اعمال کی پاداش ہے وہ سب اللہ کے حکم سے آتی ہے بعض اوقات اللہ معاف بھی کر دیتا ہے پس دکھ سکھ پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے باقی اس کے ذرائع ہیں آرام تو فضل اللہ سے ہے جسکی جگہ ... نیک عمل ہے اور چونکہ انسان کی ... عمل کی پاداش ہے بعض ... [illegible]

من يطع الرسول فقد اطاع الله ۔ حضرت نبی کریم تمام فضائل انسانی کے خاتم ہیں زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم نہیں کہ آپ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہے دنیا میں مذاہب کے تین حصے ہیں ۔ عبرانیوں کا مذہب ۔ ایرانیوں کا مذہب ۔ تیسرا مشرک ۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ...... نبی کریم اور ان کے پیروں کے اقتدار پر تینوں کے صدر مقام فتح ہوئے کہ مستقل پر کسی نے فتح نہ پائی تھی حتی کہ سکندر جیسا فاتح بھی محروم رہا ۔ میرا مذہب ہے کہ آپ خاتم کمالات انسانی ہیں ۔ "الیوم اکملت لکم دینکم" دنیا میں تمام مذاہب کی کتابیں کسی میں دعویٰ کے ساتھ دلیل نہیں پس خاتم الکتب بھی انہی کی کتاب ہے ۔

۲ ۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۸)

لوكان من عند غير الله ۔ وعدہ وعید کی پیشگوئیاں قرآن میں بین بین مطابق واقعہ ہوئی اذا جاءهم امر من الامن ۔ قرآن اس طریق کو منع کرتا ہے کہ ہر ایک امن یا خوف کی بات کو سوائے عظیم الشان انسان کے کسی اور تک پہنچا یا جاوے ۔ مسلمان جیسے معاشرت کے نقائص میں ایسے ہی امن کی راہ سے ۔

فقاتل في سبيل الله ۔ یہاں سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ نبی کریم نے اس وقت جہاد کا حکم دیا جب جتھا ہو گیا دیکھو محض نبی کریم کو قتال کا حکم تھا ۔

من يشفع شفاعة حسنة ۔ جہاں تمدن و معاشرت ہو وہاں حکام و رعایا بھی ہوتی ہے وہاں سفارشیں بھی لوگ بہم پہنچاتے ہیں ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو ۔ جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو جس کا نتیجہ نیک ہو ۔ جو کسی مظلوم کی مدد ہو ۔

حُيِّيتُم بتحية ۔ جب تم اچھا سلوک کئے جاؤ تو تم اس سے بہتر سلوک اس کے ساتھ کرو على كل شيء حسيبا ۔ مگر حساب لکھ لینے کی ضرورت نہیں حساب رکھنے والا خدا ہی ہے ليجمعنكم ۔ جو کچھ بھیجا جاتا ہے ضائع نہیں جائیگا تم سب جمع ہو گے وہاں بدلہ ملیگا ۔

۳ ۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۹)

دنیا میں تین قسم کے آدمی ہیں ۔ (۱) جنہیں مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو ۔ ۲ ۔ جو ان لوگوں کی باتیں خوب سمجھتے ہیں ۔ ۳ ۔ لایعقل ۔

فما لكم ۔ اللہ تعالیٰ ماموروں کے سامنے ادب سکھلاتا ہے کہ یہ ہر ایک کا کام نہیں کہ ان کو کرتے پھرتے ہو ۔ نفاق کے اسباب کئی ہیں ایک سبب بتایا ہو ۔ "اعقبهم نفاقا في قلوبهم" ۔ منافق کے یہ نشان نبی کریم نے فرمائے ۔ اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر اذا عاهد غدر واذا اؤتمن خان ۔ بولے تو جھوٹ ۔ وعدہ خلاف ۔ لڑائی کیوقت گند تولنے والا ۔ عہد شکن ۔ امانت میں خیانت ۔ ایک شخص کو میں گالیوں سے منع کیا اس نے دو چار گالیاں دیکر کہا میں کس ایسے ... کو گالیاں دیتا ہوں ۔

يريدون ان يأمنوكم ۔ یہ منافقوں کی دوسری قسم ہے فریقین کو خوش رکھنا چاہتے ہیں ۔ اس رکوع کا خلاصہ ہے ۔ کہ ... [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ النساء

(پارہ ششم)

مورخہ ۱۵ - جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱ و ۲)

یکفرون باللّٰہ و رسلہ - ایسے بھی لوگ ہیں خدا کو مانتے ہیں مگر رسولوں کو نہیں مانتے اللہ فرماتا ہے جو رسولوں کو نہ مانیں وہ پکے کافر ہیں - مومن کو چاہیئے اللہ پر بھی ایمان اور اس کے رسولوں پر بھی ایمان لاوے۔

ان تنزل علیہم کتاباً - شریر لوگ جب کسی نیک بات پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو طرح طرح کے عذر تراشتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا ہم پر بھی ایک کتاب بھیجدیتا - پھر موسیٰ سے اس سے بھی بڑھ کر کہا کہ ارنا اللہ جہرۃً - چنانچہ ان پر عذاب آیا پر بیوجہ نہیں بلکہ بظلمہم -

ادخلوا الباب سجداً - یہ ہم نے تم کو بارہا نصیحت کی ہے جب کسی شہر میں جانے لگو تو داخل ہوتے وقت دعا مانگو - فرمانبردار ہو کر شہر میں داخل ہو۔

و قولہم انا قتلنا المسیح عیسے بن مریم رسول اللّٰہ - رسول اللہ کہنا بطور استہزا ہے اور اس لئے کہ ان کی کتابوں میں تھا کہ اللہ کا نبی مقتول بالصلیب ہوگا اس لئے انہوں نے کہا تا ظاہر ہو کہ وہ اللہ کے رسول نہ تھے اس لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ مقتول بالصلیب نہیں کر سکتے بلکہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا مسیح ان کے لئے۔

الا اتباع الظن - سیالکوٹ میں ایک پادری تھے ان سے میری گفتگو ریل پر ہوئی میں نے تمام واقعات متعلقہ صلیب ان سے منوا لئے گویا اس نے ولی زبان سے اقرار کیا کہ مسیح کے مقتول ہو جانے کا ان کو یقین نہیں ظن ہی ظن ہے۔

و یوم القیامۃ یکون علیہم شہیداً - اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن مسیح گواہی دیگا - دنیا میں آکر نہیں۔

حرمنا علیہم طیبٰت - طیبات سے آدمی محروم ہو جاتا ہے جب وہ شرک پر کمر باندھ کر سبیل اللہ سے روکے - اموال الناس بالباطل کھانا شروع کردے۔

مورخہ ۱۶ - جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۳)

اوحینا الیک - وحی کہتے ہیں جو جلدی سے کسی کو بات بتادے وحی کی کئی قسمیں ہیں ایک تو موسیٰ کی ماں کو بھیجی گئی

[illegible]

موسیٰ کی ماں کو بھیجی گئی - پھر اور وحی حواری بزرگوں کو بھیجی گئی جو نبی نہ تھے جیسے فرماتا ہے

و اذ اوحیت الی الحواریین -

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وحی ان معمولی وحیوں سے نہیں - بلکہ یہ وہ ہے جو اولوالعزم رسولوں کی طرف بھیجی جاتی رہی ہے۔

فآمنوا خیراً لکم - ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سبق سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی - شہد بناتی - دانائی کو کام میں لاتی ہو - قناعت بھی حد درجہ کی کرتی ہو محنت و کسب سے اپنے لئے کھانا مہیا کرتی ہے بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی - پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۷ - جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۴)

لن یستنکف المسیح - عیسائی لوگ حضرت مسیح کو خدا سمجھتے ہیں بعض بیٹا کہتے ہیں - قرآن شریف نے جب بڑے بڑے وعظ کئے کہ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے تو بعض احمقوں نے کہا اتنی مدت سے ہم اسے بڑا مانتے آئے ہیں کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جاوے - خدا فرماتا ہے کہ مسیح ناک نہیں چڑھاتا برا نہیں مناتا۔

یستکبر - الکبریاء ردائی - تکبر خدا کی صفت ہے انسان کے لئے تکبر کرنا بہت ہی بری چیز ہے - میں جب پاخانہ میں جاتا ہوں تو مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ جس کے اندر سے یہ نکلتا ہو - وہ کبریائی کیسے - ذرا ہوا بند ہو جائے - تو بس پھر خاتمہ ہے پھر قریباً سب کی مائیں چوہڑیوں کا کام کرتی ہیں بس انسان کو اپنی ذات پر کیا گھمنڈ ہو۔

انزلنا الیکم نوراً مبیناً - افسوس کہ آجکل قرآن شریف مسلمانوں نے پانچ کاموں کے لئے بنا رکھا ہے - سرہانے میں تو اس لئے کہ کسی کے ساتھ دغا کرنا ہو تو اس پر ہاتھ رکھتے ہیں - کچہری میں جھوٹی قسموں کے لئے - عام طور پر کسی منتر جنتر کے لئے - حافظ لوگ کبریائی کے لئے کہ کوئی کہے ہم ہی حافظ ہیں - بعض روپیہ کمانے کے لئے۔

کئی لوگ آتے ہیں - مجھے کہتے ہیں کوئی وظیفہ بتاؤ - ایک عامل نے بتایا کہ من یتق اللّٰہ یرزقہ من حیث لا یحتسب - رٹا کرو - ہم اس نکتہ کو سمجھ گئے کہ یہ رٹنے کے لئے نہیں عمل کے لئے ہے پھر اسے مجرب پایا متقی بن جاؤ خدا اپنی جناب سے رزق دیگا۔

الحمد للّٰہ علے ذالک

یہاں سورۃ النساء کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للّٰہ

ویتبع غیر سبیل اللہ المومنین۔ دیکھو سنی شیعہ پنج ارکان اسلامی میں اصولی طور پر متفق ہیں پھر آپس میں ایسے کھچے رہتے ہیں کہ کیا مجال ایک دوسرے کی مسجد میں چلا جاوے۔

۱۰۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۵)

ان اللہ لایغفر ان یشرک بہٖ۔ شرک کے معنے ہیں کسی کے ساتھ ساجھی کرنا اللہ کی ذات اسکی صفات اسکے افعال کا کسی کو ہمتا بنانا اللہ کی عبادت جس طرح کی جاتی ہے اسی طرح کسی دوسرے کی عبادت وتعظیم کرنا۔

ایسی کوئی قوم پیدا نہیں ہوئی ہے جس نے خدا کی ذات جیسی کوئی ذات مانی ہو۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی توحید کا بیان کم فرمایا ہے۔ صرف ایک قوم جو ثنویہ کہلاتی ہے وہ یزداں واہرمن مانتے ہیں۔ صفات الٰہی میں بھی لوگوں نے شرک بہت کم کیا ہے۔ خدا کے افعال میں بھی لوگوں نے شرک کم کیا ہے مشرک بھی مانتے ہیں کہ زمین وآسمان خدا نے پیدا کیا ہے۔ [illegible] کا شرک شرک فی العبادت ہے۔ کل انبیاء اسی شرک کے دور کرنے کے لئے آئے ہیں بتوں سے مشرک حاجات مانگتے ہیں ان سے [illegible]۔

مادون ذلک۔ میں مادون کے معنے ہیں ذرا اس سے نیچا اتر کر جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کا انکار شرک سے بھی بڑھ کر گناہ ہے پس مادون کا ترجمہ سوا کے پسندیدہ نہیں۔

اناثا۔ دیویاں عرب بھی لات وغیرہ مونث بتوں کے پجاری تھے۔

محیص۔ بھاگنے کی جگہ۔

لا یظلمون نقیرا۔ کھجور کی گٹھلی کی پشت پر ایک نقطہ ہوتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں

۱۲۔ جون ۱۹۰۹ء

رکوع ۱۶

بعض وقت لوگ یتیم لڑکوں کو ذلیل سمجھتے ہیں ان کے مال کو کھا لیتے ہیں اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا۔

ان تقوموا للیتمیٰ بالقسط یتیموں کے لئے انصاف پر قائم رہو۔

ان یصلحا بینہما صلحاً۔ صلح بڑی اچھی چیز ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ عداوت کو بڑھاتے ہی رہتے ہیں۔

کالمعلقۃ۔ ایسا نہ کرو کہ وہ عورت درمیان میں لٹکی رہے کہ نہ اس کو خاوند والی کہہ سکتے ہیں نہ بے خاوند والی۔

وتتقوا۔ تقویٰ بہت ضروری ہے ایک امیر کو میں اچھا سمجھتا تھا اور میرے استاد اسے بہت برا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ذکر چل پڑا میں نے متقیوں کی مثال میں امیر کو پیش کیا [illegible] کہا کہ تقویٰ کے معنے [illegible] عرض کیا۔ جو کوئی [illegible] شریعت کی [illegible]

اغراض کے موافق احکام کو ڈھال لیتا ہو۔

وکان اللہ غنیا حمیداً۔ ایک پولیس مین کی مخالفت سے انسان سکھ نہیں پا سکتا تو خدا کی مخالفت کر کے وہ کیونکر آرام پا سکتا ہو۔

۱۳۔ جون ۱۹۰۹ء۔ رکوع نمبر ۱۷

کئی وقت انسان کے لئے امتحان کے ہوتے ہیں ایک تو غضب کا وقت ہوتا ہے غضب کی حالت میں آدمی دوسروں کو انواع واقسام کے نقصانات پہنچا دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی۔ عفو کرو لیکن جب دوسرا کوئی نقصان پہونچائے۔ تو ہرگز عفو پر رضامند نہیں ہوتے اسی طرح آدمی بعض اوقات محبت میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے ایک وقت وہ ہوتا ہے جبکہ مقدمات میں گواہی دینے کا ہوتا ہے۔ آدمی اپنے عزیز دوست کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کو مقدم رکھو اور گواہی انصاف سے دو خواہ اپنے عزیزوں کے مقابلہ میں ہو

[illegible] اپنی جان یا اپنے ماں باپ یا [illegible] کے متعلق گواہی دینی پڑے۔

فاللہ اولیٰ بہما۔ اللہ تعالیٰ ہی غریب وغنی کی رعایت سے بہتر ہے۔

لا تتبعوا الھویٰ۔ گری ہوئی بات انصاف کے خلاف ہوتی ہے

من یکفر باللہ وملائکتہ۔ ملائکہ کا کفر یہ ہے کہ ان کی پاک تحریک کے خلاف کرے

ان الذین امنوا ثم کفروا۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب پکڑے جاتے ہیں تو مومن ہو جاتے ہیں پھر موقع پاتے ہیں پھر گمراہ۔ منافق کی ایک بڑی پہچان یہی ہے۔ کہ وہ بارہا اقرار کرتا ہے۔ پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔

یبتغون۔ آبہا۔ حقیر سمجھا جاتا ہو کو۔

۱۴۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۸)

پہلے پارہ میں بتایا کہ منافق امانت میں خیانت کرتے۔ وعدہ پورا نہیں کرتے جھوٹ بولتے، لڑتے ہیں تو گند بکتے ہیں۔ پھر منافق وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو۔ منافق کا دل کمزور ہوتا ہے اس میں نہ قوت فیصلہ نہ تاب مقابلہ منافق اللہ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔

مذبذبین بین ذلک۔ کسی کی طرح کبھی ادھر جاتا ہے کبھی ادھر۔ آجکل لوگ جس کو پالیسی کہتے ہیں وہ نفاق کا ٹھیک ترجمہ ہے۔ منافق کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

یہاں پارہ پنجم کے نوٹ ختم ہوئے الحمد للہ

جائیں گے۔ ہر وقت ایک جلن محسوس کرتے رہیں گے۔ شیر باوجود اتنا بہادر ہونے کے اپنے دشمن کے مقابلہ میں احتیاط کرتا ہے۔ ادہر اُدہر ہو کر حملہ کرتا ہے۔ مگر سور غضب کے وقت سیدھا آتا ہے اسی طرح اس جانور میں شہوت ... بڑی ہوتی ہے۔ تمام گناہوں کی مبدء یہی دو قوتیں ہیں۔ غضب و شہوت اس لئے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

وما اھل بہٖ لغیر اللہ۔ پھر وہ چیزیں ہیں جن پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ان کا کھانا بلحاظ عقائد اللہ سے بُعد میں ڈالدیتا ہے۔ اس کے بعد میتہ اور ما اہل کی کچھ تفصیل دی۔ پہلے پہلے اسلام نے عقائد سکھائے تھے۔ اللہ کی عظمت۔ پھر ملائکہ پھر رسولوں پھر کتابوں کا علم سکھایا۔ پھر عبادت کے طریق بتلائے۔ پھر زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ پھر بتدریج سکھاتے سکھاتے تمدن کے ضروری مسائل کہاتے۔ پھر کھانے پینے کے مسئلے بھی بتادئے۔ اس پر کہا کہ اب تو تمہارا کھان پان بھی بیان ہو چکا اس لئے شریعت کے اصول کامل ہونے سے کافر نا امید ہو گئے۔

ماذا احل لھم۔ پوچھتے ہیں کیا کیا حلال ہے ہم نے حرام بتا دئے ہیں باقی سب حلال ہیں مگر شرط یہ ہے کہ طیب ہوں۔ فطرت صحیح بتا دیتی ہے کہ طیب کیا ہے مثلاً پاخانہ ہے۔ یہ بدن سے نکالا گیا ہے پس اُسے واپس کرنا فطرت کے خلاف ہے۔

طیبات۔ جن سے تمہارے بدن اور اخلاق و مذہب کو ضرر نہ پہونچے۔

طعام الذین اوتوا الکتاب۔ یعنے اہل کتاب تمہاری دعوت کریں۔ تو حلال ہے بشرطیکہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔

غیر مسافحین۔ شہوت کے مٹانے کے لئے ہوں۔

مورخہ ۲۰۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۶)

سورۃ نساء میں معاشرت کا ذکر ہے جو اپنی بی بی۔ بچے۔ نوکر۔ ماں۔ باپ کے ساتھ تعلقات میں عمدگی کا نام ہے اور تمدن کا ذکر ہے جو کسی گاؤں یا شہر میں ملکر رہنے کے اصول کا نام ہے کچھ باتیں پچھلے رکوع میں بتائی ہیں اب کچھ اور فرماتا ہے کہ عمدہ معاشرت میں یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں مل کر نمازیں پڑہیں۔ اور نمازوں کے لئے وضو کرو۔ جس کا طریق سکھاتا ہے

فاغسلوا وجوھکم۔ اپنے موہنہ دھولو۔ ہاتھ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہ فطری بات ہے کوئی ہاتھ ناپاک ہو تو موہنہ نہ دھوئیگا۔

الغائط۔ باہر سے آئے۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ ریح۔

لمستم النساء۔ چھونے کے دو معنے ہیں۔ صرف ہاتھ لگانا۔ دوم صحبت کرنا۔ دونوں معنے بہت عمدہ ہیں۔

فلم تجدوا ماءً۔ اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی اگر پانی نہیں ملتا یا ملتا ہے مگر اس کے لینے میں خوف نقصان مال یا جان یا عزت ہے تو پھر مٹی سے تیمم کر [illegible] ہے کہ صاف پتھر پر کہ از جنس ارض ہے تیمم ہو سکتا ہے یا نہیں [illegible] ولیتم نعمتہ علیکم۔ ایسی باتیں بتلا کے اللہ طہارت کی [illegible]

دیگا۔ شریعت نے ہر ظاہر کے لئے ایک باطن رکھا ہے۔ مثلاً ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے لینے کا حکم ہے۔ دائیں کو فارسی میں راست اور اُردو میں سیدھا۔ عربی میں یمین۔ اور بائیں کو چپ۔ اُلٹا۔ شمال کہتے ہیں اس میں ایک نصیحت ہے۔ کہ دین میں ہمیشہ راستی کو مدنظر رکھو۔ سیدھا دو اُلٹے ہاتھ سے نہ دو نہ لو۔

ایسا ہی انسان کو اپنی قومیت کا گھمنڈ ہوتا ہے اس میں اصلاح فرماتا ہے۔ کہ تم کو ماء یا تراب سے پیدا کیا۔ آخر تم انہی میں ملنے والے ہو۔ ضرورت کے موقعہ پر انہی سے ظاہری جسم پاک کرنے کا ارشاد کیا جیسا کہ ان کی اصلیت کا خیال باطنی خیالات کو پاک کرتا ہے

ومیثاقہ الذی واثقکم بہٖ۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول بھی ایک عہد ہے

علیم بذات الصدور۔ ظاہرداریوں سے کام نہیں چلیگا۔ وہ تمہارے سینہ کی باتوں سے واقف ہے۔ اب چونکہ معاشرت میں تعظیم لامر اللہ کے سوا شفقت علیٰ خلق اللہ بھی چاہیئے اس لئے اس کی نسبت ہدایت فرماتا ہے کہ چونکہ معاملات میں مقدمات بھی ہوتے ہیں اس لئے تم جب ان میں گواہی دو۔

کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط۔ تو تمہاری گواہیاں اللہ کے لئے عدل کے ساتھ ہوں۔

ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا۔ کسی کی دشمنی انصاف کی مانع نہ ہو۔ مثلاً آریہ لوگ تم کو دفتروں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ تم ان کے مقابلہ میں بھی ایسی کوشش کرو جہاں تمہیں اختیار حاصل ہے۔

واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ تقویٰ کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو۔ کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے

وعد اللہ الذین اٰمنوا۔ چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ جن مومنوں کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں ان کے لئے مغفرت ہے۔

اذ ھم قوم۔ حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچایا۔ تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں بھی جب یہود نے چکی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپ محفوظ رہے اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتے اور وہ دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں۔

مورخہ ۲۱۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

ولقد اخذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کبھی یہود کا ذکر کرتا ہے کبھی عیسائیوں کا کبھی مشرکوں کا کبھی ابراہیم و موسےٰ کا۔ ہمارے سامنے نہ یہود ہیں نہ موسیٰ ہیں پس تم کو اور ہم کو سناتا ہے۔ فرعون کس طرح فرعون بنا۔ اور موسیٰ کیونکر موسیٰ ہوا فرماتا ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا اور ان میں بارہ سردار بنائے چھاؤنیوں کو اب تک بارہ پتھر۔ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح نے بھی بارہ حواری بنائے ہمارے نبی کریم نے فرمایا۔ کہ بارہ شخص قریش سے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر کے عہد میں کوئی اسلامی ملک ایسا نہ تھا جو حضرت ابوبکر کے تحت تصرف [illegible]

اسی طرح حضرت عمر [illegible]

مورخہ ۱۵۔ جون ۱۹۰۹ء

سورۃ مائدہ

(رکوع ۵)

سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہر دو میں جہاد . . . کا ذکر ہے پہلی میں زیادہ تر یہود مخاطب ہیں اور دوسری میں نصاریٰ سے۔ پھر سورۃ نساء اور اس سورۃ مائدہ میں اندرونی نظام کا ذکر ہے کیونکہ گھر بیٹھے بیٹھے ہی بڑے بڑے کام کرنے پڑتے ہیں اور بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ دونوں سورتوں میں تمدن و معاشرت کا ذکر ضروری تھا چونکہ آرام بیٹھے بیٹھے مباحثات بھی چھڑ جاتے ہیں اس لئے نساء میں یہود کے ساتھ اور مائدہ میں نصاریٰ کے ساتھ مباحثہ کا طریق سکھایا ہے۔ تم لوگوں (احمدیوں) کو اپنے فرض منصبی کا خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ دونوں قوموں سے تمہیں ہی مقابلہ ہے تم میں سے بعض سپاہی تو ہیں جو قلم کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں مگر بہت وہ ہیں جو آرام سے بیٹھے ہیں ان کو چاہیئے کہ مناظرہ کا طرز سیکھیں۔ پہلی سورۃ میں بیبیوں کے تعلقات کا بھی ذکر ہے میں نے کسی کتاب میں جو خدا کی طرف منسوب کی گئی ہو اس شرح و بسط کے ساتھ معاشرۃ کا ذکر نہیں دیکھا۔ تھوڑا ذکر توراۃ میں ہے۔ مگر انجیل بھی دو اس سے بالکل خالی ہیں۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش لکھی۔ مگر جب بیبیوں کے تعلقات کا ذکر آیا تو منو وغیرہ کے حوالے دئے اگر وید پر ہاتھ پڑتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

مجھے تعجب ہے کہ انجیل میں تمدن کا کوئی ذکر نہیں۔ بیبیوں کی معاشرت کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں۔ مگر پھر بھی عیسائی اپنی بیبیوں کے ساتھ کیسی محبت کرتے ہیں مسلمانوں میں کس قدر تاکید ہے۔ مگر انہوں نے اسکی کچھ پروا نہ کی۔ یہ قرآن مجید کی سخت بے ادبی ہے مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ لتسکنوا الیھا اور جعل بینکم مودۃ و رحمۃ کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔

چونکہ معاشرت میں پہلی بات معاہدہ ہو اس سے پہلے تو اسے نباہنے کی تاکید فرمائی کہ اوفوا بالعقود۔ لین دین۔ بیعت۔ اشتریت۔ زوجیت۔ تزوجت میں۔ یہ سب عقد ہیں سے ہے کہ اخذنا منکم میثاقاً غلیظاً۔ اگر پوچھو کہ میثاق غلیظ کیا ہے تو کئی میں جن کو اس کا علم ہی نہیں۔ بس نکاح میں تو پہاڑ ایک خطبۂ فارسی ہے جو پڑھ دیں گے۔ فرمایا ہے تمام عقود۔ قرض لین دین۔ بیاہ دوستی و دیگر معاہدات وفاداری کے ساتھ نباہو۔ ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے جو پہلی بات کہو گے مان لیں گے۔ ہم نے تمہیں کئی بھلی باتیں بتائیں انپر عمل چاہیئے۔ یاد رکھو کہ اگر لوگ معاہدات پر قائم ہو جائیں تو تمدن میں بڑا آرام ہو جائے اور کبھی کوئی جھگڑا نہ اٹھے چونکہ کھانا پینا بھی معاشرت میں شامل ہے اس لئے فرمایا کہ حلال کھاؤ۔

احلت لکم بھیمۃ الانعام۔ قرآن شریف میں بکری۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ اونٹ کو ... کہا گیا ہے

کیا کالنوت ہو۔ سب ہم کو واجب ہے کہ دیکھیں یہ نامنصب ہے یا نہیں۔ فرمایا ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹ نہ بولیں تو پھر کیا کریں۔ سچ بولیں بھی اپنی معبودیت کا رنگ جمایا ہے اور کہا کہ دیکھو سچ میں سے بھی ایک کیا؟ غیبت۔ صحابہ نے پوچھا کہ اگر کسی میں وہ عیب واقعی ہے تو اس کا ذکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی تو غیبت ہے اگر وہ عیب واقعی نہ ہو اس کا نام بہتان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جا بجا اپنی معبودیت سکھائی ہے سچ جو غیبت نہ ہو تو اس کے ساتھ بھی کبھار مجاز ہو۔ مگر ایک دو جگہ نہیں۔ مثلاً انبت الربیع البقل۔ دیہاتی نے سبزی اگائی اور بولا ... مطرنا بنوء کذا۔ بولنا منع ہے۔ حالانکہ یہ صحیح ہے کہ جب ... آئی ... گیا تو بارش ہوتی ہے۔ مگر حکم الہی آگیا کہ ایسا کہنا چھوڑ دو تو چھوڑنا پڑا ... جانوروں کے کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہرن ہی ہے ... خشک کبھی ... بھی کاٹے ہے حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ وجہ سمجھ نہ آئی تو عام مومن ...

ان اللہ یحکم ما یرید۔ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے

لا تحلوا شعائر اللہ۔ جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے ان کی بے حرمتی ... ہم نے قرآن مجید سے خدا کو پہچانا اس لئے اس کی بے حرمتی جائز نہیں ... ہے کہ اس پر پاؤں رکھ دیا اور کتابوں کے نیچے رکھ دیا یہی صفون پر ... بھی تمہیں پہچان کی راہ بتاتی ہے۔ ہیرا پھیری درست کرو

ولا الشھر الحرام۔ یہ حرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ میں ان میں خدا کا ... ہوتا ہے کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں

ولا الھدی ولا القلائد۔ اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں ... انسان کو اپنے آقا کے حضور جان دینی پڑتی ہے۔ دنیا کے آقاؤں کے لئے جان ... پس دنیا و آخرت کے آقا زمین و آسمان کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔

ولا یجرمنکم شنآن قوم۔ اگر کوئی دشمن ہے تو اس سے دشمنی کی حدبندی ... حدبندی نہ کروگے تو دن بدن دشمنی بڑھتی جاویگی۔

ان صدوکم عن المسجد الحرام۔ کسی آدمی سے دشمنی ہے تو دشمنی کے ... سے قطع تعلق نہ کرو۔ اگرچہ وہ دشمن ایسا ہے کہ عزت کے مقام سے تمہیں روکتا ...

ان تعتدوا۔ اگر تمہیں کوئی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے تو جس مسجد ... اختیار ہے اس میں نماز پڑھنے سے نہ روکو

حرمت علیکم المیتۃ۔ معاشرۃ میں ضروری ہے عمدہ اخلاق کی اور بدن کی محفوظ رکھنے کی۔ پس مردار کو استعمال کر کے جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی طرح خون میں بھی بہت سی زہریں ہوتی ہیں وہ لطیف طاقتیں ... کے لئے ضروری ہیں خون کھا نے والوں میں نہیں رہتیں۔ ... [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ششم

سورۃ مائدہ

۲۴ - جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ ۔ اصل مقصد ساری تعلیم کا تقویٰ ہے تقوےٰ کا ابتدا یہ ہے کہ ایمان بالغیب خدا پر ہو ۔ دُعا میں لگا رہے کچھ ہاتھ سے دے پھر اس سے بڑھ کر کسی نبی پر بدگمان نہ ہو ۔ الٰہی کتابوں پر ایمان رکھے قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے جانے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے ۔ جو رکوع سورہ بقرہ لیس البر من امن باللہ پر ملائکہ پر ۔ کتب پر ۔ انبیاء پر ایمان ہو ۔ ذوی القربی ۔ یتامی ۔ مساکین وغیرہ کو دے ۔ صبر و استقلال سے بسر کرے۔

تیسرا مرتبہ ۔ آخری یہ ہے کہ قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اور قل اللہ ثم ذرہم اللہ ہی اللہ رہ جاتے ۔ یاد رکھو معاشرت کے اصولوں میں سے اعلیٰ اصول یہ ہے کہ حکموں کا پابند ہو یہ بدمعاش لوگوں کا اصول ہے کہ دنیا کھلاتے مکر سے ۔ ایسے لوگ کبھی سکھ نہیں پاتے۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ ۔ وسیلہ کے دو معنے ہیں ۔ ایک تو حاجت ۔ پس مطلب ہوا کہ اپنی حاجتیں جناب الٰہی میں لے جاؤ دیکھو سورۃ بنی اسرائیل اولئک الذین یدعون ۔ یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ۔ یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنی حاجتیں رب کے حضور مانگتے ہیں ۔ ابن عباس کا ایک شعر۔

کل الرجال لہم الیک وسیلۃ۔

دوسرے معنے ہیں ذریعہ کے ۔ اور ذرائع چار قسم کے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو باایمان کہتے ہیں

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو عقلمند کہتے ہیں

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنیوالے کو بے ایمان کہتے ہیں

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنیوالے کو بےعقل کہتے ہیں

مثلاً اللہ کے حکموں کو ماننا ۔ نیک بننا ۔ ہدایت کی بات مان لینا یہ تمام مذہبوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے پس اس ذریعہ پر عمل کرنے والا ۔ باایمان ہے

دوم ۔ مثلاً پار جانا ہے دریا میں موجیں پر موجیں آرہی ہیں اب وہاں کشتی کا [illegible] کہلاتا ہے

سوم ۔ مثلاً بُت پرست بُت کے آگے ناچتا ہے ۔ عمدہ کھانے پکا کے اس کے سامنے رکھتا ہے قبر کو سجدہ کرتا ہے اللہ کے نام کے سوا کسی کا روزہ طواف قربانی کرتا ہے ۔ اس وسیلہ کو اختیار کرنے والا بے ایمان ہے۔

چہارم ۔ مثلاً ایک ایسا آدمی ہے جو ان وسائل کو جو قدرت نے کسی مطلب کے حصول کے لئے بنائے ہیں ان پر جھوٹا قیاس کرتا ہے مثلاً باریک سوئی ململ کو سی سکتی ہے تو وہ سمجھے ۔ کہ ہل کا پھلا بطریق اولیٰ اسے جلد سی سکتا ہے یا جیسے بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب معمولی آدمی اس دنیا میں ہماری مدد کرتے ہیں ۔ تو نبی ولی جسم سے الگ ہو کر بعد وفات بطریق اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں ۔ کوئی شخص جہاز میں لوہا سمجھ کر ۔ پھر بہت سا لوہا لے کر اس پر جا بیٹھے اور سمجھے کہ میں پار اُتر جاؤں گا ۔ یہ بےعقل ہے۔

پس الوسیلہ فرمایا یعنے ذریعہ ہو مگر اس ذریعہ کو دیکھ لو وہ ایمانی کا تو نہیں ۔ عقل و تجربہ و ایمان کے موافق ہے یا نہیں مکلف انسان عقل و تجربہ و ایمان سے تقوے کے ساتھ کرے مگر وہ عقل و تجربہ و شریعت کے خلاف نہ ہوں ۔ پھر یہ کہ مجاہدہ فی سبیل اللہ کرے جب ان تین قاعدوں پر چلیگا تو مظفر و منصور ہوگا ۔ بعض لوگ حقیقی ذرائع سے کام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے ہم کو عمدہ لباس عمدہ مکان راحت و آرام کی چیز مل جائے ۔ ایسے لوگ آخر مثلاً چوری کا پیشہ وغیرہ ناجائز اختیار کر لیتے ہیں ۔ فرمایا۔

السارق والسارقۃ ۔ مرد ہو یا عورت ایسے پیشہ والوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو واللہ علی کل شیء قدیر ۔ رزق کے لئے ایسی بری راہ اختیار کرنا ہشاشت قبیح ہو وہ تو جائز طریقے سے رزق دینے پر قادر ہے۔

لا یحزنک الذین یسارعون ۔ بعض وقت کفر کرنے والے کو آرام میں دیکھ کر مومن کا دل گھبرا اُٹھتا ہے کہ یہ بے ایمان ہو کر کیسے آرام اور عزت میں ہے یہ ہوکہ ہوتا ہے ورنہ ہم نے کئی ایسے لوگوں کو بظاہر ہمنے دیکھا ہے کہ اتنا بڑا مکان ہے اور اس میں ایک ہی بڑی دری ہے مگر ساتھ مرگی کا عارضہ ہے جو کثرت زنا کی وجہ سے ہے ۔ اسی طرح ایک اور کو دیکھا ہر وقت وہاں راگ و رنگ رہتا آہستہ آہستہ موقعہ آیا کہ اس نے آتشک سے اپنا بالکل تباہ ہوتا مانا اور یہ صرف غم میں دل بہلانے کے لئے تھا۔

سمّٰعون لقوم میں سماعون کے معنے۔

۲۶ - جون ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰ و رکوع ۱۱)

ان اوتیتم ھذا فخذوہ ۔ یعنے اگر یہ بات ان میں پائی گئی تو سچے ورنہ نہیں لوگ گھر ہی سے باتیں بنا کے آتے ہیں ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس ایسے آدمی آئے جو گھر سے یہ مشورہ کر آئے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ پوچھتے ہیں [illegible]

ہوتا تھا۔ دوسرا دعویدار تک نہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی کے زمانہ
مین قطعاً خلافت کا دعوے نہین کیا۔

اٰتیتم الزکوٰۃ ۔ زکوٰۃ کے فرض کا لوگون کو بہت کم خیال ہے۔ مین نے
سوائے ایک کے کسی مولوی کو زکوٰۃ دیتے ہوئے نہین دیکھا۔

فبما نقضہم میثاقہم لعنّٰہم ۔ مسلمانون مین عیاشی حد سے بڑھ گئی تو
خدا نے ایک شخص کو مسلط کیا۔ جس کا نام ہلاکو تھا۔ اسلام جہان جہان بادشاہ
ہوا اس نے غیر قومون کو رہنے دیا۔ لیکن عیسائیون کے جن زمانے مین ایک ادا
تو اس کا نشہ ہے کہ انہون نے زبردستی لوگون کو عیسائی بنایا اور ظلم کئے دیکھو
اسلام کا حال اسپین مین۔ پھر شبہات شکوک دوسرون کے مذہب مین ڈالنے
شروع کئے۔ یہ بھی ایک جبر ہے۔ پھر یہ کہ خاص عہدے عیسائیون کے لئے
مخصوص ہو گئے۔

یخرجہم من الظلمٰت الی النور۔ ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ روزانہ
ظلمت سے نکالے نہین جا رہا۔ تو وہ مومن نہین۔

نحن ابناء اللّٰہ ۔ آجکل سیدون کی بھی یہی حالت ہے کوئی کبریائی ایسی
نہین جو ان مین نہین۔ حالانکہ بعض ذلیل ہو رہے ہین۔

۲۲۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۸)

بندے ایک وہ ہوتے ہین جن کو الہام ہوتا ہے خدا تعالیٰ اون کو
فہم عطا کرتا ہے اور اپنے فہم سے خدا تعالیٰ کی باتون کو سمجھتے ہین۔ ایک وہ
ہوتے ہین کہ جن کو نہ الہام ہوتے ہین نہ خدا اون کو تفہیم کرتا ہے لیکن ان کو
وسعت نظر حاصل ہوتی ہے اور علم وسیع ہوتا ہے۔ تیسرے وہ ہوتے
ہین جن کو نہ علم ہوتا ہے نہ تفہیم الٰہیہ۔ اون تیسری قسم والون کو پہلی دو قسم
والون کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ یہان اسی کے متعلق فرمایا۔ کہ

یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ ۔ موسیٰ فرماتے ہین اگر میرا کہا نہ مانوگے
تو گھاٹا پاؤ گے۔ انہون نے جواب دیا۔ کہ یا موسیٰ ان فیہا قوماً جبّارین۔
آپ کو خبر نہین وہان طاقتور لوگ رہتے ہین اور وہ اپنے بگاڑ کی اصلاح جلد کر
سکتے ہین۔ ہم نہین کر سکتے ہین آپ ان باتون مین تجربہ کار ہین۔ دوسری قسم کے
لوگ وہ رجلان ہین جن کے نام یوشع بن نون اور کالب تھے۔ جنھون نے کہا بسر وچشم
حاضر ہین۔ بلکہ دوسرون کو بھی وعظ کیا۔

قال رب انی لا املک الا نفسی ۔ اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام
کو کس قدر رنج پہونچا۔

قال فانہا محرمۃ ۔ یہ ہے نبی کی نافرمانی کا نتیجہ۔

بعض لوگ غلطی کر لیتے ہین پھر کہتے ہین اب بخشو۔ معاف کرو۔ خدا کا یہان
[illegible]

پیدا ہوگی۔ یعنے کہ بچے جو اس خاندان مین شریک ہی نہ تھے۔

۲۳۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

ابنی ادم ۔ آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ نام قرآن شریف مین
نہین۔ توریت مین ہین۔ انکار کی کوئی وجہ نہین اور نہ ایسے مواقع پر تعریف کا
گمان ہے۔

قربا قربانا ۔ قربانی کی وہ قربانی لیا تھی۔ یہ نہین بتایا کہ کیا ہوگی۔

فتقبل من احدہما ۔ قبولیت کا پتہ معلوم ہوتا ہے یہ آدم علیہ السلام کو بذریعہ
الہام الٰہی ہوا۔

انما یتقبل اللّٰہ من المتقین ۔ یہ آیت قابل غور ہے۔ اعمال نیک بھی
نیکون ہی کے قبول ہوتے ہین۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا ہے کہ جو ریاء الناس
عمل کرتے ہین ان کی مثل یہی ہے۔ جیسے کوئی پتھر پر مٹی بچھا کر تخم ریزی کرے
بارش آنے وہ کھیتی کو مع زمین بہالے جائے اور صاف چٹیل چھوڑ جائے۔

انی ارید ان تبوأ باثمی ۔ یعنے میرے قتل کا جو گناہ ہے۔ وہ بھی تو حاصل
کرے یہ بھی ایک عجیب بات رحم کو برانگیخت کرنے والی درخواست اور نصیحت دینے
والی بات ہے کہ اس طرح سے تو شریر تو ہے ہی اب یہ ایک گناہ ہے یہ بھی کرے
اور دوزخی بن جا۔ عجیب کیا کہا ہے۔

فاصبح من الخاسرین ۔ ایسا گھاٹا پایا ہوا کہ جس خاندان مین اس نے شادی کی وہ
بھی تباہ ہوا۔ معلوم ہوا شادی صلحاء مین کرنی چاہیئے۔

فبعث اللّٰہ غرابا ۔ کوّے مین تین صفتین عجیب ہین (۱) کوّے کو کسی نے
جماع کرتے کم دیکھا ہے (۲) ایک ٹکڑا بھی کھانے کو مل جائے تو کر اورون کو
اطلاع ضرور کریگا کہ یہان کچھ ملتا ہے (۳) کسی کوّے کو صدمہ پہونچے۔ سب وہان
جمع ہو جاتے ہین اسی واسطے شور وغل کو ہماری زبان پنجابی مین کاوان رولی کہتے
ہین۔ ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا کبھی کسی کوّے کی لاش تم نے جنگل مین
دیکھی ہے تو اس نے کہا نہین اس سے تین باتین نکلین۔ (۱) شرم وحیا بھی کوئی
چیز ہے (۲) نیک برتاؤ کرنا چاہیئے اور ہمدردی (۳) مُردے کی لاش کو دبانے کی فکر
یہ قصہ اشارہ ہو اس بات کیطرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اُسے ابوالانبیاء کہتے ہین)
اس کے دو بیٹے تھے اسحٰق اور اسماعیل۔ مدینہ کے یہود جو بنو اسحٰق تھے انہون نے بنی کریم اسمٰعیل
کی اولاد کو قتل کرنا چاہا سو انہین بتایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بھائی نے دوسرے کو
قتل کر کے کیا لیا سوا اس کے کہ خاسر و نادم ہوا۔ اور انہین سمجھایا کہ من اجل ذالک مرّث
اسی وجہ سے ہمنے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ من قتل نفساً جو ایسے عظیم الشان
نفس کو قتل کریگا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مرتکب ہوگا۔ یحاربون اللّٰہ ۔ اللہ کے
دین کا مقابلہ کرتے ہین۔ من خلاف ۔ بوجہ اس کی مخالفت دین ہی کے [illegible]
[illegible]

بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ اور ان کے پیرو تھے وہی کافرون پر غالب آئے۔ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے اور وہی کسی سے نہین ڈرے۔

یُؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہین اور ہر وقت خدا کی جناب کے فرمانبردار ہین۔ اس آیۃ کو شیعہ نے حضرت علی پر لگایا ہے اور ایک روایت بیان کرتے ہین۔ کہ آپ ہی نے بحالت رکوع ...... زکوٰۃ دی۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ ہمارے دوست حکیم فضل دین صاحب نے ایک دفعہ ایک شیعہ کو خوب جواب دیا پہلے اس سے دریافت کیا۔ کیا حضرت ابوبکر حضرت علی کے مدمقابل مین تھے اس نے کہا ہان۔ انھون نے خلافت غصب کی وغیرہ وغیرہ تب حکیم صاحب نے کہا تم ہوش کرو اسی آئت کے ساتھ لکھا ہے۔ فان حزب اللہ ھم الغالبون۔ پس غالب تو تم خود ابوبکر کو مانتے ہو۔ حزب اللہ سے بھی وہی ہوئے اور یہی نشان ہے ان لوگون کا۔ جو یُؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون کو مصداق ہین۔

۲۹۔ جون ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۳)

قل ھل انبئکم بشرٍ من ذلک۔ فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن۔ واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلا دو قسم کے ہین ہمارے ملک مین اگر کسی سے پوچھتے ہین کہ کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے بڑا فضل ہے جس سے مراد یہ ہے کہ مال۔ مویشی۔ اولاد سب کچھ ہے اسی طرح فضل الٰہی کے چھن جانے سے بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ یہ چیزین ہین نہین۔ اللہ تعالیٰ اسی سورۃ مین فرماتا ہے کہ فضل کا دارومدار قومیتیم کے ساتھ سلوک کرنے کسی مسکین کو کہانا کھلانے کی ترغیب پر ہے اور یہ کہ مال سے زیادہ محبت نہ ہو۔ اس رکوع مین لعنت کے نشان فرماتے ہین۔

ترجمہ یہ ہے کیا ہم اطلاع دین تمہین اس کی جسکو ایک بُرا نتیجہ ملا ہے۔

جعل منھم القردۃ۔ وہ ذلیل کر دئے گئے۔ چنانچہ یہود کی نسبت ارشاد ہے

الا بحبل من اللہ وحبل من الناس ولا تنصرون۔

والخنازیر۔ مال دنیا کا حریص اور شہوت کا حریص۔

عبد الطاغوت۔ حد سے نکلنے والے کا فرمانبردار۔

سواء السبیل۔ پاک عمدہ۔ قریب راہ۔

والعدوان۔ حد بندیون سے نکلنے والے۔

اکلھم السحت۔ حرام خوری مین بارہا بتا چکا ہون۔ انسان کی نیکی اور تقویٰ کا پتہ مالی معاملات مین لگتا ہے۔

ید اللہ مغلولۃ۔ نادان لوگ جب تنگ ہوتے ہین تو کہہ دیتے ہین۔ خدا کے ہاتھ ہمارے لئے شل ہو گئے ہین۔

من فوقھم۔ میرے نزدیک اس سے مراد مکالمات الٰہیہ ہین۔

۳۰۔ جون ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۴)

مین کئی دفعہ بتا چکا ہون کہ سورۃ نساء و مائدہ معاشرت دتمدن کے مسائل کے لئے ہے کہ آدمی آرام مین کیون کر گذارے۔ چنانچہ بیوی۔ بچون۔ یتیمون بیواؤن سے جیسا سلوک کرنا چاہیئے اس کا ذکر ہو چکا۔ اب فرماتا ہے کہ آرام مین اللہ کی کتاب بھی ۔ اور اصلاح بین الناس کی طرف متوجہ ہو۔ لڑائیان اگر فتوحات کے لئے ہون تو آرام ان فتوحات کے انتظام کے لئے۔

بلغ ما انزل الیک۔ یہ آئت بہت قابل غور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین سات بلکہ دس مشکلات مین تھے۔ ایسی حالت مین آپ تبلیغ کرتے رہے۔ (۱) مکے کے دشمن تو موجود تھے ہی آپ ۱۲ میل پر ان چالاکیون سے کیون کر واقف ہو سکتے تھے (۲) یہود ...... بنو قینقاع جو بڑی بے رحم قوم تھی۔ (۳) بنو قریظہ جن کا مکے کے گھر گھر میں ... (۴) بنو نظیر جو گنڈے تعویذ وغیرہ بھی دیتے تھے (۵) عیسائی ان کے گرد ... (۶) اوس و خزرج دو قومین منافق (۷) مشرکان مدینہ (۸) پھر عیسائیون ... کی سلطنت کو اہا رتے تھے (۹) یہود ایران والون نے ... ایسی مشکلات کا سامنا تہا۔ (۱۰) مکہ کا دشمن بدستور بلکہ آگے سے زیادہ تیز۔

واللہ یعصمک من الناس۔ اور اللہ تمہین لوگون سے محفوظ رکھے گا۔ جس وقت یہ آئت اتری۔ آپ کے خیمہ کے گرد پہرہ تہا۔ آپ نے فرمایا کہ سب چلے جاؤ۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہین۔ اس آئت پر مجھے ایک مضمون سوجہا کرتا ہے۔ کہ حضرت عمر کیسے بڑے آدمی کیسے بڑے مُدبر تھے اور بارُعب۔

حضرت عثمانؓ ایک چلتا پرزہ قوم بنو اُمیّہ مین سے تھے جنین بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار تھے۔

حضرت علیؓ بڑے شجاع بہادر تھے۔ مگر قتل کرنے والون نے حضرت علی کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمان کو مارنے والون نے تمام صحابہ کرام کے سامنے مار دیا۔ حضرت عمر کو نماز پڑہتے ہوئے ایک اکیلے شخص نے خنجر لگا دیا۔ حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت کا زمانہ تہا ان لوگون کے پاس حفاظت کے سامان بھی تھے۔ اردگرد سب خیر خواہ تھے مگر پھر بھی قتل کر ہی دئے گئے۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِتنی مشکلات مین عرب کا اکثر حصہ اپنے پرائے دشمن پھر کس تحدی سے جاہلون کو للکار کر پیشگوئی کی جاتی ہے۔ واللہ یعصمک من الناس اور یہ پیشگوئی پھر پوری نکلتی ہے

لا یھدی القوم الکافرین۔ منکر لوگون کو تیرے قتل کرنے کی کوئی راہ نہ سوجھے گی۔

شیعہ قوم پر مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ نبی کریمؐ کو ابوبکر

نے کہا جائز نہیں تو سچے ورنہ جھوٹے۔ ایسی خود ساختہ باتوں میں بہت دھوکہ لگتا ہے من یرد اللہ فتنتہ۔ جو لوگ اپنی شرارتوں سے اس حد تک پہونچ گئے۔ خدا ان کے فتنہ کا ارادہ رکھتا ہے۔

لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم۔ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم سے اس کی تشریح ہوتی ہے یعنے خدا ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ جو خود ٹیڑہا پن کر اس حالت کو پہونچ گئے کہ جو سیدھے نہیں ہونا چاہتے۔

رکوع نمبر ۱۱

اللہ تعالی نے اپنے دین کو بہت آسان رکھا ہے۔ دین کا مدار تعظیم لامر اللہ شفقت علی خلق اللہ پر ہے۔ دیکھئے ایک طرف نماز کیسی اعلی عبادت ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتوں کی جامع ہے دوسری طرف زکوۃ۔ قرآن مجید میں دونوں کی تاکید ہے اس کے علاوہ اور جو عیوب لوگوں میں تھے ان کی اصلاح فرماتا ہے جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے نئے نئے ثبوت بڑہتے جاتے ہیں۔ آدم کے وقت میں اگر کوئی مسئلہ ابہام و شبہ پیدا ہوتا تو جواب دینا مشکل تھا لیکن ہمارے زمانے میں کوئی مشکل نہیں۔ انبیاء و اولیاء علماء ہوگذرے ہیں۔ علم کا ذخیرہ تمام موجود ہے۔ سب سے زیادہ سہولت یہ ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے دلائل حالات اختلافات کا ذخیرہ ہے ہم کو میسر ہے۔ ترجمہ شائع نہ تھے اب چند پیسوں پر ملتے ہیں وید وں کے لئے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ احمد یزدانی ایک شخص انجمن تحقیق مذاہب کا ممبر ۳ سال ہند میں رہ کر ہندوؤں کے حالات کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ ان کی ایک اور کتاب ہے جس کو یہ لوگ زبانی سفادت پڑہتے ہیں اور میں نے اسے دیکھا نہیں۔ دیکھئے یا تو وہ زمانہ کہ ہم جیسا ایک شخص محض اسی تحقیق کے لئے رہتا ہے اور سنسکرت کی تحصیل میں ایسی سرگرمی دکھلاتا ہے کہ وہ اس کی مادری زبان کی طرح ہو گئی مگر وید دیکھنے نصیب نہیں یا اب یہ زمانہ کہ چاروں وید معہ ترجمہ روپیہ ڈیڑھ میں یہی حال بائیبل کا ہے کہ ایک روپیہ تک مل سکتی ہے۔

پس تحقیق کے لئے بہت آسانیاں ہیں اللہ تعالی توراۃ والوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تم توراۃ ہی کو غور سے پڑھو۔ ہم نے اس میں

ھدی ہدایت نازل کی۔ یعنے اس عہد نامہ کے رسول کی طرف رہنمائی کی۔ چنانچہ بتادیا کہ موسی کا مثیل آئے گا اور وہ بت پرستی کا دشمن ہوگا اس کا خلاف کرو گے تو تم سے حساب لیا جاوے گا۔

فلا تخشوا الناس۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ میرا ڈر رکھو اور دنیا کی آیات اللہ کے سامنے مطلق پروا نہ کرکے ما انزل اللہ کو حاکم بناؤ صاف معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ ہیں مگر تم نبی پر ایمان لانا تو کجا اس کی ایذا رسانی اور قتل کی فکر میں ہو حالانکہ توراۃ ہی میں درج ہے کہ نفس کے بدلے نفس مارا جائیگا بلکہ آنکھ کے بدلے آنکھ ان آیات میں بتایا ہے کہ تم توراۃ کے اور احکام بھی چھوڑ چکے ہو۔ نبی کی مخالفت میں تو یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں اپنا دین بڑا عزیز ہے ہم اپنے دین پر قائم ہیں مگر واقعات اس کے خلاف ہیں۔

۲۷ - جون ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۱ و رکوع ۱۲)

بالحق۔ سراپا حق یعنی کتابیں بالکل باطل ہوتی ہیں بعض میں حق و باطل ملا جلا بعضوں میں حق زیادہ ہوتا ہے اور باطل کم مگر یہ قرآن سراپا حق ہے

مھیمنا۔ جامع - محافظ۔

شرعۃ منھاجا۔ شرعہ کہتے ہیں پانی کے گہاٹ کو اور منہاج خشکی کا راستہ کہتے ہیں۔ انسان کو دو ضرورتیں ہیں ایک ضرورت تو اللہ کی پاک شریعت ہی سے حل ہوتی ہے اور ایک قسم کی ضرورت کو اللہ نے انسان کے عقل و فہم پر چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم زراعت کرو اب کھیتوں میں بیج بونے کے طریق کو شریعت میں داخل نہیں کیا ایسا ہی کپڑے پہننے کا حکم ہے مگر اب ہر ملک کے موسموں کے سبب جیسا کپڑا چاہیئے یہ انسان کے فہم پر چھوڑ دیا ہے

لجعلکم امۃ واحدۃ۔ یعنے تمہیں ایک ہی مذہب پر بنا دیتا۔ مگر یہ جبر ہو جاتا۔ لیکن ہم نے تمہیں ان قویٰ میں جو ہم نے دئے ہیں۔

لیبلوکم۔ انعام دینا چاہا ہے پس تم نیکیاں بڑھ بڑھ کر کرو اور اجر لو اگر اپنے اختیار سے تم نیکی نہ کرو بلکہ فطرۃً تو پھر اجر کیسا ہو۔

افحکم الجاھلیۃ یبغون۔ یعنے شتر بے مہار بننا چاہتے ہیں۔

اولیاء - دل کا متصرف۔

یسارعون فیھم - ان میں شامل ہونے کے لئے جلد بازی کرتے ہیں۔

۲۸ - جون ۱۹۰۹ء

یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ - اس آیت میں جو معاملہ ذکر ہے بظاہر تکلیف دہ ہے کسی شخص کا بھائی - بیٹا - دوست سچے مذہب سے پھر جائے - تو اسے کس قدر رنج پہونچتا ہے پھر صحابہ کرام کو اپنے قلت تعداد کی حالت میں اس قدر محنتوں سے مسلمان بنانے کے بعد پھر بھی کسی کا ارتداد دیکھنا پڑے - تو کیسا کچھ دکھ پہونچنا چاہیئے تھا لیکن خدا تعالی اس معاملہ میں مومنوں کے لئے ایک بشارت دیتا ہے کہ ایک مرتد ہو تو میں تمہیں اس کے بدلے میں ایک قوم دونگا اور وہ قوم بھی ایسی کہ میں ان سے محبت کرونگا اور وہ مجھ سے۔

ایک دفعہ ایک لڑکے نے جسکی پڑہائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں - مجھے بہت صدمہ ہوتا کہ اگر یہ آیت معاً میرے ذہن میں نہ آجاتی۔

اذلۃ - دراصل بچھڑوں کو کہتے ہیں چونکہ ہتھنے سے عاجز ہوتے ہیں اس لئے مطلب یہ ہے کہ نرم دل۔

شرح

یہ آیت شیعہ کے لئے کاری حربہ ہے عرب میں بھی جب سلسلہ ارتداد ہوا تو جو قوم ان کے مقابلہ میں اٹھی یحبھم و یحبونہ تم کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہوا

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ہفتم

سورہ مائدہ

(مورخہ ۳ - جولائی ۱۹۰۹ء)

رکوع اوّل و دوم

رشک اور غبطہ بھی ایک نعمت ہے کسی کو علم آتا ہے اور وہ اس علم کو رات دن اللہ تعالیٰ کیلئے پڑھتا ہے کسی کے پاس مال ہے اور وہ اسے صبح وشام رضاء الہی میں خرچ کرتا ہے تو رسول کریم نے فرمایا کہ اس کی حالت قابل غبطہ ہے۔

اب دیکھو کہ اللہ جس بات کی تعریف کرے وہ کیوں مومن کے لئے قابل رشک نہ ہو اس رکوع میں عیسائی حبشیوں کا ذکر ہے کہ جب صحابہ ان کے پاس ہجرت کر کے گئے اور جعفر نے قرآن سنایا تو ایسے روئے کہ گویا آنکھیں ہی جاتی تہیں۔ تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہو اپنے دل میں سوچو کہ کیا تمہاری یہ حالت ہے ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ قرآن شریف کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور قلبیں جلود ہم میں نے ایسے کئی نظارے دیکھے ہیں ایک امیر اپنے ایک خادم پر نہایت سخت ناراض ہوا جوش غیظ وغضب میں خادم کو مارنے اٹھا ایک پاؤں دہلیز کے باہر تہا اور ایک اندر کہ میں آگیا میں نے پڑھا - الکاظمین الغیظ میرا یہ کہنا ہی تہا کہ وہ وہیں کھڑا رہ گیا اور دیر تک کھڑا رہا اس کا چہرہ زرد رہ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا اس نے اس بات کو بہت ناروا سمجھا کہ ایک دس برس کا لڑکا بھی بیٹھا ہے کہ ایسی عالی شان بارگاہ میں لونڈے کا کیا کام - اتفاق سے حضرت عمرؓ اس امیر کی کسی حرکت پر ناراض ہوئے - جلاد کو بلایا وہی لڑکا لکا اٹھا - الکاظمین الغیظ پڑہا اور خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین اور کہا ھذا من الجاھلین - حضرت عمرؓ کا چہرہ زرد ہوگیا اور خاموش رہ گئے اس وقت اس کے بہائی نے کہا دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا جس کو تم حقیر سمجھتے تہے۔

وما لنا لا نؤمن - انسان کو چاہئیے کہ باتیں سُنے اور شہادت حق دے اور صلحاء میں داخل ہونے کی تڑپ رکہے اب تو مسلمانوں کی محبت قرآن سے یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کہانے کے لئے نکال لیا فال دیکھ لی - کوئی عمل یا وظیفہ پڑھ لیا کوئی ترکیب یا صیغہ دیکھ لیا - عمل مقصود نہیں رہا۔

وذلک جزاء المحسنین - ہر محسن کے لئے یہی جزاء ہے یہ مت سمجھو کہ انعامات اگلوں کے لئے ہی تھے اور تم محروم ہو۔

لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم - انسان بدکاری میں ترقی کرکے خدا کے انعاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لا تعتدوا - ہر ایک چیز کے لئے ایک حد مقرر ہے حتی کہ نیکی کی بہی چار رکعت نماز مقرر ہے کوئی پانچ پڑھے تو جائز نہیں۔

لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم - انسان کبھی غضب میں آجاتا ہے اور کبھی عادۃً قسم کہا لیتا ہے کبھی ایک چیز کو واقعی سمجھتا ہے اور وہ واقعی نہیں ہوتی کبھی شریعت کے خلاف کسی امر پر قسم کھاتا ہے اس پر گرفت نہیں۔

من اوسط ما تطعمون - اکثر نے اس کے معنے میانہ درجہ کے کئے ہیں مگر بعض مفسرین نے اوسط کے معنے اعلیٰ درجہ کے کئے ہیں۔

کسوتھم - جس میں کم از کم دو چادریں ہوں۔

لعلکم تشکرون - ایک مقدمہ جیتنے کے لئے تمام جائداد تباہ کی جاتی ہے ناکامی پر ناکامی اٹہاتے ہیں مگر پریوی کونسل تک جاتے ہیں کیا دین کے لئے ایسی بھی کبھی کوشش کی ہے۔

ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء - بغض وعداوت ایسی بری چیز ہے کہ اس کے جسقدر ذرائع ہیں وہ بہی حرام ہیں - چنانچہ خمر - میسر - انصاب - ازلام کو حرام فرمایا کہ ان سے باہمی تباغض پیدا ہوتا ہے مسلمان تو ان چیزوں سے بچتے ہیں پھر بھی ان میں بغض وعداوت ہے اس کی وجہ مجھ تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے - فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء۔

(تفصیل دیکھو نورالدین بجواب ترک اسلام)

سورخہ ۴ - جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع سوم)

ظاہر و باطن کا تعلق ضرور ہے - اگر کسی کے دل میں خوشی ہو تو اس کا تعلق اثر اس کے چہرے پر ضرور پڑے گا - اگر غم ہوگا تو بہی بشرہ پر اس کا اثر ہویدا ہوگا اگر کسی کے دل میں محبت ہو تو جب وہ سامنے آئیگا - ضرور چہرہ کی کیفیت بدلیگی کسی سے دشمنی ہوگی تو بہی - جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں اور پھر اس کے پاس تک نہیں بیٹھتے - انبیا نے اس حقیقت کو بہت خوب سمجھا ہے نمازوں میں دیکھئے - دل میں اگر عجز ونیاز ہے تو اس کے اظہار کو ظاہر جسم پر بھی ایک رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کر کر کے انسان جھک جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت کا مطالعہ کرتے کرتے متاثر ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے اسی طرح دیکھو جو شعائر اللہ میں اللہ ان کی عظمت وجبروت کو قائم رکھانا چاہتا ہے - مکہ ایک بے نظیر شہر ہے - وہاں حضرت ہاجرہؑ نے بڑے صبر سے کام لیا - اس وادی غیر ذی زرع میں خاوند سے الگ ہو کر رہیں - وہی صفا ومروہ جہاں بے تابانہ آپ گہومی تھیں اب وہاں اتنی بھیڑ ہے کہ جگہ نہیں ملتی وہ تو عورت تہی - حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو - ابراھیم الذی وفّی کا سارٹیفکیٹ پایا - آپ نے خدا جانے کس اخلاص

عمر کا خوف تھا۔ حضرت علی کی خلافت کا اعلان نہ فرماتے تھے اس لئے "بلغ ما انزل الیک" نازل ہوا۔ ان لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ "واللہ یعصمک من الناس" کا وعدہ موجود ہے پھر دو تین آدمیوں کا کیا خوف تھا۔

والذین ھادوا۔ ہر قوم کو آخر اسلام کی طرف جھکنا پڑا ہے۔ صابی حضرت ابراہیم کو عظیم الشان مانتے ہیں۔ حضرت یحییٰ کو بھی۔ وضو کرتے ہیں قبلہ رخ ادا کرتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں تامل ہے۔ فرمایا کہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور ... نیک عمل کرتے ہیں ... پانے گا۔

لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون جن خوف و حزن محفوظ ہو گئے۔ یعنے آخر اسلام ... دیکھو جو بتوں کے حامی تھے۔ جو اپنی اپنی خودساختہ ... ان کو اپنے بتوں کے کارخانے بگڑنے اور اپنے ... کے برباد ہو جانے کا کس قدر خوف تھا۔ اور پھر جب سب ... ہو گئے تو کیسا حزن لاحق ہوا۔

عیسائیت کا ... کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک اسلام وابستہ رہ گئے ... اللہ علیہم۔ رجوع رحمت کیا اللہ نے۔ حضرت محمد رسول اللہ سا نبی مبعوث کیا۔

ثم عموا وصموا۔ پھر بھی حق کے بنا رہے حق کے شنوا

قد خلت من قبلہ الرسل۔ مسیح بھی ایک رسول تھا۔ کیا کوئی رسول اس سے پہلے اللہ ابن اللہ۔ دائمی زندگی والا ہوا ہے ہرگز نہیں۔ پس ایسا ہی یہ بھی ہے۔ جیسے پہلے رسول ہو گذرے۔ یہ مسیح بھی مر چکا۔

کانا یاکلان الطعام۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ کھاتے اور موتتے تھے۔ کیا کھانے اور موتنے والا خدا ہو سکتا ہے۔

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل۔ انہی میں سے وہ تھے جن کا ذکر ہل اتاک نبؤا الخصم میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں فرماتا ہے۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ کہ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔

بعض وقت غلطی سے انسان کسی عظیم الشان مقرب عند اللہ کی تحقیر کر بیٹھتا ہے اس وقت وہ خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور لعنۃ اللہ کا جزو جرم لگتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر مسلمانوں کو سنانے کے لئے آیا ہے۔ اسلام کو بادشاہت مقصود نہیں۔ شاہی مذہب نہیں

یہ تو ایمان سکھانے کے لئے آیا ہے اسلام میں کوئی خاص زبان لباس نہیں۔ وہ تو تمام لوگوں کو خدا سے ملانا چاہتا ہے۔

بما عصوا و کانوا یعتدون۔ آدمی پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے۔ پھر بڑے بڑے گناہوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے کسی کو بدنظری سے دیکھ لیا۔ پھر دوسری بار دیکھنے کو دل چاہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا پتہ دریافت کیا۔ آخر زنا میں گرفتار ہو گیا۔ پھر حدود وامر سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور ایک چڑھی ہو جاتی ہے۔ اس وقت لعنۃ اللہ کا زمانہ آتا ہے۔

اتخذوھم اولیاء

اگر کچھ بھی غیرت ہوتی۔ تو اللہ۔ رسول۔ امام کو برا کہنے والوں سے ہرگز پیار نہ ہوتا۔

اشد الناس عداوۃ۔

یہود نے کبھی کسی بے کس مسلمان کو پناہ نہیں دی۔

والذین اشرکوا

مشرک کبھی مومن کا خیرخواہ نہیں ہوتا۔ آریہ کا بھی یہی حال نظر آتا ہے حضرت صاحب ایک مقدمہ کی مشکلات میں ۲½ سال رہے حالانکہ وہ ایسا مقدمہ تھا کہ چند منٹوں میں عیسائی حاکم نے اس کا فیصلہ کر دیا۔

اقربھم مودۃ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بھی ہجرت کر گئے۔ تو ایک عیسائی سلطنت نے پناہ دی اور نیک سلوک کیا

قسیسین

قس دراصل قص ہی ہے۔ یعنے وہ لوگ جو بزرگوں کے قصے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور ان کے اثر سے بعض نیک صفات باقی رہتی ہیں۔

رھبانا

تارک الدنیا۔

یہاں پارہ ششم کے نوٹ ختم ہوئے۔

الحمد للہ رب العالمین

ایک دوست نے بہت زور سے اپنے افسر کے لئے دعا کی جو اس کا مخالف تہا الہام ہوا کہ نوکری نہ چھوڑنا۔ صبح کسی بات سے ناراض ہوئے جھٹ کہدیا میرا استعفا دے لو۔ جب لے لیا گیا تو بعد میں افسوس ہوا۔ ہمارے ایک شاگرد تہا۔ اس نے جب ابراہیم ع کی نسبت ہم سے سنا کہ خدا نے اسے فرمایا۔ اسلم۔ تو اس نے کہا کہ اسلمت لرب العالمین۔ تو وہ جھٹ بول اُٹھا۔ مین بہی آپکا ایسا مطیع ہون ہم نے آزمائش کے لئے یون کیا کہ وہ گھر مین کہانا کہاتا تہا کہدیا اب تم طالب علمون کے ساتھ کہانا کہایا کرو اس پر اسے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ کہے۔ مجہو واپس گھر بھیجدو۔ مجہو اپنی تذلیل منظور نہین۔

بحیرہ۔ جس اونٹنی سے بارہ بچیان پیدا ہو جاوین اسے آزاد کر دیتے نہ دودھ لیتے نہ بال کاٹتے۔ ان مہمان کو دودھ پلاتے اگر تیرہوین بچی ہی ہو جاتی تو اسے بہی آزاد سمجھتے۔ خدا نے اس سے منع فرمایا۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے ہین۔

سائبہ۔ تین طرح پر جانور چہوڑے جاتے ہین ایک تو جب وبا پڑے تو ایک جانور کے کر اسے سیندور وغیرہ ملا جاتا ہے پھر اس پر غلہ وغیرہ رکھ کر شہر سے باہر نکال دیتے ہین (۲) بڑے بڑے امرا اپنے جانور چہوڑ دیتے ہین۔ اپنی عظمت جبروت۔ رعب داب دکہانے کے لئے کہ اسے بہلا کوئی چھیڑ سکتا ہے رعب مین ایک شخص نے دنبہ چہوڑا تہا اس کے گلے مین چھری بہی باندہ دی تہی کہ کسی کو جرأت ہے جو اسے ذبح کرے۔ (۳) نرون کو چہوڑ دیتے ہین تاکہ نسل بڑہا مین سکہون کے زمانے مین بہی ایسا ہوتا رہا ہے مگر یہ سانڈ وغیرہ تو بجائے فائدہ کے نقصان کرتے ہین۔ اور وہ قوت نسل کشی کی ان مین رہتی ہی نہین۔

وصیلہ۔ ایک بکری ہو جب پانچ دفعہ جنے دو دو میمنے ...... تو اس بکری کو چھوڑ دیتے۔

حام۔ اونٹ جس سے دس کے قریب نسل ہو چکی ہو۔

لا یعقلون۔ رسوم کے تابع ہو کر اس درجہ تک پہونچ جاتے ہین پھر اپنے تئین روک نہین سکتے۔

ہماری ایک قریبی رشتہ دار ایک شادی پر امداد کی درخواست کرنے لگی ہم نے کہا ان رسوم کی ادائگی کے لئے ہمارے پاس کچھ نہین ایک ساہوکار نے اس بات کو سُن لیا اور کہا کہ مین سب کچھ دونگا۔ چنانچہ اُسکے روپیہ دیا۔ تب قریبی رشتہ دار نے مجھے کہا کہ تم سے تو وہی اچھا ہے۔ لیکن جب اس نے سود در سود اور اصل کا مطالبہ کیا اور زمین تک جانے لگی۔ تو معلوم ہوا کہ خیر خواہ کون تہا۔

لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے۔ مین نے جب مسند احمد حنبل پڑہی تھی تو پہلی حدیث حضرت ابوبکر سے اسی آیت کی تفسیر کے متعلق پڑہی تہی آپ فرماتے ہین کہ اذا رایت شحاً مطاعاً وھویً متبعاً واعجاب کل ذی رایٍ برایہ۔ جب ایسا وقت آجاوے کہ انسان بخل کنجوسی کا مطیع ہو [illegible] کا متبع اور ہر ایک شخص اپنی رائے ہی پسند کرنے لگے [illegible] کا فکر کر۔ امام [illegible] فرماتے ہین کہ جب تم ہدایت [illegible] عن المنکر کو [illegible] تمام [illegible] کے بعد اگر کوئی

پھر بھی...... نہ مانے تو پھر اس کی گمراہی تمہین نقصان نہین پہونچا سکتی۔

۶ - جولائی سنہ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع نمبر ۱۴)

شہادۃ بینکم۔ اللہ نے پہلے اسلام۔ دین۔ ایمان۔ آخرت کی تاکید کی ہے اور مفصل بیان فرمایا ہے کہ جو حکم جناب الٰہی سے آوین ان کی پابندیان کرو اور رسومات قبیحہ کو چھوڑ دو۔ دین کے بعد دنیا کی اصلاح کے متعلق فرماتا ہے کہ اے ایماندارو۔ جب

حضر احدکم الموت۔ تم مین سے کسی کی موت کے علامات ظاہر ہون۔ حضر کے یہی معنے ہین۔ تو تمہین حاضر ہونا چاہیئے۔ شہادت کے معنے حضور کے ہین۔ اضافت ظرف کی طرف ہے۔ جیسے ھذا فراق بینی وبینکم اور بل مکر اللیل والنھار۔ اور شہادت بمعنے حضور جیسے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ اور لیشھد عذابھما طائفتان۔

حین الوصیۃ اثنان۔ حاضر ہونا کس کا۔ دو کا۔ وصیّت کے وقت۔

کبھی کبھی اسم کو رکھہ لیتے اور فعل کو حذف کر دیتے ہین جیسے کفی باللہ شھیداً۔ مین اکتف۔ کفی احد۔ اکتف باللہ شہیدا۔ کیونکہ کفی کا صلہ ب نہین آتا۔ اسی طرح یہان یشھد محذوف ہے۔ وہ دو کیسے ہین۔

ذوا عدلٍ۔ صاحبان رشد وعقل۔

منکم۔ تم مین سے دین کا تعلق رکھنے والے۔

اٰخران۔ مسلمان نہ ہون۔

قاضی شریح نے لکھا ہے۔ کہ سفر اور وصیت کے معاملہ مین غیر مسلم گواہ بھی لے لئے جاتے ہین۔

ان انتم ضربتم فی الارض۔ اِنْ کے بعد اسم نہین آتا پس یہان فعل محذوف ہے۔ یعنی ان ضربتم انتم ضربتم۔

لا نشتری بہ ثمناً۔ یہان اعتراض کیا گیا کہ جب وہ گواہ ہین تو گواہ سے قسم کیسی۔ ہم کہتے ہین بصورت شبہ۔ وہ گواہ نہین رہے بلکہ مال ان کے سپرد کیا گیا ہے پس وہ اس صورت مین مدعا علیہ ہو گئے۔ ورثہ مدعی ہین اور یہ مدعا علیہ۔ مقدمہ کے دوران مین ایسا ہو جاتا ہے۔

ایک تمیم داری اور ایک عدی بن بداسہمی (نصرانی تہا) ...... مکہ مین تجارت کے لئے آتے۔ عدی ایک تاجران کے ساتھ گیا راہ مین مرگیا اور اپنا مال ان کے سپرد کر گیا۔ عمرو بن عاص اس کے وارث تہے انکو ایک جام کے متعلق شبہ ہوا ایک لوٹے کی ایک نال مین فہرست بہی مل گئی جس برتن کے متعلق شبہ تہا وہ بہی اس مین درج تہا۔ جو دیا نہین گیا اور یہ پہلے پوچھ لیا گیا کہ اس نے کوئی چیز تمہارے آگے بیچی تو نہین اور پہر جام جہان بیچا وہان سے بھید کہل گیا اس صورت مین وہی عیسائی گواہ مدعا علیہ بن گئے۔ [illegible] مین وہ [illegible] بالقسم

و جوش توحید کے ساتھ اینٹیں لا لا کر پھیرے دئے اور دیواریں بنائیں۔ کہ اب جو جاتا ہے اس عظمت کا مطالعہ کرنے کے لئے طواف کرتا ہے۔ پس ایسے مکہ کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! ہم تمہارے لئے امتحان رکھ کر انعام دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ وہاں شکار مت کرو بحالت احرام۔

ذوا عدل منکم۔ صاحبان عقل و فہم۔

جعل اللہ الکعبۃ۔ یہاں اللہ تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادر مطلق ہوں۔ ابراہیم نے بھی ایک گھر بنایا۔ لوگ بھی گھر بناتے شہر بساتے ہیں۔ مگر کئی گھر کئی شہر برباد و تباہ ہو چکے لیکن وہ جو توحید و عظمت الٰہی کی خاطر بنایا گیا۔ اب تک قائم ہے اسی واسطے فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزت والا بنایا۔

قیاما للناس۔ جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی رہیگا۔ یہ نہ ہوگا۔ تو دنیا بھی نہ ہوگی۔

والشہر الحرام والھدی والقلائد۔ عزت والے مہینوں میں لوگوں کی آمدورفت رہیگی۔ قربانیاں یہاں ہوتی رہیں گی اور اس مطلب کے لئے جانور آتے رہیں گے۔

یہ سب اس لئے ہوگا تاتم جانو کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے دیکھو ایرانیوں کا بڑا معبد . . . . آتشکدہ برباد ہوا یہودیوں کا معبد بیت المقدس تباہ ہوا یہاں تک کہ ایک عورت مسیح سے پوچھتی ہے کہ ہیکل کہاں تھی جواب کیا خوب دیا جاتا ہے نہ یہ رہیگی نہ وہ غرض تمام معبد خانے جو انسانوں نے بنائے وہ تباہ ہوئے پھر بنائے تو مفتوح ہوئے مگر عرب کا معبد مکہ اب تک خدا کے سچے بندے مسلمانوں کا ہے۔

عرب ایسا ملک ہے کہ مقدونیہ کا بادشاہ ہند تک آیا مگر مکہ وہ بھی فتح نہ کرسکا نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے بھی فتح کیا۔ مفتوح بنانے پھر سب کو فاتح بھی بنادیا ایسا کہ پھر مفتوح نہ ہو۔ صلیبی جنگوں میں ۸۳-۸۴ سال قبضہ رہا یورپ کی مجموعی طاقت تھی مگر مدینہ ایسے معمولی گاؤں پر قابو نہ پاسکے

ان اللہ شدید العقاب } اس آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ صحیح واقعہ
وان اللہ غفور رحیم } سناتا ہوں۔ یہاں ایک شخص آیا کشمیر میں ملازم تھا حضرت صاحب سے بیعت کی بیعت کرکے کہنے لگا جو اب میں گناہ کروں۔ تو خدا کی مرضی ہے سزا دے۔ وہ تو یہ کہہ کے چلا گیا مگر میرا دل کانپ اٹھا۔ آخر ایک معمولی حیلہ سے اس کے پاس تین ہزار جمع ہو گیا۔ پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ رشوت لیتا ہے۔ میں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں۔ جس پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا۔ یہاں اس نے بڑے عجز و الحاح سے دعا کے لئے لکھا حضرت صاحب نے [illegible] دل توجہ نہیں کرتا [illegible]

[illegible]

نماز بھی چھوڑ دی۔ دہریہ ہو گیا اس وقت اسے بات کو خواب آیا کہ تو تو کہتا تھا کہ اب کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے منکر ہو بیٹھا اس وقت وہ اٹھا اور بہت استغفار کی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا کسی نے اسے مشورہ دیا کہ نظر ثانی کراؤ۔ کہنے لگا نہیں اب تو خدا پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے رشتہ دار نے نظر ثانی کرائی۔ مدعی [illegible] میں مرگیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا۔ چند امور تنقیح طلب باقی ہیں مدعی مر گیا ہے اسے رہا کر دیا جاتا ہے۔ دیکھو وہ شدید العقاب بھی ہے۔ مگر اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو غفور رحیم بھی ہے۔

۵۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع چہارم)

انسان ضعیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیان احکام کی تکمیل فرمادی ہے جو خالق فطرت نے اس کے مناسب حال جانی اگر کوئی خواہ مخواہ سوال کرکے اپنے تئیں ہیچ در ہیچ مسائل کا مطیع بنائے تو یہ اس کی غلطی ہے۔

حضرت صاحب نے بیعت کا اشتہار دیا اور آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں سے بیعت لو تو آپ چونکہ جانتے نہ تھے کہ بیعت کیوں کر لی جاتی ہے اس لئے آپ دس ماہ اسی فکر میں بیٹھے رہے اور بار بار ایک دوبار یک راہوں سے معلوم کر لیا کہ یوں کرنا چاہئے ہمارے ایک دوست کو اس بات کی فکر تھی کہ بیعت میں کیا کیا شرائط ہوں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ ممکن ہے کہ ہم ان کے پابند نہ ہوسکیں اس لئے ایسی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ مگر انہوں نے نہ مانا سو دست تو وہ مخالف ہے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ لوگ عجیب عجیب سوال کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ ہماری گمی دولت کا پتہ لگا دو یا فلاں کام کی نسبت دریافت کر دو۔ ہوگا یا نہیں گویا ہمیں خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ نبی کریم کے سامنے ایک شخص نے پوچھا۔ من ابی۔ دوسرے نے کہا کیا ہر سال حج فرض ہے تو آپ نے جھڑک دیا تھا۔ علماء میں بھی تحقیقات ہوتی رہتی ہے آدم جس شجرہ کے نزدیک گیا تھا اس کا نام کیا تھا۔ گیہوں۔ انگور۔ اور پھر ان کی تحقیق تک گئے ہیں (۲) نوح نے جو کشتی بنائی تھی اس کی لکڑی کس درخت کی تھی (۳) وہ شخص جس نے ابراہیم سے مباحثہ کیا تھا اس کا کیا نام تھا۔ کالذی مر علے قریۃ والا کون تھا یہاں تک کہ بعض نے اسے ولی اللہ بعض نے نبی اور بعض نے کافر بھی کہا ہے (۴) موسیٰ کے زمانے میں جس بقرہ کے ذبح کا حکم ہوا تھا وہ گائے تھی یا بیل۔ یہ سوال بنی اسرائیل کو بھی نہ سوجھا (۵) اصحاب کہف کے کتے کی شکل اور رنگ کیا تھا (۶) شداد کا باغ کیا تھا اور [illegible] کی شکل کیسی تھی۔ ایسی بیہودہ تحقیقوں میں [illegible] سے وقت ضائع ہوتا ہے اور منشاء الٰہی جو شریعت کے [illegible] سے تھا پیا نا [illegible] غرض [illegible] کی تو تقویٰ اور اعمال صالحہ یخشی اللہ کا پیدا کرنا [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ ہفتم

سورہ مائدہ

مورخہ ۸ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۶)

گذشتہ سے پیوستہ

بلکہ مین نے دیکھا ہے کہ وہ مکانون کی اینٹین اکھڑواتے ہی گالی دیتے ہین - کہ بھڑوے نے ایسا سخت مصالحہ لگایا ہے جو اکھڑ ہی نہین سکتا اور اگر لائق ہے تو اُسکو اپنے باپ کی کچھ پروا نہین - ایک شخص نے بمبرو مین تین لاکھ روپیہ عمارتون پر خرچ کیا مین نے اس کی اولاد کو دیکھا کہ سات سات فاقے گذرتے مین پس انسان فانی دنیا کے لئے کیون خدا کو بھلا دے اور تکبر کیون کرے جس قدر آسودگیان اور نعمتین خدا نے دی ہین ان کی نسبت ضرور سوال ہوگا اور تو اور انبیاء سے بھی باز پرس ہوگی - بعض لوگ یون کفران نعمت کرتے ہین کہ انعامات آلہی کو انعام ہی نہین سمجھتے - ایک عورت مجھ سے کہنے لگی - خدا نے جو کچھ مجھے دیا تھا سب کچھ لے لیا - مین نے کہا کیا تمہاری آنکھین نہین - کان نہین - ناک نہین ہاتھ نہین پاؤن نہین - اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئی - اس رکوع مین ایک نبی سے باز پرس کا ذکر ہے جسے خدا بنایا گیا -

دامی الھین - مریم کو بھی خدا کی ماں کہتے ہین - اور رومن کیتھولک اس کی تصویر کو سجدہ کرتے ہین - لارڈ رپن نے اپنی جیب سے پندرہ تصویرین پتیل کی دکھائی تھین - مہاراج نے مجھے کہا یہ تو ہمارے ہی بھائی ہین آپ ان کو اہل کتاب بنائے پھرتے ہو -

مافی نفسی - میری باتین -

مافی نفسك - تیری باتین -

ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم - انبیاء توحید ذاتی پر نہین بلکہ صفاتی پر زور دیتے ہین کیونکہ اسی کے متعلق قومون مین غلط فہمیان ہین شرک کا مسئلہ باریک ہے - ایک طرف خدا کا حکم ایک طرف نفس کی تحریک - اب جو نفس کا کہا مانتا ہے وہ بھی شرک مین گرفتار ہے اسی واسطے جھوٹ بولنے والے - زانی - چور - بدمعاملہ - غافل - سست - حرام خور سب مشرک ہین -

توفیتنی - جان کو قبض کر لیا -

اس سورۃ مین معاشرت کے اصول بتائے - بیویون - بچون - یتیمون اپنے ہم مذہبون غیر مذہبون سے برتاؤ بتایا - اور سمجھایا کہ سب سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے -

وہ رب الفوز العظیم - لوگ پاس پاس لئے پھرتے ہین سب سے بڑھ کر پاس رحم ...

توہی ہے - پھر فرماتا ہے تم خواہ کتنے ہی بڑھ جاؤ گے پھر بھی خدا سے نہین بڑھ سکتے زمین و آسمان اسی کا ہی بلکہ ما فیہما بھی اور پھر یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ ہے تو اس کا مگر متصرف کوئی اور ہے - بلکہ

وھو علی کل شیئ قدیر - وہی ہر چیز پر قادر ہے -

سورہ انعام

۱۰ - جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۷)

آپ لوگون کو یاد ہوگا کہ سورہ بقرہ و آل عمران مین خانہ جنگیون کے متعلق ہدایت ہے اور یہ کہ جہاد مین متقی ہی کامیاب ہون گے پھر نساء اور مائدہ مین معاشرت کے متعلق ہدایات ہین اب اس سورہ انعام مین حضرت نبی کریم کی رسالت کی نسبت شبہات اور اعتراضات کے جواب ہین -

خلق السموات والارض - اوپر دیکھو اور مختلف ستارون کی دوری اور حالات کی طرف توجہ کرو - پھر نیچے زمین اور ما فیہا پر نظر کرو - سوچو کہ ایک نالے پر جو پانی کا قطرہ اس مین بھی صدہا کیڑے ہین ایک صاحب نے لکھا کہ پہلے انسان نے بڑے بڑے جانورون سے مقابلہ کیا اب چھوٹے چھوٹے جانورون طاعون کا کیڑا - ہیضہ کا کیڑا - مرگی کا کیڑا وغیرہ کا مقابلہ ہے - دیکھئے -

جعل الظلمت والنور - روشنی اور اندھیرے کا فرق - دوپہر اور آدھی رات کیوقت معلوم ہوسکتا ہے - روشنی مین تمیز اور اندھیرے مین بے تمیزی ہوتی ہے -

یعدلون - پس خالق السموات والارض اور جاعل الظلمت والنور سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اور اس مین اشارہ ہے کہ بے تمیزی سے تمیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے اور اسی مین ثبوت ہے - بعثت نبوت کا - عالم روحانی مین جب ظلمات بڑھے - تو نور ضروری ہے -

یستھزءون - ہنسی سے کسی چیز کو خفیف سمجھنا -

الم یروا - اعتقاد کرنا سبق حاصل کرتے -

سحر مبین - دلربا باتین ہے مگر قوم سے کاٹ دینے والی -

لولا انزل علیہ ملك - فرشتون کا نزول دو طرح ہے ایک تو عذاب کے لئے سو اس کے لئے فرمایا کہ اگر فرشتہ اترتا پھر فیصلہ ہو جاتا - اور ایک وحی کے لئے سو وہ تمہارے سامنے کس طرح آتے - لامحالہ مرد کی صورت مین آئیگا - پھر وہی التباس پڑیگا کہ یہ فرشتہ کیون کہے - ممکن ہے کوئی آدمی ہی ہو -

۱۱ - جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۸)

یہ سورۃ جیسا کہ مین پہلے بتا چکا ہون رسالت کے ثبوت مین ہے - جو لوگ اپنا مال - اپنی جان

یعنے ہم نہیں لیتے اللہ کے نام کے بدلے یا قسم کے بدلے کوئی دنیاوی فائدہ۔

ان عثر۔ اگر مطلع ہو گئے۔ عثر کے معنے ہیں کسی کے اوپر گرے۔ عثرت منہ علے خیانتہ۔ ایک محاورہ ہے۔

انہما استحقا اثماً۔ استوجب الاثم۔ یعنے انہوں نے واجب کر لیا اپنے ذمہ اثم۔ اثم کہتے ہیں غیر کا مال بلا وجہ لے لینے کو۔

فاٰخران یقومٰن مقامہما۔ اور دو قسمیں کھائیں میت کے وارثوں کی طرف سے۔

من الذین استحق علیہم الاولیٰن۔ اس کا ترجمہ غور سے سنو! اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے وہ قسم کھانیوالے ان وارثوں میں سے ہوں (وہ وارث کیسے ہیں) ایسے وارث ہیں کہ ثابت کر دیا ہے ان پہلوں نے وارثوں کے لئے طلب حق کو (یعنے اس بات کو کہ تم اپنا حق لے لو) اور یہ (کیسے ہیں ثابت کرنے والے) بہت قریبی ہیں اس میت سے۔

۸۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۵)

کوئی شخص بھی دوسرے کے سامنے ذلت نہیں چاہتا جب ایک کے سامنے نہیں چاہتا تو جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں اپنی ذلت کیونکر برداشت کر سکتا ہے۔ اللہ کے ایمان کے ساتھ آخرت کے ایمان کا ذکر ہے بلکہ ملائکہ کے ایمان کو بھی اس کے پیچھے رکھا ہے۔ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملائکۃ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت پر ایمان ہو تو پھر انسان بدی کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری تمام منصوبہ بازیاں خدا کے حضور پیش کی جاویں گی۔

ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا۔ یعنی علم کی نفی خدا کے علم کے مقابلہ میں ہے کیا معنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں کیونکہ جو کچھ جانتے ہیں وہ تو تجھ ہی کو جانتا ہے لا علم لنا الا ما علمتنا۔ دوسرے معنے یہ کئے گئے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ یہاں تو دل کا معاملہ ہے اور ہم کسی کے دل کی باتیں نہیں جانتے کہ اس نے ہمیں کیسا مانا۔

قال اللہ۔ فرمائیگا بروز قیامت۔

بروح القدس۔ کلام پاک سے۔

کہلاً۔ اسے حلیماً یعنے عقل مند ہو کر۔

علمتک الکتاب۔ معلوم ہوا کہ خدا کی کتاب کا علم بھی الٰہی فضل سے ہی آتا ہے۔

الحکمۃ۔ پکی باتیں۔

تخلق۔ اندازہ کرتا تھا۔

طین۔ یعنے ایسی سعید روحیں جو ہر قالب میں مٹی کی طرح ڈہل جانے والی ہوں۔

بلٰیو ۔ آجحے الاٰ ہیں تک کہ مثل خدا کے حضور پہنچ جاویں ...

ملبند پرواز انسان۔

فتنفخ فیہا۔ تو خدا کا کلام اس میں پھونکیگا

یتبرئ۔ بری کرتا تھا وہ لوگ مبروص۔ اور اندھے کو پاک سمجھتے تھے

الاکمہ۔ مادر زاد اندھا یا جسے شب کوری کا مرض ہو۔

تخرج الموتٰی۔ یعنے شریر اور کفر میں مرے لوگ

کففت عنک۔ یقیناً معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل پھانسی پر قادر نہیں ہو سکے۔

سحر۔ من لا اصل لہ جسکی حقیقت وہ نہ ہو جو بظاہر معلوم ہو۔

اوحیت الی الحواریین۔ نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم۔ اور صحابہ کو فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ پس اسی طرح کا ارشاد ہوا کہ حواریوں کا ایمان ہمارے ہی فضل سے تھا۔

یستطیع۔ کیا تیرا کہا مان لیگا۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ ہر نبی کے واسطے ایک دعا ایسی ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ نوح نے وہ دعا اپنی قوم کے لئے مانگی۔ کہ لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً۔ حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ میں نے وہ دعا دنیا میں نہیں کی۔ قیامت کے دن کرونگا۔ شفاعۃ لامتی (بابی انت وامی یا رسول اللہ۔ روحی فداک) تمہارے مرزا صاحب نے بھی میں نے پوچھا تھا۔ مگر وہ ہنس پڑے اور سکوت کیا۔

من السماء۔ اٰئل رزق۔

لاولنا واٰخرنا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کا اثر محض حواریوں کے لئے نہیں تھا اور نہ مائدہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہوئے ہوں۔ بلکہ عام رزق مراد ہے جیسے کہ آگے خود تشریح کی ہے۔ وارزقنا وانت خیر الرازقین۔

انی منزلہا علیکم۔ یہاں علماء کی بحث ہے بعض کہتے ہیں کہ فانی اعذبہ عذاباً سن کر وہ ڈر گئے۔ مگر میرے نزدیک یہ دعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی دیکھتے نہیں۔ عیسیٰ کے نام لیوؤں کے پاس کتنا رزق ہے۔ کتنی دولت ہے۔ یہاں تک کہ دن میں کئی بار لباس تبدیل کر اور نئے سے نئے کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز ان کے ہاں عید ہوتی ہے۔ عیداً لاولنا واٰخرنا کے الفاظ کا اثر ہے

۸۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۶)

میں نے دنیا میں بہت سے حالات دیکھے ہیں۔ غریبی۔ امیری۔ امیر ہو کر غریب ہونا اور غریب ہو کر امیر ہونا دیکھا ہے۔ اور روپیہ ماہوار کی آمدن بھی دیکھی اور ہزارہا روپیہ کی۔ دونوں حالات میں خدا کے فضل سے یکساں خوشحال رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا کوئی بڑی چیز نہیں پس بڑے ہی احمق ہیں وہ لوگ جو دنیا کے لئے دین کو برباد کرتے ہیں اور موت اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ انسان اولاد کے لئے یہ دنیا جمع کرتا ہے لیکن اگر اولاد نالائق ہے۔ تو ان کے ... [illegible]

ہیں۔ گویا میری آیات کو جھٹلاتے ہیں یہ زبردست شہادت ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت پر۔

۱۴۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

لعلک باخع نفسک ۔ جس طرح باپ بیٹے کے لئے بادشاہ رعایا کے واسطے یہ چاہتا ہے کہ وہ فرمانبردار ہوں اسی طرح انبیاء جن کو اٹھتے بیٹھتے خدا کی عظمت مدنظر ہوتی ہے یہی چاہتے ہیں کہ تمام لوگ خدا کے نیک بندے بن جاویں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنی قوم کے افراد کو کفر و شرک چوری۔ زنا۔ شراب خمر کھانا نعوذ اور طرح طرح کے گناہوں میں مشغول دیکھتے ہوں گے تو بہت بہت کڑھتے ہوں گے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے۔ " لعلک باخع نفسک"

۱۵۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱)

اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات اپنے اپنے وقتوں میں اپنا کام کر رہی ہیں مثلاً ایک وقت دن کا ہے ایک رات کا ایک نور کا ایک ظلمات کا۔ المرافع الخافض۔ النصار النافع اللہ تعالیٰ ہی کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔

سنفرغ لکم ۔ میں بعض لوگوں کو وہم گذرا ہے کہ کیا خدا کسی کام میں ایسا مصروف ہے کہ دوسری طرف توجہ نہیں اور پھر توجہ ہو گی یہ بات نہیں بلکہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہے ایک ہزار برس آتا ہے کہ نافرمانوں کی سزاؤں کا وقت ہوتا ہے اور اسمیں ہر مجرم کو سخت پکڑ ہوتی ہے۔ دوسرے ہزار میں ایسا نہیں ہوتا۔

میں نے ایک شخص کو زنا وغیرہ سے منع کیا اس نے مجھے نہایت حقارت سے جوابدیا کہ ملّا۔ ہم تو اتنی مدت سے ایسا ہی کر رہے ہیں کوئی تکلیف نہیں پائی اس وقت میں سمجھ گیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اپنے کئے کا پھل پائے چنانچہ کچھ دن بعد دیکھا کہ ہائے ہائے کرتا آرہا ہے دیکھا تو خطرناک قسم کی آتشک تھی جو تین دن میں ہلاک کر دیتی ہے۔ ہم نے اسکے زخم کو جلا دیا لیکن اس نے اپنے معالجہ کی پروا نہ کی اس لئے مرض اندر ہی اندر بڑھتا گیا اور اسے چپ سی لگتی گئی اب اس کے گھر والے اس کا علاج نہ کرتے یہ سمجھ کر کہ بدمستی کی وجہ سے چپ ہے یہی بات اس کی ہلاکت کا نشان ہوئی۔ چنانچہ وہ آخر بالکل خاموش ہو گیا پھر مر گیا۔

غرض اس رکوع میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو۔

باساء ۔ قسم قسم کے قحط

الضراء ۔ قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔ غرض کیا ہوتی ہے۔

لعلہم یتضرعون ۔ تضرع اختیار کریں۔

کبر بہت بری چیز ہے ہمایوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا۔ اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دن لگ جائیں شیر شاہ پاس کھڑا تھا۔ الگ ہو گیا کہ یہ تو بے ایمان ہے آخر ہمایوں پر وہ ذلت کا زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کی جگہ نہ ملی ایران چلا گیا۔ کبر کے کلمے یوں کر دیتے ہیں

یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ کبھی ایسی جگہوں میں عذاب کیوں آتا ہے جہاں اس وقت کے رسول کی اطلاع تک نہیں پہونچی۔ ہم کہتے ہیں وہ وقت رسالت کے پہنچانے کا نہیں وہ تو مجرموں کی گرفتاری کا ہے اور یوں بھی بائبل کا ترجمہ ۲۰۰ زبانوں میں ہو چکا اور احکام الٰہی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی رنگ میں تمام اقطار عالم و اکناف جہان میں پہونچ چکے ہیں۔ آریہ۔ برہمو۔ بھی توحید کا پرچار کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ اس وقت تضرع چاہتا ہے۔

یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔ میں خدا کی جناب میں نہایت تضرع سے دعا کی کہ ابھی تیری چھوٹی سی جماعت ہے اب تو اس جماعت میں اس درجہ کا دعا کرنے والا بھی نہیں۔ پس تو اپنا فضل کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ طاعون معاً چلا گیا جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ یہ تضرع کا نتیجہ ہے۔

جاءہم باسنا ۔ یہ باس (جنگ وجدال) جس میں کئی کئی طرح کی مصیبتیں آتی ہیں۔ باس کے مقابلہ میں ہے۔ آجکل بھی جنگ وجدال عجیب عجیب رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے قسطنطنیہ کی جو حالت ہے ایران کی جو حالت ہے وہ تم اخباروں میں پڑھتے ہو چالباز مدبر عرب والوں کو سمجھا رہے ہیں۔ تم الگ ہو جاؤ۔ ترکوں کی ماتحت نہ رہو۔ مطلب یہ کہ متفرق ہو کر طاقت کم ہو جاوے۔ پھر قبضہ میں آسانی ہو۔

زین لہم الشیطان اعمالہم ۔ ایک اصل بتایا جاتا ہے کہ دنیا کے کام یوں کرو کہ گویا مرنا ہی نہیں یہ بھی اسی مثل سے ہے۔

دابر القوم الذین ظلموا ۔ ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی۔ جو بدترین ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فالحمد للّٰہ رب العالمین ۔ یعنی مالک یوم الدین کی صفت جب اپنا جلوہ دکھا چکتی ہے تو پھر الحمد للّٰہ رب العالمین کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

میں حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور اسلام نہایت نازک حالت میں ہے اس طرف آریہ زور لگا رہے ہیں ادھر عیسائی ادھر کالجوں سے دہریے بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ فرمایا تختی جب تک صاف نہ ہو نقش خوب نہیں چھپتا۔

الا مبشرین ومنذرین ۔ رسول عذاب کے لئے نہیں آتے بلکہ وہ تو پاک لوگوں کو تیار کرتے ہیں جن کو بشارت کامیابی دیتے ہیں اور کچھ گندے لوگ تیار ہوتے جاتے ہیں ان کے لئے منذر ہوتے ہیں۔

من آمن واصلح ۔ جو ایمان لائے۔ زبان ہی سے نہیں بلکہ اصلاح بھی کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ واقعی مومن لاخوف ولا یحزن ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور ہم کو یہ دکھ ہے وہ دکھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلمہ پر غور کرو۔ ولکن المنافقین لا یفقہون۔

ایک شخص نے مقدمہ میں مجھ سے سفارش کرانی چاہی۔ میں نے کہا کذالک نولی بعض الظالمین بعضاً ۔ آپ کوئی ظالم ہوتا ہے تو اس پر ظالم کو متولی کرتا ہے پس تم اپنے ظلم کو دور کرو۔ میں نے سفارش بھی نہ کی اگرچہ حاکم بدل گیا۔ سنو اس نے جب استغفار کی کثرت کی تو اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز اس کا مقدمہ پیش ہونا تھا وہ حاکم کسی کو چارج دے گیا اور قائم مقام نے اسکے حق میں فیصلہ کیا۔

اپنی اولاد اپنی عزت برباد کر چکے ہیں وہ ہرگز عقل مند نہیں ہیں

کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ فرما کر بتایا ہے کہ تم سوچو اور فراعنہ مصر کا انجام کیا ہوا کیا ان کا نام ونشان باقی ہے۔ ابراہیم کے مکذب کا کیا انجام ہوا جس کے نام کی نسبت بھی مفسرین میں اختلاف ہے۔ وہ ... بے نام ونشان ہوا اور اس کے مقابلہ میں ابراہیم کو دیکھو کہ اس وقت یورپ امریکہ ایشیا کے عیسائیوں یہودیوں مسلمانوں کا پیشوا ہے پھر فرماتا ہے کہ لیجمعنکم الی یوم القیامۃ۔ اس قیامت کے دن کا ہی فکر کرو جہاں اولین آخرین جمع ہوں گے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں میں نے کہا میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں اس نے کہا پھر تو ہم بھی آپ کے آمین کہیں گے میں اس وقت خاموش رہا تھوڑی دیر میں دو ہزار بیسے میں نے چپکے میں پوچھا یہاں آپ کو ٹنی (؟) سے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی تو نہیں ہے یہ لو دو روپے اور مجھے ایک جوت سر پر مار لینے دو۔ تو کہا اٹھا میں سمجھ گیا یہ بھائی ... اقفون میں تو اپنی ہتک گوارا نہیں کر سکتا تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے اپنی ہتک کیوں کر گوارا کر سکیگا۔

ما سکن فی اللیل والنہار وھو السمیع العلیم۔ تمہارے اقوال واعمال کا سننے اور جاننے والا ہے کیا تم انکار کر سکتے ہو۔

اغیر اللہ اتخذ ولیا۔ ہر ایک کو اپنے حامی و مددگار کی ضرورت ہے اور دنیا کے حامیوں میں فقاوت ہے پس جس نے آسمان وزمین بنایا اس کے سوا اور کسی کو حامی بنانا کونسی دانشمندی ہے۔

اول من اسلم۔ اول درجہ کا فرمانبردار ہوں اور منہیات سے بچنے والا ہوں

عذاب یوم عظیم۔ فطرتاً انسان دکھ سے بچتا ہے پھر عید جیسے کے دن تو کوئی بھی رنج و ہتک پسند نہیں کرتا۔ فرماتا ہے اس عظیم الشان دن میں نافرمانی کی وجہ سے عذاب ہو گا اس سے ڈرتا ہوں۔

فلا کاشف لہ۔ سب سے بڑھ کر قرآن غمخوار ہے مگر ایک ادنیٰ دکھ بھی (مثلاً شکم میں درد) بانٹ نہیں سکتی۔

قل اللہ شھید بینی وبینکم۔ ہمارا تمہارا مقدمہ ہے پچھلی کتابوں میں شہادت موجود ہے تم دیکھو کہ مکذبین رسل کا انجام کیا ہوا۔ تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اتباع کو دیکھ لو۔ بو علی سینا ایک طبیب تھا امام غزالی و امام رازی وغیرہ عربی لکھنے والے ہیں۔ مگر یہ بھی ان سے کم نہیں ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی۔ ایک اس کا شاگرد بیٹھا تھا اس نے کہا آپ نبوت کا دعوے کرتے تو آپ کو زیبا تھا اس وقت ابن سینا خاموش ہو رہا ایک دن سخت سردی تھی۔ ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی موجود اسی شاگرد سے کہا ذرا کپڑے اتار کر اس میں ہو آؤ وہ کہنے لگا تو پھر کیا آپ مجنون تو نہیں ہو گئے۔ کہا کیا اسی ہمت پر مجھے پیغمبر بناتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو گھمسان میں جانے کا جو حکم دیتے تھے کیا وہ بھی جواب دیتے تھے۔ غرض یہاں اتباع کو مقابلہ میں پیش کیا گیا۔

واوحی الی۔ اور میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن مجید پر وحی ہوا ہے مگر یہ صرف وحی ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ خطرناک بات ہے کہ جو

لانذرکم بہ۔ اسی وحی کے خلاف کریگا وہ یقیناً عذاب میں گرفتار ہو گا اور

نہ صرف تم بلکہ

من بلغ۔ جن لوگوں تک یہ قرآن پہنچیگا اگر وہ اس کی ہدایات پر کاربند نہ ہوں گے تو خوار ہوں گے۔ تباہ ہوں گے۔

الذین اتینٰھم الکتٰب۔ فقرا۔ (جن کے سینوں میں کتاب ہوتی ہے) علماء (جن کے اعضاء میں کتاب ہوتی ہے) امراء۔ (جن کی زبان پر کتاب ہوتی ہے) حق کچھ تو لیتے ہیں مگر شبہات میں رہتے ہیں حالانکہ ایسے ثبوت وہ اپنی اولاد کی نسبت بھی کر سکتے ہیں پھر بھی اپنی اولاد کو مانتے ہیں۔

۱۲- جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۹)

انہ لا یفلح الظٰلمون۔ مفتری اور غیر مفتری کی شناخت کا معیار بتایا ہے کہ مفتری ظالم ہے وہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا۔ انسان تنہا بیٹھ کر تو بہت سی باتیں بنالیتا ہے مگر نہیں سمجھتا کہ خدا بھی ہے۔

تزعمون۔ جنہیں تم اپنے زعم باطل میں شریک باری تعالیٰ سمجھتے ہو۔

فتنتہم۔ عذر اور قول ان کا فتنہ کے سبب عذر کے اشد کئے ہیں کہ یہ عذر بھی ان کے فتنہ و شرارت کے ضمن کی بات ہے۔

یستمع۔ سماع وہی ہے جو دل کے کانوں سے سنا جائے اور قبول کر لیا جائے۔

وقرا۔ یوں تو سن لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حق نہ سنتے تھے۔

اساطیر۔ اسطوریاں ہیں۔ مگر میں تمہیں سچے یقین کے ساتھ بتاتا ہوں کہ قرآن میں کوئی قصہ نہیں۔ بے شک۔ آدم۔ نوح۔ یعقوب۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ صالح۔ ہود۔ شعیب کا بیان ہے۔ مگر صرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابق کرنے کے لئے گویا ان واقعات کے ذریعہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوگا پس وہ قصے نہیں بلکہ تمثیل رنگ میں پیشگوئیاں ہیں۔

ان ھی الا حیاتنا۔ منہ سے نہ کہیں۔ مگر اکثر لوگ اپنے اعمال سے ہی ظاہر کرتے ہیں اور یہی گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی دنیا ہے۔

قال۔ عام ہے جو صرف بولنے کے لئے مخصوص نہیں بلکہ جس طرح کوئی امر ظاہر ہو

۱۳- جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

ما فرطنا۔ جو ہم نے کوتاہی کی۔

اوزار۔ جمع وزر۔ اثم۔

لعب۔ بے حقیقت چیز۔

لھو۔ خدا سے غافل کرنے والی۔

پس مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر کام سوچے کہ یہ بے حقیقت خدا سے غافل کرنیوالا تو نہیں اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے یا نہیں۔

بلکہ ... سے تجھے تو جھوٹا نہیں کہتے۔ کیونکہ نبوت سے پہلے انہوں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور اب دوسرے معاملات میں جھوٹا نہیں کہتے۔ صرف وحی الٰہی کو

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ہفتم

سورۃ انعام

مورخہ ۱۹۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۴)

گذشتہ سے پیوستہ

عذاباً من فوقکم۔ فوق کے تین معنے ہیں کوئی ظالم بادشاہ مسلط کر دے۔ بیرونی دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں جن سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔ او من تحت ارجلکم۔ اس کے بھی تین ہی معنے ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے۔ غرق ہو جائے۔ اپنے نوکروں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاویں۔ جن کو ذلیل سمجھا ہوا ہے وہی تسلط پا جاویں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی میری قوم کو بیرونی دشمن سے بچا۔ حدیث میں ہے کہ پروردگار نے فرمایا۔ میں نے قبول کی۔ پھر عرض کیا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا استیصال نہ ہو۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ پھر باقی رہ گیا۔ یذیق بعضکم بأس بعض۔ چونکہ یہ نتیجہ تھا قرآن نافرمانی کا۔ ونسوا حظاً مما ذکروا به فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء۔ اسلئے یہ برقرار رہا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ غیروں سے تم نے لڑائی کی کہ انہوں نے مسیح کو زندہ کہہ کر قرآن کو چھوڑا۔ گویا نسوا حظاً مما ذکروا به کے مصداق ہوئے۔ مگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو۔ تو انا للہ ہی پڑھنا چاہئیے۔

اس میں پیشگوئی بھی تھی یہ تمام عذاب اہل مکہ پر آئے باہر سے نبی کریم نے حملہ کیا خود اپنے ہاتھوں سے مشرک قتل ہوئے۔

کذب به قومك۔ اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مالیر کوٹلہ میں شیعہ بہت ہیں۔ ساڈہورہ سے ایک اشتہار آیا۔ کہ کوئی سنی ابوبکر کا ایمان ثابت کر دے ایک حدیث مسلّمہ اہل سنت میں ہے کہ عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپکو بڑی تکلیف کس سے پہونچی تو آپ نے فرمایا تیری قوم سے۔ اب قوم کسی آدمی کی باپ دادے ملکے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کذب به قومك کے معنے بھی حل ہو گئے۔ آخر نبی کریم کی قوم عبد اللہ۔ ابو طالب۔ اور علی ہی تھے پھر شیعہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ پھر اشتہار چھپا دیا۔

یخوضون۔ خوض کا ترجمہ ٹھٹھہ پنجابی میں بہت موزون ہے کھچ

لا تقعد۔ بالکل نہ بیٹھے یا بیٹھے تو جب یاد آئے اٹھ جائے۔

لعباً۔ بے حقیقت۔

لھواً۔ خدا سے غافل۔

کالجوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دین کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اسلئے کالجیئوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ یہ لوگ تو غفلت اور سیاہ دلی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

تبسل۔ کے پانچ معنے صحابہ اور تابعین سے مروی یاد ہیں۔ تسلم (سونپا جائے) تحبس (بند کیا جائے) نزہتن رہن پڑ جائے۔ تجزی۔ سزا دیا جائے۔ تحرم (حرام کیا جائے)

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

استھوتہ۔ نیچے اتار دیں۔

الشیطین۔ بدمعاش۔ اللہ سے دور ہلاکت والی روحیں۔ مسافر کو نیچے کھو میں اتار دیں تو پھر وہ حیران رہ جاتا ہے۔

جو بدکار ہیں۔ یا بدکاروں کے آشنا۔ انکو کیا ہدایت مل سکے۔ بد صحبت سے بچو۔ جہاں تمسخر ہو رہا ہو وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تمسخر کی دیگا پس ایسی صحبت میں بالکل نہ بیٹھو۔

حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں اس کے دوستوں کو دیکھو ان المرء علی دین حبیبه۔ مومن کو چاہئیے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پر میں صلحاء سے محبت کروں۔

وامرنا لنسلم۔ یہ ہدی اللہ نے پاکی کی راہ بتائی ہے۔

الیه تحشرون۔ اگر کسی کا قصور ہو جائے تو انسان اس کے سامنے نہیں ہوتا۔ پر خدا کے حضور ضرور جانا ہے۔ ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا۔ لا تنفذون الا بسلطن۔

عالم الغیب والشھادۃ۔ غیب جواب نہیں۔ شہادت جو موجود ہیں۔

لابیه۔ آب عام ہے مراد کوئی بزرگ رشتہ دار و الامراد نہیں کیونکہ ابراہیم نے آخر عمر میں جو دعا کی ہے۔ اس میں آتا ہے۔ ربنا اغفرلی ولوالدی۔ حالانکہ دوسری جگہ واغفر لابی کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

کذالك۔ بسبب اسی فرمانبرداری اور جوش توحید کے۔

ولیکون۔ انجام یہ ہوا کہ ہو الیقین کرنیوالوں میں سے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب سے میں نے پوچھا۔ یقین کی کوئی انتہا بھی ہے۔ فرمایا جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا جب جوان تھا تب اور ایمان بڑھا جب کچھ پڑھا تب اور ایمان بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا۔ پھر اور ایمان بڑھا پھر الہاموں کو پورا ہوتے پایا پھر اور ایمان بڑھا پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتب یقین کی کوئی حد نہیں۔

کوکب۔ مرکری۔ اس کی بہت پرستش ہوتی ہے۔ ہندو کام دیوتا اسی کو کہتے ہیں۔

بما کانوا یفسقون۔ بدعہدی کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے۔ ہمارا بادشاہ وائسرائے ہمیں کہ اسے کچھ خبر نہیں اس کی خفیہ پولیس ہر وقت عن الیمین و عن الشمال موجود رہتی ہے۔ اور ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔

لا اقول لکم۔ اس آیت سے معجزہ رسول کریم کی ہیبت ہی محبت بڑھتی ہے آپ۔ نعمت میں ایک کنوئیں پر گیا تو دیکھا۔ اسکے میری بڑی خاطر کی۔ میں حیران ہو کر کیا وجہ ہے آخر اس نے بتایا کہ آپکے باپ نے ہمیں ایک تعویذ دیا تھا جس سے بڑا اچھا ہو گیا۔

عرب جیسا مشرک ملک لوگوں کو یقین کہ یہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقرب بارگاہ الٰہی بنتا ہے ہیں یہ تو سب کام کرا دیگا۔ آپ ان کی شرک آمیز قوت کے کبھی نہ نہیں اٹھاتے بلکہ صاف کہتے ہیں۔ میرے پاس خزانے نہیں میں غیب دان نہیں میں دیوتا کا اوتار نہیں۔ میں تو ایک بشر ہوں جو علم اسکے تعبداری کرتا ہوں۔ اللھم صل علی محمد

۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء

(رکوع ۱۲)

انذار بہ الذین یخافون۔ وعظ۔ ان کے لئے مفید ہوتا ہے جنہیں یوم آخرت کا خوف ہے۔

ولیٌ۔ ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا۔

ولا تطرد الذین۔ انبیاء ایک آدمی کو رد نہیں کرتے کیونکہ ممکن ہو کہ ضائع چلا جاوے اس لئے وہ عام مجلس میں سمجھاتے ہیں تاکوئی سعادتمند روح نجات پا جاتے۔

نبی کریم نے فرمایا ہے۔ رب مبلغ اوعی بالسامع

وجھہٗ۔ اس کی ذات اور توجہ۔

تاب من بعدہ و اصلح۔ توبہ کے ساتھ اصلاح کی قید ہے۔

المجرمین۔ جناب الٰہی سے قطع کرنے والے۔

۱۸۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء

نبی کریم جس ملک میں جس وقت رہتے تھے۔ وہ ملک وہ وقت عظیم الشان بت پرستی کا تھا۔ مکہ کے اندر ۳۶۰ بت پوجے جاتے تھے۔ عیسائی جو تھے وہ حضرت مریم کے پجاری تھے ایک کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ مریم کے بت کو رو پہلی گوٹے کناری کے کپڑے بھی پہنائے جاتے تھے۔ بت پرست کی عقل عجیب طور پر ماری جاتی ہے۔ ایک عظیم الشان بت پرست کا ذکر ہے کہ وہ اکتوبر کے آخری دنوں میں توشہ خانے میں تنہا بیٹھا بڑے اہتمام کے ساتھ درزی سے کچھ کپڑے پشمینے کے سلوا رہا تھا میں اسکو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ وہ کپڑے کسی انسانی قد کے معلوم نہیں ہوتے تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیتا جی کے ہیں۔ میں نے درزی سے کہا اس میں روئی بھی ڈال دینا۔ سردی کا موسم ہے (مولانا کا مطلب اس کی فطرت کو بیدار کرنے کا تھا وہ بول اٹھیگا کہ روئی کی کیا ضرورت ہے بت کو سردی تھوڑی ہی لگتی ہے۔ پھر اعتراض ہو سکتا کہ پشمینے کی پھر لباس کی کیا ضرورت ہے)

اس پر وہ خاموش رہ گیا۔ سوا اس کے کچھ نہ کہا آپ مذہبی معاملہ میں بھی ٹھٹھے نہیں بت پرستوں کی عجیب عجیب حکایتیں ہیں۔ کہیں گرمی سے بے ہوش ہو کر پتھر پر گر پڑے۔ خون نکلنے سے ہوش آیا تو اس پتھر کو پوجنا شروع کر دیا کہ ہی ہوش میں لایا میرے تین لڑکے مر چکے تھے۔ ایک ہندو دوست نے مجھے کہا کہ میرے باپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ وہ پہنے میری ان کو کھلائے گئے۔ تب میں اور میرا بھائی ہوئے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ پس آپ بھی آزمائیے۔ بیسے دواؤں کو آزماتے ہیں اگر آپ کو شریعت منع ہو تو آپ کی طرف سے میں ترک دیوی کی منت کروں گا۔ میں نے کہا آپ تکلیف نہ کریں دیوی نے آپکے باپ کو آپ جیسا اور آپ کے بھائی جیسا پاگل دیا مجھے ایسی اولاد نہیں چاہیئے۔

غرض بت پرستی میں عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ بت پرست یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا کی سب چیزیں میری خادم بنائی گئی ہیں اور پھر اپنے خادموں کو مخدوم بلکہ معبود بنا لیتا ہوں۔

مفاتح۔ جمع ہے مفتح کی۔ جس کے معنے خزانے کے ہیں۔ قارون کے بیان میں بھی مفاتحہٗ آیا ہوا ہے۔ جس سے مراد خزانے ہیں۔ مفاتیح نہیں کہ چابیاں اس کے معنے ہوں۔

۱۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء

(رکوع ۱۴)

ہمارے ملک میں بعض الفاظ کے معنے غلط کرتے ہیں مثلاً قاہر ہے اس کو قہر و غضب کے معنوں میں لینا سخت غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

ھو القاھر۔ فوق عبادہ یعنی قاہر کے معنے یہ ہیں کہ بندے دوسری مخلوق پر غالب ہیں تو خدا بندوں پر۔

حفظۃ۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے اپنی نگہبانی کے سامان مہیا کر لیتا ہے موت سے بچنے کے لئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا۔ تو بیوی کو اپنا جوڑا بنایا تا میں نہ رہوں تو اولاد رہے لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا۔ جب موت آتی ہے ہمارے فرستادہ روح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر روح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا۔ ثم ردوا الی اللہ۔ پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں آخرت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے اس کے ثبوت دنیا کی مشکلات کی نجات کے لئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے۔

تدعونہ تضرعاً و خفیۃ۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانہ کے مشرک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کا شرک اس حد تک میں نے دیکھا کہ دریا میں کشتی خطرے میں پڑے تو ہماری طرف بہاؤ الحق کا نام لیتے ہیں۔ عدن کے قریب یا او۔ وس کہتے ہیں۔ افسوس مسلمانوں میں کوئی عبادت خدا سے مخصوص نہیں رہی۔ طواف۔ سجدہ ہاتھ باندھ کر دعا۔ قربانیاں۔ روزے۔ مال کا عشر۔ حتے کہ صلوٰۃ (غوثیہ) اب غیر اللہ کے لئے بھی کرتے ہیں۔ ایک بڑا پیر تھا میں نے دیکھا کہ وہ جنوب کی طرف جھک کر نماز پڑھتا ہے۔ پوچھا تو کہا ہمارے حضرت اسی طرف ہیں ہمارا قبلہ تو وہی ہیں اب ان کا قبلہ کوئی اور ہو تو خیر! اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ ماجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول۔

(باقی آئندہ)

درخت بنا دیتا ہے۔ مجھے بھی بار آور کر۔

یخرج الحی من المیت۔ گندون کے گھر مین پاک پیدا کر دیتا ہے۔

یخرج المیت من الحی۔ بڑے بڑے زندون سے مُردے پیدا ہوتے ہین۔ دیکھو۔ آدم کا ایک بیٹا۔ نوح کا بیٹا۔ سلیمان کا بیٹا۔ اس مین ہم کو دو امید ین دلائین۔ کہ اگر ہمارے بزرگ سست تھے تو پروا نہین ہم چُست ہو سکتے ہین اور ہم چُست ہین تو گھمنڈ نہ کرین کیونکہ ممکن ہے ہماری نسل سست ہو

فانی تؤفکون۔ خدا تعالےٰ نے سمجھاتا ہے کہ جیسے دانہ سے درخت اور درخت سے گٹھلی کا ذرہ ہے مومن بے نام و نشان سے نام و نمود والے بناتا ہون۔ ویسے مین ان چند مسلمانون کو بہت بڑی قوم بنا سکتا ہون۔ یہ ذلیل سمجھے جاتے ہین۔ پر مین انہین عزت دونگا۔

فالق الاصباح۔ اب یہ چوتھی مثال دیتا ہے کہ مین صبح کیوقت رات کو پھاڑ کر دن نکالنے والا ہون۔

جعل اللیل سکناً۔ رات اندھیری ہے قیدی و بادشاہ کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ خوبصورت۔ بدصورت۔ بیمار تندرست سب یکسان ہو جاتے ہین بلکہ بعض وقت بادشاہ خواب دیکھتا ہے۔ مین قید ہو گیا اور قیدی خواب دیکھتا ہے مین بادشاہ ہو گیا۔ نیند کے بھی عجائبات بے شمار ہین۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا۔ کہ خواب کے عجائبات کے متعلق حکمار کی کیا رائے ہے مین نے کہا ہم کتاب کیون دیکھین۔ جب کہ ہم بھی سب کچھ دیکھتے ہین۔ اس نظارہ مین حکمار کی تخصیص نہین۔ اب اس سے بڑھ کر ایک اور نظارۂ قدرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

والشمس والقمر حسباناً۔ حسباناً کے معنے ہین اپنے محور پر گردش کرنا۔

جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا۔ ایک ستارہ تو وہ ہے۔ جس پر تمام جہاز رانی موقوف ہے یعنے قطب۔ قطب نما ایسی چیز ہے۔ کہ آجکل تمام جہاز اسی پر چلتے ہین۔ عرب۔ دوسرے ستارون سے بھی بہت کام لیتے اور راہ پاتے۔

خدا تعالیٰ یہ تمام نظارے اپنی قدرت کی بیان فرماکر سمجھاتا ہے۔ کہ بڑا ہی نادان ہے وہ جو مسئلہ نبوت کا منکر ہے۔ ان معمولی پڑاؤن اور منزلون کے لیئے تو اس نے رہنمائی کا اتنا بڑا سامان مہیا کیا ہو اور اس کی سنت ہو کہ ظلمت کے بعد روشنی عطا کرے لیکن اپنے حضور پہونچنے کے لیئے کوئی شمس کوئی قمر کوئی ستارہ نہ ہو۔ یہ ہرگز نہین ہوسکتا۔

اے منکران نبوت جب تم ظل الٰہی سے نفع اٹھا رہے ہو تو قول الٰہی سے بھی اُٹھاؤ۔ مین تو دیکھتا ہون کہ جب سے ریل تار۔ موٹر وغیرہ بنے ہین۔ اس وقت سے خدا تک پہونچنے کی راہین بھی سہل ہو گئی ہین۔ ایک زمانہ تھا کہ صحابہ کے لئے بہت سخت مجاہدہ تھا۔ یہان تک کہ جان بھی دینا پڑتی تھی۔ مگر اب تو یہ باتین نہین۔

مستقر۔ جہان ٹھہرنا ہے۔ یعنی بہشت۔

مستودع۔ جہان بطور امانت عارضی قیام تھا۔ مان کا پیٹ۔ پھر مان کی گود۔ پھر گھر کا صحن پھر وطن یہ سب عارضی ہی ہین۔

من السماء ماءً۔ جیسے آسمان پر سے پانی اُترتا ہے۔ اسی طرح وحی کا نزول بھی ہے۔ ادھر قرآن۔ رسول کریم کی پاک تعلیم ہے اور ادھر دلون کی سرزمین اس آب حیات کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ جیسے مینہ اترتا ہے تو ہر قسم کی روئیدگی اُگتی ہے اور ایک نیا لباس عطا ہوتا ہے اسی طرح وحی الٰہی کے وقت ہر چیز مین نشو و نما آتا ہے اور زمانہ مین ایک تبدیلی پیدا ہونی چاہیئے ہے۔ جسے کوئی روک نہین سکتا۔ پھر اس پانی سے قسم قسم کے درخت اور طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہین اسی طرح وحی الٰہی سے ہر قسم کی علم و ہنر و تہذیب مین ترقی ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ایک دانہ کے بیجنے کے وقت ایک نادان کہہ سکتا ہے کہ اوہو یہ تو مٹی مین مل گیا۔ اسی طرح اس رسول کی قوم پہلے حقیر و ادنےٰ سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر وہ فالق الحب والنوی۔ اسی کو ادنےٰ سے اعلےٰ۔ بے برکت سے بابرکت۔ ناچیز سے چیز بنا دیتا ہے۔ لوگ خدا کی رحمت سے ناامید ہوتے ہین۔ مگر مین تو دیکھتا ہون۔ اس نے ایک وقت مین ایک بے بیان لکڑی سے جو چند پیسون کی ہوگی۔ خدا کہلانے والون کا تختہ الٹ دیا (موسیٰ کا عصا) ہمارے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کسی کو خوشی ہے کہ میرے پاس مال ہے کسی کو خوشی ہے کہ میری اولاد بہت ہے اور کسی کو خوشی ہے کہ میرا جتھا بہت ہے۔ پر مین خوش ہون کہ میرا خدا جو ہے وہ قادر مطلق ہے۔

(خاکسار اکمل نے رباعی عرض کی ہے۔

کوئی خوش ہے کہ مین ہون صاحب اولاد بڑا
کوئی خوش ہے کہ مرا بھائیون کا ہے یہ جتھا
کوئی خوش ہے کہ مرے پاس ہے دولت اکمل
اور مین خوش کہ مرا قادر مطلق ہے خدا)

وجعلوا للہ شرکاء۔ احمق لوگ خدا کو جب چھوڑتے ہین۔ تو پھر پتھرون کی۔ پھر ادنےٰ سے ادنےٰ چیزون کی پرستش شروع کر دیتے ہین یورپ امریکہ نے اس خدا کو چھوڑا۔ تو ایک انسان کو خدا ماننے پر مجبور ہوئے

مورخہ ۲۷۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۹)

بدیع السموات والارض۔ پہلے رکوع مین یہ بات ذکر کی ہے۔ کہ دانہ کو مین کھولتا ہون۔ گٹھلیون سے درخت۔ میت سے حی بناتا ہون۔ دانہ سے گٹھلی بڑی۔ پھر آگے چاند اس سے بھی بڑا۔ پھر اس سے بڑھ کر شمس و قمر۔

ھذا ربی۔ یہ اشارہ بطور تحقیر کے ہے۔

لم یھدنی۔ اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ اس وقت بھول سے تارے چاند کو رب کہہ رہے تھے۔

والشمس بازغۃ۔ جب سورج برج حمل میں آتا ہے۔ تو مجوسی آتشی شیشے کے آگے سیاہ کپڑا رکھ دیتے اور چندن کی لکڑیوں کو آگ لگاتے پھر دو برس تک محفوظ رکھتے اور موم بتیاں شام کے وقت اس سے جلاتے اور کہتے۔ اے سورج تو ڈوب گیا۔ پر یہ تیری ہی آتش کا فیض ہے کہ بتیاں روشن ہوتیں۔ یہ دراصل چوٹ کی ہے۔

لم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ اس کے معنے صحابہ نے نبی کریم سے پوچھے ہیں کہ اینا لم یظلم یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

۲۱۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۶)

تلک حجتنا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتداء کرو اور اپنے علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب تمہارے طرف بات آ جائے تو اس وقت دعا کرے کہ یہ الہٰی میری قدرت میری عقل ناقص ہے تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو۔ میں پچاس سال تجربہ کر رہا ہوں اسی طرز میں ہمیشہ کامیاب ہوا ہوں۔ تلک حجتنا میں بتایا کہ وہ نبرد آزمائی کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔

ھذا ربی۔ یہ بطور استفہام ہے۔

نرفع درجات من نشاء۔ اس میں بتایا ہے کہ یہ کوئی ابراہیم کی خصوصیت نہیں۔

۲۲۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۷)

ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی اس کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

ما انزل اللہ علی بشر من شئی۔ اللہ نے کسی بندے پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔ ہمارے ملک میں ایک فرقہ ہے جس کا نام ہے۔ برہمو سماج وہ تمام مذاہب عالم کے ساتھ نہایت ہی نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں مگر جب گند بولنے پر آتے ہیں۔ تو ایسا گند بولتے ہیں کہ سب انبیاء کو کذاب قرار دیا ہے کیونکہ ان کا یہی یہی عقیدہ ہے۔ ما انزل اللہ علی بشر من شئی۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انبیاء نے بڑی تحدی کے ساتھ باصرار کہا کہ ہم پر یہ خدا کی وحی نازل ہوتی اور ہمارا اس کلام میں کچھ دخل نہیں۔ یہ لوگ او کذب بالحق لما جاءہ۔ کی مد میں آتے ہیں۔

چونکہ ایک یہودی نے ایسا کہا اس لئے اس کو جواب دیا گیا۔

من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ۔ کہ وہ کتاب جو موسیٰ پر اتری تھی اور جسے تم مانتے ہو وہ کیا وحی الٰہی نہ تھی۔

برہموؤں کے لئے بھی یہی جواب ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کو فرعون کے مقابلہ میں جو نصرت ہوتی۔ کیا ایک کذاب مفتری کی ایسی نصرت ہو سکتی ہے۔

قراطیس۔ معمولی کاغذ قرار دے رکھا ہے۔

مالم تعلموا۔ احمدی قوم کو مخاطب فرما کر حضرت مولانا نے قرآن مجید اور اس کی تفاسیر اور اس کے پڑھنے کے متعلق تمام سہولتوں کا ذکر فرمایا اور بتایا۔ کہ اس سے پہلے زمانے کے لوگوں کے لئے یہ اسباب نہ تھے۔ پھر آپ نے ولقد یسرنا القرآن کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر تحقیق حق کے لئے بیٹھتا۔ تو اس کے لئے ضروری تھا تمام مذاہب عالم کی کتابوں کو اول سے آخر تک مطالعہ کرنا۔ مطالعہ کرنے کے لئے ان کی زبان کا صحیح علم حاصل کرنا۔ پھر انتخاب کرنے کے بعد جو کام ایک انجمن سے ہو سکتا ہی کچھ صداقتیں اکٹھی کرنا پھر بھی ان کے فیصلہ کرنے میں عاجز تھا۔ لیکن قرآن مجید نے دنیا کے مذاہب کی تمام صداقتوں کو نہ صرف جمع کیا۔ بلکہ ان دعاوی کے دلائل بھی دئیے ہیں۔ جو صفت اسی کتاب کا خاصہ ہے۔ دیکھئے اس پہلو سے قرآن کریم حصول صداقت حق کے لئے کس قدر آسان ہے۔

والذین یومنون بالآخرۃ یومنون بہ۔ یہ آیت ان لوگوں کے لئے جو صرف ایمان باللہ و ایمان بالآخرۃ کو ہی ذریعہ نجات ٹھہراتے ہیں ایک حجت قوی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آخرۃ پر ایمان لاتے ہیں ان کے ایمان کا نشان یہ ہے کہ وہ قرآن کی بات پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پھر نماز کی پابندی کرتے ہیں اور نماز ہی ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ بعض لوگ آمن باللہ والیوم الآخر آیت کو قرآن مجید سے پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس آیت کو نہیں پڑھتے ایسوں کے لئے چھٹے پارہ کے پہلے رکوع میں خدا نے فرمایا ہے۔

یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا۔ اولئک ھم الکفرون حقا

ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت۔ ایسے ظالم جو افترا اور وحی کے مدعی ہوتے ہیں وہ ضرور ہلاک ہوتے ہیں اور ذلت کی موت مرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔

تجزون عذاب الھون۔

خولنکم۔ اتینکم اصلحکم۔ جو کچھ مال مویشی وغیرہ تمہاری بھلائی کے لئے دیا۔

۲۴۔ جولائی ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۸)

کیسی قدرت نمائی ہے ایک دانہ ہوتا ہے اس سے کئی دانے بنا دیتا ہے۔ بڑ کا بیج کیسی باریک چیز ہے۔ مگر اس سے خدا بڑ جیسا عظیم الشان درخت نکالتا ہے تخم ریزی جو ہوتی ہے۔ تو گویا جو کچھ ہوتا ہے۔ گھر سے باہر نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر پرندے چرندے کیڑے ہزاروں بلائیں ہیں ان سے محفوظ رکھ کر کیا سے کیا بن جاتا ہے۔ اسی طرح خدا دانے سے بالیں بنا دیتا ہے۔ پھر اسی طرح گٹھلی کیا چیز ہے۔ مگر اس سے کیا کیا درخت بنتے ہیں۔

فالق الحب والنوی۔ ہے اس کے سوا کون ہے جو کیمیاوی ترکیب یا کسی کل کے ذریعے بیج سے اتنا بڑا درخت لگا دے۔

میں نے ایک مشکل کے وقت یہی دعا کی تھی کہ جو دانہ سے گٹھلی سے اتنا بڑا

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ہشتم

(سورۃ انعام)

مورخہ ۲۸۔ جولائی سنہ ۹ء رکوع نمبر ا

۱۔ انسان تیز دریا بہتا دیکھ کر دوڑتا چلا آتے کہ اس سے پار نکل جاؤں تو وہ بیوقوف ہے۔

۲۔ کسی شخص نے مرغے کو باز و پھڑپھڑا کر اذان دیتے دیکھا کہا میرے سامنے اکڑتا ہے۔ میں بھی ایسا کرونگا۔ پھر مرغا ایک دیوار سے دوسری دیوار پر چلا گیا اس نے بھی زقند لگائی۔ تو گر پڑا اور مرگیا۔ یہ حد سے بڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۳۔ قرآن نے مثال دی ہے کہ ایک شخص دور سے کلر دیکھ کر اسے پانی سمجھا پانی کے لئے دوڑا جب وہاں تک پہونچا تو کچھ بھی نہ پایا بلکہ پیاس اور بھی بڑھی۔ دیکھو پارہ ۱۸ ۔ الذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً ۔ الآیۃ۔ بعض لوگ غلطی سے جو چیز مفید نہیں اسے مفید سمجھتے ہیں اور مفت کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ جیسے مسلمان آگے قلعہ فتح کرنے پر ناز کرتے تھے اب بعض ایسے ہیں کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق میں کامیاب ہوں۔ تو کہتے ہیں ہم نے قلعہ فتح کر لیا۔

۴۔ بد دیانتی یہاں تک بڑھی ہے۔ کہ جو معمار ہیں وہ جان بوجھ کر عمارت ناقص بناتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں ہمارا کام کس طرح چلے اور پھر ہمیں کون بلائے۔ حالانکہ ایسے لوگ ہمیشہ غریب رہتے ہیں۔ غرض انسان جس راہ پر اپنے تئیں ڈال لے اسی کے موافق نتیجہ نکلتا ہے دیکھو حق کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ

نقلب افئدتہم وابصارہم ۔ سمجھ بھی الٹی ہوگئی اور حق کے بیان سے پھر بڑھتے بڑھتے سرکشی میں بھٹکتا رہتا ہے۔

لو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ ۔ یہاں تک کہ اگر فرشتے بھی اتریں۔ موتی کلام کریں تو بھی نہ مانیں۔ بڑے بڑے بدکاروں کو بدی کرتے کرتے نیکی کا خیال اٹھتا ہے یا کسی وقت ان کے دلوں میں بھی نیکی کی تحریک ہوتی ہے اور یہ باوجود اس کے نزول ملائکہ...... نہیں مانتے۔

کلمہم الموتی ۔ یہ بھی اکثر لوگوں کو اتفاق ہوتا ہے۔ کہ خواب میں کچھ ہدایت ہوتی ہے مردہ کچھ ان کو بتاتا ہے مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

حشرنا علیہم کل شیءٍ ۔ ہر بدکار کو کسی نہ کسی سزا کے نیچے دیکھتے ہیں مگر پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے

وکذلک جعلنا ۔ ایسے ہی بدکار لوگ پھر بڑھتے بڑھتے انبیاء کے انکار پر کمر باندھ لیتے ہیں۔

شیاطین الانس والجن ۔ بعض اپنے تئیں ظاہر طور پر مقابل کرتے ہیں۔ بعض چھپے رہتے ہیں۔ اور خبیث روحوں کا ان سے تعلق ہو جاتا ہے۔

زخرف القول ۔ ملمع سازی کی باتیں۔

انزل الیکم الکتاب ۔ بدکاریوں کے علم کے لئے فرماتا ہے کہ اس کی کتاب کی طرف توجہ کرو ا

مفصلاً ۔ جس میں نیکی بدی کی تفصیل جدا جدا دی ہے۔

الا الظن ۔ اکثر لوگ اپنی انکل بازی سے نیکی بدی کی تشریح کرتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے۔

مورخہ ۲۹۔ جولائی سنہ ۹ء

(بقیہ رکوع ا ورکوع ۲)

فکلوا ۔ جس طرح ایک جانور خاموش مالک کے آگے گردن رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے مولیٰ کے آگے سر رکھ دے چونکہ جانور پر مولیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے ذبح میں ایک تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔

حرمت کے چار قاعدے ہیں ۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مردار

دوم ۔ وہ جو اخلاق میں شہوت و غضب کو بڑھائے۔ مثلاً سور

سوم ۔ وہ جو طبعی قوتوں کو برباد کرے مثلاً لہو جس کی زہر تشنج ۔ استرخاء پیدا کرتی ہے

چہارم ۔ جو بعض مردار خون سور غیر اللہ کا نام استعمال کرتی ہیں۔ ان میں الہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی۔

وذروا ظاہر الاثم وباطنہ ۔ گناہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ظاہر کسی کا مال چرا لیا دکھ دے دیا۔ جھوٹ بول لیا۔ ایک باطن یعنی مخفی گناہ۔ مثلاً کینہ، بغض، حسد، تکبر، دوسرے کی تحقیر۔ حرص۔ کفر۔ بعض لوگ خدا کے منکر ہیں بعض منکر نہیں۔ مگر ان کی پروا نہیں کرتے۔ بعض اس خدا کے برابر کسی اور کو بھی قرار دیتے ہیں۔ اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے بادشاہ کے پاس بغیر وزیر نہیں جا سکتے ویسے ہی خدا کے حضور بغیر وسیلہ نہیں جا سکتے۔ یہ مثال غلط ہے کیونکہ بادشاہ بوجہ بشریت و عدم اطلاع معذور ہے مگر خدا تو سب کی سنتا ہے جس کے لئے بے شمار سفیر وں کی ضرورت نہیں۔ مگر خدا تو اقرب سے اقرب ہے۔

ان الذین یکسبون ۔ اب عام اصول بتلاتا ہے کہ جو گناہ کرے انہوں کے نتائج ضرور بھگتیگا۔ جن لذتوں کے لئے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے وہی اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہیں۔ ...... اگر اللہ تعالیٰ عفو نہ کرے۔

لیجادلوکم ۔ مثلاً چوہڑے کہتے ہیں کہ خدا کی ماری حرام اور تمہاری ذبح کی ہوئی حلال ۔ حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے۔ ایک معبود کے نام پر کٹتی ہے۔

میتاً ۔ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئاً ۔ میں اس کی تفسیر ہے۔ جب تک انسان خدا کی فرمانبرداری کی تہ کو نہیں پہنچتا ۔ مردار ہی ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں خدا کی عظمت و جبروت کو سمجھتا ہے زندہ ہوتا جاتا ہے۔

جعلنا لہ نوراً	عقل و سمجھ و سچائی و کتاب الٰہی کا علم ۔ لوگوں میں بھی اس کا
یمشی بہ فی الناس	ذکر کرتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو افراد قوم ۔ ملک کی بہتری تو
فی الظلمات	کیا اپنی بہتری کو بھی نہیں سمجھتے۔ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے

ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر بتاتا ہے۔ آسمان وزمین۔

باوجود قدرت کے نظارے کرنے کے پھر بھی خدا کا بیٹا ایک انسان کو قرار دیتے ہیں۔

انجیل کی بات! جو بات تو نے حکیموں کی نظر سے چھپائی۔ وہ بچوں کو دکھائی صادق آتی ہے۔ انگریز کیسے عقلمند اور پھر اس معاملہ میں کیسے تودن نکلے۔ کفارہ اور تثلیث جس پر اڑے ہیں کوئی چیز ہے!

لم تکن لہ صاحبۃ۔ نتیجہ جو ہوتا ہے دو چیزوں کے ملنے سے۔

پس عورت کا ہونا لازمی ٹھہرا۔ تم صاحبہ مانتے نہیں اور بیٹا بناتے ہو!

ایک عورت مسیح کے پاس آئی کہا۔ میرے بیٹوں نے تمہارے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ جب تو بادشاہ ہے ایک کو دائیں ایک بائیں بٹھانا۔ کہا یہ تو مولا کے اختیار میں ہے۔ پھر قیامت کے بارے میں کہا۔ اس گھڑی کا علم مجھے نہیں۔ الوہیت کا مدار صفات کاملہ پر ہے۔ اور مسیح میں اپنے اس بیان سے علم و قدرت ہی نہیں۔

لا تدرکہ الابصار۔ اب رد الوہیت کی ایک اور دلیل فرماتا ہے کہ مسیح کو تو آنکھ نے احاطہ کر لیا۔ حالانکہ اللہ کا احاطہ نہیں ہوتا۔

وھو اللطیف۔ یہ لا تدرکہ الابصار کا ثبوت ہے۔

الخبیر۔ یہ ھو یدرک الابصار کا ثبوت ہے۔

بصائر۔ انسان کی فہم و فراست کا سب سامان موجود ہے۔

ومن عمی فعلیھا۔ کوئی کہے کہ ہمیں نفع کی ضرورت نہیں۔ فرمایا نفع نہ اٹھاؤ گے۔ تو اندھے ہو کر دکھ پاؤ گے۔

وما انا علیکم بحفیظ۔ تم جان بوجھ کر اندھے بنو گے۔ تو میں تمہارا لاٹھی پکڑنے والا نہیں کہ ذمہ دار ہوں۔

اتبع۔ یہ خطاب عام ہے۔

لا الٰہ الا ھو۔ یہ تمام وحیوں کا خلاصہ ہے کہ وہ معبود ہے۔ جس کے فرمان پر عمل کیا جائے ایک طرف رسم عادات۔ احباب بلاتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ کا حکم۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کا فرمانبردار ہے یا نفس کا اور احباب کا۔

لا الٰہ الا اللہ۔ کس دل سے مانا ہے۔

یروشلم کے محاصرہ میں پادریوں نے کہا تمہارا خلیفہ آوے تو اسے ہم دخل دے دیں۔ حضرت عمرؓ اسی سادگی میں روانہ ہوئے۔ غلام کے ساتھ باری باری اونٹ پر چڑھتے آتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے عرض کیا۔ آپ کپڑے بدل لیں۔ گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ نے یہ عرض مان لی۔ مگر تھوڑی دور جا کر گھوڑے کو اتر بیٹھے۔ کہا میرا وہی لباس اور اونٹ لاؤ۔ آپ جب گئے۔ تو بطریق وغیرہ نے رعب میں آکر چابیاں پھینک دیں کہ اس سپہ سالار کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے پس میں کس طرح الناس باللباس کہنے والوں کا قائل ہو جاؤں۔ وجہ کیا تھی توحید کا فرمانبردار ہے۔ سب مخلوق تیری فرمانبردار ہو جاوے گی۔

ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔ جبر سے کام لیتا تو کوئی مشرک نہ رہتا۔

اب ایک اخلاقی تعلیم پیش کرتا ہے کہ حق بات کہو۔ دین کی تبلیغ کرو۔ مگر کسی کے بزرگ کو گالی نہ دو۔ نہ رام چندر کو نہ کرشن کو۔ نہ بدھ کو۔ الا شکمیلا

کذلک زینا لکل امۃ عملھم

اس آیت کا ترجمہ بنات کندہ کیا جاتا ہے۔ کسی معبود کو برا نہ کہو ورنہ ہمارے مولا کو برا کہیں گے اسی طرح خوبصورت نہ بصورت کر کے دکھلایا ہے ہم نے ہر قوم کے لئے وہ کام جو ان کو کرنا چاہیئے۔ یعنے جو عمل ہم ان سے کرانا چاہتے ہیں۔ اس کی خوبصورتی ہم نے اسی طرح بیان کی۔ دیکھو اللہ کا بیٹا نہ بنانے اور شرک کی برائی کے لئے کیسے معقول دلائل دیئے ہیں۔

لئن جاءتھم ایۃ۔ معجزات کے منکر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ یہ بات غلط ہے۔ انما الآیات عند اللہ میں تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ میرے اللہ کے پاس تو ایک چھوڑ کئی آیات ہیں۔ میں کیوں نہ تمہیں نشان دکھلاؤں گا۔ جس مولیٰ نے مجھے بھیجا اس کے پاس تو آیات ہیں پس وہ نشان کیوں نہ دکھلائیگا۔

کھا۔ کیونکہ۔

پارہ ہفتم کے یہاں نوٹ ختم ہوئے

الحمد للّٰہ رب العالمین ۔۔۔

دیکھو کس تحدی سے کہا جاتا ہے تم پورا زور لگا لو۔ یہ نبی کی نبوت کی صداقت کا ثبوت ہے

مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۳)

وجعلوا للہ ۔ جو لوگ شریعت کی پروا نہیں کرتے انہیں بھی کسی نہ کسی اصل یا رسم پر چلنا ہی پڑتا ہے۔ پس انسان کیوں شریعت کا پابند نہو جسکی پابندی میں منافع کثیرہ و برکات متعددہ ہے۔

ایک شخص کو جو قرآنی احکام کی تعمیل کو بہت بھاری سمجھتا تھا میں نے قائل کیا کہ تم جس سررشتہ کے ملازم ہو اس کے پھر میونسپلٹی کے قوانین کے پھر گورنمنٹ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ کیا ان سب کا حجم قرآن سے زیادہ نہیں اس پر اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ ورنہ میں نے اسے کہا تھا۔ تم نیچر کے ذرہ ذرہ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ قرآن کریم نے کیا لطیف فرمایا ہے۔ ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا ۔ لا تنفذون الا بسلطان۔

غرض جو لوگ شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ اس سے دو چند سہ چند رسوم کی مشکلات میں پھنستے ہیں اور دکھ اٹھاتے ہیں۔

وجعلوا للہ ۔ دیکھئے زکوٰۃ نہ دی۔ تو کس گمراہی میں پڑے

لشرکائنا ۔ ہمارے قرار دادہ یا خدا فرماتا ہے ہمارے شرکاء۔

یصل الی شرکائہم ۔ خدا کا حصہ بھی اپنی ہمنشینوں کو دیدیا جاتا ہے۔

قتل اولادہم ۔ ہندوؤں میں ایسے کئی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک منت آیا ہے اور اس نے کہا ہے۔ کہ ہم اس کہاتے ہیں اور اس ہی تمہارے بیٹے کا۔ شرط یہ ہے کہ قیمہ بناتے ہوئے خوشی کے گیت گاؤ۔ اس پر معتقدین نے ایسا کیا ہے۔ سو تم نے سنا ہوگا کہ یہ فلاں بزرگ کا تراشہ ہے اس میں فلاں فلاں آدمی شریک نہیں ہو سکتے

لا یذکرون اسم اللہ علیہا ۔ بلکہ بجے دیوی کہتے ہیں۔

مورخہ ۳۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۴ و ۵)

معروشت ۔ چھتری والے جیسے انگور کی بیل۔ گلو کی بیل۔

غیر معروشت ۔ جن کی بیل نہیں ہوتی۔ مثلاً گلاب۔ چنبیلی۔ انب۔ سنگترہ۔ کھجور۔

مختلفاً اکلہ ۔ چاول کا مزہ اور ہوتا ہے۔ باجرے اور مکی کا اور۔

والزیتون ۔ مثلاً بادام۔ اخروٹ اور چکنائی والے درخت۔

لا تسرفوا ۔ خطا کاری مت کرو۔ یعنی کما اور کھانا۔ مگر بھوکوں کا خیال نہ کرنا۔

حمولۃ ۔ لادو جانور (۱) جو سواری کے قابل ہیں (۲) باربرداری کے لائق (۳) ہل جوتنے یا کنوآں چلانے کے لئے۔

فرشاً ۔ وہ جانور جو چلے اور زمین کو لگے۔ مثلاً بھیڑ بکری۔ خرگوش

علی طاعم یطعمہ ۔ شرفاء میں جو کھائی جاتی ہیں ان میں کوئی حرام نہیں سوائے ......

دماً مسفوحاً ۔ خون ہر ایک عضو کو ہلاک کرتا ہے اور اس میں زہر ہوتی ہے۔

لحم الخنزیر ۔ کیونکہ اس سے شہوت۔ غضب۔ الٰہیات سے دوری ہوتی ہے خنزیر خوروں کو دیکھ لو۔

مورخہ ۴۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۵)

جزیناہم ببغیہم ۔ جس طرح بیمار انسان کو بعض پرہیزیں بتائی جاتی ہیں اور وہ وقتی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح سے یہودی قوم پر ایک وقت وہ تمام چیزیں حرام کر دی تھیں جن کے ناخن تھے اور منجملہ ان کے اونٹ بھی تھا۔ اور ان کی چربیاں سوائے پیٹھ کی چربی کے۔ یا جو انتڑیوں سے ملی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی ہوئی۔ یہ سب منائی صرف وقتی تھی۔

سیقول الذین اشرکوا لو شاء ما اشرکنا ۔ اس اعتراض کے مفصلہ ذیل جواب دئیے ہیں۔ (۱) اشرکوا کہا (۲) کذب الذین من قبلہم (۳) ذاقوا باسنا (۴) فلو شاء لہدکم اجمعین (۵) ہلم شہداءکم الذین یشہدون (۶) لا یؤمنون بالآخرۃ (۷) وہم بربہم یعدلون۔

قل ہل عندکم من علم ۔ یعنی کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طاقت سے تمہیں کان سے پکڑ کر نیکی سے روکا ہے۔ یا بدی کی طرف چلایا ہے۔ اگر ایسی بات ہے۔ تو ثبوت پیش کرو۔

۵۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۶)

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ اول جو دوسرے لوگوں کی تجارت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی باتوں کو مانتے ہیں۔ دوم وہ جو اپنے تجربے اور اپنی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ عقلمندی کا کام یہ ہے۔ کہ جو صداقتیں دنیا میں تسلیم ہوئی ہیں۔ ان کو مان لیں۔ پس انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے (جو صداقتوں اور تجربوں کا مجموعہ ہیں) ضرور فائدہ اٹھاؤ۔

الا تشرکوا بہ شیئاً ۔ شرک چار قسم ہے (۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات۔ (۳) شرک فی الافعال (۴) شرک فی التعظیم۔ یہ چوتھا شرک عام ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم ۔ (۱) ایسی دوا کھانا کہ حمل گر جائے (۲) دختر کشی (۳) اولاد کی پروا نہ کرنا۔

ما ظہر منہا ۔ زنا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ گالیاں۔

وما بطن ۔ کینہ۔ کپٹ۔ بغض۔

لا نکلف نفساً الا وسعہا ۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو اس کے لئے موجب تکلیف ہو۔

مورخہ ۷۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

الکتاب ۔ کتاب بہت سی چیزوں کی جامع کو۔ کتیبہ لشکر کو بھی کہتے ہیں

لیس بخارج منہا۔ ہر روز ضرور سوچو کہ بہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے، مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی تا سمجھ آسکے کہ ظلمات سے نور میں یعنے بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہونچے۔ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ من ستوی یوماہ فھو مغبون۔

پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔ اور ایک پہچان " نبوت " کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو تھے وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کے لئے وعظ کرو۔ امیر تمہارے بھی دشمن ہوجاویں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا کیشب۔ دیانند۔ سرسید۔ مرزا صاحب۔ چاروں اصلاح کے مدعی ہیں۔ ان میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں۔

حتی توفی۔ ہم کو بھی الہام ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے زمیندار مالگذاری وصول کرنے والے کو کہے اگر بادشاہ نے یہ روپیہ لینا ہے تو وہ خود کیوں میرے گھر نہیں آتا۔

مورخہ ۱۴۔ جولائی سنہ ۹ ء

(بقیہ رکوع نمبر ۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی پہچان کا ذکر کرتا ہے۔ (۲) بعض جنتیں۔ مکان۔ دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے تعلق بدی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ (۳) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجلس میں ستر بار سے زیادہ استغفار فرماتے تھے تاکہ قلب پر زنگ بھی نہ آسکے۔ (۴) استغفار بہت ضروری ہے ورنہ زنگ چڑھتے چڑھتے ختم۔ قفل تک نوبت پہنچتی ہے۔ (۵) جو لوگ ہدایت پانے کے قابل ہوتے ہیں وہ حق بات کے ماننے کے لئے ہر وقت بشرح صدر تیار ہوتے ہیں۔ جیسے ابراہیم نے اسلم کے جواب میں اسلمت کہا۔

حرجا فی السماء۔ پہاڑوں کی چڑھائی۔ تنگ راستہ۔ پھر اس میں بلندی پر چڑھنا پڑے۔ تو تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی اس آدمی کا حال ہے۔
قادر و رحیم بیوت کرنے

لا یؤمنون۔ اضلال کن کا ہوتا ہے جن کا سینہ حق بات کے ماننے سے تنگی کرے۔

یذکرون (آیتین کو وہ امری) لھم دار السلام۔ احکام الٰہی کے ماننے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دنیا میں قبر میں۔ قیامت میں۔ پل صراط میں۔ جنت میں سلامتی کا گھر ملتا ہے۔ پھر خدا اس مومن کا والی ہوجاتا ہے۔

ھو ولیھم۔ ایسے مومن پر خواہ کس قدر مصیبتیں آئیں۔ وہ سلامتی کے ساتھ نکل جاتا ہے وہ ظلمات سے بتدریج نکلتا رہتا ہے۔ کئی قسم کی ظلمتیں ہیں۔ (۱) ظلمت جہل (۲) ظلمت رسم وعادت (۳) ظلمت حُب (حبک الشئی یعمی ویصم) (۴) ظلمت افلاس و دولت۔ (۵) ظلمت مجلس (۶) ظلمت شرک (جس نے عیسائیوں کی عقل دین کے بارے میں باوجود اس درجہ ترقی صنعت وحرفت کے ماردی ہے)

ربنا استمتع بعضنا ببعض۔ امراء سے روپیہ لئے۔ غریبوں نے اس کے معاوضے میں ان کے کام کئے۔

یکم۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ ء

(رکوع نمبر ۳)

انسان میں دو قسم کے قویٰ ہیں۔ ایک جن پر مقدرت ہے۔ دوم جن پر کوئی مقدرت نہیں (الذکر)

پہلی قسم کے متعلق شریعت ہے۔ دوسری کے متعلق ہرگز نہیں اگر کوئی شریعت اس کے بارے میں حکم دے تو وہ شریعت مجہول ہے۔ دیکھو رنگ قد۔ اندرونی پھوڑوں پھنسیوں کے بارے میں کسی شریعت حقہ نے حکم نہیں دیا۔ اس

مشرک قوموں نے ایسے مسئلے گھڑے ہیں۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں۔ تین خدا ہیں مگر ایک ہے۔ اس بات کو کوئی انسانی عقل باور نہیں کرسکتی۔ بت میں منتر پڑھنے کے بعد خدا آجانے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔

دونوں قسم کے قویٰ کا منشا ہے۔ گھٹنے کو بیٹھنا نہ کہیں گے مگر خدا کو چلانا دلوادو۔ اس کی آخری ندامت وافتراق کے متعلق سمجھانے کے لئے اللہ رسول بھیجتا ہے۔ چنانچہ اس رکوع میں جن وانس۔ امراء اور غرباء دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔

رسل منکم۔ تم ہی میں سے رسول ہوتے۔ انبیاء مرد بھی ہوئے ہیں۔ جیسے سلیمان غرباء بھی۔ جیسے عیسیٰ۔

یہ مسلمان رسالت کے منکر ہیں وہ تمام انبیاء کو مفتری قرار دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء یہ کہتے ہیں کہ ہمیں خدا سے وحی ہوتی ہے۔ وہ دروغ مصلحت آمیز کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ملائکہ کے منکر ہیں۔ بت نیچر پرست ہیں اس احمق دکان شرک عظیم قرار دیا ہے۔ گویا تمام قسم کی نیکی کی تحریکوں کے مخالف ہیں۔

غرتھم الحیوۃ الدنیا۔ دنیا نے ان کو بڑا دھوکہ دیا ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی کھانا طلب کرتا ہے۔ پھر اس میں غضب پیدا ہوتا ہے۔ پھر حرص۔ چنانچہ ایک پستان چوستا دوسرے پر ہاتھ رکھتا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے بیر پیدا کرلیتا ہے پھر غضب کے ساتھ ساتھ حب بھی بڑھتی جاتی ہے۔ یہ سب قوت بہیمی کے کرشمے ہیں۔ پھر شہوت میں ترقی ہوتی ہے جس کا نتیجہ ہم نوجوانوں کے ہر روز آنیوالے خطوط میں پڑھ رہے ہیں۔

غرض کھانا۔ پینا۔ بغض عداوت۔ حُب۔ شہوت۔ حرص تو پہلے قبضہ جما لیتے ہیں اور انبیاء کی تعلیم اور عقل بعد میں آتی ہے۔ پھر یورپ۔ امریکہ کے لئے تو اور بھی مشکل ہے وہ جب ہوش سنبھالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی انسان کو خدا بنایا گیا ہے تو وہ ایسے لغو عقیدے کو دیکھ کر نہیں مانتے کہ ہی کو ایک لغو اور جھوٹی چیز خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے توحید کی پاک تعلیم نہیں آئی۔ پھر موجودہ ساز وسامان رہائش کچھ کم غافل کرنے والا نہیں۔

غافلون۔ جب تک خدا کی طرف سے غافلوں کو خبردار کرنے والا آنہ جائے۔ عذاب نہیں آتا۔

ان یشاء یذھبکم چاہیں تو کسی قوم کو تباہ کردیں۔

یستخلف۔ ایک قوم چلی جاتی ہے۔ دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے ان کا نام خلیفہ کہلاتا ہے۔ آدم کی خلافت کے مسئلے پر اس آیت سے روشنی پڑتی ہے) جیسے اللہ اپنے اوامر وفراہی بھیجتا ہے۔

مکانتکم۔ اپنی پوری طاقت پورے زور سے کام کرو۔ پھر دیکھو انجام بخیر کس کا ہوتا ہے ایک طرف ایک بے کس بے بس انسان ہے۔ دوسری طرف تمام امراء ورؤسا پھر

نجات تو فضل سے ہے۔ لیکن فضل کا جاذب ہے ایمان۔ جیسے ہم ایک مکان میں ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ روشنی آئے تو ضرور ہے کہ روشندان کھولیں۔ روشنی فضل ہے۔ مگر فضل نہیں آتا۔ جب تک فضل کا جاذب نہ ہو۔ پھر جیسا کسی کا ایمان ہوتا ہے۔ ویسے ہی اس کے عمل ہوتے ہیں۔ پس نجات کے لئے ایمان۔ عمل اور فضل تینوں ضروری ہیں۔

عوجاً۔ اللہ کی راہ میں شبہات نکالتے ہیں۔ چاہتے ہیں اس راستہ کے لئے کوئی ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ بعض آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ احکام شریعت کا پابند نہیں۔ پھر جنت چاہتا ہے گویا ٹیڑھا رہ کر۔ پھر ان انعامات کا وارث ہونا چاہتا ہے۔ جو سچے مسلمانوں کے لئے ہیں۔

وعلی الاعراف۔ اعراف کے متعلق مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں۔ منزلۃ بین المنزلتین۔ یعنے دوزخ اور بہشت کے درمیان جگہ ہے۔ اہل سنت کا یہ خیال نہیں۔ صوفیوں نے استنباط کیا ہے۔ حل کیا اور کہتے ہیں اعراف میں عارف لوگ ہوں گے۔ جو دوزخیوں بہشتیوں کا تماشا دیکھ رہے ہوں گے۔

اعراف۔ کہتے ہیں اونچی جگہ کو۔ گویا وہ اونچی جگہ پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہوں گے۔

مورخہ ۱۴۔ اگست ۹ سنہ ۶

(رکوع ۱۴)

جمعکم۔ تمہارا مال۔

ماکنتم تستکبرون۔ وہ جو تمہارے تکبر کا بڑا ذریعہ ہے۔ خدمتگار، بھائی بند

ادخلوا۔ داخل ہو۔ کہنے والے اصحٰب الاعراف ہونگے۔

لاخوف علیکم۔ سب سے بڑا خوف تو حشر میں ہوگا۔ جہاں اوّلین و آخرین جمع ہوں گے۔

الذین اتخذوا۔ یہ کافرین کی تعریف ہے۔

لھواً۔ جو غافل کردے۔ ایسا وظیفہ بھی لہو ہے۔ جس کو پڑھتے پڑھتے لوگ فرض قضا کر دیتے ہیں۔

لعب۔ جو بے حقیقت ہو۔ یہ مرض آجکل بہت زور پر ہے۔ لوگ دین کو بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ کسی حق کے لینے کے لئے وکیل سے مشورہ لیتے ہیں۔ پہلے یہ دریافت نہیں کر لیتے۔ کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

ننسٰھم۔ آج ہم ان کو ترک کرتے ہیں۔

ینظرون۔ انتظار کرتے ہیں۔

تاویلہ۔ بہت سے الفاظ کے قرآن کریم میں اور معنے ہیں۔ مخلوق میں معنے اور مثلاً کلمہ کا لفظ ہے اس کے معنے کرتے ہیں لفظ وضع لمعنی مفرد مستعمل صدق و کذب نہ ہو۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے

تمت کلمۃ ربک صدقاً و عدلاً۔ یہاں کلمہ کی صفت عدل فرمائی ہے۔

الا اصدق کلمۃ قالہا لبید۔ الا کل شئ ما سوی اللہ باطل

اسی طرح قرآن شریف میں "علم" کے اور معنے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ اور عام طور پر علم موجب کبر ہے۔

اسی طرح تاویل کے معنے لوگ ہیر پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لینے کے کرتے ہیں۔ مگر قرآن کریم میں۔ انجام۔ حقیقت۔ اصلیت کے معنے ہیں۔ چنانچہ سورۂ یوسف میں ہے۔ ھذا تاویل رءیای۔ اور ایک جگہ آیا ہے۔ ولما یأتہم تاویلہ۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔ یعنی اس کی حقیقت کو۔ پس یہاں معنے ہیں کہ لوگ چاہتے ہیں۔ عذابوں کے نتیجے ظاہر ہوں۔ سو جس روز انجام ظاہر ہوگا۔

مورخہ ۱۵۔ اگست ۹ سنہ ۶

(رکوع ۱۴)

فی ستۃ ایام۔ چھ وقتوں میں۔ ۱۲ گھنٹہ کا دن مراد نہیں اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفہ پھر علقہ۔ پھر مضغہ۔ پھر لحماً پھر کسونا اللحم عظاماً۔ ثم انشانٰہ خلقاً آخر۔

میں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ انگریزوں کو شریعت سے تعلق نہ تھا۔ مگر انہوں نے تک چھ درجے تکمیل کے لئے رکھے ہیں۔ زمین کو پہلے درست کرتے۔ پانی دیتے۔ بیج ڈالتے ہیں۔ دو دن میں یہ کام ہوتا ہے اور چار دن کے بعد بیج اگتا ہے۔ کل چھ دن ہوئے۔

قرآن کریم میں یوم بہت معنوں میں آیا ہے۔ ایک آن۔ بارہ گھنٹوں سے لے کر سال ہزار سال۔ پچاس ہزار برس تک کے معنوں میں آیا ہے۔ مطلق وقت کے معنوں میں بھی جتنے میں وہ واقعہ ہو گیا۔ جیسے یوم حنین۔ ذکرہم بایام اللہ۔

استوٰی۔ کے معنے ہیں ٹھیک۔ یعنے اس کے تخت سلطنت میں کوئی نقص نہیں پھر تمام کائنات کا وارا اور سے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اس لئے اس کے معنے علیٰ بھی درست ہیں۔ بعض نے کہا ہے معنے ظاہر ہیں۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس کی مثال سنئے جیسے بیٹھنا۔ اب جیسا جیسا کوئی موصوف ہو ویسے ویسے معنے ہوں گے۔

مثلاً میں بیٹھ گیا۔ (۲) دیوار بیٹھ گئی (۳) ساہوکار رہتا اب بیٹھ گیا۔ (۴) ہندوستان کے تخت پر یورپ کا بادشاہ بیٹھا ہے۔ (۵) فلاں شخص کی محبت یا اس کا کلام یا بغض فلاں کے دل میں بیٹھ گیا۔ یہ سب "بیٹھنے" الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ پس اسی طرح استوٰی تو عام ہے۔ مگر اللہ کا استوا ایک خاص شان رکھتا ہے وہ لیس کمثلہ شئ ہے۔ پس استوا بھی لیس کمثلہ ہے۔ خدا کی ہر صفت کا یہی حال ہے۔

حثیثاً۔ لگاتار۔ مثلاً یہاں رات آتی ہے تو دوسری بالمقابل دنیا میں صبح کی تیاری ہے اسمیں اشارہ ہے۔ کہ ظلمت کے بعد نور۔ فترت کے بعد نبوت کا وقت آتا رہتا ہے

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کو کتٰب فرمایا ہے۔ کہ اس میں تعلیم اور دفع شبہات کے لئے ایسے لشکرین موجود ہیں جو شبہات مٹانے کے لئے بہت ہیں۔

مبارک۔ اپنی برکتون مین بڑھتی رہیگی۔ برکہ کا لفظ جس کے معنے حوض کے ہین اسی سے نکلا ہے۔

یہان سورہ انعام کے نوٹ ختم ہوئے
الحمد للہ

سورۂ اعراف

مورخہ ۸۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۸)

المص۔ انا اعلم۔ صادق القول۔ صادق الوعد۔

ما انزل الیکم۔ صرف نبی کریم پر انزال نہین ہوا۔ بلکہ کم نہ ہر کرتا ہے کہ اور بھی اس نعمت سے سرفراز ہوئے۔ گویا ان کی طرف بھی اترا ہوا۔

دعواہم۔ ان کا عذر۔

بایاتنا یظلمون۔ آیات سے مراد ہے۔ اللہ کے پاک انسان۔ اللہ کا پاک کلام ساری دنیا۔ اور نشانات نبوت۔

مورخہ ۹۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

بنو عامر۔ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے۔ یہ سمجھ کر کہ جن کپڑوں مین ہم نے گناہ کئے ہین۔ ان کے ساتھ کیسے طواف کرین۔ اس لئے ان دو رکوعون مین لباس کے متعلق ذکر آئے گا۔

اسجدوا لآدم۔ یا درکھو ولد آدم کا ولد بھی آدم ہی ہے۔

الی یوم یبعثون۔ یعنی وہ وقت جب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے از سرنو زندہ ہوتا ہے اور شہوت۔ غضب کے ساتھ مقابلہ کر کے فتحمند ہو جاتا ہے

من المنظرین۔ یہ قابل غور ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یبعثون نہین فرمایا۔ پس اگر یوم یبعثون سے قیامت مراد ہو۔ تو کوئی حرج نہین۔

من شمائلہم۔ آگے۔ پیچھے۔ دائین بائین کا ذکر کیا۔ مگر اوپر کا ذکر نہین پس انسان یہ نہ سمجھے۔ کہ شیطان سے گھر گیا۔ بلکہ آسمانی فضل اور خوف الٰہی کی جانب شیطان کے حملہ سے خالی ہے۔

مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

تین قسم کے لباس ہین۔ (۱) یواری سواٰتکم (۲) وریشا وہ لباس جو کہ جمعہ کے دن عید کے دن۔ یا جو ن شادیون کے موقعہ پر لیا جاتا ہے۔ یعنی زینت کا لباس (۳) تقویٰ کا لباس جو ان سب سے بہتر ہے۔ لباس التقویٰ ذلک خیر۔ و البرد لباس التقویٰ۔

من الجنۃ۔ جنت سے باغ ہے۔

وجوھکم۔ اپنی ساری توجہ۔

حق علیہم الضلالۃ۔ اس فرد و جرم لگنے کے سبب جن (۱) ان باپ دادا کا ہونا (۲) خدا کے حرام کی (۳) وحش جو کہ روزن سے صحبت ہو۔ [illegible]

مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۱)

صرف معمولی ترکیب۔

مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۲)

جمل۔ اونٹ کو بھی کہتے ہین۔ اور جہاز و بنی کشتی موٹے رسے کو بھی۔

عملوا الصالحات۔ دجال نے اس شبہ کو بہت بڑھایا ہے۔ چنانچہ پولوس کہتا ہے کہ شریعت انسان کو گنہگار کرنے کے لئے آئی ہے یہ بالکل غلط ہے غلطی پر ہین وہ لوگ جو کہتے ہین۔ قرآن پر عمل نہین ہو سکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر بے بنیاد معاملات پر بڑی سو مو عمل کرتے ہین۔ اسلام نے تو شادی کو ایجاب و قبول اور غمی کو جنازہ اور انا للہ پر ختم کر دیا ہے۔ اور لوگون کو ان دونوں امور مین جو کچھ کرنا پڑتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہین۔ شریعت پر عمل مشکل ہے اور شادیون کے لئے تو اپنی زمینون تک رہن کر دینے سے نہین جھجکتے پس کیا خدا کے نام کچھ دینے کا حکم ناقابل برداشت کہا جا سکتا ہے۔

من غل۔ دنیا مین دوزخ ہے کسی کا حسد و بغض۔

اہل جنت وہ ہین جن کے سینے دنیا مین بھی بغض و کینہ سے صاف رہتے ہین۔

نودوا۔ آواز دی جائیگی۔ عیسائی سوال کرتے ہین کہ نجات فضل سے ہے یا عمل سے۔ اگر فضل سے ہے تو عملون کی کیا ضرورت ہے۔ اگر عمل سے ہے تو پھر درخواست فضل کیسی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ قرآن شریف سے تین باتین معلوم ہوتی ہین۔ الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب۔ یہان تو فضل کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک یہ آیت ہے۔ اورثتموہا بما کنتم تعملون۔ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ عمل سے وارث جنت ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ قد افلح المؤمنون جس کے اخیر مین ہے۔ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ان سے معلوم ہوا کہ ایمان سے انسان وارث جنت بنتا ہے۔ تطبیق یہ ہے اصل معاملہ یہ ہے۔ کہ تینون ضروری ہین۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ نہم

(سورۂ اعراف)

(مورخہ ۲۱۔ اگست ۰۹ء رکوع نمبر ۱)

اولوکنا کارھین ۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان جبر وزور سے کبھی نہیں آتا۔

اِلّاان یشاء اللہ ۔ یہ ادب ہے کہ مشیت الٰہی کو ہر حال مقدم رکھا ہے۔ ایک مولوی نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم تمہارا مذہب کسی صورت میں نہ مانیں گے۔ خواہ تم کیا نشان دکھاؤ آپ نے فرمایا۔ شعیب کا قول ہی یاد کر لینا۔

مورخہ ۲۱۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

حتّٰی عفوا۔ بڑھ گئے۔ آسودگی کے ساتھ تکبر۔ ظلم۔ تحقیر۔ پانچ گناہ آجاتے ہیں

الفوا۔ مجرموں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر گناہوں سے اجتناب کرتے۔

برکت من السماء۔ الہامات۔ الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے۔ کہ اس کے ساتھ بہتری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔

أفامن ۔ یہ تو کہتے ہیں کہ خدا غفور رحیم ہے۔ پر نہیں جانتے کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

وہم نائمون۔ ایک سانپ ہے جو سوئے ہوئے آدمی کو ڈستا ہے پاس جو ہتھیار ہو اکر ہٹا لیتا ہے۔

وھم یلعبون ۔ پس عذاب الٰہی ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے۔ استغفار کرنے والے ڈرنے والے کو کوئی خطر نہیں۔

مکر اللہ ۔ تدابیر الٰہی۔

مورخہ ۲۲ اگست ۰۹ء

(رکوع ۳)

الارض۔ کسی زمین کے۔

اھلہا ۔ ان زمینوں کے مالکوں کے بعد۔

اولم یھد ۔ زمین کے وارث ہونیوالوں کو ہدایت آنی چاہیئے کہ جن کی زمین ہم نے لی ہے آخر وہ کسی گناہ ہی میں پکڑے گئے ہیں اور ذلیل ہوئے ہیں اغلب ہے کہ ہم بھی ایسے گناہوں کی سزا میں ذلیل ہوں۔ پس نیکیاں کریں۔

ونطبع علٰی قلوبہم ۔ بلکہ گناہوں کی سزا میں یہاں تک نوبت پہنچے کہ دلوں پر مہر لگ جائے اور پھر کبھی حق بات سننے کے قابل نہ رہو۔ آخر میں ہلاک ہو جاؤ۔

کذلک یطبع ۔ نطبع علٰی قلوبہم کی تفسیر فرمائی ہے۔

ثم بعثنا۔ قریب کا تاریخی واقعہ بیان کرتا ہے۔

انی رسول ۔ تم تو صرف مصر کا بادشاہ ہے میں تمام عالموں کے بادشاہ یعنی رب کا فرستادہ ہوں

مورخہ ۲۳۔ اگست ۰۹ء

(رکوع ۴)

بیضاء ۔ بے عیب۔ جیسے فرمایا۔ الذین ابیضت وجوہہم ۔

تلقف ۔ تباہ کرے گا۔

جو لوگ علم النفس۔ علم توجہ۔ مسمریزم۔ اسپریچولزم جانتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ موسیٰ اور ان لوگوں نے توجہ خاص سے عصا اور رسیوں کی شکل سانپ کی دکھائی۔ موسیٰ کی قوت بڑھکر تھی۔ اس لئے وہ جیت گیا۔ اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ گولیاں آگ پر رکھنے سے سانپ کی شکل بن جاتی ہیں۔ اور سونٹا مارنے سے کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض لوگ اسے استعارہ کے رنگ میں پیشگوئی سمجھتے ہیں۔

میں ایمانی رنگ میں تو بڑھیوں کے ایمان کی طرح بلا دلیل مان لیتا ہوں۔ مگر خصم کے مقابلہ میں قول موجہ کی ضرورت ہے۔ قرآن نے حضرت نبی کریم کو حضرت موسیٰ کا مثیل (انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ وشھد شاھد من بنی اسرائیل) فرمایا ہے۔

پس عصا کے سانپ بن جانے کے بار بار ذکر میں حکمت ہے۔

ان الاسلام لیأرز الی المدینۃ ۔ کما تأرز الحیۃ الی جحرہا۔

یہ اسلام مدینہ طیبہ میں اس طرح جمع ہوگا۔ جس طرح سانپ اپنے بل میں۔ پھر مدینہ کے لئے فرمایا ہے۔

مجھے ایک شہر دکھلایا گیا۔ تاکل القریٰ ۔ ایک طرف اسلام کو دشمن کے ہلاک کرنے کے لئے سانپ فرمایا ہے۔ دوسری طرف مدینہ کو سانپ کی جگہ۔ پھر ساحر کے ساتھ علیم کا لفظ موسیٰ کے لئے آیا ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ساحر کہا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کی علیم سے تفسیر فرمائی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ الساحر۔ الماھر۔ السحر کلما دق ولطف ماخذہ ۔ جس کا لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسے ساحر کہدیتے ہیں موسیٰ نے جو کچھ پیش کیا . . . . وہ بے عیب تھا۔ پس مخالفین نے جو کچھ پیش کیا اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہ تھا۔ تلقف ما یافکون ۔

قال القوا ۔ انبیاء پہلے حملہ نہیں کرتے۔

اما ان تلقی ۔ یہ ساحروں کا ادب ہے جس نے انہیں مومن بنایا۔ حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ الطریقت کلہا ادب ۔

دوسرا نکتہ صوفیا نے یہ لکھا ہے کہ مومن وکافر میں کیا فرق ہے۔ ایک وقت ایسی کمزوری کہ فتحیاب ہو کر پھر بھی مزدوری کے طالب ہیں۔ انعام بھی نہیں کہا۔ دوسرے وقت یہ حالت کہ اسی فرعون کو ڈانٹ دیا اور اس کی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ اسکی پکیونہ

ادعوا۔ تمام صفات کو بیان فرماکر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے۔

(۱) بعض خدا کے منکر ہیں (۲) بعض خدا کو مانتے ہیں۔ مگر اس کے متصرف ہونے کے قائل نہیں۔ (۳) بعض دعا کے قائل ہیں۔ مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں۔ پس تم کامل امید۔ کامل یقین۔ کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے رہو۔ اور دعاؤں میں لفظ رب کا بہت استعمال کرو۔

خفیۃ۔ چلتے پھرتے بات کرتے کتب پڑھتے سب حالات میں۔

انہ لا یحب المعتدین۔ ایک شخص نے بلند آواز سے دعا کی۔ تو رسول اکرم نے فرمایا۔ لاتدعون اصم ولا غائبا۔ ایک شخص نے دعا کی کہ جنت میں ایسے ایسے کوٹھے مجھے دے۔ آپ نے فرمایا۔ جنت مانگو۔ حد سے نہ بڑھو۔

ان رحمۃ اللہ۔ قبولیت کے لئے فضل کی ضرورت ہے۔ وہ محسنوں کے قریب ہے۔ پس تم محسن بن جاؤ۔

یرسل الریح۔ ۔ ۔ جب وقت ہوتا ہے جو کچھ کسی سے ۔ ۔ ۔ ہو جاتا ہے۔

نکدا۔ دقت سے۔

مورخہ ۱۶ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۱۵)

مالکم من الٰہ غیرہ۔ یہ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اخاف علیکم۔ اس قوم میں شفقت علیٰ خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم طائف گئے۔ ایک نمبردار سے کہا۔ میں چند باتیں پہنچانی چاہتا ہوں اس نے کہا اکیلا کیوں سنوں سب کو بلاتا ہوں اس کے بعد چند بدمعاش اکٹھے کر لایا۔ جنہوں نے آپ کو دکھ دیا۔ آپ سر سے پیر تک لہولہان ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ بارہ کوس تک مجھے پتہ نہیں لگا کہ میں کدھر جا تا ہوں ایک فرشتہ نے کہا کہ حکم ہو تو طائف کو تباہ کر دیں۔ فرمایا یہ قوم نادان ہے۔ اگر مجھے رسول اللہ جانتے تو ایسا نہ کرتے امید ہے یہ نہیں تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ زید بن حارث ساتھ تھے وہ کہتے ہیں طائف والوں نے بارہ کوس کے بعد پیچھا چھوڑا۔ آگے باغ تھا باوجود مخالفت کے انہوں نے اپنے لوکر کے ہاتھ انگور بھیجے۔ جب اس نوکر نے انگور آپ کے آگے رکھے۔ تو آپ نے اللہ کا نام لے کر انگور اٹھایا۔ جس پر اس نے تعجب کیا۔ آپ نے وعظ شروع کیا اس نے کہا ایک یونس نبی گذرا ہے ہمارے ملک میں ۔ فرمایا وہ میرا بھائی تھا۔ اس پر وہ مسلمان ہوا۔

الملاء۔ جو اشراف بڑے ہوتے تھے۔

رسول من رب العالمین۔ سارے جہان کے پروردگار نے مجھے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ کیا میں گمراہ ہو سکتا ہوں۔

مورخہ ۱۷۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۱۶)

اعبدوا اللہ۔ ایک تعلیم اپنی اکمل پر ہوتی ہے اور ایک خدا کے حکم کی تحت انبیاء آخر الذکر تعلیم کی تعلیم لاتے ہیں کہ حرکت وسکون ہر قول وفعل خدا کے حکم کی تحت ہو۔

الملاء۔ ملا وہ لوگ جن کی بات دل کے اوپر پھیلا کر ۔ ۔ ۔ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ علماء۔ فقرا۔ امراء۔ عوام۔ یہ سب امر ۔ ۔ ۔ ہوتے ہیں الا یہی انبیاء کا مخالف گروہ ہے۔

لیس بی سفاہۃ۔ سوائے نبی کے کوئی ایسا نرم جواب نہیں دے سکتا۔

مورخہ ۱۹۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۱۷)

سورۃ اعراف میں نبوت کی بحث ہے اور اس پر بڑے لطف ۔ ۔ ۔ ہیں کہ مخالفوں کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ عدن سے لیکر مغرب کی طرف ۔ ۔ ۔ ثمود قوم بستی تھی جس قدر ۔ ۔ ۔ امیر ۔ ۔ ۔ ہوتے ہیں انہیں مشکلات پیش آتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ قریب ہوتے ہیں انہیں اتفاق ہوتا ہے بالمقابل ۔ ۔ ۔ میں عجیب عجیب ۔ ۔ ۔ ہوتے ہیں جنہوں نے ۔ ۔ ۔ بات نہیں ۔ ۔ ۔ سب کی تعلیم ہوتی ایک ہی ہے۔ اسی واسطے اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ ہر نبی کی تعلیم یہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ہیں

تنحتون الجبال۔ اس زمانہ میں بھی امیر لوگ کوٹھیوں میں ہوتے ہیں۔ چلتے پھرتے

نعقر وا۔ یہ ان کے کفر کا ثبوت ہے۔

عن امر ربہم۔ قرآن ہو یا رسول ہو جب مقابلے پر آجاتی ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اشنا۔ گناہ کرکے ۔ ۔ ۔

جاثمین۔ مرغی جب زمین پر اپنا سینہ رکھ دیتی ہے تو ۔ ۔ ۔ کہتے ہیں۔

لتأتون الرجال۔ اس کی سزا میں تین باتیں فرمائیں۔ (۱) اس قوم کو ہلاک کیا (۲) انہیں مقیم عذاب دیا۔ پھر عذاب کا نشان قائم رہا۔ کوئی نہیں جا سکتا مالی ہو کر ۔ ۔ ۔ مگر اس عذاب کے لئے فرمایا۔ جعلنا عالیہا سافلہا۔

یتطہرون۔ طنزاً کہا۔

مورخہ ۲۰۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۱۸)

فاوفوا الکیل۔ جو سچا خیر خواہ ہو۔ وہ اپنے بھائی کو اس کے عیب پر مطلع کرتا ہے۔ چنانچہ شعیب نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔

برتن وہاں سے ٹکرایا جاتا ہے۔ جہاں کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کا ابتلاء اسی بات میں آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔

بعد اصلاحہا۔ اب تو میں (شعیب) اصلاح کے لئے آ چکا۔ اب تو فساد میں تم معذور نہیں سمجھے جا سکتے۔

یہاں پارہ ہشتم کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ نہم

(سورۂ اعراف)

(مورخہ ۲۱ ۔ اگست ۰۹ء رکوع نمبر ۱)

اولو کنا کارھین ۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان جبر و زور سے کبھی نہیں آتا ۔

الا ان یشاء اللہ ۔ یہ ادب ہے کہ مشیت الٰہی کو بہر حال مقدم رکھا ہے ۔ ایک مولوی نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم تمہارا مذہب کسی صورت میں نہ مانیں گے ۔ خواہ تم کیا نشان دکھاؤ آپ نے فرمایا ۔ شعیب کا قول ہی یاد کر لیتا ۔

مورخہ ۲۱ ۔ اگست ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

حتی عفوا ۔ بڑھ گئے ۔ آسودگی کے ساتھ ۔ تکبر ۔ ظلم ۔ تحقیر ۔ پانچ گناہ آجاتے ہیں

اتقوا ۔ مجرموں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر گناہوں سے اجتناب کرتے ۔

برکت من السماء ۔ الہامات ۔ الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے ۔ کہ اس کے ساتھ پہرہ ہوتا ہے ۔ چنانچہ فرمایا ۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا ۔

افامن ۔ یہ تو کہتے ہیں کہ خدا غفور رحیم ہے ۔ پر نہیں جانتے کہ وہ شدید العقاب بھی ہے ۔

وھم نائمون ۔ ایک سانپ ہے جو سوئے ہوئے آدمی کو ڈستا ہے پاس جو ہتھیار ہو اٹھا لیتا ہے ۔

وھم یلعبون ۔ پس عذاب الٰہی ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے ۔ استغفار کرنے والے ڈرنے والے کو کوئی خطر نہیں ۔

مکر اللہ ۔ تدابیر الٰہی ۔

مورخہ ۲۲ ۔ اگست ۰۹ء

(رکوع ۳)

الارض ۔ کسی زمین کے ۔

اھلھا ۔ ان نسلیوں کے مالکوں کے بعد ۔

اولم یھد ۔ زمین کے وارث ہونیوالوں کو ہدایت آنی چاہیئے کہ جن کی زمین ہم نے لی ہے آخر وہ کسی گناہ ہی میں پکڑے گئے ہیں اور ذلیل ہوئے ہیں ۔ اغلب ہے کہ ہم بھی ایسے گناہوں کی سزا میں ذلیل ہوں ۔ پس نیکیاں کریں ۔

ونطبع علے قلوبھم ۔ بلکہ گناہوں کی سزا میں یہاں تک نوبت پہونچے کہ دلوں پر مہر لگ جائے اور پھر کبھی حق بات سننے کے قابل نہ رہو ۔ آخر میں ہلاک ہو جاؤ ۔

کذلک یطبع ۔ نطبع علی قلوبھم کی تفسیر فرمائی ہے ۔

ثم بعثنا ۔ قریب کا تاریخی واقعہ بیان کرتا ہے ۔

انی رسول ۔ تو تو صرف مصر کا بادشاہ ہے میں تمام عالموں کے بادشاہ بلکہ رب کا فرستادہ ہوں

مورخہ ۲۳ ۔ اگست ۰۹ء

(رکوع ۴)

بیضاء ۔ بے عیب ۔ جیسے فرمایا ۔ الذین ابیضت وجوھھم ۔

تلقف ۔ تباہ کرے گا ۔

جو لوگ علم النفس ۔ علم توجہ ۔ مسمریزم ۔ اسپرچولزم جانتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ موسیٰ اور ان لوگوں نے توجہ خاص سے عصا اور رسیوں کی شکل سانپ کی دکھائی ۔ موسیٰ کی قوت بڑھ کر تھی ۔ اس لئے وہ جیت گیا ۔ اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ گولیاں آگ پر رکھنے سے سانپ کی شکل بن جاتی ہیں ۔ اور سونٹا مارنے سے کچھ بھی نہیں رہتا ۔ بعض لوگ اسے استعارہ کے رنگ میں پیشگوئی سمجھتے ہیں ۔

میں ایمانی رنگ میں تو بڑھیوں کے ایمان کی طرح بلا دلیل مان لیتا ہوں ۔ مگر خصم کے مقابلہ میں قول موجہ کی ضرورت ہے ۔ قرآن نے حضرت نبی کریم کو حضرت موسیٰ کا مثیل (انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔ وشھد شاھد من بنی اسرائیل) فرمایا ہے ۔

پس عصا کے سانپ بن جانے کے بار بار ذکر میں حکمت ہے ۔

ان الاسلام لیأرز الی المدینۃ ۔ کما تأرز الحیۃ الی جحرھا ۔

یہ اسلام مدینہ طیبہ میں اس طرح جمع ہوگا ۔ جس طرح سانپ اپنے بل میں ۔ پھر مدینہ کے لئے فرمایا ہے ۔

تبھی ایک شہر وکھلایا گیا ۔ تاکل القریٰ ۔ ایک طرف اسلام کو دشمن کے ہلاک کرنے کے لئے سانپ فرمایا ہے ۔ دوسری طرف مدینہ کو سانپ کی جگہ ۔ پھر ساحر کے ساتھ علیم کا لفظ موسیٰ کے لئے آیا ہے ۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ساحر کہا گیا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کی علیم سے تفسیر فرمائی ہے ۔ حدیث میں آیا ہے ۔ الساحر ۔ الماھر ۔ النحی کلما دق ولطف ماخذہ ۔ جس کا لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ اسے ساحر کہدیتے ہیں موسیٰ نے جو کچھ پیش کیا ۔ ... وہ بے عیب تھا ۔ پس مخالفین نے جو کچھ پیش کیا اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہ تھا ۔ تلقف ما یافکون ۔

قالوا ۔ انبیاء پہلے حملہ نہیں کرتے ۔

اما ان تلقی ۔ یہ ساحروں کا ادب ہے ۔ جس نے انہیں مومن بنایا ۔ حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے ۔ الطریقت کلہا ادب ۔

دوسرا نکتہ صوفیاء نے یہ لکھا ہے کہ مومن و کافر میں کیا فرق ہے ۔ ایک وقت ایسی کمزوری کہ فتحیاب ہو کر پھر بھی مزدوری کے طالب ہیں ۔ انعام بھی نہیں کہا ۔ دوسرے وقت یہ حالت کہ انسی فرعون کو ڈانٹ دیا اور اس کی کچھ حقیقت نہ سمجھی ۔ اسکی وجہ یہ

ادعوا۔ تمام صفات کو بیان فرما کر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے۔

(۱) بعض خدا کے منکر ہیں (۲) بعض خدا کو مانتے ہیں۔ مگر اس کے متصرف ہونے کے قائل نہیں۔ (۳) بعض دعا کے قائل ہیں۔ مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں۔

پس تم کامل امید۔ کامل یقین۔ کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے رہو۔ اور دعاؤں میں لفظ رب کا بہت استعمال کرو۔

خفیۃ۔ چلتے بیٹھتے بات کرتے کتب پڑھتے سب جائز ہیں۔

انہ لا یحب المعتدین۔ ایک شخص نے بلند آواز سے دعا کی۔ تو رسول اکرم نے فرمایا۔ لا تدعون اصم ولا غائباً۔ ایک شخص نے دعا کی کہ جنت میں ایسے ایسے کوٹھے مجھے دے۔ آپ نے فرمایا۔ جنت مانگو۔ حد سے نہ بڑھو۔

ان رحمۃ اللہ۔ قبولیت کے لئے فضل کی ضرورت ہے۔ وہ محسنوں کے قریب ہے۔ پس تم محسن بن جاؤ۔

یرسل الریح۔ [illegible] نبوت۔ بہار کا وقت ہوتا ہے جو کچھ کسی کے اندر ہو باہر نکلتا ہے۔

نکداً۔ دقت سے۔

مورخہ ۱۶ اگست سنہ ۹ء
(رکوع ۱۵)

مالکم من الٰہ غیرہ۔ یہ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اخاف علیکم۔ اس قوم میں شفقت علیٰ خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم طائف گئے۔ ایک نمبردار سے کہا میں چند باتیں پہنچانی چاہتا ہوں اس نے کہا اکیلا کیوں سنوں سب کو بلاتا ہوں اس کے بعد وہ چند بدمعاش اکٹھے کر لایا۔ جنہوں نے آپ کو دکھ دیا۔ آپ سر سے پیر تک لہولہان ہوگئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ بارہ کوس تک مجھے پتہ نہیں لگا کہ میں کدھر جاتا ہوں ایک فرشتہ نے کہا کہ حکم ہو تو طائف کو تباہ کر دیں۔ فرمایا یہ قوم نادان ہے۔ اگر مجھے رسول اللہ جانتے تو ایسا نہ کرتے امید ہے یہ نہیں تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ زید بن حارث ساتھ تھے وہ کہتے ہیں طائف والوں نے بارہ کوس کے بعد پیچھا چھوڑا۔ آگے باغ تھا باوجود مخالفت کے انہوں نے اپنے نوکر کے ہاتھ انگور بھیجے۔ جب اس نے انگور آپ کے آگے رکھے۔ تو آپ نے اللہ کا نام لے کر انگور اٹھایا۔ جس پر اس نے تعجب کیا۔ آپ نے اسے وعظ شروع کیا اس نے کہا ایک یونس نبی گذرا ہے ہمارے ملک میں فرمایا وہ میرا بھائی تھا۔ اس پر وہ مسلمان ہوا۔

الملاء۔ جو اشرافت بنے پھرتے تھے۔

رسول من رب العالمین۔ سارے جہان کے پروردگار نے مجھے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ کیا میں گمراہ ہو سکتا ہوں۔

مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۹ء
(رکوع ۱۶)

اعبدوا اللہ۔ ایک تعلیم اپنی شکل پر ہوتی ہے اور ایک خدا کے حکم کی ماتحت ہو۔ آخر الذکر تعلیم کی تعمیل اسے کہتے ہیں کہ حرکت و سکون۔ قول و فعل خدا کے حکم کی ماتحت ہو۔

اصلاح۔ [illegible] وہ لوگ ہیں کی بات [illegible] دنیا میں چاہتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں۔

[illegible]

مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۹ء
(رکوع ۰۰)

[illegible]

تنحتون الجبال۔ [illegible] بعض دائیں [illegible]

عن امر ربہم۔ [illegible] اشنا۔ گناہ کرتے رہے۔

جٰثمین۔ [illegible]

لتاتون الرجال۔ [illegible] (۱) اس قوم کو [illegible] (۲) [illegible] عذاب [illegible] عذاب کا نشان قائم رہے۔ [illegible] حال ہو [illegible] انہ اناس یتطہرون۔ [illegible]

مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۹ء
(رکوع ۱۸)

فاوفوا الکیل۔ جو سچا خیر خواہ ہو۔ وہ اپنے بھائی کو اس کے عیب پر مطلع کرتا ہے۔ چنانچہ شعیب نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔

بری [illegible] وہاں سے گمراہ کیا جاتا ہے۔ جہاں کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کا ابتلاء اسی بات میں آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔

بعد اصلاحہا۔ اب تو میں (شعیب) اصلاح کے لئے آچکا۔ اب تو فساد میں تم معذور نہیں سمجھے جاسکتے۔

یہاں پارہ ہشتم کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ

تعلیم بعد میں۔ یہ انسان کے لئے بڑی مشکل ہے۔ پھر رسم و عادت و صحبت کا اثر ہے اس لئے خدا کی بات سمجھنے کے لئے فضل الٰہی درکار ہے۔ اور بڑے مجاہدہ کی ضرورت فرعون جس کا تاج ہی گئو کہی تھا اس کی قوم کے بد اثر سے بنی اسرائیل بھی نہ بچے اسی لئے انہیں گاؤ پرستی کا خیال رہا۔

حلیّھم۔ خود اپنے زیوروں سے۔

لہٗ خوار۔ آجکل کی صناعی کے لحاظ سے یہ قابل تعجب امر نہیں۔

لا یکلمھم۔ برہمو۔ نیچری۔ فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عامہ علماء غور کریں یہاں معبودیت کی تردید اسی دلیل سے کی ہے۔ کہ لا یکلمھم۔ پس وہ خدا کیوں کر معبود ہو۔ جو کلام نہیں کرتا۔

لا یھدیھم سبیلا۔ کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائی۔

سقط فی ایدیھم۔ اس کے معنے ہیں۔ "ندامت ہوئی"

غضبان اسفاً۔ دیکھا انبیاء علیہم السلام شرک سے کیسے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصول کی طرف پہلے توجہ کرتے ہیں۔ ٹمپرنس سوسائٹیاں۔ ہمدردی حیوانات کی سوسائٹیاں اسی لئے کامیاب نہیں ہوتیں کہ فروع کی طرف توجہ کرتی ہے۔

اعجلتم امر ربکم۔ حضرت موسےٰ نے اپنے جانے کا دن نہ گنا تھا اس لئے قوم کو سامری نے دھوکہ دیا کہ وہ وعدہ مقررہ پر نہیں آسکے۔ خدا بچھڑے میں آگیا۔

القی۔ رکھ دیں۔

ابن امّ۔ ماں میں ایک خاص قسم کی محبت ہوتی ہے۔ پیار کے لئے اسکی طرف منسوب کیا۔

قال رب اغفرلی۔ انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے۔

یکم ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور مظفر و منصور کس طرح کوئی انسان فطرتاً ذلت کو نہیں چاہتا اور عزت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا۔ ان الذین اتخذوا العجل۔

ذلت کی جڑ شرک، وافتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان استغفار ہے۔

واختار موسیٰ۔ اس پر موسیٰ کی قوم نے کہا ہم کس طرح یقین کریں یہ باتیں خدا نے کہیں۔ آپ نے ۷۰ آدمیوں کو منتخب کیا۔

اخذتھم الرجفۃ۔ وہ آتش فشاں پہاڑ تھا۔ زلزلہ آیا۔ توجہ الی اللہ کے لئے نا وہ ڈرے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی نہیں سننا چاہتے اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسےٰ جیسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہ ہوا۔ بلکہ ان کو بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی۔

فتنتک۔ بھلے کو برے سے الگ کرنا۔

فساکتبھا۔ اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملیگا۔

یؤتون الزکوٰۃ۔ سچی پاکیزگی اپنے نفس کو مزکّی و مطہر کر دینا۔

والانجیل۔ ایک اعمال ۳ باب ۲۱۔ ۲۲ آیت میں۔ متی ۲۱ باب ۳۳ آیت یوحنا ۱ باب ۲۲ آیت۔

یامرھم بالمعروف۔ ایک پہچان پیشگوئی سے ہوتی ہے۔ دوسری تعلیم سے چنانچہ اس کے اصول بیان فرمائے۔

اصر۔ بڑے عظیم الشان معاہدے کی خلاف ورزی سے جو عذاب آتا ہے۔ وہ نبی کریم کی متابعت سے ٹل گیا۔

۶۔ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

وکلمٰتہ۔ اب تو قرآن کو یا قسم کے لئے رکھا ہے۔ یا عمل حُبّ و بغض و حصول رزق کے لئے افسوس جو قرآن حب لغیر اللہ کو چھوڑ و اکر الحب للہ کے لئے آیا۔ اس سے امید رکھی جاوے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا۔ مجھے ایک عمل لکھ بھیجا کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو روپیہ آمدنی ہو جائے گی۔ جو میں نے کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ عرض حال پر اس نے مجھے لکھا۔

بمطلب کے رسد جویائے کام آہستہ آہستہ ٭ زور یا میکشد صیاد دام آہستہ آہستہ

اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا اور اپنی اوسط آمدنی کی نکالی تو ٹھیک ڈیڑھ سو نکلی۔ مگر معاً میرے دل میں آیا یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔ اس بات کو صاف کرنے کے لئے میں نے ارادہ کیا کہ پہلے صرف طبابت کرتا ہوں۔ پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کرونگا۔ پھر دیکھوں گا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ کا خاص فضل ہے اس نے میری ہدایت کا سامان بہم پہنچایا۔ اس مہینے مجھے طبابت سے ۱۴۰۰ روپیہ کی آمد ہوئی۔ اس عمل کو میں نے اپنے خسارے کا موجب جانا اس لئے چھوڑ دیا۔ کچھ مدت بعد وہی عمل بتانے والا آیا۔ جس نے آخر مجھ سے استدعا کی۔ کہ مہاراج کے پاس مجھے ساٹھ روپے کا دعا گو ہی بنوا دو۔ حتےٰ کہ پندرہ روپے راضی ہو گیا۔ جس سے صاف کھل گیا کہ یہ فرقہ کیسا ذلیل ہے اور یہ راہ منعم علیہم کی نہیں۔

من طیبٰت ما رزقنٰکم۔ سلطنت سے جو مال ملتا ہے۔ غنیمت کا مال بڑا طیب ہوتا ہے۔

حطۃ۔ استغفار جس کا نتیجہ نغفرلکم خطیئٰتکم ہے۔

سجداً۔ فرمانبرداری جس کا نتیجہ سنزید المحسنین ہو گا۔

من السماء۔ اٹل۔

مورخہ ۷۔ ستمبر ۹ء

(رکوع ۱۱)

یہودیوں عیسائیوں کی باتیں مسلمانوں کی نصیحت کے لئے ہیں۔

عن القریۃ۔ (۱) یا ردن کے کنارے پر شلم (۲) دوسرے معنے یہ کہ لوگوں کے اجتماع سے جو فرعون کے غرق ہونے وقت تھے

کی کچھ بھی پروا نہ کی بلکہ مال چھوڑ کر جان کی بھی پروا نہ کی۔

مورخہ ۲۴۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع نمبر ۵)

ألهتك۔ یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ وہ اپنے معبود کو ایسا کمزور خیال کرتے ہیں کہ موسےٰ اسے موقوف کر سکتا ہے۔ جو قومیں رب العالمین کو چھوڑ کر غیر کی طرف جھکتی ہیں ان کی عقل ایسی ہی ماری جاتی ہے۔

بعض ملکوں میں رعایا تو بادشاہ کی پوجا کرنے پر مجبور ہے اور بادشاہ خدا کی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رعایا پر شرک کی وجہ سے ناراض رہے تو وہ ہمیشہ محکوم رہیں اور بادشاہ پر توحید پر راضی رہے۔ تو وہ ہمیشہ حاکم بنا رہے۔

بت پرستوں سے بدتر وہ ہیں جو بتوں کو چھوڑ کر نفس کی دیوی کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر ان سے بھی بدتر وہ ہیں جو یہی کہتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں فلاسفر کا یہ قول ہے حالانکہ فلاسفروں کا کسی بات پر اجماع نہیں ہوتا۔ میں نے ایک فلاسفر کا قول پڑھا ہے کہ وہ اپنے تئیں خدا سے اعلیٰ سمجھتا۔ وہ کہتا ۔۔۔ کہ گلاب کی جڑ سے گلاب کا پھول ہر اس کا نتیجہ ہے۔ اچھا ہے۔

استعينوا۔ اللہ کی توجہ، عنایت، اعانت چاہو۔

واصبروا۔ استقلال سے کام کرو۔

قالوا۔ وہ جو سطحی خیالات کے تھے۔

فينظر كيف تعملون۔ ایک جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ بنائیں گے، پھر دیکھیں گے۔ تم کیسا عملدرآمد کرتے ہو۔ فننظر كيف تعملون

مورخہ ۲۵۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع نمبر ۶)

میں نے بارہا سنا یا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کا جناب الٰہی میں ایک وقت ہوتا ہے ابن لیلی کی کچہری میں ایک شخص کو سزا دی گئی اس نے کہا کہ یہ میرا پہلا جرم تھا۔ سزا ہلکی دینی چاہیئے تھی۔ آپ نے سزا بڑھا دی وجہ یہ بتائی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اگر یہ پہلی دفعہ کرتا۔ تو پکڑا نہ جاتا۔ خدا نے خود فرمایا ہے۔ ويعفوا عن كثيرا۔

ولقد اخذنا۔ فرعون کی گرفتاری کا وقت آ گیا۔

بالسنين۔ معلوم ہوا کہ قحط سالی اور کمی پیداوار اس لئے ہوتی ہے کہ لوگ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔ خدا کی قدرتوں سے لوگ ایسے غافل ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ امریکہ میں ایسی کل نکلی ہے جس سے درخت چلتے آتے ہیں۔ پتھر بولتے ہیں تو وہ مان لیتے ہیں۔ مگر انبیاء کی نسبت ایسی بات سن کر صاف انکار کر دیتے ہیں۔

يطيروا بموسیٰ۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہود نے کہا هذا تا نا۔ قلت سعارنا۔ وقلت امطارنا۔

طائرهم۔ خط، حصہ۔

لتسحرنا۔ جو کرتے ہیں ۔۔۔

الطوفان۔ بہت سیلاب پانی کا۔

نوح کے قصہ میں آتا ہے۔ فاخذهم الطوفان وهم ظالمون۔ طوفان موت اور طاعون کو بھی کہتے ہیں۔

الجراد۔ جو کہتے ہیں جھیل جاتے کر

القمل۔ گھن۔ سرس۔ ٹڈی دل کے چھوٹے بچے۔ چچڑی

الدم۔ نکسیر کا مرض۔ بعض کہتے ہیں۔ پانی گندہ ہو کر سرخ ہو جاتا ہے۔ یہ معنے بھی صحیح ہیں بہت مشہور ہے۔

بما۔ اس منتر کے ساتھ جو اس نے تجھے سکھایا۔

فاتوا علیٰ قوم۔ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے۔ تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰ کی قوم کی نحوست یہی دوسری قوم میں میل جول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے وہ ہندوستان میں آئے مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص باقی رہتی ہیں۔

فضلکم۔ پھر کس قدر بیوقوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

يستحيون نساءكم۔ کہتے ہیں یہاں فرعون سے بڑھ کر تھے کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا۔

مورخہ ۲۹۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۷)

اربعين ليلة۔ چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے کہ نطفہ چالیس دن میں صورت انسانی اختیار کرتا ہے۔ ہم ان کے بعد اس کی آن تندرست ہوتی ہے چالیس سال پر آدمی کے تمام قوے کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسےٰ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کے لئے تیس دن جلدی طرف تبتل تام کرو۔ اور اگر دس دن اور رہو۔ تو یہ اکمل ہے۔

اخلفني في قومي۔ ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا ایک خلیفہ مقرر کر کے جائے۔

جعله دکا۔ صوفیا نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہاڑ تو اب بھی برقرار ہے پس وہاں دیدار الٰہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تجلی ربانی کو نہ برداشت کر سکا اس لئے جب استقر مکانہ پورا نہ ہوا۔ تو لن ترانی کیوں کر پورا ہوتا۔

وکن من الشاکرین۔ قدر کرنے والوں میں سے ہو یعنی اس پر عمل کرو۔

ساصرف عن آیاتی۔ یہ تکبر کی سزا ہے۔

ولقاء الآخرة۔ یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیب آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں۔ جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں۔

مورخہ ۳۱۔ اگست سنہ ۹ء

(رکوع ۱۸)

[illegible] طرح حسب خیر اللہ غضب ثبوت ہے کہ [illegible]

حضرت مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورہ انفال

(پارہ نہم)

مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

سورہ نساء و مائدہ۔ انسان کو تمدن و معاشرت سکھلاتی ہیں۔ سورہ اعراف و انفال۔ رسول علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کرتی ہیں۔ ..... ایک علمی بحث نبوۃ کی ہے جس سے عامۃ الناس فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ عالی دماغ لوگوں کے متعلق ہے۔

یسئلونک عن الانفال۔ تین لفظ ہیں۔ فئے۔ غنیمت۔ نفل۔

فئے۔ جس مال پر مسلمانوں کا کچھ بڑا خرچ نہ ہوا ہو۔ جیسے کہ سورہ حشر میں۔ فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب۔ نفل وہ مال جو خرچ کے مقابل زیادہ ملا ہو۔

غنیمت۔ اس لفظ کے معنوں میں عام لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ جیسے صاحبزادہ اور حضرت گندے معنوں میں لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح غنیمت کے معنی لوٹ کے مال کے کئے ہیں۔

عربی زبان میں غنیمت کہتے ہیں مطلق حصول مال کو۔

عرب میں کسی کو رخصت کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں سالمًا غانمًا۔

واصلحوا ذات بینکم۔ ہر آدمی کا وہ تعلق جو دوسرے سے ہے اس میں سنوار پیدا کرو۔

کما۔ کے معنے کیوں۔

لکٰرھون۔ السابقون الاولون۔ خدا کے حکم سے کراہت کریں ہرگز نہیں مشکل سمجھنے والے جیسے کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔ حملتہ امہ کرھًا ووضعتہ کرھًا۔ حمل سے کوئی شریف عورت کراہت نہیں رکھتی۔

وھم ینظرون۔ کفار دیکھ رہے ہیں کہ مرنے کا مقام ہے۔

صحابہ کرام کی ہرگز یہ حالت نہ تھی کہ وہ میدان جنگ میں جانے سے ڈرتے اور ان کی حالت یساقون الی الموت ہوتی۔ انہوں نے تو کہا لا نقول لک کما قالت بنو اسرائیل اذھب انت وربک الایۃ۔

تستغیثون۔ پانی پر کفار قبضہ کر چکے تھے۔ اس لئے مومنوں نے بادل مانگا

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۶)

جنگوں میں بھی اور عام طور پر بھی دیکھا گیا ہے کہ بیٹھے بیٹھے دل کو غیر معلوم وجہ سے خوشی یا غم پہونچ جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی دن یا تو خوشی کی خبر آتی ہے یا غم کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کو آیندہ واقعات سے ایک تعلق ہے اسی قانون کی ماتحت فوجی آدمی کو نیند آجائے تو یہ اس بات کی فال سمجھی جاتی ہے کہ ضرور ہماری فتح ہوگی۔ گویا اس طرز پر روح کو اللہ تعالےٰ ایک باریک علم عطا کرتا ہے۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ اذ یغشیکم النعاس امنۃ وینزل علیکم من السماء ماءً۔ پانی پر کفار کا تسلط تھا۔ اس پانی کی تکلیف کے رفع کو بطور احسان فرمایا۔

لیطھرکم بہٖ۔ تاکہ تمہارے دلدر دور ہو جاویں۔

اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ۔ ملائک کا فعل پاک بندوں پر ظہور پکڑتا ہے جیسا کہ شیطان کا فعل تو شیطانوں پر ظہور کا فعل پکڑتا ہے۔

فرشتوں کا انکار تین قوموں نے کیا ہے۔ دہریہ۔ برہمو۔ نیچری۔ حالانکہ جس طرح اللہ پر ایمان ضروری ہے۔ اسی طرح ملائکہ پر۔

شدید العقاب۔ عقاب سے ظاہر ہے کہ پہلے انسان جرم کرتا ہے پھر اس کو سزا ملتی ہے۔

فلا تولوھم الادبار۔ اس وقت بھی مذاہب میں ایک بڑی جنگ ہو رہی ہے۔ اور وہ دلائل کی جنگ ہے اعتراضوں کے جواب دینے کی جنگ ہے۔ نیک نمونہ دکھانے کا دن ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مخالفوں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔ اگر ایسا کروگے۔ تو بہت سی روحیں قبول حق کے لئے تیار ہیں۔

اذ رمیت۔ ہتھیار پھینکا تو نے۔

ان تستفتحوا۔ یہ کفار کو خطاب ہے۔

مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۹ء

(سورۃ انفال۔ رکوع ۱۷)

کھانا جو حفظ حیات وحفظ طاقت کے لئے ہے۔ اس میں بھی طبائع مختلف ہیں۔ کسی کے لئے ادنیٰ سا کھانا بہت اعلےٰ۔ اور کسی کے لئے اعلےٰ سے اعلیٰ کھانا مضر ہوتا ہے۔ یہی حال لباس کا ہے۔ بعض صرف لنگوٹے باندھتے ہیں۔ بعض ضرورت کے مطابق۔ بعض بہت سے کپڑے پہنتے ہیں۔ پھر اس میں قسم قسم کے اختراع کئے ہیں۔ اور ہر وقت فیشن کی دھت میں کتر بیونت کرتے رہتے ہیں

فی السبت ۔ سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں۔ جس کو ذرا آرام ملا حد سے گزرنا شروع کر دیا۔

نفس ہر کس کمترا ز فرعون نیست ٭ لیکن ورا عون ما را عون است

دوسرے معنے سبت کے ہفتے کے ہیں۔ یہود کو اس دن شکار کی ممانعت تھی جیسے مسلمانوں پر جمعہ ہے۔

نبلوہم ۔ مخلصوں اور شریروں کا اظہار کرنے

نسوا ۔ چھوڑ دیا انہوں نے۔

مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱-۱۲)

واشھدہم ۔ ہر ایک لڑکے کو جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے آپ پر گواہ ہوتا ہے کہ میں اپنا رب نہیں ہوں۔ بلکہ ایک اور مدبر بالارادہ ہستی ہے۔

میں تو اپنے آپ سے یہ سوال کر کے اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ میرا رب وہی ہے جو رب العالمین ہے۔ ایک شخص نے کیا ہی عمدہ دلیل دی ہے۔ البعرۃ تدل علی البعیر ۔ واثر القدم علی المسیر ۔ اما تدل ان الارض والسموات تدل علی العلیم القدیر۔

اٰتینٰہ اٰیٰتنا ۔ پھر کتاب دی۔

فانسلخ منھا ۔ اس پر عمل نہ کیا، الگ ہو گیا۔

لرفعنٰہ بھا ۔ اس کو بہت ترقی دیتے ۔ در مسلخ عشق جز ایں ۔۔۔ کشند۔

مسلخ کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں جانوروں کی کھال اتاری جائے۔

تحمل علیہ ۔ دھتکارنے کا پتھر اٹھاؤ۔

او تترکہ یلھث ۔ یعنی ہر دو حال بے آرام ہے۔

وللہ الاسماء الحسنیٰ ۔ جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اسی کے مقابل خدا کو نام سے دعا کرے۔

مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۳)

فی ملکوت السموات ۔ غور کریں کیا کوئی آسمانی بادشاہت ۔ کلام الٰہی کے نزول کا مدعی تھا۔ پھر تم اگلی آسمانی کتب سے موازنہ کر لو کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پہ ہے یا نہیں۔

والارض ۔ پھر زمین والے گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ میرا کیریکٹر کیسا ہے اور میرے پیرو کیسے ہیں۔

وان عسیٰ ان یکون قد اقترب اجلہم ۔ آسمان میں ایک وقت خاموشی ہوتی ہے دوسرے وقت بجلی کا کوندنا ۔ بادل کا گرجنا اسی طرح زمین کا حال ہے۔ ایک وقت سیلاب ۔ دوسرے وقت مطلع صاف ۔ پس یہ الہامی کا زور یہ مذہبوں کے آپس میں ملنے ضرور ایک مفید نتیجہ رکھتی ہیں یہ جھگڑے خود گواہ ہیں اس بات کے کہ دنیا میں امن عام آنے والا ہے۔

من یضلل ۔ یہ نتیجہ انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا ۔ زد خط جب زاویہ پیدا کر کے تو جوں جوں بڑھیں گے ۔ فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا۔

عن الساعۃ ۔ تیری کامیابی اور دشمنوں کی تباہی کا وقت۔

ثقلت فی السموات والارض ۔ کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کی

تمام قوم اور تمام ملک سب کے سب مسلمان ہو گئے ہوں اس واسطے یہ عظیم بات ہو۔

ان انا الا نذیر و بشیر ۔ ان یہ بات ہے کہ حق کے دشمنوں کے لئے ڈرانے والا

مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۴)

شرک بڑی بلا ہے اس سے قوموں میں تفرقہ پڑتا ہے۔ مشرک کبھی سچے علوم کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ سورۃ اب ختم ہوتی ہے۔ اس لئے اخیر میں پھر رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا ہے جو توحید ہے۔

من نفس واحدۃ ۔ ہر ایک شخص ایک آدمی کا نطفہ ہوتا ہے۔

منھا ۔ اسی کی قسم کا ۔ یہ ظاہر ہے۔ آدم زاد کے حیوانات سے نکاح نہیں ہوتے۔ گدھی۔ بکری۔ لومڑی سے اولاد نہیں لے سکتے۔

لیسکن الیھا ۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ عورت ذات بوجہ اپنی کم علمی ۔ ناتجربہ کاری کے بہت ہی قابل رحم و قابل مہربانی ہے۔ جو کے گھر میں آرام ہو اور بیوی ہو وہ بہت آرام پاتے ہیں۔ شہوت کے بد استعمال میں کم گرفتار ہوتے ہیں۔

جعلا لہ شرکاء ۔ کئی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے۔

لا یستطیعون لہم نصرا ۔ وہ ان مشرکان عرب کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔

ولا انفسہم ۔ ان کی اپنی بھی خبر نہیں چنانچہ سب توڑے گئے۔ قطب شمالی یا جنوبی کی دنیا کوئی بڑا کام نہیں۔ سوم قریہ سے نظیر ہے کہ آپ نے تمام عرب میں وحدت دیکھتی کی روح پھونک دی۔ اور انہیں حیوان سے با اخلاق باخدا انسان بنا دیا۔ کوئی ہے ؟ جو اس کی نظیر دکھلائے۔

ثم کیدون ۔ مجھ سے سب مکر جنگ کرو اور مہلت بھی نہ دو۔ یہ جرأت راستبازی کے سوا کسی میں نہیں ہو سکتی۔

وھو یتولی الصالحین ۔ خدا کی تولی کی علامت یہ ہے کہ انسان دن بدن ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتا ہے۔

فاتبعین ۔ سورہ نمبر ۔ سائنس والے سب قرآن کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں اور مسلمان خفتہ۔

لعلکم ترحمون ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہاں مومن مخاطب نہیں ۔ مگر لوگ ہیں کہ الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا جھگڑا لے بیٹھے ہیں۔ رتنا نہیں سمجھتے۔ کہ یہاں مومن مخاطب نہیں ۔ پھر دو رکعت میں کھڑا ہوا تو سن ہی نہیں سکتا ۔ پھر ظہر و عصر کی نمازوں میں تو جہری قرأت نہیں ہوتی ۔ یہ خلف الامام الحمد پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں۔

والایعبدون ۔ اسکے فرمانبردار ہوتے ہیں۔

یہاں سورہ اعراف کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ دہم

سورۃ انفال

(مورخہ ۱۹۔ ستمبر ۱۹۰۹ء رکوع ۱)

انما غنمتم۔ جو مال تم جنگ میں حاصل کرو۔ شرعی جائز طور پر۔

یوم الفرقان۔ پہلے فرمایا تھا۔ ان تتقوا اللہ یجعلکم فرقانا۔ اب یہاں اس کا حصول یاد کرایا ہے۔

عن بینۃ۔ حجت ملزمہ کے ساتھ۔

یریکھم اللہ فی منامک۔ امام حسن بصری نے منام کے معنے آنکھ کے کئے ہیں کیونکہ منام کے معنے نیند کی جگہ کے ہیں جو آنکھ ہے۔ یہی معنے دلچسپ ہیں ایک سوال کسی نے کیا تھا کہ بعض واقعات الہامات کے خلاف کیوں معلوم ہوتے ہیں میں نے یہ آیت یاد دلائی فی اعینکم قلیلاً۔

مورخہ ۲۰۔ ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

تفلحون۔ مظفر و منصور ہونے کا گر بتایا کہ ثابت قدم رہو اور اللہ کے حضور دعا بہت کرو (یہ واذکروا اللہ کثیراً کے معنے ہیں)

ایک دفعہ مجھ سے بھیرہ میں اولیاء اللہ سے پکار کر دعائیں مانگنے کے عدم جواز میں مباحثہ ہوا۔ مخالفین نے یہ بات مان لی کہ ہم زمانہ سلف کے کسی بزرگ کا قول مان لیں گے۔ شاہ عبدالعزیز کی تفسیر میں مجھے وتبتل الیہ تبتیلاً کے نیچے یہ مل گیا کہ مسلمانوں میں جو اپنے پیروں کے حق میں علم غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ مشرک ہیں وہاں بڑے مکار مولوی تھے۔ ایک نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا کہ بچے کیوں گھبراتے ہو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں۔ بادہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں گھبراہٹ کی حالت میں سب کچھ کہہ رہا ہوں۔ دوسرے سے میں نے جو نہی یہ عبارت پڑھ دی۔ وہ کھڑا ہو کر رونے لگا اور کہا کہ تفسیروں میں بھی تحریف ہوگئی یہ خط پیران ہے۔ جس سے مراد ہے کہ ہندوان وغیرہ سے دعا نہ کریں گویا میری دلیل کو اپنے بیچ مشتبہ کر دیا اس وقت میں نے دعا کی اور ثابت قدم رہا۔ آخر میری فتح ہوئی۔

مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(الانفال رکوع ۳)

لوگ اپنے دوستوں، حاکموں، محسنوں کا لحاظ تو کرتے ہیں مگر اللہ جل شانہ کی عظمت و عزت کا کچھ لحاظ نہیں کرتے اس کی ڈرائی کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انہم لا یعجزون۔

واعدوا لھم ما استطعتم۔ ابھی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے مخالف کے مقابل دلائل و براہین کے ہتھیار وں سے مسلح رہیں۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) دل یقین سے لبریز ہو۔ ایمان پکا ہو متزلزل نہ ہو (۲) دشمن کے حالات اور اس کی گھات کی خبر نہ ہو۔ (۳) دلائل مضبوط۔ قول موجہ جانتا ہو (۴) جنہیں یہ باتیں نہ ہوں وہ ایسے لوگوں کو مدد دیں۔ غرض دو قسم کے لوگ ہوئے ایک وہ جو مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دوم وہ جو مالی مدد دے سکتے ہیں ان کو ارشاد فرماتا ہے۔ وما تنفقوا من شیئ فی سبیل اللہ یوف الیکم۔

ان یخدعوک۔ یہ لوگ چندہ دینے سے مضائقہ کریں۔ تجھے چھوڑ دیں تو اللہ بس ہے۔

مورخہ ۳۔ اکتوبر ۹ سنہ ء

(رکوع ۵)

حرض۔ ایک ہوتا ہے حث یہ نرم لفظ ہوتا ہے اس کے معنے میں ترغیب دوسرا لفظ ہے حض۔ تیسرا لفظ ہے حض۔ چوتھا لفظ حرض ہے۔ جس میں ان تینوں کے علاوہ اور ادر بھی ہے۔ اس کا ترجمہ اردو یا پنجابی کا تنہا لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔

المومنین۔ کو اس لئے کہا ہے کہ مومن ہمیشہ اللہ کو اپنا کارساز سمجھتا ہے اور اسی پر ہر حال میں بھروسہ کرتا ہے۔

صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ تفویض اعلیٰ ہے یا توکل۔ بعض کہتے ہیں کہ تفویض اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں سب کچھ سپرد کر دیا جاتا ہے۔

قوم لا یفقھون۔ کفار کا اللہ پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اللہ سے دعا نہیں کرتے اللہ کی کتاب کے ساتھ تمسک نہیں اس لئے اللہ کے کسی بندے کی تائید و نصرت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ لا یفقھون ہیں۔

ان فیکم ضعفاً۔ موجودہ حالات میں چونکہ تم روحانی ترقیات کے اعلیٰ مدارج پر نہیں پہنچے۔ جنگ کا تجربہ نہیں اس لئے ایک دو کے مقابلہ میں فتحیاب ہو گے۔ مومن ہر روز ایک ترقی کرتا ہے۔

مورخہ ۴۔ اکتوبر ۹ سنہ ء

(رکوع ۶)

اولئک بعضھم اولیاء بعض۔ ایک دوسرے کے سچے دوست۔

یہاں سورہ انفال کے نوٹ ختم ہوئے

مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

سورۃ توبہ (رکوع ۷)

یہ سورۃ توبہ الگ سورۃ نہیں ہے۔ بلکہ انفال کا ایک حصہ ہے۔ یہ ایک سبب ہے سود بحث کہ اس میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے ہاں اس ٹکڑے کے علیحدہ کرنے میں ایک

یہی اولاد کے اخراجات کا۔ یہی مکانات کا۔ یہی کتب کا۔ یعنے ایک درجہ ضرورت ایک حد سے بڑھ کر فضول۔

دوسری بات۔ عجائبات قدرت اور اللہ کے انعاموں کے مطالعہ سے فرمانبرداری کا مادہ بڑھتا ہے۔ اس رکوع میں ان باتوں کا ذکر آتا ہے۔

لما یحییکم۔ حدیث شریف میں اس کی تفصیل ہے۔ کلکم عاد الا من کسوتہ وکلکم ضال الا من ھدیتہ۔

یحول بین المرء وقلبہ۔ کبھی اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ڈالدیتا ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ تحریک ملک پر عمل نہیں کیا۔ جو وقت نیکی کرنے کا تھا۔ اس میں نیکی نہیں کی۔

لا تصیبن الذین ظلموا۔ جب مصیبت آجائے۔ تو سب پیٹے جاتے ہیں۔ عیسیٰ بر دین خود موسیٰ بدین خود کا اصل غلط ہے۔ وامر بالمعروف کو مت چھوڑو۔ ورنہ بدی کی وجہ سے عذاب آنے پر سب کو ملوث ہونا پڑیگا۔

مستضعفون۔ یہ اس بات کا جواب ہے۔ کہ کمزوری تبلیغ سے مانع نہیں۔

فتنۃ۔ کٹھالی پر چڑھانا۔ اولاد اور اموال سے آدمی کے ایمان کا امتحان ہو جاتا ہے۔ اور وہ خالص کیا جاتا ہے۔

مورخہ ۱۸ - ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۸)

ایک روحانی طب بھی ہے۔ جیسے بخل۔ حسد۔ جھوٹ۔ چوری۔ زنا وغیرہ روحانی امراض کے علاج ہیں۔

یجعل لکم فرقانا۔ ہر ایک شخص میز کامیابی چاہتا ہے۔ اسے فرقان کہتے ہیں موسےٰ کو یہ فرقان حاصل ہوا۔ اغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ دشمن ہلاک ہوا۔ وہ بھی آنکھوں کے سامنے۔ اس سے بڑھ کر کامیابی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ جن کا فرعون خشکی میں غرق ہوا۔ یہ موقوف ہے تقوے پر۔

ویکفر عنکم سیئاتکم۔ انسان کا دل نہیں چاہتا کہ اس کی کمزوری اس کا گناہ کسی پر ظاہر ہو۔ چنانچہ ایک خورد سال بچہ بھی کسی بات کے برا ہونے کا علم حاصل کرکے پھر اپنی طرف اس کا.... منسوب ہونا پسند نہیں کرتا۔

انسان کی روح چار باتیں چاہتی ہے۔ دشمن کا ہلاک۔ گناہوں کی معافی۔ اپنی ترقی۔ فضل۔ ان چاروں کے حصول کا گر تقوے بتایا ہے کیا یہ نسخہ مجرب ہے۔ ضرور۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے حالات سے ظاہر ہے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کے نام عموماً بے ادبی سے لئے جاتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کا نام بھی ادب سے لیا جاتا ہے۔

واذ یمکر بک۔ یعنی کہ تمام مشکلات کے نکلنے اور کامیابی حاصل ہونے ... نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا واقعہ پیش کرتا ہے۔

خیر الماکرین۔ تدبیر کرنے والوں میں تو خیر و برکت والا ہی ہے۔

الا اساطیر الاولین۔ اس زمانہ میں بھی ایسا کہنے والے موجود ہیں ڈبرپال نے ایک رسالہ اس نام کا لکھا ہے :

فامطر علینا۔ شقی لوگوں کی یہی علامت ہے۔ کہ وہ کسی کے قہر کا ثبوت اسی میں مانگتے ہیں۔ ابوجہل نے بھی یہ دعا کی تھی۔

ان اولیاءہ الا المتقون۔ یہ پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی۔ خانہ کعبہ کے متولی۔ نبی کریم ؐ اور ان کی جماعت ہوئی۔

مورخہ ۱۹ - ستمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۹)

ان ینتھوا یغفر لھم۔ مغفرت کی شرط ہے کہ جن بدیوں میں گرفتار ہیں۔ ان کو چھوڑ دیں۔

حتی لا تکون فتنۃ۔ یہ لڑائی کی غرض بتائی۔ کہ فساد نہ رہے۔

ویکون الدین کلہ للہ۔ یعنے جو عقیدہ دل میں ہو وہی ظاہر کر سکیں سب دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ مومن کے لئے کوئی خوف مذہبی معتقدات و اعمال کا نہ رہے۔

پارہ نہم کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ

رب العالمین

وان خفتم علیہ۔ یہ خیال ہو کہ ہم غریب ہو جاوین گے نذر و نیاز بند ہو جائے گی تو فرمایا کہ اللہ غنی کردیگا۔

من الذین اوتوا الکتاب۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین حق انہون نے کسی اہل کتاب سے نہین لیا بلکہ من گھڑت باتون کی پیروی کر رہے ہین۔

مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۱)

دنیا مین کئی مذاہب آتے ہین پھر مٹتے ہین ایک فرقہ تھا یہود سے وہ حضرموت (عربی کنارہ یمن) مین رہتا تھا وہ عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے۔ ہجری چوتھی صدی کے اخیر تک ان کا بقا پا رہا ہے۔ پس یہ اعتراض نہین چاہیئے کہ اب تو یہود نہین کہتے کیونکہ دنیا مین ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیکھو قسطلانی عزیر ابن اللہ۔ وادٔو ظاہری۔ لیث کے متبعین اب نہین پائے جاتے مگر کتابون مین ان کا ذکر ہے۔

المسیح ابن اللہ۔ محبت کا لفظ خاص موقعہ پر کسی عنایت کے اظہار کے لئے بولے جاتے ہین ان کو شامل عقیدہ کر لیا ۔۔۔ نحن ابناء اللہ و احباءہ۔ گویا ۔۔۔

قاتلہم اللہ۔ اللہ انپر لعنت کرے۔

ارباباً من دون اللہ۔ ربوبیت کی شان اپنے فقیرون و ملانون کو دیتے ہین۔

وما امروا۔ یہ تورات کی آیات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تیرے لئے میرے حضور آسمان وزمین مین کوئی خدا نہ ہو۔

سبحٰنہ۔ اللہ کے افعال۔ صفات۔ عبادت مین کوئی شریک نہین۔

بافواہہم۔ اپنے منہ کی تقریرون سے۔

لیظہرہ۔ تا غلبہ ثابت کر دے اس پیشگوئی کے لئے یہی زمانہ ہے کیونکہ تمام ادیان کے عقائد ظاہر ہو چکے اب قرآن شریف کے غلبہ کے ثبوت کا پورا موقعہ ہے۔

افسوس کہ مسلمان ابھی تک سوئے ہوئے ہین ایک ٹکڑا ان کی زمین کا کوئی چھین لے تو یہ مقدمہ بازی مین لندن تک جا پہونچین مگر ان کا مذہب ان کی سلطنت جاتی رہی تو انہین کچھ پرواہ نہین۔

لیاکلون اموال الناس۔ مسجدون کے ملان اپنے فرائض سے غافل ہین۔ لوگون نے انکی وجہ معاش کا بندوبست کیا تا وہ علم پڑہین اور ہمارے بچون کو دین سکھائین مگر وہ اور ہی جھمیلون مین پڑ گئے۔

مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

سورہ توبہ (رکوع ۱۱)

فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم۔ سائل جب پہلے سوال کرتا ہے تو بخیل مسئول اس کے سوال کا رد پہلے ماتھے کے شکن کے ذریعے کرتا ہے پھر مونہہ پھیرتا ہے پھر پیٹھ دیکر چلا جاتا ہے اس لئے سزا مین ان تینون جگہون کا ذکر کیا۔

فی کتاب اللہ۔ اللہ کی پاک شریعتون مین۔ خدائی حساب چاند کے ساتھ وابستہ ہین اور دنیاوی حساب آفتاب سے۔ دونون مین کئی دنون کا فرق پڑ جاتا ہے دنیا دارون نے شمسی حساب کو پسند کیا ہے کیونکہ زیادہ فرق نہین پڑتا۔ اور چاند کے حساب پر چلین تو تین برس مین ایک ماہ اور چھتیس سال مین ایک سال کا فرق پڑ جاوے اور اس حساب سے تنخواہ لینے والا ملازم تو فائدے مین رہ سکتا ہے۔

دینی کام چاند کے حساب پر کرنے مین صوفیا نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ اُمت محمدیہ ہر شمسی مہینے مین اپنی ہر عبادت کرنے کا فخر رکھتی ہے۔

انما النسئ زیادۃ فی الکفر۔ چونکہ عرب کے مشرکین باہر تجارت کے لئے جاتے تھے وقت مین پڑتے تھے اس لئے وہ کبھی محرم کو صفر بنا لیتے اور کبھی کچھ جس سے لوگون کو مغالطہ ہوتا اور بہت سا فساد پڑ جاتا۔ سودخوارون نے بھی ایک فساد کیا ہے کہ لوند کا مہینہ رکھ لیا ہے اور بارہ کی بجائے تیرہ کا سود لے لیتے ہین اور کبھی مہینے کے دن بڑھا لیتے ہین۔ اس بہانے سے کہ حساب پورا ہو جاوے۔

مورخہ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۲)

ہر قوم بلکہ ہر شخص کے لئے ایک امتحان ہے جس سے اس کے جوہر مخفی معلوم ہوتے ہین خدا نے ابو الحنفا ابو الانبیاء ابراہیم کا بھی امتحان لیا۔

مبتلیکم بنہر۔ ستے سپاہیون کا بھی امتحان لیا۔ امتحان کئی قسم کا ہے ایک تو ذلیل کرنے کے لئے کذالک نبلوہم بما کانوا یفسقون۔ ایک اس لئے کہ پہلی غلطیون کو چھوڑ دے۔ بلونا ہم بالحسنات والسیئات۔ ایک کمالات کے اظہار کے لئے جیسے اذا ابتلی ابراہیم ربہ فاتمہن

اثاقلتم الی الارض۔ غرض تمہاری اس سفر مین دنیا کی کوئی خواہش ہو رہی ہے۔

یستبدل قوماً غیرکم۔ لوگ کہتے ہین کہ اسلام تنزل مین ہے یہ غلط ہے اسلام ضرور دنیا مین رہیگا مگر ڈر تو یہ ہے کہ اسلام ہمارے گھرون سے نکلکر کسی اور قوم مین چلا جائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اترکوا الترک ما ترکوکم۔ خوارزم کے ایک بادشاہ نے اس کے خلاف کیا۔ چنگیز خانیون کو لڑائی کے لئے بلایا۔ اس نے جواب مین کیا عمدہ لکھا کہ اول تو تمہارا قرآن شریف مانع ہے۔ کیونکہ اس مین حکم ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا دوم ہم تمہارے ساتھ لڑتے نہین حدیث مین ترک کے ساتھ جنگ کی ممانعت ہے سوم ہم تاجرانہ حیثیت سے آتے ہین ہمین سلطنت سے کچھ تعلق نہین اس ناعاقبت اندیش نے اس پر غور نہ کیا لڑائی چھیڑ دی آخر ۱۸ لاکھ مسلمان ہلاک ہوئے تمام کتب خانے تباہ ہوئے: ہزار آدمیون کو جن کی نسبت خیال تھا دعوئے سلطنت کرین گے زندہ دیوار مین چنوا دیا۔ غرض یہ سب کچھ مسلمانون نے دیکھا۔ اتنا نافرمانی نے دکھایا۔ مگر نافرمانی کو نہ چھوڑا۔

انفروا۔ دینی کام مین چلو۔

خفافاً۔ میرے ذوق کے مطابق اس کے یہ معنے بھی ہین کہ مباحثہ مین کتابون کے انبارے جانے کی ضرورت نہین ہوتی۔ حسبنا کتاب اللہ۔

مورخہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور چند آدمی عذر کرنے آئے کہ ہم غزوہ تبوک مین جا نہین سکتے انبیاء کی طبیعت مین رحم ہوتا ہے فرمایا۔ اچھا۔

عفا اللہ عنک۔ اللہ تعالیٰ ناراض نہین بلکہ محبت سے فرماتا ہے تم بڑے درگذر کرنے والے ہو اللہ نے بھی تم سے درگذر کی۔

میں ایک غرض تھی۔ مکہ کی فتح کے بعد ابوبکرؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظام کے لئے بھیجا تھا اس کے بعد ان آیتوں کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھیجا یہ ایک اعلان جنگ تھا جو بطور یادگار کے علیحدہ رکھا گیا اس اعلان جنگ میں وجوہات بیان کئے جاتے ہیں جن کی بناء پر جنگ ... کیا جاتا ہوا۔ ۵۔ بیزاری کا اظہار ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

عاھدتم من المشرکین۔ عہد کیا پھر توڑ دیا۔ ۱۰ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

مخزی الکافرین۔ نبی کریمؐ نے ۱۳ برس وعظ کیا بڑے بڑے دکھ اٹھائے۔ ۱۳ برس کے بعد مدینے میں آئے یہاں بھی آٹھ برس کفار کا باوجود نیک سلوک کرنے کے بھی بدسلوک رہا۔ اب اکیسؔ برس کے بعد کہا جاتا ہے اگر توبہ کرو تو بہتر ورنہ عذاب الیم آتا ہے

الا الذین عاھدتم۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے معاہدہ میں نقض کیا۔

الاشھر الحرم۔ یہ چار مہینے وہ ہیں جن کے اندر اپنا اپنا استعداد کے لئے نوٹس دیا جاتا ہے۔ فان تابوا۔ دیکھئے کس قدر نرمی ہے آخر تک بھی جو توبہ کرے اسے بھی چھوڑ دو اور جو پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ پھر شریر کہتے ہیں۔ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔

مورخہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(سورۃ توبہ رکوع ۸)

نقض عہد بہت بری بات ہے۔ قرآن شریف کے تیسرے رکوع ہی میں ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عھد اللہ۔ میں بھی لوگوں کے عہد لیتا ہوں۔ عہد کے بعد میں کانپ جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس سے کوئی معاہدہ نہ لوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس میں نفاق آ جائے۔ میں تمہیں معاہدہ پر قائم رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں۔ موت کے وقت یہ اولاد، یہ دوست، یہ بیٹے کبھی کام نہیں آتے۔ پس خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو۔

فما استقاموا لکم۔ جب وہ قائم رہیں۔

المتقین۔ معاہدہ پر پکے رہنے والے۔

ان یظھروا علیکم۔ تمہارے مقابلہ میں اگر کوئی بھی ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھنے والا ہو۔

الًّا۔ ال کے معنے ہیں اللہ۔ قسم کھانا۔ قرابتؐ۔ ماں کے لحاظ سے۔ قرابت۔ باپ کی طرف سے قرابت یا بیوی بہن کی طرف سے قرابت۔

فاسقون۔ فاسق کے معنے قرآن نے کئے ہیں۔ ینقضون عھد اللہ

لعلھم ینتھون۔ اس لئے نہیں کہ تمہارے ہم خیال ہو جاویں بلکہ یہ کہ بدی سے باز آ جاویں یہ غرض نہیں کہ سارا جہان مسلمان ہو جاوے بلکہ صرف یہ کہ فتنہ اٹھ جائے اور دین اللہ کے لئے ہو جاوے۔

یشف۔ وہ جو تمہیں مقابلہ سے درد دکھ پہونچا ہے اس کو دور کر دیگا۔

جاھدوا منکم۔ دین میں آدمیوں کی کثرت کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے لوگوں کی جنہیں استقلال راستبازی۔ عاقبت اندیشی۔ ہمت بلندی ہو۔

ولیجۃ۔ دلی دوستی والا۔

[illegible] ملنے سے رکھنے کے لئے اس آیت کا مطالعہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے [illegible] سے ناظر ہے۔

مورخہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

خدا تعالیٰ نے ہمارے تمام اقوال و افعال بلکہ دنیا کی تمام اشیاء میں مراتب رکھے ہیں۔ مراتب کا نگاہ رکھنا بڑا ضروری ہے۔ دنیا میں نیکیاں ہیں پھر ان سے بڑھ کر۔ وہ پھر ان سے بڑھ کر اور مثلاً فرمایا کہ رستے میں کوئی کانٹا یا کوئی دکھ دینے والی چیز ہو تو اس کو الگ کر دو۔ یہ ادنیٰ نیکی ہے۔ صوفیوں کے نزدیک اماطۃ الاذیٰ سے مراد رذائل ہیں جو خدا تک پہونچنے میں روک ہو جاتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر ایمان باللہ والرسول ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگ چھوٹی چیز کی طرف توجہ کرتے ہیں اور بڑی کا خیال نہیں رکھتے۔ مثلاً تہجد کے لئے اٹھیں گے خواہ صبح کی نماز قضا ہی ہو جاوے۔ اس حفظ مراتب نہ کرنے سے نقصان پہونچتا ہے۔

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کہ ذوالخویصرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کیا اور ایک یہودی نے کہا کہ ہم حجاج کی خدمت کرتے ہیں اور بیت اللہ کی مرمت کرتے رہتے ہیں لہذا ہم محمدیوں سے اچھے ہیں۔ جنہوں نے آگ پھوٹ ڈالدی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے مقابلہ میں ان مشرکین کے چھوٹے چھوٹے کام کچھ بھی نہیں۔

یبشرھم ربھم۔ اس سے پہلے اعظم درجۃ بھی ایک وعدہ تھا اس کا ثبوت دیا ہے کہ انہیں جنت اور ابدی نعمتیں ملینگی پھر کامیاب ہوں گے اور یہ پانی پلانے پر نازاں خائب و خاسر رہیں گے۔

مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۰)

دنیا میں جس قدر کام ہیں دین کے ہوں یا دنیا کے ہر ایک کام کے لئے ایک نہ ایک سبب ہوتا ہے اب جو لوگ صرف اس بات پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ جب ناکام ہوتا ہے ان کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ مگر جن کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے وہ بہت نہیں ہارتے اسی لئے مومن ایک دعا نمازوں میں پڑھتا رہتا ہے یہ بقول ایک امام کے واجب ہے۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل۔ جب مومن کا اللہ پر بھروسہ کم ہو تو اسے متنبہ کرنے کے لئے کسی امر میں بظاہر ناکام رکھتا ہے تا وہ اپنی ایمانی حالت کو درست کریں۔

ہوازن وحنین کے مقابلہ کے وقت بارہ ہزار آدمی تھے اس وقت مسلمانوں کے دلوں میں گھمنڈ آگیا کہ اب ہم ضرور کامیاب ہونگے۔ یہ ایک عجب تھا اس لئے حنین میں پہلے ناکامی ہوئی۔ جس طرح لاہور کی فتح کے بعد انگریزوں سے چیلیاں موجیاں وغیرہ پر جنگ ہوئی تھی۔ اور وہ سکھوں کی مذہبی حرکت تھی اسی طرح مکہ کی فتح کے بعد چند جھگڑے ادھر ادھر جمع ہو کر حنین میں مقابلہ پر آئے۔

اعجبتکم۔ عجب میں ڈالا کہ ہمارا جتھا۔ ہمارا فہم۔ ہمارا زور بہت زیادہ ہے۔

علی رسولہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کی باگ ان سو تیر زنوں کی طرف پھیری اور کہا۔ انا النبی لا کذب۔

انما المشرکون نجس۔ [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ دہم

سورہ توبہ

(مورخہ ۸ ۲ اکتوبر ۱۹۰۹ء بقیہ رکوع ۱۶)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بعض کہتے ہیں کہ جاھد الکفار والمنافقین۔ کی اتحت منافقوں سے کیوں جہاد نہیں کیا گیا یہ غلط ہے کیونکہ منافقوں سے لڑائی ہوئی۔ چنانچہ قتلوا تقتیلا سے ظاہر ہے۔

یحلفون باللہ۔ چونکہ انہیں قوت فیصلہ اور تاب مقابلہ نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

وھموا بمالم ینالوا۔ شیعہ غور کریں جو کہتے ہیں حضرت علی سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بلافصل خلیفہ بننا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ... اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

عذابا الیما فی الدنیا۔ دیکھو سورہ احزاب۔ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا .... یہ دنیا کا عذاب منافقوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوچکا۔ ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا۔ جب دنیا کا عذاب ثابت ہوچکا تو آخرت میں ضرور آئے گا۔

فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم۔ بہت معاہدے کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ان کے نقض کا نتیجہ نفاق ہے۔

والذین لا یجدون الا جھدھم۔ صحابہ میں ایسے بھی تھے جو مزدوری کرتے اور اپنی قوت لا یموت سے بچاکر خدا کی راہ میں دیتے بعض ان پر ہنسی کرتے اس سے منع کیا ایسے ہی بہت دینے والوں کو بھی لوگ مطعون کرتے کہ ریا سے دیتے ہیں۔

مورخہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۷)

بعض وقت نافہم۔ ناعاقبت اندیش ایک کام کرتا ہے اور اس کے نتائج کو نہیں سوچتا۔

انی اخاف علیکم مثل۔

... نے کہا۔ ما اھدیکم الا سبیل الرشاد۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی کامیابی کی راہ ہے بہت سے ... ایک بات منہ سے نکال دیتے ہیں۔ مگر نہیں دیکھتے کہ وہ نتائج کے لحاظ سے کیسی ہوگی۔

ابو عامر ایک عیسائی تھا۔ قیصر کے دربار میں اس نے مسلمانوں کے خلاف بہت سی کوشش کی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سنا کہ ابو عامر مسلمانوں کے خلاف کوشش کر رہا ہے اور ان دنوں آپکے ... تنگی ... شروع کی ہوئی تھی اسکے قریب خرچ ہوتے تھے اور فصل پکی ہوئی تھی اس لئے بعض نے بہت سے عذر کئے۔ اور پیچھے رہ گئے۔ اور اس پیچھے رہنے پر ... ہوئے اس کا ... رکوع میں ...

وقالوا لا تنفروا۔ شریر آدمی اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ملالیتا ہے چنانچہ انہوں نے دوسروں کو بھی یہی ترغیب دی۔

ولیبکوا کثیرا۔ یہ رونا ان کو بہت وقت کیلئے نصیب ہوگا ایک موقعہ کا ذکر کرتا ہے۔

فقل لن تخرجوا معی ابداً۔ دیکھو اللہ بھی رحمٰن۔ رحیم۔ رحمتی وسعت کل شئی۔ اور نبی کریم بھی رحمۃ للعالمین۔ مگر پھر بھی ان کے حق میں ایک قطعی فیصلہ ہوگیا۔ یہ جو بڑی بڑی خطائیں کرکے معافی مانگنا پیشہ قرار دے لیتے ہیں۔ غور کریں۔ ایمان بین الخوف والرجاء ہے۔

خوالف۔ جمع خالفۃ کی ہے۔ جو عورتیں پیچھے رہ جاویں۔

اعد اللہ لھم۔ دنیا میں مظفر و منصور ہوں گے تو ان خشک پہاڑوں کے نہیں بلکہ جنات وغیرہ کے

مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۸)

بہت سے لوگ بدی کا ارتکاب کر لیتے ہیں مگر جب ان کا خمیازہ اٹھاتے ہیں تو پھر عذر کرنے لگتے ہیں جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں کیونکہ عذر ہر جگہ کام دے۔ تو پھر انبیاء و کتب کی آمد بیکار رہ جاوے عذر کرنے والے تو تقدیر کا ہی عذر کرتے ہیں۔ جو بالکل فضول ہے حالانکہ قانون کی لاعلمی کا دعوے بھی مقبول نہیں ہوتا۔ لو کنا نسمع او نعقل کہنے والوں کی نہیں سنی گئی۔

اس رکوع میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کو خطاب ہے۔

یہاں پارہ دہم کے نوٹ ختم ہوئے۔

گیارھواں پارہ

(۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء سورۂ توبہ رکوع ۱)

الغیب۔ جو اسوقت موجود نہیں۔

الشھادۃ۔ جو موجود ہے۔

فان اللہ لا یرضی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا مقدم ہے۔

ومن الاعراب من یؤمن باللہ۔ یہ قرآن کا طرز قابل غور و تقلید ہے اگر کسی قوم کی برائی کا ذکر کرتا ہے تو ان میں سے نیکوں کو الگ کرلیتا ہے اور ان کا الگ ذکر کرتا ہے۔

یکم نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

جہاں اللہ تعالیٰ منافقوں و کافروں کا ذکر کرتا ہے وہاں مومنین کا الگ ذکر کرتا ہے اسمیں ایک حکمت تو یہ ہے کہ شیعہ جو مہاجرین و انصار کو منافق یقین کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ پہلے منافقین کفار کے (والفجر ...) نشانات بتاتا ہے۔ پھر مومنوں کی نشانیاں بتاتا ہے اس سے معلوم ہوسکے کہ مہاجرین و انصار مومن تھے اور ضرور مومن تھے۔

حتّٰی یتبین لک۔ اس سے ظاہر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکم کے خلاف کارروائی نہ کی تھی چنانچہ پارہ ۱۸۔ نور کے آخری رکوع میں فرمایا۔ ان الّذین یستاذنونک اولٰئک الّذین یؤمنون باللہ ورسولہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذن مانگنا مومن کا کام ہے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن لینا کفار کا کام ہے۔ یہ اختلاف نہیں بلکہ اختلاف مواقع پر مبنی ہے یہاں اذن مانگنے والوں کے جھوٹ کا ثبوت دیتا ہے۔

قلّبوا لک الامور۔ تیری باتوں کو زیر و زبر کرنے کی کوشش۔

ولا تفتنّی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ۔ میری قوت شہوانی بڑی تیز ہے میں عورتوں کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہوں ایسا نہ ہو۔ میں وہاں گرفتار ہو جاؤں۔

احدی الحسنیین۔ شہید ہوں گے تو مقرب بارگاہ الٰہی ہوں گے فاتح ہوں گے۔ تو عزت پائیں گے۔

مورخہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۳)

نیکیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک جڑھ۔ دوم اس کی فروع۔ کئی ایسی بھی ہیں جو اس جڑھ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ شاخوں کی سرسبزی اصل کی آبیاری پر موقوف ہے۔ چونکہ تمام نیک کاموں کی جڑ ایمان ہے اس لئے اس کی محافظت ہر طرح مقدم ہے اسی طرح فرائض کو نوافل پر ترجیح ہے۔

قل انفقوا طوعاً او کرھاً۔ بہت لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چندوں میں شریک ہوتے مگر چونکہ ایمان میں پورے نہ تھے اس لئے فرمایا۔ یہ چندے مقبول نہیں۔

ولا یأتون الصّلٰوۃ الّا وھم کسالٰی۔ یکفروا باللہ ورسولہ کا ثبوت دیا ہے ایمانی حالت کا اندازہ اعمال سے ہوتا ہے۔

مورخہ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

الصّدقٰت۔ اس سے مراد یہاں زکوٰۃ کا روپیہ ہے اس کے مصارف بیان فرماتا ہے۔

للفقراء۔ یہ فقیر کی جمع ہے جس کے معنے ہیں محتاج۔ یہ کئی قسم ہیں مثلاً کوئی شخص یوں تو دولتمند ہے مگر اتفاقاً ریل کے اسٹیشن پر اس کے پاس روپیہ نہ رہا تو اس وقت وہ فقیر ہو گیا۔ گویا ایک وقت ایسا آگیا کہ محتاج ہو گیا۔

والمساکین۔ جو ہاتھ پاؤں نہ چلا سکے یہ بھی کئی قسم ہے مثلاً ایک جلد ساز ہے اور اس کے پاس جلد گری کا سامان نہیں تو وہ مسکین ہے۔

والعاملین علیہا۔ نبی کریم کے زمانے میں زکوٰۃ۔ آپ کے حضور پہنچائی جاتی تھی۔ پس جو اس کو جمع کرنے والے تھے۔ ان کو عاملین کہتے۔

المؤلفۃ قلوبھم۔ مثلاً ایک سکھ یا عیسائی آگیا اب اسے مکان چاہیئے کھانا چاہیئے وغیرہ ضروریات۔

وفی الرّقاب۔ غلام اور ایسے قیدی جو بذریعہ روپیہ خلاص ہو سکیں۔

فی سبیل اللہ۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے جو تیاری کرنی پڑتی ہے اگر شیاطین کے مقابلہ میں ہے تو اس میں رسد و ہتھیاروں کی ضرورت ہے اگر قلم کا جنگ ہے تو پھر کتابوں کی تصنیف و تالیف و اشاعت کا خرچ ہے اخبار [illegible] نکالنے ہیں وعظ و تقریر۔ کلام مجید کی ضرورت ہے اس پر بھی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔

حدیث کی ترویج میں لگانا فی سبیل اللہ ہے

یحذر المنافقون۔ منافقوں کی بہت سی عجیب عجیب باتیں کلام الٰہی میں آئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو یہاں بھی ہے۔

ان اللہ عزّ وجلّ [illegible] سے [illegible] کہ [illegible]

[illegible] روایات [illegible]

تفسیر [illegible] صدرث [illegible]

مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

ہر ایک چیز اپنے نشان سے پہچانی جاتی ہے درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے، کسی شخص کو غصہ آوے تو چہرہ پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ غرض انسان کے اندر جو کچھ ہو اس کا اثر ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

یہاں منافقوں کا ذکر ہے ان کے نشان بتاتا ہے تا انہیں اپنے نفسوں کے محاسبہ کی توجہ ہو۔

یأمرون بالمنکر۔ منافق کے اندر چونکہ پسندیدہ بات کوئی نہیں ہوتی اس لئے وہ تحریکیں بھی ناپسندیدہ امور ہی کی کرتا رہتا ہے۔

یقبضون ایدیھم۔ چونکہ اسے جزا و سزا کے مسئلہ پر پورا یقین نہیں ہوتا اس لئے وہ کھلے دل خرچ فی سبیل اللہ نہیں کر سکتا۔

فنسیھم۔ پس اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اللہ کسی کو بھولے یہ غلط بات ہے۔

خرچ مال بڑھانے سے بڑھتا اور گھٹانے سے گھٹتا ہے ایک ہزار روپیہ ماہوار میں بھی گزارہ کرتے ہیں اور ہمارے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک پیسہ پر انسان آٹھ پہر گزار سکتا ہے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے ایک وزیر اعظم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بیان دو تعصب پر ریاست داری کے دو ماہ گزارے ہیں۔

مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۶)

مثنوی میں ایک بات لکھی ہے گنے اور چاولوں کو بہت پانی دیا جاتا ہے پانی میں تمام بیجوں کا مادہ ہوتا ہے اس لئے کچھ اور گھاس وغیرہ بھی اگ آتی ہے اس کو بذریعہ نلائی کے دور کیا جاتا ہے اسی طرح منافقین کو مومنین سے الگ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے کیونکہ رذائل تو انسان میں پہلے آتے ہیں ان کے دور کرنے کے لئے بڑا مجاہدہ چاہیئے۔

واغلظ علیھم۔ علیہم کی ضمیر کے مرجع پر لوگوں نے بحث کی ہے بعض دونوں کی طرف پھیرتے ہیں بعض صرف منافقین کی طرف۔ میرے نزدیک دونوں کی طرف ہے کیونکہ دوسری جگہ اشدّاء علی الکفّار۔ آیا ہے جس کے معنے حضرت صاحب نے یہ کئے ہیں کہ کفار کی بات تم پر اثر نہ کرے۔

واغلظ علیھم۔ [illegible] اس کے معنے [illegible] کے ہیں۔

وماوٰھم جھنّم۔ [illegible]

بہت سی نافہمیاں کرتا ہے پس سب سے پہلے مقابلہ اس سے کرو۔

انھم یفتنون۔ گندے اور پاک کی تمیز کی جاتی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۱۹ دفعہ ایسے فتنے آئے ہیں۔

ظاہر کو باطن سے اور باطن کو ظاہر سے ایک تعلق ہے رسول کریم کے حضور آدمی آئے ایک نے دیکھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک جگہ ہے وہ تو جرأت کر کے وہاں چلا گیا دوسرے کو شرم آئی۔ وہ آگے نہ ہوا سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرے نے دیکھا کہ جگہ نہیں ہے اس نے اظہار کیا کہ میرا بیٹھنا فضول ہے چلا گیا۔ نبی کریم کو وحی ہوئی۔ کہ جس نے شرم کی۔ اس کے گناہوں کی پکڑ میں اللہ بھی شرم کریگا۔ جو چلا گیا وہ بد نصیب ہے۔ نبی و راستباز کی صحبت میں بیٹھ رہنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے خواہ کچھ دُنیوی نفس بیٹھنا ہی بھی ان انوار و برکات سے حصہ دلا دیتا ہے۔

میں اپنے بچوں کو بھی قرآن شریف سنایا کرتا ہوں اب کوئی یہ نہ جانے یہ کیا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ ایک عورت بیمار تھی اور اس حالت مرض میں جرمن بولتی تھی۔ لوگ حیران تھے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر میں کسی پادری کی زبان سے جرمنی زبان کا لکچر سنتی تھی اسی کا اثر کیونکہ اسے مرض میں جرمن بولتی نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اذان سنانے کا حکم دیا ہے یہ لغو فعل نہیں بلکہ اس کا اثر آئندہ عمر پر پڑتا ہے۔

یہاں سورۃ توبہ کے نوٹ ختم ہوتے

سورہ یونس

مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱)

الرٰ۔ انا اللہ اریٰ۔ کیا دیکھتا ہوں۔ اریٰ اعمالکم۔ یعنے جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلقات ہیں وہ سب میں دیکھ رہا ہوں۔

الکتٰب الحکیم۔ جامع کتاب کس معاملہ میں۔ حق و حکمت کی بھری ہوئی۔ سزا ہوگی تو بھی حکمت پر جزا بھی ملیگی۔ تو بھی حکمت پر۔

الیٰ رجل منھم۔ یہ سوال ہر زمانے میں پیدا ہوتا ہے۔ اور کسی ایک کو دھوکہ لگتا رہا ہے کہ ظاہری شکل تو ہم جیسی ہے۔ پس اس میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ حالانکہ مابہ الامتیاز ہوتا ہے گو عام فہم نہ ہو۔ چنانچہ پہلا امتیاز تو یہی ہے۔ کہ

ان انذر الناس۔ مکذب لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراوے۔

وبشر الذین اٰمنوا۔ مومنین کو بشارت دے۔

لسٰحر مبین۔ دلربا باتیں کہنے والی قوم سے کٹوا کر الگ کر دینے والا۔

الذی خلق السمٰوٰت والارض۔ آسمان و زمین دونوں اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں مگر ایک کو رفعت بخشی ایک کو پستی۔ اسی طرح کسی کو محض اپنے فضل سے رفعت شان بخشدیتا ہے۔

من شفیع۔ شفیع کہتے ہیں جفت کو۔ پس خدا کا جفت والا کوئی نہیں جو اسکی پکڑ کے وقت کوئی سزا یاب کا ساتھی بنے ذٰلکم اور یدبر الامر میں ثبوت دیا ہے۔ بعثت نبوت اور ایک شخص کو برگزیدہ کر لینے کا۔ اور پھر

کامیاب مظفر و منصور کرنے کا اور پھر تمام انبیاء کی تعلیم کا اصل الاصول بتلایا ہے۔

اللہ موجعکم۔ جیسا مبدء میں وہی ہے ایسا ہی سب کا انجام بھی وہی ذات ہے۔ جیسے آن میں اللہ اول ہے اسی آن میں آخر ہے کیونکہ ذرہ ذرہ پیدائش کے ساتھ ہی اپنے بقا کے لئے بھی اسی کا محتاج ہے۔

لیجزی۔ انذار و تبشیر اور یہ تمام کاروبار اس لئے ہے کہ جزا دے مومنوں کو اور سزا دے کفار کو

ھو الذی جعل الشمس۔ ظاہری انتظام کو دکھا کر باطنی پر استدلال فرمایا۔

لاٰیٰت۔ کہ ہر چیز کا مبدء و معاد تم ہی ہو۔

لا یرجون۔ ایک معنی امید نہیں رکھتے۔ دوم معنے خوف نہیں رکھتے۔ دو یہ معنے چسپاں ہیں۔

الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔ علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ گو فلسفہ قدیم کا یہ مسئلہ گمراہ کن ہے کہ ہم عالم ہو جائیں تو خدا سے تشبہ پیدا کریں کہ اسے علم ہے مگر عمل نہیں کرتا۔

مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(سورہ یونس رکوع ۲)

ولو یعجل اللہ الناس الشر۔ نادان انسان اپنے لئے عذاب مانگ لیتا ہے۔

اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ۔ ابوجہل نے دعا کی تھی ہمارے ملک میں لڑکیوں کو ایسی ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ خدایا تیری پناہ! زمیندار اپنے مال مویشی کو اسی قسم کے لفظ کہتے ہیں۔ اگر یہ دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتے۔

فی طغیانھم یعمھون۔ ہم تو ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے شریر ہوتے ہیں کہ اندھا دھند اپنی شرارت میں بڑھتے جاتے ہیں۔

ولقد اھلکنا۔ یہ اس بات کی نظیر دیتا ہے کہ بعض وقت عذاب آتا ہے تو وہ اٹھایا نہیں جاتا۔ کیونکہ جرم معافی کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

وجاءتھم رسلھم۔ غفلت میں اللہ تعالےٰ نہیں پکڑتا بلکہ اتمام حجت فرما کر پکڑتا ہے۔

ما کانوا لیومنوا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ غفلت میں نہیں ہے۔ بلکہ انکار بھی کیا۔

المجرمین۔ صرف گناہگار نہیں۔ بلکہ وہ جس نے جناب الٰہی سے اپنے تعلقات قطع کر لئے ہوں

لننظر کیف تعملون۔ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے کیونکہ تم بھی اس آیت کے نیچے ہو۔ بدظنی سے بچو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ علوم دین سے واقفیت پیدا کر کے اس پر عمل کرو۔

او بدلہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کافی نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ کہ

مثنوی مولوی معنوی ؎ ہست قرآں در زبان پہلوی

جیسے شعر بنائے گئے۔ لوگ قرآن شریف کو چھوڑ کر راگ وغیرہ کی طرف بھی لذت کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔

عمرا من قبلہ۔ چالیس سال کی عمر کسی بشر کے حالات کے لئے کافی ہے اس میں اس شخص کی احتیاط و تقوےٰ کا علم ہو سکتا ہے۔

ابھی پیچھے گزر چکا ہے کہ منافقین کا ایک نشان یہ ہے۔ حمواً بما لم ینالوا۔ اب اس کے خلاف بیان فرمایا ہے کہ مہاجرین و انصار کامیاب ہوئے اور انہوں نے رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ پایا۔

المہاجرین۔ جنہوں نے اللہ کے لئے اپنا گھربار چھوڑ دیا۔ خدا کے لئے تعلقات چھوڑ دے۔

الانصار۔ جنہوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی۔

اتبعوھم باحسان۔ دل سے تبع ہوئے بطور تقیہ۔

رضی اللہ۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش رہ جائے۔ راضی ہو چکا یعنی حضرت ابوبکر کے ایمان کا بلکہ تمام مہاجرین و انصار کے ایمان کا ثبوت ہے۔

لا تعلمھم۔ دوسرے موقع پر فرمایا۔ ولتعرفنھم بالقول۔ اور تم کا ہمسایہ وثت الاقلیۃ ملعونین اینما ثقفوا۔ اخذوا وقتلوا تقتیلا۔ پھر ... ایک جگہ بتایا ہے کہ سنعذبھم مرتین میری نگرانی کرے گا۔

مُرجون۔ موخر الحکم یہ تین صحابی تھے ایک کا نام ہلال تھا ایک کا مرارہ ایک کا کعب تھا۔

اتخذوا۔ اس کا مفعول محذوف ہے اور ضراراً مفعول لہ ہے یعنی اتخذوہ ضراراً۔

لمن حارب اللہ۔ یہ ابو عامر کی طرف اشارہ ہے جو عیسائی تھا اس کے مکروں سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ رسول کریم اس میں نماز پڑھ لیں۔ پھر کچھ مسلمان ادھر بھی آ جایا کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں کی جماعت کو توڑ دوں گا۔ اس ابو عامر نے اپنا ایک رؤیا بھی مشہور کر رکھا تھا کہ میں نے دیکھا ہو کہ نبی کریم وحیداً طریداً شریداً فوت ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب سچا ہی اس نے اپنی حالت دیکھی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نام نہ لینے میں یہ بات ہے کہ آئندہ بھی اگر کوئی ایسا کرےگا تو اس کا انجام بھی یہی ہوگا۔

شفا۔ کنارہ۔

جرف۔ کھوکھلا۔ کھایا ہوا۔

فی نار جھنم۔ دریا کا کنارہ تو پانی میں گرتا ہے مگر یہ نفاق کا کنارہ جہنم میں گرےگا۔

مورخہ ۲۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۳)

انسان کی حقیقی خواہش کیا ہے۔ آرام۔ روپیہ کمانا۔ جتھا۔ حکام سے تعلق چاہنا۔ عمدہ مکان بنانا۔ غرض تمام کششیں اسی آرام کے حصول کے لئے ہیں۔ طب طبیعات۔ سب علوم بھی ایسی لئے ہیں۔ پھر لوگ آرام بھی ہمیشہ کا رہنے والا چاہتے ہیں اس کے لئے اس رکوع میں ایک گر بتایا ہے۔

ان اللہ۔ اللہ کے لفظ کا ترجمہ کوئی زبان برداشت نہیں کر سکتی۔ عرب کسی معبود پر سوا اللہ تعالیٰ کی ذات کے یہ لفظ نہیں بولتے تھے۔ حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت کے قصائد میں کہیں یہ لفظ کسی بت یا صحیب پر نہیں آیا۔ سارے قرآن شریف میں اللہ کو موصوف قرار دیا ہے کہیں بھی صفت ہو کر نہیں آیا جس سے ظاہر ہے کہ اسم جتنے نام ہیں وہ اس کی تفصیل و تشریح میں ہیں۔

انفسھم۔ عربی میں نفس کے تین معنے ہیں ایک وہ جو انسان کی جان ہے جس کو روح غلط مراد لیتے ہیں۔ دوسرے معنے ...

الجنۃ۔ بہشت آرام گاہ۔

انبیاء سے جس قدر عاہدین اگر انسان ان پر چلے تو وہ دنیا میں بلحاظ طلب بھی آرام سے رہتا ہے کوئی خطرناک موذی مرض احکام الٰہی کے اتباع سے پیدا نہیں ہوتی۔

اموالھم۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ مال وجان مومن کا جناب الٰہی کا ملک ہو چکا ہے پھر مومن کا اپنا کوئی حق نہیں سب کچھ خدا کے حکم کے ماتحت رکھنا چاہیئے۔

وعداً علیہ۔ وعدے دو قسم کے ہوتے ہیں کئی وعدے اللہ ٹل جاتے ہیں باقی الفاظ کسی رنگ میں ہوتے ہیں اس لئے یہاں حقاً لگا دیا ہے کہ اسی طرح پورا ہوگا۔

فی التوراۃ۔ توراۃ میں ایک جگہ آیا ہے کہ وہ پتے ہل کر دیں گے کہ جہاں جو کاٹ دیا جائے پھر ہوگا۔

والانجیل۔ انجیل میں صاف ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے مگر دولتمند کا بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی یہ جو کہتے ہیں کہ دین کا نام لیوا امت ہی تمام کمال کے جمع کرنے میں صرف کر رہی ہے۔

السائحون۔ مومن دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ و عبرت کے لئے پھر نے والا ہوتا ہے۔

الآمرون بالمعروف۔ علم حق کو حاصل کر کے دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔

والحافظون حدود اللہ۔ یہ تعریف کی مستحق جماعت گناہ چھوڑ دیتی۔ مومن ہی ہے جو حدود کی محافظت کرے۔ ... بہ ... حقّ رحمت ہوتا ہے۔

للمشرکین۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے مومن کا منشا یہ ہے کہ جب کسی کے دل کو کوئی چیز اچھی لگتا شروع ہوتا ہے تو کیا کسی پتھر کو خدا کہنے والا ہو سکے اس طرح ناراض ہوں۔

لاوّاہ۔ دردمند ہے۔

ما کان اللہ لیضل قوماً۔ جب کے مسئلہ پر بہت بحث ہو چکی ہے قرآن ان قوموں کے انہوں میں تو کبھی غلطی نہ کہلائے۔ کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ احکام شریعت ان قوی کے لئے ہیں جن پر انسان کا اختیار ہے۔ اسی بناء پر تثلیث و کفارہ غلط ہے۔ کیونکہ انسان کو کوئی قوت نہیں دی گئی۔ جس سے وہ ایک اور ایک اور ایک کو تین کی بجائے ایک سمجھے۔ اور اپنے گناہ کا اثر دوسرے پر ڈالے۔

مورخہ ۳۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۴)

وکونوا مع الصادقین۔ صداقت عربی زبان میں ایسا لفظ ہے کہ ہر صحیح اور امر واقعہ پر بولا جاتا ہے چونکہ کپڑے میں تو کہتے ہیں۔ الکذب الکذب۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہیں۔ اخلفتہ اخو صدق۔

سچے علوم کے مطابق عمل درآمد کا نام ہے۔ صداقت راستبازوں کے ساتھ ہو جانا ایک بڑا اہم ہے اور بڑی بھاری قربانی۔

مورخہ ۴۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۵)

قاتلوا۔ مقابلہ کرتے رہو۔

غلظۃ۔ اس کی تفسیر میں سے اشداء علی الکفار آیا ہے۔ مراد اس سے مضبوطی ہے یعنی کفار کا اثر قبول کرو۔ ہماری زبان میں غلظت کے معنے بد مزاجی لئے گئے ہیں مگر عربی میں یہ بات نہیں بلکہ غلظت کے معنے ہیں مضبوطی ...

یلونکم من الکفار۔ شیخ ابن عربی نے لکھا ہے ... کی کا فر ... نفس ...

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ گیارہواں

سورۂ یونس

مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۹ و رکوع ۱۰)

گذشتہ اشاعت سے آگے

وتفصیل الکتاب۔ بائیبل میں بہت سے مسئلے ہیں۔ مگر بغیر دلیل اور مختصر چنانچہ عیسٰے علیہ السلام سے ایک گروہ یہود نے (جو منکر قیامت ہیں اور فریسی کہلاتے ہیں) کسی نے قیامت کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ تورات میں لکھا ہے کہ میں ابراہیم اور اسحٰق کا خدا ہوں۔ پس اگر وہ جیتے نہیں تو خدا ہوں کیسے ٹھہرا۔ مگر اب قرآن شریف کو دیکھو۔ کہ اس نے قیامت وحشر کے دلائل اور حالات کس تفصیل سے دئے ہیں۔ ایسا ہی جناب الٰہی کی ذات کے متعلق تورات میں اختصار ہے اور خدا کے مجسم ہونے کی نسبت کچھ اس قسم کا بیان ہے۔ کہ اس کی غلط فہمی سے مسیح کو خدا بنا دیا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے ان دونوں کو پیش کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اس سے لاریب فیہ من رب العالمین ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ایک اور ثبوت لو۔ وہ یہ کہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ۔ اس کی مثل ایک سورۃ تو بنا لو۔ اگر ایک شخص واحد کوئی کلام بنا سکتا ہے۔ تو کئی شخصوں کی مجموعی قوت ضرور بنا سکتی ہے۔ جب ایسا نہیں کر سکتے۔ تو صاف ثابت ہوا۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

ولنعم ما قیل۔ ؎ بنا سکتا نہیں ہرگز بشر اک پاؤں کیڑے کا۔
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہو۔

کیف کان عاقبۃ الظالمین۔ ایک اور بات فرماتا ہے۔ کہ انجام دیکھو۔ موسیٰ وفرعون کے واقعہ کو یاد کرو۔ دونوں شہر سے نکلے مگر مظفر ومنصور کون ہوا اور ہلاک کون ہوا۔

ومان کذبوا۔ باوجود ان حجج باہرہ کے پھر بھی جھٹلائیں۔ تو اور ثبوت لو وہ یہ کہ تم بھی اپنا کام کر رہے ہو اور میں بھی۔ دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کس کا حامی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کی قولی شہادت کے علاوہ فعلی شہادت کس کے حق میں ہوتی ہے۔

میں نے اپنے نزدیک ایک معیار رکھا ہے۔ جو اس آیت سے نکلتا ہے بہت ہی مخلی الطبع ہو کر خیرات وصدقہ و استغفار کر کے بالاستقلال دعا مانگے تو کبھی دھوکے میں نہیں رہتا۔ میں نے بارہا اس اصل سے مدد لی ہے۔ یعنے ان شرائط سے دعا کرتا ہوں۔ دنیا کے محکمہ کا افسر جبرئیل ہے دنیا کے محکمہ کا افسر میکائیل ہے اور اموات کے محکمہ کا افسر عزرائیل ہے اور حیات کے محکمہ کا افسر اسرافیل ہے۔ جو کام ہوتے ہیں وہ انہی کی معرفت ہوتے ہیں اسی لئے ان چاروں کا نام اول سے لیتا ہوں اور یوں کہتا ہوں رب۔

دوم۔ لاحول کی کثرت۔ سوم الحمد۔ چہارم خیرات دیتا ہوں پنجم عاجزی سے نماز کے اندر دعا مانگتا ہوں۔

مورخہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

ایک وعدہ ہوتا ہے اور ایک وعید۔ دونوں میں فرق ہے اگر کسی سے کہیں تم ہمارا یہ کام کرو تو ہم تمہیں دس روپے انعام دیں گے اور اگر کہیں کہ یہ کام نہ کروگے تو سزا پاؤ گے۔ وعدہ ہوتا ہے کسی کو انعام دینے کے لئے۔ اور جو ناراضامندی کے ظاہر کرنے کے لئے بات کی جاوے۔ یا سلوک کیا جاوے اسے وعید بولتے ہیں۔ اس وعدہ وعید کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی زبان میں یہ شعر مشہور ہے۔ انی اذا اوعدتہ او وعدتہ فمنجز وعدی ومخلف ایعادی۔ جس سے معلوم ہوا کہ وعید کے خلاف کرنے کا نام جرم نہیں۔ پس اگر کسی کو ہم وعید کریں اور پھر اسے سزا نہ دیں تو کوئی یہ نہ کہے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسی بناء پر وعید سے درگذر کرنے کا نام کرم اور رحم ہے۔ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔

نعدھم۔ جن باتوں کے لئے ہم نے تیرے لئے ان مخالفین کو وعید کیا تھا یا تو دکھا دینگے یا ہم تجھے وفات دیدینگے۔

ایک اور بات ہے وعدہ۔ اس میں تین شان ہیں کسی لڑکے کو ہم نے کہا کہ اگر تم فلان عمر میں پاس ہو جاؤ۔ تو ہم تمہیں لطیف کوٹ دینگے۔ اب اس کے پاس ہونے میں اگر ہم بجائے کوٹ کے یہ کہدیں کہ ایم۔ اے کی تعلیم تک تمہارے اخراجات اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ تو اسے وعدہ کا اخلاف نہیں کہیں گے۔ وعدہ کی پیشگوئیاں ترقی کے رنگ میں آجاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے کہدے کہ ایم۔ اے تک کیا بس تم تو اب ہمارے ہو گئے اور ہم تمہارے۔ یہ اعلے درجے کا انعام ہے جس کے ساتھ کوئی انعام لگا نہیں کھا سکتا تیسری بات یہ ہے کہ اس چیز کے بدلے میں کوئی اور چیز دیدی جائے مثلاً کوٹ کا وعدہ ہے۔ مگر ضرورت دیکھ کر اسے رضائی و توشک دیدیں۔ صورت میں تو اختلاف ہو گیا مگر نفس وعدہ میں اختلاف نہیں ہوا۔ ایک اور غلطی ہے کہ پیشگوئیاں معیار صداقت ٹھیریں دنیا میں پیشگوئی خدا کا قول ہے جیسا اس کا قول سچا فعل بھی سچا ہوتا ہے۔ کاشتکاروں کو دیکھو۔ کہ جب ایک دفعہ انہوں نے گیہوں کے ایک دانے کے بہت سے دانے ہوتے دیکھے تو پھر بیج بو کر کہدیتے ہیں کہ اب ہماری فصل پک جاوے گی۔ گویا خدا کے ایک فعل کی بنا پر پیشگوئی کی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ فلان بچے کی گاڑی پر آ جاوینگے یا ہم ایف۔ اے۔ بی۔ اے کر لیں گے تو یہ ایک طرح کی پیشگوئیاں ہیں۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ

افلا تعقلون ۔ کیا تم اس کے مقابلہ سے اپنے تئیں نہیں روکتے ۔
لا یفلح المجرمون ۔ یہ اپنے صدق کی دلیل دی ہے کہ میں مظفر و منصور ہوں گا ۔ اور یہ دشمن شکست یاب ۔

مورخہ ۸ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(پارہ ۱۱ ۔ سورہ یونس ۔ رکوع بقیہ ۲ و ۳)

وما کان الناس الا أمة واحدة ۔ اس آیت میں اس امر کا بیان ہے ۔ کہ انبیاء وجدد وین کس وقت میں مبعوث ہوتے ہیں ۔ سو فرماتا ہے ۔ کہ لوگ ایک رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں یعنے غیرت دینی اٹھ جاتی ہے ۔ کوئی نماز پڑھے تو پڑھے شراب پیئے تو پیئے ۔ یعنے جب عیسےٰ بدین خود ۔ موسیٰ بدین خود اور ہر کوئی اپنی قبر میں پڑتا ہے " کے نعرے بولے جاتے ہیں ۔ ایسے وقت میں ۔
فاختلفوا ۔ اختلاف اس وقت پڑتا ہے کہ جب مامور آجاوے ۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا ۔ کان الناس أمة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين منذرين الخ ۔ وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغيا بينهم ۔ اور البقرة ۱۳ ۔
ولولا كلمة سبقت من ربك لقضي بينهم ۔ اور ما کان الله ليعذبهم و انت فيهم ۔
آیة ۔ وہ عظیم الشان نشان جس میں سب ہلاک ہو جاویں ۔
مکرہ ۔ تدابیر ۔ جب کسی پر کوئی مشکل یا مصیبت بنتی ہے ۔ تو کئی طرح کے حیلے کئے جاتے ہیں ۔ چنانچہ اس کی تشریح خود فرماتا ہے ۔
هو الذي يسيركم في البر والبحر الخ ۔

اذا هم يبغون في الارض ۔ نادان انسان جب مشکل سے نجات پاتا ہے ۔ تو اپنی تدبیروں پر ناز کرتا ہے ۔ ایک دفعہ میری ایک بہن کا بچہ ہیضہ سے بیمار ہو کر مر گیا ۔ میں جو گھر آیا تو اس نے مجھے کہا ۔ بھائی اگر تم ہوتے تو لڑکا بچ رہتا ۔ میں نے کہا ۔ اب ایک لڑکا ہو گا اور وہ میرے سامنے ہیضہ سے مریگا ۔ تا ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کے ارادے کے سامنے ہماری تدبیریں ہیچ ہیں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ایسے کلمات اہل فطرت کے خلاف ہیں ۔
مثل الحيوة الدنيا ۔ جو اس کے عین خصوصیت سے قابل توجہ ہیں ۔ ان کی مثال دیتا ہے ۔

مورخہ ۹ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۳)

جزاء سيئة ۔ دیدار الٰہی ۔
جزاء سيئة بمثلها ۔ جس قسم کا کوئی گناہ کرتا ہے اسی قسم کی سزا پاتا ہے یعنے جس عضو کے سے گناہ کرتا ہے ۔ وہ عضو حاصل نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی ملک سے ... اس میں اپنی ... میں اپنے ... ایک ... [illegible]
[illegible]

اسی طرح چوہے جو حصول مال کے لئے چوری کرتا ہے ۔ وہ ہمیشہ مفلس و نادار ۔ اور غریب رہتا ہے ۔ ایک چور کا ذکر ہے کہ اس نے کسی عورت کا زیور چرا لیا ۔ عورت نے دیکھ لیا ۔ کچھ مدت بعد وہ بیمار ہوا ۔ گو وہ زیور چرایا تھا ۔ میں گو مالدار اس عورت نے کہا دیکھو مجھے تو خدا نے وہی زیور چڑھا دیا ۔ مگر تم ویسے ہی بیکس مرتے ہو اس پر وہ تائب ہوا ۔
اسی طرح قماربازوں کا حال ہے ۔ یہی انجام عیاشوں ۔ اور شہرت پرستوں کا ہوتا ہے کہ اس لذت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جاتے ہیں ۔ یہی حال آتشک سوزاک ۔ وردی پیدا ہو جاتی ہے ۔ شرابی اور افیونی بھی آرام نہیں پاتے ۔ جو لوگ بھیک مانگتے ہیں آخر انہوں ذلت کے کام کرنے پڑتے ہیں ۔ یا ذلیل ہونا پڑتا ہے ۔
فزيلنا بينهم ۔ آپس میں ان کا جھگڑا کرا دینگے ۔
هنالك تبلوا ۔ ظاہر پائے گا ۔ جیسے یوم تبلی السرائر ۔
قل من يرزقكم ۔ یہ مو لنم الحق کا ثبوت دیتا ہے چنانچہ اسی شان میں فرمایا ۔ رزق موجب زندگی ہے ۔ اور سمع و بصارت زندگی ۔
من يخرج الحي من الميت ۔ انڈوں سے چوزے اور مٹی سے غلہ ۔ گندوں سے نیک اور نیکوں سے گندے ۔
انهم لا يؤمنون ۔ کیونکہ سعادت کے معنے ہیں جو ٹیک ہو جو اس فرمانبردار ہو جو کہ مسلک صحیح رکھتی ہو ۔
فما لكم ۔ اس کے آگے نقشہ جو اس بات کا ہے وہ راست راہ پر سوچو ۔

مورخہ ۱۰ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۹ و رکوع ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نبی کریم کی نبوت کے بارے میں ثبوت دئے ہیں پہلے تو فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ اپنے پاس سے ہرگز نہیں بلکہ اس کا بھیجنے والا عرش کا مالک ہے ۔ درمیان میں ایک بات آگئی کہ بعض کس طرح معلوم ہو کہ یہ راستباز ہے یا منافق طرح سے کہتا ہے ۔ واقعی یہ سوال اہم ہے کیونکہ ہر کارخانے میں ایک کا رخانہ جعلسازی کا بھی ہوتا ہے اور مصنوعی اور اصلی شے میں تمیز کرنے سے بعض عقلمند عاجز آجاتے ہیں ۔ ایک دفعہ ہم نے ایک رقعہ لکھا اور ایک اس قسم کے شخص سے کہا اس کا جعل بنا دو ۔ ہم نے اپنے رقعہ میں ایک بار ایک نقطہ لگا دیا ۔ جب وہ جعل بنا کر لایا ۔ تو بعینہ وہ نقطہ اس میں بھی تھا اور تمیز نہ ہو سکتی تھی کہ اصل کونسا ہے ۔
راستبازوں کی پہچان کے متعلق ہم کو تو بہت سی آسانیاں ہیں ۔ کیونکہ اس سے پہلے کئی نبی ہو چکے ہیں ۔ جھوٹے اور سچے کی تمیز کے لئے کئی معیار ہیں اون میں سے ایک کا بیان فرماتا ہے ۔
ایک تو یہ کہ تصديق الذي بين يديه ۔ اگلی کتب میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس پر صادق آتی ہیں ایک پیشگوئی جو استثنا باب ۱۸ میں ہے جس کی تفصیل فصل الخطاب میں ہے ۔ پھر انجیل میں خدا کی بادشاہت کا بار بار ذکر ہے جس سے مراد اسلام ہے ۔ کیونکہ مسیح کے وقت وہ نہیں ہوئی ۔ [illegible]
[illegible]

اذ اعجبتکم کثرتکم ۔ چنانچہ یہ کہنا تھا کہ ہوازن کے سو تیر اندازوں نے شکست دی اور اس وقت صحابہ کی یہ حالت ہوئی ۔ وضاقت علیکم الارض بما رحبت بھاگنے کی بھی جگہ نہ رہی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے جب دیکھا کہ لوگ پیٹھ پھیرے بھاگے جا رہے ہیں تو حارث کو کہا کہ باگ موڑ دو ۔ اور ایسے خطرے کے وقت میں فرمایا انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب ۔ جس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ آپ کو جتھے کی پروا نہ تھی ۔ تیسری بات ۔ واللّٰہ یعصمک من الناس کا نزول ہے ۔ جس پر آپ نے پہرہ دینے سے منع کر دیا ۔ ایسا ہی اس رکوع میں حضرت نوح کے حالات پر غور کرو ۔ کہ اکیلا شخص پکارتا ہے ۔ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الیّ ولا تنظرون ۔ کیا اس کلام کو پڑھ کر یہ شک بھی رہ سکتا ہے ۔ کہ نبیوں کو جتھوں کی پروا ہوتی ہے ۔ پھر حضرت موسےٰ کے واقعات پر غور کرو ۔ کہ جب آگے دریائے نیل تھا اور پیچھے فرعون کی فوج ۔ اس وقت صحاب موسیٰ نے کہا ۔ انا لمدرکون ۔ مگر حضرت موسےٰ کس اطمینان سے کہتے ہیں ۔ کلا ان معی ربی سیھدین پس مکہ شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر اس لئے تھا کہ یہ لوگ کسی طرح سمجھ جاویں۔

کُبُرَ ۔ بُرا لگتا ہے ۔ فعل کا وزن ایسی ہی معنوں کے لئے مخصوص ہے ۔

علیکم غمۃ ۔ چھپ چھپ کے نہ کرو ۔ بلکہ کھلم کھلا مخالفت کرو ۔ کھلے میدان زور لگاؤ

واغرقنا الذین کذبوا ۔ بس نبیوں کو تو اپنے مولےٰ کا بھروسہ ہوتا ہے ۔ حضرت نوح کی ایک دُعا لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ کام کر گئی

بعثنا من بعدھم موسیٰ ۔ موسےٰ کی طاقت تو یہ تھی کہ ایک آدمی مر گیا ۔ تو وہاں سے بھاگ نکلے ۔ تلاشی ہونے لگی ۔ تو صندوق میں ڈالے گئے ۔ آخر اسی موسےٰ نے فرعون پر فتح پائی ۔

مورخہ ۱۵ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

بنی اسرائیل ایک روایت کے مطابق ۲۵۰ سال اور بروایتے چارسو فرعون کے ظلم میں گرفتار رہے ۔

یفتنھم ۔ ایسے چکر میں نہ ڈالیں کہ ہماری کمزوریاں ظاہر ہو جاویں ۔

ربنا لا تجعلنا ۔ مومن تمام مشکلات کا مقابلہ دُعا سے کرتا ہے ۔ اور اسی سے کامیاب ہوتا ہے

ان تبوّأ ۔ مختلف علاقوں سے اکٹھے ہو کر سب مصر میں اپنا گھر سنبالو ۔

واجعلوا بیوتکم قبلۃ ۔ بچپن میں ایک عیسائی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ اس کے معنے ہیں اپنے گھروں کو قبلہ رُخ بناؤ ۔ اب تم بتاؤ کہ موسیٰ کو تمہارے قبلہ کی کیا ضرورت تھی ۔ دوم ۔ یہ ثابت کرو ۔ کہ ان کا بھی کوئی قبلہ تھا ۔ میں نے اس وقت لغات کی کتاب کو دیکھا ۔ تو معلوم ہوا ۔ قبلۃ کے معنے [illegible] بنایا ۔ ان کو حکم یہ ہوا ۔ کہ اپنے گھروں کے دروازے ایک دوسرے کے مقابلے پر بنالو تاکہ خطرہ کے وقت ایک دوسرے کے کام آسکو ۔ وہ وقت تو یوں گذر گیا ۔ پھر خدا نے میری معرفت بڑھائی اور میں نے تورات میں پڑھا ۔ کہ حکم دیا گیا ۔ کہ تم قربانی کے خون کے نشان اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر لگا دو ۔ تاکہ عذاب کے وقت فرشتے ان کو پہچان لیں ۔ میں نے کہا کہ کیا فرشتے بغیر اس کے پہچان نہ سکتے تھے ۔ یہ تو اس پر اعتراض کیا ۔ اور معنے یہ کئے ۔ کہ اب تم اپنے گھروں کو قربانگاہ بنا لو ۔ اور خون کے نشان لگنے سے ان کے گھر ان کے گھر بن گئے ۔ اس لئے بھی ان کو قبلہ کہا گیا ۔

چوتھے معنے یہ ہیں ۔ کہ نمازیں بھی اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو ۔

فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم ۔ انبیاء بہت رقیق القلب ہوتے ہیں ۔ مگر جب حجت پوری ہو چکتی ہے ۔ تو پھر وہ بڑے سخت ہو جاتے ہیں ۔ ایک وقت ان کے مومن بننے کی کوشش فرمائی جاتی ہے ۔ دوسرے وقت میں کہا ۔ کہ ایمان لانے کی توفیق ان سے چھین لے ۔

فاستقیما ۔ اجیبت دعوتک کے باوجود یہ دو شرطیں ظاہر کرتی ہیں ۔ کہ عذاب کا وعدہ ٹل بھی جاتا ہے ۔

لمن خلفک آیۃ ۔ اس زمانہ میں اس کی لاش نکلی ہے ۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے ۔

مورخہ ۱۷ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

رکوع نمبر ۱۵

اللہ کا کوئی بندہ تو بہت سکھ پاتا ہے ۔ مگر افسوس بعض لوگ اپنے علم و فضل پر نازاں رہتے ہیں ۔ بعض اپنی قومیت پر ۔ بعض جتھے پر ۔ بنی اسرائیل کو مصر میں پہلے سب باتیں حاصل تھیں ۔ جتھا بھی تھا نہ قومیت بھی ۔ علم وفضل بھی ۔ جب اللہ تعالےٰ سے تعلق منقطع ہوا ۔ تو یہ سب باتیں کسی کام بھی نہ آئیں ۔ وہ غلام بنائے گئے ان سے اینٹیں پکوانے کا کام لیا گیا ۔ بلکہ یہ بھی حکم ہوا کہ اس کا سامان بھی یہی مہیا کریں ۔ پھر جب آخر خدا یاد آیا ۔ تو خدا بھی ان پر متوجہ ہو رحمت ہوا

صدق ۔ عربی زبان میں صدق مضبوط جگہ کو کہتے ہیں

یوم القیامۃ ۔ وہ دن بھی ہوتا ہے ۔ جس دن انسان مرے ۔

فان کنت فی شکٍ ۔ یعنے اے شک کرنے والے اگر تو شک میں ہے عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ فعل سے فاعل مشتق ہو جاتا ہے ۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں پڑھئے ۔ کہ فلا تقل لھما اُفٍ ولا تنھرھما ۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھے ۔ پس وہ مخاطب نہیں ہیں ۔ اگر یہاں مما انزلنا الیک آیا ہے ۔ تو اس سے بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہوگی کیونکہ سورہ اعراف میں ہے ۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ۔

فلا تکونن ۔ اے مخاطب نہ ہو شک کرنے والوں سے

اسکی گئی سبب۔ یہ بات پوری نہ ہو کوئی درمیانی حادثہ پیش آ جاوے۔ مگر تاہم سکینے والے کو جھوٹا نہ کہیں گے۔ اور نہ بعض دفعہ ان درمیان میں پیش آنیوالی باتوں کی بناء پر لوگ کام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کثرت کی بناء پر فیصلہ ہوتا ہے۔ اور کثرت پر اعتبار کیا جاتا ہے یہی معیار صداقت۔ کثرت و قلت کی بناء پر ہے۔ دیکھو لوگ بڑے طبیب اور تجربہ کار سمجھتے ہیں تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ سب بیمار میرے ہاتھ سے شفا پا گئے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو پھر لوگ کیوں میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ کثرت کی بناء پر۔ پس تمام پیشگوئیوں کا انہی الفاظ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قول میں کیوں اختلاف ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ فعل الٰہی میں کیوں اختلاف ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات تنزل ترقیات کے لئے ہوتا ہے۔ بعض الذی نعدھم۔ کے معنے اس تشریح سے سمجھ میں آ جائیں گے۔

ھدیٰ۔ بیمار کے لئے پہلے ازالہ مرض کی ضرورت ہوتی ہے پھر قوت کی۔ قرآن مجید روحانی امراض کو دور کر کے ترقیات کے لئے قوت دیتا ہے۔

مورخہ ۱۳- نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۱- و رکوع ۱۲)

وہ بات چلی ہوئی تھی کہ معیار صداقت کیا ہے۔ انبیاء اور ان کے اتباع کا قاعدہ ہے کہ اون کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموش رہتے ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ یاد آیا کہ ایک عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو وہ خاموش رہے اس پر اس شخص نے کہا کہ پھر اب کس سے پوچھیں۔ اونہوں نے کہا۔ تم ایک مسئلہ کے نہ جاننے سے گھبراتے ہو حالانکہ کس قدر میری لاادریاں ہیں۔ پس یہی معیار صداقت ہے کہ راستباز اپنی اٹکل بازی سے کچھ چیزوں کو حلال یا حرام نہیں ٹھہراتا۔

لذو فضل۔ وہ اپنے فضل سے حرام و حلال بتا رہا ہے۔ ایک اور معیار صداقت بتاتا ہے تم نے سنا ہو گا کہ حضرت عمرؓ بڑے رعب والے تھے حضرت علیؓ نے کوفہ میں جا کر جب بہت سی مشکلات دیکھیں تو ابن عباس نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا ابن عباس تم ہی کہو۔ جب تم آذربائیجان تھے۔ تو عمر کی نسبت کیا خیال کرتے تھے۔ وہ بولے کہ میں تو ایسا سمجھتا تھا کہ ایک جبڑا قرآن کے اعظم میں ہے اور دوسرے پر پاؤں رکھا ہوا۔ جا ہیں تو ابھی پھیر دیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کیا تم میرا بھی رعب ایسا مانتے ہو۔ غرض ان خلفاء راشدین کے وقت کے جلال اور شوکت پر نظر کرو۔ پھر دیکھو کہ ایسے بارعب آدمیوں کو بھی مارنے والے نے سر مجلس مار دیا۔ حضرت عثمان کا پانی تک بند کر دیا۔ قتل بھی کیا۔ ان کی چلتی پھرتی قوم کی کچھ پیش نہ گئی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت نے بھی کچھ کام نہ دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں کا نرغہ تھا پھر بھی کوئی آپ کے قتل پر کامیاب [illegible]

[illegible]

خوف نہیں ہوتا کہ ہم ناکام رہیں گے۔ نہ حزن ہوتا ہے کہ ہمیں نقصان پہنچے گا۔ حضرت [illegible] علیؓ کے قتل سے بھی اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمر کے مقبوضات ابھی تک تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے قبضے میں چلے آتے ہیں۔ کربلا کا واقعہ جو پیش کیا جاتا ہے اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے مارنے والوں کا نام و نشان تک نہیں اور وہ جو وہاں شہید کئے گئے ایک دنیا میں ان کا ڈنکا بج رہا ہے۔ سید تو ہر گاؤں میں ملیں گے۔ مگر کوئی یزید سے کا جو اپنے تئیں یزید کی اولاد سے کہے بلکہ نام بھی یزید ہو۔ خوارج تک کو یہ نام نہیں بھاتا۔ الّذین آمنوا و کانوا یتقون۔ یہ اللہ کی تعریف ہے ایمان لائے اور پھر تقویٰ میں ترقی کرتا ہے۔

لھم البشریٰ۔ ضرور ہے کہ وہ دنیا میں بھی مبشرات (الہامات) سے مشرف ہوں اور اس دنیا میں وہ آخرت کی زندگی کا جلوہ دیکھیں۔

لا تبدیل لکلمات اللّٰہ۔ خدا کی باتیں اٹل ہوتی ہیں عیسائیوں سے عیاں دھوکہ کھا کر وہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں تحریف نہیں ہوتی حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ لھم البشریٰ کی پیشگوئیاں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ اور ان کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

قولھم۔ مخالفین عجیب عجیب طرح سے مقاربت کے کلمات بولتے ہیں مگر تو سب عزت خدا کی ہیں۔ نوح کے ساتھیوں کو کہا گیا ھم اراذلنا بادی الرأی۔ فرعون نے بھی کہا کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں نحن ہم پر برتری چاہتا ہے۔ یہ سب باتیں غلط ہیں اولیاء اللہ اپنی عزت نہیں چاہتے۔ وہ تو خدا کا جلال اور خدا کی عزت کے طالب رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں ریاء کا نام تک نہیں ہوتا۔ (حضرت صاحب نے ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب نے پوچھا۔ حضرت آپ کو بھی کبھی ریاء آیا ہے فرمایا تم اگر مویشیوں میں نماز پڑھو تو تمہیں ریاء آتا ہے۔ کہا نہیں۔ فرمایا۔ پس عام مخلوق خدا کے ہرگز بدوں کی نظروں میں مویشیوں سے بھی کم ہے۔ ریاء کب) پس یہ باتیں تو خدا کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیونکہ آسمان و زمین اسی کا ہے۔ ان کے تحقیر آمیز کلمات کا کچھ خیال نہ کرو۔

جعل لکم اللیل۔ رات کے وقت سونے میں بادشاہ و فقیر یکساں ہو جاتے ہیں۔ مگر جب دن چڑھتا ہے۔ تو پھر امتیاز شروع ہو جاتا ہے اسی طرح نبی جو سراج منیر ہے اس کے ظہور کے وقت سعید و شقی میں تمیز ہونے لگتی ہے۔

ان الّذین یفترون۔ یہ سب کے لئے معیار صداقت ہے کہ مفتری کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا

مورخہ ۱۴- نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۲)

کئی ایک تاریخوں میں میں نے پڑھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وطن میں مکہ میں بود و باش رکھتے تھے۔ آپ نے مخالفین کی ایذا رسانی کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا۔ مگر مدینہ جاتے ہی جب جتھا ہو گیا تو لڑائی شروع کر دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ نبی جتھے کے منتظر ہیں۔ نوح طرح سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ایک جگہ فرمایا۔ لا یکلف الّا نفسک۔ [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بارہوان ۱۲

سورۂ ہود

مورخہ ۲۰- نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع اول و رکوع دوم)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ولئن اذقنا الانسان۔ جو لوگ خدا کی کتاب اور خاتم النبیین کے حالات و تعلیمات سے ناواقف ہین اون کی یہ حالت ہوتی ہے

دنیا مین کبھی خوشی آتی ہے اور کبھی غمی۔ اور کبھی صحت ہوتی ہے اور کبھی بیماری اور کبھی دکھ اور کبھی سکھ۔ انسان پر یہ دونون حالات ضرور ہوتے ہین۔ مگر ایک نبیون کے تبع ہوتے ہین ایک جو ان کی تعلیمات کی پروا نہین کرتے۔ یہان آخر الذکر کا ذکر ہے۔

لیؤس کفور۔ بے ایمان انسان ناامید ہو جاتا ہے مگر نبیون کے تبع کی نسبت مثنوی مین آیا ہے۔ ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است ٭ زیر او گنج کرم بنہادہ است

ایک بیوی کا خاوند فوت ہو گیا اور اس کے دل مین خیال آیا کہ اب اس کی مثل کون ہوگا مگر معاً اس نے استغفار کیا اور کہا کہ خدا تعالےٰ کو سب قدرتین ہین چنانچہ اس کے بعد اس کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گیا۔ اور اس نے خود اقرار کیا کہ یہ میرے وہم و گمان مین بھی نہ تہا۔ یاس مومن کا کام نہین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی ایک موقعہ پر فرمایا ہے۔ ولا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ چنانچہ اس کا پہل پایا۔

ولئن اذقنٰہ نعماء۔ حدیثون مین ایک شخص کا ذکر ہے جسے جذام تھا اس کے سامنے فرشتہ متشکل ہو کر آیا اور پوچھا کیا چاہتا ہے۔ کہا ہون حسن۔ رنگ اچھا ہو۔ جسمانی صحت ہو چنانچہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا چاہتا ہے۔ کہا۔ مال مویشی اونٹ وغیرہ۔ یہ بھی مل گیا پھر وہی فرشتہ گدا کی شکل مین اس کے سامنے آیا اور سواری کے لئے گھوڑا مانگا تو اس نے اسے جھڑکا کر یون دینے لگے۔ تو ہمارے پاس کیا رہے اور اسے ذلیل سمجھا۔ بدبخت انسان [illegible] تنکے پر پھول بیٹھتا ہے اور اکڑ باز بن جاتا ہے۔

[illegible] تارک بعض ما یوحیٰ الیک۔ کئی لوگ ایسے ہین جو اللہ تعالیٰ کے بعض حصہ کلام [illegible] نہین کرتے [illegible] بعض معمولی معمولی باتون پر کرتے ہین اور خود [illegible]

آپ نے اس سائل کو دیکھ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے گھر کونے مین اس نے کہا ہان۔ فرمایا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے وقت تمہین فتوے کی ضرورت نہ تھی۔

وضائق بہ صدرک۔ جب کوئی حکم قرآنی آئے تو پھر شرح صدر سے اسے نہین کرتے۔ بلکہ بہانے بنانے لگتے ہین کہ اپنی قوم کا لحاظ ہے یہ بات رہ جائے۔

افمن کان علی بینۃ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین آیا اس کی صداقت کے تین نشان فرمائے۔ ایک بینہ۔ دوم شاہد۔ جو اس کے اندر سے ہو یعنی ضمیر کی شہادت۔ فراست مومن۔ سوم الٰہی کتب۔ مثلاً موسیٰ کی کتاب کی شہادت۔ انبیاء و فلاسفرون مین یہ فرق ہے کہ فلاسفرون کا آپس مین ضرور فرق ہوتا ہے مگر انبیاء اصولاً سب کے سب متفق ہین۔

مورخہ ۲۱- نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع دوم)

ہر حق کے سامنے ایک جھوٹ ہوتا ہے اور ہر جھوٹ کے مقابل سچ۔ یہان دشمن اظلم مین جھوٹے مفتری کا نشان اور اس کا انجام بتاتا ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ موسیٰ اور فرعون دونون مر چکے ہین مگر موسیٰ پر سب علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے ہین اور فرعون پر کوئی رحمت بھیجنے والا نہین۔

یبغونھا عوجاً۔ سب دین (ٹیڑھے) رہ کر چلتے ہین۔ اللہ کی راہ کو۔ مسلمان بھی ایسی مرض مین گرفتار ہین۔

وھم بالاخرۃ ھم کافرون۔ ان تمام خرابیون کی جڑ ایک ہی بات ہے کہ وہ اس بات پر یقین نہین رکھتے کہ ایک وقت آتا ہے۔ جب ہم کو جوابدہی کرنی پڑے گی۔

ان الذین آمنوا۔ اس مین دوسرے گروہ کا ذکر فرماتا ہے۔ جو راستبازون کا گروہ ہے۔

اولٰئک اصحٰب الجنۃ۔ صحابہ کرام کے لئے ایک جنت تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت تھی کہ وہ معاصی اور ان کے بد نتائج سے بچ کر نیکیون سے لطف اٹھاتے تھے۔

ایک شرابی ہی کو لو۔ شراب پی۔ متوالے ہوئے بدرو مین گرے۔ پاس جو نقدی تھی وہ گئی۔

ایک بہشت۔ اللہ پر بھروسہ اور ایمان کا ہے جو مصائب مین بھی آرام بخشتا ہے۔ پھر صحابہ کے لئے۔ مدینہ منورہ ایک بہشت تھا پھر مکہ کی فتح۔ اور دوسری فتوحات مثل عراق عجم۔ شام۔ مصر اور وہ ممالک جن کی نسبت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعدہ دیا کہ وہان دودھ اور شہد کی ندیان بہتی ہین۔ ایک بہشت قرآن۔ اور اس کی حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ہین۔ جس کے ذریعے تمام مذاہب پر فتح پا کر مظفر و منصور ہو کر شادکام رہتا ہے۔

ایک دفعہ مین سفر کو گیا ایک مولوی سے ملاقات ہوئی۔ مجھ سے پوچھا۔ مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہین۔ مین نے کہا علامات المقربین لکھتے ہین۔ اس مین ایک بات لکھی ہے کہ ان الابرار لفی نعیم۔ وان الفجار لفی جحیم۔ مومن اسی دنیا مین نعمتین پاتے ہین اور فاجر دوزخ مین ہو جاتے ہین [illegible] جل جل کر کباب ہوتے [illegible] مولوی بولا یہ بات [illegible]

[illegible]

فلولا کانت قریۃ - عرب میں بھی ایک امن کی بستی - حرماً آمناً - آمنہم من خوف - اس کو سمجھایا ہے - کہ ایمان لائے - یونس کی قوم کی طرح فائدہ اٹھاتے

ولو شاء ربک لآمن من فی الارض - اگر اللہ چاہتا تو انسان کے تمام ایسے قویٰ ہٹا دیتا - کہ ان پر فعل یا ترک کا کوئی دخل وتصرف نہ ہوتا اور اس طرح نہ ماننا ان کی فطرت میں ہی نہ رہتا۔

لا یعقلون - جو بدیوں سے نہیں رکتے۔

حقاً علینا ننج المومنین - مومن کو تمام مشکلات سے نجات دیتے ہیں مگر کوئی مومن بھی ہو۔

مورخہ ۱۷ - نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

بیتوفکم - روح کے بقا کے مسئلہ کو ذہن نشین کرنے کے لئے یتوفی استعمال میں آتا ہے۔

یہاں سورہ یونس کے نوٹ ختم ہوئے

سورۃ ہود

(رکوع اوّل)

- الرا - انا اللّٰہ اریٰ - اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے - جتنوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے رہتے ہیں وہ میں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں ان کی شرارتوں کا علم ہے اس کے متعلق بازپرس ہوگی) اس سورۃ میں دشمنان رسالتمآب کی شرارتوں کا بیان ہے

کتاب - تمام دنیا کے راستبازوں کی تعلیم کی جامع کتب۔

ثم فصلت - ایک مقام پر فرمایا ہے - ولو جعلناہ قرآناً اعجمیاً - لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی وعربی - جس سے ظاہر ہے - کہ تفصیل کی مصداق عربی زبان ہے - جو بہت فصیح اور تمام قسم کے معانی وما فی الضمیر کے اظہار کے لئے کافی ہے - کوئی زبان اللہ کا ترجمہ مفرد لفظ میں برداشت کرنے کے لئے طیار نہیں۔

من لدن حکیم خبیر - یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے - عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں - ان کے سامنے عوام کو چون وچرا کا یارا نہیں - چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو - اور حکیم بھی ایسا - کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔

الا تعبدوا الا اللّٰہ - بس یہ اس کتاب کی تعلیم کا خلاصہ ہے - یہی کلمۂ اسلام کا روح رواں ہے - جس کے اعلان کا یہاں تک اہتمام ہے - کہ پانچ وقت کوٹھوں پر چڑھ کر تبلیغ کی جاتی ہے اور دنیا میں کسی مذہب نے کسی بات کی اس زور سے اشاعت نہیں کی۔

انّنی لکم منہ نذیر وبشیر - یہ توحید کو کامل کرنے کے لئے اس کا [illegible] احکام الٰہی مبارک وجودوں کے ذریعے سے ظاہر ہوتے۔

یمتعکم متاعاً حسناً - بعض لوگ قرآن سیکھنے یا اس پر عمل کرنے کی نسبت یہ عذر کرتے ہیں - فکر معاش - وہ دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی - فرماتا ہے - رزق کا سامان ہم خود کردیں گے - وما من دابۃ - میں اس مسئلہ کو کھولا ہے۔

ان تولّوا - مذہب حق اختیار کرنے سے بعض دکھوں سے ڈرتے ہیں فرماتا ہے - کہ وہ عذاب جو حق کے انکار کرنے کی سزا میں ہے - اس سے بہت بڑھ کر ہے۔

فی ستۃ ایام - ہر چیز جو کمال کو حاصل کرتی ہے - چھ مراتب کو طے کرکے - فرماتا ہے - کہ آسمان وزمین کو پیدا کیا اور پھر اسے کمال تک پہنچایا۔

(باقی آئندہ - انشاء اللہ تعالیٰ)

اس جگہ پارہ گیارھواں کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للّٰہ ربّ العالمین

ہے کہ حضرت علی نے ایسے لوگوں کو قتل فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑے الزام لگانے گئے۔ عبداللہ بن سلام نے سمجھایا کہ تم یہ جرأت و بے ادبی نہ کرو۔ ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت تک تلوار مسلمانوں سے نہ اٹھے گی قتل کرنے والے نہ مانا تو اس کا نتیجہ بھگتا۔

کہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چلے آئے۔ معمولی بات تھی مگر اس کا نتیجہ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ حضرت علی بھی مجبور ہو کر مدینہ سے چلے آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پھر مدینہ دارالخلافہ نہ بنا۔

بسلم منا۔ سلامتی ہماری طرف سے۔ اس تعوذ کا نتیجہ ہے یہ تو بدلہ کا بدلہ تھا۔ اب برکات تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر ہوں گے۔ یہ اس ادب کا انعام ہے ایک صوفی نے عجیب نکتہ لکھا ہے۔ کہ ساحران فرعون کے ادب کا نتیجہ تھا۔ کہ انہیں ایمان لانے کی توفیق عطا ہوئی۔ انہوں نے جناب موسےٰ کا ادب کیا۔ اور کہا۔ اما ان تلقی۔ میں نے بھی اس سے ایک نکتہ نکالا ہے۔ وہ یہ کہ مباحثہ میں ہمیشہ پہلے دشمن کو اعتراض کرنے دے پھر اس کا جواب دے۔ مومن اس طریق سے فتح پاتا ہے۔

تلك من انباء الغیب۔ نبی کریم کو مخاطب فرمایا ہے۔ کہ یہ آیندہ کا واقعہ ہم بیان کر رہے ہیں۔ قصہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ تم خدا سے دعائیں کرو۔ اور روہ ادب ہوں۔ اور حضرت نوح کی طرح استقلال سے اپنی تعلیم پھیلاؤ۔ وہ تعلیم جسے تو اور تیری قوم اس سے پہلے ہرگز نہ جانتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان العاقبة للمتقین۔ انجام کار متقی فتح پائیں گے۔

اعبدوا اللّٰہ۔ یہ اصل الاصول بہت ضروری ہے۔ پہلے جو کام کرو۔ خدا کے حکم کی ماتحت کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ پھر تمہاری نفسانی غرض اس میں شامل نہ ہو۔

مالكم من اللّٰہ غیرہ۔ اعبدوا اللہ کا یہی مطلب تھا۔ اسے تاکید کے لئے فرماتا ہے۔ کہ کوئی سوائے اللہ کے تمہاری نیت قول و فعل میں محبوب اور مقصود نہ ہو۔

مورخہ ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(البقیہ رکوع ۵ و رکوع ۶)

کیدونی جمیعا۔ تم بھی اور تمہارے بت بھی۔ انبیاء جتھے کے محتاج نہیں ہوتے دیکھو۔ یہاں کا کوئی جتھا نہیں۔ کس تحدی اور جرأت سے اعلان کرتے ہیں۔

وما من دابۃ۔ جب سب جانداروں پر خداتعالیٰ کی حکومت ہے تو ہمیں کوئی چیز ضرر کیوں کر دے سکتی ہے۔

قریب مجیب۔ قریب ہے دعا سنتا ہے اور پھر قبول کرتا ہے۔

مورخہ ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(البقیہ رکوع ۶)

ھذہ ناقة اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے۔ نشان ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک معمولی اونٹنی کی نسبت کہدیا۔ چلو یہی بطور نشان سہی۔

وعد غیر مکذوب۔ بعض وعدے ٹل بھی جاتے ہیں یہاں غیر مکذوب فرمایا۔ کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔

جٰثمین۔ زمین کے ساتھ لگے رہے۔ مرغی زمین کرید کر اس پر اپنا سینہ رکھ دیتی ہے اسے جثم کہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے۔ جثم الطائر۔

الصیحة۔ جیسے ایک مصرع صاح الزمان بآل۔

کان لم یغنوا۔ گویا ان کا معنٰی ہی کوئی نہ تھا مغنی کہتے ہیں۔ آبادی کو۔

قالوا سلاما۔ کہتے ہیں سلامٌ سے سلامًا بڑھ کر ہے۔ سلامًا کے پہلے کوئی فعل ہے جو اوقات سے متعلق ہے یعنی ماضی یا حال یا استقبال کا۔ بہرحال دوام نہیں۔ مگر سلامٌ میں زمانہ کوئی نہیں اس میں دوام پایا جاتا ہے۔ گویا ابراہیم نے ان سے بہتر جواب دیا۔ حسب آیت حییتم بتحیة فحیوا باحسن منہا۔

فما لبث ان جاء بعجل۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مہمان سے پوچھا کہ روٹی کھاؤ گے یا نہیں۔ لغویات ہیں۔ جو ماحضر ہو پیش کر دیا ہے۔ تو کھالے۔

حنیذ۔ تلاش ترجمہ دل کی روغن کی وجہ سے ہے۔ اصل میں اس کے معنے ہیں کہ گوشت کی بساند و رطوبت جلائی گئی تھی۔ ایک پتھر گرم نیچے ایک اوپر رکھ دیتے ہیں اور اسی طرح گوشت تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقے میں بھی ایسا کرتے ہیں ایک کھال میں رکھ کر گرم ریتے میں رکھدیا

واوجس منہم خیفة۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے قلب ..... نے معلوم کر لیا کہ یہ عذاب لائے اور ابراہیم اللہ کے غضب سے ڈرے۔

فضحکت۔ اس کے ایک معنے کرتے ہیں کہ وہ بڑھاپے میں حائض ہوئی۔

یویلتی۔ یہ عورتوں کا طرز کلام ہے۔

ھذا بعلی شیخا۔ توراۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال تھی۔

علیکم اھل البیت۔ اس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ اہل بیت میں بیبیاں شامل ہیں

ھل ادلكم علےٰ اھل بیت یکفلونہ۔

لکم۔ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پس بڑا افسوس ہے کہ شیعہ اہل بیت میں بیبیوں کو شامل نہیں کرتے۔ اور بطور کم میں کم ضمیر کو مذکر کے لئے بتاتے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ یہاں بھی ایک عورت کے لئے برکتہ علیکم آیا ہے۔

ولما جاءت رسلنا لوطا سیٓء بھم۔ چونکہ توراۃ میں لکھا ہے کہ لوط خود ان کو گھر میں لائے۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کے اچھے معنے کئے ہیں۔ کہ لوط اس امر پر تنگ ہوئے کہ یہ کیوں ہمارے ساتھ نہیں چلتے اور مہمان نہیں بنتے۔

مورخہ ۲۸۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(البقیہ رکوع ۷ و رکوع ۸)

ھؤلاء بناتی ھن اطھر لکم۔ توراۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوط کی ساتھ

ہیں ۔ میں تو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہوں ۔ پاس ایک بدلنیج بیٹھے تھے وہ بولے ۔ مولوی صاحب کا رنگ بھی تو اسی جلنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے مولوی صاحب بولے ۔ سچ کہتا ہے گویا اس طرح پر اوس نے اپنی جہنمی زندگی کا اقرار کیا ۔

مورخہ ۲۲ ۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۳)

ان یفتنکم ۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے اعمال کے تقاضے کے مطابق سلوک کرتا ہے ۔ جب کسی کے اعمال کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ غوی مقرر ہو تو وہ ایسا ہو جاتا ہے ۔

پولوس نے تقدیر کے مسئلہ کو نہیں سمجھا اس لیئے اس نے آخر تنگ آکر کہا کہ کاریگری کاریگر کو کیا کہہ سکتی ہے ۔ حالانکہ یہ مثال ٹھیک نہیں کیونکہ برتن وغیرہ میں تو عقل اور اختیار فعل کسی حد تک بھی نہیں اور انسان میں یہ بات ہو ۔

مورخہ ۲۳ ۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۴)

آسودہ حالوں پر غریب ناصح کی بات کم اثر کرتی ہے حضرت نوح کا زمانہ بہت آسودہ حالی کا تھا اس لیئے انہوں نے اپنے ناصح کی باتوں پر سے فائدہ نہ اوٹھایا ۔ بہت افسوس ہے کہ یہ مرض مسلمانوں میں بھی پھیلتا جاتا ہے ۔ اسی واسطے میں نہیں چاہتا کہ بہت دولتمند میری بیعت میں داخل ہوں ۔

کما تسخرون ۔ ایک معنے یہ ہیں اس لیئے ہم ہنسی کرتے ہیں کہ تم بھی ہنسی کرتے یا یہ معنے کہ ہم اتنی ہنسی کریں گے جتنی تم کرتے رہے ۔

فار التنور ۔ اس کے پانچ معنے ہیں (۱) تنور کے معنے وجہ الارض زمین کا اوپر کا حصہ (۲) اونچی جگہ ۔ یعنی اونچی جگہوں کے چشمے پھوٹ نکلے ۔ (۳) اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں لوگ روٹیاں پکاتے ہیں یعنے وہاں ہی پانی نکلا ۔ (۴) پو پھٹنے کا وقت آگیا نوح کی قوم پر عذاب سحری کو آیا تھا ۔ (۵) اونچے محلوں پر پانی حملہ آور ہوا ۔

الا قلیل ۔ بہت روایتوں میں میں نے پڑھا ہے کہ ۸۰ سے زیادہ نہ تھے یہ مثال یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ یہاں ایک واقعہ مجھے یاد آگیا ہے جو تمہارے نفع کے لئے تمہیں سناتا ہوں سفر میں ایک شخص نے حضرت کے متعلق مجھ سے تین سوال کئے ایک ان میں سے اس سبق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ یہ کہ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں عمل الترب کے ذریعہ بیماروں کے اچھا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا ۔ ورنہ مسیح سے بڑھ جاؤں ۔ دوسرا یہ عمل تو کفار بھی کر لیتے ہیں ۔ ان دونوں میں ایک نبی کی بات کی سخت ہتک ہے نیز ایک نبی کے عمل کو مکروہ فرمایا میں نے کہا آپ مولوی عبد اللہ صاحب کو جانتے ہیں ۔ جنھوں نے تحفۃ الہند لکھی ہے کہا ہاں وہ تو میرے پیر و مرشد تھے ۔ میں نے سنا ہے کہ بہت سے ہندوؤں کو مسلمان کر لیا تھا کہا کیوں نہیں تین سے زیادہ کو مسلمان کر لیا تھا جس مدرسہ میں پڑھتے تھے اس کے تمام طالب علم مسلمان ہو گئے میں نے کہا تم نے تورات پڑھی ہے اس میں لکھا ہے کہ نوح نے ۸۰ آدمی ۹۵۰ برس کی تعلیم میں مسلمان کئے اب میں کس طرح مان لوں ۔ کہ مولوی عبد اللہ نے چند سالوں میں ۳۰۰ کافر مسلمان کر لئے کیا ایک امتی نبی سے بڑھ کر ہو سکتا ہے اس نے کہا بات تو ٹھیک ہے آپ ہی جواب دیں ۔ میں نے کہا سنو! جو ہتھیار مولوی عبد اللہ کے پاس تھا (قرآن مجید) وہ نوح کے پاس نہیں تھا ۔ پس یہ فضیلت تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طفیل سے ہے ۔ یہی بات یہاں سمجھ لو ۔ دوم ۔ یہ بتاؤ ۔ کہ قرآن شریف خدا کا معجز کلام ہے یا نہیں ۔ کہا ضرور ۔ میں نے کہا کہ وہ کس زبان میں ہے ۔ کہا عربی میں ۔ میں نے کہا کہ ابو جہل کون سی زبان بولتا تھا کہا عربی ۔ میں نے کہا کہ ہتک کر رہے ہو ۔ جو زبان خدا کی طرف سے معجزہ ہے وہی ایک کافر کا فعل قرار دے رہے ہو ۔ یہ سن کر مبہوت رہ گیا ۔ سوم ۔ میں نے اسے کہا آپ ایک تصویر یا بت بناؤ ۔ میں آپ کو ایک مسئلہ سمجھاتا ہوں اس پر وہ جھٹ بولا کہ تصویر یا بت بنانا تو حرام ہے ۔ میں حرام فعل کا ارتکاب کیوں کروں ۔ میں نے دو تین بار یہ فقرہ اس سے دہرایا ۔ پھر کہا کہ ہوش کرو ۔ ایک نبی کے فعل کو حرام قرار دے رہے ہو ۔ (انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر ۔) دیکھو حضرت صاحب نے تو ادب کیا اور صرف یہی فرمایا کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں ورنہ ایسا کر سکتا اور تم جو صریح حرام کہہ رہے ہو وہ بہت نادم ہوا اور کہا کہ سب باتوں کا جواب آگیا یہ باتیں علم سے نہیں آتیں ۔ خدا کے خاص فضل سے آتی ہیں ۔

مورخہ ۲۴ ۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۴)

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا ادب کس طرح کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ۔ یہاں بتایا ہے حضرت نوح نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کی اس بناء پر کہ اہل کے بچانے کا وعدہ کیا تھا ۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت نوح کو ایک ادب سکھاتا ہے ۔

فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم ۔ نوح! تو کیوں کہتا ہے یہ میرا اہل ہے ۔ جب ہمارا وعدہ تھا تو ہم کو خود ہی اس کا پاس تھا ۔ تم کیا جانو کہ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ۔ اب دوسری بات دیکھو ۔ کہ اس طریق ادب کے سکھانے کے جواب میں اگر ہم ہوتے تو کیا کہتے ۔ مجھے یوں کا علم نہ ہوتا ۔ تو میری فطرت یہ گواہی دیتی ہے کہ میں یہ کہتا آئندہ ایسا نہیں کروں گا ۔ مگر حضرت نوح نے ایسا نہیں کیا بلکہ ادب سے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور یوں کہا ۔ کہ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم ۔ یعنی آپ ہی توفیق دیں کہ میں ایسی دعا نہ کروں ۔ جس کا مجھے علم نہ ہو ۔ دعوے نہیں کیا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اسیواسطے صلحاء امت نے لکھا ہے کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک کام چھوڑ دے ۔ دوم ۔ وعدہ فلطی کرے ۔ وعدہ کر لینا اچھی بات نہیں ۔ کیوں کہ پھر ایسا کرے گا ۔ تو ایک گناہ اس بدی کا ۔ دوم ۔ گناہ وعدہ شکنی کا ۔ کیوں کہ بعض انسانوں کو ایک بات کی لت ہو جاتی ہے ۔ تو وہ جب موقعہ آجاتا ہے ۔ بول اٹھتے ہیں ۔ بہار توبہ شکن آمد و چہ چارہ کنم ۔ دیکھو حضرت نبی کریم نے دعا کی ہے ۔ رحمتک ارجوا فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ ۔ قرآن مجید مومنوں کو ادب سکھاتا ہے ۔ اور فرمایا ۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اور لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ ۔

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تقسیم کردہ مال غنیمت کی نسبت اتنا کہا کہ یہ انصاف ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ۔ خالد بن ولید قتل کرنے کے لئے اٹھے آنحضرت نے روک دیا اور فرمایا کہ مومن ہونے کا دعوے کرتا ہے درگذر کرو ۔ مگر دیکھو گے کہ ایک قوم اس کے ذریعے پیدا ہو گی ۔ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں گزریگا جمہور اہل اسلام کا

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بارہواں

سورہ ہود

مورخہ ۲ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

آیت ۱۸ - اولو بقیۃ - جنہیں نیکی کا اثر باقی ہو - صاحبان عقل و شعور - ما اترفوا فیہ - جس راہ میں کہ انہوں نے عیش و عشرت کو پایا - جب تک کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں جو بدیوں سے منع کرتے رہیں اور نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں تب تک وہ قوم ہلاک ہونے سے بچی رہتی ہے -

آیت ۸ - بظلم - اللہ تعالیٰ بے وجہ کوئی عذاب نہیں دیتا لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں مصائب ایسے ہی بلا سبب آجاتے ہیں - قرآن شریف ایسا نہیں کہتا بلکہ فرماتا ہے کہ جس بستی میں مصلح موجود ہوں وہاں عذاب نہیں آتا -

آیت ۹ و ۱۰ - لذالک خلقہم - رحم کے واسطے ہی ان کو پیدا کیا ہے - اس آیت سے ظاہر ہے کہ دنیا میں اختلاف مذاہب کا ہمیشہ رہیگا - تمت - یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک بات ہے - اور پوری ہوگی کہ جن و انس کا ایک گروہ ضرور جہنم میں ہوگا -

آیت ۱۱ - کلا نقص - یہ سب جو ہم نے بیان کیا یہ اسواسطے ہے کہ پہلے انبیاء کے حالات سننے اور معلوم کرنے سے تیرا دل مضبوط ہو کہ تمام انبیاء کے ساتھ ایسا حال ہوا اور تو بھی ایک نبی ہو جاوے گا - اور جو پیشگوئی تیرے متعلق تھی وہ اب آگئی ہے -

آیت ۱۲ - علیٰ مکانتکم - حتے الامکان - تم اپنی پوری طاقت سے میرے مقابلہ میں زور لگاؤ اور اپنی جگہ پوری طرح سے مورچہ بیچار کر لو -

آیت ۱۴ - غیب - یہ سب انبیاء کے واقعات جو قرآن شریف میں بیان کئے ہیں یہ غیب یعنی پیشگوئیاں ہیں جیسا کہ ان انبیاء کو کامیابی ہوئی اور ان کے مخالف ہلاک اور تباہ ہوئے ایسا ہی حال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے احباب کا اور جس طرح انبیاء کے مخالفوں کا حال ہوا اسی طرح آپ کے مخالفوں کا ہوگا -

یہاں سورہ ہود کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ یوسف

(مورخہ ۴ - دسمبر ۱۹۰۹ء رکوع ۱۱)

آیت ۱ - الر - انا اللہ اریٰ - میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کر رہے ہو جس طرح تم اس رسول کیساتھ برتاؤ کر رہے ہو اسی طرح یوسف کے ساتھ اس کے بھائیوں نے کیا تھا اور اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسف کے سامنے یوسف کے بھائیوں کا ہوا تھا حضرت یوسف [illegible] کے بھائی [illegible] ایک [illegible] ان ہی [illegible] تھے اور یہی [illegible] بھائی [illegible]

[illegible]

تھے ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مخالف بنی قصی کہ دھط تو گروہ تھے -

آیت ۳ - قصص - یہاں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں لفظ قصص ق پر فتح کے ساتھ ہے یہ مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں - بیان کرنا - بعض لوگ غلطی سے اس کے معنے کرتے ہیں رقصے - قصہ اور لفظ ہے جو ق کی زیر اور کسرہ کے ساتھ ہو - اور اسکی جمع ہے - قِصَص - ق کے نیچے زیر کے ساتھ - نبیوں میں حضرت رسول کریم حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم علیہم السلام و البرکات بڑے اولو العزم لوگ ہوئے ہیں اور ان کا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کہیں بڑھ چڑھ کر ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ تو صرف بھائیوں یا ایک عورت کے ساتھ ہوا تھا اور وہاں تمام اقوام کی مخالفت کا بہت خوفناک مقابلہ پیش تھا -

آیت ۴ - رایت - میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اسکا نام خواب رکھتے ہیں مگر حضرت یوسف نے اسکو دیکھنا ہی فرمایا اور یہی اصطلاح صحیح ہے وہ بھی ایک قسم کی بیداری ہی ہوتی ہے جسمیں دوسرے شریک نہیں ہو سکتے - لی ساجدین - میرے سبب سے وہ سجدہ میں گرے ہوئے ہیں کوئی ایسا امر واقعہ ہوا ہے کہ وہ سب کے سب سربسجود ہو رہے ہیں - آیت ۵ - اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب تعبیر رویا کی سمجھ گئے تھے - فرمایا تیرے بھائی تو تیرا مقابلہ کریں گے اور یہ ان کا شیطانی فعل ہوگا - کیونکہ شیطان ہی آپس میں جنگ کرا دیتا ہے

آیت ۶ - یعلمک - اللہ تعالیٰ تجھے اس رویا کی اصل حقیقت بتا ہی دیگا اس بات سے حضرت یعقوب نے پہچان لیا کہ یوسف پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہونیوالا ہے - میرا او میرے باپ اسحٰق میرے دادا ابراہیم کا وارث ہوگا

مورخہ ۵ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۲)

اس رکوع میں خدا تعالیٰ کی صفات ہیں اور حافظ کا خوب اظہار ہے - آیت ۱ - سائلین - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کرنیوالوں کے واسطے یوسف اور اس کے بھائیوں کے بیان میں جواب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے ہی مکہ والوں نے یہی ارادے کئے تھے کہ ان کو قتل کیا جاوے یا قید کیا جاوے - یا جلاوطن کیا جاوے آخر آپ ہجرت پر مجبور کئے گئے اور بالآخر یوسف کی طرح اہل مکہ پر فتح پائی اور انہیں معاف کر دیا اس آیت میں پیشگوئی ہے کہ جو حال یوسف کے بھائیوں کا اس کے مقابلہ میں ہوا تھا وہ ان قریش کا ہوگا

آیت ۲ - عصبۃ - ہم ایک بڑی جماعت ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں ایسا ہی کہا گیا تھا - من القریتین عظیم - ضلل مبین - کاٹنے والی محبت - یوسف کے ساتھ ایسی محبت ہے جو ہم سے قطع محبت کراتی ہے - آیت ۳ - من بعدہ - بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ بدی ہم کر لیں پھر نیک بن جائیں گے - ایسے آدمیوں کو نیکیوں کی توفیق نہیں حاصل ہوتی - بعد میں توبہ کر لینے کی نیت کیساتھ بدی کی طرف جھکنا کبھی اعمال صالح کی توفیق نہیں دیتا

آیت ۴ - غیبت الجب - قعر بیر - وہ کنواں اس کو غائب کر دے وہ ایک خاص کنواں تھا اور اسی کی طرف اشارہ ہے

آیت ۵ و ۶ - ان سب عذروں میں جو یوسف کے بھائیوں نے کئے کہیں انشاء اللہ نہیں کہا - خدا کا نام بالکل نہیں لیا اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوف پیدا ہوا کہ ان کی ان باتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کیونکہ انکو جناب الٰہی کا خیال بھی نہیں آیا انشاء اللہ تعالیٰ کہہ نہیں سکے - یرتع - کھیلیگا - کودیگا - جنگل کے پھل کھائیگا چرانا سیکھیگا - آیت ۹ - اوحینا - اس جگہ خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف کی تشفی فرمائی - وحی کی آواز اونچی ہوتی ہے - مگر پاس والے نہیں سنتے - آیت ۱۱ - نستبق - ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں -

آیت ۱۹ - واردہم - اپنا سقہ - پانی بھرنے والا - غلام - عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ [illegible]

[illegible] خدا تعالیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو [illegible]

بیٹیاں تھیں۔ پانچ اسی گاؤں میں بیاہی ہوئی تھیں تو حضرت لوط نے ان کو شرم دلائی کہ دیکھو سب لڑکیاں تمہارے ہی گھروں میں ہیں۔ پس کیا میں تمہارے بُرے میں ہوں کہ اجنبی لوگوں کو بطور جاسوس داخل کروں۔

اطہر لکم۔ یہ لڑکیاں میں نے تمہارے تقوے کے لئے پیش کی ہیں ان کا معاملہ سوچو۔ کہ جب یہ نہیں دے دیں تو میں گاؤں کے برخلاف کوئی منصوبہ کیوں کرنے لگا۔

ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید۔ حضرت لوط نے پہلے قوت کا ذکر کیا۔ مگر پھر انبیاء کے طریق پر اللہ کی طرف جھک گئے اور کہا کہ نہیں بلکہ میں اللہ کی پناہ لوں گا۔ رکن شدید سے مراد یقیناً اللہ ہے۔

عالیہا سافلہا۔ جو عالی تھے ان کو سافل کر دیا۔ بڑوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا بنانا۔ خدا کی عجائبات قدرت کے نمونے ہیں۔

مورخہ ۲۹۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۸)

دذقنی منہ۔ میں بدمعاملگی نہیں کرتا۔ لین دین میں دھوکہ نہیں کرتا۔ پھر بھی مجھے خدا نے اپنی جناب سے بہت عمدہ رزق دے رکھا ہے۔ تم کیوں لا تنقصوا المکیال والمیزان پر عمل نہیں کرتے۔ میری مثال سے ظاہر ہے۔ کہ حصول رزق۔ ناپ تول کی کمی پر موقوف نہیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت۔ میرے ایک دوست بڑے مہمان نواز تھے۔ ایک دفعہ ایک مہمان آیا۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ پاس پیسہ تک نہ تھا اُسے کہا کہ آپ ذرا لیٹ جاویں۔ میں آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں اس کے بعد انہوں نے دعا کی طرف توجہ کی اور کہا افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ مولا تیرا ہی مہمان ہے یکایک ایک آدمی نے آواز دی۔ کر لینا میرے ہاتھ جل گئے۔ ایک قاب پلاؤ کا تھا نہ اس نے اپنا کام بتایا نہ ان کو جلدی میں خیال رہا۔ وہ قاب مدت تک بطور امانت رہا۔ کوئی مالک پیدا نہ ہوا۔ توکل عجیب چیز ہے۔

لا یجرمنکم۔ اللہ تعالیٰ کا تم سے قطع تعلق نہ کر دے۔

ما نفقہ کثیراً مما تقول۔ یہ ایک بہانہ ہے۔ انبیاء جو دین لاتے ہیں وہ بالکل سہل ہوتا ہے۔ لوگ عجیب عجیب پیچیدہ رسمیں ادا کرتے ہیں۔ اور خدا کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے ایک خوجہ قوم شیعہ کو دیکھا ہے کہ ان میں سو سو سال کے بوڑھے ہو گئے اور ختنہ نہیں کرایا۔ کیونکہ ختنہ کی رسوم کے لئے سو سو روپیہ چاہیئے تھا۔ لوگوں نے خود اپنے تئیں شکنجہ میں ڈال رکھا ہے۔

مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۹)

ہر فن میں جو اس فن کا ماہر ہو اس کی بات ماننی چاہیئے۔ مثلاً کوئی انگریزی زبان کا مسئلہ ہو۔ تو انگریزی کی جاننے والوں سے۔ شعر۔ شاعروں سے۔ غرضیکہ ہر ایک کسی کے اہل سے دریافت کرنا چاہیئے۔ دنیا میں ہر قسم کی تجارت و سیاست کو جس طرح یورپ جانتے ہیں۔ ہم لوگ واقف نہیں ہیں لہٰذا ان سے سیاست و تجارت کے متعلق باتیں دریافت کرنی چاہئیں۔ لیکن جن علوم سے وہ ناواقف ہیں۔ مثلاً یورپ و امریکہ والے علوم روحانی اور خداشناسی سے بالکل ناآشنا ہیں

ولقد ارسلنا۔ ہم نے موسےٰ کو فرعون کی طرف بھیجا۔ فرعون تو اس فن سے نا(واقف) تھا۔ جس کے متعلق موسےٰ۔ اس کے تبعین نے اس خاص میں بھی فرعون کی ہی اتباع کی۔ پس اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

ورد۔ کاٹھ کا بڑا پیالہ۔ گھاٹ میں اترنے کو بھی کہتے ہیں۔ دفعہ بھی کہتے ہیں۔

ذلک من انباء القری۔ یہ باتیں ان واقعات و حالات کے متعلق ہیں جن کے متعلق آتے ہیں۔ فرعون کو مصر ہی کا تو گھمنڈ تھا۔ پھر مصر اب موجود ہے۔ اس کی حالت کو بعض ایسی بستیاں ہیں جو تباہ ہو گئیں۔ مثلاً لوط کی بستیاں جن کے نام سڈام وغیرہ پانچ بستیاں۔

تتبیب۔ ہلاکت جیسا کہ سورہ تبت میں بھی آیا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ انسان بھی ایک بستی ہے۔

مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۹ نمبر ۱۰)

فاما الذین شقوا۔ جو اپنے مطالب میں کامیاب نہ ہو۔ ناکام نامراد اسے عربی زبان میں شقی کہتے ہیں۔

ما دامت السموات والارض۔ کہاں کا آسمان و زمین؟ وہاں (جنت) کا

الا ما شاء ربک۔ اس کی بابت بہت بحث ہے کہ استثناء سے کیا مراد ہے بعض نے لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی میں جو آسائش پہنچ جاتی ہے۔ اس کا استثناء مراد ہے۔ بعض نے اس فاصلہ کو اور وسیع کیا ہے۔ کہ قبر سے حشر تک۔ بعض اور بھی وسیع کیا ہے اور کہا ہے کہ حشر کے فیصلہ تک۔ بعض نے یہ کہا ہے۔ آخر دوزخ سے سب نکالے جاویں گے۔ میرے نزدیک اس سے اظہار عظمت و جبروت مراد ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ مشیت الٰہی کی ماتحت ہوتا ہے۔

فلا تک۔ یہ خطاب عام ہے۔ ہر مخاطب قرآن سے۔

فاستقم۔ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ شیبتنی ہود۔ کہتے ہیں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک استاد کو اپنی جماعت۔ مرشد کو اپنے مریدوں کی سخت فکر ہوتی ہے۔ یہاں نبی کریمؐ کو استقامت کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ومن تاب معک۔ انسان کو اپنی ذات کی ذمہ داری مشکل ہے چہ جائیکہ دوسروں کا ذمہ اٹھانا ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے۔ اللھم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین۔

طرفی النھار۔ صبح و عصر کی نماز [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیرہواں ۱۳

سورۃ یوسف

مورخہ ۱۱ - دسمبر ۱۹۰۹ء رکوع ۱

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

وما ابری نفسی - یہ قول بھی اس عورت کا ہی ہے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ ان ربی غفور رحیم نبی کا قول ہو سکتا ہے نہ کہ مشرک عورت کا۔ اس صورت میں لم اخنہ بھی یوسف کا قول ہے۔ اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اس کی عورت کی طرف بری خواہش نہیں کی۔

استخلصہ - اپنے خاص لوگوں میں اسے رکھوں گا۔

قال اجعلنی - یوسف نے بادشاہ کے پاس رہنا بھی پسند نہ کیا وہ عہدہ دیتا تھا اس کا انکار بھی نامناسب تھا۔ الگ رہنا بھی ٹھیک نہ تھا اس لئے خزائن الارض پر قبضہ کیا۔ افسر مال بن گئے۔ سب متفق ہو گئے۔ کوئی مخالفت نہ کر سکا۔

خزائن الارض - محاصل زمین۔

محسنین - خدا نے جس یوسف کو محسن کہا۔ سب کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا

مورخہ ۱۲ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۲)

لعلہم یعرفونہا - تاکہ وہ اسے پسند کریں۔

الا حاجۃ - مطلب یہ تھا کہ یوسف کو اپنے بھائی سے الگ ملنے کا موقعہ مل جاوے حکمت تھی - ابواب متفرقہ سے بھجوانے کی۔

مورخہ ۱۶ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۳)

جعل السقایۃ - امراء کے پاس ہر کام کے لئے نوکر ہوتے ہیں۔ پانی پی کر جو رکھ دیا۔ تو نوکر اٹھانا بھول گیا۔ اسباب غلطی سے بندھ گیا۔

اذن موذن - خیال کیا شاہی مہمان ہیں ان کی بے عزتی نہ ہو۔ آپس میں فیصلہ چاہا۔

قبل وعاء اخیہ - یوسف کے بھائی کے تھیلے سے پہلے دوسروں کی تلاشی شروع اس لئے کہ اس ملازم نے دیکھا کہ بنیامین زیادہ قریب والا ہے۔ اس لئے اس کا [illegible] کھولا۔

[illegible]

اپنے باپ کا علم حاصل کرے۔

مورخہ ۱۸ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع چہارم)

حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی۔ اس موقعہ پر مجھے یہ نکتہ سوجھا ہے کہ اونہوں نے یہ نہیں کہا کہ اول خدا کا نام لیتے پھر باپ کا۔ پس معلوم ہوا کہ عامی آدمی کے الہامات نبی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اول باپ کا نام لیا۔

فصبر جمیل - صبر اچھی چیز ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یوسف اور اس کا بھائی اور سب آ جاویں گے۔ دیکھو کتنا یقین ہے خدا کی ذات پر۔

وابیضت عیناہ - آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

کظیم - غم سے بھر گیا۔

حرضا - جسم یا عقل میں کسی حزن یا مرض کے سبب فساد آ جاوے۔ اس فساد کو حرض کہتے ہیں۔

تحسسوا - التماس کرو۔ عرض کرو۔

مزجاۃ - وہ تھوڑا مال جو ہم کو چلا کر یہاں لے آیا ہے۔

مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۴ و رکوع ۵)

من یتق و یصبر - یہ محسن کی تفصیل فرمائی ہے۔ حضرت یوسف نے یہ قاعدہ کلیہ بتا دیا ہے۔ صبر دو قسم ہے۔ ایک عن - مثلاً صبر عن الغضب۔ یعنی انسان غضب طمع - حرص سے اپنے آپ کو روکے۔

دوم - علی - مثلاً صبر علے الصلوٰۃ - یعنی جو نیکی کرتا ہے اس پر دوام کرے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں پر مضبوط رہے۔

تقوے کے معنے ہیں ایمان اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ انبیاء پر۔ کتب پر۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مسکین و یتیم و اقارب کی خبرگیری کرے۔ رنج و راحت عسر و یسر میں صابر رہے۔

لا تثریب علیکم الیوم - حضرت یوسف کے سبب ساتھ ان کے سبب ان کے باپ کے ساتھ ان کے بھائی کے ساتھ ان لوگوں نے کیسی کیسی بدی کی۔ مگر آپ نے کہدیا۔ لا تثریب علیکم - یعنے میں تمہیں کبھی ملامت نہ کروں گا۔ نہ کبھی عار دلاؤنگا۔

یغفر اللہ لکم - دیکھئے۔ حضرت یوسف نے تو یغفر اللہ کہدیا۔ مگر حضرت یعقوب نے سوف فرمایا۔ یہ اس لئے کہ یعقوب کی معرفت بڑھی ہوئی تھی۔ آنکھ عارف ترا است ترسان تر۔ نبی اس وقت دعا مانگتا ہے۔ جب مغفرت کے لئے مامور ہو۔ عمائدکہ کو بھی لا تثریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مگر یغفر اللہ نہ کہا۔

[illegible] حضرت یوسف کے تمام کام قمیص ہی سے متعلق رہے [illegible]

غلام بنو۔ شرم! شرم!! شرم!!! اور حضرت یوسف اس جگہ بنی اسمٰعیل کے غلام بنائے گئے۔

آیت ۹۔ بخس۔ خدا تعالیٰ نے اس رقم کی تحقیر کی ہے خواہ کتنی ہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے بھی کفار عرب نے سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا کہ جو ان کو قتل کرے اسے سو اونٹ ملیگا۔

مورخہ ۶۔ دسمبر ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۳)

آیت ۱۔ عسٰی ان ینفعنا۔ ہمیں نفع دے۔ وہ مشرک کافر تھے (۱) انہوں نے سوچا کہ اس کو بیٹا بنا لینگے (۲) یا یہ خیال کیا کہ اس سے برگ کرائیں گے کیونکہ آریوں کی طرح وہ بھی تھے ایک نبی کے متعلق ایسا خیال کیا گیا وہ کیا جانتے تھے۔ ھیت لک۔ بناؤ سنگار اور تمام سامان کرکے کہا کہ ایسے آؤ۔

ھم۔ یوسف نے اس عورت کو روکنے میں زور لگایا۔ لولا ان رأ برھان ربہ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور احکام درباره عفت اس کو نہ ملے ہوتے تو وہ اس عورت سے بچنے کی کوشش نہ کرتا۔ اور اسکو نصیحت کرنے میں زور لگاتا۔

مورخہ ۷۔ دسمبر ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۴)

شغفھا حبا۔ شغف وہ چمڑا جو جلد کے اوپر ہوتا ہے۔ داخل ہونا۔ جنون کی حالت تک پہونچ جانا۔

بمکرھن۔ مکر کے معنے تدبیر کے ہیں لیکن صحابہ تابعین نے اس کے معنے توہین کے کئے ہیں یعنی جب ان کا قول سُنا۔ متکاً۔ تکیہ۔ گدیلے۔ نمارق۔ بعض شہروں میں وہ دوسرے تکیے دیتے ہیں۔ سکینا۔ چھری میوہ کاٹنے کے لئے۔ اکبرنہ۔ اس کو عظیم الشان پایا۔ قطعن ایدیھن۔ یہ محاورہ ہے مطلب یہ ہے کہ اظہار تعجب کیا اور تعجب سے ہاتھ منہ میں کاٹا۔ بعض نے یہ معنے کئے ہیں کہ بوجہ حیرت و رعب حسن دلشو ہونیکی بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ حاش للہ۔ اللہ پاک ہے جس نے ایسا انسان پیدا کیا۔ عورت۔ بدکار آدمی کو جلد پہچان لیتی ہے دیکھتے ہی کہا۔ یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ السجن۔ سجن کے معنے حبس مراد لیتے ہیں قیدخانہ یا حبس۔ احب الی۔ حضرت یوسف نے تو کہا مجھے قید پسند ہے۔ مگر ہمارے نبی کریمؐ نے کبھی ایسا لفظ نہیں بولا آپ ہمیشہ عفو ہی مانگتے رہے۔ انک عفو تحب العفو۔ انسان کو نہیں چاہیئے کہ اپنے لئے مصیبت مانگے۔

مورخہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۵)

ودخل معہ السجن۔ ہر بلا کین قوم را حق دادہ است ٭ زیر آن گنج کرم بنہادہ است۔ حضرت موسیٰ کو ایک طرف تو بادشاہ کے گھر میں پرورش کرایا تاکہ دربار بادشاہی کو دیکھ بھال لے اور دوسری طرف ایک غریب گھر میں بھی رکھا تا زندگی کے اس حصہ کے عجائبات کو بھی دیکھ کر امیر و غریب کی اصلاح کر سکے۔ اسی طرح حضرت یوسف کو ایک طرف باپ سے الگ کیا پھر قیدخانہ میں ڈالا اور دوسری طرف مصر کے بادشاہ کا مقرب بنایا۔ حضرت مجدد گوالیار کے قلعہ میں قید ہوئے تو قیدخانہ سے ایک شخص کو خط لکھتے ہیں ہم کو قرآن شریف یاد کرنے کے لئے موقعہ نہیں ملتا تھا اب قرآن شریف کی یاد کے لئے خوب موقعہ ملیگا میں قرآن کا بہت معتقد ہوں جو ان کے معتقد نہیں وہ بھی دیکھیں کہ کس دل سے یہ خط لکھا گیا ہے کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ بھی ہجرت کے تین دن غار میں رہے میں آپ نے اس میں اپنے رفیق صدیق کے ساتھ کیا کیا باتیں کی اور دعائیں کی ہونگی۔

قال احدھما انی ارانی۔ اللہ تعالیٰ نے رؤیا کی عظمت کے اظہار کے لئے تین رؤیا کا ذکر اس سورۃ میں کیا ہے (۱) کافر کا۔ فرعون۔ (ب) فاسق کا۔ قیدی۔ (ج) مومن کا رؤیا۔ یوسف کا دیکھے۔ ارانی۔ ارانی ہی آیا ہے یہ بیان نہیں کیا کہ ہم نے خواب میں دیکھا یا کشف میں دیکھا یا یقظہ تھا۔ پس نبی کریمؐ کی احادیث میں کیوں کر خواہ مخواہ مشکلات ڈالے جاتے ہیں۔

خمراً۔ خمر کے معنے انگور۔ صحابہ نے اس لغت کو اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔ لا یاتیکما۔ کہا نہیں آئیگا کہ میں تم کو اس کی تعبیر بتا دوں گا گفتگو کی تمہید کیسی مناسب ہے دیکھو محبس سے ساتھ نکلا لوگ خود چند میں اس راستباز کو یہ معلوم ہوگیا کہ ان لوگوں کو مجھ سے حسن ظن پیدا ہو گیا تو اس حسن ظن سے [illegible] ان کو تسلی [illegible] دی۔ کہ ہاں تمہاری بات بتاتا ہوں اور ساتھ ہی [illegible] تبلیغ بھی کر دی

ہر ایک مومن کو بھی اس تڑپ میں رہنا چاہیئے۔ جب کوئی حق کا شنوا دیکھے تو اسے حق سُنا دے۔ مگر ایسے طور پر کہ موثر ہو نہ کہ اور بھی بھڑک اُٹھے۔ جیل خانہ فساق کی جگہ ہو مگر حضرت یوسف تقرب الٰہی کیواسطے گئے تھے آپ نے اسے اسی کا مظہر پایا۔ علم رؤیا کی کتابیں مطالعہ کرنے سے اور اس پر غور کرنے سے بہت سے قانون اللہ کے جگہ گوشے ہو جاتے ہیں قرآن کریم نے اکثر الفاظ اس کے بیان کر دئے ہیں لوگ لغت کو سے لیتے ہیں لیکن علم رؤیا سے الفاظ کے معانی حل نہیں کرتے۔

واتبعت ملۃ اٰبائی۔ ایک طرف میں نے کچھ چیز ترک کی ہے دوسری طرف کچھ اخذ کی ہے۔

ماکان لنا ان نشرک باللہ۔ شرک نہ سمجھنے کے معنے ہیں کہ نہ کوئی خدا کے برابر محبوب ہو نہ کوئی اس کے برابر معظم ہو نہ کوئی اس کے برابر مطاع ہو۔ قضی الامر الذی۔ ایک خواب ہے جس کے وجود ہی میں شک ہو پھر اس کی تعبیر میں دقت ہے پھر یہ مشکل کہ وہ تعبیر پوری بھی ہو گی یا نہیں مگر آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہو چکی۔ ظن انہ۔ ظن جب اس کے پیچھے ان آ جاوے تو یقین کے معنے دیتا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنی ہو اس کو چاہیئے کہ ہر عیب سے اپنے آپ کو بچاوے اور پاک و صاف ثابت کرے۔

مورخہ ۹۔ دسمبر ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۶)

وقال الملک۔ دیکھئے بادشاہ نے بھی انی اریٰ ہی کہا ہے۔ فی المنام کا ذکر نہیں۔ اضغاث احلام پراگندہ خیالات۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ ہم اس خواب کی حقیقت کو نہیں پہونچ سکتے بلکہ الٹا اسی کو بیہودہ بنایا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا والے اپنی کبریائی کے باعث اپنی لاعلمی کو تسلیم نہیں کرتے بعض آدمی سوال کرنے سے پیشتر ہی جواب کے لئے تیار ہو جاتے ہیں دنیا پرست انسان اپنی واقفیت وسیع ثابت کرنے کے لئے کسی کا لحاظ ہی نہیں کرتے نجا منھما۔ دیکھو حضرت یوسف کو محبس میں دیکھ کر کس طرح کہا کہ ہم تجھ کو محسن سمجھتے ہیں پھر حضرت یوسف نے کس طرح ان کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ اور کتنا بڑا وعظ توحید کا بیان کیا لیکن وہاں بادشاہ کے پاس آکر شراب پلانے میں ایسا محو ہوا کہ بھول گیا اسی لئے مجھ کو کسی بڑے دنیا دار سے محبت نہیں اب اس کو جب اپنی ضرورت پڑی تو بات یاد آگئی۔ یوسف ایھا الصدیق۔ پھر آکر نہ کوئی عذر کیا نہ شرمندگی ظاہر کی آتے ہی اپنی غرض اور مدعا بیان کرنا شروع کر دیا۔ لعلی ارجع الی الناس۔ بادشاہ کا نام نہیں لیا دیکھو اب جب حضرت یوسف نے دیکھا کہ یہ دنیا پرست ہے دنیا پرست کے پاس سے آیا ہے تو اب وعظ نہیں کیا بلکہ فوراً جواب دیدیا۔ تحصنون۔ تدخرون تجمعون۔ جو کچھ تم نے جمع کیا۔ عام۔ وہ برس جس میں بہت بارشیں ہوں۔ قوم عرب زبان میں تیرنے کو کہتے ہیں چونکہ جن سالوں میں بارشیں خوب ہوتی ہیں۔ بچے خوب تیرتے ہیں اس لئے اس کا نام عام رکھا گیا۔ اس رکوع میں دنیا پرستوں اور غافلوں کی دوستی کو سمجھایا ہے۔

(سورۂ یوسف رکوع ۱۷)

استخلصہ لنفسی۔ اس دفعہ حضرت یوسف نے خدا پر توکل رکھا اپنے متعلق کچھ نہیں کہا جلد خلاصی ہوئی

الی ربک۔ اپنے مالک کے پاس۔ کید۔ تدابیر جنگ۔

حضرت یوسف نے ایسا کیوں کیا۔ مصلح بننے والے تھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا اس واسطے الزام کو دور کرنا ضرور سمجھا۔ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف میں تھے ایک بیوی مسجد میں آگئیں دوسروں کو نقاب اتار کر دکھایا تاکسی کو وسوسہ نہ ہو۔

الاٰن حصحص الحق۔ تبین۔ ہر رنگ ظاہر ہو گیا۔

ذلک لیعلم۔ اس لفظ کا کہنے والا کون ہے۔ بعض نے کہا کہ یوسف۔ بعض نے کہا کہ امرأۃ العزیز میرا خیال یہی ہے کہ وہ عورت تھی اس نے کہا کہ میں نے سچی گواہی دی۔

[illegible] الحمدللہ رب العالمین

مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(سورہ رعد - رکوع نمبر ۸)

اللّٰہ یعلم - اب قدرت کے بعد اپنے علم کا ذکر فرماتا ہے۔

ما تحمل کل انثیٰ - شقی پیدا ہوں گے یا سعید - کفار کو اشارہ کیا ہے کہ تم کو اولاد کی فکر لگی ہے - تم کو کیا خبر کہ کیسے پیدا ہوں گے - ایک وقت آئیگا کہ یہ سب مسلمان ہو جاوینگے۔

تغیض الارحام - غیض جذب کرنا - گھٹ جانا - کس حصہ کو رحم پھینکدیتا ہے۔

وکل شیءٍ عندہٗ بمقدار - اس میں بتایا ہے کہ اب تمہارے کفر کا زمانہ ختم ہوا جاتا ہے

مستخفٍ باللیل - جو ظاہر ہے - خفا کا جس میں ازالہ ہو - قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا - ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا۔

سارب - جو مخفی رکھتا ہے - کیونکہ سرب زمین میں سرنگ لگا کے رکنے کو کہتے ہیں۔

لہٗ - اس رسول کے لئے۔

معقبٰت - ہر ایک انسان کے لئے فرشتے ہیں - جو صبح کو آتے ہیں اور عصر کو چلے جاتے ہیں اور عصر کو آتے ہیں صبح کو چلے جاتے ہیں - بعض نے کہا ہے دائیں بائیں کا ذکر ہے یہاں آگے پیچھے کا کر دیا ہے

یریکم البرق خوفاً و طمعاً - پیشگوئی کہ تم پر بجلی گریگی - طمعاً سے یہ مطلب ہی ہے کہ برق سے جراثیم وبا مرجاتے ہیں۔

خیفتہٖ - جب آسمان پر گرج ہوتی ہے - تو فرشتے ڈر کر گر جاتے ہیں۔

الصواعق - بڑے بڑے عذاب

شدید المحال - محال - عذاب دینا۔

مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(الرعد - رکوع ۹)

والذین صبروا - نیکی پر صبر تو اس پر دوام ہے اور بدیوں پر صبر کر ان سے بچا ہے۔

والذین یصلون ما امر اللّٰہ بہٖ - جن لوگوں کے ساتھ خدا نے ملنے کا حکم دیا ہے ان سے فوراً مل جاتے ہیں۔

جب اللّٰہ اکبر کی آواز کان میں آتی ہے اس وقت کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس کا جوڑ میں خدا کے مقابلہ میں ٹھہراؤں - کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی مجھ کو اللّٰہ اکبر سے نہیں ہٹا سکتی یعنے کوئی اللّٰہ کے جوڑ کا نظر نہیں آتا - اگر کوئی شخص ہمارے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر ہماری شریعت پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو ہم کو چاہیئے کہ کسی رشتہ دار تک کی پروا نہ کریں خوب اس کا مقابلہ کریں - اسی طرح نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد صحابہ کرام تابعین تبع تابعین - ائمہ حدیث ائمہ تصوف ائمہ فقہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق ہونا چاہیئے۔ علی ابن مدینی نے اسماء الرجال ایک کتاب لکھی ہے - اس کے باپ نہایت عابد زاہد تھے صاف لکھدیا کہ میرے باپ علم حدیث میں ہرگز قابل سند نہیں - لوگوں نے کہا کہ تم نے باپ کا خیال نہ کیا - فرمایا کہ مجھ کو محمد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصل باپ کے وصل سے زیادہ عزیز ہے - اللّٰہ کے بعد ماں باپ اور ان کے رشتہ دار - بیوی اور اس کے رشتہ دار [illegible] ان سے تعلق [illegible] لیکن اللّٰہ اور رسول کے [illegible]

رسول کے مقابلہ میں یہ ہیچ ہیں - نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس درخت سے تم سایہ کا فائدہ اٹھاتے ہو اس کے نیچے پاخانہ نہ پھرو۔

ویخافون سوء الحساب - اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں حساب کے وقت بدیاں نہ بڑھ جاویں

اولٰئک لہم اللعنۃ - لعنت اللّٰہ کی رحمت سے دوری ہے - جب اس سے دوری ہوتی ہے تو نیکیوں سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔

متاع - تھوڑی چیز اور وہ بھی جانے والی۔

مورخہ ۲۵ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۰)

اٰیۃٌ - وہ ہلاکت کا نشان مانگتے تھے۔

اٰمنوا - اس کے ساتھ عملوا الصٰلحٰت کا ذکر فرمایا - کیونکہ کامل ایمان وہی ہے - جس کے ثمرات اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوں۔

ذکر اللّٰہ - اللّٰہ کو یاد کرنا - یہ تین موقعہ پر ہے - (۱) باساء جب بھوک ہو اور افلاس (۲) ضراء جب بیماری ہو - بیماریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں - ظاہر کی جیسے خارش - جذام - جنون باطنی - جیسے نامرد - سرعت انزال - (۳) حین الباس - جب مقدمہ ہو پھر اس کے بالمقابل (غنا) آسائش - فارغ البالی (صحت) (۲) تندرستی جوانی (۳) حین الامن جب کوئی مصیبت نہ ہو - یہ چھ حالتیں انسان کی ہیں۔

ان حالتوں میں اللّٰہ یاد رہے یعنی تنگی کے وقت معصیت نہ کر بیٹھے - نافرمانی سے اپنے تئیں بچاوے اور فراخی کے وقت شکر کرے - صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ غنی شاکر اچھا یا فقیر صابر - حضرت سید عبد القادر جیلانی کے بھی یہ بحث پیش ہوئی - تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فقیر شاکر اچھا ہے۔

اس سے اوپر ایک درجہ ہے اس میں صحت - غریبی - غنا کی کچھ پروا نہیں ہوتی - بلکہ اس درجے والا ہر حالت میں اللّٰہ کا شکر اور اس کی رضا پر شرح صدر سے راضی رہتا ہے۔

سیرت الجبال - اڑا دئے گئے یا چلائے گئے پہاڑ۔

قطعت بہ الارض - زمین دور تک قطع کر دی جاتی۔

لو کا جواب مذکور نہیں اس لئے جزا کی نسبت اختلاف ہے دو جواب اس کے بتائے ہیں - قراٰناً سے مراد کوئی کلام الٰہی ہے - پس فرماتا ہے کہ اگر کسی کلام الٰہی میں یہ بات ہے کہ اس سے پہاڑ چلائے جائیں - زمین قطع ہو - مردے بولیں - تو ہم اس قرآن میں ہی دکھا دینگے۔

دوم - یہ کہ اگر قرآن سے ہم ایسا ہی کر دیں - تو وہ یہی قرآن ہے - میری سمجھ میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن تمہارے تمام جبال یعنے امراء کو اڑا دیگا اور تمام زمین میں پھیل جاویگا - اور مردہ دل کفار زندہ مومن بن جاوینگے۔

بل للّٰہ الامر جمیعاً - بلکہ سن رکھو کہ تمام ملک میں اسلامی حکومت ہو جاویگی۔

یاْیئس - کے معنے تبین کے ہیں یعنی کیا نہیں جانا - دو شعر بڑی جستجو سے مجھے ملے ہیں

الم ییئسوا انی ابن فارس۔

مجھے سب میں قید کرنے لگے - تو میں نے کہا کہ تم کو علم نہیں اس بات کا کہ میں کون ہوں

پاس بھی بھائی قمیص ہی پُر خون کر کے لے گئے تھے۔ کہ بھیڑیا کھا گیا۔ پھر مصر میں بھی جب ایک عورت نے اتہام لگایا تو قمیص ہی سے بریت ہوئی۔ اب جب ان کی خوش حالی کا وقت آیا۔ تو اب بھی قمیص ہی بھیجا۔ یہ ایک مناسبت ہوتی ہے باریک بین لوگ اس قسم کی باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

علے وجہ ابی۔ میرے باپ کے آگے رکھ دو۔

یأت بصیراً۔ وہ یقین کرلے گا۔

لاجد ریح یوسف۔ فلسفی طبع لوگ اس کے معنے کرتے ہیں کہ یعقوب نے کہا۔ میں یوسف کی حکومت کے آثار پاتا ہوں۔ صوفیا نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے بعض حواس میں غیر معمولی ترقی بخشدیتا ہے۔ یہ لوگ زیادہ تجربہ کار اور اس کوچہ کے واقف ہیں۔ انہی کی بات ماننی چاہیئے۔

لولا ان تفنّدون۔ تفنید ملامت کرنا۔ احمق بنانا۔ خطاکار بنانا۔ گنہگار ٹھہرانا۔ آپنے ڈرایا کہ ایسا نہ ہو میری تکذیب کرکے گنہگار ہو جاؤ۔

انی اعلم۔ وقوعہ کے بعد کہا جب یقین ہوگیا۔

ادخلوا مصر۔ اس سے ثابت ہے کہ استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے تھے یہ بھی ایک ادب ہے۔

خرّوا له سجّداً۔ میرا تو یہی اعتقاد ہے کہ یہ سجدہ خدا کے شکر کا تھا۔

اذ اخرجنی من السجن۔ یہاں کنوئیں سے نکالنے کا ذکر نہیں کیا تاکہ بھائیوں کا دل نہ دُکھے۔ ان سے وعدہ لا تثریب کرچکے تھے۔

توفنی مُسلماً۔ چونکہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے عہد لیا تھا۔ کہ لا تموتن الّا وانتم مسلمون۔ اس کی ماتحت حضرت یوسفؑ نے یہ دُعا مانگی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توفی اور موت کے ایک ہی معنے ہیں۔

انباء۔ نبار کہتے ہیں عظیم الشان بات کی خبر۔

الغیب۔ یعنی یہ ایک پیشگوئی ہے۔

مورخہ ۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

(سورۂ یوسف رکوع نمبر ۶)

جناب یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ چھوٹے بچے کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ انبیاء علیہم السلام کسی کی حقارت بھی کرتے ہیں تو نام نہیں لیتے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کی حقارت کرنے والوں نے کتنے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی طرف جھکتا ہے اللہ تعالیٰ کو پسند آتا ہے چاہے وہ چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

اسی ضمن میں مکہ والوں کو بتایا کہ تم نبی کریمؐ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مبعوث ہونے کی حیثیت سے بچہ ہی تھے مگر ایک اولوالعزم حاکم کا لاساثابت ہوئے ... کا بُرا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ انا لہ لحافظون وغیرہ الفاظ ... کیا نتیجہ اُٹھایا۔

وما یؤمن اکثرهم باللہ۔ بہت لوگ بات ماننے کے لئے طیار ہوتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو انکار کرتے ہیں۔

الساعة۔ ساعت کے معنے صرف قیامت ہی نہیں۔

افلا تعقلون۔ تم لوگ کیوں نہیں اپنے آپ کو روکتے۔

حتّیٰ اذا استایئس الرسل۔ یہاں تک کہ جب رسول نااُمید ہو جاتے ہیں (کس سے؟ خدا سے نہیں کیونکہ قرآن شریف میں تو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یاس کرنے والا تو کافر ہوتا ہے۔ ولا تایئسوا من روح اللہ) اس بات سے کہ ہماری قوم ہم کو ملنے اور وہ جو ان کے مخالف ہیں۔ گمان کر لیتے ہیں کہ ہم سے جھوٹے وعدے کئے گئے تو اس وقت ہماری مدد پہونچتی ہے۔

وتفصیل کل شئی۔ ہم نے تو سب بیان کھول دیا ہے۔

یہاں سورۂ یوسف کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ رعد

مورخہ ۲۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱)

اللہ تعالیٰ فطری مسائل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بالخصوص دو مسائل کی طرف۔ (۱) محسن کی شکرگزاری (۲) اپنے سے بڑے علم والے طاقت والے کی طرف جھکنا (۳) جو دلائل سے نہ ملے اس کو سختی سے منوایا جاتا ہے۔ (۴) جو اس پر بھی نہ مانے اُسے ہلاک کیا جاتا ہے۔ المرٓ۔ انا اللہ اعلم و اریٰ۔

الکتٰب۔ کامل۔ جامع۔ محفوظ۔

الحقّ۔ حکمت سے بھری ہوئی۔

رفع السموات۔ پہلے ربوبیت کا ذکر کیا ہے۔

علی العرش۔ تخت حکومت پر۔

یدبر الامر۔ نبی کو بھیجتا اور اس کے متعلق فیصلہ کرتا۔

مدّ الارض۔ زمین کو وسیع بنایا۔

جعل فیها زوجین اثنین۔ نباتات میں نر و مادہ ہے اس کی عمدہ نظیر عرب میں کھجور ہے نر کے پھول کو مادہ پر ڈالتے ہیں۔ نر نباتات سے نر کی کمزوری کا علاج کرنے میں اور مادہ نباتات سے مادہ کا علاج۔ یہ طب کا اصول ہے۔ لوہا بڑی اعلیٰ دھات ہے۔ نر لوہا مرد کے لئے اور مادہ لوہا مادہ کے واسطے مفید ہے۔

ولکل قوم هاد۔ اِس سے ثابت ہے کہ قرآن شریف تمام جہان کے لئے اور اسلام یونیورسل ریلیجن ہے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیرہواں ۱۳

سورۂ رعد

مورخہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

بقیہ رکوع ۱۲

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یمحوا اللّٰہ مایشاء۔ کئی بادشاہتیں ایسی گذر چکی ہیں کہ ان کا اب کوئی نام بھی نہیں جانتا سب باتوں کا علم اللہ ہی کو ہے۔ یہ جو مقرر کرتے ہیں کہ دنیا سات ہزار برس سے ہے یا دوارپے یا سترہ صفر اس سے پہلے پڑ ہاکر اپنی قدامت کہتا ہیں خدا کی ابدیت کے سامنے یہ اعداد کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ اسی لئے ہماری کتاب نے کوئی مدت مقرر نہیں کی۔ فرعون نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ ما بال القرون الاولیٰ۔ اونہوں نے صاف سنا دیا۔ علمہا عند ربی۔ مجھے کیا معلوم۔ خدا کو سب علم ہے میں بھی اس شخص کی نسل سے ہوں جس نے کہا۔ ان کنت کتبتنی من الاشقیاء فامح اسمی من الاشقیاء والبتنی فی السعداء

میں ایک دفعہ سخت ابتلا میں تھا۔ ایک مجذوب دوست نے مجھے کہا۔ واللہ غالب علی امرہ۔ وہ تو اپنے حکم پر بھی غالب ہے۔ جس کو سنتے ہی سب غم کافور ہو گیا۔

اطرافہا۔ عربی زبان میں حاکم۔ محکوم۔ امرار۔ غربار اغنیار۔ فقرار کو کہتے ہیں۔ یہ گویا نشان بتایا ہے۔ کہ تم لوگوں نے مذہبی جنگ شروع کر دی۔ اچھا اب دیکھ لینا کہ ہم تمہارے اس ملک میں آتے ہیں۔ تمہارے امرار اور غربار کو تعلیم قرآنی میں داخل کر کے تمہاری تعداد گھٹا رہے ہیں۔ جو لوگ یہ معنے کرتے ہیں کہ۔۔۔۔ دائرہ کے محیط کو ہم گھٹا رہے ہیں۔ یہ غیر ضروری باتیں ہیں۔ عوام الناس ایسی باتوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

وھو سریع الحساب۔ یعنی تمہاری جلدی ہی خبر لی جاوے گی۔ یہ آؤ تو غیبک کھولا ہے۔

مکر۔ ہمارے ملک میں اس کے معنے خراب ہو گئے ہیں۔ دیکھئے عرب میں گالی یہ ہے کہ کسی کو کہنا شکست۔۔۔۔ یا گیا یا اس نے قحط میں بھوکوں کو کھانا نہ دیا اور ہمارے ملک میں گالی کا مفہوم پورا ہی نہیں ہوتا جب تک اپنی ماؤں کو سوروں کے سپرد نہ کریں۔

مکر۔ عربی میں تدبیر کو کہتے ہیں اور یہ تدبیریں دو قسم کی ہیں۔ بُری اور پاک۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ واللّٰہ خیر الماکرین۔ اور لا یحیق المکر السیّئ الا باھلہ۔

یاد رکھو کہ ہمیشہ لفظوں کے وہ معنے لیں جو کہ اصل زبان میں ہوں۔ ہندوستان کا مذاق عجیب ہے۔ لکھنؤ میں خلیفہ حجام کو کہتے ہیں۔ اور لواطت کی مرض کو علت المشائخ۔ حالانکہ عربی زبان میں خلیفہ اور شیخ بڑے پاک اور اعلےٰ خطاب ہیں۔

یعلم ما تکسب کل نفس۔ چور۔ زانی۔ شراب خور۔ غرض تمام نافرمان کبھی انجیر کچھ نہیں پاتے۔

ایک تاریخی واقعہ۔ ہارون رشید کا ایک بھائی بڑا زیرک تھا اس نے اسے احتساب پر مقرر کیا۔ اس نے بازار کی دوکانوں کی تحقیقات کی۔ ایک دوکاندار سے پوچھا اوس نے بتلایا کہ پیسہ روپیہ نفع لیتے ہیں اور کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ بزانے پوچھا اس نے کہا کہ چار آنہ فی روپیہ نفع لیتے ہیں۔ کوئی رقم مار ہی لیتے ہیں۔ مگر معمولی کام چلتا ہے۔ پھر ان دوکانوں کی خبر لی۔ جن میں چور اپنا مال تھوڑی قیمت پر فروخت کر جاتے ہیں۔ اوس نے کہا نفع تو ہم ایک روپیہ کا سو بھی کما لیتے ہیں۔ مگر ہمارا مال نقصان ہو کر حساب برابر ہی رہ جاتا ہے بلکہ بعض وقت کھوٹ وہو کہ میں سے کر سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہارون رشید کے بھائی نے جا کر کہا احتساب کی ضرورت نہیں۔ خدا خود ہی اپنا۔

کفیٰ باللّٰہ شھیداً۔ اپنی صداقت میں اللہ کی نصرت کی گواہی پیش کی ہے۔ کہ باوجود کوئی جتھا وغیرہ نہ ہونے کے میں کامیاب ہوں گا۔ دوم تمام اہل کتاب اپنی اپنی کتابوں سے اس کی تعلیم کا مقابلہ کر لیں اور دیکھیں کہ کیسی جامع و اعلیٰ تعلیم ہے۔

یہاں سورہ رعد کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ ابراہیم

(مورخہ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء رکوع ۱۳)

یبغونھا عوجاً۔ ایک عِوَج آیا ایک عَوج۔ دین و زمین میں عوج بولتے ہیں اور عوج نیزہ۔ دیوار۔ دانت پر بولتے ہیں۔ بعض لوگ ٹیڑھا کر کے سیدھی راہ چاہتے ہیں۔

لیبیّن لھم۔ معلوم ہوا کہ رسول کے نواب کو بہت سی زبانیں سیکھنی چاہئیں۔ تاکہ سب کھول کر دین حق بتا سکیں۔

ولقد ارسلنا موسیٰ۔ ایک مثال بیان فرماتا ہے۔

بایّام اللّٰہ۔ نعم اللہ ونقم اللہ۔ خدا کی نعمتیں اور اس کے عذاب۔

ایک شعر یاد آگیا۔ وایام لنا غر طوال عصینا الملک فیھا ان ندینا۔

صبّار۔ جو صبر سے کام لے اس کو خدا اپنی جناب سے بہت سے نشان دکھا دیتا ہے۔

یذبحون ابناءکم۔ جو قومیں اکٹھی رہتی ہیں ظالم لوگ ان کو بیگار میں پکڑ لیتے ہیں۔ جیسا کہ سکھوں کے عہد میں جولاہوں کو پکڑ لیتے تھے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی فرعون نے یہی معاملہ کیا۔ مگر محنت سے جب ان کی اولاد ترقی ہونے لگی۔ تو پھر اس کو قتل کرنے کی تدبیریں کیں۔

بلاءٌ۔ خدا کا بھاری انعام کہ موسیٰ کو بھیجدیا۔ وہی بنی اسرائیل کہ جو بیگار میں پکڑے جاتے تھے۔ آخر جب تک خدا کے حکموں کے مطیع رہے۔ فاتح بھی ہوتے۔ عمار بن یاسر کے ساتھ کیا کیا مکہ والوں نے۔ اور اس کی ماں کے ساتھ کیا کیا۔ ان کی شرمگاہ میں نیزہ مار دیا۔

ایک امراء القیس کا شعر مجھے ملا۔ جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

فلو انھا نفس تموت سریحۃ ۔ ولکنھا نفس تقطع انفسا۔

اس کے معنے میں بعض لوگوں نے دہوکہ کہایا ہے۔ بلکہ ایک کافر نے ٹھٹھا اُڑایا ہے چنانچہ وہ القارعۃ یا القارعۃ کے معنے لکہتا ہے۔ کہ ٹھوکنے والی تو کیا جانتا ہے ٹھوکنے والی عربی زبان میں چہوٹے لشکروں کو قارعہ کہتے ہیں۔ قارعہ کے معنے ہیں کتیبہ سریۃ۔ وہ دستہ فوج جو دشمن کی سرکوبی کے لئے بہیجا جاوے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ پہلے ہم چہوٹے چہوٹے دستے سرکوبی کے لئے بہجوائیں گے۔ یہاں تک (یہ آؤ کے معنے ہیں) کہ تو ان کے دار (مکہ) میں فتحیاب داخل ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسی نے پوچہا کہ آپ مکہ کہاں نازل ہونگے تو آپ نے فرمایا کہ خیف بنی کنانہ۔ جہاں کہ قطع تعلقات کا کفار نے مشورہ کیا تہا آجکل اس کا نام معبدہ رکہا ہوا ہے۔

یاتی وعد اللہ۔ یعنی للہ الامر جمیعا کا وقت (جب اس علاقہ میں اسلامی حکومت ہو جاوے) آجاوے گا۔ یہ لولا انزل علیہ آیۃ۔ کا جواب ہے۔ کہ نشان جس طرح کا تم نے دنیا ہو وہ بھی دکہا دیا جاوے گا۔

مورخہ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۱)

خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو رنگ برنگ بنایا ہے۔ ہم اس وقت جس قدر اشخاص موجود ہیں۔ دیکھو سب کی خواہشیں اور غرضیں الگ الگ ہیں۔ عمر کے اعتبار سے تدبیریں سب کی جُدا جُدا ہیں۔ بہلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ساری دنیا ایک ہی رنگ میں رنگین ہوجاوے ہرگز ساری دنیا ایک رنگ میں رنگین نہیں ہوسکتی۔ یہ بات غلط ہے کہ ساری دنیا ایک حالت میں ہوجاوے۔ اللہ تعالےٰ کے رسُول جب آتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو تعلیمیافتہ ہوتے ہیں اور گویا خدا کے حضور سے نبوت کی ڈگری لیکر اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ اسلئے لوگوں کی عقلیں اور رسوم اور حالتیں سب ان کو اپنی اصلی حالت میں ناقص ہی نظر آتی ہیں لوگ جب دیکھتے ہیں کہ یہ سب کے نقص بتاتا ہے تو وہ تحقیر کرتے ہیں اور وہ تحقیر مخالفوں نے چار طور پر کی ہے۔ (۱) ادنےٰ عقل والوں نے کہا۔ یحکم من ارضکم (۲) ان سے بڑہکر عقل والوں نے کہا۔ یرید ان یتفضل علیکم۔ صرف بڑائی چاہتا ہے (۳) ان سے بڑہ کر عقلمندوں نے کہا اسے جنون ہے (۴) بعض نے کہا کہ اس کو خواب آتے ہیں۔ بلّی کو چھیچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔ اضغاث احلام۔

استھزئ۔ استہزاء ھزو سے نکلا ہے۔ ھزو کسی چیز کو ہلکا سمجہنا۔ خفیف گروانا۔

املیت۔ ڈھیل دی۔ مہلت۔

عقاب۔ بدکاری کے بعد اس کا نتیجہ۔

سمّوھم۔ کسی کا نام تو لو۔

بما لا یعلم فی الارض۔ کیا تم سمجہتے ہو کہ خدا بے خبر ہے اور ان بُتوں کے ذریعے اس کو خبر دیجاوے بظاھر۔ اس کے معنے میں اختلاف ہے۔ صحابہ نے اس کے معنے کئے ہیں باطل بلیغ زنی کی باتیں۔ متاخرین نے معنے کئے ہیں جو بات دل میں نہ ہو۔

لھم عذاب فی الحیٰوۃ الدنیا۔ کفار نے صلح حدیبیہ میں ایسی شرائط کی تعیین جن میں ان کی عزت ہی عزت تہی۔ مگر خدا نے وہی شرائط ذلت کا موجب بنا دیں۔

غرض ہر ایک بدعمل۔ ہر ایک متکبر۔ ہر ایک جہوٹا اسی دنیا میں ذلیل اور بے اعتبار بنتا ہے بدمعاملہ کرتا ہے۔ اولاد کے لئے مال چہوڑنے کے لئے مگر وہ اولاد بہی نہیں رہتی ابوجہل کو اپنے معزز و مکرم ہونے پر گھمنڈ تہا۔ خدا نے اسے دو کاشتکار لڑکوں کے ہاتھ سے مروایا۔

مالھم من اللہ من واق۔ اس میں اشارہ ہے کہ بت کیا بچا سکینگے۔ ان کو اپنی ہی خبر نہیں

مثل الجنۃ۔ اسے صفت الجنۃ۔

اٰتینٰھم الکتاب۔ اپنی کتاب کا فہم بخشا ہے۔

افمن ھو قائم۔ وہ ذات پاک جو ہر ایک چیز کے پاس نگران ہو رہا ہے اور ہر ایک چیز کو دیکھتی ہے یعنے خدا۔

جعلوا للہ شرکاء باوجود اس کے کہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ تب بہی لوگوں نے اللہ کی سی امیدیں دوسروں کے ساتھ لگا رکہی ہیں۔

مورخہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۲)

بعض لوگ اس خیال کے تھے کہ دنیا سے تعلقات نہیں چاہیئے۔ تعلق محض حضرت سبحانہ سے چاہیئے۔ ایسے لوگ اس زمانہ میں بہی پائے جاتے ہیں جن کو سادھو۔ اداسی وغیرہ کہتے ہیں ان کے جواب میں یہ آیات فرماتا ہے۔ کیونکہ اسلام جامع کمالات۔ مذاہب مختلفہ ہے۔ اس نکتہ کو نہ سمجھکر ہر فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے روسے اس پر اعتراض کرنے میں غلطی کہائی ہے اگر بیاباںوں میں رہنے والوں نے ازواج اور ذریت کو بُرا مانا یا تو دُنیا داروں کو یہ اعتراض تہا کہ ذکر و شغل کے لئے اتنا وقت کیوں ہو۔ اسی طرح صحابہ کرام جہاد کے متعلق تلوار و تیر کو درست کرتے رہتے۔ جس کو بعض فقراء جو مرغے کا ذبح کرنا بہی نہیں دیکہ سکتے) دیکھ کر حیران رہ جاویں۔ اسلام نے ایک درمیانی راہ اختیار کی۔ اور سب باتوں کو لے کر ان میں اصلاح فرمادی۔

ارسلنا رسلاً۔ جواب یوں دیا ہے کہ سب انبیاء کی بیبیاں اور اولاد تھی۔ اس نبی میں نئی بات نہیں۔ کوئی شخص جب تک گھربار والا نہ ہو تمام کمالات انسانیہ کا مظہر نہیں ہوسکتا اور نہ تمام خلقت کے لئے نمونہ بن سکتا ہے۔ پس ضرور تہا کہ راستبازوں کی جماعت بیوی بچوں والی ہوتی۔ جن لوگوں نے تقدس و تطہر کے لئے نکاح سے علیحدگی لازم ٹھہرائی۔ آخر سخت سے سخت بدکاریوں میں گرفتار ہوئے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بیوی بچوں میں اتنا انہماک کہ خدا کو بہول جاوے ناجائز ہے۔

وما کان لرسول۔ ہر شخص کو نشان دکہانا ضروری نہیں۔ بعض تو بیعت ہی اس معیار پر کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد آسائش ہوجاوے اور ہر ایک مراد پوری ہوجائے۔ جو ذرا بہی خلاف مرضی ہُوا۔ تو بس کہہ دینگے دیکھ لیا۔ فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجہہ۔ خسر الدنیا والاٰخرۃ۔

لکل اجل کتاب۔ ہر وقت کے لئے ایک قانون ہے اسی کے ماتحت سب مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

تصحیح۔ صفحہ ۱۳۱۔ آخری سطر کا علوی ترجمہ یوں چاہیے۔ اول الم بانشعبہ ... الم یا تصویر ... فارسی ... دوم

بامر ہٖ - یہ لفظ یاد رکھنے والا ہے ما آ سلیمان علیہ السلام کی بیان مین کام دیگا)

سخر لکم - ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ آؤ تمہین تسخیر کا عمل بتادین - مین نے کہا کہ مجھے ضرورت نہین - کیونکہ مجھے ایسا عمل یاد ہے - کہ جس سے نہ صرف سورج بلکہ چاند اور رات دن - نہرین سب مسخر ہون - اس آیت کریمہ نے ان تسخیرون سے ہمین ایرپوا کردیا ہے -

مورخہ ۳ جنوری ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۱۸)

... جو لوگ دنیا مین سب سے بڑے آدمی گذرے ہین ان سب کے سرتاج ابراہیم تھے دنیا مین دو خلیل گذرے ہین - ایک خلیل الرحمان - ابراہیم مین [illegible] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... تیسرے کا نام معلوم نہین -

تم نے سنا ہوگا - کہ ساری یورپ ساری امریکہ ... سلطان - ابراہیم کو راستباز اور عظیم الشان مانتے ہین - اسنے بڑے عظیم الشان ... خاص توجہ کے قابل ہے سلوک وہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے ... کیا جاتا ہے -

رب اجعل ھذا البلد آمنا - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سے معاہدہ کیا تھا - کہ ہم تیری بات مانین گے ... چنانچہ جب ہاجرہ بی بی کے لڑکا پیدا ہوا تو ... کہ اے ابراہیم بموجب اپنے وعدے کے اس لڑکے اور اس کی ماں کو ... میں چھوڑ آ - جہان سے ہمین ان کی کوئی خبر نہ آسکے - انبیاء ایسے معاملے خدا کے حکم سے کرتے ہین چنانچہ وہ اپنے بچے اور بیوی کو ایک جنگل مین چھوڑ آئے - مگر خدا پر ایمان کی یہ کیفیت ہے - کہ اس بیابان کو البلد فرماتے ہین - آپ کو یقین تھا - کہ یہ شہر ہو جائیگا -

ان نعبد الاصنام - میرے ایک دوست بیمار تھے - ان کی موت مین تین دن باقی تھے - کہ کہنے لگے - ایک نکاح چاہتا ہون - سب نے تعجب کیا - تو کہنے لگے - مین تو صرف یہ چاہتا ہون - کہ کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا اور پیدا ہو جاوے ... موجود تھی -

وھب لی علی الکبر - اسماعیل ۸۶ برس کی عمر مین پیدا ہوئے تھے - اور ۹۹ برس کی عمر مین اسحٰق پیدا ہوئے تھے -

ربنا اغفر لی ولوالدی - قرآن شریف مین دوسرے مقام پر فرمایا - الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک - اس جگہ دعا مین آپنے والدی فرمایا ... اور ... کی دعا ہے اور ... وہان ایک لفظ ہے - معلوم ہوا - آپ سے چچا مراد تھا والمؤمنین -

مورخہ ۴ جنوری ۱۹۱۰ء

(رکوع ۱۹)

مین اللہ دیکھتا ہون - یہ اس سورۃ کا ابتدا ار تھا - جس کا مطلب یہ تھا - کہ مین بگو ان حاکم ہون - خلاف ورزی پر سزا دونگا - چنانچہ اس کو کھولتا ہے اور فرماتا ہے -

غافلاً - بےخبر -

لیوم - ایک وقت کے لئے -

مھطعین - اھطاع کے معنے " جلدی کرنے کے ہین " اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کے -

لا یرتد الیھم طرفھم - آنکھ جھپک نہ سکین گے -

ھواء - خالی ہون گے - عربی زبان مین اس دل کو کہتے ہین - جس مین خیر و عقل ہو - عقل وہ صفت ہے - جس سے مومن اپنے تئین بدیون سے روک سکتا ہے -

یوم یاتیھم العذاب - جب ایک بچے کے سامنے بھی شرمندگی والا نیو الا کوئی کام کرنے کی جرأت نہین ہوسکتی - تو جہان اوّلین و آخرین جمع ہونگے وہان کیسی ندامت ہوگی - اس سے بچنے کا سامان کرو -

من زوال - زوال نہین ہوگا - یا تمہین انتقال نہ ہوگا - اس دنیا سے دار آخرت مین نہ جاوین گے -

کیف فعلنا بھم - فارسی مین ایک شعر ہے -

مجلسے وعظ رفتنت ہوس است ؛ مرگ ہمسایہ واعظے بس است

ہر ایک شہر مین جہان کوئی آسودہ گھر ہوتا ہے اس کے پڑوس مین یا اس کے اوپر چڑھ کر دیکھنے سے کوئی نہ کوئی ویران شدہ مکان یا گھر یا نظارہ ضرور عبرت و نصیحت کے لئے نظر آتا ہے - یہ نکتہ مجھے میرے ایک اُستاد نے بتایا تھا جسے مین نے اکثر مقام پر صحیح دیکھا - اس کی نسبت بہت مثالین حضور نے سنائین - جموّن مین - قادیان مین - اور چند رؤسا کی زبانی فرمایا ایک رئیس کو مجھ سے نفار تھا - مگر مین نے اسے نصیحت کرنا چاہی - ...... اس کی مجلس مین چلا گیا - آخر مجھ سے پوچھا کیون آئے - مین نے کہا کہ آپ کا ناصح کون ہے - میرے تعلقات تو آپ سے ایسے نہین ورنہ مین یہ فرض بڑے شوق سے ادا کرتا رہتا - پھر یہ استاد کا نکتہ سُنایا تو اس نے کہا - جہان مین بیٹھتا ہون - اس کے سامنے کا محراب ایک بڑے رئیس کا تھا - اور اس کی گھر والی ہمارے برتن صاف کرتی ہے -

(۲) اس مسجد مین جلسہ کے دنون مین نماز پڑھنے لگے - تو اس پڑوسی نے گالیان دینی شروع کین امام نے فرمایا - شاہی خیمے کے پاس کسی کا مخل ہونا اپنے پر شامت لانا ہی ہوتا ہے - یہ مسجد خدا کا شاہی خیمہ ہے - ایک وقت مین نے عرض کیا - حضور وہ تو فروخت کرتے ہین - کہا مین تو دس روپے کو بھی نہین لون گا -

ذو انتقام - بعض لوگون نے اس صفت کو نادانی سے گرا...

اور ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف طرفوں میں چلائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قوم کو فاتح بنایا۔ اونہوں نے نہ صرف عرب کو فتح کیا بلکہ چین و تاتار تک پہونچے۔

مورخہ ۲۵ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(سورۃ ابراہیم - رکوع ۱۴)

ایک شخص کو گدا کی عادت تھی۔ دن بھر لقمہ للہ کے لئے پھرتا رہتا۔ آخر اس نے کعبہ کا دامن پکڑ کر توبہ کی اور دیا سلائیاں بیچنی شروع کیں۔ دو چار پیسے سے تجارت شروع کی۔ جس کے نتیجے پیسے بن گئے۔ آخر یہاں تک نفع حاصل ہوا۔ کہ وہ ایک کوٹھی کا مالک بن گیا۔ اصل یہ ہے۔ کہ صداقت و راستبازی پر چلے اور جو نفع مل جائے لے لے۔ یہ شکر گزاری کا نتیجہ تھا۔ ایک چور نے مجھے طبابت میں او سیلا دیا۔ جسے میں نے شکریہ سے لیا۔ اور ہزار روپیہ کمائے۔

تاذّن۔ اَعْلَمَ۔ علم دے دیا۔ بتا دیا۔

فردّوا ایدیھم فی افواھھم۔ اس کے دو معنے کئے گئے ہیں۔ لوٹائے ان کا فردن ہاتھ اپنے نبیوں کے منہ پر۔ یعنے بدمعاش ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتے کہ آپ بات نہ کریں۔ ہم نہیں سننا چاہتے۔ دوسرے معنے جو عضوا علیکم الانامل من الغیظ۔ کے مطابق ہیں یہ کہ اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ڈالتے تھے۔ بوجہ شدت غیظ و غضب۔

افی اللّٰہ شکّ۔ چار قسم کے لوگ ہیں۔ ایک عام جو خواص سے سن کر ایمان لاتے ہیں۔ دوم۔ جو کتب پڑھ کر یقین کرتے ہیں۔ سوم گروہ حکما کا ہے۔ جو عالم کے انتظام کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ایک گھڑی خود بخود نہیں بنتی۔ تو یہ کارخانہ اتنا بڑا کارخانہ خدا کے بغیر کس طرح چل سکتا ہے۔ چہارم گروہ ہے۔ اللہ کے پیارے بندوں کا۔ جن کو یقین ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ اور انہیں اپنی قدرت نمائیوں سے یقین دلاتا ہے۔ یہ گروہ تعجب انگیز ترقی کرتا ہے اور خدا پر ایسا یقین رکھتا ہے کہ جو ذرا بھی شک رکھنے والا دیکھیں۔ تو تعجب سے کہتے ہیں۔ کیا اللہ کے معاملہ میں بھی شک ہو سکتا ہے۔

فاطر السمٰوات والارض۔ وجد انی شہادت کے بعد دلیل بھی دی ہے۔ جو حکما کی دلیل ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ وہ ہم سے خود بولتا ہے۔ اس نے ہمیں کہا ہے کہ خلقت کو میری طرف بلاؤ۔ تا میں ان کے گناہ معاف کر دوں۔ کہ دریان ڈھانپ لوں۔

ولکن اللّٰہ یمن علیٰ من یشاء۔ یہ تفاوت خود انسان کے وجود میں بھی ہے۔ ایک مکان ہے۔ جس سے پاخانہ نکلتا ہے۔ لیکن ایک جگہ ہے جس سے خدا کا نام نکلتا ہے۔ پس وہ مالک اور حکیم و علیم ہے۔ جس پر چاہے۔ اپنے مکالمہ او نزدیکی کا انعام کرے۔

مورخہ ۳۰ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(سورہ ابراہیم - رکوع ۱۵)

انسان کو جس چیز کی عادت یا الفت پڑ جاتی ہے۔ وہ اس کو چھوڑتا نہیں۔ حبلث الشیءُ یعمی و یصم۔ چیز جو بیچے عیوب کا بینا و شنوا نہیں ہوتا۔

انبیا جب سچائی کو لاتے ہیں۔ ان کی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ عقائد کے متعلق جس کے دلائل بڑے کھلے ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ کو ماننا۔ فرشتوں پر ایمان۔ کتب پر ایمان۔ انبیا پر ایمان۔ لقدیر پر ایمان۔ جزا و سزا پر ایمان۔ دوسرا حصہ عمل درآمد کا ہے جو تفاصیل کے نیچے ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں۔ تفصیل میں بعض باتیں علمی تدبرات کے لئے ہوتی ہیں۔ مجتہدین و ائمہ دین کا امتیاز ایسے ہی مسائل پر ہوتا ہے۔

نبی جب آتے ہیں تو ایک گروہ ان کی تعلیم کو اپنی رسم و عادت و العنت کے خلاف دیکھ کر مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے۔ اور کفر و عناد میں یہاں تک پہونچتا ہے کہ کہہ دیتا ہے لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا۔ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ مگر تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ او۔ بمعنے حتّیٰ اور الّا کن۔ امرء القیس اپنے ساتھ والے کو کہتا ہے۔ جب اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے شاہ روم سے مدد لینے جاتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ

فقلت لہ لا تبک عینک انما نحاول ملکا او نموت فنعذرا۔

الارض۔ اور ایک زمین۔ ارض کا ترجمہ ہے۔

واستفتحوا۔ قضیا و فیصلہ کا فیصلہ چاہا۔ نبی بھی دعا مانگتے ہیں اور کفار بھی فیصلہ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

جبار۔ کے معنے متکبر۔

عنید۔ جو حق کا مقابلہ کرے۔

من ورآئہ۔ وراء کا ترجمہ ہے آگے۔ بعض وقت اس کے معنے پیچھے ہوتے ہیں۔

الموت۔ دکھ اور مصیبتیں۔ دل میں بھی جسم میں بھی۔ گھر۔ دوست۔ احباب۔ بیوی سب میں مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی۔

مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء

(سورہ ابراہیم - رکوع ۱۶)

بما اشرکتمون۔ انکار کیا ہے اس سے کہ تم نے مجھے ساتھی ٹھہراؤ۔ میری فرمانبرداری کرو میرا کہا مانو۔

فی السماء۔ بہت بلندی میں۔ حضرت صاحب نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ پاکیزہ بات دل میں گڑ جاتی ہے اور اس پر اعتراض کا ہاتھ نہیں پہونچتا۔

کشجرۃ خبیثۃ۔ صحابہ کرام نے فرمایا ہے۔ کہ جیسے حنظل کا درخت۔

مورخہ ۲ - جنوری ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۷)

بدّلوا نعمت اللّٰہ۔ اوس نے احکام اگر کوئی پرواہ بھیجیں اور ان کی کوئی ناشکری کرے یا پرواہ نہ کرے اس پر عتاب نازل ہوتا ہے۔

پھر وہ فرمان جس کا بھیجنے والا احکم الحاکمین ہے اور لانے والا جو کمالات رسالت کمالات انسانیت کمالات نبوت کا خاتم ہے اس کے منکر کا کیا حال ہونا چاہیئے۔

نعمت اللّٰہ۔ قرآن۔ اسلام۔ جناب رسالتمآب خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ ہیں۔

بدلوا۔ ان لوگوں نے جو نعمت اللہ کا الٹا سلوک کیا کہلائے۔

البوار۔ ہلاکت۔

یصلونھا۔ یہ احلوا پر اطناب ہے۔ تا مضمون ذہن نشین ہو۔ داخل ہوں گے۔

وجعلوا۔ یہ کفر کی تفصیل ہے۔

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چودھواں

سورۃ الحجر

(مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۱ء رکوع ۱)

الٓر - انا اللہ ..... ارٰی - دیکھنا خدا کی وہ صفت ہے جس کا ظاہری امور کے ساتھ تعلق ہے اور علیم وہ صفت ہے کہ باطنی امور کے ساتھ تعلق ہے یا عام ہے - خدا تعالیٰ اس سورۃ میں ان شوخیوں و شرارتوں کا ذکر فرماتا ہے - جو کفار نے رسل اور ان کی جماعت سے کیں اور بتاتا ہے کہ میں ان شرارتوں کو دیکھتا ہوں -

الکتاب - کیتہ فوج کو کہتے ہیں - اللہ تعالیٰ کی کتاب دشمنوں کی مختلف حملوں اور شبہات اور بدیوں کی دافع ہوتی ہے -

یود الذین کفروا - اس کتاب کے دلائل ایسے پختہ ہیں کہ کافروں کو بھی بعض اوقات جی کرتا ہے - کہ ہم مسلمان ہو جاویں - اسلام نے خدا کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی - جس کو پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے شرم آئے -

ہندو کہتے ہیں کہ خدا نے سور کا اوتار لیا - تو انہیں اس کی کوئی توجیہ کرنی پڑتی ہے اسی طرح عیسائی جب بیٹا کہتے ہیں تو اس کو عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں - مگر اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ہر عیب سے منزہ اور مکروہیوں سے مبرا ہے

ذرھم - خدا کی طرف سے کوئی مذہب ایسا نہیں آیا - جو تمام آدمیوں کو بجبر منوایا جاوے اسلام نام ہے صدق دل سے مان لینے کا اور جبر و اکراہ میں یہ بات ہرگز نہیں -

وما اھلکنا من قریۃ - اللہ تعالیٰ تبدیل مذہب پر نہیں پکڑتا - بلکہ نقض امن اور شوخی و شرارت پر اس دنیا میں مواخذہ فرماتا ہے -

کتاب معلوم - اس دنیا میں بھی اس کا نظارہ ہمارے سامنے ہے - کہ زناء ایک حد تک کرکے اس کے بعد سوزاک یا آتشک ہوتا ہے -

انک لمجنون - راستبازوں کو آج تک ایسا کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ نون میں ایک بات فرمائی ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے ان کے خلاصے در خلاصے اور علوم کو جمع کرو - تو رسول اللہ مجنون ثابت نہ ہوں گے - بلکہ اعقل الناس -

سورۃ ن میں فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم - سات موقعہ پر انسان کے خلق کا جلوہ ہوتا ہے (۱) ایک مثلاً انسان گھوڑے یا ہاتھی پر چڑھتا ہے اسے دیکھ کر کئی لوگ حسد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا دادا ایسا تھا یا پردادا ایسا - اخلاق فاضلہ ہوں تو یہ فضول کارروائی نہ کریں - پس ایک بہشت تو وہ ہوا - جب ایسی ٹھٹھی باتیں نہ لگیں دوسرا بہشت - بیوی کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں - اسی طرح بچوں اور لڑکوں کے ساتھ اچھا تعلق ہی ہے - تو یہ تیسرا بہشت ان کا ہے پھر اپنی قوم کے ساتھ معاملات میں عمدہ اخلاق رکھتا ہے - تو یہ چوتھا بہشت ہے - پھر قوم کی دو قسمیں ہیں - اپنے ہم مذہب یا غیر مذہب ان سے تعلقات محبت والے ہوں تو پانچواں بہشت ہے - ایک بادشاہ سے تعلقات ہیں ایک خدا سے حضرت نبی کریم کو فرمایا تو بڑے اعلیٰ خلق پر ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلق اپنی ذات میں بے نظیر تھے بیویوں کے ساتھ اس سے بڑھ کر - قوم کے ساتھ ایسا صاف معاملہ - کہ جب تک خدائی پیغام نہیں پہونچایا - سب آپ کو صادق و امین سمجھتے تھے - ولا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون - بادشاہوں کے ساتھ ایسے اچھے تعلق کہ آپ کے مریدوں نے حبشہ میں کس امن سے زندگی گزاری اور خود مکہ کے شریر انگیز رئیسوں میں کیسے مامون رہے - پھر خدا سے ایسا تعلق - کہ قرآن شریف جیسی خاتم الکتب کی وحی کے مہبط ہوئے - کیا ایسا شخص مجنون ہو سکتا ہے - جو تمام مدبران ملک کی تجویزوں اور تدبیروں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا

وما کانوا اذاً منظرین - چنانچہ جب فرشتے آئے - تو کفار کو نہ بدر میں مہلت ملی نہ کسی اور غزوہ میں -

انا نحن نزلنا الذکر - فرشتوں کا ایک ثبوت دیا ہے - کہ دیکھو یہ کتاب ہے اس کی حفاظت آخیر زمانے تک فرشتے کریں گے - تم اس کے خلاف کوئی غلطی تو ثابت کر دو - سائنس نے کس قدر ترقی کی - تاریخ کی کیسی چھان بین ہوئی - مگر قرآن شریف کی کوئی بات جھوٹی نہ ہو سکی سچ فرمایا - لا یاتیہ الباطل -

وقد خلت سنۃ الاولین - یہ فرشتوں کے نزول کا دوسرا ثبوت فرمایا - کہ نشان جو تم مانگتے ہو وہ بھی آ جاوے گا - جیسا اگلے مکذبوں سے ہوا ویسا ہی تم سے ہوگا چنانچہ ہوا - بدر میں فرشتے آئے - اور کفار کو ہلاک کر دیا -

ولو فتحنا علیھم - یہ ضدی لوگوں کا بیان ہے -

سکرت ابصارنا - ہماری آنکھیں کسی نشے کی متوالی ہو گئیں - ہم پر سحر ہو گیا - وغیرہ وغیرہ

مورخہ ۶ جنوری ۱۹۱۱ء

(سورۃ الحجر رکوع ۲)

آئندہ کے واقعات قبل از وقت انسان کو معلوم ہوں یہ آدمی کو تڑپ لگی ہوتی ہے - اس کے لئے مخلوق نے عجیب عجیب تجویزیں کی ہیں - میں نے ایک شانہ بینی کی کتاب دیکھی - ایک دنبہ کو خاص خیال پر ذبح کرتے ہیں اس کے شانہ کو پانی میں ابال دیتے ہیں اس پر چند نقطے نظر آتے ہیں - جن پر احکام مرتب کرتے ہیں - دوم - خط تقدیر اس کے لئے چار مقامات ہیں (۱) بعض نے ہاتھ کے شکنوں پر کتابیں لکھی ہیں بعض نے چین جبین پر - بعض نے انسانی بدن کی دوسری شکنوں پر بلکہ بعض ناخنوں پر (۲) ایک اور علم ہے - جو کھوپری کے متعلق ہے - اس علم کی بھی یہی غرض ہے - رمل بھی ایسی

دیکھا ہے۔ مین نے یسوعیئون سے پوچھا ہے۔ کہ یسوع تو رحم مطلق ہے۔ مگر اپنے قاتلون اور مخالفون کے لئے کفارہ تو نہ ہوئے۔ ان کے لئے تو انتقام ہی کی صفت رہے۔

یوم تبدل الارض غیرالارض۔ دنیا مین تو یہ کہ یہ مشرکون کی زمین مشرکون کی نہین رہے گی۔ موحدون کی ہو جاوے گی اور ایک تبدیل الارض حشر کے دن کا۔

وتری المجرمین۔ ایسے نظارے دنیا مین دکھلائی دینے ضرور ہین۔ اگلے جہان کے وعدہ۔ تو سب قومین کرتی ہین۔ ایک چوہڑا کہتا ہے۔ کہ کل قومین متکبر ہین اس لئے وہ جہنم مین جائین گی۔ مگر ہم ہی۔ تکبر نہین کرتے پس ہم ہی بہشت کے حقدار ہین۔

اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع تعلق کرنے والے ہین۔ ایک دن آتا ہے کہ ان کی مشکین کسی جاوین گی۔ چنانچہ دنیا مین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بدر کے دن ایسا ہی ہؤا۔

جب دنیا مین اس کا نمونہ دکھا دیا۔ تو آخرت مین ضرور ایسا ہو گا۔ سریع الحساب اسی لئے فرمایا۔ کہ دنیا مین ہی اس کا نمونہ دکھائین گے۔

یہاں پارہ تیرھوین کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین

در مدح قرآن کریم

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے سر خود کشیدہ از فرقاں — پا نہادہ بہ لجۂ طغیاں
بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا — توبہ کن از فسوس و بازی ہا
اینچہ چشمیست کور و سخت و کبود — کافتابے درو چو ذرہ نمود
تا نہ گیری کنارہ زیں رہ و خو — ہست دور از کنار کشتی تو
با خدائت عناد و کین تا چند — خندہ و بازیت بدیں تا چند
خویشتن را مکش بہ ترک حیا — جائے گریہ مشو باستہزا
مہر تاباں چو بر فلک رخشید — چوں توانی بخاک و خس پوشید
شب تواں کرد صد فریب نہاں — لیک در روز روشن ایں نتواں
نور فرقاں نہ تافت است چناں — کو بماند نہاں ز دیدہ وراں
آں چراغ ہداست دنیا را — رہبر و رہنماست دنیا را
رحمتے از خداست دنیا را — نعمتے از سماست دنیا را
مخزن رازہائے ربانی — از خدا آمد خدا دانی
برتر از پایہ بشر بکمال — دستگیر قیاس و استدلال
کارسازی اتم بعلم و عمل — حجتش اعظم و اثر اکمل
ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد — بے توقف خدایش آمد یاد
وآنکہ از کبر و کین ندید آں نور — کور ماند و ز نور حق مہجور
وہ چہ دارد ازاں یگاں اسرار — دل و جانم فدائے آں اسرار
پُر ز نورِ جلال حضرت پاک — خور تاباں ز اوج حق برخاک
وہ چہ دارد خزائنِ اسرار — دل و جانم فدائے آں انوار
ہست آئینہ ہر روئے خدا — عالمے را کشید سوئے خدا
بے زباناں ازو فصیح شدند — زشت رویاں ازو صبیح شدند
میوہ از روضۂ فنا خوردند — وز خود و آرزوئے خود مردند
دست غیبے کشید دامن دل — پا برآورد جذب یار ز گل
بود آں جذبہ کلام خدا — کہ دل شاں ربود از دنیا
سینۂ شاں ز غیر حق پرداخت — وز مئے عشق آں یگاں برساخت
چوں شد آں نور پاک شامل شاں — تافت از پردہ بدر کامل شاں
دور شد ہر حجاب ظلمانی — شد سراسر وجود نورانی
خاطر شاں بجذبۂ پنہانی — کردہ مائل بہ عشق ربانی

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ نمبر

پارہ چودہواں ۱۴

سورۃ الحجر

(مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۱۰ء رکوع ۳)

گذشتہ اشاعت سے آگے

فاخرج منھا - نکل جا تو اس مرتبہ سے -

فانک رجیم - کیونکہ تو دھتکارا ہوا ہے -

فانظرنی - یہ اس کی خواہش ہے - جو لوگ سمجھتے ہیں کہ شیطان کی یہ خواہش پوری ہوئی غلطی کرتے ہیں - ٹال فرمایا -

الی یوم الوقت المعلوم - ہر آدمی کے ساتھ بقدر اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے ایک وقت آتا ہے کہ نیک انسان بیدار ہو جاتا ہے پھر شیطان کا داؤ اس پر نہیں چلتا -

عبادی - کچھ ضرورت نہیں کہ عبادی سے خاص بندے مراد لئے جاویں کسی آدمی پر شیطان کا غالب نہیں ان پر غالب ہے جو راہ کو کچھ [illegible] ہے جیسا کہ میں نے کئی بڑے بڑے ڈاکوؤں سے پوچھا ہے اور انہوں نے مانا ہے کہ کوئی ہمیں جبراً نہیں لے جاتا بلکہ خود ہی جاتے ہیں -

مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۱۰ء

(سورۃ الحجر - رکوع ۴)

المتقین - تقویٰ اختیار کرنے والے - ایسے لوگوں کے عقائد صحیحہ ہوتے ہیں - اللہ پر ایمان - فرشتوں پر - کتابوں پر - نبیوں پر ایمان - جزا و سزا پر ایمان اور اعمال صالحہ کرتے ہیں اس لئے فرمایا - مال کو خرچ کرتے ہیں - ذوی القربیٰ - یتامیٰ - مساکین - سائلین - غلاموں کے آزاد کرنے پر - نماز پڑھتے ہیں - زکوٰۃ دیتے ہیں - صابر ہوتے ہیں - (تنگی - غریبی - لڑائی - بیماری کے وقت صابرین) بس یہی متقی لوگ ہیں -

[illegible] اور نشان بتاتا ہے وہ سلامتی کے گھر میں رہتے ہیں - کسی نیک بندے کی نسبت ان کے دل میں رنجش نہیں رہتی -

نبیٔ عبادی - انبیاء ہیم دو پہر ہیں - اللہ کے حضور میں پہنچنے کے لئے ہوتے ہیں - اس کا [illegible]

[illegible] گئے تو ہم اسے بیان میں دیتا ہے [illegible]

[illegible] بین بخشے جان ہونے کی [illegible]

[illegible] - خدا کے [illegible] ناواقف ہیں -

[illegible]

بشارت سنکر بھی دریافت کیا -

قوم مجرمین - حضرت علی فرماتے ہیں کہ اگر قرآن شریف میں اس کا ذکر نہ ہوتا - تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی انسان مرد سے بھی [illegible] کرتا ہے -

مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۱۰ء

(رکوع ۵)

لوط کی قوم عرب کے شمال مغرب میں آباد تھی ان کی بستیاں کئی تھیں - ایک کا نام سدوم ایک کا گمارا - ایک کا نام صعر تھا - اسی واسطے اس قوم کے بدکاروں کو سدومی کہتے ہیں

منکرون - ناپسند کئے گئے -

فیہ یمترون - وہ عذاب جس میں یہ شک کرتے تھے -

لا یلتفت منکم احد - چونکہ عذاب میں گرفتار ہونے والی سے پیچھے مڑ کر دیکھنا اچھا نہ تھا اس لئے دوسروں کو ایسا حکم ہوا - بعض حکم خاص مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں -

حیث تؤمرون - پاس ایک پہاڑ تھا اس پر چلے جانے کا حکم تھا -

دابر - (۱) اصل (۲) آخر (۳) جو پہلے ہو یا جو مدتہ ہوں -

یستبشرون - کیونکہ وہ لوگ حضرت لوط پر کسی قسم کا الزام آنے کے منتظر تھے -

فلا تفضحون - مہمانوں کی بے عزتی کرکے مجھے ذلیل مت کرو -

عن العالمین - اجنبی لوگوں کی آمد و رفت سے منع نہیں کیا -

ان کنتم فاعلین - اگر تم اس مقدمہ کی تحقیق کرنا چاہتے ہو تو میری بیٹیوں کو بطور ضمانت لو

یعمہون - (۱) اندھے (۲) [illegible] (۳) ناعاقبت اندیشی کرنے -

للمتوسمین - وہ لوگ جو بڑی فراست والے ہوں اور عبرت پکڑنے والے -

انھا - یہ بستیاں عذاب کا نشان -

مقیم - موجود - واضح - وہاں کی جھیل کا نام - ڈیڈ سی - جھیل مردار - جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا -

الایکۃ - بن - جنگل - جس میں بہت سے درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں -

لبامام - امام اس شاہ راہ اور اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طرف لوگوں کا قصد ہو - چونکہ شاہ راہ کی طرف اکثر لوگ منزل تک پہونچتے -

مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۱۰ء

(سورۃ الحجر - رکوع ۶)

الحجر - ثمود کی قوم جہاں رہتی تھی اس کو حجر کہتے ہیں - حجر میں بحث ہوئی ہے کہ حجر کیا چیز تھی - بعض لوگ کہتے ہیں اس قوم کے دار السلطنت کا نام ہے بعض اس میدان کا نام بتاتے ہیں - حدیبیہ - حضرموت - حجاز - تہامہ کے علاقہ عدن سے لیکر قرن کو حجر کہتے ہیں - وہاں کی قوم ثمود میں صالح نبی آئے تھے -

[illegible] اپنے احکام -

سے سیکھی جاتی ہے ۔ کاتب نبی پیغمبر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ پیغمبر کے یہ معنی نہیں کہ نقطے لگا کر شکلیں بنائی جاویں اور پھر ان پر احکام مرتب کریں ۔ پانسے جو ہیں وہ بھی اسی غرض کے لئے ہیں ۔ پھر پرندوں کے بائیں یا دائیں نکلنے پر بحث کرتے ہیں ۔ پھر ایک علم ہے سرودہ ۔ جسے عربی میں علم النفس کہتے ہیں ۔

یہ ناک کے سانسوں پر احکام مرتب کئے جاتے ہیں ۔

اختلاج الاعضاء اور بیافال سے بھی غیب دانی کرتے ہیں ۔ یہ ادنے طبقے کے لوگ ہیں ۔ ان سے اعلےٰ نجوم کا علم ہے ۔ جس کے دو حصے ہیں ۔ ایک سورج گرہن چاند گرہن و تاریخ پھر ان پر احکام لگاتے ہیں ۔

ایک جفر کا علم ہے ۔ اس سے بڑے بڑے احکام نکال لینے کا دعوے کرتے ہیں ایک قوم ان سے بھی آگے ہے ۔ جنہیں کاہن کہتے ہیں ۔ ان کا چھوٹا سا شعبہ یورپ ۔ امریکہ میں آجکل پایا جاتا ہے ۔ اس کو مسمریزم کہتے ہیں انسان کی روحوں وغیرہ سے اس کے ذریعہ کلام کیا جاتا ہے ۔ ایک ان سے کسی قدر آگے ہیں ۔ وہ ہمارے ملک میں حاضرات والے کہلاتے ہیں ۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو معمول بنا کر ان سے کام لیتے ہیں ۔ عرب میں جو لوگ کاہن کہلاتے ہیں ۔ وہ کم کھاتے کم سوتے کم اختلاط کرتے اور ایک خاص بات کی وقعت رکھتے ۔ ۔ ۔ ہمزاد والے بھی انہی میں سے ہیں ایسے لوگ اپنے تئیں بہت نجس رکھتے ہیں ۔ جنابت میں نہیں نہاتے ۔ محرمات ابدی سے جماع کر لیتے ہیں ۔ انسان کی کھوپری میں کھانا کھاتے ہیں ۔ آدمی کے دانت کی تسبیح رکھتے ہیں لوگوں سے چھپانے کے لئے چاندی کا خول چڑھا لیتے ہیں ۔ اور عبادت کیلئے انسان کے چمڑے پر بیٹھتے ہیں ۔ بلکہ کھانا ہی وہاں پکاتے ہیں جہاں کوئی مُردہ جلایا گیا ہو ۔ ایسے تمام لوگ میں نے دیکھے ہیں ۔ اور ان کے اعمال سے واقفیت حاصل کی ہے ۔ کاہن لوگوں کو جو غیب سے آوازیں آتی ہیں ان میں بعض باتیں سچی بھی ہوتی ہیں ۔ مگر کثرت کے ساتھ جھوٹ ہوتا ہے ۔

یہ جو غیب بینی کی کوشش کرتے ہیں ان میں غور کر کے دیکھا جاوے تو تعجب آتا ہے ہر اصل بات تو تمام جہان پیشگوئی ہی کرتا ہے ۔ مثلاً دوست کو لکھ دینا کہ (۱) ہم فلاں بجے تمہارے پاس گاڑی پر پہونچیں گے ۔ باوجود اندیشہ لیٹ و کولیژن کے (۲) کاشتکار کا آیندہ اناج کی اُمید پر بیج بونا ۔ باوجود اندیشہ ارضی و سماوی کے ۔ (۳) ملازم کا کام (۴) تاجر کا مال منگوانا بامید نفع (۵) اشتہار دینا پہلے گھر سے خرچ کر کے ۔

غرض پیشگوئیوں پر دنیا کا سارا مدار ہے ان سب کا معیار صداقت کثرت و قلت پر ہے ۔ کاہن اسی لئے جھوٹے ہیں کہ ان کی اکثر باتیں صحیح نہیں نکلتیں ۔

نبیوں میں بھی کثرت کا اعتبار ہے ۔ جب خدا کے فعل میں یہ بات پائی جاتی ہے ۔ قول میں کیوں نہ ہو ۔

بروج ۔ برج کہتے ہیں گول چیز کو ۔ روشن ستارے جو آسمان میں ہیں ان سے مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ منازل شمس و قمر مقصود ہیں ۔ مگر عرب لوگ تو ان باتوں کو نہیں جانتے تھے بہر حال ستارے بہت مفید ہیں ۔ ارض کے لئے ۔ مگر خبیث لوگ ان سے عجیب عجیب جنتری اور شمسی احکام نکالتے ہیں ۔

اِلّا من استرق السمع ۔ کوئی ایک آدھ بات صحیح بھی مستنبط کر لیتے ہیں ۔

شھاب مبین ۔ بات پوری نہیں ہوتی تو آگ سی لگ جاتی ہے ۔ جو ان کے تمام جدوجہد کو جلا دیتی ہے ۔

موزون ۔ دو معنے ہیں ایک معلوم ۔ دوسرے مقدار کے ساتھ ہر چیز بنی ہوئی ہے ۔

وان من شیئٍ الّا عندنا خزائنہ ۔ جتنی ایجادیں ہیں ان کی تحقیقات کرو ۔ تو یہی معلوم ہوگا کہ اس کا اصول اتفاقیہ معلوم ہوا اور اول اول کسی بالارادہ کوشش کا نتیجہ نہیں ہوئے مثلاً چھاپنے کے پتھر کی دریافت ۔

لواقح ۔ جمع لاقحۃ کی لاقحہ ملحقۃ کے معنے رکھتا ہے ۔ فاعل بمعنے مفعول کئی جگہ آیا ہے ۔ کلینی لھم یا امیمۃ ناصب ۔ ولیل اقاسیہ بطئی الکواکب ۔ ای منصب ۔

بباک یزید لائب بضراعۃ و اشعث ممّا طوحت الطوائح ۔ یعنی اس کے معنے میں حمل دینے والی ۔

ایک انگریزی کتاب میں لکھا ہے کہ نباتات میں نر و مادہ کی دریافت عربوں نے کی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ایسی ہوائیں اٹھاتا ہے کہ جو نر کو مادہ پر پہنچاتی ہیں ۔ قرآن مجید نے اس کو پہلے بیان فرمایا ہے ۔ من کل زوجین اثنین ۔

المستقدمین ۔ کے معنے پہلے کے ہیں ۔ بعض لوگوں ۔ ۔ ۔ نے امم گذشتہ مراد لی ہیں بعض کہتے ہیں ۔ وہ مراد ہیں جو نیکی میں سب پر ترقی لے گئے ۔

مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۲)

صلصال ۔ خلاصہ در خلاصہ جو چیز ہوتی ہے اس کو صلصال کہتے ہیں ۔ صَل سے نکلا ہے حماً ۔ (۱) جو مٹی متغیر ہو جاوے (۲) جس کی پوری صورت بن جاوے (۳) جو کہیں ڈالی جاوے (۴) جس میں سے بو آوے ۔

مسنون ۔ کسی چیز کو کسی کے مناسب بنانا ۔ سننت المار علی الوجہ ۔

من روحی ۔ اپنا کلام ۔

السموم ۔ تیز لو کو سموم کہتے ہیں اس کے اندر جو صفت ہے وہ ناری ہے جان میں شامل ہیں وہ تمام جاندار جن میں ناری مادہ ہو ۔ باریک سانپ کو بھی جان کہتے ہیں ۔ طاعون کے کیڑے کو بھی وخز الجن فرمایا ہے ۔ مرگی کے کیڑے کو بھی جن فرمایا ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب کو بھی آگ فرمایا ہے ۔ اسی واسطے اس کے اطفاء کے لئے کھڑے کو بیٹھنے بیٹھے کو لیٹنے کا ارشاد فرمایا کتے میں شدید زہر ہوتا ہے اسے ایک جگہ شیطان فرمایا ۔ اسی طرح جن لوگوں کو شیطان سے تعلق ہوتا ہے ان میں بھی خاص تیزیاں ہوتی ہیں ۔

فسجد الملائکۃ ۔ ملائکہ مامور من اللہ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں سعید الفطرتوں کے قلب پر وہی ایمان لانے کی تحریک کرتے ہیں ۔

مع السٰجدین ۔ فرمانبرداروں کے جماعت شامل نہ ہوا ۔ ہر ایک کو میں دیکھتا ہوں کہ جو کوئی اس کا نافرمان ہوتا ہے [illegible]

دفء ۔ دفء کے معنے گرمی حاصل کرنا ۔ جو جانور ان کی پوستینوں سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور دفء کے معنے نسل کے بھی ہیں۔

جمال ۔ عزت کا نشان ۔

تریحون ۔ واپس چراگاہ سے آنے کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا کہ اس وقت جانور موٹا تازہ ہو کر واپس آتا ہے اور اس میں زیادہ تر اظہار شوکت ہوتا ہے ۔ یہ تمام انعام اس لئے ذکر فرمائے ۔ کہ دیکھیں ان نعمتوں کا تم کفر سے ہو جس کا نتیجہ بد اُٹھاؤ گے ۔ یا شکر کرتے ہو۔

ویخلق مالا تعلمون ۔ وہ نئی نئی سواریاں جو تمہارے علم میں نہیں پیدا کرے گا۔

قصد السبیل ۔ قصد کے معنے بیان کرنا کیا معنے وہ جو صراط مستقیم ہے اس کا بیان کرنا خدا کے ذمے ہے ۔ دوسرے معنے یہ کہ میانہ راہ ۔ دونو معنے صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔

مورخہ ۱۹ ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع ۸)

ھوالذی انزل من السماء ۔ جس طرح ظاہری بارشیں ہوتی ہیں اسی طرح روحانی بارشیں ہوتی ہیں ۔ چنانچہ الٰہی بارش میں ایک اعلےٰ درجہ کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا ۔ جس کے ساتھ ہر قسم کے درخت نکلے ۔ کچھ مثل ابوبکر و عمر و عثمان و علی ۔۔۔ اعلےٰ درجے کے ۔ کچھ ان سے کم درجہ کے ۔ کچھ مخالف قسم کے درخت بھی پھوٹ نکلے ۔ جیسے ابوجہل عتبہ شیبہ وغیرہ ۔

آسمان سے جب پانی برستا ہے ۔ تو قسم قسم کے درختوں کو پہونچتا ہے اور اپنی اپنی قسم کے موافق نشو و نما ہوتی ہے ۔

وما ذرالکم فی الارض ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خراب قسم کا بیج کسی اچھے سے پیوند کرتے ہیں ۔ اسی طرح تعلیمات الٰہی سے لوگوں کے حالات بدل جاتے ہیں ۔

لتاکلوا منہ لحماً طریا ۔ سمندر کا بعض پانی بہت تلخ ہوتا ہے ۔ مگر اس کی مچھلی خوش ذائقہ ہوتی ہے ۔ اسی طرح خدا کی مخلوقات میں ۔ جو شریر ہیں ۔ انہی میں سے ایک نیک مبعوث ہو جاتا ہے ۔

مواخر ۔ بوجھل ۔ ہواؤں کو چیرنے والی ۔ بڑی آواز سے ۔

والذین یدعون ۔ یہ آیت حضرت مسیح کے خالق ہونے کے اعتقاد کو رد کرتی ہے (اور اسی سے ان کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے)

تمید بکم ۔ تمید ۔ چکر کھانا ۔ دوران سر کو بھی کہتے ہیں ۔ تمید بکم کے معنے ہوئے وہ بھی تمہارے ساتھ ہی چکر کھاتے ہیں ۔ دوسرے میدہ کے وہ معنے ہیں ۔ جس سے میدہ کا لفظ نکلا ہے ۔ جسکو کھاتے ہیں ۔

مورخہ ۲۰ ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

سورۃ النحل (رکوع ۹)

جب انسان مطالعہ کرتا ہے نعمتیں دی ہوئی کس کی ۔ اور کس کے ذریعے سے ہم متمتع ہیں ۔ تو ان نعمتوں کا پیدا کرنے والا کون ہے ۔ اور ان نعمتوں کے کفران پر ... الاکرم ہے ۔ الی امر اللہ کہنے والا کون ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان

پڑھتا ہے ۔

الٰہ واحد ۔ اعلےٰ درجہ کی محبت اعلےٰ درجہ کی اطاعت اعلےٰ درجہ کا تذلل ان باتوں کی مستحق ایک ہی ذات ہے ۔

تعجب ہے ۔ کہ لوگوں نے انسانوں میں سے ہی معبود بنا لئے ۔ مگر ایسے تمام معبود بڑی بڑی سخت مصائب میں گرفتار ہوئے تاکہ ان کی بشریت واضح ہو جاوے امام حسین مسیح بن مریم علیہ السلام رام چندر کرشن پر سخت مصیبتیں پڑیں۔

مورخہ ۲۲ ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۱۰)

مکر ۔ آریوں کو مکر کے متعلق بہت سے جواب دئے گئے ہیں ۔ مگر وہ اپنے سوال کو پیش کئے ہی جاتے ہیں ۔ اصل بات یہ ہے ۔ کہ بعض الفاظ ملکی حالات کے لحاظ سے خاص معنوں میں لئے جاتے ہیں ۔

عربی زبان میں مکر تدبیر کو کہتے ہیں ۔ جو دو قسم کی ہیں ۔ ایک بری ۔ دوم اچھی ۔

فاتی اللہ بنیانھم من القواعد ۔ یعنی استیصال فرما دیا ۔ تعلیم اور ذہن نشین کرنے کے لئے اطناب فرمایا ۔

من حیث لایشعرون ۔ ضروری ہے ۔ کہ انبیاء علیہم السلام نے جن باتوں سے منع کیا ان سے ابتدائی مرحلہ ہی میں رک جاویں ۔ ورنہ عذاب ایسے طور سے آئے گا کہ پتہ بھی نہ لگے گا ۔

یجزی اللہ المتقین ۔ اس میں بشارت ہے ۔ پس وہ انعام جو صحابہ کی جماعت پر ہوئے اب بھی ہو سکتے ہیں ۔

یستخفون ۔ ہزو کہتے ہیں کسی چیز کو ہلکا جاننا ۔ حقیر ماننا ۔

مورخہ ۲۳ ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

لوشاء اللہ ما عبدنا ۔ (سورۃ النحل ۔ رکوع ۱۱)

اچھی بات کو بھی برا آدمی گندے معنوں میں لے لیتا ہے ۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جیسی خدا کی مشیت مجبور کر کے مسلمان نہیں بناتی ۔ اسی طرح مشرک بھی نہیں بناتی ۔ مگر وہ ایک شق کو لیتے ہیں ۔ جس سے خدا پر الزام آئے ۔ وہ مشیت مجبور کر کے

۸ ۔ انعام ۔ رکوع ۴ میں بھی مشرکین کے اسی قول کا ذکر ہے ۔ جسکی خوب تردید فرمائی گئی ہے ۔

من یضل ۔ ایسے انسان جن کے بد عملوں کا نتیجہ ہی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے اضلال ہے

مورخہ ۲۴ ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل رکوع ۱۲)

مکہ میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ صرف مالوں کا ہی فکر نہ تھا بلکہ جانوں کا بھی ۔ ایسے وقت میں حضرت حق سبحانہ وحی فرماتے ہیں ۔ کہ لوگ مہاجر ہوں گے اور ...

دکانوا ینحتون من الجبال۔ اس زمانے میں بھی اس کا رنگ پایا جاتا ہے۔ یعنی پہاڑ کو ڈھیاں بنانا۔ ایک سہل زمین ہوتی ہے ایک جبل زمین۔ دونوں مقامات پر اس زمانے کے لوگ بھی کوٹھیاں وغیرہ بناتے ہیں اور اس پر اتراتے ہیں۔

الصیحۃ۔ اس کے معنے عذاب کے ہیں۔ آواز کے معنے بھی درست ہیں۔ جب پہاڑوں میں بڑے بڑے زلزلے آتے ہیں تو زلزلوں سے پہلے گونج اور گرج پیدا ہوتی ہے۔

صاح الزمان لآل برمك صيحة۔ خروا لصيحته علی الاذقان۔

برمک ایک قوم تھی۔ جس نے حضرت ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ کے زمانے میں بڑی ترقی کی۔ اونھوں نے تمام طاقتور جاگیروں اور علاقوں بلکہ شعراء و علماء کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا ہارون الرشید نے ان کی نیت پر اطلاع پاکر انہیں ایک ہی وقت میں ہلاک کر دیا۔ شاعروں کو چونکہ بہت انعام دیتے تھے اس لئے اونھوں نے ان کی سخاوتوں کی بڑی تعریف کی ہے۔

وما خلقنا السموات۔ یہ آیت اس اعتراض کے جواب میں ہے۔ جو اخذتهم الصيحة سے کسی نادان کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ زلزلے آنا تو ایک نیچرل رول ہے۔ پھر زلزلہ آنے پر صلحاء کی ہلاکت بھی ہو جاتی ہے۔ فرماتا ہے۔ آسمان و زمین کو ہم نے حق و حکمت سے پیدا کیا۔ ہم نے پہلے ہی سے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ عذاب اسی وقت آئیگا۔ جب صلحاء بالعموم نہ رہے اور زلزلہ اگر کسی ظاہری سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کا باطنی سبب یہی ہے۔ اور ہم اسے خوب جانتے ہیں۔

فاصفح الصفح الجميل۔ عذاب کے لانے کے لئے صبر بھی بہت مفید ہے۔ یہاں سے ایک اخبار شبھ چنتک نکلتا تھا۔ وہ اس سلسلہ پر سخت مفتریانہ اور مضر حملے کرتا۔ میرے دل میں بعض اوقات اس کے جواب کا جوش اُٹھتا۔ اس لئے میں نے ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ تمہارے جواب سے کیا بنے گا۔ صبر کرو۔ کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر ایک موقعہ آیا۔ تو آپ نے توجہ فرمائی اور ایسی توجہ فرمائی۔ کہ جناب الٰہی سے درست تو قادیان ان کا صفایا ہی ہو گیا۔

سبعاً۔ اس کے معنے سات آیتیں۔ یعنی الحمد شریف۔ یہ ان آیتوں میں سے ہیں۔ جو کئی کئی نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ چنانچہ وترات میں بالعموم چالیس رکعتوں میں یہ سورۃ دُہرائی جاتی ہے۔ کئی تابعین نے کہا ہے۔ بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ توبہ ان سات سورتوں کا نام سبع مثانی ہے۔ بعض نے توبہ کی بجائے یونس کو رکھا ہے۔ کیونکہ ان کا بیان آپس میں ملتا جلتا اور دُہرا دہرا ہے۔

لاتمدن عينيك۔ قرآن شریف ایسی نعمت کے مقابلہ میں اس فانی دولت کی کچھ پروا نہ کرو اور آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔

ازواجاً۔ رنگ برنگ۔

المقتسمين۔ مقتسم کے کئی معنے کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ یوسفون بعضهم بعضاً دیکفرون بعض۔ دوم یہ تقاسموا باللہ۔ جیسے حضرت ثمود کی قوم نے قسم کھائی تھی۔ کہ رات حضرت صالح کو مار ڈالیں گے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ۱۹ آدمیوں نے بھی مشورہ کیا۔ (۳) تقاسموا علی سبل مکۃ۔ کفار نے اسلام کے خلاف اُبھارنے کے لئے مختلف شاہراہوں پر آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ کہ لوگوں کے بہکانے کے لئے رستوں میں اپنے ایجنٹ چھوڑ دیئے ہیں (۴) عجیب عجیب معنے کر کے کئی فرقے بنا دئے۔ چھ شخصوں کے نام مجھے یاد آگئے۔ (۱) اسود بن زرارہ (۲) اسود بن زہرہ (۳) ولید مخزومی (۴) عاص سہمی (۵) اسود بن مطلب (۶) حارث خزاعی۔ یہ سب کے سب مختلف عبرت و وحشتناک امراض سے ہلاک ہوئے۔

فسبح بحمد ربك۔ بعض لوگوں نے سجدوں میں عجیب عجیب طرح کی دعائیں قرآن شریف کی مختلف آیات سے کر کے پڑھنی شروع کر دی ہیں حالانکہ سجدوں میں قرآنی دعاؤں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ دیکھیں۔ کہ یہاں جو صاف حکم ہے اس کی تعمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح فرمائی۔ رکوع و سجود میں پڑھا جاتا ہے۔ سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے متعلق کہ رات کو سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر پڑھ کر سونے ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ جیسا کسی کو تحفہ و ہدیہ دیں ویسا ہی انعام ملتا ہے۔ جناب الٰہی میں جو تسبیح و تحمید کا ہدیہ پیش کرے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں اس شخص کو جس نے ہدیہ پیش کیا۔ گناہوں سے پاک کر دے گا۔ (پندرہ خطبات محمود بنا ہے)

یاتیك اليقين۔ یقین سے مراد موت ہے۔

یہاں سورۃ الحجر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ النحل

مورخہ ۱۸ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر۱)

چند سورتیں۔ الٓر۔ الٓمر سے شروع ہوتی ہیں یہ لفظ بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا وہ میں خوب دیکھ رہا ہوں۔

اب اس سورۃ میں اس کے نتیجہ کا ذکر کرتا ہے۔

امر اللہ۔ امر کے معنے یہاں حکم کے ہیں۔ لاتستعجلوه سے ظاہر ہے۔ کہ یہاں وعید کا ذکر ہے

ينزل الملائكة۔ شرک کے دفعیہ کے لیے اس نے فرشتوں کو اپنا کلام دے کر نازل کیا

على من يشاء۔ مراد ہمارے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بالحق۔ ازل میں مقدر تھا کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں گے اور لوگ ان کے مقابل میں شرارتیں کریں گے۔ جو سزا پائیں گے۔ چنانچہ اس کے مطابق انتظام ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چودہواں

سورۃ النحل

مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۱۵)

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ نبی کیوں آتے ہیں۔ کتابیں کیوں لاتے ہیں۔ وہ امتیاز جو یہ پیش کرتے ہیں۔ قوموں میں پہلے ہی سے کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیوں آتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو ہر قوم میں کچھ نہ کچھ خدا کی عبادت کا ذکر بھی ہے۔ جھوٹ۔ بدمعاملگی۔ چوری۔ زنا۔ منع ہے۔ یہ باپ اور ... کے مقابل استبازی خوش معاملگی امانت عفت عمدہ ...

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نبوت کی وجہ بتائی ہے۔ چنانچہ پہلے تو فرمایا کہ کتاب رفع اختلاف کے لئے نازل ہوئی۔ پھر بتا دیا کہ حق کو باطل سے امتیاز دینے کے لئے۔ جیسے بارش کے بعد بیج زمین سے پھوٹ نکلتے ہیں اور پھر وہ اپنا اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔

لعبرۃ۔ جسمانیات سے روحانیات کی طرف عبور کرو۔ اور دیکھو کہ گوبر و لہو میں ہی دودھ ہے۔ مگر وہ خدا کی بنائی ہوئی کل کے سوا نکالا دشوار ہے اسی طرح راستبازی دنیا میں موجود ہے۔ مگر باطل سے الگ کرکے دکھانا خدا کا کام ہے۔

لقوم یعقلون۔ جس طرح عقل سے انسان اپنے تئیں بعض نامناسب باتوں سے روک لیتا ہے۔ اسی طرح وحی ربانی سے ہر قسم کی بدیوں اور نامناسب امور سے اپنے تئیں روکنے والا روک سکتا ہے۔

واوحی ربک۔ پانچ قسم کی وحی ہے۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ بان ربک اوحی لھا۔ اس کے مقابل واوحی فی کل سماء امرھا۔ پھر مکھی کو بھی وحی ہوتی عورتوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اوحینا الی ام موسیٰ۔ پھر عام سعادتمندوں کو بھی ہوتی ہے۔ اذ اوحیت الی الحواریین یہ پانچ ...وحیاں اوپر درجہ کی ہیں۔ جو غیر نبی کو بھی ہوتی ہیں۔

شہد کی مکھی کے متعلق عجیب عجیب معلومات ہیں۔ جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ درجہ کی وحی کے متعلق ایسے ایسے عجیب عجیب کام ہیں۔ تو پھر انبیاء وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ ان کے کارناموں سے ظاہر ہیں

مختلف الوانہ۔ عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔

مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل۔ رکوع نمبر ۱۶)

اس رکوع میں دو عجیب باتیں ہیں۔

(۱) ہمیں کیسا ہونا چاہئیے۔ اور ہمیں کیا کرنا چاہئیے۔ دوسری بات یہ بتائی۔ کہ یہ مشرک اونیٰ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔

فما الذین فضلوا۔ اسمیں سمجھایا کہ جیسے تم اپنے غلاموں کو تمام رزق نہیں بخش دیتے۔ اسی طرح گو خدا کے حضور انبیاء بھی ہیں ملائک بھی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی خدائی کسی کے سپرد نہیں کرتا۔

ضرب اللہ مثلاً۔ ان مثالوں میں مشرکین عرب کو سمجھایا ہے۔ کہ تم بھی ہو۔ اور ایک طرف حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی جماعت ہے۔ ان میں خدا تعالیٰ کی تعظیم کا کام کون کر رہا ہے۔ اور مخلوق کی بہتری کی فکر کس کو ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ جناب رسالتمآب کو خدا نے زبان اور استطاعت دونوں فریق کو دی۔ مگر ایک گروہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے اور دوسرا ہے جو مال و جان نثار کر رہا ہے۔ خدا کے حضور وہی عزت پائے گا۔ جو کام کرنے والا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ اپنے مولےٰ کا کارکن۔ جان نثار۔ آمر بالعدل صالح العمل بندہ ہے۔

مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل رکوع ۱۷)

وللہ غیب السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے۔ کہ مکہ میں تم سب لوگ اکٹھے ہی رہتے تھے۔ ان میں سے ایک کو خاتم الانبیاء۔ سید الاولین والآخرین بنا دیا۔ یہ کس کو معلوم تھا۔

کلمح البصر۔ بڑے بڑے بدکار ایک دم میں نیکوکار ہو جاتے ہیں اور نیک بد۔ امیر۔ فقیر۔ اور غریب امیر۔

لا تعلمون شیئا۔ کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ یہ بھی خبر نہ تھی کہ گونگا ہے یا بولنے والا چہ جائیکہ۔ اے۔ بی۔ سی۔ آ۔ با۔ تا پڑھتے ہوئے عالم فاضل ہو جاؤ گے۔

وجعل لکم السمع۔ معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کان ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ مولود کے کان میں اذان دینا سنت نبوی ہے۔ چاہیئے کہ سب سے پہلے یہی کام کیا جاوے

الم یروا الی الطیر۔ یہ مکی آیات ہیں۔ ان میں ایک پیشگوئی ہے کہ

ہون گے ۔ شیعہ قوم بھی غور کرے ۔ جو مہاجرین کی صاحب شامی ہی اپنا خوش گمان سے یاد رکھو ۔ کہ جو شخص کچھ اللہ کے لئے چھوڑتا ہے ۔ وہ دنیا میں بھی اس کا بدلہ پاتا ہے ۔
ولاجر الآخرۃ ۔ دنیا کے سکھ سے اجر آخرۃ پر دلیل قائم کی ۔ جب ایک بات حاصل ہوگئی ۔ تو بدلیل اربعہ متناسبہ دوسری ضرور حاصل ہوگی ۔
الّذین صبروا ۔ نیکیوں پر قائم رہنا اور بدیوں سے رکنا ۔ صبر ہے ۔
اِلّا رجالًا ۔ الّا بمعنے غیر ہے ۔

اھل الذکر ۔ قرآن شریف میں دوسرے مقام پر ہے ۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ اور فرمایا ۔ ان الّذین کفروا بالذکر لما جاء ھم ۔ جس سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے ۔ انزلنا الیک الذکر میں بھی اس کی تشریح فرمائی (ذکر سے اسلام مراد ہے)
الّذین مکروا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قید کر دیں ۔ قتل کر دیں ۔ یا جلاوطن کر دیں ۔ کفار مشرکین یہ تدبیرین کر رہے تھے ۔
ان یخسف اللہ بہم الارض ۔ اس ملک میں ہم تمہیں ذلیل کر دیں ۔ ایک شعر یاد آ گیا ۔ حماسہ میں ابو ثمامہ کا شعر ہے ۔

وان ابیتم فانا معشر الفت لا نطعم الخسف ان السم مشروب

علےٰ تخوف ۔ تخوف کے معنے عربی زبان میں گھٹنے کے ہیں ۔ یعنی ہم تمہیں ایسے گرفتار کریں کہ تم گھٹتے جاؤ ۔

مورخہ ۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل رکوع ۱۳)

قال اللہ ۔ اور فرمایا ہے اللہ نے ۔
الٰھین اثنین ۔ دو معبود بھی نہ بناؤ ۔ چہ جائیکہ دو سے زیادہ ۔
فایای فارھبون ۔ اس کے ترجمہ کی اردو زبان متحمل نہیں ہو سکتی ۔ ف ۔ ایای ۔ ن تین چیزیں ہیں ۔ اس لئے ان کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے تو دوجہ سے بچو کیونکہ مجھ سے ہی بچو مجھ سے ہی ڈرو ۔
الدین ۔ دین کے معنے ۔ مذہب وملت ۔ فرمانبرداری ۔ جزا و سزا ۔
واصباً ۔ دائماً ۔ ہمیشہ ۔ ایک شعر یاد آ گیا ۔ بڑے آدمی کا جو زبان عربی کا امام ہو ان میں سے ہے ۔

لا ابتغی الحمد القلیل بقاؤہ ۔ یوماً ۔ بذم الدھر اجمع واصباً ۔

میں ایسی مدح کسی کی نہیں چاہتا ۔ جس کا بقا تھوڑی مدت ہو اور جو لعنت ۔ برائی ہو وہ ہمیشہ تک چلی جاوے ۔
تجئرون ۔ فریاد کرتے ہو ۔ آوازیں اٹھاتے ہو ۔ گڑگڑاتے ہو ۔ زاری کا لفظ ہمارے ملک میں اس کے لئے ٹھیک ہے ۔
لیکفروا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کفر نعمت کریں ۔

لو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ۔ کس قدر بد کاریاں ہوتی ہیں ۔ کس قدر بد معاملگیاں ہوتی ہیں ۔ کس قدر شرک ہوتا ہے ۔ اگر ان سب کی سزا میں اللہ پکڑے ۔ تو سب ہی ہلاک ہو جاویں ۔ جب آدمی ہلاک ہو گئے ۔ تو حیوان وغیرہ خود بخود ہی ختم ہو گئے ۔ کیونکہ یہ تو انسان کی خاطر سے ہیں ۔
لا یستاخرون ساعۃ ۔ آئے ہوئے وقت کو پیچھے نہیں کر سکتے ۔
ایک بزرگ کی بات سناتا ہوں ۔ ان سے کسی نے کہا ۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر بیچا ہے ۔ مجھے تو بڑا ہی نفع ہوا ہے ۔ کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔ اس بزرگ نے کہا کہ جتنا پانی تم اب تک ملا چکے ہو ۔ اتنا ایک گڑھا کھود کر اس میں پانی ڈالو ۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا ۔ تو اس کے گلے تک آیا ۔ بزرگ نے فرمایا ۔ دیکھو ابھی تمہارے ڈوبنے کا وقت نہیں آیا ۔ غرض بدکار کی بدکاری کی سزا کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے ۔
ولا یستقدمون ۔ اور نہ پہلے کر سکتے ہیں ۔

لاجرم ۔ لابد ۔ ضرور ۔ جرم کے معنے کسب کے بھی ہے ۔ میں پس لاجرم تاکید ہوگا ۔
مفرطون ۔ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ افراط سے ہے ۔ عربی زبان میں فرط اسے کہتے ہیں ۔ جو بھی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ انا فرطکم علی الحوض ۔ بچہ فوت ہوتا ہے ۔ اس کے لئے دعا ہوتی ہے ۔ اللہم اجعلہ لنا فرطاً ۔
ایک فارط ہوتا ہے " جو آپ جاتا ہے ۔ اور جو آگے بھیجا ہوتا ہے ۔ اسے فرط کہتے ہیں ۔
فارط اور فراط کے لئے ایک شعر یاد آ گیا ۔ واستعجلونا وکانوا من صحابتنا کما تعجل
مفرطون کے معنے ہوئے (آگے بھیجے گئے)
اللہ نے انسان میں دونوں قسم کی طاقتیں دی ہوتی ہیں ۔ اگر غضب ہے ۔ تو ساتھ رحم بھی ہے اگر عفت ہے تو شہوت بھی ۔ انسان کو اللہ نے حکومت بخشی ہے ۔ کہ وہ غضب و رحم میں عفت و شہوت ۔ حرص و قناعت میں عدل قائم رکھ سکے ۔ ہر ایک کو اپنی حد سے نہ بڑھنے دے ۔ لیکن کسی کی تحریک سے متاثر ہو کر وہ غلطی کر بیٹھتا ہے ۔ جب ایسی باتیں کثرت سے بڑھ جاتی ہیں ۔ تو ان سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے کسی شخص کو خلعت نبوت سے سرفراز فرماتا ہے ۔ پھر اس کے بعد خلفاء ہوتے ہیں ۔ ان کے نواب ہوتے ہیں ۔
فھو ولیّھم ۔ ایمانداروں کا تو اللہ والی ہے ۔ چنانچہ فرمایا ہے ۔ اللہ ولی الّذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور ۔ مگر وہ جو کفر کرتے ہیں ان کا ولی شیطان ہوتا ہے ۔
انزل من السماء ماءً ۔ زمین میں بہت سے بیج ہوتے ہیں ۔ جن میں تفریق نہیں ہو سکتی ۔ مگر بارش جب برستی ہے ۔ تو ہر بیج بہت سا کر نکل آتا ہے ۔ پھر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کیا ہے ۔ [illegible]

حج وعمرہ کی اجازت چاہی۔ توانہوں نے کہا اس سال نہیں پھر آنا۔ اور ہتھیار بند رہنا ہوگا۔ آپؐ نے یہ بھی تسلیم کر لیا۔ ایک خزاعہ قوم تھی جنھوں نے اپنا نام نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانبداروں میں لکھا دیا اور وائل نے مشرکین کے طرفداروں میں۔ آخر ایک وقت وائل نے خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ خزاعی قوم نے فوراً ایک آدمی بھیجدیا اور خود بطور پناہ لینے کے مکہ میں آئے۔ اس امید پر کہ ہماری مدد ہوگی۔ مگر اونہوں نے مدد نہ کی بلکہ وائل کی جنبہ داری کی۔ پہ اونہوں نے اپنا ایک آدمی اونٹ بھیجا جو چند شعر بناکر بھی لے گیا۔ جس نے جاکر اپنا تمام حال کہا۔ آپ صلعم نے اس بدعہدی پر مکہ والوں پر چڑھائی کی۔ اللہ تعالیٰ اس قصہ کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ دیکھو اونہوں نے خدا کو ضامن بنایا۔ مگر معاہدات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور سب ساختہ پرداختہ توڑ ڈالا

ولو شاء اللہ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر جبر مقصود ہوتا تو سب ہی مسلمان ہو جاتے۔ مگر خدا نے جبر نہیں کیا۔ جو ضلالت کی راہوں پر چلتا ہے اُسے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جو ہدایت کی راہوں پر چلتا ہے اسے مہدی بناتا ہے۔

فتزل قدام۔ یہ ایک محاورہ ہے۔

ولکم عذاب عظیم۔

سبیل اللہ کے روکنے والوں کو جتا دیا۔ کہ ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے بُت توڑے جاویں گے۔ اور مکہ فتح ہو جاوے گا۔

بہ مشرکون۔ یہ مشرکوں کی ضمیر پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں میرے نزدیک یہ اللہ کی طرف راجع ہے۔

مورخہ ۴ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ النحل رکوع ۲۰)

واذا بدلنا اٰیۃ۔ جب بدلا دیتے ہیں ہم کسی نشان کو بدلے کسی نشان کے۔

انما انت مفتر۔ لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہیں۔ آپ تو مفتری ہیں۔ بعض لوگ ان آیات سے بعض آیات کے نسخ کو ثابت کرتے ہیں ان کے لئے دو مشکلیں ہیں ایک آیت سے مراد آیتہ قرآنیہ لیتے ہیں پھر دوم اس مبدل و منسوخ آیت کو موجود فی القرآن ہونے کا ثبوت ان کو دینا پڑتا ہے۔

انما یعلمہ بشر۔ ایک کتاب میں نے عیسائیوں کی پڑھی ہوئی ہے۔ اور ہماری روایتوں میں۔ بلعام۔ یاسر۔ یسار۔ جبیر ایسے ایسے نام لئے گئے ہیں کہ ان کے اقوال سے گویا قرآن کریم کا استنباط کیا ہے۔

لیکن ان کا جواب ایک لطیف ہے کہ وہ تو غلام تھے اور تم آقا ہو۔ تم ہی قرآن مجید کا معارضہ کر سکتے ہو۔ اور ان غلاموں سے کیا سیکھنا تھا۔ جبکہ معترضین کے

مذاہب کے اصل الاصول کفارہ وتثلیث کی تردید کی ہے۔ مالک کے بارے میں فرمایا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ اور دوسرے کی نسبت ارشاد کیا۔ لا تزر وازرۃ وزر اخرٰی۔ پس قرآن شریف اگر کسی یہودی یا عیسائی کا سکھایا ہوا ہے۔ تو وہ خاص اپنے مذہب کی اس قدر سخت تردید کیوں کر گوارا کرتا۔ پھر اب تو اس زمانے سے بڑھ کر سامان موجود ہیں اب ہی قرآن شریف کا مقابلہ کر دکھاؤ۔ جیسا مدلل بیان اس قرآن مجید میں ہے وہ تورات و انجیل میں مطلق نہیں۔ پس اس کا استنباط کیسے ہو سکتا ہے۔

یلحدون۔ عربی میں یعدلون اللہ۔ یعترضون اللہ کے معنوں میں آتا ہے۔

لسان۔ یہ زبان جو گوشت کی ہے اس کو بھی لسان کہتے ہیں۔ لیکن جو بات اس کے ذریعے کی جاوے اُسے بھی لسان ہی کہتے ہیں۔

لسان السوء تھدیھا الینا
وجئت وما حسبتك تھتدیھا

لسان السوء۔ اس قصیدے کو کہا ہے جو شاعر کے خلاف کہا گیا۔ لسان کا لفظ مذکر بھی ہے اور مونث بھی ہے۔

لا یھدیھم اللہ۔ ساتویں پارے کے ختم پر فرمایا۔ واقسموا باللہ جھد ھم لئن جاءتھم اٰیۃ آہ۔

ضدی انسان جب کسی راستباز کی تکذیب کر بیٹھتا ہے تو پھر اُسے ہٹ ہو جاتی ہے اور وہ باوجود روشن نشانوں کے مانتا نہیں۔ ان پر لا یھدیھم اللہ کا فتوےٰ لگ جاتا ہے۔

فعلیھم غضب من اللہ۔ یہ تو ان کے لئے ہے جو بعد الایمان کفر کریں اور کفر کے لئے اپنا سینہ کھول دیں۔

ان ربك من بعدھا لغفور رحیم۔ جو اِلّا من اکرہ میں داخل ہوا اس کے لئے فرمایا۔ کہ اگر وہ ہجرت کرے اور مجاہدہ اور پھر نیکی پر جما رہے۔ تو خدا اس غلطی کو معاف فرما دے گا۔

مورخہ ۳ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع ۱)

یوم تأتی کل نفس۔ یہ دن دنیا میں بھی آتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی بطور نمونہ قیامت آیا ہے۔ خود ہم پر بھی۔

کوئی کسی کے ساتھ محبت کرے یا بغض وہ بمنزلہ بیج کے ہے۔ جو اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ صاحب زراعت جس قسم کے بیج بوئے۔ ضرور اُس کے مطابق کاٹتا ہے اس میں مکہ والوں کو سمجھایا کہ تم کب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کے اتباع کو دُکھ دوگے۔ ایک وقت اس کا خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ نبیوں کی ذات بڑی رحیم ہوتی ہے۔ مگر نعوذ باللہ من غضب الحلیم۔ نبی پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بول اُٹھتا ہے۔ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اور پکارتا ہے۔ وا شدد علیٰ قلوبھم

عنقریب یہ پرندے ان منکرین۔ مشرکین۔ مکذبین کا گوشت نوچ نوچ کر کھائینگے
اللہ تعالیٰ ان کو روکے ہوئے ہے۔

سورۃ الملک میں بھی اسی کا اشارہ فرمایا ہے۔ بلکہ کھول کر سنایا ہے۔ او
لم یروا الی الطیر فوقھم صٰفّٰت ویقبضن۔

واللہ جعل لکم۔ کہ میں مسلمانوں کو آرام نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
گھبراؤ نہیں۔ ہم نے تمہارے لئے آرام کے گھر تجویز کر دئے ہیں۔

اوبادھا۔ اونٹ کے بالوں کو وبر کہتے ہیں۔ بھیڑوں کے بالوں کو
صوف کہتے ہیں۔

نعمت اللہ۔ آپ کی سچائی۔ ہمت۔ استقلال اور رعب پہچان گئے ہیں۔ کہ
یہ بھی ہمارے لئے اللہ کی نعمت ہے۔ مگر اس کا کفر کرتے ہیں۔

مورخہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل رکوع نمبر ۱۸)

امتحان کا دن ہر ایک شخص کو ہوشیار کرتا ہے۔ امتحان کا دن نزدیک آتا ہے۔ تو امتحان والے چست ہو جاتے ہیں۔ بڑی فکر ہوتی ہے۔ دعائیں کی جاتی ہیں جو دعاؤں کے منکر ہیں وہ کوششیں کرتے ہیں۔

فرمایا تمہارا ایک امتحان ہوگا اس امتحان میں سب اکٹھے ہوں گے۔

یستعتبون۔ عتاب۔ عتبہ سے نکلا ہے۔ عتبہ دروازہ کی چوکھٹ کو کہتے ہیں۔ جس پر عتاب ہو۔ وہ عتبہ کے پاس نہیں آسکتا۔ اس واسطے فرمایا ان کو کہ ہم اپنے حضور نہ پھٹکنے دیں گے۔

ھٰذا حسیاً فوق العذاب۔ ایک اپنی بدی کا۔ ایک دوسرے کو بدی سکھانے کا۔

تبیاناً لکل شیء۔ جو انسان کو اللہ سے ملنے۔ اس کی رضامندی و تقرب کی راہوں۔ اخلاق فاضلہ۔ معاشرت کی خوبیوں کے بیان میں کافی و مدلل بیان ہو

مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ النحل۔ رکوع ۱۹)

اس رکوع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تین طرح پر ثابت کیا گیا ہے یہ سورہ تمام ہی ثبوت نبوت میں ہے۔ مگر اس رکوع میں خصوصیت سے یہ ثبوت دیا ہے۔ پہلا ثبوت تو وہ ہے۔ جہاں گذشتہ سے پیوستہ رکوع میں آقا کے دو غلاموں کی مثال دی ہے۔ ایک وہ غلام جو آقا کے حضور ذو بوجھ ہے۔ کوئی کام نہیں کرتا۔ جہاں بھیجے وہاں سے کوئی بھلی بات کرکے واپس نہیں آتا۔ دوسرا غلام علے صراط مستقیم ہے۔ جو خود عمل صالح کرنے والا ہے۔ پھر دوسرے کے لئے آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر بھی ہے۔ کیا یہ دونوں مساوی ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح مکہ میں دو فریق تھے ایک خلق کی کارگذاری اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خدمت اسلام کے رنگ طرح جات

تک ظاہر ہے۔ دوسرے فریق نے خدا کی کوئی بھی خدمت نہ کی بلکہ استباز کے مقابلہ میں ہمت آبنہ

ان اللہ یامر بالعدل۔ اس آیت پر لوگوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں ہمارے امام نے بھی لمبا مضمون لکھا ہے۔

العدل۔ صحابہ کے نزدیک عدل کے معنے انصاف ہیں اول ہم انصاف کرکے دیکھیں کہ بتوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا اور خدا نے کیا کیا۔ خدا کے احسانوں کا کچھ ذکر . . . . . ان فی خلق السمٰوٰت کے رکوع میں پڑھو کس کس احسان کا ذکر کیا جاوے۔ ارضی کارخانہ نہ ہوتا۔ تو ہم اور تم ہی کہاں ہوتے۔ پھر ہم کو زندگی دی۔ مسلمان بنایا۔ آنکھیں دیں اور کان دئے۔ قرآن مجید کا وعظ نصیب کیا۔ اس کے مقابل ہم دیکھیں۔ کہ جو ہمارے مولیٰ نے احسان کئے کسی اور نے بھی کئے ہرگز نہیں۔

اس وقت بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ . . . . سمجھا . . . . نے عدل کے معنے کئے ہیں کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت بھی ہو۔ میں نے تو پہرہ داروں کے ذریعے بارہا تہجد کی توفیق پائی ہے۔ وہ بارش اور سردی کے موسم میں چار پانچ روپے کی خاطر خبردار۔ ہوشیار۔ جاگتے رہو۔ کہتے پھرتے ہیں۔ اس وقت مجھے اللہ کے احسان یاد آئے ہیں کہ وہ کس قدر لاتعد و لاتحصیٰ ہیں کیا ہم اس کے لئے اس کے حضور کمربستہ نہ ہوں۔

الاحسان۔ یہ مرتبہ عدل سے آگے کا ہے کسی نے السلام علیکم کہا۔ ہم نے بھی کہہ دیا۔ تو کونسی بڑی بات ہوگئی۔ احسان یہ ہے۔ کہ بیٹھے ہیں اور بڑھ کر سلوک کریں۔

وایتائ ذی القربیٰ۔ کے عام معنے یہ کئے گئے ہیں۔ کہ رشتہ داروں کو کچھ دو۔ صوفیاً نے اس کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ غیروں کے ساتھ ایسا سلوک کر جیسے ذوی القربیٰ کے ساتھ طبعاً کرنا پڑتا ہے۔

عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ انسان کے ایک ذاتی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ ایک جن کا اثر سلطنت پر پڑتا ہے۔ پس فرماتا ہے کہ نہ ایسا کام کر جن کا بد اثر تجھ پر پڑے۔ نہ ایسا جس کا اثر دوسرے پر پڑے۔ اور نہ ایسا جس کا اثر حکومت پر پڑے۔

یعظکم۔ فرماتا ہے کہ ایسی اعلےٰ تعلیم کوئی تم میں سے اور بھی دیتا ہے۔ ہرگز نہیں پس یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔

ولا تنقضوا الایمان۔ یہ ایک پیشگوئی فرماتا ہے کہ ایک وقت مشرکین عہد توڑینگے یہ بھی ثبوت نبوت ہے۔ کیونکہ آخر حدیبیہ کی صلح کو کفار نے توڑا۔

دخلاً۔ اس کے معنے ہیں۔ "دھوکہ"

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت مکہ میں تشریف لے گئے۔ اپنی رویاء لتدخلن المسجد کے مطابق جب آپ حدیبیہ میں پہونچے۔ تو ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ آخر صلح ہوئی اور کچھ معاہدے ہوئے۔ جن سے عرب کے تمام قبیلوں کی فہرستیں بنیں اور جو مسلمانوں کے طرفدار تھے وہ بھی اور جو مشرکین کے طرفدار تھے وہ بھی لکھے گئے۔ آپ نے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پندرھواں

سورۂ بنی اسرائیل

(مورخہ ۶۔ فروری ۱۹۱۱ء رکوع اول)

قرآن مجید جو کچھ ہم کو سناتا ہے کئی حصوں پر منقسم ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ نکاح طلاق وراثت وغیرہ کے متعلق جو آیات ہیں وہ ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ہیں۔ بس یہ چودہ ہزار آیات باقی ہیں۔ یہ کس لئے ہیں یہ (بقدر ضرورت) انسان کو بہت ضرورتیں ہیں۔ ایک خداشناسی ایک خدا کو راضی کرنا۔ ایک مخلوق پر شفقت۔ غرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں جن سے باقی قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ڈیڑھ سو آیات کے متعلق ہی کل بحثیں رہیں اور پھر اس پر بھی اکثر مسلمانوں کا عمل نہیں جیسا کہ عام طور پر مسلمان بے نماز ہیں۔ کسی کا مال کھانے میں بعض کو کچھ تامل نہیں ہوتا۔ وراثت کے متعلق تو لڑکیوں کے بارے میں عمل ہی اٹھا دیا ہے۔ حلال کمائی کے لئے کچھ تڑپ نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ خدا کا عرفان اس کی رضامندی اور شفقت علی خلق اللہ کی تڑپ ہو۔

یہ سورۃ یہ بتانے کے لئے ہے کہ متقی کو کیا انعامات ملتے ہیں اور فاسق شریر عہدشکن کو کیا سزا ملتی ہے۔ مدینہ میں یہودی تھے اس لئے ان کو بیدار کیا۔

سبحٰن۔ اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ یہود کو جو بابیوں اور رومیوں نے تباہ کر دیا اس میں اللہ ظالم نہیں۔ بلکہ اس نے جو کچھ کیا اس سے اس کی تنزیہ ثابت ہوتی ہے۔ گندوں سے اس کو پیار نہیں۔

اسریٰ بعبدہٖ۔ یہاں لوگوں نے معراج کا ذکر کیا ہے یہ بہت مناسب ہے کیونکہ معراج ان واقعات صحیحہ کا بیان ہے۔ جو آپ کے بعد (بھی) آپ کے جانشینوں کو پیش آنے والے تھے۔ میرا ایمان ہے کہ معراج یقظہ میں ہوا ایسے یقظہ میں جس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب کے ہے۔ ایک شخص نے میرے بدن پر ہاتھ لگا کر پوچھا کہ اس جسم کے ساتھ معراج ہوا۔ میں نے کہا یہ تو نورالدین کا جسم ہے۔ پھر اپنی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے کہا کہ یہ آپ کا جسم ہے۔ مبہوت رہ گیا۔

ہمارے قاضی صاحب اس کے معنے کیا کہتے ہیں کہ یہ ہجرت کا بیان ہے۔

المسجد الاقصیٰ۔ سے خواہ وہ مدینہ کی مسجد مراد لیں مگر ہم یہ کہدیتے ہیں کہ اُس طرف لے گیا۔

قضینا۔ اعلمنا واخبرنا۔

فجاسوا۔ جوس اور جوسان کے معنے ہیں کسی ملک میں چلنا پھرنا۔ مسلمانوں پر بھی یہ بات آئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو بڑی سلطنت عطا کی تھی اور ان کو وہ ملک عطا کیا گیا۔ جو سلیمان کو دیا گیا جو داؤد کو دیا گیا۔ جس پر عمالیق کو فخر تھا۔ پھر جب ان کے تقوے میں فرق آیا۔ تو بالکل کمی ہوگئی۔ سورۂ جمعہ میں آیا ہے۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار۔ بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا نام مروان الحمار تھا۔ گویا خدا نے سمجھا دیا کہ اب تم میں بھی یہود کی طرح حمار پیدا ہونے لگے اب ضرور ہے کہ یہود سا سلوک تم سے بھی ہو۔ چنانچہ ان سے سلطنت چھینی گئی۔ پھر خدا نے فضل کیا اور عبدالرحمٰن کی معرفت سلطنت کا حصہ ملا۔

لیسوٗا وجوھکم۔ تمہارے بڑے آدمیوں کو ذلیل کر دیا۔ مسلمانوں پر بھی یہ زمانہ آیا جب چنگیز خان کے حملے ہوئے۔ خوارزم کا ایک بادشاہ تھا اس کو چنگیز خان نے لکھا۔ اترکوا الترک ما ترکوکم ہم مغلوں سے آپ نہ لڑیں یہ آپکے نبی کا فرمان ہے پھر اس نے لکھا تو ان سے (آپ کے رسول نے فرمایا ہے) لڑیں حتیٰ لا تکون فتنۃ۔ لڑائی سے باز رہو۔ پھر ایک جگہ لکھتا ہے کہ کفار سے امن کے کیا کیا۔ تمہارے نبیؐ نے حقوق رکھے ہیں۔ مگر تمہارے ملک میں ہمارے تاجر لوٹے گئے۔ افسوس کہ خوارزم کے بادشاہ نے یہ نصیحت کی باتیں نہ سنیں۔ آخر ہلاکو۔ ہلاکت کی تلوار بن کر آیا۔ اور چنگیز خانیوں نے ... لاکھ آدمی قتل کر دئے اور سب کتب خانے غرق کر دئے۔ ہزار آدمی کو جو مدعیان سلطنت خیال کئے جا سکتے تھے زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ اور ہزاروں عورتوں کو زنا کا حمل کروایا ایسی تباہی کروائی جس کی کوئی حد نہیں۔ سعدیؒ نے اس تباہی کا کچھ کچھ نقشہ پیش کیا ہے۔ پھر بھی اللہ نے رحم کیا۔ ہلاکو کا پوتا مسلمان ہو گیا اور مسلمان کچھ بچ گئے۔ اور ان کا نام رہ گیا تم خدا سے ڈرو اور شرارتیں مت کرو۔ دس سلطنتیں میرے سامنے ہلاک ہوئی ہیں۔ دہلی کی سلطنت۔ لکھنؤ کی سلطنت۔ کاشغر۔ سمرقند۔ بخارا کی سلطنت۔ بخیارا۔ مسقط۔ مراکش۔ الجزائر۔ مصر۔ یہ سب میری آنکھ کے سامنے برباد ہوئیں۔ یہ سب بدعملیوں کی سزا ہے۔

بالاخرۃ۔ وہ باتیں جو اخیر میں ظاہر ہونے والی ہیں۔

مورخہ ۷۔ فروری ۱۹۱۱ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

ویدع الانسان بالشر۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں سارے جہان کے لئے رحمت تھا۔ اس سورۂ کریم میں اللہ نے یہود کو سمجھایا ہے کہ وہ وقت تم پر خطرناک آچکے ہیں ایک جب داؤد کی لعنت تم پر پڑی۔ اور بابلیوں کے قبضے میں تم گرفتار ہوئے۔ پھر حضرت عیسیٰ کی لعنت تم پر پڑی۔ ان کو

فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم ۔ کہ میں ان کا ایمان بھی اب نہیں دیکھنا چاہتا ۔

وضرب اللہ مثلاً قریۃ ۔ خود مکہ ہی سمجھ لو ۔ جس میں ہر طرح امن و اطمینان تھا ۔ چنانچہ عورت جب اپنے خاوند سے شکوہ پاتی ۔ تو کہتی ۔ ذوجی کلیل تہامۃ ۔ لا مخافۃ ولا سآمۃ لاحرّ ولا قرّ ۔

من کل مکان ۔ ادھر شام ۔ ادھر افریقہ تک سے تجارت کرتے ۔ پھر بیوپاری لوگ آتے وہ روپیہ لاتے ۔ حکومت کا معاوضہ الگ ملتا ۔

فکفرت ۔ ایک جگہ فرمایا ہے ۔ بدلوا نعمۃ اللہ کفرا و احلوا قومھم دار البوار ۔ یہاں اس کی تفصیل فرمائی ہے ۔

لباس الجوع والخوف ۔ مشرکین نے صحابہ کو بھی دو دکھ دئے تھے ایک تو ان کو بھوکا رکھا ۔ چنانچہ وہ غلہ خرید لیتے ۔ قبل اس کے کہ شعب بنی ہاشم تک پہنچے ۔ اس کی سزا میں ایسا شدید قحط پڑا کہ ہڈیاں اور چمڑے تک کھانے پڑے ۔ خوف مشرکین کی طرف سے یہاں تک پہنچایا گیا ۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ شہر چھوڑنا پڑا ۔ جس کی عقوبت میں ان پر جنگ کی سزا وارد ہوئی ۔

ولقد جاءھم رسول منھم ۔ کیسا صاف نقشہ کھینچا ہے کہ خود مکہ والوں ہی کو سمجھایا ہے مگر وہ نادان کہاں سمجھتے ہیں ۔

فکلوا مما رزقکم اللہ ۔ فرماتا ہے حرام خوریاں جن کی تفصیل آگے ہوتی ہے ۔ چھوڑ دو اور حلال کھاؤ ۔ محنت سے بڑھ کر حلال طیب کیا ہوتا ہے ۔

وما ظلمنٰھم ۔ یہودیوں پر جو چربی اونٹ وغیرہ حرام تھا ۔ تو ان کے ہی بدعملوں کی وجہ سے اور ایسی تمدن سے جو چہل سال تو وہ گئے گئے تو یہ بھی مدول ملکی سزا تھی ۔

مورخہ ۵ ۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۲)

انسان کی فطرت میں یہ خواہش ہے کہ وہ معزز ہو اس کی اولاد اچھی ہو ۔ اس کا ذکر خیر دنیا میں چلے ۔ خدا کا اس سے بہت تعلق ہو ۔ وہ مر کر بھی عزت پائے ۔ ابراہیم علیہ السلام ان تمام انعامات سے متمتع ہوئے ۔

اُمّۃ ۔ ایک معنے امام کے ہیں ۔ دوسرے معنے گروہ ہے ۔ لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لحاظ سے ایک قوم تھے اب بتاتا ہے کہ اس کی اولاد میں سلطنت ہے نبوت ہے ۔ تمام جہان کے لوگ اس پر سلام بھیجتے ہیں ۔ توراۃ میں ہے جو تجھ پر اے ابراہیم برکت بھیجے میں اس کا گھر برکت سے بھر دونگا ۔ ابراہیم میں کیا خوبی تھی ۔ ان آیات میں کچھ ذکر ہے ۔

حنیفاً ۔ کے معنے ہیں مستقیم راہ پر چلنے والا ۔ عربی میں جس کے پاؤں ٹیڑھے ہوں اسے بطور دعا احنف کہتے ہیں ۔

شاکراً لانعمہ ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ایک دفعہ فرمایا ۔ تم بہت عورتیں دوزخ میں جاؤگی ۔ ایک عورت نے پوچھا کیوں ؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کی نعمتوں کا کفر کرنے والی ہو ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت معمولی بات پر ناراض ہو ۔ تو باوجود بہت سی آسائشوں کے کہہ اٹھتی ہے ۔ میں نے اس گھر میں ایک لحظہ آرام نہیں پایا ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ لئن شکرتم لازیدنکم اللہ شکر سے مال کو بڑھا دیتا ہے مگر بہت ہیں جو اس سہل علاج کو چھوڑ کر کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ۔ ایک شاعر نے کہا

سرنوشت ما بدست خود نوشت ۔ خوش نویست بخواہد بد نوشت ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے شکر کا اجر کیا کچھ دیا ۔ حضرت یعقوب کے بارہ لڑکے ۔ حضرت اسماعیل کے بارہ لڑکے ۔ پھر انہی کی اولاد میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ۔

جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ ۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا ۔ غلطی سے یہودی نے ہفتہ ۔ نصاریٰ نے اتوار سمجھ لیا ۔

المرآ ۔ سے عملی طور پر کفار کو ڈرایا تھا ۔ سورہ نحل میں عملی رنگ میں کفار کی شرارتوں کا ذکر کیا ۔ اب آپ کی ہجرت کا واقعہ آتا ہے ۔ اگلی سورت میں تمام ترقیات کا ذکر فرمائے گا ۔

وما صبرک الا باللہ ۔ صبر کبھی کمزوری سے ہوتا ہے ۔ مگر فرماتا ہے ۔ تمہارا صبر اللہ کے لئے ہو ۔

یہاں پارے چودہویں کے نوٹ ختم ہوئے ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔

ذریعے سے شروع ہوتی ہے۔ پھر آنکھ کے ذریعہ۔ اسی واسطے اسلام میں غض بصر کا حکم ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر حسین جمیل کے دیکھنے سے انسان آنکھیں نیچی کرے تو اس کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔

۔ ولا تقربوا مال الیتیم۔

تیسری طاقت۔ حرص مال کی ہے اس سے منع فرمایا۔ قویٰ بدنی کا قیام زیادہ تر فضل الٰہی سے ہے۔ دیکھو میں دودھ کبھی نہیں پیتا۔ پھر بھی اس بڑھاپے میں سات سو صفحے کی کتاب ایک رات میں پڑھ سکتا ہوں۔ زیادہ حرص نہ کرو نہ اپنے مال پر نہ کسی کے مال پر۔ خصوصاً یتیم کے مال سے بچو۔

داوفوا الکیل۔ مال کے حصول کے مختلف برے طریقوں سے منع فرماتا ہے۔

ولا تقف مالیس لک بہ علم۔ لا تقف کے معنے ہیں لا تقل۔ جو صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔ جس چیز کا علم نہ ہو وہ موہنہ سے نہ نکالو۔ آج کل ایسی بے باکی بڑھ رہی ہے۔ کہ پالیٹکس و اکانومی کے معنے تک نہیں جانتے اور اپنے اخبار اس کے لئے وقف کرتے پر بیٹھے ہیں۔

ولا تمش فی الارض مرحاً۔ ایک اور بڑی بلا ہے۔ تکبر اس سے منع فرماتا ہے۔

ولا تجعل۔ پھر وہی پہلی بات جو نیکیوں کی اصل الاصول ہے یاد دلاتا ہے۔

مورخہ ۱۰۔ فروری ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵)

لیذکروا۔ اللہ نے اس کتاب میں قرب الٰہی سیکھنے والوں دنیا داروں۔ امراء غرباء۔ نیچے بوڑھے غرض ہر طبقے ہر مذاق کے لوگوں کے لئے بھلائی کی باتیں اور نصیحتیں لکھی ہیں۔

ایک سوال ہوا کہ خدا نے مسیح و مہدی کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں کیا۔ فرمایا ذکر تو کیا ہے۔ چنانچہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم میں اس کا ذکر مذکور ہے۔ نام بنام فہرست کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس طرح تو ضروری تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا نام بھی ہوتا۔ اور پھر خلفاء کا نام لکھ دیتا تو سب لوگ اپنی اولاد کا وہی نام رکھتے اور معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اس لئے ایک نشان ان کی صداقت کا فرما دیا۔ کہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا اور فرمایا کفی باللہ شھیداً۔

اذاً لابتغوا۔ یعنی اے مشرکین ایک تم خدا کے پرستار پھر ثبت تمہارے۔ شفیع۔ پس ذی العرش کے سامنے اس صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں تم جیت سکتے ہو۔ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

حجاباً مستوراً۔ جو شخص غفلت کی راہ اختیار کرتا ہے اولاً اس کے قلب پر حجاب آتا ہے پھر دین پھر مہر آتی ہے۔ پھر طبع پھر ختم ہوتی ہے.... پھر قفل۔

ولّوا علی ادبارھم نفوراً۔ اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان کریں۔ اور حاضرین کے مذاق کے مطابق ان کے سلسلے کے کسی پیر کا ذکر نہ آئے تو لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ کچھ مزا نہیں آیا۔ چشتیوں کی مجلس میں چشتیوں کے پیر طریقت کا ذکر نہ کریں۔ نقشبندیوں قادریوں کی مجلس میں ان کے پیر کا۔ سہروردیوں میں ان کے پیر کا۔ تو وہ ناراض ہو جاویں میں دوسروں کا کیا ذکر کروں۔ ایک شہر میں میں نے خدا تعالیٰ کی صفات ذکر شروع کیا اور دیدہ و دانستہ حضرت صاحب کا ذکر نہ کیا۔ تو بعض شخصوں میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ حق فرمایا ہے خدا نے۔ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب آہ۔

رجلاً مسحوراً۔ مسحور کے تین معنے کئے ہیں۔ اسم مفعول کا صیغہ جس پر سحر کیا گیا (۲) عربی زبان کا قاعدہ ہے کوئی چیز جب اپنے کمال کو پہونچ جاوے تو مبالغہ کے لئے اس کے اسم فاعل کو اسم مفعول بنا دیتے یا برعکس نام لیتے ہیں۔ مثلاً بہت سیاہ حبشی کا کافور نام رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ جیسے چلتی کا نام گاڑی۔ پس جو بڑا ساحر ہو اُسے مسحور کہدیتے ہیں۔ (۳) مسحور........ سحری کھانے کو کہتے ہیں۔ پس مسحور کے معنے ہوئے کھانے والا۔ عربی کا شعر سناتا ہوں۔

فان تسئلنا فیما نحن فاننا
عصافیر من ھذا الانام المسحّر

اس شعر میں مسحر کے معنے کھانے والے کے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور طعن کہتے۔ یاکل مما تاکلون ویشرب مما تشربون۔ گویا ان کے نزدیک نبی کھانے والا نہیں چاہیئے۔

فسینغضون۔ بعض کہتے ہیں سر کو اونچا کر کے نیچا یا نیچا کر کے اونچا کرنا۔ بے ایمان لوگوں کی عادت ہے۔ کہ حقارت کا اظہار اس طریق پر کرتے ہیں۔

مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶)

ھی احسن۔ اس پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک مولوی ایک مس کو پڑھایا کرتے۔ مس نے ان پر ایسا اعتبار جمایا کہ اپنی کنجیاں تک ان کے سپرد کر رکھی تھیں۔ میں نے انہیں کہا۔ ہوشیار رہنا۔ ایک دن بھاگتے میرے پاس آئے وجہ دریافت کی تو بتلایا کہ مس نے مجھ پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ھی مؤنث کی ضمیر ہے اور یہ احسن کے لئے ہے جو مذکر ہے۔ یہ کیونکر درست ہوا۔ میں نے کہا یہ تو معمولی بات ہے۔ کہ یہ اسم تفضیل جس پر ال نہ ہو۔ مذکر و مونث کے لئے یکساں آ سکتا ہے۔ جب جا کر ان کو ہوش آیا۔

اس موقعہ پر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اول بات کو تولو پھر منہ سے بولو انسان ایسا لفظ کیوں منہ سے نکالے۔ جس کا نتیجہ اخیر میں برا بھگتنا پڑے۔

ینزغ بینھم۔ یفسد بینھم۔ سورہ یوسف میں بھی یہ لفظ آیا ہے من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی۔

بڑے عظیم الشان مقابلہ کا بدانجام طیطس کے زمانے مین ایسا خطرناک ہُوا۔ کہ تمہاری عظمتین خاک مین ملادی گیئین۔ مین نے تمہین بتلایا ہے کہ لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری۔

ایک مسلمان کی چپہ بھر زمین جائے تو اس کے لئے کیسا مضطرب ہوتا ہے۔ پھر تم یاد کرو۔ کہ مسلمانوں کا کتنا ملک تھا مگر بدعملیون کی وجہ سے دوبار ان پر بھی ایسا ہی وقت آیا۔ فرماتا ہے کہ انسان بدی کو بھی پکارتا ہے۔ یعنی اپنی بدعملی کی وجہ سے گویا اپنے لئے دکھ مانگتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ اپنے یا اپنے اقربا کے حق مین بد دعا کرلیتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک مین ...... مائین اپنی اولاد کو گالیان بد دعا کے رنگ مین دیتی رہتی ہین۔

وجعلنا اللیل والنھار۔ عرب غمون اور دکھون کو رات سے تعبیر کرتے سمجھاتا ہے کہ وہ دکھ درد کی رات دور بھی کردیتا ہے۔ جلدبازی سے گھبرا کر بد دعائین نہین مانگ لینی چاہئین۔

طائرہ فی عنقہ۔ جیسے جیسے اعمال کرتا ہے انکے اثر اور نتائج اسی عمل کرنے والے کے گلے مین بندھے ہین۔ انما اعمالکم احصی علیکم۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ مسند احمد حنبل مین کچھ ایسی حدیثین ہین جن سے عوام ناواقف ہین۔ فرمایا جو لوگ بہرے ہین یا جنھون نے انبیاء و رسل کا زمانہ نہین پایا یا وہ بچے تھے یا بہت بوڑھے تھے۔ یہ حساب الٰہی مین اپنے اپنے عذر پیش کرین گے کہ ہمین کچھ خبر نہ تھی۔ وہان بھی اللہ تعالیٰ رسول بھیجے گا۔ بغیر رسول کے عذاب نہین دیا جاتا۔ ابن جریر مین بھی ایسی حدیثین ہین۔

ففسقوا فیھا۔ وہ جن کو حکم دیا جاتا ہے۔ ہمارے حکمون کی خلاف ورزی کرتے ہین

فحق علیھا القول۔ بدیان کرتے کرتے وہ حالت پہونچ جاتی ہے۔ جس پر فرد جرم لگ جاتی ہے۔

وکفیٰ بربک۔ نحو کا نکتہ آپ کو سنائے دیتا ہون۔ کفیٰ بربک کے معنے کہتے ہین کفی ربک ہین۔ پس کفی بربک کیون ہُوا۔ یہ ب کیون بڑہی۔ نحویون نے لکھا ہے۔ کہ جب مدح یا ذم کا کوئی مقام ہوتا ہے تو پھر ایک جملہ کے دو جملے بنا لیتے ہین۔ اکتف بربک۔ تو کفایت کر اپنے رب سے۔ کفی ربک۔ قام باخیک مدح کے مقام مین بولین گے۔

محظوراً۔ ممنوع۔ روکی گئی۔

لاتجعل۔ آخرت کے درجات اور فضیلتین موقوف ہین اس پر کہ تو خدا کے ساتھ شریک نہ ملائے۔

مورخہ ۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

وقضیٰ ربک۔ اس کے معنے ہین کہ حکم ٹھیرا دیا ہے تیرے رب نے۔

الا تعبدوا الا اللہ۔ یہی ایک مسئلہ ہے جس کے لئے انبیاء دنیا مین آئے۔

مین جب اذان سنتا ہون تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ اسلام کی یہی جامع تعلیم ہے۔ مگر [illegible] آج [illegible] ہے اس کی قدر بہت کم رہ جاتی ہے۔ اسی طرح

لا الٰہ الا اللہ اور کلمہ شہادت۔ ان کے معانی پر غور و تدبر کرنا ضروری ہے مگر مسلمان بہت کم توجہ رکھتے ہین۔ صوفیائے کرام نے اس کلمہ پر بہت زور دیا ہے اور اس کی تعلیم تفہیم مین بہت کوشش کی ہے۔ اس پر کتابین بھی لکھی ہین۔

وبالوالدین احسانا۔ ماں باپ ایک تربیت کے متعلق ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہین اگر اس پر غور کی جائے تو نتیجے ان کے بیرو(؟) کرتے ہین۔

مین نے چودہ بچون کا بلا واسطہ باپ بن کر دیکھا ہے کہ بچون کی ذراسی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کے شکریہ مین ان کے حق مین دعا کرو۔ مین اپنے والدین کے لئے دعا کرنے سے کبھی نہین تھکتا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا۔ جس مین ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔ جس قدر بچہ نیک بنے۔ ماں باپ کو راحت پہونچتی ہے۔ اور وہ اسی دنیا مین بہشتی زندگی بسر کرتے ہین۔

فلا تقل لھما اف۔ اس قدر ان کی مدارات رکھو۔ کہ اُف کا لفظ ہی منہ سے نہ نکلے چہ جائیکہ ان کو جھڑکو۔

ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ بعض والدین باوجود خدمت کے پھر بھی اولاد کی شکایت کرتے ہین یا ان کو بے وجہ تنگ کرتے رہتے ہین فرمایا خدا تمہاری نیتون سے خوب واقف ہے دوسرے موقعہ پر فرمادیا۔ وان جاھدٰک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما گویا اطاعت والدین کی حد بتادی ہے۔

اٰت ذا القربیٰ حقہ۔ اپنے اقربا سے نسبتین بوجہ زیادہ معاملہ پڑنے کے پیدا ہوجاتی ہین۔ ان کو خلوص سے دینا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس کی تاکید فرمائی۔

ان المبذرین۔ انسان خیال کرے کہ ایک کپڑا جو وہ پہنتا ہے اس کے اجزاء کہاں کہاں سے آئے اور کس شکل اور کن مختلف تبدیلیون کے بعد ان کا ایک لقمہ اس کے منہ تک پہونچا۔ یہ سب سامان واٰتاکم من کل ما سألتموہ۔ کی ماتحت حضرت حق سبحانہ نے پہلے سے عطا فرمائے۔ اگر تو نے اس مین تبذیر کی۔ تو اس کا نتیجہ جھگتنا پڑیگا اللہ تعالیٰ نے دینے مین کسی سے بخل نہین کیا۔ بلکہ اس کے غلط استعمال نے تنگی پیدا کردی۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم سے مراد نعمت ہے۔

فقل لھم قولا میسورا۔ اگر پاس کچھ نہین تو سائل کو کوئی عمدہ بات ہی کہدے۔ ہمارے ایک شیخ تھے۔ وہ سائل کے چہرے کو دیکھ دیکھ کر اس کے مناسب حال خدا کے عربی نام ...... جیسے نام کریم کا ورد بتادیتے تھے۔

مورخہ ۹۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۴)

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ انسان مین ایک غضب کی طاقت ہے۔ وہ جب حد سے بڑھتی ہے۔ تو کئی کئی رنگون مین ظاہر ہوتی ہے۔ غضب کو لا انسان گالی دیتا ہے اپنی اولاد کو قتل کردیتا ہے اس قتل کے بڑے اسباب مین سے مزدورون کی بدچلنی بھی ہے پھر مفلسی کا ڈر۔ جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہین کہ بہت اولاد نہین چاہیئے یہ موجب ہے ملک کے افلاس کا۔

ولا تقربوا الزنیٰ۔ دوسری طاقت شہوت کی ہے۔ جو [illegible] اوقات [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پندرھواں

سورۂ بنی اسرائیل

(بقیہ ۱۴ر فروری ۱۹۱۰ء رکوع ۸)

لقد کدت ترکن الیھم - جب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے سے ممکن ہے کہ تم کسی فتنے میں پڑ جاؤ - تو پھر دوسرے مومن کس گنتی میں ہیں - بہت بچنا چاہیئے - صحبت کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے پس تم کس کے پاس بیٹھتے ہو - پہلے سوچ لو۔

ضعف الحیاۃ - اس دنیاوی زندگی میں دکھ و عذاب - یہ معنے بخاری نے کئے ہیں - یہی مجھے پسند ہیں۔

مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۱۰ء

(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۹)

جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیہا - سلیم الفطرت لوگ ہوتے ہیں ان کے دلوں میں کپٹ نہیں رہتی - ایسے لوگوں کی عادت ہے کہ جو ان کے ساتھ نیکی کرے وہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں - اللہ تعالیٰ کے کس قدر احسان ہیں - ان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا - کہ گنے بھی نہیں جا سکتے - پس اس سے بڑھ کر کون محسن ہو سکتا ہے - اور اس سے زیادہ کون سزاوار محبت و اطاعت ہو سکتا ہے۔

ایک معمولی بال سفید ہو جاوے تو انسان کے دل پر کیا گزرتی ہے - ذراسی ناک کٹ جائے یا آنکھ کی پتلی خراب ہو - یا کان میں ضرر پہونچ جاوے - تو کیا انجام ہوتا ہے یہ خدا کے فضل سے سلامت رہتے ہیں - غرض ایسے محسن کی محبت و اطاعت کے اظہار کے لئے نماز ہے - جس کا حکم اس رکوع میں دیتا ہے اور ان کے ادا کرنے کے اوقات بتلائے ہیں جو پے درپے آنے والے ہیں تاکہ ایک نماز کے پڑھنے سے روحانیت کا اثر ابھی باقی ہو کہ دوسرا آجائے - اہل اللہ تو آٹھ بار نماز پڑھتے ہیں - نماز صبح کے بعد اشراق پھر ضحیٰ - پھر ظہر کی نماز - پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر تہجد۔

فتھجد بہ - ہجود کے معنے سونے کے ہیں (الا طرقتنا والرفاق ہجود میرے یار کی کیوں نہیں آئی ساتھی تو سب سو گئے ہیں) تہجد کے معنے ہیں نیند کو ہٹا کر اٹھنا۔

مدخل صدق - عربی بولی میں ہر عمدہ چیز کو صدق کہتے ہیں جیسے کہ عمدہ گھوڑا کو بھی اخ صدق بولتے ہیں۔

وقل جاء الحق - یعنی عبادت اور ان دعاؤں کے بعد نصرت الٰہی آئے گی اور بطلان دور ہو جاوے گا اور تو کہے گا - جاء الحق وزھق الباطل۔

ما ھو شفاء - میرا اعتقاد ہے کہ روحانی بیماریوں کے علاوہ ظاہری بیماریوں کی بھی شفا کرتا ہے۔

قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ - یہ آیت بہت مشکل ہے - میں نے اس کے سمجھنے میں بڑی محنت کی ہے - شاکلہ کے معنے ہیں اپنے طریقے پر - ہر شخص اپنے نزدیک کوئی بات سوچ لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے ایک نیک کام کیا یا نیک کام کا ارادہ کیا - اب اس نے جو اپنے طریق یا خیال یا ارادہ پر کام کیا ہو تم اسے اپنے رب کے سامنے پیش کرو - یعنے خدا کے کلام کے آگے مہر صداقت لگانے کے لئے پیش کرو - کیونکہ وہ اعلم اور اہدیٰ سبیلا ہے اور پھر اس پر رائے زنی کرو کہ نیک ہے یا بد۔

مورخہ ۱۷ - فروری ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

یسئلونک عن الروح - یہ سوال یہود نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت کیا جب آپ ان کے بیت المدراس کے پاس سے گزرے مگر یہ سورۃ مکی ہے اس لئے اعتراض کیا جاتا ہے کہ مدینہ کے یہود کے سوال کا جواب کیوں کر دیا - یہ اعتراض قوی ہے - مگر کیا ممکن نہیں کہ یہود نے مکہ جانیوالے لوگوں کی معرفت یہ سوال پوچھا ہو یہ جواب برتقدیر تسلیم ہے کہ یہود نے سوال کیا ورنہ یسئلونک عام ہے - سوال کرنے والوں نے سوال کیا - یسئلون سے ہی اس کے فاعل کا پتہ لگ سکتا ہے جیسے اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ میں ھو - یہ مرجع کا امر نحو کے قاعدے کے مطابق ہے کہ فعل کے مشتق سے اس کا فاعل نکال لیتے ہیں - پس یسئلون کے سائل عام سائل ہیں پوچھتے ہیں روح سے - روح کیا چیز ہے اس کا جواب خود قرآن کریم کی ہی دوسری آیات سے کھلے گا - اس زمانے میں روح کا لفظ مشتبہ سا ہو گیا - بعض نے روح سے مراد نسول سمجھا جس سے آدمی کی زندگی وابستہ ہے - مگر اگر یہ مراد ہوتی تو ایسا کمزور جواب خالق الارواح کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتا - جبکہ اسلام کے ادنیٰ خادموں میں سے اور شیخ ابن قیم حنبلی امام نے بھی حقیقت روح انسانی پر بسیط مضمون لکھا ہے - پس دراصل روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں - پھر کلام الٰہی کے پہچاننے والے نبی کو - اور کلام الٰہی کے لانے والے ملک کو بھی کہتے ہیں - دیکھو سورہ نحل پارہ ۱۴ - ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون - اس کے صاف معنے ہیں

یمن ۔ سب لوگون کو۔

وآتینا داؤد زبوراً ۔ اس کے پہلے لقد فضلنا بعض النبیین علی البعض فرمایا۔ ان کا تعلق آپس مین کیا ہُوا۔ سنو۔ قرآن مجید مین ہے کہ لعن الذین کفروا علی لسان داؤد۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ آپ محتاط رہین آپکو اللہ تعالیٰ نے بہت بزرگی دی۔ ایسی بات آپ کی شان سے بعید ہے اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعّان نہین تھے۔ حدیث مین جہان ذکر آیا ہے وہان ساتھ ہی ممانعت کا بیان بھی ہے۔

وما منعنا ان نرسل بالآیات ۔ یہ ایک آیت ہے۔ جس پر لوگون کو شبہ ہوا ہے سرسید احمد خان صاحب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور معجزون سے انکار کیا ہے حیرت ہے اس کے صحیح معنے یہ ہین کسی چیز نے ہمین آیات کے بھیجنے سے نہین روکا۔ اور کیا پہلون کی تکذیب ہمین روکتی ہے ہرگز نہین۔ چنانچہ دیکھو ثمود کے لیے اونٹنی بطور نشان بنائی۔ جب اونہون نے اس پر ظلم کیا۔ تو خمیازہ اُٹھایا۔ اسی سورۃ کے رکوع ۱۰ ایز اخیر پر . . . . وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی۔ کس چیز نے روکا ہے لوگون کو ایمان سے۔ مگر اس نے کہ یہ بشر رسُول ہے۔ یہ تو ایسی چیز نہین۔ پھر یہ معنے ہین کہ

بالآیات ۔ مین ال کیا ہے۔ استغراق کا۔ تو مطلب یہ ہُوا کہ کل آیات کے بھیجنے سے تو تکذیب روکتی ہے۔ مگر بعض سے تو نہین روکتی۔ اگر بعض آیات مراد ہین تو باقی بعض کے بھیجنے سے تکذیب الناس نہین روکیگی۔

واذ قلنا لک ۔ اب ایک نشان کا ذکر فرماتا ہے۔

الرّءیا ۔ بعض نے کہا ہے یہ رؤیا معراج مراد ہے۔ بہت لوگ سمجھتے تھے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے رویا مین اپنی بڑی بڑی کامیابیون کا ذکر کرتے ہین۔ یہ کب نصیب ہو سکتی ہین۔ لیکن آخر ہم چودہوین صدی مین دیکھ رہے ہین کہ معراج کے واقعات حرف بحرف صادق آ رہے ہین۔

الشجرۃ ۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا ہے۔ انّہا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم اس پر مشرکین نے ہنسی کی اور شجرۂ زقوم کے معنے کھجور بناکر لوگون کی دعوت کی اور کہا یہ ہے جس سے محمّد ڈراتا ہے۔

مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۰ء

(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷)

اسجدوا ۔ فرمانبرداری کرو۔

لاحتنکنّ ۔ اس کے تین معنے ہین (۱) تابعین نے معنے کئے ہین۔ احتوین حاوی ہو جاؤن گا (۲) لاستولین ۔ مسلّط ہو جاؤن گا۔ شاہ عبد القادر نے لطیف ترجمہ کیا ہے۔ ان کی ڈاڑھی باندھ لونگا۔ ڈاڑھی کو پنجابی مین کھبّی کہتے ہین قال کے متعلق یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ ضرب۔ فعل۔ قال۔ تینون قریب المعنی ہین۔ نقال کے ساتھ تعلق ہاتھ پاؤن ناک آنکھون سے کسی فعل کو کرے یا کسی واسطے سے کرے۔ سب پر قال بولا جاتا ہے اسی واسطے عربیون نے بالعموم اپنی افعال کا رکھا ہے۔ کلمہ کا لفظ بھی وسیع ہے۔ ان کلم تعلیما۔ جب تک تبھی لفظ کرتا ہے بات کرنے کے معنے مین آتا ہے۔ کلّم الحباب اذا لم یتر لقیھما بھی بین ...

جزاءً موفوراً ۔ عربی زبان مین جب اسم فاعل کا کام لینا چاہتے ہین۔ تو صیغہ مبالغہ پڑھ کر اسے مفعول کے ثناء مین ادا کرتے ہین۔ موفور کے معنے بڑی وافر۔

واستفزز ۔ استفزاز کسی جگہ اچھا بنا بنا ایسا کہ اپنے پر بھی قابو نہ رہے۔

بصوتک ۔ صوت کا لفظ چار معنون مین آتا ہے (۱) کھیل کود لعب (۲) لہو اللہ سے غافل کرنے کا سامان (۳) غنا رکھنا بجانا (۴) ہر چیز جو معصیۃ اللہ کی طرف بلائے۔ اکل داعٍ الی معصیۃ اللہ مومن کو ایسی باتون کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بخیلک ورجلک ۔ دنیا مین کوئی سوار ہے کوئی پیادہ ۔ فرماتا ہے۔ اے شیطان تیرے سوار و پیادے ہین۔ یعنی تیرے کام مین لگے ہوئے ہین۔

وشارکھم فی الاموال ۔ مال مین شرکت شیطان یہ ہے کہ مال حرام راہ سے کماوے (۲) ... اس مال کو خرچ کرے۔

والاولاد ۔ اولاد مین شرکت شیطان یہ ہے (۱) زنا سے اولاد حاصل کرنا (۲) اولاد کو کفر مین تعین کرنا۔ (۳) ایسے نام رکھنے جن مین غیر اللہ کے فضل وغیرہ کا ذکر ہو۔ مثلاً فضل میران۔ پیر اندتا۔

وما یعدھم الشیطٰن ۔ شیطان کے وعدے کیا ہین۔ ان کے لیے مین نے بہت تحقیقات کی ہے۔ تین باتین تو بہت قوی ہین اور دو (۲) قبیل سے ادنے شعبہ تو یہ ہے کہ کوئی آدمی بُرے کام سے روکا جاوے۔ تو وہ جواب مین کہے کہ فلان جو کرتا ہے۔ ایسا کہنے والا گویا تمام بدیون کو جائز ٹھہراتا ہے (۲) یہ کہنا کہ یہ کام ہم نے آگے بھی کیا ہے۔ ہمارا کسی نے کیا بگاڑ لیا۔

(۱) عقائد کے اندر شبہات یا عقائد باطلہ (۲) عمل باطل (۳) جزا و سزا کا انکار تمام شیطانی باتون کی اصل الاصول یہی تینون چیزین ہین۔

یزجی ۔ بجاری۔

ان یخسف بکم ۔ تمھین ذلیل کر دے گا۔

قاصفاً ۔ قصف کوٹنا ۔ باریک کرنا ۔ دبوچ لینا۔

تبیعاً ۔ بدلہ لینے والا ۔ نصرت کرنے والا۔

مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۰ء (رکوع ۸)

امام ۔ اس کو کہتے ہین جس کا اتباع کیا جاوے ۔ بدکار بدکارون کی اقتدا کرتے ہین اس لئے ان کا نام امام ہے۔ نیک نیکون کی اقتدا کرتے ہین اس لئے ان کا نام امام نیک ہے۔ دانشمند انسان غور کرے کہ وہ جہان اولین و آخرین جمع ہونگے کس جماعت مین سے پیش ہونا چاہتا ہے۔ دنیا مین بھی کوئی بدمعاشون شہدون کے ساتھ ہو کر بادشاہ کے حضور پیش ہونا پسند نہین کرتا تو احکم الحاکمین کے حضور اولین آخرین کے سامنے کب گوارا کر سکتا ہے کہ بُری جماعتون مین پیش ہو۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پندرھواں

(رکوع نمبر ۱۳)

(آغاز سورۂ کہف رکوع اول)

مورخہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

تمہید۔ سورۂ بنی اسرائیل میں زیادہ تر یہود سے خطاب ہے۔ اور ان کی دوشدید تباہیوں کا ذکر کرکے مسلمانوں کو بھی متنبہ کیا ہے اب اس سورۂ شریف میں زیادہ بحث پہلے عیسائیوں سے کی ہے۔ پھر مجوس سے۔ اور درمیان میں کچھ یہود کو بھی خطاب کیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فتنۂ دجال سے بچنے کے واسطے ہر جمعہ کو سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں اور پچھلی دس آیتیں پڑھو۔ ان آیات کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ دجال کون ہے۔ اور اس کے کیا صفات ہیں اور اس سے بچنے کی کیا راہ ہے۔

آیت ۱۔ الکتب۔ کامل جامع کتاب۔ لکھی ہوئی۔ ایک لکھا جو شبہات کو دور کرے اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بصورت کتاب موجود تھا۔

عوجاً۔ دو معنے ہیں (۱) ٹیڑھا پن۔ اس کتاب میں کوئی غلط تعلیم نہیں (۲) جو ٹیڑھا ہے وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

آیت ۲۔ قیماً۔ (۱) مستقیماً۔ بالکل سیدھے راہ پر اور سیدھی راہ بتلانے والی (۲) مصدّق۔ اور صداقتوں کی اور اپنی صداقتوں کی (۳) حافظ اس پر عمل کرنے والوں کے لئے۔ شدید کا لفظ ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کے ساتھ سخت مخالفت کے واسطے طیار ہے۔

انّ لھم۔ عمل صالح کا نتیجہ ہے۔ اجر حسن

آیت ۳۔ ابداً۔ بہت لمبا زمانہ۔

آیت ۴۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ قوم دجال کون ہے۔

آیت ۵۔ من علم۔ یہ قوم بڑی سائنس دان بن گئی۔ ہر بات پر دلیل پیش کرتی ہے مگر اپنے مذہب کے متعلق صاف اقرار کرتے ہیں کہ مسیح کے ابن خدا ہونے اور تثلیث۔ کفارہ کے واسطے دلیل کوئی نہیں۔ قرآن شریف نے پہلے سے پیشگوئی کی ہے۔ کہ یہ [illegible] ہوں گے۔

[illegible] ان کے باپ دادوں کو بھی علم نہ تھا۔ یورپ ایک بت پرست قوم تھی جاہل لوگ تھے۔ پرانے بتوں کے عوض رفتہ رفتہ سلطنتوں کے اور حکام کے رعب میں آ کر یسوع کا بت پوجنے لگ گئے۔ وہ تو خود جاہل تھے ہی۔ اور اب ان کی اولاد گلے پڑا ڈھول بجا رہی ہے۔

کلمۃً۔ تمیز واقع ہوئی ہے اسواسطے منصوب ہے۔

افواھھم۔ مونہہ سے نکلتی ہے دل سے نہیں نکلتی۔ دل جانتے ہیں کہ یہ بے دلیل بات ہے صحیح نہیں۔

آیت ۶۔ آثارھم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشف میں اس قوم کا جاہ وحشم دکھایا گیا جس سے آپکو غم ہوا۔ کہ اتنی بڑی بظاہر معزز قوم اسلام کی نعمت سے بے نصیب رہیگی۔ قرآن کی وجاہت کتنوں کو اسلام سے مرتد کر دیگی۔ اسپر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء عارضی اور زمینی ہیں۔

آیت ۷۔ احسن عملا۔ دنیوی زیب و زینت کے معاملہ میں کون بڑا کاریگر ہے یہ بات ظاہر کر دی جائے گی۔

آیت ۸۔ جرزاً۔ لیس فیھا۔ شیٔ۔ خالی میدان۔

آیت ۹۔ عجب۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بہت عجیب بات ہے۔ ایسے ایسے لاکھوں نشانات خدا تعالیٰ کے ہیں۔

رقیم۔ رقم کرنا۔ لکھنا۔ کھودنا یہ ان کی نشانی ہے۔ تحریر کا کام بہت ہوگا۔ ہر امر ان کے ہاں لکھا جائیگا۔

کہف۔ وہی ہے جس کو انگریزی میں کیپ cape کہتے ہیں اب تک وہ جگہ اسی نام سے مشہور ہے۔

آیت ۱۰۔ الفتیۃ۔ نوجوان۔ حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچانے کے معاملہ میں جو موید جماعت تھی۔ اس پر بڑا ابتلاء آیا۔ حاکم پلاطوس اور اس کی بیوی بھی اس مقدمہ میں قید ہوئے۔ مگر کچھ لوگ ایسے تھے جو وہاں سے بھاگ نکلے کچھ مغرب کو گئے کچھ مشرق کو۔ یہاں اُن لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے بلاد غربی میں جا کر کہف میں جا پناہ لی۔ جو کہ انگلستان کے جنوب مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ انہیں جوانوں میں یوسف اور میتا بھی تھا۔ جس نے حضرت مسیح کے بچانے میں بڑا حصہ لیا تھا۔

آیت ۱۱۔ ضربنا علیٰ اذانھم۔ کچھ مدت تک باہر کی کوئی خبر اس گروہ کو نہ پہونچی۔

ایت ۱۲۔ بعثنا۔ آخری ترقی دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔

مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ رکوع نمبر ۱۴)

۲۲ و ۲۳ فروری دو دن بسبب علالت طبع حضرت خلیفۃ المسیح درس نہ ہو سکا۔ آج فرمایا کہ میری طبیعت تو ضعیف ہے۔ مگر دل میں خیال آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجاوے۔ کچھ قرآن سُنا دیا جاوے۔ تو اچھا۔ فرمایا۔ آج مجھے بہت جوش [illegible]

ملائکہ اللہ کے حکم سے جس پر چاہتے ہیں۔ کلام لا الٰہ الا انا نازل کرتے ہیں۔

(۲) سورہ مومن پارہ ۲۴۔ رفیع الدرجٰت ذو العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق۔ یہاں بھی روح سے مراد کلام الٰہی ہے

(۳) پھر سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵ میں وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ یہاں بھی روح سے مراد کلام الٰہی ہے۔

حضرت مسیح کے حق میں ایدناہ بروح القدس جو آیا ہے اس سے مراد بھی صریحاً کلام الٰہی ہی ہے ایک اور دلیل اس بات کی کہ یہاں روح سے مراد کلام الٰہی ہے یہ ہے کہ اس سے پہلے تین آیت قرآن مجید کا ذکر ہے کہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء فرمایا اور پھر اس کے بعد بھی قل لئن اجتمعت الانس والجن میں قرآن مجید ہی کا ذکر ہے جس سے صاف کھل گیا یہاں روح سے مراد کلام الٰہی ہی ہے پھر دیکھو اوحینا ایک بھی ساتھ ہی فرمایا۔

اوتیتم من العلم الا قلیلاً۔ تنبیہاً فرمایا کہ تم بڑے ہی بیوقوف ہو کہ کیا تم کلام الٰہی قرآن اور دوسرے کلاموں میں جنہیں احادیث رسول بھی شامل ہیں۔ میں فرق نہیں پاتے۔ یہ بہت ہی بے ادبی کا کلمہ ہے کہ صحابہ کو بے علم ٹھہراؤ کہ تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ عام تفاسیر میں یہ بات نہیں۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن۔ اس بات پر بہت مباحثہ ہوا کہ مثل کس بات میں ہو میرے خیال میں مثل میں کوئی قید نہیں جس بات میں چاہیں مقابلہ کر لیں یہ بات صحیح ہے کہ مفتریات آیات جو پیش کریگا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیگا۔ اگر وہ ان کو منجانب اللہ بتائے۔

حتی تفجر لنا من الارض ینبوعًا۔ ۹ چیزیں انہوں نے مانگی ہیں بدقسمتی سے لوگوں نے سمجھا ہے کہ یہ باتیں پوری نہیں ہوئیں۔ اس لئے طرح طرح کی بدگمانیاں کی ہیں ذرا بھی تدبر کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ باتیں بطور سوال صحیح پیش ہوئیں۔ پارۂ اول میں ہے۔ ان لہم جنٰت یعنی مومن کے لئے جنات ہونگے جسمیں کھجور انگور سب آ گئے۔ اسی میں آیا ہے تجری من تحتہا الانہار۔ پھر خدا نے ہی فرمایا ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ

پھر ایک جگہ فرمایا ہے۔ متکئین علیٰ فرش بطائنہا من استبرق وجنی الجنتین دان پھر فرمایا ہے۔ فیہن قٰصرٰت الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ اور فرمایا فیہن خیرات حسان پھر سورہ واقعہ میں ارشاد کیا یطوف علیہم ولدان مخلدون۔ غرض جب قرآن مجید میں ایسے تمام وعدے تھے۔ تو پھر اگر انہوں نے ایسا مطالبہ کیا تو کیا بے جا کیا جواب دیکھو کیسا صحیح ہے۔ کہ اے نبی کہدے میرا رب پاک ہے اس نے جھوٹے وعدے نہیں کئے ضرور ایسا ہو گا مگر میں بشر رسول ہوں۔ چنانچہ جب صحابہ نے عراق، عجم، شام، عدن فتح کیا تو صحابہ کے قبضہ میں بادشاہوں کے گھر آئے انکی بیٹیاں بھی نکاح میں آ گئیں۔ گھر بھی سونے چاندی کے تھے باغات بھی تھے بلکہ مدینہ میں بھی نہریں آئیں خدا کا ان پر عذاب بھی آیا۔ ملائکہ بھی نصرت کو آئے آپ کو معراج بھی ہوا۔ قرآن ایسی کتاب بھی ملی۔ غرض سب کچھ ہوا۔ مگر یہ سب کچھ پورا ہوا۔ اسی طرح جس طرح بشر رسولوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔

(مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۱۰ء رکوع ۱۱)

لو کان فی الارض ملائکۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ واعظ بھی اگر ہو تو اس قوم کے رسم و رواج عادات حالات زبان سے خوب واقف ہو۔ مستطیلین میں ایک نکتہ ہے کہ کسی قوم میں خود تفرقہ

فساد پڑ رہا ہو تو پھر ان کو کوئی کیا سمجھا سکیگا۔ وہ دو کیا کہیں گے چنانچہ مکہ کی نسبت خود فرمایا۔ قریۃ آمنۃ مطمئنۃ ہو اصلاح کے لئے اس وقت رسول مبعوث فرمایا جب اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے اسی اصول پر رسول اللہ علیہ السلام چنانچہ جب کسی کو دیکھا کہ وہ اطمینان میں خلل انداز ہے تو اس کو جلا وطن کر دیا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے خدا شر سے برانگیختہ۔ خدا تعالیٰ کوئی شر نہیں اٹھاتا۔ آدمی خود ایسا کرتے ہیں۔ سوال۔ ہاروت ماروت بنی اسرائیل کی طرف آئے اس وقت وہ بنی اسرائیل غیر مطمئن تھے۔ جواب میں فرمایا دیکھو انگریز بہت تجربہ کار ہیں بیس برس کسی کو دائم الحبس رکھ کر اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں پس بنی اسرائیل جب بابل میں قید ہو کر گئے تھے تو اس کے ستر برس بعد ہاروت ماروت کا نزول ہوا اتنی مدت میں وہ بہ وجوہ مطمئن ہو چکے تھے وہ بہت سیدھے ہو چکے تھے اور ان میں کسی قسم کا جوش خروش باقی نہ رہا تھا بلکہ ایک نئی نسل تھی۔ دوسرا سوال کہ ہاروت ماروت ملک اور ملک میں آئے۔ جواب میں فرمایا یہ غلط ہے۔ غور کرو۔ جمادات میں بھی ایک نہ ایک ایسا ہوتا ہے جو قریب بہ نباتات ہوتا ہے جیسے مونگا (مرجان) جو جمادات میں سے ہے اسے بعض فلاسفر نباتات میں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں سے جمادات میں سے مگر قریب بہ نباتات ہو اسی طرح حیوانات میں مراتب ہیں مثلاً بندر انسان کے درمیان کا مرتبہ کہ وہ حیوان ہے نہ انسان چنانچہ ذلیل ترین کو کالانعام بل ہم اضل فرمایا اسی طرح آخرین وہ جو انسانوں کا ہو وہ ملائکہ سے بہت ہی قریبی تعلقات رکھتا ہو انبیاء جو ہوتے ہیں وہ کبھی ملکیت کے رنگ میں آ جاتے ہیں اور کبھی انسانیت کے رنگ میں مگر یہاں تو کل قوم کا ذکر ہے کہ تمام قوم ملائکہ ہو جو ذاتی سوال ہوتا ہے۔ ایک خاص شخص تو نبی ہی ملائکہ سے بہت قریب ہوتا ہے اس لئے اسی پر ملک کا نزول ہوتا ہے اسی لئے یعلمون الناس فرمایا تثنیہ کا صیغہ نہیں فرمایا۔ کفیٰ باللہ شہیدًا۔ خدا تعالیٰ ہی کی شہادت میری صداقت کا فیصلہ کریگی چنانچہ آخر آپ کی امت مظفر و منصور ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی حق پر تھے۔

ومن یہد اللہ فہو المہتد۔ فرماتا ہے کہ بیشک تیری قوم میں کچھ آدمی تصنیف کرتے ہیں اور اپنی طرف سے ادویہ بناتے ہیں۔ مگر ہدایت اصلی وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ اسی سلسلہ میں میں سمجھاتا ہوں بہت علماء میں رہتا ہوں کیونکہ وہ تمام انبیاء کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز پیرو سمجھتے ہیں اور ہدایت کی کتابیں خود وضع کرتے ہیں جو مفید اور بابرکت نہیں ہو سکتیں۔ بہت سے لوگ تنہا تو ہیں رہتے ہیں ریاضتیں کرتے ہیں تہجد میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اس پر ثمرات بھی مرتب ہوتے ہیں مگر سچی اور بامن راہ ومثمر برکات وہی راہ ہو جو خدا سمجھائے

عمیًا وبکمًا وصمًا۔ اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف میں (۱) فظنوا ای المجرمون النار (۲) دعوا ہنالک ثبورًا (۳) اور سمعوا لہا شہیقًا بھی آیا ہے جس سے دوزخیوں کا دیکھنا بولنا سننا ثابت ہے حضرت ابن عباس نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ (۱) لا یسمعون ما یسرہم (۲) لا ینطقون بحجتہم (۳) لا یرون ما یسرہم یعنی ایسی چیز نہ سنیں گے یا نہ دیکھیں گے جو ان کو خوش کرے اور نہ کوئی اپنی دلیل دے سکیں گے۔

(مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۰ء (بقیہ رکوع ۱۱ و رکوع ۱۲)

تسع آیات۔ ان نو نشانوں کے بیان میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں تو احکام تھے بعض کہتے ہیں کہ نو نشان تھے۔ دونوں قسم کے نشان بیان کرتا ہوں (۱) عصا (۲) ید بیضاء (۳) طوفان (۴) ٹڈی دل (۵) چچڑیاں (۶) مینڈکیاں (۷) خون کا مرض (۸) قحط پڑا (۹) پلوٹھے مر گئے۔ احکام یہ ہیں۔ (۱) شرک نہ کرو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) (۵) (۶) بیوجہ قتل نہ کرو (۷) کسی نیک عورت کو تہمت مت دو (۸) جنگ میں مت بھاگو (۹) مثبورًا = (۱) محبوس (۲) ملعون چونکہ حضرت موسیٰ کو نرمی سے کلام کرنے کا ارشاد تھا اس لئے بھی شاید فرعون سے محبوس کیا۔ لفیفًا۔ سب کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے۔

وما ارسلنٰک الا مبشرًا ونذیرًا یعنی جس طرح فرعونیوں اور موسیٰ کا معاملہ تھا اسی طرح اے نبی آپکا اور آپکے دشمنوں کا ہوگا۔ یخرون للاذقان۔ مراد ہے منہ کے بل گر جانا یہ عربی کا طرز ہے جزو کو بول کر کل مراد لیتے ہیں۔ ویزیدہم خشوعًا۔ وتری الارض ہامدۃ۔ تین زمین میں لیلنا میری گہری نگ

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پندرھوان

(رکوع نمبر ۱۶)

سورۃ الکہف بقیہ رکوع ۴

مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۱۰ء

اس سے بڑھ کر دکھ کی کہانی ایک ہے ۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نام سے عام مسلمان واقف ہیں مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو باپ دادا کی ہے اور پوتے کا نام تو قریباً معدوم ہے ۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے اس دعوے کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا ۔ نتیجہ خراب ہوا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہا تھا ۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہہ لو ۔

آیت ۲ ۔ اقرب ۔ آیندہ حالت موجودہ سے پُر امن ہوگی ۔

آیت ۳ ۔ بثوا ۔ یہ لوگوں کا قول ہے ۔ سیقولون پر عطف ہے ۔ مثال کے واسطے سورہ لقمان کا دوسرا رکوع دیکھو واذ قال لقمان لابنہ لا تشرک باللہ سے وعظ شروع ہوا ۔ درمیان میں وصینا الانسان اور دیگر ذکر آگیا پھر یا بنی انھا ان تک سے وہی وعظ شروع ہوا ۔

اللہ اعلم ۔ تین سو یا نو سو والی باتیں صحیح نہیں ۔ اللہ بہتر جانتا ہے ۔

آیت ۵ ۔ لا تبدیل ۔ یہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی ۔ اس آیت پر عیسائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور قرآن شریف خود اس امر کو تسلیم کرتا ہے ۔ تو پھر انجیل اور توریت بھی محرف مبدل نہیں ہوئیں یہ ایک دھوکہ ہے جو عیسائیوں کو لگا ہے یا وہ دوسروں کو دیتے ہیں ۔ اس آیت کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو پیشگوئی کی ہے وہ ضرور پوری ہوگی اس کے ٹلنے والا کوئی اس کے سوا نہیں اور خدا تعالیٰ نے جو سنت قائم کردی ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا ۔ مثلاً یہ قانون الٰہی ہے کہ صادق کامیاب اور با مراد ہوتا ہے پس اس میں تبدیلی نہیں اور ایسا کبھی نہ ہوگا کہ کاذب کے مقابلہ میں صادق نامراد اور ناکام رہے باقی رہا حروف میں تغیر و تبدل ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قاری کو بھی سہو ہوجاتا ہے ۔ کاتب بھی غلطیاں کرتا ہی بعض بائیبلوں اور قرآن شریفوں میں لفظی غلطیاں چھاپہ کی نکالنے والوں کو انعام دیا جاتا ہے فی زمانہ خود عیسائیوں کے درمیان رومن کیتھلک فرقہ کی بائیبل میں اور پروٹسٹنٹ فرقہ کی بائیبل میں بہت جگہ اختلافات لفظی ہے جس سے ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک غلط ہی اس آیت سے عیسائیوں کا استدلال ہرگز صحیح نہیں ہے بلکہ اس اعتراض کی سزا ہے کہ [illegible] نہ [illegible] ہوگیا ۔

آیت ۷ ۔ واصبر ۔ یہاں سے ہجرت کے متعلق احکام ہیں کہ اس وقت آپکو کیا کرنا چاہیئے ۔ اس آیت شریف سے صدیق اکبر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت نے انکو اپنے ساتھ رکھا معلوم ہوا کہ وہ غافل قلب والے نہ تھے ورنہ انکو ساتھ نہ رکھتے ۔

آیت ۸ ۔ یحلون ۔ زیور دئے جائیں گے یہ ضروری نہیں کہ خود پہننے کیواسطے ۔ دنیوی رنگ میں بھی یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں ۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ میں آئے جن میں اس قسم کے کپڑے اور زیور بھی تھے جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں ۔ عیسائی لوگ بہشت کے متعلق اعتراض کرتے ہیں ۔ حالانکہ بائیبل میں خود بہشت کا ذکر ہے اور حضرت مسیح نے باغ کی تمثیل دی جن کو مفصلہ ذیل مقامات میں دیکھنا چاہیئے ۔ متی باب ۲۱ آیت ۳۳ مرقس باب ۱۲ آیت ۱ ۔ لوقا باب ۲۰ ۔ آیت ۹ ۔

مورخہ یکم مارچ ۱۹۱۰ء

(سورہ کہف رکوع ۵ ۔ پارہ ۱۵ رکوع ۱۷)

تمہید فرمایا اس رکوع میں جو تمثیل ہے وہ میں بشرح صدر اور یقین کامل کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ حضرت ابراہیم کی اولاد کی دو قوموں کے متعلق ہے ۔ بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل اول الذکر کو خدا تعالیٰ نے ملک کنعان کا باغ عطا کیا ان میں انبیاء بھیجے انہیں بادشاہ بنایا اور بڑے بڑے انعام انپر کئے بجائے اس کے کہ وہ خدا کا شکر کرتے اونہوں نے اپنے بھائی بنی اسمٰعیل اہل عرب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اپنے باغوں اور مال و دولت کے گھمنڈ میں آگئے ۔ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اور دنیا کو معبود بنالیا ۔ انبیاء کے قتل کے درپے ہوگئے ۔ انجیل میں بھی اس تمثیل کو لکھا ہے ۔ چنانچہ متی باب ۲۱ آیت ۳۳ میں ہے ۔ ایک اور تمثیل سنو ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا ۔ اور اس کو چاروں طرف روندا اور اس میں بیج کھود کے لہو گاڑا اور برج بنایا اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس گیا اور جب میوے کا موسم قریب آیا اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ اس کا پھل لاویں ۔ پر ان باغبانوں (بنی اسرائیل) نے اس کے نوکروں (انبیاء) کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک کو مار ڈالا اور ایک کو پتھراؤ کیا پر اس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا ادھنوں نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا آخر اس نے اپنے بیٹے (حضرت مسیح) کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وے میرے بیٹے سے دبینگے ۔ لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے (بنی اسرائیل کی نبوت کا آخری) وارث یہی ہے آؤ اسے مار ڈالیں کہ میراث ہماری ہو جاوے اور اسے پکڑ کر اور انگورستان کے باہر لے جاکر (اپنی طرف سے قتل (کیا)) کیا جب انگورستان کا مالک آویگا ان باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا ۔ وے اسے بولے ۔ ان بدوں کو بری طرح مار ڈالیگا اور انگورستان کو اور باغبانوں کو سونپ دیگا جو اسے موسم پر میوہ پہنچاویں ۔ یسوع نے انھیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا (عرب کیطرف اشارہ) یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب ۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں [illegible]

کہ درس قرآن سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دُعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کیواسطے مین نے بہت بہت دُعائین درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں۔

رکوع دوم

آیت ۱۔ نقص۔ اصل قصہ کا بیان اب شروع ہُوا ہے۔

نبا۔ عظیم الشان بات۔

آیت ۲۔ شططاً۔ پراگندہ بات۔

آیت ۳۔ من دونہٖ۔ رومی قوم کی طرف اشارہ ہے جو بُت پرست تھی اور یہودی بھی غیر ممالک مین جاکر ان قومون کی صحبت کے اثر سے کچھ غلطیون مین مُبتلا ہو چکے تھے یاد رکھو شرک کبھی فی الذات ہوتا ہے۔ جیسا کہ مجوس نے خالق الظلمت و خالق النور دو بنائے ہین۔ اور جیسے آریہ لوگ پانچ چیزون کو خدا کے ساتھ غیر مخلوق مانتے ہین اور جیسے عیسائی تین خدا قرار دیتے ہین یا صفات مین ہوتا ہے جیسا کہ بعض مسلمانون مین اس کے آثار پائے جاتے ہین یہ سب افتراء ہے۔

آیت ۴۔ اعتزلتموھم۔ جب تم نے ان غیر معبودون کی پرستش کرنیوالون کو چھوڑ دیا تو اب کہف کو چلے جاؤ۔

آیت ۵۔ تزاور۔ تمیل۔ جھک جاتا ہے۔

چونکہ وہ مقام خط سرطان سے اُوپر ہے اور سورج خط سرطان سے اُوپر نہین جاتا ہے بلکہ نیچے رہتا ہے اس واسطے طلوع آفتاب کے وقت مشرق کی طرف وہان سے دیکھا جاوے۔ تو سورج دائین ہاتھ نظر آئے گا اور وقت غروب مغرب کی طرف دیکھا جاوے تو بائین ہاتھ نظر آئیگا۔ سورج کبھی ان کے سر پر نہین آتا۔

فجوۃ۔ وسعت کی جگہ۔ فراخی کی جگہ مین ہین۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقام کہف کے تین پتے ہین (۱) شام و روما سے بہت دُور ہے (۲) خط سرطان سے شمال کی طرف ہے (۳) وہ اس کی جگہ ہے۔ جہان دشمن کا قابو نہ تھا۔

من آیات اللہ۔ سورج کا سرطان تک پہونچنا اور آگے نہ جانا۔ پھر جدی تک جانا اور آگے نہ پہونچنا یہ سب اس کی قدرت کی نشانیان ہین۔

ومن یضلل۔ اور جس کو اس کی بدی کے سبب گمراہ کرتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف مین فرمایا ہے۔ وما یضلّ بہ الا الفاسقین۔ فاسقون کے سوائے وہ دوسرے کو گمراہ نہین کرتا۔

مورخہ ۶ ۲ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ پندرہ رکوع ۱۵)

(سورہ الکہف رکوع نمبر ۳)

۲۵ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو جمعہ کے سبب درس نہین ہُوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اصحاب کہف کا حال منکشف ہُوا اور آپنے انہین دیکھا۔ [illegible] سے سوئے ہوئے تھے۔ در اصل وہ تو ٹہرے ہوئے تھے۔ سوئے ہوئے تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین وہ قوم سست پڑی تھی۔ مگر آپنے ان کی حالت آیندہ کی دیکھی۔

نقلبھم۔ عنقریب تجارت کے واسطے سب طرف نکلین گے۔ دائیں بائیں جاوین گے۔ گویا مشرق اور مغرب مین پھیلین گے۔

کلبھم۔ یہ ان کی شناخت بتلائی گئی۔ کہ ان کے دروازے پر کُتا ضرور ہوگا۔ ممکن ہے ابتدائی اصحاب کہف کے ساتھ بھی کوئی کُتا ہو۔

آجکل کُتے کی تعریف وفاداری مین بڑی بڑی کتابین لکھی گئی ہین۔ حالانکہ اس جانور کے اخلاق خاصت قبیح اور مذموم ہین۔ شہوت۔ حرص۔ طمع مین بہت رذیل جانور ہے اور ان امور مین گرا ہُوا ہے۔

دلیت۔ یہ بھی ایک شناخت ہے۔ ان کی کوٹھیان وسیع اور رعب دار ہونگے۔

ایت ۲۔ لبثتم۔ اس ملک مین حالت سستی مین کتنی مدت تم رہے۔

یوماً او بعض یوم۔ ہزار نو سو سال۔ او سط سات سے نو سو سال۔ اتنے ہی عرصہ کے بعد یہ قوم باہر نکلی اور انہون نے کمپنیان بنائین اور تجارتین شروع کیں۔ اور غیر ملکون کی طرف گئے قرآن کریم مین یوم ہزار سال کا نام بھی آیا ہے۔ مدتاریخ شہادت دیتی ہے۔

فابعثوا۔ ایک مجمع بناؤ۔ کمپنی قائم کرو۔ روپیہ روانہ کرو۔ اور ایک کو افسر بناؤ۔

طعاماً۔ ہمارے ملک مین غلہ کی کمی ہے۔ یہاں سے روپیہ لے جاؤ اور وہان سے غلہ لاؤ۔

ولیتلطف۔ نرمی سے کام کرو۔

لا یشعرن۔ اپنا بھید کسی کو نہ دو۔ اور دوسرے کا بھید لو۔ مدارات سے کام کرو۔ اور دوسرون کے حالات سے مفصل اطلاع حاصل کرتے رہو۔

آیت ۴۔ اعثرنا علیھم۔ دوسرے لوگون کو ان کے حالات سے آگاہ کیا اور غیر قومین ان کے ہان بھی جانے لگین۔ ابتدائی اصحاب سے بھی اردگرد کے لوگ آگاہ ہوئے اور انکو مطیع ہوئے یتنازعون۔ ابتدائی لوگون نے ان کے متعلق جھگڑا کیا اور آخر ان کی یادگار بنائی

آیت ۶۔ سیقولون۔ اختلاف مورخین کا ہے کہ کتنے تھے کتنے نہ تھے۔

سبعۃ۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ کہ سات والی بات صحیح ہے۔ کیونکہ پہلے اعداد کے ساتھ خدا تعالیٰ نے رجماً بالغیب فرمایا۔ اس کے ساتھ نہین فرمایا۔ بلکہ یہ امر کہ عیسائیون کے ہان سات بڑے کلیساء مشہور ہیں۔ اس سے صاف صاف پتہ لگتا ہے کہ سات ہی تھے

مورخہ ۷ ۲ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ پندرھوان رکوع ۱۶)

سورہ الکہف رکوع چہارم

آیت ۱۔ لا تقولن۔ کبھی نہ کہو۔

انشاء اللہ۔ جہان کہین خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہین ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کی ہے۔ جنھون نے انا لہ لحافظون انا لہ لناصحون۔ انا لفاعلون وغیرہ الفاظ کے ساتھ وعدے کیا۔ مگر کہین وفا نہ ہُوا۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بعض لوگ ہدائت سے ایسے بے نصیب ہوتے ہین کہ جب انھین کوئی نیکی کی راہ بتلائی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ کیا ہم نبی ہین یا ولی کہ ایسے کام کرین اور اگر بدی سے روکا جاوے تو کہتے ہین کہ کیا ہم فرعون ہین۔ جو ہم کو ایسی نصیحت کی جاتی ہے اور ہر حال اپنی ہی رائے کو بڑا سمجھتے ہین۔

آیت ۲۔ قبلاً۔ اس کے تین معنے ہیں (۱) فجاءۃً اچانک (۲) عیاناً۔ ظاہر (۳) سامنے

مامنع الناس۔ کس چیز نے روکا۔ کیا مطلب۔ کسی چیز نے نہین روکا اگر روکا ہے۔ تو ان کے شامت اعمال نے ہی روکا ہے عذاب جو انپر آنا تھا تو اب استغفار کیسے کرین۔

آیت ۳۔ مبشرین و منذرین۔ فرمانبرداروں کو بشارت دیتے ہین اور نافرمانون کو عذاب سے ڈراتے ہین۔

لیدحضوا۔ گرا دے۔ باطل کر دے۔

آیت ۴۔ ذکر۔ یاد دلائی جاتی ہین۔

اکنۃ۔ روک

ماقدمت یداہ۔ ہر شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور انصاف سے سوچے تو وہ اپنی قیمت آپ لگا سکتا ہے۔

آیت ۵۔ موعد۔ وعدہ کا موقع ہے۔

موئلاً۔ جہان آخر جانا ہے۔

مورخہ ۶ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۵ رکوع نمبر ۲۱۔ سورہ کہف رکوع ۹)

تمہید کسی کتاب الٰہی کلام یا عظیم الشان شخص کی کسی بات کے معنے کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ جس موقعہ کی کلام ہو وہان کی آب وہوا اور اس قوم کے عادات اور حالات اور وہان کے جغرافیہ سے مفسر کو صحیح علم ہو ورنہ آیندہ آنے والی نسلون کے واسطے ایک ابتلا انگیز غلطی کا اندیشہ اس مفسر کے بیان سے لگ جانے کا احتمال ہے۔ مثلاً ایک کتاب صدائق العشاق مین لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پہ سوار تھا۔ کار قضاء جہاز ڈوب گیا وہ شخص ایک تختہ پر چپٹا رہا اور تختہ رفتہ رفتہ کشمیر مین جا لگا۔ آج جغرافیہ دان اس بات کو سمجھ سکتے ہین کہ سمندر مین جہاز کہان اور کشمیر کہان۔ ایسا ہی اس رکوع مین مجمع البحرین کے متعلق بھی بعض نے لکھا ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان روم اور فارس کے دریا ملتے ہین۔ حالانکہ ایسی کوئی جگہ ان ممالک مین نہین۔ جہان تک مین نے اس معاملہ مین غور کیا ہے۔ مجمع البحرین یا تو وہ مقام ہے۔ جہان نیل ارزق اور نیل ابیض باہم ملتے ہین۔ مصر مین ایک شہر خرطوم نام مشہور ہے اس کے قریب ایک جگہ سنار نام ہے۔ یہان دریائے نیل کی دو شاخین ملتی ہین اسی مقام کا نام مجمع البحرین ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا قیام فرعون کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے مصر مین ہی تھا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ ھل اعلم منک۔ کیا تجھ سے بڑا بھی کوئی آدمی ہے۔ انہون نے کہا کہ مجھے معلوم نہین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ہے۔ اس پر حضرت موسےٰ نے عرض کی

کہ کیف لی السبیل الی لقیہ۔ اس سے ملاقات کی کیا راہ ہے۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی لے لو۔ اپنے جوان مخلص یوشع کو ساتھ لیا اور حکم تھا جہان مچھلی گم ہو گی وہان وہ ملے گا۔ یہ ایک نشانی تھی۔

آیت ۱۔ لا ابرح۔ نہین ٹلون گا نہ رکون گا۔

حقباً۔ اس لفظ حقب کے تین معنے آئے ہین۔ ایک برس۔ ستر برس۔ اسّی برس مدت دراز پر بھی بولتے ہین۔

صوفیاء نے اس سے ایک نکتہ نکالا ہے کہ ایک ہی مدرسہ مین پڑھنے سے انسان کے خیالات مین وسعت نہین ہوتی۔ مین بھی پسند کرتا ہون کہ آدمی چل پھر کر دیکھے۔ کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ علم حدیث کے پڑھنے سے بھی بہت سے وحی معلومات بڑھتے ہین اور مختلف مشائخ کی صحبت سے اس کے فہم مین مدد ملتی ہے۔

آیت ۲۔ نسیا حوتہما۔ دونون سے نسبت کی ہے۔ حالانکہ مچھلی صرف یوشع کے پاس تھی۔ عربی مین ایسا آجاتا ہے۔ جیساکہ صغت قلوبکما×قلبا کما نہین فرمایا۔

سرباً۔ چلا جانا۔

آیت ۳۔ نصباً۔ حدیثون مین آیا ہے کہ ما وجد النصباً الا اذا جاوزا تکان اس وقت معلوم ہؤا۔ جب کہ اصل مقصد کی جگہ سے آگے چل پڑے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے نور فراست پر دلیل ہے۔

آیت ۴۔ ارأیت۔ آپکو خبر بھی ہے۔

عجباً۔ عجیب بات ہے (جُدا کلمہ ہے) یا یہ کہ مچھلی کا گم ہو جانا ایک عجیب بات ہے۔

انسانیہُ۔ صرفی نکتہ ہے۔ کہ ضمیر غائب کے ماقبل زیر یا ی ہو تو ہ پر زیر ہوتی ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر پیش۔

اس جگہ اعتراض کیا گیا ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ جہان توجہ دلانی مقصود ہو یا کسی کی تقبیح وہان غیر فصیح الفاظ لاتے ہین۔ چنانچہ یہان شیطان کی تقبیح مطلوب ہے۔

فائدہ۔ آجکل لوگ نسیان کی بہت شکائت کرتے ہین۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہین ؎

شکوتُ الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان الحفظ فضل من الٰہٖ
وفضل اللہ لا یُعطی لعاصی

ترجمہ۔ مین نے وکیع کے آگے حافظہ کی خرابی کی شکائت کی۔ تو انہون نے فرمایا۔ کہ گناہون کو ترک کرو۔ کیونکہ حافظہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور فضل گناہگار کو نہین ملتا۔

آیت ۶۔ من لدنا علماً۔ لدنی علم جو خدا کی طرف سے اس کے خاص بندون کو

خدا کی بادشاہت (نبوت و نصرت آلہی) تم (بنی اسرائیل) سے لے لی جائیگی اور ایک قوم (بنی اسمٰعیل اہل عرب) کو جو اُس کے لئے میوے موسم پر (اب بھی ایام حج کو موسم کہتے ہیں) لاویگی دیجاویگی جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے اُسے پیس ڈالیگا۔"

مذکورہ بالا عبارت انجیل میں خطوط وحدانی کے اندر جو الفاظ ہیں وہ تشریحاً و تفسیراً ہم نے لکھے ہیں۔ اناجیل کے مفسرین نے بھی اقرار کیا ہے کہ ان آیات میں بیٹے سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام اور پہلے باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ دیکھو تفسیر عمادالدین اور تفسیر پادری مہو صاحب وغیرہ۔

آیت ۱۔ رجلین۔ مراد بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل۔

لاحدھما۔ حضرت اسحٰق کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔

آیت ۴۔ ظالم۔ اپنے آپ مصیبت ڈال رہا تھا۔

ایک سبق | اس رکوع شریف سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو نہیں چاہیئے۔ کہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ورنہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔

مورخہ ۴ ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ کہف رکوع ۶۔ پارہ ۱۵ رکوع ۱۸)

تمہید اس رکوع میں مخاطب یہود نہیں ہیں کیونکہ نہ تو وہ کوئی اتنے بڑے دولتمند ہیں اور نہ ملکوں کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو مخاطب کرتا ہے بلکہ خصوصیت سے مسلمان مثلاً بنو اُمیہ و بنو عباس مخاطب ہیں کہ اب تم اس باغ (ملک کنعان) کے مالک بننے والے ہو۔ دیکھو کوئی ایسا کام نہ کرنا۔ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی باعث ہو جائے۔

آیت ۱۔ ھشیماً۔ چورا چورا۔ دنیا داروں کے پاس جب دنیا بہت جمع ہو جاتی ہے۔ تو وہ غالباً متکبر اور آخرکار غافل ہو جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل اور آخر مفلس کر دیتا ہے۔ امراء کا یہ حال ہے کہ جس کے پاس کچھ روپیہ جمع ہو جائے وہ مسجد میں جانا ہتک عزت سمجھتا ہے۔ اور علماء اس کے نزدیک اذل ترین مخلوق ہوتے ہیں اس میں گو ان علماء دنیا طلب کا بھی قصور ہے۔ مگر امراء چاہیں تو علماء کے گروہ میں بہت اصلاح ہو سکتی ہے

آیت ۲۔ الباقیات الصالحات۔ اعمال صالحہ۔ نمازیں۔ سبحان اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ اکبر اور کل اعمال جو رضائے آلہی کے موجب ہیں۔

آیت ۴۔ جبال سے مراد بادشاہ اور بڑے بڑے سردار ہیں جو عذاب آلہی کے باعث ان کا نام و نشان مٹے۔ اور ظاہری پہاڑ بھی ہوں۔ تو کیا عجب ہے۔ آخر تمام مخلوق میں تغیر آ رہا ہے

آیت ۵۔ الکتاب۔ اعمالنامہ۔

المجرمین۔ جناب آلہی سے قطع تعلق کرنے والے لوگ۔

مشفقین۔ ڈرنے والے اس ملک میں چونکہ عربی زبان کا مذاق نہیں رہا اس واسطے ... غلطی میں شفیق کی بجائے مشفق کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

صغیرۃ ولا کبیرۃ۔ ہر ایک گناہ کا ایک ابتداء ہوتا ہے پھر اس کے مراتب مدریجی سے ہوتے ہیں۔ وہ صغیرہ ہیں اور ایک بدی کا انتہا ہے وہ کبیرہ ہے۔ مثلاً نظر بد ہے اور اس کا آخر نتیجہ زنا کبیرہ ہے۔

صوفیائے کرام نے مشاہدہ سے لکھا ہے کہ ارتکاب بدکاری کے بعد دل کے اوپر ایک سیاہ دائرہ نظر آتا ہے جس سے ملائکہ نفرت کرتے ہیں اور شیطان محبت۔ پھر ایسے شخص کا تعلق آہستہ آہستہ شیاطین کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے اور وہ فاسق و فاجر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نیکی کے بعد ایک نورانی دائرہ دل کے گرد پیدا ہو جاتا ہے اور اسکو دیکھ کر ملائکہ اس دل والے سے محبت کرتے ہیں۔

مورخہ ۳ ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ کہف رکوع ۷۔ پارہ پندرہ رکوع نمبر ۱۹)

تمہید اس سے پہلے رکوعوں میں دنیا کی زیب و زینت۔ صنعت اور ترقی کا ذکر تھا کہ لوگ اس میں پھنس کر دین سے اکثر غافل ہو جاتے ہیں اگر دنیا کو بالکل ترک کیا جائے تو بھی دین میں حرج ہوتا ہے اور ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ کے خلاف ہے اس واسطے میانہ راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ ایک روایت میں ابلیس کے متعلق آیا ہے۔ کہ کان من خزان الجنۃ۔ اس ملک میں بڑے خزانوں والا تھا۔ اسی کبریائی نے اسے ہلاک کر دیا ان آیات میں جو ذکر ہے اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

آیت ۱۔ اسجدوا۔ فرمانبرداری کرو۔ بہت سے فرشتوں کو یہ حکم ہوا تھا۔ ابلیس کو الگ حکم ہوا۔

آیت ۴۔ فظنوا۔ پس انہوں نے یقین کر لیا۔

مورخہ ۵ ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ کہف رکوع ۸۔ پارہ ۱۵ رکوع نمبر ۲۰)

تمہید ۔ عام رواج دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ پڑھے لکھے ہیں اور اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ جب وعظ میں ان کو کوئی نظیر دو۔ تو اس نظیر کو اپنے پر صادق نہیں آنے دیتے۔ مثلاً اگر کہا جاوے۔ فلانے نے بدی کی اور سزا پائی۔ تو کہتے ہیں کیا ہم وہ ہیں اگر نبی۔ ولی صحابی کا حوالہ دیں کہ انہوں نے ایسا کیا تم بھی ایسا کرو۔ تو کہتے ہیں ہم نبی ہیں یا ولی یا صحابی۔ پھر یا تو واعظ کو نادان قرار دیتے ہیں یا اپنی تحقیق پر خوش و خورم۔ مگر انبیاء سے بڑھ کر کون قول موجہ کے ساتھ سمجھانے والا ہے۔ آخر وہ بھی ارشاد فرماتے جاتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے۔

آیت ۱۔ صرفنا۔ ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔

من کلِ مثلٍ۔ ہر ایک عمدہ بات۔

جدلاً۔ جھگڑنے میں۔ ایسے ہی لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے کلمات بولے ہیں کہ ان ھذا الا بشر مثلکم۔ یہ تو ہمارے ہی جیسا ایک انسان ہے اور بس۔ یرید ان یتفضل علیکم۔ چاہتا ہے کہ تم پر بڑا آدمی بن جائے شاعر ہے۔ ساحر ہے۔ کاہن ہے۔ مجنون وغیرہ

حضرۃ خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سولھواں
رکوع نمبر ۱
سورۂ کہف رکوع نمبر ۱۰

آیت ۸۔ تاویل۔ حقیقت

آیت ۲۔ یبلغا اشدھما۔ ان دونوں کے زور پکڑ لینے سے۔

اس بیان میں تین باتوں پر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا ہے۔ کشتی کے توڑنے پر۔ لڑکے کے قتل پر۔ بے مزدوری لینے کے دیوار بنا دینے پر۔ حالانکہ یہ ہر سہ باتیں خود حضرت موسےٰ علیہ السلام کے گھر میں ہو چکے ہیں۔ لتغرق۔ کا اگر کوئی خوف تھا۔ تو کیا موسیٰ کی ماں نے خود موسیٰ کو دریا میں نہیں بہار دیا تھا۔ کیا دریا میں بہا دینے سے حضرت موسیٰ غرق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد فرعون کے وقت خود حضرت موسیٰ نے ساری قوم کو دریا میں ڈال دیا تھا۔ جہاں بظاہر غرق آپ ہو جانے کا خوف تھا۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ نے مدین میں کنوئیں پر عورتوں کو پانی پلایا اور بغیر کسی مزدوری لینے کے ان کا کام کر دیا۔ پھر قبطی کے قتل کے وقت علاوہ ازیں قارون کے قتل کے تحت ایک ان کو بلا وجہ مار دیا تھا۔

دراصل یہ بیان گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ہے۔ اس معراج میں وہ عبد اور ایک فرشتے کے ساتھ تھے اور وہ عبد خضر تھے اور یہ سب باتیں آئیندہ واقعات کا بیان تھیں۔ ان میں سمجھایا گیا۔ کہ تمہیں ایک ظالم بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس سے اس کے لشکر سے بچنے کے واسطے تمہیں دریا عبور کرنا پڑے گا اور پھر جنگ کرنی پڑے گی اور بہتوں کو قتل کرنا ہوگا۔

دیوار کا معاملہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ البرکات والسلام ایک صالح نبی تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک بنی اسحٰق۔ ایک بنی اسمٰعیل۔ حضرت ابراہیم کے دین کو لوگوں نے جب بگاڑ دیا۔ تو وہ دیوار ان کی گرنے کو تھی۔ اس کی حفاظت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی بھیج دئے۔ حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اس دیوار کے بنانے والے تھے اور اس طرح وہ پاک تعلیمات کا خزانہ محفوظ رہا۔

اس واقعہ کے معراج ہونے کی اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے۔ کہ یہودیوں میں ایک پرانی کتاب چلی آتی ہے جس کا نام ہے معراج موسیٰ۔ اس میں ان [illegible] کا نام خضر لکھا ہے (دیکھو [illegible]) [illegible]

فائدہ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی معراج میں آئیندہ کے واقعات بتلائے گئے تھے۔ مگر حضرت موسےٰ تو درمیان میں بول پڑے اس واسطے سلسلہ لمبا نہ چلا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر سے کام لیا۔ اس واسطے بہت سے نظارے قدرت دیکھے۔

نکتۂ معرفت۔ ان آیات میں جہاں کسی عیب کا ذکر ہے وہاں صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً اردت۔ میں نے ارادہ کیا اور جہاں عیب و صواب ملا ہے۔ وہاں فرمایا۔ اردنا۔ اور جہاں بالکل خوبی ہی خوبی ہے۔ وہاں کہا ہے۔ اراد ربک۔ تیرے رب نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ اس میں ایک طریق ادب سکھایا ہے۔ حضرت ابراہیم کا بھی یہی طریق عمل ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ واذا مرضت فھو یشفین۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وہ **اللہ تعالےٰ** مجھے شفا دیتا ہے۔ مرض کو اپنی طرف نسبت کیا اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ طریق ادب طریق انبیاء ہے۔

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶۔ رکوع ۲

(سورۂ کہف رکوع ۱۱)

تمہید جیسا میں نے کامل یقین سے بلا کسی تردد کے اصحاب کہف کا ذکر کیا تھا کہ وہ کون ہیں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یقین کے ساتھ میں تمہیں ذوالقرنین کا حال سناتا ہوں۔ ان آیات میں یہود اور مجوسی دونوں کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم کی نبوت کی مفصل پیشگوئی بائیبل۔ دانیال نبی کی کتاب میں ہے۔ اس کے باب ۸ آیت ۴ کو ملاحظہ کرو۔ اس میں دو سینگ والے ایک مینڈھے کا ذکر ہے۔ جو پورب پچھم میں اپنا سر مارتا تھا۔ پھر ایک سینگ والا بکرا آیا ہے۔ جس نے دو سینگ والے کو ٹکر مار کر پاش پاش کر دیا۔ اس کے بعد گیارہ سینگ والے کا ذکر ہے۔ جس میں نبی کریم کی آمد آمد ہے۔ یہ سب حضرت دانیال کا کشف تھا۔ یہود نے اس کے متعلق سوال کیا تھا کہ دو سینگ والے بکرے کا جو ذکر توریت میں ہے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔

آیت ۸۔ مکنّالہ۔ طاقت دی تھی۔ قرن کے معنے طاقت کے ہیں۔ سورج کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔ فانہ یطلع بین قرن الشیطان۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ سورج کی طلوع کے وقت عبادت اس واسطے منع ہے۔ کہ اس وقت سورج کی پرستش کی شیطنت کا زور آتا ہے۔

میدو فارس کی طاقتوں کے مجموعہ کا نام قرنین ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ بہت سے لوگوں نے سینگوں کے متعلق بے ہودہ بحث کی ہے کہ وہ [illegible] تھے یا چاندی کے۔ بعض نے ذوالقرنین سکندر رومی کو قرار دیا ہے۔ یہ [illegible] میدو فارس کی سلطنتیں تباہ ہوئیں اسے ایک سینگ کا [illegible]

ہے۔ جیسا کہ اس گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کو بغیر اس کے کہ اُس نے سفر کیا ہو یا کسی اُستاد کی شاگردی کی ہو یا کسی پیر کی مُریدی کی ہو اللہ تعالیٰ نے خود ہی رُوحانی علوم پڑھا دیئے۔

آیت ۷۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ ۔ یہ حصول علم کے واسطے طریق ادب کے ساتھ سوال کیا گیا۔

آیت ۸۔ لن تستطیع ۔ حضرت موسٰے علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ نے بادشاہ کے گھر میں پرورش پائی ہے اور مزاج شاہانہ ہے صبر کے رنگ میں میرے ساتھ رہنا مشکل ہوگا۔

آیت ۱۱۔ لا تسئلنی ۔ اس میں ایک ادب سکھایا ہے۔

میں نے اس ایک فقرے سے بہت بڑا فیض پایا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کبھی سوال کرنے میں میں تقدیم نہ کرتا تھا۔

مورخہ ۷ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ پندرہ رکوع آخر سورہ کہف رکوع ۱۰)

آیت ۱۔ خرقھا۔ اُسے توڑ دیا۔

امراً ۔ بہت بڑی بات ۔ خطرناک۔

آیت ۳۔ بما نسیت ۔ اس لئے کہ میں بھول گیا۔

آیت ۴۔ غلماً ۔ جوان ۔ طرّ شاربہ ۔ جس کی مونچھیں بڑی بڑی ہوا سے ہلتی ہوں۔

زکیۃً ۔ بے قصور۔

قتلہ ۔ مار ڈالا اُس کو۔

یہاں پارہ پندرہویں ۱۵ کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین

پوا عزاز واکرام آرون ورکس والے رکھتے ہین وہ فل ہر ہے۔

جراحی۔ حجامون کے سپرد تہی۔ مگر اب تو سرجن کہلاتے ہین۔ جولاہے ہی تو ہیں سے مگر اب تو یہ پیشہ ایسا معزز ہوا کہ ملکون کو خرید سکتے ہین (لاہور مین رائے میلارام صاحب اگر ہندی لفظ کا استعمال ان کے واسطے جائز ہو۔ تو جولاہے ہی ہین۔ ایڈیٹر)

یہ سب آیات اشارہ کرتی ہین کہ دجال ایک کاریگرون کی قوم کا نام ہے۔

آیت ۴ - وزنا۔ ان کے اعمال کو ترازو مین تولنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ سب کچھ اس دنیا مین لے چکے۔ دونون سے ابتدا کے واسطے کوئی میزان بقایا نہین چھوڑا۔ کریڈیٹ بیلنس Credit balance ان کے نام کوئی نہین۔ سب لے چکے۔ باقی کیا ہے جس کیواسطے حساب دیکھا جاوے۔ یا بیلانس balance کی پڑتال کی جاوے۔ (اڈیٹر)

یہان سورہ کہف کے نوٹ ختم ہوئے

۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ - رکوع نمبر ۱

آغاز سورۂ مریم رکوع اول

آیت ۱ - کہیعص - اسمائے الٰہی - کریم - ہادی - یجیر ولا یجار علیہ - (عالم - عزیز - عادل) کی طرف ان حروف مین اشارہ ہے۔ صادق الوعد ہے۔ نیز ان آیات مین ان انبیاء کا ذکر ہے زکریا۔ ہود۔ ادریس۔ اسماعیل اور ص سے مراد صداقت انبیاء ہے۔

عراق عجم - عراق عرب - عرب اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

آیت ۲ - رحمت ربک - کتنے لوگ ہین جن کے ان اولاد ہے۔ مگر ان کا خیال اس طرف نہین جاتا کہ یہ ان کے رب کی رحمت ہے۔

آیت ۳ - خفیا - چلاکر دعا کرتے چلا اُٹھا۔

آیت ۴ - قال رب - دعا کا طریقہ بتلایا ہے - وھن العظم - لکہا ہے کہ تیرے کچھ زیادہ عمر ہوگئی تہی۔ بس میری عمر کے برابر ہون گے۔ وہن کے معنے ضعیف ہوگئین تیلیان ہو گئین۔

شقیا - ناکام -

آیت ۵ - خفت الموالی - قوم مین کوئی نیک نظر نہین آتا۔

آیت ۶ - یرثنی - وہ علم وہ نبوت جو تو نے مجھے اور ہمارے آباء اجداد کو بخشی ہے ان کا وارث بنے

آیت ۷ - بغلٰم - لڑکا جو تیرے سامنے ہی جوان ہی ہوگا۔

یحیٰی - اس مین اشارہ ہے۔ کہ احیاء اسد = بالایمان - ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائے

آیت ۸ - انّیٰ یکون لی غلٰم - یہ کہہ یاس نہین کہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے - انہ لا ییئس من [illegible] ناکام اپنا بتانے کا [illegible] ہے

وقد بلغت من الکبر - یعنے نکاح ثانی ہی اب نہین ہوسکتا۔

عتیا - اس حد سے آگے جو صحبت کے لائق ہو۔

آیت ۱۰ - الا تکلم الناس - باتین چھوڑ دو - اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے خاص قسم کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

آیت ۱۱ - محراب - لڑائی کا ہتھیار - عبادت گاہ۔

اوحیٰ - جلدی جلدی یہ بات کہی۔

آیت ۱۲ - یٰیحیٰی - درمیانی بات چھوڑ گئے کہ قرآن مجید قصے نہین کہتا۔

حکم - حکمت کی بات۔

صبیاً - چھوٹا ہی تہا کہ دانائی کی باتین کرتا۔

آیت ۱۴ - جباراً - بگاڑ کرنے والا۔

آیت ۱۵ - ویوم یموت - دیکھئے یہ مقام مضارع ہے اور قابل یادداشت یحییٰ اموات مین داخل ہے اور اسے یموت فرمایا۔

۱۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۵)

سورہ مریم رکوع ۲

تمہید ناامیدون کو امیدین دلانے والا ہے۔ حضرت زکریا کی طرح مریم کا حال تہا۔ اسی طرح مکہ مین مدت سے بُت پرستی کا دور تہا۔ کہان امید ہوسکتی تہی۔ کہ وہان ایک نبی پیدا ہوگا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب مین فرمایا ہے کہ جس طرح ایک مطلقہ تباہ روزگار عورت ہو اسی طرح مکہ کا حال ہے۔ مگر مین خاوندوالی سے زیادہ سہاگ لگاؤن گا۔ اعلےٰ درجہ کے شہر عروس البلاد کہلاتے ہین۔ اسی طرح یسعیاہ کی ۴۲ - ۵۴ کی ۲ بابون مین فرمایا ہے اور ایک نبی کے ذریعہ سے عرب کی روحانی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔

آیت ۱ - انتبذت - الفرقت خرجت تنہا ہوئین۔ نکلین۔ جن مین تہین ان سے الگ ہوئین

شرقیا - شرقی کے معنے واسعاً - فصیحا - بہت لغتون مین پائے جاتے ہین کیونکہ تنگ مکانون مین دہوپ کھل کر نہین پڑتی۔ پس شرقی وہ مکان ہے۔ جس پر سورج اشراق کرتا ہو۔

آیت ۲ - من دونہم حجاباً - ان لوگون سے کوئی تعلق نہ رکھا یعنے یہ الگ رہنے لگین روحنا - ہمارا کلام - چنانچہ بہت فرشتون کے ذریعے یہ کلام پہونچا اس لئے تا فرمایا

واذ قالت الملٰئکۃ ان اللہ یبشرک۔

فتمثل - جبرئیل کا تمثل نبی کریم کے سامنے ہی آیا۔

آیت ۶ - کذٰلک - یہ بات ہی سچ ہے اور خدا کا کلام ہی سچ۔

مقضیا - حکم جاری ہوا ہے۔

مکاناً قصیاً - تفسیرون مین لکہا ہے کہ وہ مصر تہا - ابن جریر مین بہی اس کا ذکر ہے۔

نسیاً منسیاً - مین ترک کردی جاتی - غایت اضطرار مین منہ سے نکلا۔

آیت ۹ - سریاً - چشمہ - چھوٹی نہر - سری سردار کو بہی کہتے ہین

آیت ۲۔ من کل شیٔ سببا۔ ہر ایک علم جو اس وقت اس کی سلطنت کے مناسب حال تہا۔

آیت ۳۔ فاتبع سببا۔ شاہل الارض پر اُن میلوں کے نشان کے مطابق چلا۔

آیت ۴۔ فی عین حمئۃ۔ بحیرہ کیسپین جس میں شہور دلدلین ہیں۔

مغرب الشمس۔ اس ملک کے لحاظ سے سورج کے ڈوبنے کی وہ جگہ تہی۔ جیسے لکھنؤ وغیرہ کے علاقہ کو ممالک مغربی و شمالی اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ جب یہ نام رکہا گیا اس وقت یہ صوبہ علاقہ انگریزی کے مغرب و شمال میں تہا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ سارے جہان کا مغرب و شمال وہی ہے۔

وجدھا۔ اس نے ایسا پایا۔ بشری آنکھ سے اسے ایسا نظر آیا نہ کہ فی الحقیقت ایسا تہا۔

یاذا القرنین۔ وہی جو میدو فارس کی سلطنتوں کا مرشد اعلیٰ تہا۔ اسکا مخاطب ہے۔

آیت ۷۔ حسنا۔ خوش اسلوبی سے۔

آیت ۸۔ مطلع الشمس۔ مشرقی حدود۔ سلطنت بلوچستان۔

من دونہا سترا۔ مکان نہیں بناتے تھے۔ کہ دہوپ سے بچ سکیں۔ کبہی وہاں لوگ تھے۔

کیقباد ایک شخص گزرا ہے۔ اس کی سرحد میں بلوچستان بہی تہا۔ یہاں اس نے غالباً عمارتوں کا خیال کیا ہے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے۔ کہ سائبیریا تک پہونچ گیا تہا۔ جہاں لوگ غاروں میں رہتے تھے۔

آیت ۱۰۔ بین السدین۔ پہلے لوگ اپنے شہروں کی حفاظت میں دیواریں کرتے تہے جس کو فصیل شہر کہتے ہیں۔ لاہور میں بہی فصیل تہی۔ امرتسر کے گرد بہی فصیل و خندق تہی۔ غرض یہ عام دستور تہا۔ اس کے وسیلے سے دشمن سے بچے رہتے۔ کیونکہ آجکل کے یہ خوفناک ہتھیار ان دنوں میں نہ تھے۔

لا یکادون یفقہون قولا۔ ان کی بولی میدو فارس کے لوگ اچہی طرح نہ سمجھ سکتے تہے۔

آیت ۱۱۔ سدا۔ پہلی یہ فصیل آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان بنائی گئی۔ ۳۰ میل کے قریب جگہ ہے۔ جس سے ملک کو بہت امن پہونچا۔ پہر نیپال کی چوٹیوں پر ایسی دیوار کھینچی گئی۔ پہر سمرقند کے قریب بہی ایسی دیوار ہی۔ پہر چین کے لوگوں نے وہ بڑی دیوار بنائی جو مشہور ہے۔ سب یاجوج ماجوج کے حملہ سے بچنے کے لئے بنائی گئی تہیں۔

یاجوج ماجوج۔ خدا نے انشراح صدر سے مجہے یقین دلا دیا ہے کہ یہ وہ قوم ہے جو بحیرہ اسود سے لے کر شمال تک بستی تہی۔ گاتھ، ونڈال، ڈینز، انگلو سیکسن۔ یہ لوگ جرمن فرانس۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک میں جا کر آباد ہوئے۔

ترکوں کی نسبت لکہا ہے۔ اترکوا الترک۔ ان کو ترک اس لئے کہتے ہیں۔ کہ

ترکوا سد یاجوج ماجوج۔ انہوں نے شاہان فارس سے معاہدہ کر لیا تہا کہ تمہارے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے۔ ہمیں یہیں رہنے دو۔ بائیبل کی کتاب حزقیل باب ۳۸ میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ ماجوج جزائر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ ماجوج۔ ماسکو اور ٹوبالسک کا سردار ہے۔

ایک دفعہ میرا ایک دوست لنڈن گیا ہے میں نے فرمائش کی کہ وہاں کی سب سے پرانی یادگار کا پتہ لگاؤ۔ چنانچہ اس نے تحقیقات کی۔ تو اسے دو بُت دکہلائے گئے۔ جو یاجوج ماجوج کے تہے اور اسے بتلایا گیا کہ اس ملک کی سب سے پرانی یادگار تاریخی یہی ہے۔

حضرت حزقیل کی کتاب میں تصریح سے لکہا ہے کہ جزائر میں .... سے رہنے والے ماجوج ہیں۔ اس لئے بہی ان کو یہ نام دیا گیا۔ کہ وہ آگ کی پرستش یا آگ سے بہت کام لیتے۔

آرمینیا اور آذربائیجان کی دیوار کا ذکر تفسیر بیضاوی میں بہی ہے۔ نیپال کی دیوار کا ذکر ابن خلدون میں لکہا ہے۔ چین کی دیوار کا ذکر مفسرین نے کیا ہے۔

آیت ۱۲۔ ردما۔ بڑی روک کی تجویز کرتے ہوئے کیقباد نے جو دیوار بنائی، اس گاؤں کا نام سواس تہا۔ جیسے بناتے تھے۔

آیت ۱۳۔ زبر الحدید۔ یہ لوہے کے دروازوں کے لئے تہا۔ اور تانبا اس لئے لگایا کہ مٹی نہ کہائے۔

آیت ۱۶۔ دکاء۔ ریزہ ریزہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ دیواریں کسی کام کی نہیں رہیں۔ جنگی حالات اور ان سے حفاظت کا طرز و طریق بہی بدل گیا ہے۔

آیت ۱۷۔ نفخ فی الصور۔ ایک بگل بجایا جائے گا۔ اور قومیں آپس میں لڑیں گی۔

جمعنٰہم۔ ہم ان کے درمیان ایک بڑی لڑائی ڈالدیں گے۔

آیت ۱۸۔ عرضنا جہنم۔ دوزخ سامنے ہوگی۔ یہ پیشگوئی ہے کہ اس وقت جنگ آتشبازی سے ہوگی۔

آیت ۱۹۔ فی غطاء عن ذکری۔ دانیال کتاب میں پیشگوئی صاف ہے۔ مگر ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع ۳

(سورۂ کہف رکوع ۱۲)

تمہید جس طرح حدیثوں میں یہ ثابت ہے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیتوں کا پڑہنا فتنۂ دجال سے نجات کا موجب ہے۔ اسی طرح آخری آیات کا پڑہنا بہی فتنۂ دجال سے نجات کا موجب ہے۔ اس لئے پہر غور کرو۔ کہ جن کا سورہ کے ابتدا میں ذکر ہے۔ انہی کا انتہا بہی ہے یا نہیں۔ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجال کون ہے اور اس کے صفات کیا ہیں۔

آیت ۱۔ من دونی۔ مجہے چہوڑ کر

اولیاء۔ والی۔ چنانچہ بعض لوگوں نے مسیح کو اپنا والی قرار دیا۔

آیت ۳۔ ضل۔ ستہلاک ہوگئیں۔ دیکہو کس قدر ایجادیں ہو رہی ہیں۔ مگر وہ تمام جسمانی راحتوں کے متعلق ہیں۔ روحانیات سے بہرہ نہیں۔ ان کی ساری کوششیں اس دنیا کی زندگی میں خرچ ہوگئی ہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم روپیہ جمع کرنے کا خیال چہوڑ دو۔ کہ اس کا انجام سوائے دکہ و مشکلات کے نہیں۔

یحسنون صنعا۔ اس قوم نے کاریگری کو عروج دیا ہے۔ کیا بدو شاہ بہتہا ... ہمیشہ کیا ذلیل تہا۔ مگر ... [illegible]

... معزز امراء اور نوابوں ... [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سولھواں رکوع ۷
سورۃ مریم رکوع ۴
(گزشتہ سے پیوستہ)

کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس نوقس کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے۔

ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مضامین کو ادعی کر کے لکھتے تھے۔

آیت ۴۔ صادق الوعد۔ یہاں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں آپ یہاں ٹھہرو۔ آپ نے کہا اچھا۔ ایک سال تک کھڑے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

آیت ۵۔ کان یامر اھلہ۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ واصطبر علیھا۔ مطلب یہ کہ قسم قسم پیرایوں میں کہتا ہی چلا جاوے۔

آیت ۷۔ ادریس۔ آپ کا دوسرا نام اخنوک ہے۔ حضرت نوح سے پہلے ہوئے تھے۔ پیدائش کے پہلے خط کے ۴ باب میں ان کا ذکر ہے۔

رفعنٰہ مکانا علیا۔ ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

آیت ۸۔ سجدا۔ فرمانبرداری کے لئے گر پڑتے۔

ایک عجیب کہانی حضرت الیاس سے متعلق لکھی ہے کہ ملک الموت سے کہا کہ جان نکال کر دکھاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں۔

آیت ۹۔ خلْف۔ ل کے سکون کے ساتھ گندے پیچھے آنیوالے۔ خلَف۔ ل کی فتح کے ساتھ۔ نیک لوگ پیچھے آنے والے۔

غیّ۔ جہنم کا نام ہے۔

آیت ۱۱۔ ماتیا۔ آنے والا۔

آیت ۱۲۔ جنۃ۔ اس میں ایک پیشگوئی ہے۔ کہ ارض مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے

آیت ۱۳۔ نتنزل۔ اس کا فاعل ۱۔ مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا ۲ جبرائیل [illegible] مسلمانوں کا قول ہے اس ملک میں۔

آیت ۱۵۔ اصطبر۔ عبادت پر استقلال کرو۔

[illegible] سمیا۔ [illegible]

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۸

(سورہ مریم رکوع ۵)

آیت ۱۔ الانسان۔ وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے بعض انسان اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مر کر جی اٹھنے کا خیال ان میں بہت کمزور ہے۔

آیت ۲۔ اولا یذکر۔ لسوف اخرج کا جواب دیتا ہے۔ کہ پہلے بھی تم لم یکن شیئاً مذکورا ہی تھے۔

آیت ۳۔ فو ربک۔ وہ رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا پھر نسیت کہہ کے وجود میں لا سکتا ہے ربوبیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ جو ناقص گیا ہے وہ کامل ہو اور جو کامل ہو گیا وہ ترقی کرے۔

حول جھنم۔ اس سے ہی ثابت ہو کہ الانسان سے مراد وہی انسان ہیں جو منکران قیامت دغا باز دنیا میں ہی کوئی بدکار سکھی نہیں دیکھا گیا۔ گویا یہاں بھی یہ گروہ حول جہنم ہی ہے۔

آیت ۴۔ عتیاً۔ متمرد۔ سرکش۔ احکام نہ ماننے والے۔

آیت ۵۔ وان منکم الا واردھا۔ منکم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ ءاذا مامت الخ یہ غلط ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے بلکہ صرف کفار جائیں گے جیسا کہ اور جگہ فرمایا ہے۔

یوم نحشر المتقین الی الرحمان وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا۔ یہاں تمیز کر دی۔ پھر فرمایا۔ ان الذین سبقت لھم الحسنیٰ اولٰئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون۔ الخ یعنی متقی تو دوزخ کی بھنبھناہٹ تک نہ سنیں گے۔ ان منکم۔ سے یہ مراد ہے کہ اے منکران قیامت تم سب دوزخ میں جاؤ گے ثم ننجی سے یہ مطلب ہے کہ پھر ہم تمہیں ایک اور بات بتائیں وہ یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔

آیت ۶۔ حتماً مقضیا۔ لازمی اور واجب یہ امر ہے۔

آیت ۹۔ اثاثاً۔ گھر کا اسباب۔

آیت ۱۴۔ سنکتب۔ ہم محفوظ رہیں گے۔

۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۹)

سورہ مریم رکوع ۶

تمہید کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے۔ کچھ ناک کے ذریعے۔ کچھ لمس کے ذریعے۔

لیکن ایک علم ان حواس خمسہ کے علاوہ کسی ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ گو حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں نہ چلے [illegible] انبیاء ایسے حواس پاتے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔ شیاطین ان [illegible] نہیں پاتے۔ اور دوسروں کو بھی ان پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

[illegible]

آیت ۱۳ - قانت بہٖ - مصر میں بہت مدت رہے پھر وہاں سے کنعان میں آئے۔
نخلہ - اٹھا لائیں جس اونٹ پر تھیں۔ پیچھے پہ تھیں اور آگے وہ۔ جیساکہ پارہ ۱۰ رکوع ۱۲ میں ہے۔ اذا ما اتوک لتحملہم قلت ما اجد ما احملکم علیہ - اس وقت حضرت عیسےٰ کو نبوت مل چکی تھی۔
فریاً - یہ فقرہ ذم کا بھی ہے اور مدح کا بھی۔ لوگوں نے کہاکہ بہت عجیب لڑکا لائی ہو۔ کیوں نہ ہو باپ ماں جو نیک تھے۔
آیت ۱۴ - ھٰرون - قوم کے بزرگ کے نام پر لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ جیسے گیلانی سید خواہ وہ پشتوں سے پنجابی ہوں۔
آیت ۱۴ - کان فی المھد - یہود علماء بڑے بڑے آدمی تھے۔ حقارت سے کہا یہ کل کا لونڈا ہے اس سے کیا باتیں کریں۔
آیت ۱۵ - آتانی الکتٰب - اس سے ثابت ہوا کہ آپ (عیسےٰ) کو نبوت مل چکی تھی۔ کتاب سے مراد توریت ہے۔ توریت کا علم عطا ہوا۔
آیت ۱۶ - اینما کنت - یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آپ کو بہت سے ملکوں میں سیر کرنا تھا۔ مصر، کنعان، کشمیر وغیرہ۔
قصہ لکھا ہے کہ یحییٰ کو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اچھے ہو۔ مسیح نے کہا کہ میں نے سلامتی کا دعوے تو آپ کیا ہے والسلام علیّ۔ مگر تیرے لئے خدا نے سلام علیہ فرمایا۔ اس لئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ صوفیاء کا ذوقی لطیفہ ہے
آیت ۲۰ - سبحٰنہ - یہ ایک دلیل ہے کہ بے جرم کو پکڑنا اور مجرم کو چھوڑنا سبحانیت کے خلاف ہے۔ اس میں ابطال کفارہ ہے۔
آیت ۲۵ - نرث الارض - تمام حکمتوں اور جلد اعلیٰ کی ملک پر غرور کرنے والے اس آیت پر غور کریں۔

۱۷ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع ۶

سورہ مریم رکوع ۳

تمہید حضرت ابراہیم کی زندگی مومنوں کے لئے نہایت عمدہ اسوہ حسنہ ہے۔ بلحاظ خوراک پوشاک، قطع وضع، خصائل فطری، عزت، مقبولیت عامہ، ذکر خیر۔ ایسی ہی تبلیغ آپ ہی تھے۔ اس مقام کامیابی کا گُر بتایا ہے کہ ابراہیم صدیق تھا۔ جس کے اصطلاحاً معنے راست گفتار کے ہیں۔ ہر صنعت کام جس کا نتیجہ عمدہ ہو اسے عرب صدق کہتے ہیں۔
آیت ۱ - واذکر - اس کتاب میں حضرت ابراہیم کا ذکر کرو۔ حضرت ابراہیم کو سر میں رہتے تھے
آیت ۲ - اب - چچا۔
آیت ۳ - لم تعبد - شمس کی۔ چندرما کی۔ مرگھٹی کی پرستش کی جاتی ہے۔ پیر ان سے ...
ما لا یسمع ولا یبصر - مسلمانوں میں جو لوگ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پڑھتے ہیں یہ آیت کچھ ... سمجھیں
[illegible]

آیت ۶ - الشیطٰن ولیاً - پہلے آدمی خود بدی کرتا ہے۔ تب خبیث روحیں (شیطان) اس کے یار و آشنا بن جاتے ہیں۔
آیت ۷ - لارجمنّک - سنگسار کرنا ترجمہ نہیں بلکہ لاشمتنک۔ میں تجھے گالی دونگا۔ یہاں جو ترجمہ لکھا ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ معنے صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین نے نہیں کئے۔
ملیاً - (۱) سویاً سلیماً۔
آیت ۸ - قال سلٰم علیک - دیکھو کیسی شستہ زبانی اور خوش بیانی ہے۔ باوجود مباحثہ کے ایک دوسرے کا ادب ملحوظ رہا ہے
آیت ۱۰ - فلما اعتزلہم - ملک شام میں چلے گئے ان سے الگ ہوگئے۔

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۶

سورۂ مریم رکوع نمبر ۴

تمہید حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اولاد ابراہیم میں حضرت موسیٰ سے خصوصیت کے ساتھ مشابہت ہے اس لئے ان کا ذکر خاص غور کے قابل ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ اس مشابہت کا ذکر فرمایا۔ مثلاً رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا - (۲) فآمن علیٰ مثلہ واستکبرتم (۳) ان یؤتیٰ احد مثل ما اوتیتم۔
اس مشابہت کا ذکر اس لئے فرمایا۔ تا عیسائی و یہودی اپنے مانے ہوئے رسول حضرت موسےٰ کے معیار صداقت پر اس نبی کو پرکھ لیں۔
آیت ۱ - واذکر - اس کتاب (قرآن شریف) میں حضرت موسےٰ کا ذکر لوگوں کو سناؤ۔
کان مخلصاً - حضرت نبی کریم کے اخلاص کا ذکر بھی ایک جگہ فرمایا ہے - دنیٰ فتدلّیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔
عرب میں ایک رسم ہے۔ جو دو دوست بننا چاہتے ہیں۔ تو عمائد کو جمع کرکے اپنی اپنی کمانیں ملاتے اور اس میں ایک تیر رکھتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ جو تمہارا دوست ہمارا دوست۔ جو تمہارا دشمن وہ ہمارا دشمن۔
جناب الٰہی سے بھی تعلقات اخلاص ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مخلصین کے لئے خدا تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ کہ اے ابن آدم اگر تو میری طرف چل کر آئے۔ تو میں دوڑ کر آؤں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی مخلص دنیا میں بھی ایسی مشکلات میں پڑا ہو جن کا انجام اس کے حق میں بُرا ہو۔
آیت ۲ - الایمن - بائیں۔ برکت والی۔
نجیاً - بلند مقام پر پہنچنے والا۔ محبت و پیار کی مخفی باتیں کیں۔
اس قرآن مترجم پر ایک حاشیہ ہے اس کو میں نے کاٹ دیا۔ کیونکہ اس مترجم کا یہ مذہب ہوا ہے کہ کلام بغیر وساطت فرشتہ ہوتی۔ حالانکہ سب سے اعلیٰ وحی وہی ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو۔ تاہم کلام ... کہ فرشتے بھی ہوں
آیت ۴ - ... [illegible]

(۲) ذکر الٰہی کرتا ہے۔ (۳) بہادر ہوتا ہے (۴) آنکھ۔ زبان۔ اعضاء کسی امر لغو کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (۵) اللہ کی طرف جھکا رہتا ہے (۶) مخلوق سے احسان کرتا ہے۔ (۷) دانا ہوتا ہے (۸) عجز اور کسل کا اس میں نام نہیں ہوتا۔ (۹) متوکل علے اللہ ہوتا ہے (۱۰) سعی والا ہوتا ہے مومن کو چاہیئے۔ کہ ہدایت کا علم سیکھے اور سکھلائے (ب) شبہات کو دلائل دعا اور تدبیر سے دور کرے۔ (ج) خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔ (د) زبان۔ جان۔ مال سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

واحلل عقدۃً من لسانی۔ عقدۃ اللسان کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

وفتنّٰک فتونا۔ تجھے ہمیشہ مصفا بناتے رہیں۔

قولًا لیّنًا۔ کیونکہ اس کو بادشاہ ہمی میں نے ہی بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری قوانین کا لحاظ رکھو۔

بآیٰتنا۔ اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے کہ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔ سلامتی کا نزول یہی ہے۔ جو ہدایت کی تابع ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور نہ پھرا آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسےٰ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثابت ہو گیا۔ کہ ہدایت پر کون ہے۔

۲۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۲

(سورہ طٰہٰ رکوع ۳)

منھا نخرجکم۔ اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا۔ کیونکہ اس سے پہلے منہا خلقنٰکم ہی فرمایا ایک اور جگہ فرمایا۔ ولکم فی الارض مستقر۔

یہ ایک بحث ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے۔ تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہو گا۔ بعض کی نسبت عرش کی قندیلوں میں ہونا لکھا ہے۔

قبر اس مکان کا نام ہے۔ جہاں یہ نفس بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔

ثم اماتہ فاقبرہ۔ آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کونسی قبر ہے۔ جس میں میت کو حسب اعمال آرام یا دکھ پہونچتا ہے۔

پس اس قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو سانپ کاٹنے والے اور آگ نظر نہیں آتی دغیرہ باطل ہو جاتے ہیں۔

فکذّب۔ تکذیب رسل بڑا بھاری جرم ہے۔ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افترٰی علے اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ۔

وابٰی۔ انکار بہت سے خطرناک جرموں کی اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ استکبر و ابٰی۔ انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو انکار پر کمر باندھتا ہے

لتخرجنا من ارضنا۔ یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزام بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰ کے برخلاف بھڑکا دیا۔

مکانًا سُوًی۔ وہ مکان میرے اور آپ کے لئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری وجاہت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات۔ مسلمانوں کو مباحثات میں ایسی باتوں کا خیال چاہیئے۔ مگر افسوس کہ وہ بہت تنگدل ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی تھی۔

وان یحشر الناس ضحیً۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ کو ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت فتح کیا اور مکہ کی نسبت سوٓء للعاکفین۔ آچکا ہے یہ قصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

کیدہ۔ ہر قسم کی تدابیر جو وہ اپنی فتمندی کے لئے کر سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مکیدہ ہیں تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم خندق کھودیں گے۔

دینکم۔ یعنے ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تلا ہے۔

اما ان تلقی۔ صوفیا نے لکھا ہے۔ یہ ادب ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

انھا تسعیٰ۔ حبال وعصی کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال پر اڑتی ہیں کہ وہ مظفر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔

فاوجس فی نفسہ خیفۃ۔ یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دین حق سے محروم رہ جاویں گے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ آیا ہے۔ وہاں بھی یہی معنے ہیں۔ کیونکہ آگے الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔ فرمایا۔ قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں۔ ووجدک ضالًا بھی فرمایا اور ما ضل صاحبکم بھی آیا ہے اور انک لا تھدی بھی فرمایا اور انک لتھدی بھی۔

فی یمینک۔ یعنے ہم نے تجھ کو جو کچھ راستبازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے اس سے کام لے کر ان تمام حیلے حوالوں کو باطل کر دو۔

انہ لکبیرکم۔ یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پر ندامت مٹانے کے لئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل کو باطل قرار دے لیتے ہیں۔ میرے نزدیک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے۔ اس کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں ہو سکتی۔

فاقض ما انت قاض۔ مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ حالت کفر میں تو کہتے ہیں ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین۔ گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی و سحر سازی کا صلہ چند پیسے سمجھتے ہیں اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلےٰ درجہ کا انعام سمجھتے ہیں۔ یا اب حالت ایمان میں یہ حال ہے۔ کہ کس جرأت سے کہتے ہیں۔ فاقض ما انت قاض انما تقضی ھذہ الحیٰوۃ الدنیا۔

مجرمًا۔ قطع تعلق کرنے والے۔

نؤزھم - اُکساتے - اُبھارتے - اغوا

علی الکافرین - پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے - پھر شیطان اس پر آتا ہے -

آیت ۸۳ - وفدا - جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایلچی آتے ہیں -

آیت ۸۵ - من اتخذ عند الرحمن عھدا - دوسرے مقام پر فرماتا ہے - کہ ۲۵ پارہ سورۂ زخرف اخیر رکوع میں ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون - یعنے وہ شفیع ہوگا - جو آجکل حق کی گواہی دے رہا ہے اور اسے سب جانتے ہیں یعنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

آیت ۸۷ - ادًّا - پنجابی لفظ اڈا غالباً اسی سے نکلا ہے -

آیت ۸۸ - تکاد السموات - یہ پیشگوئی ہے - اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے -

ھدًّا سخت - آسمان سے وہ عذاب جو نازل ہو -

آیت ۹۰ - ما ینبغی - یہ بات صفت رحمیت کے مخالف ہے - کہ اس کا کوئی ولد ہو -

آیت ۹۴ - ودًّا - ہم نے دیکھا ہے - کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں - تو اللہ بہتر سے بہتر دوست دیتا ہے -

آیت ۹۸ - رکزا - پاؤں کی آواز - صوت الرجل -

یہاں سورۂ مریم کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ طٰہٰ رکوع اول

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۱

۲۳ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

تمہید مومن کے لئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھکر کوئی چیز نہیں - صحابہ کرام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے - اس حالت میں ان کو حضرت موسیٰ کا بیان سنایا جاتا ہے - کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے - اور آخرکار مظفر و منصور ہوئے - اس رکوع میں واعظ کے سہارے کا ذکر ہے

آیت ۱ - طٰہٰ - جن کو کسی کام کی بہت لگی ہوئی کہ ضرور ہو جائے اور جس میں وہ کامیاب ہو - ناکامیاب ہو - تو طٰہٰ کہتے ہیں -

آیت ۲ - لتشقیٰ - تو اور تیرے ساتھی ناکام رہیں ایسا نہ ہوگا -

آیت ۳ - تذکرۃ - یاد دلانے والا نصیحت - جو کچھ فطرت میں ہے - اسے یاد دلانا -

آیت ۵ - علی العرش استوی - وہ اپنے تخت سلطنت پر بے عیب ہو کر قائم ہے -

آیت ۷ - سِرًّا وہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اخفیٰ وہ ہے جو آیندہ حالات میں انسان کے ارادے ہو سکتے ہیں اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں -

آیت ۹ - حدیث - شریعت -

آیت ۱۰ - او اجد علی النار ھدی - اس آگ پر جو لوگ ہیں شاید وہ میری راہنمائی کریں -

جب ہم پرانی تاریخ دیکھتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے - کہ جب کبھی کسی کو مقابلہ کا منظور ہوتا ہے مہمانی کرتا ہے اور اپنے دوستوں کو مدعو کرکے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا ہے - یہ طریق ہے - کہ پہاڑیوں پر بہت سی آگ جلا دیتے - ع

میاں دو کس جنگ چون آتش است -

پھر بات بڑی تو بارود وغیرہ میں بھی آگ ہی ہے - پھر رسولوں کے اعدا کے لئے جہنم آگ ہے - حضرت موسے کو ایک تجلی ہوئی - جس کا یہ مطلب تھا - کہ تم کو اور تمہاری قوم کو بھلائی پیش آئیں گی - اور یہ قصہ نبی کریم کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا -

آیت ۱۲ - اخلع نعلیک - بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اتار دو - اگر جوتی پاک بھی ہوتی ہے - اس کا جواب دیا ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی - یہ بات معلوم نہیں ہوتی -

صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی - نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں - کہ ان کو ہم سے ہمکلامی ہوتی ہے - گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آجاؤ - چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی نفسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع نعلین لکھی گئی ہے -

آیت ۱۵ - اکاد اخفیھا - ایک پادری نے اخفی کے معنے چھپانے کے لے کر اس پر اعتراض کیا ہوا تھا - میں بھی وہاں پہونچا - میں نے یہ ترجمہ کیا - قریب وہ زمانہ ہے - کہ اس خفا کو ہم دور کر دیں - خفی کے معنے چھپنے کے ہیں - اخفی کے معنے خفا دور کرنے کے ہیں (باب افعال سے جب معنے سلب آتا)

آیت ۱۷ - جیسا خفی الیہ حق لمعاً - حضرت موسے کو جب علم حاصل تھا کہ لڑائی ہوگی - اس کی فکر پڑی - خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کی راہ بتاتا ہے -

آیت ۱۸ - قال ھی عصای - محبوب سے بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے اس تطویل کی -

آیت ۱۹ - القھا یا موسیٰ - یہ سب کشفی واقعہ ہے - گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالےٰ تمہیں اک جماعت دے گا - جو تیری دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی - وہ ایسی مطیع ہوگی - جیسے تیرا لاٹھی اور وہ ایسی خونخوار ہوگی جیسے یہ سانپ -

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپ کے قریہ کو تاکل القریٰ فرمایا -

آیت ۲۲ - واضمم یدک - حضرت موسیٰ کو فرمانا اور نبی کریم کو سمجھاتا ہے - کہ تیرا بغل میں بھی ایک کتاب ہوگی - جو بالکل بے عیب اور نور مبین ہوگی -

آیت ۲۴ - طغیٰ - حد سے بڑھ گیا -

۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۱۱

سورۂ طٰہٰ رکوع ۲

رب اشرح لی صدری - شرح صدر یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کے لئے دل تیار ہو جاوے - انشراح صدر ہوتا ہے - یہ نسبت (؟) اللہ پر ایمان ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سولھواں

۱۶

رکوع ۱۵

سورہ طٰہٰ رکوع ۶

۳۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

آیت ۱۔ جبال ۔ [illegible] ۔ [illegible] سے نام ہی رکھے جاتے ہیں۔

واقعہ ۔ [illegible] اس نے ایک امیر کے ملازم (جو اس کے [illegible]) [illegible] چیز دیکھی۔ تو اسے پکڑ کر توڑ دیا۔ امیر نے اسی قسم کی چیز [illegible] کہ آپ نے ہمارے آدمی کی چیز توڑ دی ہے [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ۔ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ ۔ وذالک اضعف الایمان ۔ [illegible] کوئی خلاف شرع امر دیکھے۔ تو اپنے ہاتھ سے اسے بدلے۔ اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے [illegible] ۔ یہ بھی نہ ہو تو دل سے برا منائے اور یہ سب سے بڑھ کر ضعیف ایمان ہے۔

اس پر اس امیر نے کہا۔ [illegible] سے بڑی ہی [illegible] کہ اس کو آپ کیوں نہیں کرتے۔ اس نے کہا آپ کو [illegible] کا ذکر قرآن شریف میں لکھا ہے۔ اس نے پوچھا کہاں۔ تو اس نے یہ آیت پڑھی اور اس زور سے پڑھی کہ مارے دہشت کے وہ چیز اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ٹوٹ گئی۔

ینسفہا ۔ انکو اللہ تعالیٰ اڑا دے گا۔

آیت ۳۔ خشعت ۔ خوف سے جھک جائیں گی۔

ان آیات میں ان سلطنتوں سے متعلق پیشگوئی ہے۔ جو اپنی تدابیر کے گھمنڈ میں آکر کہتے ہیں کہ ہمیں توڑنے والا کون ہے۔

آیت ۴۔ رضی الخ ۔ اسکی باتیں پسندیدہ ہیں۔

آیت ۶۔ عنت ۔ فرمانبردار رہیں گے۔

آیت ۷۔ فلا یخف ظلماً ۔ کوئی اس پر ظلم نہ کر سکے گا۔

آیت ۸۔ عربیاً ۔ کھول کر سنانے والی۔ ایک شخص نے مجھے کہا۔ کھول کر کوئی اور زبان سنانے والی نہیں۔ میں نے کہا کہ تم اسکا نام کوئی اور زبان میں [illegible]۔ جو خاص اللہ تعالیٰ کیواسطے ہو [illegible] نے [illegible] کر کے [illegible] ہو ۔ [illegible] صفات سے مختص ہو۔

یحدث لھم ذکراً ۔ نئی نصیحت بھی کریں گے۔ میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں۔ قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں بس یہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

آیت ۹۔ ولا تعجل بالقرآن ۔ قرآن میں نبی کے لئے تین باتوں کا حکم آیا ہے۔ یتلوا علیھم ایاتہ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ۔ پہلے وہ آیات پڑھیں۔ پھر تعلیم کریں پھر فکر کریں کہ کس تدبیر سے لوگ سمجھیں اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ پہلے قرآن سنیں۔ ثم ان علینا بیانہ ۔ پھر ہمارے ذمے اس کا سمجھانا ہے۔ پھر ایسے دل تیار کرنا جو اس کی تعمیل کریں۔ اس آیت کے متعلق ایک یہ نکتہ بھی ہے۔ کہ واعظ کے لئے وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے اور اس کے بعد اسکی اپنی تقریر۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی جلدی نہ کر۔

وقل رب زدنی علماً ۔ جب اس بادشاہ کے لئے یہ حکم ہے تو ہماری کیا بساط ہے اس لئے میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا بالالتزام پڑھتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ دعائیں ملاتا ہوں۔ (۱) سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا ۔ (۲) اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک ۔ انک تھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ (۳) رب اشرح لی صدری ویسر لی امری۔

فنسی ۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آدم باوجود حکم تاکیدی کے کس طرح بھول گیا ۔ میں انہیں پوچھتا ہوں ۔ گھر سے اہتمام کے ساتھ مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے آتے ہیں اور پھر اس میں سہو ہو جاتا ہے یہ کیوں ؟

ولم نجد لہ عزماً ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ نہ کیا تھا۔ ارادہ سے اس شجرہ کو نہیں کھایا۔

۲۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع ۱۶

(سورہ طٰہٰ رکوع ۷)

آیت ۱۔ آدم سے مراد عظیم الشان انسان ہے۔ جیسا حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیم علیہما السلام

اسجدوا ۔ فرمانبرداری کرو۔

آیت ۲۔ فتشقی ۔ تو تھک جائے ۔ تجھ پر بڑی مصیبت پڑے۔

جنۃ ۔ ملک آرمینیا۔

آیت ۳۔ لا تجوع ۔ قحط کا خوف نہیں۔

لا تعری ۔ ایسی عمدہ آب وہوا ہے کہ کپڑے نہیں اتارنے پڑے۔

آیت ۴ ولا تضحیٰ ۔ شدید دھوپ

آیت ۵ ۔ شیطن ۔ ابلیس کا مظہر ہے۔

ملک لا یبلیٰ ۔ ہمیشہ کی سلطنت۔

مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۂ طٰہٰ رکوع ۴ سیپارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۴)

اس رکوع میں قصہ تو موسےٰ کا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورآپ کے صحابہ کرام اورآپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچا ہے۔

اس لئے فرمایا۔ لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔

ان اسر بعبادی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ حکم ہونا تھا۔ چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرما دیا۔ اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فی البحر۔ بحر عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں۔ کلمۃ بحلا دبحرا۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ دو محاورے مدینوں کے اسوقت یاد آگئے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریم کی کچھ مخالفت کی۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا۔ کہ اس بحر کے لوگ اتفاق کر چکے تھے۔ کہ اس کو بادشاہ بنا دیں۔ آپکے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

کہ مدینہ میں جو وسیع میدان تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

یبسا۔ موسےٰ جس رستے گئے تھے۔ وہ خشک تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔

فاتبعہم فرعون بجنودہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بھی لوگ پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کے لئے ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کئے۔

ما غشیہم۔ جیسے فرعونیوں پر بلا آئی ویسے ہی مشرکان مکہ پر بھی آئی۔

اضل فرعون۔ وہاں فرعون تھا اور یہاں ابوجہل۔

المن۔ بے محنت رزق۔

السلوٰی۔ تسلی کی چیزیں۔ شہد۔ بعض بٹیر کو کہتے ہیں۔

وما اعجلک۔ اس موقعہ کا ذکر ہے۔ جب موسےٰ طور پر گئے تھے۔ ہمارے نبی کریمؐ بھی دنیا سے جلدی چل دئے۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخر وہیں حاضر ہونے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے۔

افلا یرون الا یرجع۔ یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اللہ تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو۔ تو وہ جواب دے۔

۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع ۱۵

سورۂ طٰہٰ رکوع ۴

فتنتم بہ۔ تم سے بھلے کی تمیز کرنے کے لئے یہ ایک ابتلا آیا ہے۔

حتیٰ یرجع الینا موسیٰ۔ ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰ بھی۔ مگر ہارون کے سامنے لوگوں نے [illegible] پرستی کی۔ تو عجب ایک الٰہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کا [illegible] تو

ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جمے رہیں گے۔ مگر ہارون کو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی برئیت ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت علی کی نسبت بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسے ہارون کے ساتھ بچھڑے کا معاملہ تھا۔ ایسا ہی حضرت عثمان کے قتل میں حضرت علی کو شریک گردانا گیا۔ مگر آپکا دامن بالکل پاک تھا۔

ان آیات سے مجھے حضرت علی کی برئیت اور حضرت عثمان کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے۔

ان تقول فرقت۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت علی پر تفرقہ کا الزام غلط ہے۔ اور آپنے تحکیم جو تسلیم کی تو انہی آیات کی ماتحت۔

یا ابنؤم۔ بہ نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبت۔ رافت۔ جوش مادری ہے۔ اس لئے اس سے منسوب کیا۔ تا محبت کی طرف جھکیں۔

یلسامری۔ سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بصرت بما لم یبصروا۔ یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فقبضت قبضۃ } یعنے میں نے اسے رسول (موسےٰ) تیری تعلیم تو تہیہ سے کچھ لیا تھا
الی سولت لی نفسی } اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی

جبرائیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی سے کر بچھڑ ا بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

لا مساس۔ یہ سزا دی ہے۔ کہ جب تو رستے میں چلے۔ تو چوش پوش کہتا جائے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے۔ کہ جو اسے چھوتا اسے موقد بخار ہو جاتا۔

کذلک نقص۔ پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ اسلام میں بھی ایک ہارون ہوگا۔ اس وقت قوم فتنہ میں پڑے گی۔ ایک سامری ہوگا۔

عبد اللہ بن سبا یمن کا رہنے والا یہودی۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس از راہ شرارت اظہار اسلام کیا۔ بصرہ کوفہ میں گیا اور عثمان کے مطاعن یاد کرکے شام تک گیا۔ حضرت معاویہ نے اسے مدینہ میں قید کر دیا۔ حیلے حوالے کرکے چھوٹا۔ تو مصر میں گیا۔ وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمان کے عزل پر لوگوں کو بہکایا۔ مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہوگا۔

عشرا۔ ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔ یہ ایک خاص قوم کی نسبت پیشگوئی ہے۔

الا یوما۔ یوم ہزار برس کا ہوتا ہے۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت خلیفۃ المہدی و المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سترھویں

سورۃ الانبیاء رکوع ۱

۱۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

انبیاء پر کیا اعتراض ہوتے ہیں ان کے ساتھ لوگ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انبیاء کی موافقت و مخالفت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ انبیاء کے آنے کی کس وقت اور کیا ضرورت ہوتی ہے ان باتوں کا ذکر اس پارہ میں ہے۔

وھم فی غفلۃ ۔ پس انبیاء اس وقت آتے ہیں جب لوگ ایک عام غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ ایک بھائی خدا کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ باایں ہمہ آپس میں محبت سے رہتے ہیں۔ غیرت دینی باہم نہیں رہتی۔ جیسا کہ آجکل یورپ و امریکہ کی حالت ہے اس کا کچھ نہ کچھ رنگ ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی توجہ بعثت کی طرف ہوتی ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا وقت آتا ہے۔ سو برس کے بعد بھی۔ بلکہ بعض کے نزدیک اس سے کم۔ طب کے معاملہ میں اس کا نظارہ دیکھا ہے۔ توراۃ میں طاعون کا ذکر ہے۔ کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ مگر ہر ہفتہ وار اتنی تعداد کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔

محدث ۔ پیرایہ جدید ہوتا ہے۔ ورنہ زیادہ تر ذکر وہی ہوتا ہے۔ جو پہلے نبیوں کی زبان پر جاری ہو چکا۔

لاھیۃ قلوبھم ۔ آجکل کے لوگ ایسے بہت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت سے ان کے دل غافل ہیں۔

ھل ھذا الا بشر مثلکم ۔ جو کچھ انبیاء کو کہتے ہیں اس کا ذکر ہے۔ کہ ایسی باتوں سے ملتے ہیں۔ نرم فقرہ ہے۔ اراذلنا بادی الرای کہنے والے بھی گذر چکے ہیں

افتاتون السحر ۔ دلربا باتیں کرتا ہے۔

یعلم القول ۔ یہ اس بات کا جواب دیا ہے۔ کہ تم پر فرد جرم لگ چکا سزا ملے گی۔

اضغاث احلام ۔ جب انبیاء کے اخلاق کو اعلیٰ درجے پر دیکھتے ہیں۔ تو پھر انہیں سے مشکلم نہیں کہتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں۔ پریشان خوابیں آتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ انبیاء آگے ہی جسقدر آن پر کھلے۔ اس پیشگوئی کی مشکلات کو نہ سمجھتے ہوئے معترض ہوتے

[illegible] جو سمجھے کہ اسے میں پہلوں سے ایک قدم بڑھے ہوئے ہیں۔

شاعر ۔ کلام موثر لاتا ہے شاعر ہے یہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

کما ارسل الاولون ۔ یعنے بالکل ہلاک ہو جاویں۔

الا رجالا ۔ بشر مثلکم کا مفصل جواب بتلایا ہے۔

اھل الذکر ۔ یہ سورۃ مکی ہے یہودی وہاں تو آتے نہیں تھے اس لئے اس سے مراد اہل کتاب نہیں۔

جسدا لا یاکلون الطعام ۔ انبیاء کے کھانوں پر اعتراض کرنیوالے غور کریں۔

ذکرکم ۔ شرفکم بھی سنے صحیح و پختہ ہیں۔

افلا تعقلون ۔ اپنے آپ کو بدیوں سے کیوں نہیں روکتے۔

۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ - سورۃ الانبیاء رکوع ۲)

کانت ظالمۃ ۔ یہ قصمنا کی وجہ بتلائی۔

تسئلون ۔ بڑے امیر ہو شاید تم سے پوچھا جاوے۔ کہ کیا گزری۔

حصیدا خامدین ۔ ایرانی ۔ یونانی ۔ عرب ۔ پٹھان ۔ مغل ۔ سکھ ۔ یہ سب اسی ملک میں بڑے گروہ آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے۔

لعبین ۔ آسمان و زمین اور ان کے اندر جس قدر چیزیں ہیں ہر ایک نتیجے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

ولا یفترون ۔ ایک فقیر سے میں نے پوچھا کبھی آپ عبادت کرتے تھکتے بھی ہیں اس نے کیا عمدہ جواب دیا کیا تم سانس لیتے آنکھیں جھپکتے تھک جاتے ہو؟

۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ الانبیاء بقیہ رکوع ۲ و ۳)

لا یسئل ۔ انسان خدا کے مقابل پر کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس نے کرنا ہے اسے کون ٹال سکتا ہے

من قبلی ۔ تمام انبیاء جو پہلے ہو چکے ہیں۔

اکثرھم ۔ ضمائر کا مسئلہ خوب سمجھ لو۔ کہ اس سے پہلے ان کا ذکر نہیں جو ھم کا مرجع ہیں۔

عباد مکرمون ۔ یہ ولد کی حقیقت سمجھائی ہے کہ اولیاء اللہ کو تقرب کے ایک مقام پر ولد کا خطاب دیا جاتا ہے۔ مگر وہ ولد حقیقی نہیں ہوتے۔

۱۹ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء رکوع ۳)

مومن وہ ہوتا ہے جو دنیا اور دین دونوں کے کام سمجھے۔ جیسے دنیا کے کارخانے ہیں ویسے ہی دین کے کارخانے بھی ہیں۔ دنیا کی بھی کھیتی ہے۔ دین کی بھی تجارت ہے۔

جب زمین میں بہت خشکی آتی ہے تو خدا تعالیٰ بارش بھیجتا ہے۔ اسی طرح بعض زمانہ الہامات کا نہیں ہوتا۔ پھر ایک وقت الہامات کی بارش کا ہوتا ہے۔

آیت ۱۲۱ - فبدت لھما سوآتھما - انپر اپنی کمزوریاں ظاہر ہو گئیں -

بعض باتوں میں عقل و قیاس سے کام لینا ایک قسم کی جرأت ہے - جو میں ناپسند کرتا ہوں اس لئے اس کی حقیقت حوالہ بخدا ہے - اتنا ثابت ہے - کہ خدا تعالے اپنے بندوں کو جو اوامر چند نواہی دیتا ہے - خبیث روح ان کے خلاف منصوبے کرتی ہے ان کو تکلیف پہنچاتی ہے - ان کے ساتھیوں کے عیش کو مکدر کرتی ہے - گو آخر منہ کی کھاتی ہے - خود نبی کریم کی زندگی کے واقعات سے یہ قصہ کھل سکتا ہے - آپ اپنی بی بی خدیجہ کے ساتھ آرام سے بسر کر رہے تھے - دعوے نبوت کے بعد ان کے خلاف جوش اٹھا - جس سے اپنی کمزوریوں کا علم حاصل ہوتا ہے اور پھر اس کمزوری کے دور کرنے کی کوئی نہ کوئی سچائی کا پتہ اپنے پیتے ہیں - پتہ جلد خشک ہو جاتا ہے - اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے اپنی طرف سے دلائل دیتے ہیں - جو کمزوری ہوتی ہے - آخر خدا سے مدد پاکر مظفر و منصور ہوتے ہیں -

وعصی آدم - مسلمانوں میں دو مذہب ہیں - ایک شیعہ ان کا عقیدہ ہے - کہ امام جو ہوتا ہے وہ تمام قسم کے گناہوں سے - صغیرہ - کبیرہ - عمد - خطا - سہو سے معصوم ہوتا ہے - مگر اس کے ساتھ ہی عجیب اعتقاد ہے کہ تقیۃً خواہ بت کے آگے سجدہ کرے یا کلمۃ الکفر کہے - یہ جائز ہے -

خوارج کے نزدیک ایک طرف اتقا کا یہ اہتمام ہے کہ عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - گناہ کفر ہے - مگر دوسری طرف خلفاء راشدین میں سے دو کو انہوں نے ہی قتل کیا - سنی مذہب والوں کو عجیب عجیب مشکلات پیش آئے ہیں - اس لئے ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے - کہ انبیاء سے ارتکاب گناہ بعد نبوت نہیں ہوتا - قبل از نبوت ممکن ہے - ان کے متکلمین نے کہا ہے - کہ عصی خلاف ورزی کا نام ہے -

اشرت الیہ علی امر و الیہ فعصانی - فلاں آدمی کو میں نے مشورہ دیا تھا گا اس نے مانا نہیں - الفلان اشرت الیہ بشرب الدواء فلکن المریض عصانی یہ نہیں بولتے کہ فصار عاصیالی - اسی طرح آدم کے حق میں عصٰی فرمایا - صار عاصیالی نہیں کہا - میرا اپنا اعتقاد ہے - کہ مومن کی نسبت - اولیاء کی نسبت - انبیاء کی نسبت - خصوصاً مقربین کی نسبت جرم کا لفظ کبھی نہیں آتا - اسی طرح جناح کا لفظ ہی نہیں آتا -

یخصفان - لینے لگے -

غوی - فسد علیہ عیشہ زندگی میں آپ کو تکلیف پہنچی - (دیکھو لسان العرب) بڑے بڑے مشکلات میں پھنسے -

آیت ۱۲۴ - معیشۃ ضنکا - منافقین رسول رفتہ رفتہ تنگ دست ہو جاتے ہیں -

آیت ۱۲۶ - تنسٰی - ترک کیا گیا -

مورخہ ۲ - اپریل ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۶ رکوع ۱۷)

سورہ طٰہٰ رکوع ۸

آیت ۱۳۰ - ولولا کلمۃ - عذاب کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے - چنانچہ مشرکان عرب کے بارے میں فرمایا - ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم - پھر فرمایا - عسٰی ان یکون ردف لکم - اور فرمایا - لکم میعاد یوم - جس سے ظاہر ہے - کہ عذاب نبی کریم کی ہجرت کے بعد ایک سال آئے گا - یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۱ میں اس کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی - چنانچہ لکھا ہے - کہ قیدار یوں کی سال کے بعد کمر ٹوٹ جائے گی -

اس آیت میں ان باتوں کو یاد دلایا گیا ہے -

لزاما - لازمی آتا عذاب

آیت ۱۳۱ - سبح - نماز پڑھو -

آناءی اللیل - مغرب - عشاء - تہجد -

اطراف النہار - دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق و ضحی اور بعدہ ظہر

اصبر - دشمنوں کی ہلاکت کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں - ایک صبر کرنا - دوم نمازیں سنوار کر پڑھنا ہم نے بہت تجربہ کیا ہے -

لعلک ترضی - ان نمازوں سے کچھ ایسی بات ملیگی کہ تم خوش ہو جاؤ گے -

آیت ۱۳۲ - ازواجا منھم - قسما قسم کے بے ایمانوں کو -

نماز کی تفصیل

اس سوال کے جواب میں کہ قرآن مجید میں توضیح سے اس نماز کس طرح ثابت ہوئی - فرمایا کہ جب علی یا امام حسین بولا جاتا ہے - تو اس کا مفہوم جو قائلین شیعہ کے دلوں میں ہے وہ کس طرح کھلا - یہ تاریخی روایات و تواتر پر مبنی ہے - ورنہ موجودہ لوگوں نے نہ علی کو دیکھا نہ حسین کو - مگر یقین سب کرتے ہیں - اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے اور صلوٰۃ کے جو معنے سمجھے اور جیسا کچھ اس حکم کی تعمیل کی اس کے لاکھوں بلکہ کروڑہا مسلمان گواہ ہیں - اور قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ یہ بات ہم تک پہنچی - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ کے معنے کیا بیان فرمائے - پس اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے اور کیوں ایک شخص واحد کی جو تیرہ سو برس بعد پیدا ہوا - مان لیں - کوئی ضرورت نہ تھی - کہ قرآن مجید میں اس کا تفصیلی بیان ہوتا کیونکہ ممکن تھا کہ بعض اسے منسوخ ٹھہراتے - مگر ہمارے نبی تعالیٰ سے صلوٰۃ کی ہیئت مخصوصہ تواتر قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ محکم ہو گئی اسلام کے جسقدر فرقے ہیں جنمیں بعض ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں - اور ایک دوسرے کی مسجد وں تک نہیں جاتے - سب کے سب صلوٰۃ کے ان معنوں پر متفق ہیں - جو تعامل سے بقدر مشترک ثابت ہوتے ہیں - تعجب ہے کہ یہ لوگ واقعہ کربلا - نادر علی - یزید - معاویہ کو تو مانتے ہیں اور جیں فسیلے سے مانتے ہیں جب اس ذریعے سے صلوٰۃ کی ہیئت ثابت کی جائے تو اس سے انکار کریں

ایک اور لطیفہ بھی قابل یادداشت ہے کہ بادشاہوں نے یہاں تک زور پایا کہ بڑے بڑے ائمہ کو قید کر دیا یا مار دیا - جیسے امام ابوحنیفہ کو امام احمد حنبل کو - پھر بھی ان سب کی نماز ہی رہی - چشتیا - نقشبندی - سہروردی ان سب کے مشائخ کی نمازیں ملتی ہی ہیں -

آیت ۱۳۲ - وأمر - حکم کرتے رہو -

اصطبر - استقلال سے حکم کرتے رہو - اور آپ نماز پر پکے رہو -

آیت ۱۳۳ - بینۃ ما فی الصحف الاولی - سب سے بڑا بینہ تو یہ ہے - کہ دنیا میں جس قدر کتابیں الٰہی کہلاتی ہیں ان سب میں جسقدر صداقتیں ہیں وہ اس قرآن مجید میں موجود ہیں حالانکہ نبی امی ہے اور عرب میں کوئی بیت العلوم کوئی کتب خانہ تک نہیں -

آیت ۱۳۴ - لولا ارسلت الینا رسولا - اللہ تعالیٰ نے اس اتمام حجت کے لئے آپ جو دین کا سلسلہ کیا ہے

الشیطن۔ سلطن البر۔ یہ کشتن بڑا گہرا ہے۔ گہرے کوئیں کو شطن کہتے ہیں۔ شاید تم نے نظارے نہیں دیکھے۔ جو غوطے لگاتے ہیں۔ سیپیان لاتے ہیں۔ دو ستے ہوتے ہیں دیر تک اس کے نیچے رہتے ہیں۔ صبح سے لے کر نصف النہار تک غوطہ لگا سکتے ہیں۔ انہی کو شیاطین کہا گیا۔

مغاضباً۔ جو کسی غضب میں آ کر چلا گئے۔

لن نقدر علیہ۔ ہم اس پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرینگے۔ یہ معنے نہیں کہ قادر نہیں۔

من روحنا۔ اپنا پاک کلام

لا کفران۔ ناقدری نہ ہوگی۔

مورخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ الانبیاء رکوع ۷)

یہ رکوع بڑا مشکل ہے۔ میرے لئے نہیں۔ کیونکہ مجھ پر اللہ نے اس کے معنے کھول دئے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں نے خود ہی اسے معلق کر دیا۔

حرام۔ (۱) ضروری۔ (۲) عزم مدبلی بات)

انہم لا یرجعون۔ وہ اپنی شرارتوں سے کبھی رکنے والے نہ تھے۔ اور انکی مثل بھی پیدا ہوں گے۔ مگر اس زمانہ میں کہ یاجوج ماجوج فتح ہوں گے۔

من کل حدب ینسلون۔ یہ لوگ کسی بڑی سے بڑی سلطنت کو زیر نظر رکھ لیتے ہیں۔ جب اس کو فتح کر لیا تو اس سے کم درجے کی ریاستیں خود ہی قابو میں آ جاتی ہیں۔ نہروں میں بھی یہی طریق ہے۔ کہ حدب (کر) کی تلاش رکھتے ہیں۔ پھر اس پر قبضہ کر کے اور اسے سیدھا کر کے سیدھی نہر لے جاتے ہیں۔

یاجوج و ماجوج۔ یہ ان قوموں کے مورث اعلےٰ کا نام ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتا دیا تھا کہ سینٹ پرانا بت لنڈن میں یاجوج ماجوج کا ہے۔

تورات میں جوج۔ مسک و تابلس کے سردار کو کہا۔ اور جزائر کے رہنے والے کو (حزقیل باب ۳۷)

کسی زمانے میں وسط ایشیا میں ان کا زور تھا۔ میدو فارس کو بہت دکھ دیتے تھے۔ اُن کے روکنے کے لئے ذو القرنین نے دیوار بنائی۔ پھر آہستہ آہستہ تمام ممالک میں پھیل گئے چون کہ ان ناموں کا مادہ اج (آگ سے) ہے۔ یہ قومیں بلحاظ اپنے رنگ اور اپنے کاموں کے آگ سے کام لینے والے ہیں۔ غرض تمام قسم کی بدکاریوں آزادیاں۔ خدا کے انکار۔ انبیاء کی ہتک کے ظہور کا زمانہ۔ ان کے پھیل جانے کا وقت بتاتا ہے۔

کنا ظلمین۔ ہم بڑے مشرک تھے۔

کطی السجل للکتب۔ جس طرح مضمون کے اندر اس کی تحریر و مضمون محفوظ رہتا ہے۔

فی الزبور۔ زبور کے معنے۔ انبیاء کی کتب۔

بعد الذکر۔ ذکر سے مراد ام الکتب۔ لوح محفوظ۔ بعضوں نے کہا ذکر سے مراد قرآن یا تورات ہے۔

الارض۔ بہشت کی سرزمین۔ اسی دنیا سے ملنی شروع ہوتی ہے اور پھر آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کے وارث صالح بندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جہنم کی زندگی بھی بدوں کے لئے یہیں سے شروع ہوتی ہے۔

یہاں سورہ الانبیاء کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ الحج

(پارہ ۱۷۔ رکوع ۸۔ سورۃ الحج رکوع ۱)

مورخہ ۲۵ ر اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

انسان کو جب راحت۔ آرام۔ کامیابی ہو۔ تو خوش ہوتا ہے۔ اگر اس خوشی میں اس کی تدبیر دخل ہو۔ تو بہت ہی فخور ہو جاتا ہے اور دوسرے ناکاموں پر آوازے کستا ہے۔ جب ناکامی ہو جاتی ہے۔ نامرادی یہ دیکھ لے۔ تو اس وقت خدا یاد آتا ہے (اگر خدا کا قائل ہو) ورنہ کلمات کفر زبان سے نکالتا ہے۔ کامیابی میں تکبر۔ ناکامی میں تنزل۔ انسانی فطرۃ کا خاصہ ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت ہے کہ ایک متکبر امیر کے کانٹا چبھ گیا۔ اس کو نکالنے کے لئے سر نیچا کرنا پڑا۔ تو اُسے کہا گیا یہ ہے تکبر کی حقیقت۔ کہ ایک کانٹے نے سر جھکا دیا

اتقوا۔ کامیابی میں بھی متقی ہو۔ ناکامی میں بھی خوشی میں بھی تقوی کی حد بندی کو نگاہ رکھو

ان زلزلۃ الساعۃ۔ ایک نہ ایک وقت مصیبت کا آتا ہے اس وقت ماں بچے کو بھول جاتی ہے۔

سکٰرٰی۔ عشق اور سکر کا لفظ اچھے معنوں میں ہمارے ہاں نہیں آیا۔ نہ قرآن میں عشق کا لفظ ہے۔ نہ حدیث میں۔ متوالا اس کے معنے ہیں۔

بغیر علم۔ افسوس کہ آجکل کے کالیجیٹ اور نئے تعلیم یافتہ مولوی اللہ کی ذات۔ صفات احکام۔ افعال تعلیمات میں بحث کرنے کو تو ہر وقت تلے رہتے ہیں۔ مگر مطلق علم قرآن و حدیث سے بے خبر ہوتے ہیں۔

من تولاہ۔ اس گروہ سے جو خدا تعالیٰ سے دور ہے اس سے جو دوستی رکھے۔

نطفۃ۔ تھوڑی سی چیز۔ منی کے جس حصے سے انسان بنتا ہے۔ وہ بدون خوردبین نظر ہی نہیں آتا۔

لنبین لکم۔ تا بیان کریں ہم کہ تم اپنے محافظ خود نہیں۔ بعض بغیر کامل ہوئے گر بھی جاتے ہیں۔ بعض صورت پذیر ہوتے ہیں۔

طفلاً۔ اس حالت میں انسان طفیلی ہی ہوتا ہے۔ نہ خود کھا سکتا ہے نہ پہن سکتا ہے بلکہ کھڑا تک نہیں ہو سکتا۔

یہ تغیرات قیامت کے قیام اور ایک خاص وقت پر نبوت کے ظہور پر دال ہیں۔

یبعث من فی القبور۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے۔ کہ جو کافر ہیں۔ ان میں سے کئی مومن ہو گر

لا ھدیً۔ اکثر لوگ جو علم پڑھتے ہیں۔ ان میں ۔ ۔ خشیۃ اللہ ہرگز نہیں ہوتا۔

ولا کتٰب منیر۔ واعظ بجائے اس کے کہ قرآن و حدیث کا وعظ کریں۔ مضحکات و حکایات کو وعظ کی روح و روان سمجھتے۔ اور اس قسم کی حکایتیں یاد کئے ہوتے ہیں۔

اولم یر الذین کفروا ۔ کافر اس بات کا یقین نہیں کرتے یا یہ معنے کیا بار بار نظارہ نہیں کیا
رتقا ۔ بند
ففتقنھما ۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع میں اسکی تشریح ہے
پانی سنگاریں کر بادل بنتا اور پھر برستا ہے ۔ اخرج منھا ماءھا ومرعھا ۔
افلا یؤمنون ۔ اسوقت ایک بارش ہوئی ہے ۔ طبائع حسب فطرت پھل لائینگی ۔ ودبلغ لاالرید
وشورہ یوم خمس پوچھتا ہے ۔ تم کس جماعت میں بننا چاہتے ہو کیا مومن نہیں بنیگے ۔
ان تمید بھم ۔ کہ وہ پہاڑ بھی ان کے ساتھ چکر کہاتے ہیں ۔
حضرت ابن عباس رضنے یہ معنے کئے ہیں ۔
لعلھم یھتدون ۔ جس طرح پہاڑوں میں رستے بنائے ۔ اسی طرح دینی مشکلات حل کرنے کے
رستے بھی بنائے ۔ ۔ ۔ دین کے رستے میں بھی پہاڑ ہیں ۔ چنانچہ فرمایا ۔
فلا اقتحم العقبۃ وما ادراک ما العقبۃ فک رقبۃ او اطعام فی یوم
ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ ۔
وجعلنا السماء سقفا ۔ دین میں بھی چھت ہے ۔ جو روحانی حیات کی حفاظت کا موجب
ہے ۔ آسمان میں سورج وچاند وستارے بنائے ۔ ایسے ہی دین میں بھی ۔ وبالنجم ھم
یھتدون ۔ بھی فرمایا ۔
فلک یسبحون ۔ چکی (قطب شمالی یا جنوبی میں) یا چرخے (جیسے خط استوا) کی طرح پھرتے
ہیں ۔ بخاری میں ہے ۔ حسبان کحسبان الرحی ۔ فلکۃ ۔ کفلکۃ المغزلۃ
من قبلک الخلد ۔ اس مقام پر مفسرین لکھ جاتے ہیں ۔ سب مر گئے ۔ پھر دوسرے موقعہ
جینے کے بارے میں یہ قول بھول جاتے ہیں ۔
فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون ۔ سید احمد خان وغیرہ نے دہوکہ کہا کر معجزات سے
انکار کر دیا ۔ میں نے ایسے مقامات سے جہاں سے استدلال کیا جاتا ہے ۔ کہ آپنے نشان
نہیں دکہایا ۔ نشان بتاتے ہیں ۔

۲۰ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء رکوع ۴)

یکلؤکم ۔ یحفظکم ۔ نگہبانی کرتا ہے
لا یستطیعون نصر انفسھم ۔ دنیا میں جس قدر معبود بنائے گئے ہیں وہ خود مصیبتوں میں گرفتار ہوئے
دکھوں میں مبتلا ہوئے ۔ تا یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی کسی کے دکھ دور
کرنے والا نہیں ۔
ولا ھم منا یصحبون ۔ یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں بتوں کی مدد کا بھروسہ ہے وہ تمہاری مدد
کیا کریں گے ان کی تو اپنی خیر نظر نہیں آتی ۔ یصحبون صاحب بنائے جائینگے ۔ ینصرون
اطرافھا ۔ امراء وغرباء ۔ شرفاء وضعفاء ۔ سب طبقے کے لوگوں سے آدمی نکل کر اس دین میں
شامل ہو رہے ہیں ۔
انذرکم بالوحی ۔ انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ وہ جو کچھ اس بارہ میں کہتے
ہیں اعلام الٰہی سے کہتے ہیں

نفحۃ ۔ لپٹ ۔
الموازین القسط ۔ انصاف کے ترازو ۔ الموازین جمع اور قسط واحد ۔ عربی میں قسط
عدل کے لئے یہ جائز ہے ۔ میزان بھی ہر چیز کے حسب حال ہے ۔ ضرب کی میزان ۔
جمع کی میزان ۔ عقل کی میزان ۔ بولی جاتی ہے اور سب لوگ سمجھتے ہیں ۔
کفی بنا حاسبین ۔ یہ دو جملے ہوتے ہیں ۔ کفی بنا ۔ اکتفینا ۔
الفرقان ۔ ایک امتیاز ۔ دشمن کے مقابلہ میں کامیابی ۔

۲۱ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ الانبیاء رکوع نمبر ۵)

رشدہ ۔ رشد فہم سلیم کو کہتے ہیں ۔
الیہ یرجعون ۔ اپنے بڑے بت کی طرف توجہ کرینگے ۔
بل فعلہ ۔ کسی کرنے والے نے کچھ کیا ہے ۔ آپکا مطلب یہ تہا کہ یہ کام کس نے کیا ۔ مجھ
سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تمہارا بڑا معبود موجود ہے اس سے پوچھ لو ۔ گویا ان کی غلطی
کی طرف اس پیرائے میں توجہ دلائی ۔
قالوا حرقوہ ۔ حضرت ابراہیم جس شہر میں پکڑے گئے تھے اس کا نام اور تہا ۔ پشتو میں اب
تک اور آگ کو کہتے ہیں ۔ اس شہر میں آتشکدہ تہا ۔
نافلۃ ۔ پوتا ۔

۲۳ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۃ الانبیار رکوع نمبر ۶)

ففھمنا سلیمن ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ بڑوں کو بعض وقت بات نہیں
سمجھاتا ۔ جو چھوٹوں کو سمجھا دیتا ہے ۔
الجبال ۔ پہاڑی قومیں ۔
الطیر ۔ جانور تابع کئے تھے ۔
لبوس لکم ۔ ہمارے نبی کریم نے زرہ بنائی ۔ وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے ۔ وہ
قرآن ہے ۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں
کر سکتا ۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے ۔ کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنے سمجھاؤنگا
الریح ۔ ہوا کے جہاز ان کے ماتحت چلتے ۔
بامرہ ۔ آپکے حکم سے گویا چلتے ۔
بارکنا فیھا ۔ خلیج فارس کے جہاز ہندوستان کی چیزیں شام تک لے جاتے ۔ یورپ اور افریقہ
کے اسباب بحیرہ روم کے ذریعے پہونچتے ۔ حبش شمالی لینڈ ۔ یمن اور جزائر کی چیزیں بحیرہ
قلزم کے ذریعے پہونچتی تھیں ۔ غرض تین طرف سے بحری سفر ہوتا ۔ خلیج فارس (۲) بحیرہ روم
(۳) بحیرہ قلزم ۔
من یغوصون لہ ۔ سلیمان کے قبضے میں خلیج فارس تھی تم نے سنا ہوگا ۔ کہ وہاں موتی
نکلتے ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولانا حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ سترہوان

بقیہ رکوع ۱۱

سورۃ الحج رکوع نمبر ۲

مورخہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

---

(۱) وضعداری ہمارے ملک میں بہت (!) رنج سے اس کے توڑنے کے لئے حج ہے جس میں ایسی وضعداریاں خاک میں مل جاتی ہیں۔

۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

بقیہ رکوع نمبر ۱۱

بھر بڑا نفع تو یہ ہے۔ کہ لاکھوں آدمی جب مل کر دعا کرتے ہیں۔ تو ضرور مقبول ہوتی ہے اور اس اتفاق خصوصیت سے ایک جوش اٹھتا ہے۔ (۲) کوئی مدبر کوئی حکیم کوئی فلسفی کوئی موجد کوئی عالم دنیا کے کسی حصے میں پیدا ہو۔ وہان ضرور خبر ہو جاتی ہے کیونکہ تمام ممالک کی مخلوق کا کوئی نہ کوئی فرد وہان موجود ہوتا ہے۔

میں نے مکہ میں ایک بزرگ دیکھے کہ وہ جلد جلد عربی میں بات کرتے مگر انکی کوئی کتاب علم حدیث پر نہ ہوتی۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ مطلب نہیں کہ مکہ میں منافع ہی منافع ہیں۔ نقصان بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر زیادہ منافع ہیں۔

ومن یعظم حرمات اللّٰہ۔ جس کو خدا نے بڑا بنایا ہے اسکی تعظیم کرو اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت چاہیئے۔

شعائر اللّٰہ۔ جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے

مورخہ ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۲ - سورہ الحج رکوع ۳)

قربانی ایک اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا۔ کوئی مذہب۔ کوئی سلطنت۔ کوئی تمدن قربانی سے خالی نہیں۔

جو اجرام پیدا ہو جاتے ہیں وہ شیر چیتے بھیڑیئے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان کے نقصانوں میں سے دھوپ۔ روشنی۔ ہوا ہے۔ بڑے اہتمام سے پاخانوں اور ایسے مقامات کی صفائی کرائی جاتی ہے۔ مگر ہی گندگیاں کہ جن کو یہی خوشنما عمدہ نباتات

گویا یہ اجرام قربان کئے جاتے ہیں انسان کے لئے۔ پھر دیکھا جاوے تو انسان کی زندگی کے لئے کس قدر نباتات قربان کئے جاتے ہیں۔ ویل مچھلی کے لئے کس قدر مچھلیاں قربان کی جاتی ہیں۔ ادنے آدمی بڑے آدمیوں کے لئے اپنا آرام اپنی صحت اپنا وقت اور اپنا جسم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر فوجوں کا نظارہ ہے۔ کہ سپاہی سے لیکر افسر۔ کمانڈر انچیف تک درجہ بدرجہ بادشاہ کے لئے جان تک قربان کرتے ہیں۔

غرض یہ سلسلہ بڑا لمبا ہے اور ہر قوم میں قربانی موجود ہے اسی لئے فرمایا۔ ولکل امۃ جعلنا منسکا مسلمانوں کے لئے مابہ الامتیاز فرمایا۔ کہ وہ قربانی کے موقعہ اللہ کو یاد کر لیا کریں اور اسباب پر غور کریں کہ ادنے اعلےٰ کے لئے کس طرح پر قربان کیا جاتا ہے۔ اور کیوں کر ایک جانور اپنا آپ اپنے سے اعلےٰ انسان کے آگے چپ چاپ رکھ دیتا ہے۔ بس اسی طرح ہم کو اپنی جانیں آستانہ الوہیت پر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

والمقیمی الصلوٰۃ۔ نماز سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں۔ تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل تمام لوگوں کے لئے دعا اور تبتل الی اللّٰہ۔ اللہ کی جناب سے پناہ۔ درود سب کچھ اس میں موجود ہے۔ بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔ تمام تعظیمات کی اور ذکر جامع ہے۔ تمام اذکار کا۔ اور اس میں تعظیم لامر اللّٰہ ہے

ممارزقنٰہم ینفقون۔ یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ شفقت علےٰ خلق اللہ۔ بس جو اللہ نے تمہیں دیا۔ اسمیں سے کچھ دو مال۔ طاقت۔ علم۔ ہنر۔ رزقنٰہم میں شامل ہے۔

لکن ینالہ التقویٰ منکم۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جیسے وہ (جانور) تمہارا فرمانبردار ہے۔ ایسے ہی تم میرے مطیع ہو جاؤ۔ راضی بقضاء۔

ان اللّٰہ یدٰفع عن الذین اٰمنوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی حدبندی مقرر کر دی ہے جب اس حد سے کوئی چیز بڑھنے لگتی ہے۔ تو اس کو منع کرنے والی چیز پیدا کر دیتا ہے۔ کفر بڑھ گیا ہے اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کو پیدا کر دیا کیونکہ وہ کفر کیشوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ خیال کہ کوئی مہدی ایسا آئے گا جو تمام جہان کو مسلمان بنا لیگا۔ ایک لغو خیال ہے۔ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ سے بڑھکر قوت قدسیہ رکھنے والا ہوگا کیا وہ قرآن شریف سے بڑھکر کتاب لائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہے۔

یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۲ - سورہ الحج رکوع ۵)

جو دنیا میں نیکی ہے اس کے ساتھ کچھ مشکلات بھی ہیں اور سکھ کے ساتھ دکھ اور دکھ کے ساتھ سکھ ہے۔ آخر الذکر کی مثال درد زہ اور پھر فرزند نرینہ کی پیدائش ہے۔

صحابہ کرام مکہ معظمہ میں سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ (۱) بعض آدمیوں کے ایک پاؤں کو ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھکر مخالف سمتوں میں چلا کر چیرا جاتا۔ (۲) بعض عورتوں کی شرمگاہ میں برچھی ماری ہے اور گلے سے نکالی ہے۔ (۳) تین [illegible] میں روکیں ڈال دی گئیں۔

ثانی عطفہ ۔ اس کے معنے ہیں متکبراً ۔ متکبر شخص اپنی گردن کو مروڑ کر بات کرتا ہے
ولّٰی مستکبراً کان لم یسمع ۔ اس کی تفسیر میں ہے۔

۲۶ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ ۔ رکوع ۹ سورہ الحج رکوع ۲)

مکہ میں صریح دشمن موجود تھا ۔ اور مدینہ طیبہ میں بھی کئی قسم کے دشمن موجود تھے ۔ تین یہودیوں کے ۔ دو مشرکوں کے ایک عیسائیوں کا ۔ ساتواں گروہ منافقوں کا ۔
یہ سورۃ میرے نزدیک مدنی ہے اور اس میں مخاطب مکہ والے بھی ہیں ۔ اسمیں فتح مکہ کا اشارہ ہے اور انذار ہے سب مخالفین کو ۔ پہلے رکوع میں صریح دشمن مخالف تھے دوسرے رکوع میں منافقوں سے خطاب ہے ۔

علیٰ حرف ۔ مومن وہ ہے جو خوشحالی و تنگ حالی میں خدا کی قضاء پر راضی رہے ۔
فان اصابہ ؕ آہ ۔ یہ طریق منافقوں کا ہے ۔

خیر ۔ آرام ۔ بھلائی

ولمن ضرہٗ اقرب ۔ رامپور کی حکایت سنائی کہ ایک شخص اپنے آقا کی خدمت کرتا اور کہتا خدا اور نمازیں بھی دیکھ لیں جو کچھ ہے یہی ہے ۔ ایک ماہ خدمت کر چکا ابھی تنخواہ نہ پائی تھی کہ وہ یکدم قتل کیا گیا ۔ اسوقت اسے معلوم ہوا کہ یدعون من دون اللہ کا کیا حشر ہے
لن ینصرہ ۔ ہ کا مرجع نبی کریم ہے ۔ - - - - - - - - - ضمیر
کا مسئلہ قابل غور ہے ۔ نبی کریم کا ذکر نہیں ہو چکا اور ضمیر آگئی ۔ فرماتا ہے ۔ جو یہ باور کر رہے ہیں کہ دنیا میں اس نبی کو مدد نہیں ملے گی ۔

فلیمدد بسبب الی السماء ۔ اس آیت کے دو معنے کئے گئے ہیں (۱) وہ کوئی ترکیب بنا کر آسمان میں جائے اور محمد رسول اللہ کو جہاں سے نصرت آتی ہے ۔ وہاں سے کاٹ دے (بغیر اس کے کوئی طریق نہ ہو سکیگا ۔) گویا اس نادان کو سمجھایا ہے ۔ کہ آسمانی نصرۃ کو کون روک سکتا ہے ۔
(۲) سماء کے معنے چھت کے ہیں ۔ جو شخص کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت نہیں ہوگی ۔ اُسے چاہیئے ۔ کہ چھت میں رستے لٹکا کر پھانسی لے لے (اور خودکشی کر لے) یہ نصرت تو ضرور آتی ہے ۔

والصابئین ۔ صابیوں کو صبہ کہتے ہیں ۔ ثابت بن قرہ ۔ ایک مشہور طبیب ہے انہی میں سے ہے ۔ صابیوں کے تین مذہب ہیں ۔ تینوں کا اثر مسلمانوں میں دیکھتا ہوں ایک تو تعویذ ۔ گنڈے ۔ ٹوٹکے اور ستاروں کے سعد و نحس کا خیال یا بدوح کا لفظ انہی سے لیا گیا ہے
(۲) صوفیانہ طبیعت رکھتے ہیں ۔ معتزلہ دنیا چرہ میں ان کے دلائل پائے جاتے ہیں ۔
(۳) ایک [illegible] ہے اپنے طور پر نماز پڑھتے وضو کرتے ہیں ۔ رو بقبلہ ہی رہتے ہیں لہذا ہیں بھی [illegible] مسلمان [illegible]
ان اللہ یفصل [illegible] کہتے ہیں کہ یہ خود غرض ہے ۔ میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے

کیونکہ پیشگوئی کو بڑے زور سے بیان کیا اور وہ پوری ہوئی ۔ آخر طوعاً و کرہاً خدا کے حکم کو ماننا پڑا ۔

خصمٰن ۔ کافر ۔ مومن آگے ان دونوں کا انجام بیان ہوتا ہے ۔
ثیاب من نار ۔ دنیا میں یہ آگ جنگ کے رنگ میں ظاہر ہوئی ۔
عذاب الحریق ۔ ظاہری رنگ میں ان کے باغات جلائے گئے ۔
حضرت علی ۔ حضرت حمزہ ۔ حضرت معاویہ یہ تین تھے ۔ جن کے مقابل میں عتبہ ۔ شیبہ ولید کھڑے تھے ان کا بیان ہے ۔

۲۷ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ سورہ الحج رکوع ۳)

یہ سورۃ فتوحات کے لئے بیان فرمائی ۔ اس میں فتح مکہ ۔ مدینہ ۔ فتح عراق کی طرف اشارہ ہے
عرب ایک خشن پوش قوم تھی ۔ اونٹوں ۔ بکریوں ۔ گوسپندوں کے بالوں کے کپڑے پہنتے ۔ نہ ریشم نہ پشمینہ ۔
جنّٰت تجری من تحتھا الانھار ۔ اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعہ بشارت دیتا ہے ۔ کہ تم عراق عرب ایسے ممالک کے فاتح ہو گے ۔ اور تم جیسے خشن پوشوں کو ریشم دیا جاویگا ۔
یحلّون ۔ زیور دیئے جائیں گے ۔ جنگ میں عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں ۔ یہ سب چیزیں جن کے پہننے کی تھیں ۔ انہی کو پہنائی جاتیں ۔ مگر انعام میں اکثر یہ چیزیں اب بھی مردوں کو ملتی ہیں ۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مرد پہن لیں ۔
سراقہ مالک بن جعشم ایک شخص تھا اس کو رسول اکرم نے فرمایا ۔ کہ تجھے کسریٰ کے کڑے دئے جاویںگے ۔ اس نے ہاتھ ننگا کر کے کہا کہ ان ہاتھوں میں کڑے ؟ فرمایا میں تو دیکھ رہا ہوں ۔ چنانچہ حضرت عمر کے زمانے میں اُسے پہنائے گئے ۔
الی الطیّب من القول ۔ زبان کی شائستگی عرب کو بالخصوص بخشی گئی تھی ۔
عرب اپنے مرکز کے لحاظ کبھی مفتوح نہیں ہوئے ۔ یونانی بادشاہ سکندر بھی پنجاب تک پہونچا مگر عرب پر وہ بھی تسلط نہ کر سکا ۔ روما کی سلطنت بھی عظیم تھی اور فراعنہ مصر کی بھی ۔ لیکن سب کی دستبرد سے محفوظ رہے اور خود ہی فاتح ہو گئے ۔
طہّر ۔ پاک رکھو کسی قسم کی بت پرستی نہ ہونے پاوے ۔
حضرت ابراہیم نے سات دعائیں کی ہیں (۱) جب عمارت بنائی ۔ باپ بیٹا مل کر دعا کرتے تھے ۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک (الٰہی ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے) ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ۔ وارنا مناسکنا وتب علینا ۔ پھر دعا کی ۔
ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم ۔ یتلوا علیھم اٰیاتہٖ ۔ ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم ۔ کل بنا رکعبہ میں سات دعائیں کی ہیں ۔ اسواسطے مومن سات دفعہ وہاں طواف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے ۔ اس مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں
منافع لھم ۔ حج کے منافع عجیب در عجیب ہیں ۔ انسان جب اپنے وطن میں رہتا ہے تو بوجہ محبت وطن چھوڑ نہیں سکتا ۔ مگر جو قومیں گھروں کے چھوڑنے کی عادی ہیں وہ بہت ہی نفع میں رہیں ۔ ہمارے اسرار بہت [illegible] حج

جانشین خلفاء کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ یہ تو انذار ہوا۔ (ب) اس کے بالمقابل تبشیر ہے۔ کہ مومنین مہاجرین و انصار ان کے مالک کو فاتح ہوں گے۔

هاجروا فی سبیل الله ۔ ملک کو چھوڑ گئے ۔ خویش و اقارب کو چھوڑ کر ملک کے رسم و عقائد کو اور اپنے محبوب امور کو چھوڑنے والے للہ نہ کہ کسی غرض نفسانی کے لئے۔

المهاجر من هاجر ما نهى الله

ما نہی اللہ بہت سی چیزیں ہیں ۔ از آنجملہ یہ کہ جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو۔ اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔

ليدخلنهم ۔ جب مردوں کو یہ آسائش و آرام کے اسباب و مقامات دیگا۔ تو زندوں کو تو ضرور ہی دے گا۔ خدا کی راہ میں مال و جان کو قربان کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں ۔ اکثر لوگ دیکھے جاتے ہیں ۔ کہ معمولی سی بات پر خودکشی کر لیتے ہیں ۔ رسم و رسوم کی پابندی میں مال کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں ۔ کئی گیارھویں دینے والے بڑے استقلال سے قرض لے کر بھی ناغہ نہیں کرتے ۔ مگر زکوٰۃ کہو تو کہتے ہیں کہ غریب آدمی ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اور یہی حقیقت ہے پلصراط کی۔

ومن عاقب ۔ ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں ۔ یہ حکام کے سپرد ہے
ثم بغی علیه اس کو ظاہر کرتا ہے۔

فتصبح الارض مخضرة ۔ جس طرح ظاہری بارش بے فائدہ نہیں جاتی ۔ اسی طرح وحی اپنا پھل لا دے گی۔

مورخہ ۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع نمبر ۱۶)

سورۃ الحج رکوع نمبر ۸

سخر لکم ما فی الارض ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے مسخر کر دیں ۔ بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا ۔ کہ آسمان کی چیزیں اور شمس و قمر بھی تمہارے مسخر کر دیا ۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بہت کم ان آیات سے نفع اٹھایا ہے۔ اور عملیات کے ذریعے تسخیر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے ۔ افسوس کہ جن کی کتاب میں لکھا ہے ۔ کہ "کل کی فکر آج نہ کرو" دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو سارے جہان کی دولت سمیٹ رہے ہیں اور جن کے لئے سب کچھ مسخر کر دیا گیا ہے ۔ وہ بھوکوں مرتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں نے خدا کی کتاب کو [illegible] ہو گئے ۔ انما اشکو بثی و حزنی الی الله

منسکا ۔ منسک عربی بولی میں جگہ کو کہتے ہیں ۔ کسی جگہ جہاں جانے کی اشاعت کو عادت و الفت ہو ۔ اس واسطے مسجد و ہر دکان کو جو بازار میں ہو ۔ وہ کمیون حرفہ پیشہ کی دکانوں بلکہ کنجروں کے بازار کو بھی منسک کہتے ہیں۔

جناب الٰہی فرماتے ہیں ۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں نہ اس طرح کے مقامات ہر قوم نے اللہ کے نام کے لئے بنائے ہوئے ہیں۔

(۱) گنگا جی کے کنارے پر ایک مقام ہے ۔ ہردوارہ یعنی ہری کا گھر ۔ اللہ کا گھر ۔ (۲) بیتیل (بیت اللہ) یوروشلم میں ہے۔

(۳) تبت میں لاسہ ۔ جو الہ سا کے معنوں میں ہے ۔ پس ہمارے مکہ کے بیت اللہ پر اعتراض کرنا غلطی ہے ۔ انہیں چاہیئے ۔ کہ جھگڑا نہ کریں

فلا ینازعنك فی الامر۔

فی کتاب ۔ اللہ کی حفاظت میں۔

و يعبدون من دون الله

جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ ضرور دکھیارے ہیں ۔ تا ثابت ہو کہ وہ اپنے آرام کے مالک بھی نہ تھے ۔ امام حسین ۔ مسیح ۔ رامچندر جی سب کے واقعات زندگی دیکھو۔

یسطون ۔ یبطشون ۔

مورخہ ۵ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۷)

(سورہ الحج رکوع نمبر ۹)

یاایها الناس ۔ یہاں عام لوگوں کو مخاطب کیا ہے ۔ اور آگے چل کر خصوصیت سے مومنوں کو۔

ذباباً ۔ لطیفہ یہ ہے ۔ کہ مکھی بنانا تو درکنار ۔ یہ جو معبود بنائے گئے ہیں ۔ وہ تو اس کی آنکھوں کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتے ۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا ۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کوئی جگا ڈر وغیرہ بھی نہیں بنا سکی۔

وان یسلبهم الذباب شیئاً

بت ہی مراد نہیں بلکہ انسان بھی خصوصیت سے شامل ہیں ۔ اب خواہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور قوت والا ۔ مکھی اپنا حصہ لے ہی جائے گی ۔ اس سے چھوڑانا محال۔

ارکعوا ۔ خدا کی جناب میں جھکے رہو اور اپنے تئیں متکبر و لاپرواہ نہ بناؤ۔

(۴) بعض صحابہ کو شدت سے گرم کئے ہوئے پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔ مگر وہ لوگ بڑے صبر استقلال اور ہمت سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے۔

محرم میں جناب امام حسینؓ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر صحابہ نے جو جو تکالیف اُٹھائی ہیں وہ ان سے بعض اوقات بڑھ کر ہیں۔ سو اس سبب کے عوض جہاد کی اجازت دی گئی۔ یہ غلط ہے۔ آپ کو جنگ کا انتظار تھا۔ لاتکلف الانفسک کا حکم اور غزوہ حنین میں سب کے بھاگ گئے پر کھڑا رہنا اس کا شاہد ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔

بغیر حق۔ بلا کسی وجہ وجیہ کے۔ اگر خدا ہر چیز کی حد بندی نہ کرتا۔

صوامع۔ صابی قوم کے گرجے۔

بیع۔ یہودیوں کے گرجے۔

صلوات۔ عیسائیوں کے گرجے یا ہندوؤں کے ٹھاکر دوارے۔

اھلکنٰھا۔ اس کے بہت بہت نظارے اس وقت بھی موجود ہیں۔

قصر مشید۔ شید۔ شید کے معنے اونچے کے ہیں۔

شادہ مرمراً و جللہ کلسًا۔ فللطیر فی ذراہ وکور

سنگ مرمر اور چونہ لگا کر ہیبار سے ممدوح نے محل کو اونچا کیا۔ جس کا کنگرہ جانوروں کا آشیانہ ہے۔ امراء القیس کہتا ہے۔

وتیماء لم یترک بھا جذع نخلۃ۔ ولا اُطماً الا مشیداً بجندل۔

اور تیما شہر میں نہ چھوڑا اس نے کسی درخت کے تنے کو اور نہ کسی برج یا قلعہ کو۔ مگر وہ جو کہ مضبوط بنایا ساتھ پتھروں کے۔ گویا دوسرے معنے چونہ گچ کرنا ہے۔

کالف سنۃ۔ سنۃ القرآن سنۃ وسنۃ الوصال سنۃ۔ وصال کا ایک برس اونگہ کے برابر ہوتا ہے۔ مگر جدائی کی گھڑی سال کے برابر۔ منکروں کو کہا تم پر ایک دن آتا ہے۔ جو تمہارے لئے بوجہ مصائب ہزار برس کا ہو جاوے گا۔

مورخہ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۴ سورۃ الحج ۶)

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ سے روکا تھا۔ اور کہا کہ اگر ہم اس سال اجازت دیں۔ تو ہماری عزت میں فرق آتا ہے۔ اگلے سال آنا اور یہ شرائط مقرر کیں (۱) جس قدر آپ کے ساتھ لوگ ہوں ان کی تلواریں نیام میں ہوں۔ تیر۔ ترکش میں۔ بھالے چمڑوں میں (۲) تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔ کوئی مسلمان مکہ میں ہو تو آپ کے ساتھ نہ جا سکیگا۔ اور اگر کوئی آپ کے آنا چاہے تو اُسے روکو گے نہیں۔ پھر میں نے یہ کہا تھا کہ اس سورۃ میں انذار کیا ہے سب قوموں کو۔ جو عرب۔ مصر۔ عراق۔ شام میں تھیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عزت دنیا کے لئے پھرتے ہو۔ یہ سب خاک ہو جاوے گی۔

فالذین آمنوا وعملوا الصالحٰت۔ جو میرا ساتھ دیں گے وہ معزز ہوں گے [illegible] کوشش کرتے ہیں وہ شکست یاب ہونگے۔ رسول اللہ تو ایمان [illegible] اور کفار نبی کا انکار۔ بدلوں میں

انہماک فسق و فجور۔ کفر و شرک چلتے ہیں اور ہمارے آیات کو عاجز کرنا۔ پس یہ سب جہنم کے کندے بنیں گے۔

وما ارسلنا من قبلک۔ مخالفان اسلام اس آیت کے غلط معنے کر کے طرح طرح کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قصور خود ان کے فہم کا ہے۔ اس سورۃ کے گذشتہ پر نظر ثانی کرو۔ اس میں کیا مضمون ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس زور سے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و عظمت کو قائم کرتا ہے اور تحدی سے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ دشمن اس کے تباہ ہوں گے کیا ان جیسے کروڑوں کے مضامین کے سامنے اس بیہودہ روایت کی کچھ ہستی ہے کہ نبی کریمؐ کی زبان پر اثنا وعظ میں یہ کلمہ بھی جاری ہوا۔

تلک الغرانیق العلی۔ وان شفاعتھن لترتجی۔

جھوٹ بنانے میں جو ایسے کہتے ہیں۔ اس طرح تو نبی کریمؐ کے کلام سے امان اُٹھ جاوے۔

الا اذا تمنّی القی الشیطٰن فی امنیتہ۔ نبی کی خواہش یہی ہے۔ کہ توحید پھیلے اور کلمۃ اللہ علیا ہو۔ کوئی شریر اُٹھتا ہے تو اس کی خواہشوں میں روک ڈالتا اور چاہتا ہے۔ کہ یہ نبی کامیاب نہ ہو۔

فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن۔ اللہ تعالیٰ اس شریر کی تمام شرارتوں کو مٹاتا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی نیک اپنی نیکی پھیلانا چاہتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی شریر اس کی مخالفت کرتا۔ اور آخر منہ کی کھاتا ہے۔ اسی گاؤں میں ایک [illegible] آیا۔ اس نے حق پھیلانا چاہا۔ مخالفوں نے روک ڈالی۔ مگر وہ سب روکیں اُٹھ گئیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں تم تین سو سے زیادہ احمدی بیٹھے ہو۔

لیجعل ما یلقی الشیطٰن۔ شیطان کی شرارتیں فتنہ ہوتی ہیں۔ مگر انہی کے لئے جن کے دلوں میں مرض ہے۔ گویا اس ذریعہ سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

سورۃ جن میں فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔

جب اللہ اپنے غیب خاص کو رسولوں پر نازل فرماتا ہے۔ تو اس رسول کے آگے پیچھے چوکی پہرہ جاری رہتا ہے۔ جب تک وہ ساری بات اللہ کی مخلوق میں پہنچا لے۔ پس یہ ممکن نہیں۔ کہ کوئی شیطان ایسے موقعہ پر دراندازی کر سکے۔

عذاب یوم عقیم۔ مجاہد نے تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ وہ بدر کا دن تھا۔ جہیں تمام عمائد مکہ ہلاک یا گرفتار ہو گئے۔

الملک۔ اس دن ثابت ہو جاوے گا کہ یہ ملک صرف اللہ کے دین کے لئے ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۷ رکوع ۱۵

(سورۃ الحج رکوع نمبر ۷)

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اٹھارہواں

سورۃ المومنون رکوع ۱

مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

سورۃ حج میں میں نے یہ سنایا تھا۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں اور موذیوں کو اطلاع دیدی گئی تھی۔ کہ تم پر وہ مصیبت کی گھڑی آنیوالی ہے۔ جس سے حمل گرادے۔ وودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے۔

اسی سورۃ کے اخیر میں فرمایا ہے۔ کہ تم اور مہاجرین کو مشکلات پیش آنے۔ اگر وہ آخر میں فتحمند ہوتے ہیں اور فتحمندی کا طریق بتلایا۔ کہ نمازیں قائم کرو۔ زکوۃ دو۔ اور کتاب اللہ پر عمل کرو۔

اب اس سورۃ کے بعد مومنوں کو نصرت کی بشارت دیتے ہوئے فتحمندی کو شرائط مقرر کئے۔ اور کچھ طریقے بتلاتے ہیں۔

ہر چیز اپنے کمال کو چھ مرتبہ طے کر پہنچتی ہے۔ یہاں مومن کے روحانی کمالات فرمایا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے براہین حصہ پنجم میں ان آیات کی خوب تفسیر فرمائی ہے)

خاشعون۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تری الارض خاشعۃ۔ خاشع کے معنے ہیں اپنے آپ کو کمال محتاج یقین کرنا اور یہ باور کرنا کہ میرے اپنے پاس کچھ بھی نہیں اس لئے صوفیا نے فرمایا۔ ہم نماز تو! جیا بیت ہو۔ نماز میں پورا تذلل اختیار کرے اس کے ظاہری نشان یہ ہیں۔ کہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ لغو حرکات نہ کرے۔

اللغو۔ کل باطل۔ کل معاصی۔ لغو میں داخل ہیں۔ تاش۔ گنجفہ۔ چوسر سب ممنوع ہیں۔ ان کا نکتہ چینیاں۔ وغیرہ۔

للزکوۃ فاعلون۔ زکوۃ کا لفظ بہت وسیع ہے۔ ایک نصاب پر۔ دوم جو کچھ خدا نے دیا اس میں سے خرچ کرے کسی دکھیا سے کی تکلیف اٹھا لینا۔ خوش پیشانی سے ملاقات کرنا۔ حتیٰ کہ اللہ پر ایمان بھی زکوۃ ہے۔ کہ یہ بھی موجب تزکیہ ہے۔

حافظون۔ نمازوں کی محافظت۔ وقت کے لحاظ سے۔ ارکان بتعدیل ادا کرنے کے لحاظ سے۔ خشوع وخضوع و پابندی سے۔

سلالۃ۔ خلاصہ در خلاصہ۔ نباتات۔ حیوانات۔ خون پھر نطفہ پھر جاکر انسان بنتا ہے۔

تبارک اللہ۔ بہت ہی بابرکت (بتدریج ترقی دینے والا) ہے۔

[illegible]

توجہ اندازہ کرتا ہے اس کے مطابق عملدرآمد کرتا ہے۔ بعض لوگ اندازہ کرتے ہیں۔ مگر پھر اس کے مطابق کم ہی کام کرتے ہیں۔

تبعثون۔ لبعثوں سے یہ وہم ہوتا تھا۔ کہ یہاں خاتمہ ہو گیا۔ اسکا ازالہ فرمایا۔ قیامت کے پانچ معنے آتے ہیں۔ (۱) قرن (صدی) کا گذرجانا۔ چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمّت کیا پانچسو برس بھی نہ رہیگی۔ اس میں پیشگوئی ہے۔

(۲) من مات فقد قامت قیامتہ۔ شیخ ابن عربی فتوحات میں لکھتے ہیں۔ قیامت قیام سے نکلی ہے گویا انسان جب دنیا سے اٹھ کھڑا ہوا تو قیامت ہوگی۔

جس طرح دینی تکمیل چھ باتوں میں فرمائی (۱) خشوع فی الصلوۃ (۲) اعراض عن اللغو (۳) فعل للزکوۃ۔ (۴) حفاظت فروج (۵) رعایت عہد و امانات (۶) حفاظت صلوۃ۔ ویسے ہی انسان کی ظاہری جسم کی بناوٹ ہے۔ اس کے بعد بتایا۔ (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) ہڈی بنانی (۵) پر گوشت چڑھانا (۶) روح کا نفخ۔

آسمان میں بھی سات درجے ہیں۔ ایک امر کی عرش سے تحریک ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ سماء دنیا کے ذریعہ اس کا اثر عناصر پر پڑتا ہے۔

وانا علے ذھاب بہ لقادرون۔ یہ عام نظارہ قدرت ہے۔ کہ بادل برستا ہے۔ پانی ٹھہرتا ہے۔ وہی پانی پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے اسی طرح وحی وعلوم کا حال ہے ایک وقت دنیا پر رائج ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔

سینا۔ دونوں قرأتیں ہیں۔ سیناء بھی اور سینا بھی۔

نسقیکم مما فی بطونھا۔ اسی طرح روحانی تعلیم دنیا کے مختلف مذاہب میں ہے۔ مگر قرآن کی وحی کے ذریعہ وہ دودھ کی مانند الگ نکل آئی۔ اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔

مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

۱۸ پارہ۔ سورۃ المومنون رکوع ۲

اس سورۃ میں فتح کا بیان ہے۔ جب تک انسان کے مساعی میں اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔

ماھذا الا بشر مثلکم۔ کسی سے فیض حاصل کرنے میں پہلی یہی بات سدراہ ہو جاتی ہے۔

ان ھو الا رجل بہ جنۃ۔ آجکل کے فیلسوف بھی راستبازوں کو یہی کہتے ہیں۔

التنور۔ (۱) وہ مکان جس میں روٹیاں پکاتے ہیں (۲) زمین کے اوپر کا حصہ (۳) اونچی جگہ (۴) جہاں سے چشمہ نکلے۔ (۵) پچھلی رات کے بعد صبح صادق کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔

وقل رب انزلنی۔ تعلیم سکھائی۔ دکھ سے نجات پاکر بھی انسان دعا سے غافل نہ ہو۔ آجکل کل قوموں نے دعا کو چھوڑ دیا ہے۔

الخیر۔ ہر قسم کی نیکیاں و بھلائیاں جمع کرلو۔

لعلکم تفلحون۔ کامیابی کی راہ بتادی۔

وجاھدوا۔ کوشش کرو اللہ کی راہ میں۔ جس قدر حق کوشش کا ہو۔

من حرج۔ حرج کے معنے تنگی کے ہیں۔ شریعت کے جس قدر کام میں نے مطالعہ کئے ہیں۔ سب وسیع ہیں۔ مثلاً نماز۔ وقت میلے بھر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے۔ تو بیٹھ کر یا لیٹ کر اور پھر کچھ بھی مشکل نہیں۔ غرض شریعت کے ہر حکم کی تعمیل اپنے اندر ایک سکھ رکھتی ہے پھر یہ بھی مطلب ہے کہ ہر غلطی کا ازالہ موجود ہے۔ گناہ کیا توبہ کرلو وغیرذلک۔

ابراھیم۔ اچھوں کا باپ۔ اسی واسطے ابیکم فرمایا۔ کیونکہ وہ تمام اچھوں کا روحانی باپ ہے۔

سمٰکم المسلمین۔ اس کے متعلق یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے۔

ھُوَ۔ اس ضمیر میں جھگڑا ہے۔ بعض خدا کی طرف کہتے ہیں۔ بعض ابراہیم کی جانب بدلیل ملۃ ابیکم۔

اعتصموا باللہ۔ اللہ کی فرمانبرداری کے ذریعے اپنے تئیں ہر دکھ سے بچاؤ۔

ونعم النصیر۔ اگلی سورۃ میں نصرت ہی کا ذکر آوے گا۔

سورہ الحج کے نوٹ ختم ہوئے

یہاں پارہ سترہواں ختم ہوا

الحمد للہ رب العالمین

ب فلا تجعلنی فی القوم الظٰلمین ۔ اس دعا پر خوب غور کرو۔ کہ کس قدر خوف کا
مقام ہے ۔ نبیؐ کہتا ہے ۔ کہ ان پر جو عذاب آتے ہیں مجھے ان ہی میں شامل نہ ہو
ون ۔
اللہ تعالیٰ بے باکی سے ناراض ہو جاتا ہے بعض لوگ بڑے بڑے عہدے
بیٹھے ہیں ۔ اور آخر خطا کھاتے ہیں ۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے ۔ کہ اہل مکہ
عذاب کے وقت نبی کریمؐ ان میں موجود نہ ہوں گے ۔
ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ ۔ اگر کوئی بدی ہو ۔ تو اس کے لئے عمدہ تدبیر
سوچتے رہو ۔ کہ یہ بدی کس طرح دور ہو ۔ بدیوں کے دور کرنے کے لئے باریک
باریک تدابیر ہیں ۔ منجملہ ان کے ایک دعا ہے ۔ پھر قول موجہ ۔ سمجھانا ۔ علانیہ
جھگڑنا نہیں ۔
رب ان یحضرون ۔ کوئی بدکار میرے پاس بھی نہ آنے پائے ۔
رب ارجعون ۔ چاہیئے ارجع اور یہاں جمع آیا ۔ یہ دراصل ارجع ارجع ارجع
تین مرتبہ کہنے کی جا بجا ہے ۔
انہا کلمۃ ۔ عیسائی مسیح کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں ۔ دیکھو
یہ بھی ایک کلمہ ہے ۔
کالحون ۔ یعنی سکڑ جانے والے ۔ چمڑے کو جب آگ کے سامنے رکھیں اور
جلے ۔ تو سکڑ جاتا ہے ۔
یقولون ربنا آمنا ۔ دنیا میں فائز المرام بننے کے واسطے یہ دعا ہے ۔ وہ فریق
کفار راشدین ہو گیا ۔
حتیٰ انسوکم ذکری ۔ جو شخص کسی پاک بندے کی ہنسی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو
ایسا بنا دیتا ہے ۔ کہ وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے ۔ انسان کی نسبت ان لوگوں کی طرف
سبب کیوجہ سے ہے ۔
انہ لا یفلح الکافرون ۔ ابتداء سورہ میں قد افلح المومنون فرمایا تھا ۔ اب
اس کے مقابل میں کفار کا انجام بتایا ۔
وقل رب اغفر ۔ کفر اور اس کے بد نتائج سے بچنے کی دعا ۔

یہاں سورہ المومنون ختم ہوئی

(ابتداء سورہ النور رکوع ۷)

پارہ ۱۸
مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

سورہ نور میں تمیز کا بیان ہے ۔ اور یہ کہ مطاعن سے بچنا چاہیئے ۔ اور ان کے
سے بھی ۔ اور رسول کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے ۔ خلافت پر بڑا
... ہے کوئی سورۃ ایسی نہیں جس کے پہلے یہ لکھا ہو کہ ہم نے تم پر یہ

حکم واجب یا فرض کیا ہے ۔ یہ تاکید اس سورۃ کے ساتھ مخصوص ہے ۔ خوب غور سے
سنو ۔ اور عمل کرو ۔
میرے ایک پیر شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر فرماتے تھے ۔ کہ سورہ نور قرآن شریف
میں ہے ۔ مگر ہندوستان کے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے ۔ اور اس کے ایک ٹکڑے
کیطرف بھی متوجہ نہیں ۔ مومنون کے اخیر میں یہ اشارہ فرمایا ہے ۔ کہ اس آنیوالی سورۃ
کے احکام پر جو عمل نہیں کریں گے ۔ ان کو تم مظفر و منصور کبھی نہ کریں گے ۔ چنانچہ دیکھ لو
ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے ۔
الزانی لا ینکح ۔ زانی نکاح نہیں کرتا ۔ مگر کسی زانیہ سے ۔
حرم ذلک علی المومنین ۔ ذلک کے مرجع پر علماء میں بحث ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ زانیہ سے
نکاح کرنا حرام ہے اور بعض یہ کہ زنا حرام ہے ۔ پھر علماء میں اختلاف ہے ۔ کہ تہمت
زنا لگانیوالے کی گواہی جائز ہے یا نہیں ۔

مورخہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ ۔ سورہ النور ۔ رکوع ۸)

تولی کبرہ ۔ جس نے اس بات میں بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے ۔
لولا اذ سمعتموہ ۔ حضرت عائشہ صدیقہ پر افک باندھا گیا تھا ۔ اس پر یہ آیات نازل
ہوئیں ۔
ان نتکلم بھذا ۔ خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتوں کا ذکر بھی جائز نہیں ۔
لمشلہ ۔ بہتان ہو یا ایسی کوئی بات ۔
تشیع الفاحشۃ ۔ شیعہ میں یہ بڑا بھاری عیب ہے ۔ کہ وہ پاکوں پر الزام لگاتے میں دلیر
ہیں ۔

مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ سورہ النور ۔ رکوع ۹)

لا تتبعوا خطوات الشیطٰن ۔ ایمان والو ۔ اللہ سے دور خبیث روح ۔ یعنی شیطان کی
راہ اختیار نہ کرو ۔
ومن یتبع خطوات الشیطٰن ۔ یورپ اور شیعہ میں فسق و فجور بڑھنے کا باعث بزرگان
کو متہم کرنا ہے ۔
ولولا فضل اللہ ۔ حضرت عائشہ کی عمر ۶ سال کی تھی ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے نکاح ہوا ۔ اور ۹ برس کی عمر تھی ۔ جب نبی کریم اپنے گھر میں لے آئے تھے ۔ حضرت
عائشہ فرماتی ہیں ۔ کہ ہم بہت سی معمولی غذا تنگی سے کھاتے تھے ۔ بھلا ۹ برس کی لڑکی
کہاں موٹی تازہ ہوگی ۔ حضرت عائشہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ
میں گئی تھیں ۔ اونٹوں کے چلانے والے لوگ بڑے کج خلق اور تند خو ہوتے ہیں حضرت
عائشہ ایک مقام پر ذرا قافلہ سے باہر پاخانہ کی حاجت رفع کرنے کے لئے گئیں وہاں

افلا تتقون۔ تم کیون بدیون سے نہین بچتے۔

مورخہ ۹۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۸۔ پارہ ۔ سورۃ المومنون رکوع ۲)

اس سورۃ کے شروع مین خداتعالیٰ نے مومنون کے اوصاف بیان فرمائے اب حضرت نوحؑ کا ذکر کرتا ہے۔ جو لوگ مفلح ہوتے ہین۔ انہین ایک نوحؑ تھا۔

الملاء۔ جن کی بات کی طرف لوگ جھکتے ہین۔ درباری۔ اشراف۔ حاکم۔ بڑے دنیادار۔

ماھذا الا بشر مثلکم۔ اونھون نے مساوات کے لیئے کھانے پینے کا حال انبیاء پر غور کیا۔ کہ ہماری مانند ہے اس قسم کے خیالات انسان کو اتباع حق سے محروم رکھتے ہین۔

رب انصرنی۔ انبیاء کے ہاتھ مین بھی ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ جسے دعا کہتے ہین۔

فاخذتھم الصیحۃ۔ اس موقعہ مین حاشیہ پر لکھا ہے۔ کہ یہ قصہ ثمود کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ صیحہ سے وہم کا لگا ہے۔ درحقیقت یہ قصہ ثمود کا نہین۔ حضرت نوح کا ہے۔ صیحہ کے معنے عذاب کے ہین۔ اور مطلق آواز کے بھی ہین۔

وامہٗ آیۃ۔ آیت کے معنے نیک نمونہ

مورخہ ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۸۔ پارہ۔ سورہ المومنون رکوع ۴)

کلوا من طیبات۔ یہ عمل صالح کے نصیب ہونے کی کلید بتادی ہے۔ کہ طیب کھایا کرو۔ کیونکہ بغیر رزق طیب عمل صالحہ کی توفیق حاصل نہین ہوتی۔

انی بما تعملون علیمٌ۔ اللہ تعالےٰ کی نگرانی کا فکر جس کو ہے وہ ضرور عمل صالح کرتا ہے۔

زبراً۔ لغت مین ٹکڑے ٹکڑے ؟ اس کے معنے کہین نہین دیکھے۔ ایک معنے ہین۔ کہ ہر گروہ یہی سمجھ بیٹھا۔ کہ بس یہی کتاب الٰہی ہے۔ جو ہمارے پاس ہے۔ (۲) یا یہ معنے کہ اور اور نئی نئی کتابین تصنیف کردین۔ جو اصل الاصول کتاب کے خلاف تھین۔

وجلۃ۔ ڈر رہے ہین یا ین خیال کہ ہمارے اعمال قابل قبول ہوتے ہین یا نہین۔ [illegible] نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ اگر آدمی [illegible] کرے [illegible] کرے۔ تو نجات پائے گا۔ فرمایا نہین [illegible]

ہوا ہے یا نہین۔

من دون ذالک۔ اس حق کے خلاف۔

یجئرون۔ بیل کے اڑانے کو جوار کہتے ہین

بغیرت، جو دنیا مین کسی کو نہ تغیر کے۔ تنگ مین بڑا کہتے ہین۔ وہ مرتے نہین۔ جب تک کہ انہین خود مبتلا نہ ہولین۔ (۲) ہرنئی ہوئی بات کو قبول نہ کرے۔

مورخہ ۱۱۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۸۔ سورۃ المومنون رکوع ۵

بہت دفعہ مین نے سنایا ہے۔ کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب مین بہت سے احسانوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس ذات بابرکات کے احسانات کی کوئی حد نہین۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ قدر کرے اور کسی تکلیف سے گھبرا کر ناشکری کے کلمات نہ نکالے

انشاء لکم السمع۔ کان کیا مفید چیز ہے۔ کہ اس سے ہم ہمیون کی آوازین سنتے ہین۔ پھر اور قسم قسم کی آوازین سن کر فائدہ اٹھاتے ہین۔ بلکہ اس کے ذریعے کئی ہزار میل کی خبرین تار برقی مین سنتے ہین۔

والابصار۔ آنکھ کیا ہے ایک چھوٹا سا نقطہ ہے۔ جس کے ذریعے حسن وجمال کی دلربا تصویرین دیکھتے ہین۔

والافئدۃ۔ کان بھی ہون۔ آنکھین بھی ہون۔ مگر دل نہ ہو۔ تو یہ سب بیکار۔ پاگل خانہ مین جاکر دل کی صحت کا تماشا دیکھو۔

ولہ اختلاف اللیل والنہار۔ لیل ونہار کا یہ اختلاف بھی ہے۔ کہ ایک ملک مین رات ہے تو دوسرے مین دن۔

افلا تعقلون۔ عقل ایک صفت ہے اس صفت سے انسان اپنے آپ کو بدیون سے روک سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو بدیون سے نہین روک سکتا وہی لا یعقل ہے۔

اساطیر الاولین۔ اساطیر۔ سطرون مین لکھا ہوا یا جمع اسطورہ۔ اسٹوری

وماکان معہ من الٰہ۔ ذاتی کمال کسی مین نہین۔ کوئی بھی کامل تر زمانہ مین نہین کیونکہ آیندہ زمانہ مین اس کو ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔ پس آیندہ ترقی کے مقابلہ مین موجودہ حالت ضرور ناقص ہے۔

الٰہ۔ وہ ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتا ہے اور اس کے لیئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین۔

مورخہ ۱۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورۃ المومنون رکوع ۶)

رب اما ترینی ما یوعدون۔ انبیاء علیہم السلام کس طرح محفوظ ہوتے ہین [illegible] حضرت [illegible] فرماتے کہ [illegible]

ذبح کر کھائیں گے۔

والی اللہ المصیر۔ خدا کی طرف انسان نے پہنچنا ہے۔

یزجی سحابا۔ دریا۔ سمندر۔ آدمی کے اندر سے سب جگہ سے پانی بھاپ بن کر اوپر کو اڑتے ہیں اور مختلف جگہوں کے قطرے ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی افواج میں دور دراز سے لوگ شامل ہوں گے۔

ودق۔ نالیاں۔

من السماء۔ بادلوں سے۔

یصیب۔ بعض اشیاء کو نقصان پہنچتا ہے۔

یقلب۔ رات کیوقت دن ہو جانا۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ اسوقت ۷ بجے رات ہو جاتی تھی۔ آجکل روز روشن ہے۔

ماء۔ نطفہ کا پانی۔

لقد انزلنا۔ اس سورۃ میں پیشگوئیاں صاف صاف کر دی ہیں۔

واللہ یھدی۔ ان باتوں سے جو چاہے سیدھی راہ نکال سکتا ہے۔

یقولون۔ سونہہ سے کہتے ہیں۔ عمل نہیں۔ اسمیں اشارہ ہے۔ کہ تقیہ کرنے والے بالقین خلفاء مومن کہلائیں گے۔

دعوا۔ ان کے مطلب کے برخلاف اللہ رسول کا حکم ہو۔ تو اعراض کرتے ہیں۔

یکن لہم۔ ان کے مطلب کے مطابق (حق) شریعت کا مسئلہ ہو تو اسکے ماننے کو طیار ہو جاتے تھا۔

مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ - سورۃ النور - رکوع ۱۳)

یتقہ۔ اصل میں یتقی تھا۔ جزم کی وجہ سے ی اڑی۔ تو قاف کو کسرہ کی لگائی گئی۔ ق درماقبل مفتوح۔ لہٰذا ق ساکن ہوا۔

ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے۔ جس سے بھلے برے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نور ان گھروں میں ہوتا ہے۔ جن گھروں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ تاجر ہیں ان کے گھر چھوٹے ہیں۔ کسی دن اللہ ان گھروں کو بڑا بنا دیگا۔ چنانچہ اس قرآن شریف کا جمع کرنے والا حضرت ابوبکر صدیق ہے۔ پھر حضرت عمرؓ۔ پھر حضرت عثمان رضؓ اس کے شائع کرنے والے۔ پھر حضرت علی رضؓ ہیں سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہونچے۔ ہم نے بھی خود بواسطہ حضرت علی سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان رکوعوں میں یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ انصار میں خلافت نہ ہوگی۔ بلکہ مہاجرین میں۔ پھر یہ بتایا۔ کہ ان کا مقابلہ مسلمان بھی کریں گے۔ اور کفار بھی۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی مخالفت اسی طرح ہوئی۔ بعض لوگ خلافت کے قائل نہ تھے۔ مثال سے دونوں کی مثال دی۔ کہ ایک وہ جو کتاب کے سچائیات کو پانی سمجھے دوسرے شریعت کے سمندر میں بھی ہوکر مقابلہ کریں گے۔

انجام یہ کہ چیونٹیاں پرندان کا گوشت کھائیں گے۔ خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت مشکلات تھے۔ لشکر حضرت اسامہ رضؓ کے ساتھ روانہ کر دیا گیا تھا۔

ادھر عرب میں جابجا بغاوت پھیل گئی۔ مکہ میں لوگ آمادہ بغاوت تھے کہ وہاں ایک عقلمند انسان پہونچ گیا۔ کہ تم ایمان لانے میں سب سے پیچھے تھے۔ اب مرتد ہونے میں سب سے پہلے ہو۔ تو اس پر وہ باز آ گئے۔

اذا فریق منہم معرضون۔ میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نہ حضرت عثمان و علیؓ کے زمانے میں غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فریق سمعنا واطعنا کہنے والا۔ مظفر و منصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرما دیا۔ واولئک ھم المفلحون۔

لیستخلفنہم۔ خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

ولیمکنن لہم۔ یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے۔ کہ انہیں تمکین دے گا اُنپر خوف بھی آئے گا۔ مگر وہ خوف امن سے بدلا جاویگا۔ برخلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے۔ وہ فاسق رہنگے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کنجروں سے رنڈیوں سے پوچھو تو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں۔ جو کافر ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔

لعلکم ترحمون۔ جاذب رحم کیا ہے۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ اطاعت رسول۔ حضرت ابوبکر کے وقت زکوٰۃ کے لئے جنگ بھی ہوئی۔

مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ - سورۃ نور - رکوع ۱۴)

لیس علی الاعمی حرج۔ اندھوں سے لوگ قسم قسم کی پرہیز کرتے ہیں بعض احمق آدمی نابینا کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ جو بے بنیاد بات ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا جانشین بنایا۔ جسمیں نماز پڑھانا شامل ہے۔

من بیوتکم او بیوت خالاتکم۔ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اسمیں ارشاد ہے۔ کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔

فاذا دخلتم بیوتا۔ جب اپنے گھروں میں جاؤ۔ تو سلام علیک کہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ کہہ لیا کرو۔ اکثر گھروں میں اس کا عملدرآمد نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان گھروں میں سلامتی بھی کامل نہیں سفر السعادۃ جنھوں نے لکھی ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے آٹھویں صدی کو آتے بڑی خوبی کے آدمی تھے اونہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو سلام علیک کہنے کا رواج نہیں۔ اس کا یہ نتیجہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ سلطنت بھی نہ رہی۔

گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کے دانے چننے لگین۔ ذرا دیر ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی گھنٹہ جرس نہ ہوتا۔ اونٹ والون نے اونٹ کس لئے۔ اور قافلہ روانہ ہوگیا حضرت عائشہ واپس آئین۔ تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے۔ آپنے سوچا جب وقت نبی کریم مقام پر پہونچین گے اور مجھ کو نہ پائین گے۔ تو کسی کو لینے بھیجین گے۔

قافلون مین ایک شخص قافلہ سے پیچھے رہتا ہے۔ وہ آیا۔ تو آپ اس کے اونٹ پر سوار ہو کر آئین۔ اور بعض منافقین نے بے ہودہ بکواس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ برئیت کرکے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اگر فضل الٰہی سے معافی نہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہ پر اتہام ان سب کو تباہ کر دیتا۔

اولو الفضل۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ

مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور۔ رکوع ۱۰)

فارجعوا۔ لوٹ جاؤ۔ مگر آج کل کے مسلمان تو ناراض ہوتے ہین اور طرح طرح کے شبہے کرتے ہین۔ ایسی تعلیم بہت ہی نفع کی ہے۔ جب تم کسی گھر مین بغیر اجازت جانہ سکو گے۔ تو کسی کے عیب پر اطلاع بھی نہ پاؤ گے اور اس طرح مطاعن۔ عیب بینی سے بچو گے۔

یغضوا من ابصارھم۔ پولیس بھی شرارتون کے روکنے کے لئے کسی حد تک مفید ہے اور ضرور چاہیئے لیکن بعض ایسے گناہ ہین۔ کہ پولیس اس مین کچھ نہین کر سکتی وہان شریعت کام دیتی ہے۔ ہمنے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہین۔ کہ ایک ہی نگاہ مین ہلاک ہوتے ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومنون سے کہہ دو نگاہین نیچی رکھین مین تو اسی لئے برقع کا دشمن ہون کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہین ہوتی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب مین ایک نور پیدا ہوگا۔

لا یبدین زینتھن۔ عرب مین ناک کے لئے کوئی زیور نہین ہوتا۔ اسیواسطے ہماری شریعت مین ناک کے زیور کا ذکر نہین۔

ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن۔ اوڑھنیون کے گریبان پر ڈالنے کے یہ معنے ہین۔ کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگٹ کو لٹکالو پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔

او نسائھن۔ اس حق سے ظاہر ہے۔ کہ ہر مذہب کی عام عورتون کو اجازت اندر آنے کی نہین۔ مین نے اس کے بڑے بڑے فساد دیکھے ہین۔

لا تکرھوا۔ منڈیان نہ بناؤ۔ رسم متع کا استیصال کیا۔

مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور۔ رکوع ۱۱)

ابتدا سورہ مین فرمایا کہ ہم نے بڑے ضروری احکام اس سورۃ مین دئے۔ پھر فرمایا کہ زنا بری چیز ہے (ب) کسی گھر مین بلا اجازت جانا منع ہے (ج) کسی پر عیب لگانا بہت برا ہے۔ لیکن ساتھ بدی کو دور کرنے کا حکم ہے۔ نور سے تمیز پیدا ہوتی ہے۔ اور تمام علوم خدا ہی کی طرف سے آتے ہین۔

ظلمت مین جو چیز پڑی ہوتی ہے۔ اس کی خوبی و نقص کا کچھ پتہ نہین چلتا۔ اندھیرے مین کیسے ہی گل و گلزار ہون۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہون۔ مگر جب تک روشنی نہ ہووے۔ کچھ تمیز نہین ہو سکتی۔

اللّٰہ نور السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جہان مین جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔ یعنے حضرت حق سبحانہ کے نور کا ظہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نور جن پر پڑتا ہے۔ انہین بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا۔

مثل نورہٖ۔ اللہ تعالیٰ کے انوار مین سے ایک نور کی مثال یہ ہے۔

کمشکوٰۃ۔ ایک طاق ہو اس مین چراغ رکھا ہو۔

المصباح فی زجاجۃ۔ اس چراغ کو ایک فانوس مین چمنی کے رکھنے سے کہ ہوا سے بچا رہے اور جلنے کے سبب دھوان پھیلتا ہے۔

الزجاجۃ کانھا کوکب دری۔ چراغ اس فانوس کے اوپر ایک اور گلوب (جھاڑ) رکھ دیا۔ اس گلوب کے رکھنے سے ... جو بڑا چمکیلا ہے اور جگمگا اٹھتے ہین۔ پھر وہ چراغ ستارے کیطرح ہو جاتا ہے۔ وہ بڑی ظلمت کو دور کرتا ہے۔ ... اس میں یوقد من شجرۃ مبارکۃ۔ اس چراغ مین زیتون کا تیل ہے۔ پھر وہ تیل برکت والا ہو جو شرق مین سے نہ غرب مین۔ (دنیاوی نہ ہو) یعنے فضل الٰہی کا تیل اس مین ڈالین۔

ولو لم تمسسہ نار۔ پھر اس تیل کو آگ لگانے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ وہ تو الٰہی فضل ہے۔ وہ کوکب دری بنے گا الٰہی فضل سے۔

نور علیٰ نور۔ نور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق۔ چمنی۔ گلوب سے نور علیٰ نور ہوگیا۔

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء۔ اس نور مین ترا مین کیا نظر آتی مین۔ ہدایت کی نظر آئے گی۔

فی بیوت۔ یہ نور چند گھرون مین ہوگا۔ اب اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ گھر چھوٹے نظر آتے ہین۔ مگر وہ دن آتا ہے۔ کہ بڑے ہو جائین گے۔

یذکر فیھا اسمہٗ۔ ان گھرون مین اللہ کا بہت ذکر ہوتا ہے۔ یعنے خدا کی باتین ہی صبح شام کرتے رہتے ہین۔

لیجزیھم اللّٰہ احسن ما عملوا۔ پہلے لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع سے بتایا کہ وہ آجکل تجارت کرتے ہین۔ عنقریب خلفاء راشدین مین سے ہون گے۔

مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۲۔ سورہ نور رکوع ۱۲)

یسبح لہٗ۔ اس کی تسبیح ... کرتے ہین۔

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ انیسواں ۱۹

سورۃ الفرقان رکوع ۱

(مورخہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء)

لا یرجون۔ ڈرتے نہیں۔

لولا انزل علینا الملائکۃ۔ ہمیں کیوں رؤیا نہیں ہوتے۔ ہمیں کیوں الہام نہیں ہوتا۔

وہ زمیندار احمق ہے جو کہے بادشاہ خود آکر میرے گھر میں معاملہ کیوں نہیں لیتا۔ کیونکہ اس کی تو اتنی ہی قدر ہے کہ ایک نمبردار جوتے مار کر اس سے معاملہ وصول کرے۔

ویقولون۔ فرشتے کہیں گے۔

حجراً محجوراً۔ حرام محرم ہے۔

ھباءً منثوراً۔ کوٹھڑی میں جو دھوپ پڑتی ہے اس میں جو ذرے سے نظر آتے ہیں ان کو ھبا کہتے ہیں۔ (۲) غبار (۳) ہوا میں جو دھول اڑتی ہے (۴) پانی جو بہ کے چلا جاتا ہے۔

ویوم تشقق السماء بالغمام۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جنگ میں بادل بھی برسا۔ فرشتے بھی اترے اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اور کفار شکست یاب۔

لم اتخذ فلاناً۔ کئی دوست بری ترغیبیں دے کر جہنم کی راہ دکھاتے ہیں ان سے بچو۔

وقال الرسول۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے تنزل کی یہی وجہ خدا کے حضور بیان فرما دیں گے۔ کہ اسلامیوں نے عملی طور پر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ مثلاً قرآن نے ایک قاعدہ بتایا ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔ بہت لوگ ہیں جو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک عورت نے ایک دھیلا دیا۔ میں نے شکر کیا کہ یہی پیسہ خدا کے نام دے دوں۔ تو خدا تعالیٰ ایک دانہ کی کئی بالیاں اور سات سات سو دانے بنانے والا ہے۔ اور اگر اپنے علم کے مطابق دوائی بنا لوں۔ تو دس ہزار کے کام آسکے۔ اور اس شکر سے بہت نفع اٹھایا۔

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکر کی روح تھی۔ جو کپڑا مل گیا۔ پہن لیا۔ مگر بعض [illegible] شکر نہیں کرتے۔ [illegible] ساری عمر دھوکے میں رہتے ہیں۔ ایک [illegible]

کہا کہ یہ کفر نعمت ہے۔ واقع میں کچھ نہ بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سب روپیہ برباد ہو گیا۔

مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الفرقان رکوع ۲)

وزیراً۔ بوجھ بٹانے والا۔

اصحٰب الرس۔ میں نے اس کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے۔ کوئی کتاب ان کے حالات کی نہیں ملی۔ ہاں قرآن مجید میں تدبر کرنے سے یہ معلوم ہوا۔ کہ اس سے مراد۔ یوسف کو کنوئیں میں ڈالنے والے ہیں۔

ان یتخذونک الا ھزواً۔ ٹھٹھا حقیر قرار دیتے ہیں۔

مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الفرقان رکوع ۳)

الم تر الی ربک کیف مد الظل۔ کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کا ایک عجیب نظارہ اس نے وہ سایہ بنایا ہے۔ جو صبح صادق سے لے کر غروب تک رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار تھا کہ وہ سایہ اپنے رنگ ہی میں ٹھہر جاتا۔ سورج کو دلیل بنایا کہ وہ سایہ سورج کے سامنے آگے آگے ہی سمٹتا چلا جاتا ہے۔

فی ستۃ ایام۔ چھ وقتوں۔ چھ مختلف مراتب طے کرا کے۔

وما الرحمٰن۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسے خاص موقعہ پر رحمٰن نہیں بولا کرتے۔ (آریہ عیسائی یہ تمام قومیں صفت رحمانیت کی منکر ہیں۔ اسی واسطے کفارہ اور تناسخ کے قائل ہوئے)

مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الفرقان رکوع ۴)

بروجاً۔ روشن ستارے۔

سراجاً۔ سورج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے۔

خلفۃ۔ ایک وقت میں ایک چیز رہ جاوے دوسرے وقت میں پوری کرے۔ اسمیں سمجھایا ہے۔ کہ تم زمین کے روشن ستارے ہو۔ اگر کوئی وقت غفلت کا گذرا ہے تو اب اسکی تلافی کر لو۔

ھوناً۔ بڑی سکینت و آرام کے ساتھ۔ وقار سے زندگی بسر کرو۔ عباد الرحمٰن

متکبر۔ متجبر۔ فساد میں کوشش کرنیوالے۔ عصیان میں منہمک نہیں ہوتے۔

قالوا سلاماً۔ جب جاہل مخاطب کریں۔ تو سلامتی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

یبیتون لربھم سجداً وقیاماً۔ جو رات عبادت کے کام کرتا ہے۔ انگریزی پڑھے [illegible] کہ رات [illegible] کر [illegible] مرتے اور وہ نیکے اٹھتے۔

مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور۔ رکوع ۱۵)

لا تجعلوا دعاء الرسول۔ اس بات کا خیال رکھو۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پکار ایسی نہ ہو جیسی اوروں کی پکار ہوتی ہے۔ مومن کو نہ چاہیئے۔ کہ نبی کریمؐ کے بلانے کو بھی ایسا ہی سمجھے۔ جیسا اوروں کے بلانے کو۔

یہاں سورہ نور کے نوٹ ختم ہوئے

ابتدا سورہ فرقان

(پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۶)

مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

یہ سورۃ صحابہ کی تاریخ ہے ان کے سچے حالات اس میں درج ہیں۔ سورہ مومنون میں عام مومنوں کو بشارت دی ہے۔ النور میں خلفاء کی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ اس میں صحابہ کی تاریخ اور حالات درج ہیں۔

نزل الفرقان۔ الفرقان (یوم البدر) جو دشمنوں کی کمر کو توڑے۔ جو آدمی مکہ میں بڑے شریر تھے۔ وہ تو بڑی طرح ہلاک ہوئے۔

للعالمین نذیراً۔ کفار بدر کی ہلاکت تمام جہان کے لئے نشان ہوگی۔

لم یتخذ ولداً۔ جب ولد نہیں تو کسی کا کیا لحاظ جب قوم بگڑی نذیر آگیا اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ ابن اللہ کہنے والے بھی مفتوح ہونگے۔ اور مشرک بھی۔

انزلہ الذی یعلم السر۔ وقالوا اساطیر الاولین۔ کا جواب ہے کہ یہ کہانیاں نہیں ہیں۔ پیشگوئیاں ہیں۔

مال ھذا الرسول۔ یہ تو انسان ہے حالانکہ لکھا تھا۔ خدا فاران کے پہاڑ سے آیا

یلقیٰ الیہ۔ یہ مطالبہ بعض پیشگوئیوں کی بنا پر تھا۔ کہ اس کے ہاتھ تو قیصر و کسریٰ کے خزانے اور جنت شام آنے چاہئیں۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر وہ جلد باز تھے۔ وہ کچھ فائدہ نہ اوٹھا سکے۔

مسحوراً۔ جو روٹی کھاتے پانی پیتے بڑا ساحر۔ (۳) جن پر کسی کا جادو چل جاوے۔

مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ الفرقان رکوع ۱۷)

تحتہا الانہار۔ ... بھی اس پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئیں مسلمان

ایسے باغات کے وارث ہوں گے جن کے نیچے نہریں ہوں۔ جیسے گنگا جمنا بہتی ہیں اور ایسے مکانوں کے وارث ہونگے۔ جیسے قیصر و کسریٰ کے محل تھے۔

مقرنین۔ عاد ... کی بستیاں اس دنیا میں بھی بستی نہیں۔

ثبوراً۔ ... (حسرت ...) ...

لسو الذی ... اللہ کی ... دیتے ہیں۔

فتنۃ۔ ایک تندرست ہوتا ہے ایک بیمار۔ ایک بادشاہ۔ ایک اولو العزم رسول۔ ایک غنی۔ ایک فقیر۔ اتصبرون فرمایا ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہم ہوتے ہیں۔

اسی جگہ پارہ اٹھارہواں کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین ہو

(سورہ نور و فرقان)

نور فرقان ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰؑ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں ہو
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا ہو

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمنوں نے پیچھا کیا۔ مگر ان کا حشر فرعون کی مانند ہوا۔ راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں لاتی۔ یہان تک کہ ان کی اولاد میں بھی نیک نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یخاف عُقبٰہا۔

شرذمۃ۔ جماعت۔

قلیلون۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ خرجوا من دیارھم وھم الوف کئی ہزار تھے

حٰذرون۔ چوکس باساز و سامان

واورثنٰہا بنی اسرائیل۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو جب ایک علاقہ میں فتح کے لئے جانے کو کہا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ اذھب انت وربک فقاتلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت رنج ہوا تو دعا کی۔ فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین۔ جسکی وجہ سے چالیس سال جنگل میں سرگردان رہے۔ تو تاریخ شہادت نہیں دیتی۔ کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے۔ پس مراد یہ ہے۔ کہ مالک مصر کی مثل بنائے گئے۔ گویا ضمیر مثل کی طرف پھیری گئی جیسے ہٰذا نصف درہم و نصفہ۔ میں نے ڈیڑھ درہم لیا۔ حالانکہ دو نصف اسی درہم کا نہیں۔ بلکہ دوسرے درہم کا نصف ہے۔ جو اس پہلے کی مثل ہو

ترآء الجمعٰن۔ یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ رویت اور چیز ہے اور ادراک اور (انا لمدرکون)

سیھدین۔ میرا رب مجھے کوئی راہ مخلصی کی بتا دے گا۔ یہان ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ ابوبکرؓ صدیق نے بھی جب غار میں انا لمدرکون کہا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان معنا ربنا۔ اور حضرت موسیٰ ان معی کہتے ہیں۔

اضرب بعصاک البحر۔ ایک مقام پر اضرب بعصاک الحجر کی وحی ہوئی۔ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں اپنے عصا کو بحر یا حجر پر مارو۔ اور ایک ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کو سمندر میں سے لے چل۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فاضرب لھم طریقاً فی البحر یبسا۔ ان کے لئے ایک خشک راستہ پڑا ہے۔ وہان سے نکال لے جاؤ۔

فانفلق۔ یعنی وہان دریا پھٹا پڑا ہے۔ خشک ہو چکا تھا۔

۵- جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورۃ الشعراء رکوع ۹)

ابراہیم علیہم السلام کی اولاد دو بیویون سے تھی۔ ایک بیوی مع اولاد عرب میں مقیم ہوگئی۔ چونکہ وہ مورث اعلیٰ تھے اس لئے ان کا واقعہ اہل عرب کو خصوصیت سے سنایا جاتا ہے

لابیہ۔ اپنے ایک بزرگ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ والد اور چچا بھی آپ کے ... لئے دعا ... ہے میں ... کے لئے دعا کی ... آپ کے لئے دعا ... ہے کہ اس کا نام ... تھا۔

دین کے بارے میں وجدنا آباءنا کہہ دیتے ہیں۔ کیا لوگ ریلوں اور سٹیمروں پر سوار نہیں ہوتے۔ حالانکہ ان کے باپ دادا نہیں ہوئے۔ یہ محض حیلہ سازیان ہیں۔ جو مشرکین اللہ کی عبادت نہ کرنے کے لئے کرتے تھے۔

فانہم عدو لی۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام نے اعلان کر دیا۔ کہ یہ بت میرے دشمن ہیں۔ اگر ضرر پہونچا سکتے ہیں۔ تو سب سے پہلے پہونچائیں گے۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا

فھو یھدین۔ جب ہم ایک انسان کی رضامندی کی راہ دریافت نہیں کر سکتے تو اس وراء الوراء ذات کی رضامندی کی راہ سوا کسی کے بتانے کے کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔

واذا مرضت۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کہ مرض کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یشفین نہیں فرمایا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے کبھی نہیں آتا۔ جب تک انسان کوئی کمزوری نہ کما لے

حکماً۔ وہ مضبوط راہ جس کی خلاف ورزی پھر نہ ہو سکے۔

برہمو ازم والے اپنے لئے ایک بات اختیار کرتے ہیں۔ تجربہ سے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

لسان صدق۔ بڑے بڑے علوم پھیلیں گے۔ ترقیان ہوں گی۔ الٰہی میری زبان ایسی پختہ ہو۔ کہ اس کے خلاف کبھی کچھ ثابت نہ ہو۔

المجرمون۔ خدا سے قطع تعلق کرنیوالے۔

مورخہ ۶- جون سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۹۔ سورہ الشعراء۔ رکوع ۱۰-۱۱-۱۲

حضرت نوح علیہ السلام کا ملک دجلہ فرات میں تھا۔ وہان کے رہنے والے بڑے عیش میں تھے۔ جیسے کہ آجکل یورپ و امریکہ کا حال ہے ان کی دولتمندی کا یہ حال ہے کہ سنکھ درسنکھ تک کوئی چیز نہیں اور عرب میں توبس ۱-۱۰-۱۰۰-۱۰۰۰ تک ہے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے۔ پر دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں۔ اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کو بھی کہا۔ واتبعک الارذلون۔

بما کانوا یعملون۔ حضرت نوحؑ سمجھاتے ہیں۔ کہ ان غریبوں نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے ان کو نبی کی متابعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور تم نے کوئی ایسا عمل کیا۔ جس کی وجہ سے خدا نے تمہیں یہ توفیق نہ بخشی۔ اور تم منکران رسالت سے ہوئے۔

انسان کا سلسلہ اعمال چلتا ہے۔ اور اس سلسلہ کے مطابق اعمال کا پھل انسان کو ملتا ہے ؏ خشت اول چون نہد معمار کج ٭ تا ثریا می رود دیوار کج
اسی واسطے یہ دعا ہر خطبہ جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔ کہ ہمیں اعمال کے بد نتائج ...

غراماً۔ سخت لازم۔

ان عذابہا کان غراماً۔

کسی کو اگر سزا دیتا ہے۔ تو عذاب لازم و سخت ہوتا ہو۔ غرام عشق و محبت کو بھی بولتے ہیں۔ جو چیز مضبوطی سے کسی کے پیچھے پڑ جاوے وہ غرام ہے۔

لم یسرفوا۔ خطا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

قواماً۔ معتدل۔

لا یزنون۔ زنا۔ اپنی شہوت کو ناجائز طور پر خرچ کرنا۔

اثاماً۔ دوزخ کا ایک درجہ۔ بدلہ۔

یضٰعف۔ بڑھ چڑھ کر۔ یخلد فیہ۔ مدتہائے دراز رہیگا۔

لا یشہدون الزور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کبھی موجود نہیں ہوتے۔ جھوٹ کی بات میں نہ خود کرتے ہیں۔

یہاں سورۃ الفرقان کے نوٹ ختم ہوئے

ابتدا سورۃ الشعراء رکوع ۵

پارہ ۱۹

۳۱ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

المبین۔ کھول کے سنانے والی۔

الا یکونوا مؤمنین۔ کیا تو ہلکان کر دیگا۔ اپنی جان کہ یہ لوگ اس غم پر ایمان نہیں لاتے۔

محدث۔ نئے پیرایہ والا۔ بات تو وہی ہوتی ہے۔

یستہزءون۔ جسے خفیف گردانتے تھے۔

یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الشعراء رکوع ۶)

نادیٰ۔ آواز دی۔

القوم الظلمین۔ قوم فرعون اس کا بیان کیا ہے۔

رب انی اخاف۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسے کو خود اپنے طور پر کوئی خواہش نہ تھی۔ کہ میں نبی بنوں۔ جس قدر لوگ خواہشوں کے گرویدہ ہیں۔ وہ اکثر ناکام رہتے ہیں۔ فضل انہی پر ہوتا ہے۔ جو خود خواہش نہیں کرتے۔ خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ایک اور نکتہ قابل یادداشت ہو۔ کہ دعا قرآن میں یا تو رب سے شروع ہوتی ہے یا اللھم سے

ولہم علی ذنب۔ یعنے اسے مولا تیرا تو مجرم نہیں۔ گمان کے زعم میں ان کا ایک [illegible] ہے۔

[illegible]

جا کر کلام کیا۔

التی فعلت۔ ایک شاہی خاندان کے آدمی کی موت کیطرف اشارہ ہے۔

وانا من الضالین۔ فرمایا بیشک میں نے ایسا کیا اور میں محبت کرنے والا ہوں۔ یعنے جیسے تم کو حب قومی ہے۔ مجھ کو بھی ہے۔ مجھ کو بھی اپنی قوم کو تکلیف میں دیکھا نہیں جاتا۔

وتلک نعمۃ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم دلاتے ہیں کہ واقعی بڑا تم نے احسان کیا ہے کہ ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ اور ایک آدمی کو پرورش کیا تو بادشاہ ہو کر اس کا احسان جتلاتے ہو۔ یہ معنے مجھے پسند نہیں کہ حضرت موسے نے اس احسان کا اقرار کر لیا۔ فرعون اس کا جواب نہیں دے سکا۔ اس لئے اور بات شروع کر دی۔ اور پھر کبھی یہ احسان نہیں جتایا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ نے شرم دلائی۔

قال لمن حولہ۔ ایک گروہ ہے۔ جو خدا کو صرف علت العلل سمجھتا ہو اور اسے موصوف قرار نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ فرعون حضرت موسے کے رب السموات والارض پر ہنسی اڑاتا ہے۔ مگر حضرت موسے اپنی بات پر قائم ہے۔ اور ربکم ورب آبائکم پھر رب المشرق والمغرب فرما کر اس کے افعال قدرت کا ذکر کیا۔

الٰہاً غیری۔ مشرک تو ان بادشاہ کو بھی معبود قرار دیتے ہیں۔

مورخہ ۳ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الشعراء۔ رکوع ۷)

فالقیٰ عصاہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ خدا نے میرے عصا میں طاقت رکھی ہے۔ کہ وہ میرے ہاتھ میں سانپ ہو جاوے گا۔

بیضاء للنٰظرین۔ اور میرے ہاتھ میں ایسی روشن تعلیم ہے کہ وہ ظلمات کو دور کر دیگی۔

لسحر علیم۔ باریک در باریک علوم کا ماہر چالاک شخص۔

فماذا تأمرون۔ اپنے ماتحتوں سے اس طرز کا کلام شرافت ہے۔

لمن المقربین۔ یعنی اپنا مصاحب بنالونگا۔

من خلاف۔ خلاف ورزی کے سبب۔

لاصلبنکم۔ صلیب پر چڑھا دونگا تاکہ عام طور پر تشہیر ہو جاوے۔

قالوا لا ضیر۔ دیکھو ایمانی قوت یا تو وہی ساحر ائن لنا لاجراً اور بعزۃ فرعون کہہ رہے تھے یا اب فرعون کی دھمکی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

مورخہ ۴ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورۃ الشعراء رکوع ۸)

انبیاء کا بھروسہ اپنے جتھے پر نہیں ہوتا۔ حضرت موسے علیہ السلام کا واقعہ اس بات کا شاہد ہے کہ آپ فرعون جیسے عظیم الشان بادشاہ کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے [illegible]

[illegible]

[حض]رت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اُنیسواں ۱۹

سورۂ النّمل رکوع ۱۶

(مورخہ ۹ جون ۱۹۱۰ء)

[ط]س ۔ طٰ کے معنے [...]۔ سے لطیف کئے ہیں اور س کے معنے سمیع
[...]ہ جو بہت سے اسی سورۃ میں بیان کئے۔
[م]بین ۔ کھول کر بتا دینے والی۔

[زینا لہم] اعمالہم ۔ ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے صحیح معنے یہ
[...] جو کام بندوں کو کرنا چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے
[...]الکہ اندھا کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو
[دیکھ ن]ہیں سکتے۔ اسواسطے بد اعمالیوں میں پڑے ہیں۔

[ا]ذ قال موسیٰ ۔ یہ بیان یہ بات سمجھانے کے لئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ
[...] تیری کسی قسم کی خواہش سے ملا ہے ۔ جیساکہ موسے کو پیغمبری دی گئی
[...]سلہ ۔ اپنے ساتھ والے کو اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں
[...]ست ۔ معلوم ہوتا ہے کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔
[بو]رك من فی النار ۔ برکت دیا گیا ہے۔ وہ شخص جو آگ کی طلب و جستجو میں ہے
[...] صحیح ہیں۔
[الق] عصاك ۔ اپنا عصا رکھ دو۔
[تخف] ۔ شک
[...]ف ۔ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے
[...]سط پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کلما اوقدوا
[نارا للحر]ب اطفأها الله ۔ اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا۔ کہ تو اکیلا نہیں
[...] تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔
[...]س الا پر بڑی بحثیں ہیں۔ لبعض کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ الا منقطع
[...] الا بمعنے واؤ کے ہے۔
[...]ت ۔ یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اسمیں سمجھایا گیا۔ کہ ہم تجھے روشن تعلیم
[...] گے۔

تسع ایٰت ۔ عصا ۔ ید بیضاء ۔ جراد ۔ ضفادع ۔ دم ۔ مری ۔ جسمیں اکلوتے بیٹے مارے گئے ۔ طمس اموال ۔ طوفان۔

مورّخہ ۱۱ جون ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ النمل رکوع ۱۷)

اٰتینا داؤد و سلیمٰن علماً ۔ علم ۔ حصول خرچ ۔ صحت دماغ ۔ اُستاد ۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے ۔ بغیر فضل الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا جس کی جاذب عاجزی ہے۔ اٰتینا اسی واسطے فرمایا۔

و قالا الحمد للّٰہ ۔ وہ ذریعہ حصول علم کا حمد و شکر ہے۔ و لئن شکرتم لازیدنکم

ورث سلیمٰن ۔ یوں حضرت داؤد کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمان ہوئے۔

منطق الطیر ۔ ایک منطق الطیر ۔ اس علم کا نام ہے ۔ جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے دوسرا وہ جو حکماء کو ۔ تیسرا تجربہ کاروں کو ۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے

واد النمل ۔ طائف کے پاس سونے کے ذرات نکلنے کا ایک نالہ ہے ۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے ۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں ۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں ۔ مثل مور کٹانے ۔ چوہے ۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون رشید کے آگے ایک عورت نے تھیلی پیش کی اور کہا ۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمان بھی آئے تھے۔

قاموس میں برکہ کے آگے لکھا ہے۔ کہ البرکۃ من میاہ نملۃ ۔

وھم لا یشعرون ۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے ۔ کہ پہلے لا یحطمنکم کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا ۔ مگر ساتھ ہی لا یشعرون سے ازالہ کر دیا ۔ شیعہ پر افسوس کہ وہ نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ نبی پر نہیں رکھتے۔

لا اری الھدھد ۔ برآید در جہان کارے ز کارے ۔

طیر کا جائزہ لیتے بات میں بات یاد آگئی ۔ اور اس شخص کی نسبت سوال کیا۔

انہ من سلیمان ۔ یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے ۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔

۱۲ جون ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ سورہ النمل رکوع ۱۸)

[...] کی شان ۔ غلط فہمی ہے کہ آپ [...]

ربِّ اِنَّ قَوْمِیْ ۔ یہ لَنَکُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِیْن کے مقابلہ میں انبیاء کا ہتھیار ہے۔

وَاَطِیْعُوْن ۔ جو لوگ نبیوں کی اطاعت کے منکر ہیں وہ غور کریں۔ یہاں تو رسول بمعنے کتاب اللہ نہیں ہو سکتا۔

اَتَبْنُوْنَ ۔ وہ قوم اسٹیچو اور عالی شان مکان بناتی تھی۔

رِیْع ۔ شرف (اونچی جگہ) طریق (رستے) منظر ۔ (عمدہ نظارے کی جگہ)

مصانع ۔ جمع مصنع جس کے معنے کلیں اعلےٰ کوٹھیاں۔

خلق الاوّلین ۔ اولڈ فیشن باتیں ہیں۔

تنحتون من الجبال بیوتا ۔ پہاڑوں پر کوٹھیاں بناتے ہو۔

انت من المسحّرین ۔ یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے۔ (۲) تم پر کوئی جادو کر گیا (۳) تو جادو دیا گیا ہے۔ تقریر لطیف کرتا ہے۔

مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ سورہ الشعراء ۔ رکوع ۱۳-۱۴)

چار چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں (۱) غضب جس سے اس وقت ہوش حواس باطل ہو جاتے ہیں اس کے پانچ علاج ہیں (۱) چلتا ہوا ٹھہر جاتے ۔ ٹھہرا ہوا بیٹھ جاوے (۳) بیٹھا ہوا لیٹ جاوے (۴) لاحول پڑھے (۵) بائیں طرف تھوک دیوے ۔ ٹھنڈا پانی پی لے۔

(۲) شہوت ۔ النساء حبائل الشیطان ۔ شہوت نے بہت سی مخلوق کو ہاویہ میں ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من یضمن لی ما بین لحییتیہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ

وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے ۔ اور وہ جو رانوں کے درمیان ہے اگر تم ان پر قابو پالو ۔ تو میں تمہارے جنت کا ذمہ وار ہوتا ہوں۔

جو لوگ شہوت کا خیال رکھتے ہیں وہ جریان میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ تطہر حافظہ دل کا حوصلہ ۔ تمام طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ یہ شہوانی نظر کا نقصان ہے ۔ جو اس سے آگے بڑھے۔ وہ سوزاک ۔ آتشک میں گرفتار ہوتے ہیں۔

۳ ۔ حرص وطمع دنیوی ۔ اس میں نہ حلال کو دیکھنے نہ حرام کو نہ دیانت نہ امانت اپنے لئے سب کچھ حلال دوسرے کو اس کا حق دینا بھی بار خاطر۔

۴ ۔ کسل و کاہلی ۔ مسلمانوں میں یہ مرض آج کل بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ نمازیں ابن حزم کا مذہب یہ ہے۔ کہ دعا اللّٰھُمَّ انی اعوذ بک من العجز والکسل کو فرض سمجھتے ہیں۔

عجز کے معنے ہیں اسباب کا جمع نہ ہونا ۔ کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا

فرحوا بما عندہم من العلم ۔ دوسرے کی تحقیر اور اپنے تئیں بہت کچھ [illegible]

لَنَکُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْن ۔ جب ناصح نے بے جا شہوت سے روکا ۔ تو غضب یہ دوسرا جرم ہے۔

اصحٰب الایکۃ ۔ ایک ندی کو کہتے ہیں ۔ جو بہتی ہو ۔ بن بھی ترجمہ کیا ہے۔

اوفوا الکیل ۔ یہ حرص طمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔

مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ سورہ الشعراء ۔ رکوع ۱۵)

عربی مبین ۔ کھول کھول کر سنانے والی۔

لفی زبر الاولین ۔ دیکھو یسعیاہ کے باب ۲۸ و ۵۹ کو۔

عن السمع لمعزولون ۔ قرآن ایسی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کی بھی برداشت نہیں کر سکتا ۔ چہ جائیکہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

وانذر عشیرتک الاقربین ۔ مومن پر لازم ہے ۔ کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقربا کو سمجھائے ۔ اور ان کو سمجھانا تلوار کی دھار پر چلنا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقربا کو خوب سمجھایا ۔ پہلے دعوت کی ۔ موقعہ نہ ملا ۔ پھر دعوت کی ۔ اور انھیں وعظ کیا ۔ پھر جو کسر رہی ۔ تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بنام پکارا ۔ یہاں تک کہ صبح سے لیکر عصر کی نماز کا وقت آ گیا ۔ عصر کے بعد کہا ۔ کہ اگر ہم کہدیں کہ مکہ پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے۔

تو تم میری بات کا یقین کرو ۔ یا نہیں ۔ بعضوں نے کہا ۔ کیوں نہیں کہ آپ صادق ہیں اس پر آپ نے کہا انا النذیر العریان ۔ میں ڈرانیوالا ہوں ۔ دیکھو تم پر عذاب الٰہی آنے والا ہے ۔ اپنی عاقبت کی فکر کرو ۔ اور اپنے تئیں شیطانی اعمال سے سنبھالو۔

میں بھی عصر کے بعد تمھیں نصیحت کرتا ہوں ۔ کہ اپنے تئیں بے جا غضب بے جا شہوت ۔ کسل و کاہلی ۔ حرص وطمع سے بچالو ۔ اسوقت صحابہؓ کی طرح تمہیں مرنے کا سامنا نہیں ۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے ۔ تم قلم چلاؤ ۔ تقریر کرو ۔ مگر خدا کی رضامندی کے لئے۔

والشعراء ۔ وہ لوگ بڑا جو بہادری ۔ مروت ۔ تواضع رحم کی تعریفیں کرتے ہیں ۔ مگر خود اپنے اندر وہ باتیں پیدا نہیں کرتے ۔ اور جس کی مذمت کرتے ہیں ۔ اس سے خود بچتے نہیں۔

ما ظلموا ۔ اسوقت ہم پر یہ ظلم ہو رہا ہے کہ اللہ پر اس کے رسول پر اس کی مطہر بیبیوں پر خطرناک حملے ہوتے ہیں ۔ اوّل عیسائیوں کی طرف سے پھر برہموؤں کی طرف سے ۔ پھر آریوں کی طرف سے ان کی تردید کیجائے

یہاں سورہ الشعراء کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اُنیسواں ۱۹

سورۃ النمل رکوع ۱۶

(مورخہ ۵ جون سنہ ۱۹۱۰ء)

طس۔ ط سے لطیف ... لطیف کے ہیں اور س سے سمیع ...
ابن جریر نے اسی سورۃ نمل میں بیان کیا ہے۔
مبین۔ کھول کر سنانے والی۔

زینّا لھم اعمالھم۔ ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے صحیح معنے یہ ہیں۔ جو کام خدا ان کو کرنا چاہیے تھا نہیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے مگر جیسا کہ اندھا کسی خوبصورتی کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس واسطے بداعمالی میں پڑے ہیں۔

اذقال موسیٰ۔ یہ بیان یہ بات سمجھانے کے لئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن۔ تیری کسی قسم کی خواہش سے دیا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ کو پیغمبری دی۔

لاھلہ۔ اپنے ساتھ والے کو۔ اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں انی انست۔ معلوم ہوتا ہے کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔

ان بورک من فی النار۔ برکت دیا گیا ہے۔ وہ شخص جو آگ کی طلب و جستجو میں ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

الق عصاک۔ اپنا عصا رکھ دو۔

جآنّ۔ سانپ

لاتخف۔ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ۔ اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا۔ کہ تو اکیلا نہیں رہیگا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔

الّا۔ اس الّا پر بڑی بحثیں ہیں۔ بعض کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ الّا منقطع مانتے ہیں۔ یہ الّا بمعنے واؤ کے ہے۔

ادخل یدک۔ یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اسمیں سمجھایا گیا۔ کہ ہم تجھے روشن تعلیم دینگے جسمیں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تسع ایٰت۔ عصا۔ ید بیضا۔ جراد۔ ضفادع۔ دم۔ مری۔ جسمیں اکلوتے بیٹے مارے گئے۔ طمس اموال۔ طوفان۔

مورخہ ۱۱ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ النمل رکوع ۱۷)

اتینا داؤد و سلیمٰن علماً۔ علم۔ حصول خرچ۔ صحت دماغ۔ استاد۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضل الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا جب تک جاذب و مانع نہ ہوں۔ آتینا اسی واسطے فرمایا۔

وقالا الحمد للہ۔ ہمارا ذریعہ حصول علم کا حمد و شکر ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم

وورث سلیمٰن۔ یوں تو حضرت داؤد کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمان ہی ہوئے۔

منطق الطیر۔ ایک منطق الطیر۔ اس علم کا نام ہے۔ جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے دوسرا وہ جو حکماء رکھو۔ تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے

وادالنمل۔ طائف کے پاس سونے کے ذرات نکلنے کا ایک نالہ ہے۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں۔ مثل مور کش۔ بنے۔ چوہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون رشید کے آگے ایک عورت نے نمیلی پیش کی اور کہا۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمان بھی آئے تھے۔

قاموس میں برکہ کے آگے لکھا ہے۔ کہ البرکۃ من میاہ نملۃ۔

وھم لایشعرون۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے۔ کہ پہلے لایحطمنکم کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لایشعرون سے ازالہ کر دیا۔ شیعہ پر افسوس کہ نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ نبی پر نہیں رکھتے۔

لا اری الھدھد۔ برآید در جہان کارے ز کارے۔

طیر کا جائزہ لیتے بات میں بات یاد آگئی۔ اور اس شخص کی نسبت سوال کیا۔

انہ من سلیمان۔ یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔

۱۲ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ النمل رکوع ۱۸)

حضرت سلیمان کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے۔ کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک عورت

ربِّ انَّ قومی کذبون ۔ یہ لتکونن من المرجومین کے مقابلہ میں انبیاء کا ہتھیار ہے۔

واطیعون ۔ جولوگ نبیون کی اطاعت کے منکر ہین وہ غور کرین ۔ یہان تو رسول بمعنے کتاب اللہ نہین ہو سکتا۔

اتبنون ۔ وہ قوم اسٹیچو اور عالی شان مکان بناتی تھی۔

ریع ۔ شرف (اونچی جگہ) طریق (رستے) منظر ۔ (عمدہ نظارے کی جگہ)

مصانع ۔ جمع مصنع جس کے معنے کلین اعلےٰ کوٹھیان ۔

خلق الاولین ۔ اولڈ فیشن باتین ہین۔

تنحتون من الجبال بیوتا ۔ پہاڑون پر کوٹھیان بناتے ہو۔

انت من المسحرین ۔ یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے ۔ (۲) تم پر کوئی جادو کر گیا (۳) تو جادو دیا گیا ہے ۔ تقریر لطیف کرتا ہے ۔

مورخہ ۷ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ سورہ الشعراء ۔ رکوع ۱۳ ۔ ۱۴)

چار چیزین بڑی نقصان دہ ہین (۱) غضب جس سے اسوقت ہوش حواس باطل ہوجاتے ہین اس کے پانچ علاج ہین (۱) چلتا ہوا ٹھہر جاوے ۔ ٹھہرا ہوا بیٹھ جاوے (۳) بیٹھا ہوا لیٹ جاوے (۴) لاحول پڑھے (۵) بائین طرف تھوک دیوے ۔ ٹھنڈا پانی پی لے۔

(۲) شہوت ۔ النساء حبائل الشیطان ۔ شہوت نے بہت سی مخلوق کو ہاویہ مین ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ من یضمن لی ما بین لحییتہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ

وہ چیز جو دو جبڑون کے درمیان ہے ۔ اور وہ جو رانون کے درمیان ہے اگر تم ان پر قابو پالو ۔ تو مین تمہارے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون۔

جولوگ شہوت کا خیال رکھتے ہین وہ جریان مین مبتلا ہو جاتے ہین ۔ تقطیر حافظہ دل کا حوصلہ ۔ تمام طاقتین کمزور ہو جاتی ہین ۔ یہ شہوانی نظر کا نقصان ہے ۔ جو اس سے آگے بڑھے ۔ وہ سوزاک ۔ آتشک مین گرفتار ہوتے ہین۔

۳ ۔ حرص وطمع دنیوی ۔ اس مین نہ حلال کو دیکھنے نہ حرام کو نہ دیانت نہ امانت اپنے لئے سب کچھ حلال دوسرے کو اس کا حق دینا بھی بار خاطر۔

۴ ۔ کسل وکاہلی ۔ مسلمانون مین یہ مرض آج کل بہت ہی بڑھا ہوا ہے ۔ نماز مین ابن حزم کا مذہب یہ ہے ۔ کہ دعا اللّٰھمّ انی اعوذبک من العجز والکسل کو فرض سمجھتے ہین۔

عجز کے معنے ہین اسباب کا جمع نہ ہونا ۔ کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا

۵ ۔ فرحوا بما عندہم من العلم ۔ دوسرے کی تحقیر اور اپنے تئین بہت کچھ سمجھنا ۔ اور اپنے علم پر نازان ہونا۔

ان رکوعون مین انہی باتون کا ذکر ہے ۔

لتکونن من المخرجین ۔ جب ناصح نے بیجا شہوت سے روکا ۔ تو غضب بڑھا یہ دوسرا جرم ہے۔

اصحب الایکۃ ۔ ایک ندی کو کہتے ہین ۔ جو بہتی ہو ۔ بن بہی ترجمہ کیا ہے۔

اوفوا الکیل ۔ یہ حرص وطمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔

مورخہ ۸ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹ ۔ سورہ الشعراء ۔ رکوع ۱۵)

عربی مبین ۔ کھول کھول کر سنانے والی۔

لفی زبر الاولین ۔ دیکھو یسعیاہ کے باب ۴۲ و ۴۵ کو۔

عن السمع لمعزولون ۔ قرآن ایسی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کی بھی برداشت نہین کرسکتا ۔ چہ جائے کہ دوسرون کو اس کی تعلیم دے۔

وانذر عشیرتک الاقربین ۔ مومن پر لازم ہے ۔ کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقربا کو سمجھائے ۔ اور ان کو سمجھانا تلوار کی دہار پر چلنا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقربا کو خوب سمجھایا ۔ پہلے دعوت کی ۔ موقعہ نہ ملا ۔ تو پھر دعوت کی ۔ اور انھین وعظ کیا ۔ پھر جو کسر رہی ۔ تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بنام پکارا ۔ یہان تک کہ صبح سے لیکر عصر کی نماز کا وقت آگیا ۔ عصر کے بعد کہا ۔ کہ اگر ہم کہدین کہ مکہ پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے ۔ تو تم میری بات کا یقین کرو ۔ یا نہین اونھون نے کہا ۔ کیون نہین کہ آپ صادق ہین اس پر آپ نے کہا انا النذیر العریان ۔ مین ڈرانیوالا ہون ۔ دیکھو ۔ تم پر عذاب ابھی آنے والا ہے ۔ اپنی عاقبت کی فکر کرو ۔ اور اپنے تئین شیطانی اعمال سے بچالو۔

مین بھی عصر کے بعد تمھین نصیحت کرتا ہون ۔ کہ اپنے تئین ۔ بے جا غضب شہوت ۔ کسل وکاہلی ۔ حرص وطمع سے بچالو ۔ اسوقت صحابہ رض کی طرح تمہین لڑنے کا سامنا نہین ۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے ۔ تم قلم چلاؤ ۔ تقریر کرو ۔ مگر خدا کی رضامندی کے لئے۔

والشعراء ۔ وہ لوگ بڑا جو بہادری ۔ مروت ۔ تواضع رحم کی تعریفین کرتے ہین ۔ مگر خود اپنے اندر وہ باتین پیدا نہین کرتے ۔ اور جس کی مذمت کرتے ہین ۔ اس سے خود بچتے نہین۔

ما ظلموا ۔ اسوقت ہم پر یہ ظلم ہو رہا ہے کہ اللہ پر اس کے رسول پاک پر اس کی مطہر بیبیون پر خطرناک حملے ہوتے ہین ۔ اوّل عیسائیون کیطرف سے پھر برہموؤن کی طرف سے ۔ پھر آریون کیطرف سے ان کی تردید کیجاوے

یہان سورہ الشعراء کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اُنیسواں

سورۃ النمل رکوع ۱۶

(مورخہ ۹ر جون سنہ ۱۹۱۰ء)

طٰس۔ طٰ کے معنے صاحب نے لطیف کئے ہیں اور س کے معنے سمیع ابن جریر نے اسی سورۃ نمل میں بیان کیا ہے۔

مبین۔ کھول کر سنانے والی۔

زینّا لھم اعمالھم۔ ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے صحیح معنے یہ ہیں۔ جو کام بندوں کو کرنا چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے مگر جیسا کہ اندھا کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسواسطے بداعمالی میں پڑے ہیں۔

اذقال موسیٰ۔ یہ بیان یہ بات سمجھانے کے لئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن۔ تیری کسی قسم کی خواہش کے سوا دیا ہے۔ جیسا کہ موسےٰ کو پیغمبری دی۔

لاھلہ۔ اپنے ساتھ والے کو اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں انی اٰنست۔ معلوم ہوتا ہے کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔

ان بورک من فی النار۔ برکت دیا گیا ہے۔ وہ شخص جو آگ کی طلب و جستجو میں ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

الق عصاک۔ اپنا عصا رکھ دو۔

جانٌ۔ سانپ

لا تخف۔ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کلّما اوقدوا ناراً للحرب اطفأھا اللہ۔ اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا۔ کہ تو اکیلا نہیں ہوگا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔

اِلّا۔ اس الّا پر بڑی بحثیں ہیں۔ بعض کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ اِلّا منقطع نہیں ہوتا۔ یہ اِلّا بمعنے واؤ کے ہے۔

ادخل یدک۔ یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اسمیں سمجھایا گیا۔ کہ ہم تجھے روشن تعلیم دینگے جسمیں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تسع اٰیات۔ عصا۔ ید بیضاء۔ جراد۔ ضفادع۔ دم۔ قحط۔ جس میں اکلوتے بیٹے مارے گئے۔ طمس اموال۔ طوفان۔

مورخہ ۱۱۔ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ النمل رکوع ۱۷)

اٰتینا داؤد و سلیمٰن علماً۔ علم۔ حصول خرچ۔ صحت دماغ۔ اُستاد۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضل الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا جس کی جاذب یہ باتیں ہیں۔ اٰتینا اسیواسطے فرمایا۔

وقالا الحمد للہ۔ دوسرا ذریعہ حصول علم کا حمد و شکر ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم

ورث سلیمٰن۔ یوں تو حضرت داؤد کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمان ہوئے۔

منطق الطیر۔ ایک منطق الطیر۔ اس علم کا نام ہے۔ جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے دوسرا وہ جو حکماء کو۔ تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے

واد النمل۔ طائف کے پاس سونے کے ذرات نکلنے کا ایک نالہ ہے۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیڑے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں۔ مثل مورکش۔ نبے۔ چوہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون رشید کے آگے ایک عورت نے تفصیل پیش کی اور کہا۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمان بھی آئے تھے۔

قاموس میں برکے آگے لکھا ہے۔ کہ البرکۃ من میاہ نملۃ۔

وھم لا یشعرون۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے۔ کہ پہلے لا یحطمنکم کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لا یشعرون سے ازالہ کر دیا۔ شیعہ پر افسوس کہ وہ نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ نبی پر نہیں رکھتے۔

ما لی لا اری الھدھد۔ بر آید در جہان کارے ز کارے۔

طیر کا جائزہ لیتے بات میں بات یاد آگئی۔ اور اس شخص کی نسبت سوال کیا۔

انہ من سلیمان۔ یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔

۱۲ر جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ النمل رکوع ۱۸)

حضرت سلیمان کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے۔ کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک عورت

ربّ انّ قومی۔ یہ لنکونن من المرجومین کے مقابلہ میں انبیار کا ہتھیار ہے۔

واطیعون۔ جولوگ نبیون کی اطاعت کے منکر ہین وہ غور کرین۔ یہان تو رسول بیسنے کتاب اللہ نہین ہوسکتی۔

اتبنون۔ وہ قوم اسٹیپجو اور عالی شان مکان بناتی تھی۔

ریع۔ شرف (اونچی جگہ) طریق (رستے) منظر۔ (عمدہ نظارے کی جگہ)

مصانع۔ جمع مصنع جس کے معنے کلین اعلے کوٹھیان۔

خلق الاولین۔ اولڈ فیشن باتین ہین۔

تنحتون من الجبال بیوتا۔ پہاڑون پر کوٹھیان بناتے ہو۔

انت من المسحرین۔ یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے۔ (۲) تم پر کوئی جادو کرگیا (۳) تو جادو دیا گیا ہے۔ تقریر لطیف کرتا ہے۔

مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الشعرار۔ رکوع ۱۳۔۱۴)

چار چیزین بڑی نقصان دہ ہین (۱) غضب جس سے ایسے وقت ہوش حواس باطل ہوجاتے ہین اس کے پانچ علاج ہین (۱) چلتا ہوا ٹھہر جائے۔ ٹھہرا ہوا بیٹھ جائے (۳) بیٹھا ہوا لیٹ جاوے (۴) لاحول پڑھے (۵) بائین طرف تھوک دیوے۔ ٹھنڈا پانی پی لے۔

(۲) شہوت۔ النسار حبائل الشیطان۔ شہوت نے بہت سی مخلوق کو ہاویہ مین ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من یضمن لی مابین لحییتیہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ

وہ چیز جو دو جبڑون کے درمیان ہے۔ اور وہ جو رانون کے درمیان ہے اگر تم ان پر قابو پالو۔ تو مین تمہارے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون۔

جو لوگ شہوت کا خیال رکھتے ہین وہ جریان مین مبتلا ہوجاتے ہین۔ نظر۔ حافظہ دل کا حوصلہ۔ تمام طاقتین کمزور ہوجاتی ہین۔ یہ شہوانی نظر کا نقصان ہے۔ جو اس سے آگے بڑھے۔ وہ سوزاک۔ آتشک مین گرفتار ہوتے ہین۔

۳۔ حرص وطمع دنیوی۔ اس مین نہ حلال کو دیکھنے نہ حرام کو۔ نہ دیانت نہ امانت اپنے لئے سب کچھ حلال دوسرے کو اس کا حق دینا بھی بار خاطر۔

۴۔ کسل وکاہلی۔ مسلمانون مین یہ مرض آج کل بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ نمازین ابن حزم کا مذہب یہ ہے۔ کہ دعا اللّٰھمّ انی اعوذبک من العجز والکسل کو فرض سمجھتے ہین۔

عجز کے معنے ہین اسباب کا جمع نہ ہونا۔ کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا

۵۔ فرحوا بما عندہم من العلم۔ دوسرے کی تحقیر اور اپنے تئین بہت کچھ سمجھنا اور اپنے علم پر نازان ہونا۔

ان رکوعون مین انہی باتون کا ذکر ہے۔

لتکونن من المخرجین۔ جب ناصح نے بے جا شہوت سے روکا۔ تو غضب پر دوسرا جرم ہے۔

اصحب الایکۃ۔ ایک ندی کو کہتے ہین۔ جو بہتی ہو۔ بن بھی ترجمہ کیا ہے۔

اوفوا الکیل۔ یہ حرص وطمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔

مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ الشعرار۔ رکوع ۱۵)

عربیّ مبین۔ کھول کھول کر سنانے والی۔

لفی زبر الاولین۔ دیکھو یسعیاہ کے باب ۲۸ و ۲۹ کو۔

عن السمع لمعزولون۔ قرآن ایسی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کی بھی برداشت نہین کرسکتا۔ چہ جائے کہ دوسرون کو اس کی تعلیم دے۔

وانذر عشیرتک الاقربین۔ مومن پر لازم ہے۔ کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقربار کو سمجھائے۔ اور ان کو سمجھانا تلوار کی دہار پر چلنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقربار کو خوب سمجھایا۔ پہلے دعوت کی۔ موقعہ نہ ملا۔ پھر دعوت کی۔ اور انھین وعظ کیا۔ پھر جو کسر رہی۔ تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بنام پکارا۔ یہان تک کہ صبح سے لیکر عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ عصر کے بعد کہا۔ کہ اگر ہم کہدین کہ مکہ پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے۔

تو تم میری بات کا یقین کرو۔ یا نہین انھون نے کہا۔ کیون نہین کہ آپ صادق ہین اس پر آپ نے کہا انا النذیر العریان۔ مین ڈرانیوالا ہون۔ دیکھو۔ تم پر عذاب آنے والا ہے۔ اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ اور اپنے تئین شیطانی اعمال سے بچالو۔

مین بھی عصر کے بعد تمھین نصیحت کرتا ہون۔ کہ اپنے تئین بیجا غضب شہوت۔ کسل وکاہلی۔ حرص وطمع سے بچالو۔ اسوقت صحابہؓ کی طرح تمہین موت کا سامنا نہین۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے۔ تم قلم چلاؤ۔ تقریر کرو۔ مگر خدا کی رضامندی کے لئے۔

والشعرآء۔ وہ لوگ بد جو بہادری۔ مروت۔ تواضع رحم کی تعریفین کرتے ہین۔ مگر خود اپنے اندر وہ باتین پیدا نہین کرتے۔ اور جس کی مذمت کرتے ہین۔ اس سے خود بچتے نہین۔

ما ظلموا۔ اسوقت ہم پر یہ ظلم ہو رہا ہے کہ اللہ پر اس کے رسول پر اس کی مطہر بیبیون پر خطرناک حملے ہوتے ہین۔ اوّل عیسائیون کیطرف سے پھر برہموؤن کی طرف سے۔ پھر آریون کیطرف سے ان کی تردید کیجائے

یہان سورۃ الشعرار کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۰ امن خلق

پارہ بیستوال

(رکوع اوّل)

سورہ النمل رکوع ۲۰

مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۱۰ء

ہر انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے سے بڑے اور زبردست کی بات کا پاس کرتا ہے اللہ اس رکوع میں اپنے علم اپنی قدرت وطاقت کا ذکر کرتا ہے۔

جعل الارض قرارا۔ زمین گردش کھاتی ہے۔ مگر ہم آرام سے بیٹھے ہیں۔ اسی ذات پاک نے زمین کو قرار بنایا۔

امن یجیب المضطر۔ یہاں علما زمانی فہم کو سمجھاتا ہے

ثم یعیدہ۔ اسکی نسل بار بار بناتا ہے۔

بل ادرک۔ ختم ہوچکا ہے ان کا علم در بارۂ آخرۃ

۱۶ رجون ۱۹۱۰ء -

(پارہ ۲۰ رکوع ۲)

بڑی غفلت کا موجب ہے۔ جزا وسزا کا انکار یہی تمام غفلتوں کی جڑ ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنے کی جرات کی ہے۔ گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

قل سیروا فی الارض - یہ ان ہذا الا اساطیر الاولین کا جواب ہے۔ کہ تم جا بجا دیکھو۔ کہ دنیا میں منکران قیامت کا کیا انجام ہوا۔ جس سے آخرۃ کا حال ظاہر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے کشتوں پر فرمایا۔ ھل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا۔ فقد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا۔

یقولون متی ھذا الوعد۔ دوسرے مقام پر ہذا الفتح ہے۔

ردف لکم۔ یعنے میرے نکلنے کے پیچھے ہی تم پر عذاب ہوگا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لکم میعاد یوم۔ اور ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ فرمایا۔ یوم سے مراد ایک سال ہے۔ یسعیاہ نبی نے باب میں فرمایا ہے۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ وہاں لکھا ہے کہ ایک سال میں قیدار کے بہادر گھٹ جاوینگے۔

الا فی کتب مبین۔ خدا کی حفاظت میں ہے۔

ھم فیہ یختلفون۔ سب سے بھاری اختلاف مسیح کی آمد کے متعلق تھا۔ اس بارہ میں بھی یہی اختلاف ہے۔ قرآن شریف نے اسے صاف کر دیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ تہا۔ کہ نبوت والہام بنی اسرائیل میں محدود ہے۔ اس زمانہ میں بھی کہتے ہیں کہ سوائے بنی فاطمہ کے کسی میں مہدی نہیں آسکتا۔ لیکن جیسے بنی اسحٰق کی بجائے بنی اسمٰعیل نبی آیا۔ ایسے ہی اس زمانہ میں بہی امام آیا۔

انک لاتسمع الموتی۔ یہاں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مردے نہیں سنتے یہ صحیح نہیں۔

وقع القول علیھم۔ صحابہ نے اس کے متعلق فرمایا اذا ترک الامر بالمعروف واذا لم یعرفوا معروفا ولم ینکروا منکرا۔ جب خود نیکی نہ کریں اور نہ دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیں اور جب ایسا وقت آجاوے کہ نہ خود بدی چھوڑیں نہ دوسرے کو روکیں تو اسوقت عذاب آتا ہے۔

دآبۃ من الارض۔ پس ایسی قوم کے لئے زمین سے کیڑا پیدا کرتے ہیں یہ کیڑا میرے یقین میں طاعون کا ہے) اسکی نسبت لکھا ہے وہ جن ہے جو چبھ لگاتا ہے۔ وہ عورت کی شکل ہے۔ وہ ہاتھی زیبر کی طرز کا ہے۔ اس پر لوگ ہنسی اڑاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سیدہی بات ہے۔ آفات کا نظارہ جب قبل از وقت لوگوں کو دکھاتا ہے۔ تو بعضوں کو وہ نظارہ ہاتھی کی شکل میں بعض کو بدشکل عورت کی شکل میں دکھاتا ہے۔ پس یہ تمام اس بلا کے روحانی نظارے ہیں۔ میں نے خود خواب میں طاعون کو ایک وقت میں ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھا۔

تکلمھم ۔ زخمی کرتا ہے انکو۔

مورخہ ۱۸ جون ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۳)

ویوم نحشر۔ خود جرم کا احساس ایک سزا ہے۔ پھر حاکم کو پتہ لگ جانا اس سے بڑھ کر پھر مجرموں کا ٹولی میں بٹھا یا جانا اس سے بڑھ کر سزا ہے۔

فھم یوزعون۔ بند کئے گئے سارے کے سارے اول سے آخر تک یہی معنے ہیں

ولم تحیطوا بھا علما۔ اکثر صداقت کا انکار اسیوجہ سے ہوتا ہے۔ الانسان عدو لما جھل۔

وقع القول علیھم۔ انپر فرد جرم لگ جائیگا۔

بما ظلموا۔ شرک کیا (۲) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا اور معروف ومنکر کو نہ سمجھا۔

لا ینطقون۔ دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ مجرم کچھ عذر کریں گے۔ چونکہ حالات مختلف ہیں۔ اس لئے مختلف حالتوں کا ذکر کیا۔ بعض مجرم سزا دیکھ کر بولنے کی طاقت نہیں پاتے۔

والنھار مبصرا۔ جس طرح ایک وقت رات ہوتی ہے اور دوسرے وقت دن۔ اسیطرح ایک وقت قوموں پر آتا ہے۔ کہ سب چپ چاپ ہوتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت نہیں

کے عشق میں مبتلا ہو کر بت پرست بھی ہو گئے۔

قرآن کریم ایسے تمام مطاعن کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے بے ہودہ و مضر قصص سے تمام راستبازوں کی ذات ستودہ صفات پر حملہ ہوتا ہے۔ اس جگہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ عورت خود بھی مشرک نہ تھی۔ چہ جائیکہ حضرت سلیمان ایسے ہوتے۔

افتونی فی امری۔ یہ ہر ایک ساد تمند دانشور انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ اہم امور میں مشورہ کر لیتا ہے۔

فلما جاء۔ ہدیۃ سے ہدیہ لیجانے والے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جاء کا فاعل وہی ہے۔

قال یا ایھا الملأ۔ ان دنوں میں حضرت سلیمان طائف میں تھے۔ درمیانی بیان ہے کہ صلح ہوئی۔ اور یہ کہ وہ حضرت سلیمان کے نکاح میں آوے۔

یاتینی بعرشھا۔ یہ اس لئے کہ جب اس ملکہ نے آنا تھا۔ تو اس کے لئے تخت بھی چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے تخت جیسا تخت پا کر کچھ دل میں محسوس نہ کرے۔

انا آتیک۔ میں ایسا بنا لاتا ہوں۔

لقوی امین۔ اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔

قبل ان یرتد الیک طرفک۔ سرکاری معاملہ۔ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے اسے طرف کہتے ہیں (۲) بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے۔ تو اسے طرف کہتے ہیں۔ (۳) عربی زبان میں یمن سے جو قاصد آوے اسے طرف کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ عرب کے ایک طرف پر ہے۔ پس معنے ہوئے کہ قبل اس کے کہ یمن کے لوگ آئیں۔ یا آپ کو جن کے آنے کا خیال ہے۔ وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول ہو۔

نکروا لھا عرشھا۔ اس تخت کو ایسا بناؤ۔ کہ اسے اپنا تخت ناپسند ہو جاوے۔

کانہ ھو۔ یہ اس کی دانشمندی کی دلیل ہے۔ کہ وہ کہ نہیں ہوا۔ کہہ دیا گویا کہ ایسا ہی ہے۔ حالانکہ انہوں نے نکروا لھا تک نوبت پہنچا دی تھی۔

ادخلی الصرح۔ محل دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح ایک وعظ کیا۔

کشفت عن ساقیھا۔ اس کے معنے ہیں "گھبرا گئی" خوب یاد رکھو۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ سورج کو تیری قوم جو پرستش کرتی ہے۔ وہ ایسی ہی غلطی میں گرفتار ہے جس طرح یہ شیشہ ہے۔ اور اس کے نیچے پانی ہے۔ ایسا ہی سورج کو روشنی دینے والا ایک اور نور ہے۔ اصل وہی ذات ہے۔

۱۳ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورۃ النمل۔ رکوع ۱۹)

اعبدوا اللہ۔ کامل محبت۔ کامل فرمانبرداری۔ کامل تضرع ایک ہی ذات پاک کے لئے ہو۔ جس کا نام اللہ ہے۔

فریقان۔ ایک ماننے والے ایک منکر۔

طیرنا بک۔ برا حصہ اٹھایا ہے۔ ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے۔

فی المدینۃ تسعۃ رھط۔ یہ مکہ والوں کو سنایا جاتا ہے۔ کہ مکہ میں بھی نو ہی تھے۔ ان کے نام۔ ابوجہل [1]۔ ولید [2]۔ نضر [3]۔ عتبہ [4]۔ شیبہ [5]۔ امیہ [6]۔ ابی [7]۔ عقبہ [8]۔ حرث بن عامر [9]

مکروا مکرا۔ بڑی باریک تدبیریں کیں۔ وہ خیر الماکرین ہے اس کی تدبیریں خیر و برکت کی ہوتی ہیں۔

ان فی ذلک لآیۃ۔ مکے والوں کو سمجھایا۔ کہ تم بھی ایسی ہی تدبیروں کے درپے ہو۔ مگر وہی انجام ہو گا۔ جو صالح کے مخالفوں کا ہوا۔ سب تباہ ہوئے۔

یتطھرون۔ جو شہوت رجال سے بچے۔ اسے عربی زبان میں متطہر کہتے ہیں۔

اس جگہ انیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

(الحمد للہ رب العالمین)

کردی ہے۔ آپ نے فرمایا جب کسی گاؤں میں داخل ہوناہو۔ تو یہ دُعا پڑہو۔
اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا (ثَلٰثًا)
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔

اس دُعا کو مین نے خوب آزمایا ہے۔ مین ہمیشہ اس کے ذریعے لوگون کی نظرون مین محبوب بناہون اور خود شریر النفس لوگون کے شر سے محفوظ رہا۔
القوی۔ باوجود اجنبی ہونے کے ان چرواہون کی پرواہ نہ کرکے پانی پلادیا۔
الامین۔ ہم جوان لڑکیان تھین۔ مگر بہت ہی پاک رہا۔ اور پہر کوئی طمع نہین کیا
ان تاجرنی ثمنی حجج۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن مین آئے۔ اور دو برس بعد یعنی دس برس پر فتح کیا۔
ذلک بینی وبینک۔ ہند وتو یہان لڑکی مین۔ وہان سے پانی بہی حرام سمجھتے مین۔ ان کی دیکہا دیکہی بعض مسلمان بہی ایسا ہی کرتے ہین میرے نزدیک داماد سے کچھ لینا جائز ہے۔ مؤمنون نے لکہا ہے نبوت کی تیاری کے لئے آپ اِتنے برس رکھے گئے۔

مؤرخہ ۲۲ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۷۔ سورہ قصص رکوع ۴)

جولوگ منصوبے باندھنے کے عادی ہین۔ کہ یون کرین گے اور پہر یون کرینگے پہر یون ہوجائے گا۔ یہ سب نامراد رہتے ہین۔ شیخ چلی کی کہانی۔ ہمارے ملک مین کسی پاک نے بنائی ہے۔ یہ ایسے لوگون کے لئے عبرت دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگون کے شامل حال رہتاہے۔ جو حضرت موسیٰ سی طبیعت رکھتے ہین آپ کے اندر کوئی خواہش نہ تہی۔ کہ مین نبی بن جاؤن اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔
لاھلہ۔ اپنے ساتھ والون کو کہا۔ یون ترجمہ مین نے اِسلئے کیا کہ تورات کے بیان مین جو الجھن ہے وہ دور ہوجائے۔
لعلی آتیکم منھا۔ ان امراء کے لئے یہ نمونہ شرم دلانے والا ہے دیکھو باہمہ قافلہ خود کام فرماتا ہے اور اپنے کسی خدمتگار کو نہین کہتا۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی ایسا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کرام کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تھے۔ سب نے اپنے اپنے ذمے ایک ایک کام لیا آپ نے فرمایا۔ مین تم سب کے لئے لکڑیان لے آتا ہون۔ چنانچہ آپ لائے۔ یہ خصلت ہے نبیون کی۔ اب تو ذرا کسی کی تنخواہ بڑہ جائے۔ تو وہ معمولی کام کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔
[illegible] رغبت کی طرف سے یہ کہ نعوذ باللہ رغبت [illegible]

وان الق عصاک۔ یہ کشف کا وقت ہے۔
اللہ نے نظارہ دکہایا کہ مین تیرے ساتھ ایک جماعت کرون گا جو تیرے دشمنون کو سانپ کی طرح کہا جائے گی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی فرمایا کہ مجھے ایک بستی دکہائی گئی ہے۔ جو دوسری بستیون کو کہا جائے گی یعنی مدینہ
فی جیبک۔ اپنے جیب قمیصک تخرج بیضاء۔ اس کے معنے یہ ہین۔ کہ اللہ تمہین ایک کتاب دے گا جو بے عیب ہوگی اور روشن۔ اللہ نے فرمایا۔ انزلنا الیکم نورا مبینا۔ قرآن مجید بہی ایک ید بیضا ہے۔
ھو افصح منی۔ دیکھو انبیاء مین ہرگز عُجب نہین ہوتا کہ اپنے برابر یا اپنے سے کم کسی کو نہ گردانین
سنشد عضدک۔ یہ عربی کا محاورہ ہے مطلب یہ ہے۔ کہ ہم تیری مدد کرینگے
انہ لا یفلح الظالمون۔ پیشگوئی فرمائی کہ دیکھو ظالم مظفر ومنصور نہین ہونگے۔
گویا خدا فیصلہ کرے گا۔ کہ من جاء بالھدی کون ہے؟
ما علمت لکم من الٰہ۔ ہند مین شرک بہت ہین۔ مین نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ مشرکین بادشاہ کو سب سے بڑا دیوتا سمجھتے ہین۔ چنانچہ وہ کہتے ہین کہ بادشاہ سولہ کلان سپورن ہوتا ہے۔ اِسی بنا پر وہ فرعون کو آلہ سمجھتے ہین۔
یٰھامٰن۔ ہامان کوئی بڑا افسر ہے۔ انجینئر۔
فاجعل لی صرحا۔ یہ شرارت سے تمسخر کرتا ہے رب السمٰوات والارض پر۔ ہامان کو کہتا ہے کوئی رصدگاہ بناؤ۔ کہ دیکھین موسےٰ کا اس آلہ سے کیا تعلق ہے

مؤرخہ ۲۳ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۸ قصص رکوع ۵)

ولٰکن رحمۃ ربک۔ یہ رحمت ہے تیرے رب کی کہ تجھ کو غار حرا مین ندا دی تاکہ تو اپنی قوم کو ڈرائے آنے والے عذاب سے۔
لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ۔ یعنی موسےٰ والے اعجاز کیون نہین دکہاتا اکثر لوگون نے اسطرح ٹھوکر کھائی ہے۔
مسیح موعودؑ کو کہتے ہین کہ مسیح ہے تو مسیح والے معجزے کیون نہین دکہاتا۔ اِس کا جواب فرماتاہے کیا موسیٰؑ کے وہ نشانات دیکھ کر انکار کرنے والون نے انکار نہین کیا؟ پس منکرون کے لئے تو پہر بہی جائے انکار ہے۔
اتبع ھوٰہ۔ ہوا کے تابع ہونے سے اختلاف اُٹھتے ہین ورنہ اگر صدق۔ نیازمندی۔ پاک صحبت اور اللہ کی رضامندی ہو تو پہر اختلاف کیون ہو اور کیون اللہ کے مرسلون کا انکار کیا جاوے۔

مؤرخہ ۲۵ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ سیوان رکوع ۹۔ قصص رکوع نمبر ۶)

وصلنا لھم القول۔ اپنی سچائی اور سچائی کی باتون کو لگاتار ہم نے پہنچایا

رہ چپیر سہار شروع ہو جاتی ہے۔ اور آفتاب صداقت (نبی) کے طلوع سے نیک و بد نشیب و فراز کی تمیز ہو جاتی ہے۔

وتری الجبال۔ اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ یہ قیصر و کسرے کی سلطنتیں ایسی اڑینگی جیسے بادل کو ہوا اڑا دیتی ہے۔

بالحسنۃ۔ نبی کریم نے فرمایا ہے۔ افضلھا لا الٰہ الا اللہ (کلمۂ توحید) و ادنٰھا اماطۃ الاذیٰ عن الطریق۔

بالسیئۃ۔ بدی میں کفر و شرک سب سے بڑھ کر ہیں اور رستوں میں روک ادنےٰ درجہ۔

وان اتلوا القرآن۔ اب مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا ہے یہی تنزل کی جڑ ہے۔ کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہو گئے۔

یہاں سورۂ النمل کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۂ القصص رکوع اول

(پارہ ۲۰ رکوع ۴)

۱۹۔ جون ۱۹۱۰ء

آیت ۱۔ طسٓم۔ لطیف۔ سمیع۔ مجید۔ خدا۔

آیت ۲۔ مبین۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔ حلال کو حرام سے الگ کر دکھاتی ہے۔ پہلی کتب کی سچائی کو اس میں شامل شدہ باطل اور تحریف سے الگ کر دیتی ہے۔

آیت ۳۔ نتلوا علیک۔ بات کہنے کو تو موسیٰ و فرعون کی کہی ہے مگر دراصل (لقوم یؤمنون) مومنوں کو سمجھایا ہے۔ کہ تم باہمی جنگ و جدل نہ کرنا۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت ہی امن دوست تھے اس لئے فرمایا۔ لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم اعناق بعض۔ اور فرمایا القاتل والمقتول کلاھما فی النار۔ مگر افسوس ہے کہ بعض مسلمانوں میں پھر بھی باہم جنگ ہوتے۔

ونرید ان نمن۔ اسمیں سمجھایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے تئیں ضعیف بنالیں۔ غضب سے کام نہ لیں۔ ہم خود ان کے ناصر و معاون بن جاتے ہیں۔

ونجعلھم ائمۃ۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا کہ امام انسان اسوقت بنتا ہے۔ جبکہ لوگوں کو ہدایت دے اور صبر سے کام لے اور ہماری آیات پر یقین پیدا کرے۔ فرمایا۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون

ونجعلھم الوارثین۔ وہ شام وغیرہ کے وارث ہوئے۔

فالقیہ فی الیم۔ الہامی عبارت کو سمجھنے کے لئے ایک فہم سلیم دیا جاتا ہے اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ جھٹ پھینک دے۔ چنانچہ اسیوا سطے ام موسیٰ نے صندوق بنایا سوراخیں بند کیں۔ ساتھ ہی اس کی بہن کو روانہ کیا گویا ظاہری اسباب کی پوری رعایت رکھی اور الہام وحی الٰہی کی تعمیل بھی کی۔

آیت ۸۔ آل فرعون۔ فرعون کی لڑکی نے لیا۔

لیکون لھم عدواً۔ اس نے کس غرض کے لئے لیا یہ تو اسے معلوم ہوگا۔ خدا کا منشاء اس آیت سے ظاہر ہو گیا۔ ل نتیجہ کا ہے۔

آیت ۱۰۔ واصبح فواد ام موسیٰ فرغاً۔ لا تخافی ولا تحزنی کی وحی ہوا اور پھر ایک لمحہ گھبراہٹ کا اظہار کرے یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ موسےٰ کی طرف سے فارغ ہو گئی۔ یعنی مطمئن کیونکہ خدا نے اس کا ذمہ لیا تھا۔

لتبدی بہ۔ اس خوشی کا اظہار کر دے کہ خدا اس کا متکفل ہو گیا۔

مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۵۔ سورۂ قصص رکوع ۲)

حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو حکومت دینا چاہتا تھا۔ اس لئے بادشاہی گھر میں تربیت کا موقعہ دیا۔

حکماً۔ پکی باتیں۔

وکذٰلک نجزی المحسنین۔ اس میں سمجھایا کہ یہ حکم و علم کا دینا حضرت موسےٰ ہی سے خاص نہیں بلکہ جو محسن ہو خدا سے اس انعام سے بہرہ ور کرے گا۔ چنانچہ حضرت یوسف کے بیان میں بھی فرمایا۔ کذٰلک نجزی المحسنین۔

من عدوہ۔ قبطی تھا۔

ھذا من عمل الشیطان۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ تجھے شیطانی عمل کی سزا دی گئی ہے۔

ظلمت نفسی۔ اپنی جان کو مشکلات میں ڈال لیا۔

فاغفرلی۔ ستاری فرما یہ قتل فی الحال واضح نہ ہو۔

فغفرلہ۔ چنانچہ خدا نے ستاری کر لی۔ اور انہیں نکل جانے کا موقعہ مل گیا۔

بما انعمت علی۔ حضرت موسےٰ کہتے ہیں۔ یہ تیرا فضل ہے۔ پس میں ہمیشہ ظالم کا مقابلہ کروں گا۔ اور میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا کیونکہ اسوقت مجرم کو سزا اور مظلوم کی ہمدردی کرنے سے یہ قتل ہوا۔

یترقب۔ یہ آپکے چوکس ہونے کی دلیل ہے۔

انک لغوی مبین۔ جسے کل مدد دی تھی اسے کہا کہ تو بھی روز ہر ایک سے لڑتا رہتا ہے

قال یموسیٰ۔ اس مظلوم نے کہا۔

فاخرج۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی نکلنا پڑا۔ حضرت داؤد اور ابراہیم سے بھی یہی معاملہ ہوا۔

مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۶ سورۂ قصص رکوع ۳)

عسیٰ ربی ان یہدینی [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بیسواں

بقیہ رکوع نمبر ۱۲
(سورہ قصص رکوع ۹)
۲۹ جون سنہ ۱۹۱۰ء

لا یریدون علواً فی الارض۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے
لی نے حضرت ابوبکرؓ کے والد کو خبر پہونچائی۔ کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت
ہوگئے اس نے کہا کہ اسلام کی کیا حالت ہے۔ اس نے کہا ایک شخص اسکا قائم مقام ہوا
پا کہ مقام محمدؐ پر بیٹھنے والا کون شخص ہو سکتا ہے۔ اوس نے کہا کہ ابوبکر۔ پوچھا کون
بکر۔ کہا ابن ابی قحافہ۔ کہا کون۔ ابی قحافہ۔ اوس نے کہا تم بڑے تعجب سے پوچھا کہ
ہاشم کہاں گئے۔ اس نے کہا سب نے اس کی بیعت کر لی۔ پوچھا بنو امیہ۔ کہا وہ بھی
تابع ہوگئے۔ تب ابو قحافہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ اسلام حق ہے
یہ سب اسی اللہ کے سامان ہیں۔

حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہوگئے۔
بلا وجہ بے تکلف تھا اوس نے جرأت کی اور وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک
وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا۔ اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے
بہت زجر و توبیخ کی تھی۔ اور اب یہ وقت ہے کہ اونٹ تو کیا کئی آدمی میرے
کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔ یہ اسی لئے کہ ہم نے خدا کے رسول کو
لیا۔

عبداللہ بن عمر گھر کی لپائی کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے۔ پوچھا
کرتے ہو۔ عرض کیا۔ اکن من المطر۔ حضور! بارش سے محفوظ رہنے کیواسطے
بات قریب ہے۔ مُلّاں تو اس کے یہ معنے کرتا ہے۔ قیامت نزدیک ہے۔
میں تو اس کے یہی معنے کروں گا۔ کہ وہ وقت نزدیک ہے۔ جب تم بادشاہ
ہو جاؤ گے۔ اور خود لپائی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ چنانچہ آپ عراق بھیجے
گئے پھر قیصر و کسریٰ کی حویلیوں کے مالک ہوئے۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے کہ چھپر بنا رہے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے انہیں بھی فرمایا۔ کہ بات قریب ہے یعنے عنقریب تم حکمران ہونے والے ہو۔
ان چھپروں کی بجائے محلوں میں رہو گے۔ قادیان میں کیا ہے۔ لباس
و منظر وغیرہ کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کا نام لینے والا ایک شخص
ہوا۔ تو اس کے لفظوں کی برکت سے تم (تین سو بندے سے) بیٹھے ہو

بوعلی سینا کے ایک شاگرد نے کہا۔ استاد آپ نبوت کا دعوےٰ کرو۔ اس وقت تو
خاموش رہے۔ بعد ازاں ایک موقعہ پر جب کہ ہوا تیز و سرد تھی اور پانی یخ بستہ۔
اوس نے شاگرد کو حکم دیا کہ کپڑے اوتار کر اس میں کود پڑو۔ اس نے استعجاب کی
نظر سے دیکھا۔ بوعلی سینا نے پوچھا کیوں۔ کہا۔ آپ کو جنون تو نہیں ہو گیا۔ اس
پر حکیم بولا۔ نادان تیرے جیسے فرمانبرداروں کی امید پر نبوت کروں۔ دیکھ ایک
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو تھے۔ کہ خون بہا دیئے۔ اور
گھمسان کی جنگوں میں جہاں موت سامنے دکھائی دیتی۔ سر کٹوانے کا حکم دیا۔ اور
اونہوں نے چون تک نہ کی۔ اور ایک تو ہے۔ کہ جانتا ہے۔ کہ میں طبیب ہوں
پھر سردی سے ڈرتا ہے۔ صحابہ کی مرہم پٹی کا بھی تسلی بخش انتظام نہ تھا۔ بوعلی سینا اپنے لئے
نبوت وہی کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایک فرمانبردار جماعت کر دیتا ہے۔

لرادّک الی معاد۔ قرآن جب کوئی بڑا دعوےٰ کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی
اس کے دلیل دیتا ہے جو بہت قوی ہوتی ہے۔ پہلے فرمایا۔ کہ میرے اتباع بادشاہ
ہو جاویں گے۔ اسکی دلیل میں فرمایا۔ کہ یہ قرآن جنہیں لکھا ہے۔ کہ تیرے
ساتھی حکمران بن جائیں گے۔ اسی میں یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ وہ مکہ جہاں
سے تمہیں نکالا گیا۔ جہاں کے لوگوں کے سامنے کوئی تدبیر نہ چل سکی۔ ایک وقت
آتا ہے۔ کہ اسی مکہ میں تم فاتح بن کر داخل ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

الا رحمۃ من ربک۔ ہمارے سرکار نہ کسی یونیورسٹی میں پڑھے نہ تعلیم یافتوں
میں رہے۔ پھر ایسا قرآن شریف بخشا جس کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں کر
سکتا۔ پس وہی خدا اپنی رحمت سے تمہیں دشمنوں پر مظفر و منصور کریگا۔ اگرچہ دشمنوں کا
غلبہ اور تمام عرب کا مسلمان ہونا محال نظر آتا ہے۔ تو ایسی کتاب کی تعلیم ایسے
اُمّی سے کب امید کی جا سکتی تھی۔ جس خدا نے اپنی رحمت سے یہ کام کیا وہ بھی
کرے گا۔

یہاں سورہ القصص کے نوٹ ختم ہوئے

ابتدار سورہ عنکبوت

پارہ ۲۰ رکوع ۱۳ عنکبوت رکوع اول

مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۰ء

اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ کہ کوئی انسان کہدے کہ میں مومن ہوں تو یہ تو مخالفت و جرأت
سے مثلاً کسی شرم و لحاظ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں مومن ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کے

لعلہم یتذکرون۔ تاکہ رحم کی۔ عادت کی۔ جہالت کی محبت کی صحبت کی۔ ایک شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا۔ کہ مین تہجد تک پڑہتا اور خدا اور رسول کے لئے غیرتمند تہا۔ اب ایم۔ اے پڑہتا ہون۔ خدا کی ہستی مین شبہ پڑ گئے آپنے فرمایا جس سیٹ پر تم بیٹھتے ہو اس کے ساتھ ضرور کوئی دہریہ ہوگا جسکی صحبت کی ظلمت نے یہ حالت کر دی وہ قائل ہوگیا کہ بالکل صحیح ہے کچھ مدت ہوئی مینے اسے خط لکہا وہ لکھتا ہے اس دن سب ظلمت جاتی رہی۔ کبریائی کی ظلمتین دور ہوجاتی ہین۔

صبروا۔ صبر کے معنے بدی سے رکنا۔ امیری۔ غریبی۔ دونون حالتون مین مشکلات پیش آتے ہین ایسے موقعہ مین افراط و تفریط سے بچکر حق پر ثابت قدم رہنا۔

مما رزقنہم ینفقون۔ مومن ضرور دوسرے کو اپنے وقت علم پیسہ۔ روٹی۔ غرض ہر ایک خدا کی دی ہوئی چیز سے خرچ کرتا ہے۔

انک لا تہدی من احببت۔ انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کو مخاطب کرکے وعظ کرنے کی بجائے عام طور پر نصیحت دیتے ہین۔

یہ کلمات خدا کی جناب مین ناپسند ہین کہ فلان اگر مسلمان ہوجاوے تو یون ہوجائیگا یون سب روکین ہٹ جائین گی۔

مورخہ ۲۶ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۰۔ سورہ قصص رکوع ۷)

افمن وعدنہ۔ انسان کی فطرت مین وعدہ پر بہروسہ کرنا اور پہر اس سے خاص خوشی حاصل کرنا ہے۔ دنیا کے تمام کام اسی وعدہ پر چلتے ہین۔ پس جو وعدہ اس ذات پاک سے ہو جو پورے طور پر قادر ہو اور صادق القول ہو وہ کیسی مسرت کا موجب ہوسکتا ہے۔

حق علیہم القول۔ جن پر فرد جرم لگ گئے ہین۔

یخلق ما یشاء و یختار۔ قائلین تناسخ کہتے ہین۔ کہ یہ بدتری گذشتہ عملون کا نتیجہ ہے اس کا رد ہے خود انسان کے وجود مین ایک عضو آنکھ ہے ایک ایڑی ہے اور دونو برابر نہین اگر ایسا ہوتا تو بہت نقصان تہا۔

عما یشرکون۔ بعض صفات مین شریک گردانتے ہین بعض تصرف مین بعض غیر اللہ کو سجدہ کر لیتے ہین۔ یہ سب شرک ہے۔

ولعلکم تشکرون۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا مانگتے۔ الحمد للہ الذی احیانی بعد اماتنی۔ بلکہ کروٹ بدلنے مین بھی شکریہ ادا کرتے۔ اور لا الہ الا اللہ وحدہٗ پڑھتے۔

مورخہ ۲۷ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۱۔ سورہ قصص رکوع ۸)

دولت مندی پر ناز و تکبر کرنے والے خدا کے راستبازون کا ساتھ نہین دیتے اس رکوع مین ایک ایسے دولتمند کا ذکر ہے۔

مفاتحہ۔ جمع مفتح۔ یعنے اس کے خزانے اور اسباب۔

لا تفرح۔ اکڑباز نہ ہوجا۔

لا یحب الفرحین۔ بعض آدمی فورا تدبیر مین کامیاب ہوجاوین یا ایک دو خواب سچے آجاوین۔ تو وہ راستبازون کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوتے ہین۔ مگر وہ ناکام مرتے ہین۔ کیونکہ اللہ اترانے کو ناپسند کرتا ہے۔

ولا تنس نصیبک من الدنیا۔ یعنے دار آخرت کے حصول کے حکم کے یہ معنے نہین کہ دنیا بالکل چھوڑ دو۔ بلکہ اسلام دین مین دنیا مین ایک حدبندی چاہتا ہے چنانچہ بعض اوقات نماز پڑہنا بھی منع ہے۔ اسیواسطے صوم متواتر اور ساری رات جاگنے کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔ ان لکل ذی حق حقہ

کما احسن اللہ الیک۔ کیونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا۔

ولا تبغ الفساد۔ سب سے بڑا فساد تو حضرت موسیٰ کا انکار رہا۔ کیونکہ اس سے وحدت مین فرق آتا ہے۔ جو تمام ترقیون و کامیابیون کی جڑ ہے۔

فخرج علی قومہ۔ آخر حضرت موسے نے کہا آؤ خدا کے حضور نذر گزارین اور دعا کرین کہ جو شریر ہے وہ ہلاک ہوجائے۔ حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ سب لوگ قارون سے اپنے خیمے الگ کرین۔ اڑہائی سو آدمی نے کہا۔ ہم تو قارون کے ساتھ رہین گے۔

فخسفنا۔ ایک زلزلہ آیا۔ زمین پھٹی اور قارون ہلاک ہوا۔

مورخہ ۲۹ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۲ (رکوع ۹ سورہ قصص)

قرآن مجید کے عجائبات مین سے ایک بات یہ ہے۔ کہ ابتداء خلق کا کوئی وقت نہین بتایا۔ کیونکہ خالق کون و مکان کی ذات کی ابدیت و ازلیت کے سامنے سنکھ و شنکھ کو آپس مین ضرب دیتے چلے جائین۔ تو بھی کچھ حقیقت نہین رکھتی۔ پھر یہ سے تاریخ قومون کا ذکر کرتی ہے۔ یہ بات کہین سے نہ ملیگی۔ کہ راستبازون کی جماعت ہلاک ہوئی۔ بلکہ یہی دیکھتے ہین۔ کہ ان کے مخالف تباہ و برباد ہوتے رہے۔ آج نمرود۔ فرعون وغیرہ کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر حضرت ابراہیم کی اولاد دنیا کے تمام حصون مین پائی جاتی ہے اور حکمران ہے۔ امام حسین کے دشمن یزید کی اولاد کا پتہ اسلامی ممالک مین نہین ملتا۔ مگر امام حسین سے تعلق رکھنے والے ان کی تعظیم کرنے والے موجود ہین

تلک الدار الاخرۃ

یہ پچھلا گھر۔ ہزار ہا برس کے بعد۔ یا مر کر۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اکیسوان ۲۱

(رکوع اوّل)

سُورۃ العنکبوت رکوع نمبر ۵

مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

اُتْلُ۔ پڑھ کر

واقم الصلوٰۃ۔ سمجھاتا ہے کہ صرف پڑھنا ہی نہین بلکہ عملی رنگ بھی ہو۔

ولذکر اللّٰہ اکبر۔ میرے ذوق مین اس کے یہ معنے ہین کہ اس نماز کے اجر مین اللہ جو تمہین یاد کرے گا وہ اس (صلوٰۃ) سے بہت بڑا ہے۔

احسن۔ پسندیدہ طور پر۔

وقولوا۔ لوگون پر اپنے افعال سے بھی یہ ظاہر کر دو۔

اٰتینٰھم الکتاب۔ بائبل و دیگر کتب الٰہیہ مختلف مذاہب کو پڑھ کر قرآن مجید پر ایمان لانے کی تحریک ہوتی ہے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہین۔

انما انا نذیر مبین۔ نشان مانگتے ہین۔ پہلا نشان تو یہی ہے کہ مین نذیر ہون میرے مخالفون پر عذاب آنیوالا ہے۔

اولم یکفھم۔ یہ رحمت کا نشان فرمایا۔

۶ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۲۔ سورہ عنکبوت رکوع ۶)

الباطل۔ جس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔

اجل مسمّی۔ کتب سابقہ۔

(یسعیاہ باب ۲۰) مین یہ بات مقرر ہوتی کہ عذاب اسوقت آئے گا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے چلے جائین گے۔

من فوقھم۔ باہر سے لوگ آئین گے یا آسمان سے مراد ہے۔

من تحت ارجلھم۔ (۱) نوکرون چاکرون کے ذریعے (۲) زلزلہ وغیرہ

ارضی واسعۃ۔ مومن اگر ایمان بچانے کے لئے کسی زمین کو چھوڑے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا۔ صحابہ کرام کی مثال موجود ہے۔

عرفان ... اور اچھے مقام

صبروا۔ غضب۔ شہوت۔ طمع۔ سستی۔ کاہلی کمزوری۔ سے رکے رہین اور نیکیون پر قائم۔

کاین من دآبۃ۔ ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کا کیا حال ہوگا۔ اس کے جواب مین فرماتا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہین کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو دیکھو وہی جانور جو گھونسلے مین کچھ نہین رکھتے۔ وہ بھی آخر سفر کی مشقت اُٹھاتے ہین۔ تلاش کرتے ہین محنت سے۔ ابتغاء فضل کرتے ہین۔

فانّٰی یؤفکون۔ یہ مان کر کہ سب کچھ اللہ نے پیدا کیا۔ محبت۔ عبادت۔ تذلل غیر کے لئے کرتے ہین۔

من السّماء۔ بادلون سے۔

۷ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۳۔ سورہ عنکبوت رکوع ۷)

الحیٰوۃ الدّنیا۔ یہ ورلی زندگی

لھو۔ جس چیز مین شغل رکھنے سے انسان اللہ سے۔ راستبازون سے غافل ہو جاوے۔

لعب۔ بے حقیقت بات۔ جسکی تہ مین کوئی سچائی اور پاک نتیجہ۔ نفع رسان بات نہ ہو۔ صوفیا نے لکھا ہے۔ آدمی چاہئے۔ کہ ہر شام کو سونے کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ کہ مین نے جو کام کئے وہ لہو ولعب تو نہ تھے۔

الحیوان۔ حقیقی زندگی۔ حیٰوۃ طیبہ۔

دعوا اللّٰہ۔ جب انسان اپنے منصوبون سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر ہار کر اللہ سے دُعا مانگتا ہے۔

عرب مین جل دیوتا کوئی نہین۔ البتہ ہندوستان مین مچھ کچھ اوتار ہین۔ اس لئے عرب کشتیون پر سوار ہو کر صرف اللہ ہی کو یاد کرتے۔ مسلمان بھی ان ہندون کے اثر سے متاثر ہو گئے۔ یہ ملّاح جب کشتی چلاتے ہین تو خضرؑ کا نام لیتے ہین۔

والذین جاھدوا فینا۔ سچا اضطراب۔ سچی خواہش۔ سچی کوشش۔ دُعا حق سمجھنے کے لئے پاک راہ ہے۔

مین جب پہلے یہان آیا ہی کہ حضرت صاحب سے سنا کہ صرف محبت کام نہین آتی بلکہ ہم مین ہو کر جہاد کرین۔ اور اس کوشش کے مطابق اپنا عملدرآمد بھی رکھین ٭

یہان سورہ العنکبوت کے نوٹ ختم ہوئے

دوسرے رکوع میں لکھا ہے۔ کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہیں ہوتے۔ آجکل نئی روشنی میں یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ کہ جس قسم کی سوسائٹی ہے ویسے ہی ہو جاؤ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف سوسائٹی میں آرام سے رہنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صرف یہ کہ دینا کہ میں مومن ہوں۔ کافی نہیں۔ جتنی قومیں ان سے پہلے آئی ہیں۔ سب کو کٹھالی میں ڈالا گیا۔ تا معلوم ہو کہ کون جھوٹے ہیں اور کون سچے ہیں

من کان یرجوا۔ یرجوا کے معنے یخافوا کے بھی ہیں۔

فانما یجاھد لنفسہ۔ کوئی خدا اور رسول کے لئے محنت کرے۔ وہ درحقیقت اپنے لئے ہی محنت کرتا ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ کا وہ کیا گھٹا بڑھا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کسی طرح بھی محتاج نہیں۔

ولنحمل خطیٰکم۔ کئی پیر ایسے پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیروں کو ایسے فقرے کہہ کہہ کر گناہ پر دلیر کر دیا ہے۔ ان کا انجام بد ہوگا۔

مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۴۔ سورہ عنکبوت رکوع ۲)

لبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما۔ یہ ایک لمبی بحث ہے کہ ۹۵۰ برس عمر کسی انسان کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ایسے معترضوں کے ذوق پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوح کی شریعت ۹۵۰ برس تک رہی۔ میرے نزدیک تو اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ جب قرآن مجید میں آگیا ہے

تخلقون افکا۔ جھوٹ بنا لیتے ہو۔

فابتغوا عند اللہ الرزق۔ یہ ایمان پیدا ہو۔ تو انسان بہت سے گناہوں سے بچ جائے۔

مورخہ ۳ جولائی ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۵۔ سورہ العنکبوت رکوع ۳)

من رحمتی۔ اس رحمت سے جس سے انبیاء صالحین۔ اولیاء۔ مومنین مستفیض ہوتے ہیں

مودۃ بینکم۔ یعنی تمہاری بت پرستی کی جڑ یہ ہے۔ کہ باہم دوستانہ کے لحاظ سے خدا کے احکام کی پروا نہیں کرتے۔

مھاجر الی ربی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مومن کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے بعض اوقات عقائد و رسومات کو۔ بعض اوقات مکان کو۔ خوراک کو۔ بعض اوقات احباب کو۔ اقربا کو۔ بعض اوقات وطن کو۔ غرض تمام ایسی چیزیں جو ظلمات سے نور کی طرف جانے یا آئندہ ترقیات میں مانع ہوں۔

اجرہ فی الدنیا۔ مجوس۔ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان سب ابراہیم کو مقدس راستباز سمجھتے ہیں۔ ابراہیم کے معنے ایمانداروں۔ مقدسوں کا باپ۔

مورخہ ۴ جولائی ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۰ رکوع [illegible] سورہ عنکبوت رکوع ۴)

انسان کو جب اپنے کسی پیارے کا پیام آتا ہے یا اس کی طرف سے کوئی آدمی، تو بہت خوش ہوتا ہے

بوعلی سینا کا ذکر ہے کہ ایک مریض کے مرض کا حال معلوم نہ ہو سکا اس لئے اس نے کہا کہ مختلف شہروں کا نام لو۔ جب ایک شہر کا نام لیا تو اس کے چہرہ کی حالت تبدیل ہوئی پھر اس شہر کے محلوں کا نام لینے لگے کہا۔ جب ایک محلہ کا نام آیا۔ تو اس کے چہرہ پر غیر معمولی اثر نظر آیا۔ پھر ایک گھر کے آدمیوں کا نام لینا شروع کیا تو اس کی نبض کی حالت متغیر ہو گئی اور وہ سمجھ گیا کہ فلاں عورت اس کی محبوبہ ہے اس کے ساتھ شادی کے لئے ہدایت کی تو وہ اچھا ہو گیا۔

انبیاء کا معاملہ ہی جدا ہے ان کا جناب احدیت سے خاص تعلق ہوتا ہے۔

سیئ بھم۔ بعض معنے کرتے ہیں کہ انکو برا کہا۔ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت لوط نے انکو مہمان جان کر گھر آنے کیلئے اصرار کیا انہوں نے انکار کیا تو ان کو برا لگا کہ کیوں مہمانی قبول نہیں کرتے۔

من السماء۔ قرآن میں جہاں من السماء آئے اس کے معنے اٹل کے ہوتے ہیں۔

ترکنا منھا آیۃ۔ کئی قوموں پر عذاب آئے اور ان کا نشان ہی نہیں رہا۔ مگر خدا نے اس بدذات قوم کے عذاب کا نشان اب تک موجود رکھا ہے۔ جہاں یہ قوم ہلاک ہوئی اسے ڈیڈ سی (بحیرہ مردار) کہتے ہیں۔

الرجفۃ۔ اب بھی ایسے زلزلے آئے مگر لوگ باز نہ آئے سینٹ پیری سانفرانسسکو کانگڑہ

من خسفنا بہ الارض۔ جیسے قارون کو ذلیل کیا۔

اولیاء۔ حمایتی۔ مددگار۔

بیتا۔ گھر اس لئے ہوتا ہے کہ پردہ ہو گرمی سردی بارش جھکڑ سے بچاؤ ہو۔ آرام کے لئے۔ مکڑی کا جالا۔ ان ضرورتوں میں سے ایک کو بھی پورا نہیں کرتا۔ بدمذہب لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ ایک بات پر ٹھہرتے نہیں۔

ایک دہریہ نے مجھ کو کہا کہ انسان گن کرم سمجھاؤ دریافت کرلو تو پھر وہ کھلا دہریہ ہو سکتا ہے میں نے اسے پوچھا کہ فلاں چیز کا گن کرم سمجھاؤ کیا ہے اوس نے جھٹ گن دے دیئے میں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا ہاں جی آپ نے کیا فرمایا تھا۔ پھر جو بتایا تو کچھ اور ہی بک دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایک رنگ میں پوچھا تو کچھ اور ہی کہہ دیا میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا جب اس نے معلوم کیا کہ یہ میری کمزوری کو تاڑ گیا۔ تو بہت ہی گھبرایا دم بخود ہوا۔

ایک اور شخص آیا اوس نے بڑے دعوے سے کہا میں بحث کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ بہت اچھا اس نے کہا کہ مسئلہ تناسخ پر بحث ہوگی۔ میں نے جیب سے دو روپے ملک کے بت کے نکالے۔ اور کہا ایک کو اٹھا لو۔ تو وہ خاموش رہ گیا اور پھر نہ بولا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اگر وہ کہتا کہ میں نہیں اٹھا سکتا تو یہ جھوٹ تھا۔ اور اگر ایک اٹھاتا تو پھر اس پر سوال ہوتا کہ دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا جواب دینا پڑتا میرا اختیار۔ پس کسی کو امیر کسی کو غریب یا کسی کو بینا کسی کو نابینا بنانے کا بھی یہی جواب تھا کہ خدا کا اختیار۔ تناسخ والے کو تو اس کو تناسخ کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔

یہاں بیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید نوٹ

پارہ اکیسواں ۲۱

(مورخہ ۱۲- جولائی ۱۹۱۰ء)

(بقیہ رکوع ۸۔ سورۃ الروم رکوع ۵)

(از مولوی محمد سردار شاہ صاحب)

قل سیروا فی الارض۔ یہ سمجھایا کہ اپنے نفسوں پر غور نہیں کرتے تو دوسروں کے حالات سے ہی عبرت پکڑو اور سوچو۔ کہ بعض اگلی قومیں کیوں تنزّل میں آئیں۔ ہمارے لئے عبرت پکڑنے کے واسطے بہت صاف راہ ہے۔ کیونکہ تمام ہلاکت و تباہی کی راہوں کے نمونے موجود ہیں اسیواسطے اس آفت کا نام آمّت مرحومہ رکھا گیا۔

کان اکثرھم مشرکین۔ یہ ان تباہ شدہ قوموں کے مختلف اسباب میں سے ایک جہت جامع تباہی ہے۔ اور شرک ہے۔

دنیا میں جس قدر بدیاں ہیں ان سب کی جڑ شرک ہے۔ مثال کے طور پر سنو ایک شخص چوری کرتا ہے۔ اب اگر یہ شخص خدا کو صفت رزّاقیت میں واحد باور کرتا تو کبھی چوری نہ کرتا پھر یہی شخص مشرک فی الحکم بھی بنا کیونکہ اس نے اس ذریعہ سے رزق تلاش نہیں کیا۔ جو خدا نے مقرر کیا تھا بلکہ وہ افرءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ کا مورد بنا اور اپنی ناجائز تدبیر پر بھروسہ کیا۔

اس آیت میں یہ نکتہ بھی قابل یادداشت ہے کہ نہ تو تمام قوم نیک ہو جاتی ہے نہ تمام ہی بری۔ بلکہ اکثر پر حکم ہوتا ہے۔ ایک خاص شخص کے معاملہ میں بھی یہی بات ہے کہ جب بدیاں نیکیوں سے بڑھ جائیں۔ تو عذاب نازل ہوتا ہے۔

فاقم وجھک۔ قرآن شریف میں جب واحد مخاطب ہو تو مفسر عام طور پر اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لیتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ بلکہ تمام لوگ فرداً فرداً تاکید کے لئے مخاطب ہیں۔ اس کے معنے ہوئے اپنی توجہ کو ٹھیک ٹھیک قائم کرے۔

یوم۔ یوم مطلق وقت کے معنے میں بھی آتا ہے

یصّدّعون۔ ملاپ والی چیز جب پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تو اسے صدع کہتے ہیں۔ اس کے معنے ہیں جدا جدا ہو جائیں گے۔ یعنی دودھ کا دودھ پانی کا پانی نہایت الگ۔ جدا الگ۔ فرماتا ہے اس کامل امتیاز کا دن آنے سے پہلے کچھ کر لو۔

کفرہ۔ کفر جیسے انکار اور حق پوشی کو کہتے ہیں ایسا ہی ناشکری کو۔ یہ بھی تمام بدیوں کا جامع لفظ ہے۔

[illegible] کے معنے میں [illegible] اپنی ماتحت سواریاں [illegible]

من فضلہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابدی ”نجات“ فضل سے ہے اور اس فضل کو کھینچنے والے ہیں۔ ایمان و عمل صالح۔ عمل تو محدود ہے اور نجات غیر محدود۔ اسیوجہ سے نجات ابدی کا مدار فضل پر ہے۔

ومن ایاتہ۔ خدا تعالے ظاہر کے دنیوی فوائد بتاتا ہے تو ساتھ ہی روحانیات کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ ان ہواؤں سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ روحانی عالم میں بھی مبشرات ہوتے ہیں۔ اور پھر خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جب کسی نبی یا مجدد نے آنا ہوتا ہے۔ تو خدا تعالے ایک ہوا چلاتا ہے اور بہت سے قلوب اس تعلیم کے ماننے کے لئے طیار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض لوگ کسی نبی کی تعلیم سن کر بول اٹھتے ہیں۔ یہ تو ہم پہلے ہی سے مانتے تھے۔ یا ہمارا بھی یہی خیال تھا۔

الذین اجرموا۔ وہ لوگ جو یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل کے مصداق تھے

فی السّماء۔ بلندی میں۔ سماء کے اصل معنے یہی ہیں۔ مگر جب عام طور پر لفظ آسمان پر بولا جانے لگا۔ تو اس کے حقیقی معنے یہی سمجھے لئے گئے۔ حالانکہ یہ تساہل ہے۔ سماء البیت کہتے ہیں چھت کو اور سماء النعل جوتے کے تلوے کو۔

الودق۔ بوندوں کو۔

لمبلسین۔ یہ سمجھاتا ہے کہ نبی کے آنے سے پہلے بعض لوگ مایوسی کی حد تک پہونچ جاتے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ اب یہ روحانی مردے زندہ نہ ہو سکیں گے اور اب اس بنجر میں کوئی پودہ سرسبز نہ ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش سے اس زمین کو زندہ کرتا ہے۔

کل شیء۔ ہر چاہی ہوئی بات پر۔ خدا تعالیٰ نے جہاں اپنی قدرت کی وسعت کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس کو ارادہ و مشیّت سے مقید کیا ہے۔ فعّال لما یرید۔ یفعل ما یشاء۔

مورخہ ۱۳- جولائی ۱۹۱۰ء

(از مولوی سردار شاہ صاحب)

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۹۔ سورہ الروم رکوع ۶)

اس سے پہلے رکوع میں روحانی مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر تھا۔ اب حشر اجساد کے متعلق مشرکوں کو دنیوی زندگی کے مختلف مراتب یاد کرا کے ثبوت دیتا ہے دلائل دو قسم میں۔ ایک امکانی جس سے یہ ثابت ہو کہ ایسا ہونا ممکن ہے؟ دوسری قسم جس سے کسی چیز کا بالضرور ہونا ثابت ہو۔ زمین مردہ کے زندہ ہونے کا بیان قیامت کا امکانی دلیل ہے اب اور دلیل دیتا ہے۔ کہ تم پہلے کیسے ضعیف و ناتوان ہوتے ہو۔ پھر کیسے طاقتور پھر ضعیف و اضعف۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ یخلق ما یشاء و ھو العلیم القدیر یعنی خدا ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے کا علم اور اس پر قدرت رکھتا ہے [illegible] مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنے کا علم رکھتا ہے اور اس پر قادر ہے یہ بھی بتایا

ابتداء سورہ الروم

(پارہ ۲۱ رکوع ۴ - سورہ الروم رکوع ۱)

مورخہ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

فی بضع سنین - بضع ۹ سال تک بولا جاتا ہے۔
فی ادنی الارض - ملک شام
یفرح المؤمنون - یعنے اوس دن مومنون کو بھی کفار کے مقابلہ مین فتح ہوگی۔ وہ فتح بدر مین ہوئی۔
لا یخلف اللّٰہ وعدہ - یعنی اس وعدہ کا خلاف نہین ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مواعید کسی اور رنگ مین پورے ہوتے ہین۔
واثاروا الارض - ان لوگون نے بڑے بڑے کام کئے پہاڑون کی چوٹیون پر عالی شان مکان بنائے - اور پھر وہان کنوئین لگوائے۔
محی الدین ابن عربی - فتوحات مکیہ مین لکھتے ہین - کہ ایک عمارت کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال سے بنائی گئی ہے۔

مورخہ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۵ و ۶ - سورہ الروم رکوع ۲)

یبدء الخلق - نابود کو بود کرتا ہے - لم یک شیئاً سے ثابت ہوتا ہے - کہ مادہ بھی خدا نے پیدا کیا۔
ولہ الحمد - جیسے سبحٰن اللّٰہ سے سبحانک اللّٰھم وبحمدک پڑھنے کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی نماز مین الحمد پڑھنے کا حکم ہے۔
یخرج الحی من المیت - اچھون سے بُرے اور بُرون سے اچھے پیدا ہوتے ہین
من تراب - مٹی مین بیج بوتے ہین - کھیتیان پکتی ہین - وہ کھاتے ہین - خون پیدا ہوتا ہے - پھر نطفہ - پھر انسان۔
من انفسکم - تمہاری جنس مین سے۔
لتسکنوا الیھا - یاد رکھو - بیبیان اس لئے ہین کہ ان سے آرام پاؤ - بہت بدبخت ہین - وہ جو بی بی کو دکھ سمجھین۔
مودۃ - ان کے ذریعے دو مختلف خاندانون مین باہمی محبت بڑھتی ہے۔
رحمۃ - بی بی پر رحم کرو - وہ تمہارے مقابل مین بہت کمزور ہے - لطیف پیرائے مین ادب سکھاؤ۔
والوانکم - کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ شطرنج بھی عجیب کھیل ہے [illegible]
[illegible] انسان کا چہرہ [illegible]

ظلمات - ہزارون قسم کے موذی جرم اس بجلی کی چمک سے مرتے ہین - اور کئی قسم کے فاسد مواد تباہ ہوتے ہین۔

مورخہ ۱۱ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۶ و ۷ - سورہ الروم ۳ و ۴)

اھون علیہ - جب کچھ نہ تھے - تو بنایا - تو اب جب کچھ ہو چکے ہو - پھر بنانا تو اس ذات پر آسان ہے - جس نے "جب کچھ نہ تھے" تو تمہین بنا لیا۔
ھل لکم - تم اپنے غلامون کو اپنے ساتھ برابر کا شریک نہین قرار دیتے - اور تم ان سے ایسا ڈرتے ہو جیسے اپنے غیرون سے تو اللہ کے کامون مین مخلوق برابر کیونکر ہو سکتی ہے۔
لقوم یعقلون - اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو کئی طرح پر توحید سکھاتا ہے بعض وقت اسکی تدابیر کو مفید و بابرکت نہین ہونے دیتا اور جس راستہ سے اس کو رزق ملتا ہے اسے بند کر دیتا ہے تا وہ سمجھ لے کہ یہ تمام آمد خدا کے فضل سے ہے کسی کی لیاقت قابلیت یا کسی کی امداد کا نتیجہ نہین - یہ نکتہ حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا - مؤمن کو چاہئے کہ ایسے موقعوں مین اللہ کی حکمتون پر ایمان لائے اور گھبرائے نہین۔
وکانوا شیعاً - خوب یاد رکھو کہ اسلام ایک ہی راہ ہے - وہ ہرگز نہین یہ راہ - حق کی تڑپ - دلی دعائین - صدقہ و خیرات - تقویٰ سے ملتی ہے۔
سیئۃ - دکھ - مصیبت۔
ظھر - غالب ہو گیا ہے۔
فی البر والبحر - پہاڑون ملکون - پانی کے کنارون - جزیرون مین لوگون کی بدعملیان بڑھ گئی ہین۔

مورخہ ۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(از مولوی محمد سرور شاہ صاحب)

(پارہ ۲۱ رکوع ۸ - سورہ الروم رکوع ۵)

قرآن مجید عالم جسمانی سے عالم روحانی کی طرف توجہ دلاتا ہے
ایدی الناس - یہ ایک محاورہ عرب ہے - اس لئے یہ دھوکہ نہ ہو کہ بعض بدیان عقائد دل سے تعلق رکھتی ہین - ہاتھ کا خصوصیت سے کیون ذکر ہے۔
ید طاقت کو کہتے ہین - ہاتھ کو بھی ید اس لئے کہتے ہین کہ اکثر طاقتون کا اظہار اسی سے ہوتا ہے - پس بما کسبت ایدی الناس کے معنے ہوئے - لوگون نے اپنی قوتون کو برا استعمال کیا۔
لیذیقھم - یہ ظہور فساد کا نتیجہ بتایا ہے - فساد کے معنے بگاڑ خواہ صرف اپنی ذات تک محدود ہو یا اس کا اثر دوسرے پر بھی پڑے۔
لعلھم یرجعون - [illegible] یہ بھی سمجھایا ہے کہ [illegible]
[illegible]

بعمد ترونہا۔ کوئی شخص نہیں جو کہے۔ کہ اس کے ستون میں نے ہی دیکھے ہیں۔

ان تمید بکم۔ خوراک دیتے ہیں تم کو کیونکہ بڑی بڑی ندیاں اور دریا پہاڑوں سے نکلتے ہیں (۲) جو جکر کھاتے ہیں تمہارے ساتھ (۳) یان لاتمید بکم۔ تاکہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔ زمین سیال تھی تو متواتر زلزلے آتے تھے اب زلزلے کم ہو گئے

مورخہ ۱۷۔جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۱۔ سورہ لقمان رکوع ۲)

الحکمۃ۔ نہایت مضبوط بات جس کا انجام بخیر ہو۔ جنوں میں ایک شخص تھا۔ جس نے علموں کی تعریفیں یاد کر رکھی تھیں۔ اکثر اہل علم کا اس ذریعہ سے امتحان لے کے ان کو بر سر محفل نادم کیا کرتا ایک دن مجھ سے بھی سوال کیا۔ کہ حکمت کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟ میں نے سورۃ بنی اسرائیل کا رکوع ۴ کا ترجمہ سنا دیا۔ اس کے اخیر میں ہے۔ ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ۔ سن کر دم بخود رہ گیا

ان اشکر للہ۔ شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے۔ فرمایا۔ لئن شکرتم لازیدنکم تم شکر کرو گے تو قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی کہ ہم ضرور بڑھ چڑھ کر دیں گے۔

الشرک۔ شرک کے معنے ساجھی بنانا۔ اللہ کی ذات۔ صفات۔ افعال۔ عبادت میں کسی کو شریک ٹھرانا۔

یابنی اقم الصلوٰۃ۔ پہلے عقائد کے بارے میں فرمایا۔ اب عملی حصہ کے متعلق وعظ سناتا ہے

(۱) جب عقائد صحیح ہو گئے (۲) اعمال صالح ہو گئے۔ پھر تم نے امر بالمعروف شروع کیا۔ لوگوں کی مخالفت پر صبر و استقلال سے کام لو۔ اس کے بعد جب تمہیں کامیابی حاصل ہو تو دیکھنا متکبر نہ ہو جانا۔ اسی لئے فرمایا۔

ولا تصعر خدک للناس۔ اپنی گالیں مت پھلا۔

واقصد فی مشیک۔ اپنے تمام اقوال۔ افعال۔ خیالات میں میانہ روی اختیار کر لو۔

مورخہ ۱۸۔جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۲۔ سورہ لقمان رکوع ۳)

انسان اس شخص کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ جو محسن ہو۔ حاکم مسلط ہو۔ اللہ شانہٗ اس فطرت کے لحاظ سے انسان کو سمجھاتا ہے۔

ظاہرۃً۔ حسن و تناسب و صحت اعضاء اس میں شامل ہے۔

باطنۃ۔ اسمیں عقل و تمیز۔ قابلیت لیاقت۔ علم۔ ولائت نبوت شامل ہے

بغیر علم۔ وہ علم جو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے بخشتا ہے اور نور فراست اور پاک کتاب کو نہیں سمجھتے۔ مگر جھگڑنے اور ہر دین کی بات میں رائے دینے کو تیار۔

ومن یسلم وجہہ۔ اپنی ساری توجہ اللہ کی طرف سونپ دیتے ہیں۔ دنیا میں کیک کام اللہ کے لئے

ما نفدت کلمت اللہ۔ اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں۔ صرف ایسی بات کو لو۔ ایک قطرہ میں کتنے کیڑے ہوتے ہیں۔ اب اُن کے اعضاء کی تشریح اور خداوند عالم کی قدرتوں کا ذکر شروع ہو۔ تو کب ختم ہو سکتا ہے۔

مورخہ ۱۹۔جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۳۔ سورہ لقمان رکوع ۴)

اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں دی ہیں۔ مثلاً عرب میں کھجور ہندوستان میں آم۔ کابل میں انگور۔

ایسا ہی کسی کو کوئی علم بخشا ہے کسی کو کوئی ہنر۔ ان تمام ممالک میں تبادلہ انعام و خیالات کے لئے جہاز ہیں۔

بنعمت اللہ۔ اللہ کے فضل سے مختلف قسم کی نعمتیں لے کر۔

صبار شکور۔ دور کی نعمتیں دیکھ کر انسان شکر بجا لائے اور اپنے تئیں اعتداء عصیان سے بچائے۔ یہ آیت بائیکاٹ کرنے کی تردید کرتی ہے۔ تبادلہ اشیاء غیر ممالک سے منع نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا ادائے شکر ہے۔

ختار۔ بدعہد۔

اتقوا ربکم۔ سمجھاتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں تقویٰ سے ملسکتی ہیں۔

الغرور۔ ایک غرور مصدر ہے اس کے معنے ہیں تکبر۔ یہ غُرور ہے اس کے معنے دھوکہ دینے والا۔ یہ شیطان کا نام ہے

وینزل الغیث۔ واقعی یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ بارش اس کے لئے مفید ہوگی یا مضر اس سے جو پھل نکلیگا وہ خدا جانے اس کے نصیب ہوگا یا نہیں۔

ما فی الارحام۔ شقی ہوگا یا سعید

ماذا تکسب غدا۔ سعیدوں والے کام کریگا یا شقیوں والے۔ بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ یمسی مومنا ویصبح کافرا۔ ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

ایک بزرگ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ مجھے مباحثات میں یہ زبردست دلیل سوجھی کہ محسوسات سے غیر محسوس اشیاء پر دلیل پکڑنی چاہیئے۔ اور اس طرح کئی مباحثے جیتے۔ ایک دن چھت پر لیٹے تھے۔ ستاروں پر نظر جا پڑی۔ خیال میں آیا یہ ستارے جس قدر مجھے چھوٹے محسوس ہوتے ہیں کیا واقعہ میں بھی اتنے ہی ہیں۔ عقل نے جواب دیا نہیں۔ جب امر حسی خلاف واقعہ نکلا۔ تو میں بہت گھبرایا۔ یہاں تک کہ بارہ سال اسی مخمصے میں رہا۔ آخر اللہ کی طرف رجوع کیا تو اوس نے انشراحِ صدر بخشا۔

میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ حق پہچاننے کا یہی ایک معیار ہے کہ خدا تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کر دعا مانگے۔ اور متشابہات (جن کے معنے اس پر نہیں کھلے) محکمات (جو اس کے لئے صاف ہیں) کی تابع کرے۔ اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو سجدہ کرے اور دعا کرے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ اللہ تعالیٰ ضرور تسلی کی راہ نکالدیگا۔

بای ارض تموت۔ یہ کسیکو معلوم نہیں کہ یہ زمین اس کے لئے روضۃ من

کہ قوت کے بعد ضعف کم علمی یا عدم قدرت کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ حکمت سے ایسا کام کرتا ہے۔
مالبثوا غیر ساعۃ۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ عذاب و ثواب کے تین مراتب ہیں۔
ایک مرتبہ قبر۔ عالم برزخ دوم جنت و دوزخ میں پہونچنا۔ سوم تمام انعامات وعذاب
الٰہی کا کامل ظہور۔

چونکہ دوسرا مرتبہ پہلے سے اعلےٰ ہے اس لئے مشرک بوجہ جہالت پہلی حالت
میں رہائش کو دوسری کے مقابل میں گھڑی کے برابر سمجھیں گے۔ یعنی جب آخری
حالت میں تکلیف زیادہ ہوگی۔ تو وہ پہلی اس کے مقابل میں ایچ سمجھیں گے۔ مگر
مومن کا یہ حال نہیں۔

غرض مشرک تو کہیں گے کہ بس یہ دن سخت ہے اس سے پہلے کا زمانہ تو قلیل
ہی تھا۔ مگر مومن کہیں گے یہ یوم البعث ہے جس کے تم منکر تھے اور اسی انکار
کی وجہ سے تم پر سخت ہے۔ مگر کتب اللہ میں یوم البعث تک ٹھہرنے کے معنے نہیں بنتے
اس لئے مفسرین کو گھبراہٹ ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ قرآن شریف نے اس کی خود ہی
تفسیر کردی ہے۔ ایک مقام پر فرماتا ہے۔ لا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب
اجلہ۔ یہاں کتاب سے مراد مقرر شدہ زمانہ ہے۔

پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تم ٹھہرے رہے اللہ کے مقرر کردہ زمانہ میں
جس کی آخری مد یوم البعث تھی۔ یعنی وہ زمانہ جو تمہاری سزا کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس
کے گذرنے تک ٹھہرے رہے ہو۔

(۲) ساعت۔ مصیبت و تباہی کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔ پس معنے یہ ہوئے جس
دن کہ وہ تباہی کا وقت آئے گا۔ مجرم قسمیں کھائیں گے۔ اور کہیں گے کہ ہمیں کس
قیامت کے قیام کی خبر دیتے ہو۔ مالبثوا غیر ساعۃ۔ قیامت تو ہمارے
سر پر پہلے ہی آئی ہوئی ہے۔ اور اب تک ہم قیامت کے بغیر نہیں رہے اس پر
مومن کہیں گے۔ کہ تم اللہ کی مقرر شدہ میعاد تک ٹھہرے رہے ہو اور یوم البعث
تو اب شروع ہوتا ہے۔

لا ینفع۔ دنیا میں تو انسان بہت سے عذر حیلے تراش کر بچ بھی سکتا ہو۔ مگر خدا
کے حضور اس قسم کے عذر و حیلے نفع نہ دینگے۔

یستعتبون۔ خلیفۃ المسیح اس کے معنے کیا کرتے ہیں کہ یہ عتبہ سے ہے پس معنے
ہوئے کہ وہ عتبہ دروازہ پر آنے نہ دئے جاوینگے یعنی وہ چوکھٹ پر پھٹکنے نہ دئے
جائیں گے یہ عمدہ معنے ہیں مگر یہ معنے بھی ہیں کہ ان پر جو عتاب کیا جاتا ہے اس کا وہ
شکوہ کریں گے۔ تو وہ شکوہ رفع نہ کیا جاوے گا۔

من کل مثل۔ مثل مثال کو نہیں کہتے بلکہ اس کے دو معنے ہیں (۱) حالت
جیسے فرمایا۔ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا۔ یعنی ان کی حالت (ب)
مثل کسی چیز کی ایسی حالت بیان کرنا کہ اس سے دوسری چیز کی حالت کھل جائے چنانچہ
الذی استوقد نارا کی حالت بیان کرکے منافقوں کی اندرونی حالت کھلی ہے۔

یہاں سورۃ الروم کے نوٹ ختم ہوئے

ابتدا سورۃ لقمان

(پارہ ۲۱ - رکوع ۱۰ - سورۃ لقمان رکوع ۱)

(بدستور از خلیفۃ المسیح)

مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

الٓمٓ - انا اللہ اعلم

الحکیم۔ حق و حکمت سے بھری ہوئی۔ بڑی مضبوط باتوں والی

للمحسنین۔ جن میں احسان کا مادہ ہے ان کے لئے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے احسان کے معنے کئے ہیں ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تراہ فانہ
یراک۔ (الحدیث)

(۱) دوسرے سے سلوک و نیکی۔ ایک یہودی کسی مسلمان کے پڑوس رہتا اور کوٹھے پر
جانوروں کو دانے ڈالتا۔ اس مسلمان نے کہا کہ تیرا عمل بے فائدہ ہے۔ مگر آخراس
نے اسکو حج کرتے دیکھا اور یہودی نے جتایا کہ یہ اس خیرات کا اجر ہے۔
(۲) ایک صحابی نے اپنی اونٹوں کی قربانی کا ذکر کرکے حضور نبوی میں عرض کیا کہ وہ شاید
قبول نہ ہوتے۔ فرمایا۔ اسلمت علی ما اسلفت۔
(۳) ایک بدکار نے کتے کو دیکھا کہ پیاس سے چاٹ رہا ہے اس نے رحم کرکے موزہ اتارا اور
کنوئیں سے بھر کر اسے پانی پلایا۔ خدا نے نیکی کی راہ پر ایسا ڈالا کہ وہ جنتی ہوگیا (الحدیث)
پس احسان کرنے والوں کو قرآن مجید خوب موجب ہدایت و رحمت ہو۔

سورۃ البقرہ کے ابتدا میں بھی قریباً یہی آیات ہیں۔ میں نے دیکھا ہے (۱) جو
لوگ دعاؤں کے قائل نہیں (۲) غیب الغیب رنگ میں کسی مالک خالق کے
قائل نہیں۔ (۳) داد و دہش کی عادت نہیں رکھتے۔ وہ کبھی کتب الٰہیہ سے
متمتع نہیں ہوتے۔ اسیواسطے فرمایا۔ ھدی للمتقین الذین یؤمنون
بالغیب و یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون۔

سورۃ یوسف میں ہے۔ ولما بلغ اشدہ اٰتینٰہ حکما و علما
وکذلک نجزی المحسنین۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر محسن کو حکم و علم بخشا جائیگا
بالاخرۃ۔ جزا و سزا "غیب" میں ہے۔

علیٰ ھدی۔ ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں اور منزل مقصود پر مظفر و منصور
پہونچیں گے۔

لھو الحدیث۔ ایسی باتیں جن سے جناب الٰہی سے غفلت ہو جائے۔
راگ۔ سرود بالخصوص اس کے معنے لینے اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق
ہیں۔

بغیر علم۔ ناسمجھی سے۔
ھزوا۔ ہنسی
فبشرہ۔ کھول کر خبر دو

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اکیسواں ۲۱

سورۃ السجدہ رکوع ۳

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۶)

مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

ولقد اتینا موسی الکتاب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقیناً موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان آیات سے بھی تصدیق ہوتی ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

(۲) وشھد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ فامن واستکبرتم احقاف ۲۶ ع ۱ شاھد۔ انبیاء کی ذات ہوتی ہے۔

(۳) ان الھدی ھدی اللہ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم۔ آل عمران ۳ ع ۱۶ توراتکے استثنا باب ۵ ۱ آیت اعمال کے تین باب میں اسی مثلیت کا ذکر ہے فلا تکن فی مریۃ۔ اس کے معنے کئے گئے ہیں۔ کہ موسیٰ تجھے ملیں گے چنانچہ معراج میں ملاقات ہوئی۔ مگر میرے نزدیک یہ معنی نہیں نکلتے بلکہ مطلب یہی ہے۔ کہ تم موسیٰ کے مثیل ہو۔ تمام پیشگوئی کے واقعات اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔

جعلنا منھم ائمۃ۔ امام بننے کے لئے تین شرائط فرمائی ہیں۔

(۱) یھدون بامرنا۔ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں (۲) لما صبروا۔ اپنے آپ کو بدیوں سے بچانے کے لئے باہمت طعن وتشنیع شدہ پر دلیر اور خدا کی بتائی ہوئی بات پر مستقل رہتے ہیں۔

وکانوا بایاتنا یوقنون۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ چوتھی بات اس سے نکلتی ہے وہ یہ کہ وہ امام بننے کی خواہش نہیں رکھتے نہ اس کے منصوبوں میں رہتے ہیں۔

جعلنا منھم سے ظاہر ہے کہ امت محمدی میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو خدا سے الہام پاکر لوگوں کے ہادی وامام بنیں۔

ایسے لوگوں کی شناخت کے لئے ہماری واسطے کوئی اتنی مشکل نہیں۔ کیونکہ پہلے اولیاء وانبیاء کے نمونے موجود ہیں۔ ان کے حالات ہم تک پہنچے ہیں اسی منہاج پر ان کو پرکھ لیا جائے۔ کہ کس طرح غریب آدمی ان کے سلسلے میں شامل ہوتے ہیں اور اخیر وہ ائمۃ الکفر پر غالب آتے ہیں اور ان کی تعلیم اصولی طور پر تمام اولیاء سابقین سے ملتی ہے جس طریق پر ایک راستباز کو مانا۔ اسی طریق پر دوسرے کو مان لیں۔ آخر انسان اپنی ماں کو بھی ولادت کے معاملہ میں صرف اسی کی شہادت پر راستباز یقین کرتا ہے۔

کم اھلکنا۔ ہدایت کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے۔ کہ پچھلی قوموں کی حالت پر غور کیا جاوے۔ راستباز اپنے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے اور شریر مفسد تباہ وہلاک ہوتے ہیں۔

فنخرج بہ زرعا۔ جس طرح پانی برسنے کے بعد کوئی روئیدگی کو اُگنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح اب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل الٰہی کی بارش ہوئی ہے اس کا نتیجہ ضرور نکلیگا۔ یعنی ان کی جماعت بڑھے گی اور پھولے پھلیگی یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ویقولون متی ھذا الفتح۔ کفار اپنی بات خوب سمجھتے تھے۔ وہ فنخرج بہ زرعا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے۔ اسی لئے سوال کیا کہ یہ فتح جس کی پیشگوئی کرتے ہو۔ کب ہوگی۔

یہاں سورۃ السجدہ کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۃ الاحزاب رکوع ۱

(پارہ ۲۱ رکوع ۷)

یکم اگست سنہ ۱۹۱۱ء

المنفقین۔ منافق کے نشان حدیث میں آئے ہیں۔ اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان واذا خاصم فجر۔

کان علیما حکیما۔ کفر ونفاق سے بچنے اور تقویٰ کے حصول کے لئے علاج بتاتا ہے۔ کہ اللہ کو علیم یقین کرے۔

ایک کہاں سے کہ دینے سے تو نفسے نا بار [illegible] خواہش کرنے ہوئے ایسے

ریاض الجنۃ ہوگی یا حفرۃ من النار۔
یون تو ایک بادشاہ کہہ سکتا ہے۔ مین یہین مرون گا۔ اور بعض لوگون نے اپنی قبرین زندگی مین کھدوائین۔ اور وہین مرے۔

یہان سورۃ لقمان کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۃ السجدہ

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۴۔ سورۃ السجدہ رکوع ۱)

مورخہ ۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

الٓمٓ۔ مقطعات قرآن کے معنے اس زمانہ مین خوب کھلے ہین انگریزی مین تو آج کل ایسے حروف بہت آتے ہین۔ بعض لوگون کے ساتھ تو تقریباً تمام حروف تہجی ہوتے ہین۔

لا ریب فیہ۔ ریب کے معنے ہلاکت کے بھی ہین جیسے نتربص بہ ریب المنون مین اور شک کے بھی۔

قرآن شریف مین جو راہین بتائی گئی ہین۔ وہ نہ تو ہلاکت کی ہین۔ نہ ان مین کسی قسم کا شک ہے۔ پس شک مت کرو۔

فی ستۃ ایام۔ چھ وقتون مین ہر چیز کا کمال چھ مرتبے طے کر کے ہوتا ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا۔ خدا آناً فاناً نہین بنا سکتا۔ پاس ایک مکی کا کھیت تھا۔ مین نے کہا اس کا ایک بھٹا لاؤ۔ اس نے کہا وہ تو کئی ماہ بعد ہوگا۔ تب مین نے کہا ایک بھٹے کے لئے اتنے مہینے بھی خدا ہی لگاتا ہے۔

ثمّ۔ پھر ہم تم کو اوربات سنائین۔ ثم سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ آسمان زمین بنا کے پھر عرش پر جا چڑھا۔ اس کی مثالین قرآن شریف مین کئی ہین۔ چنانچہ پ ۸ الانعام ع ۸ مین ہے۔ کہ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ پھر آگے جل کر فرماتا ہے۔ ثم اتینا موسی الکتب۔

قرآن شریف کے بعد موسیٰ کو کتاب دینے کا ذکر ہے حالانکہ تورات کا نزول قرآن شریف سے پہلے ہوا

استوی علی العرش۔ وہ اپنے تخت حکومت پر بے عیب ہے ٹھیک ٹھاک۔

ونفخ فیہ من روحہ۔ اپنا پاک کلام اس مین پہونچاتا ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے۔ جسے اللہ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے۔

جعل لکم السمع۔ سمع کو اس لئے مقدم فرمایا۔ کہ خدائی معاملات مین سب سے پہلے کان ہی کام کرتے ہین۔ کیونکہ ۱۸ برس تک تو عموماً غفلت مین گذرتے ہین۔ پھر کانون مین خدائی آواز پڑتی ہے۔ اور وہ متنبہ ہوتا ہے۔

یتوفکم۔ تمہاری روح کو قبض کرتا ہے۔

مورخہ ۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵۔ سورہ السجدہ رکوع ۲)

ناکسوا رؤسہم۔ سر نیچے کئے ہونگے اس لئے کہ اپنی بداعمالیان یاد آ کر شرمسار ہون گے۔

انا نسینکم۔ ہم ترک کرتے ہین تم کو

فاسقاً۔ نافرمان

لعلہم یرجعون۔ دنیا مین اس لئے عذاب آتے ہین۔ تا لوگ ان بداعمالیون سے باز آوین۔ جن مین وہ گرفتار ہین۔ دوسرے مقام پر لعلہم یتضرعون فرمایا۔

ومن اظلم۔ انبیاء اور ان کے نشانون کے منکر اور ان سے اعراض کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہین۔ اور خدا تعالےٰ ایسے قطع تعلق کرنے والون کو ضرور سزا دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح مولنا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بائیسواں

(رکوع ۱)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۴)

مورخہ ۴۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

واعتدنا لھا رزقا کریما۔ اس میں معرفت کا نکتہ ہے۔ کہ جو بی بی فرمانبردار ہوگی اسے رزق کریم دیا جائیگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو اس رزق سے بہرہ وافی ملا جس سے ثابت ہوا کہ وہ بہت فرمانبردار تھیں۔

فلا تخضعن بالقول۔ حضرت عائشہ کھل کر بات کہہ لیتی تھیں یہ اس ارشاد کی تعمیل ہے۔

ولا تبرجن۔ حضرت عائشہ کو ایک جنگ بھی پیش آگیا مگر اس میں جاہلیۃ الاولی کی صورت نہیں۔

لیذھب عنکم الرجس۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ماریہ پہلے عیسائی تھی۔ اور صفیہ یہودی۔ اس قسم کے تمام عقیدوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں پاک ہوئیں۔

مورخہ ۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۲۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۵)

المسلمین۔ فرماں بردار

القنتین۔ قرآن پڑھنے والے۔

انعم اللہ علیہ۔ "زید" یہ شخص ایک لڑائی میں قید ہو کر خدیجہ کی بہن کے حصہ میں آیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپنے اسے آزاد کر دیا اور اپنے پاس رکھا۔ آپ نے اس کی شادی پھوپھی زادہ بہن سے کر دی جن کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دے دیا۔

تخفی فی نفسک۔ دلداری کا ایک پہلو یہ سوجھتا کہ میں نکاح کر لوں۔

تخشی الناس۔ نبی پر بے جا اعتراض کرنے کے قابل عذاب نہ ہوں یہ ڈر تھا۔ ... کی نسبت بھی ارشاد ہوا۔ کہ لا تخف انک انت الاعلی۔ بیشک ...

نہیں ہوئی۔ بایں وجوہات کہ نا سے حسب محاورہ قرآنی وسائط کا پتہ ملتا ہے۔ (ب) آپنے ولیمہ کیا (ج) جب یہ ایک رسم کے مٹانے کے لئے تزویج ہوئی۔ تو پھر نکاح ظاہر میں علی رؤس الاشہاد کیوں نہ ہوتا۔

ولا یخشون احدا الا اللہ۔ وتخشی الناس کے معنے اس آیۃ سے حل ہوتے ہیں اور جو معنے مخالف کرتے ہیں وہ غلط ثابت ہوئے۔

وخاتم النبیین۔ نبیوں کی مُہر۔ آپ کی مُہر بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیئے۔

مورخہ ۸۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۳۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۶)

اذکروا اللہ۔ کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ بر و بحر میں لیل ونہار۔ ظاہر وباطن۔ دُکھ سکھ۔ لڑائی۔ سفر۔ حضر۔ صحت وسقم میں اللہ ہی یاد ہو ان سب مقامات وحالات و اوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں ہے۔

وملئکتہ اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہیں۔

شاھدا۔ گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

نذیرا۔ نافرمانوں کے لئے۔

سراجا منیرا۔ روشنی دینے والا سورج

لکیلا یکون علیک حرج۔ جیسے بیبیوں کو پیچھے اجازت دی ہے کہ چاہو الگ ہو جاؤ چاہو بیبیاں بنی رہو۔ ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو۔

ترجی من تشاء منھن۔ یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ جب طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب رضامندی سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تقر اعینھن۔ کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دین کے لئے رہیں۔

مورخہ ۹۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۴۔ سورہ احزاب رکوع ۷)

غیر نظرین انہ۔ ایسے وقت میں جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو۔ منع ہے اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ (۱) شدت حرص (۲) میزبان کھانا پکوائے یا تمہاری خاطرداری میں مشغول ہو۔

یؤذی النبی۔ جب نبی ایسے وسیع دل باحوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو دوسرے کا کیا ٹھکانا۔ امیر خسرو نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا۔ ~

"بُت" پر کپڑا ڈال دیا۔ اور پوچھنے پر بتایا۔ کہ اس سے
شرم آتی ہے۔

جب ایک پتھر سے شرم آنی ممکن ہے۔ تو کیا اس یقین سے
کہ خدا علیم ہے۔ کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ
آوے گی۔

حکیم کا کام ہے۔ کہ خلاف پرہیز کام کرنے سے روکتا ہے
پس جب اللہ کو حکیم مانیگا۔ تو ایسے کام نہیں کرے گا۔ جو حصول
تقوی میں مانع ہوں۔

واتبع مایوحیٰ الیك۔ لاتطع میں ترک شر کا وعظ تھا اب
نیکیوں کے اختیار کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ کہ اتبع مایوحیٰ
کیونکہ انسان اپنے علم سے نہیں جانتا۔ کہ کون کون سی چیز میرے لئے
بلحاظ انجام کے مضر یا مفید ہے۔

وکفیٰ باللہ وکیلاً۔ کفیٰ باللہ ہی کیوں کہا ؟
ائمہ نے لکھا ہے۔ کہ دو جملے ہیں۔ اصل یوں ہے کفی اللہ۔ اکتفت باللہ
ایک جملہ کا اللہ اور دوسرے کا اکتفت حذف کیا ہے۔

امّھٰتھم۔ ابھی فرما چکا ہے۔ کہ حقیقی ماں نہیں بنتی۔ پس یہ اعزاز
واکرام کے رنگ میں ہے۔

مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۸۔ سورہ الاحزاب رکوع ۳)

من فوقکم۔ شمالی جانب
من اسفل منکم۔ جنوب
الحناجر۔ تمہارے دل دھڑکتے تھے۔ اور اب معلوم ہوتا تھا۔ کہ
گلے تک آ گئے۔

فارجعوا۔ اپنے اپنے مذہبوں میں لوٹ جاؤ
الفتنۃ۔ کفر۔ شرک۔ خانہ جنگی۔ مسلمانوں کا قتل۔

مورخہ ۳۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۹۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۳)

[illegible] رسول اللہ [illegible] کی لگن کر دیکھا گیا ہے۔ کہ [illegible] بتایا

یہ کام یوں کرنا چاہیئے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں
یہ بالکل غلط راہ ہے۔ نبی کا نمونہ نہ اختیار کیا جاوے تو کسی فرعون یا ہامان
کی پیروی کرنی چاہیئے۔

ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ۔ یہ وعدہ پ ۲۳ سورۃ ص رکوع
میں ہے۔ جند ما ھنالك مھزوم من الاحزاب۔ جو
بطور پیشگوئی مکہ میں فرمایا گیا۔ کہ مدینہ میں مختلف قومیں چڑھ کر آئینگی۔ اور
شکست کھائینگی۔

المنٰفقین۔ عہد کی خلاف ورزی کرنے والے۔ عہد توڑنے کا نتیجہ
نفاق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم
وردّ اللّٰہ الذین کفروا۔ ہوا تیز چلی۔ کفار کے رئیس کے خیمے کی
آگ بجھ گئی۔ جسے اس نے منحوس قرار دیا۔ وہ ایسا گھبرایا۔ کہ اونٹ پر
چڑھ کر دوڑا۔ وحشت کا یہ عالم تھا۔ کہ اونٹ کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔
ایک دوسرے کو دیکھ کر کافر بھاگتے گئے۔ یہ خدا کی طرف سے نصرۃ
تھی۔

من اھل الکتاب۔ اصل بانی فساد قریظہ۔ انہوں نے نبی کریم کو
حکم بنانا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک اور شخص کو منصف ٹھہرایا۔ اس نے
حکم دیا۔ کہ جو لڑائی کے قابل ہیں۔ وہ سب قتل کر دئے جاویں۔ ان
مقتولوں کی تعداد اڑھائی سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہے۔

وارضا لم تطئوھا۔ اور ملکوں کا بھی وارث کریگا۔ جن پر ابھی تمہارے
قدم نہیں پہونچے۔

تمہید

پہلے رکوع میں خدا نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے قریش کو
و دیگر فرقوں کو اکسایا اور نبی کریم پر چڑھا لائے۔ یہ بنو نضیر کی
تحریک تھی۔ جو جلاوطن کئے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے
مالوں اور گھروں کے وارث نبی کریم اور صحابہ کرام قرار پائے اور اس قسم کی
کئی اور فتوحات ہوئیں۔

ان تمام اموال کے قبضے میں آنے کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ
ازواج النبی کے دل میں خیال آجاوے۔ کہ اب ہماری حیثیت شاہی
بیبیوں سی ہونی چاہیئے۔ اور اتنی مدت ہم نے فقر و فاقہ سے گذاری
اب تو فراخی ہونی چاہیئے۔ اس لئے ان کو اس رکوع میں سمجھایا گیا
ہے۔ کہ اسی طرح فقر و فاقہ میں گذارہ کرنا ہوگا۔

یہاں اکیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

الجنّ - اس وقت کے شریر لوگ

کان لسبأ - سبا ایک شخص کا نام تھا اس کے دس بیٹے تھے - اسی کے نام پر ایک شہر تھا - یمن میں -

سیل العرم - طغیانی جو بڑی تیز ہو -

اثل - جھاؤ (جھروان) عرب میں ایک مثل ہے - تفرقت ایدی سبا یعنی فلان ایسا تباہ ہوا - جیسے سبا -

الا الکفور - کافر سے مراد کافر باللہ نہیں بلکہ کافر نعمت -

قریٰ ظاہرۃ - ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں نظر آتا اور دوسرے سے تیسرے

بٰعِدْ بین اسفارنا - اپنے اعمال اور زبان حال سے یہ آرزو کی -

صبّار - جو اپنے آپ کو بدیوں سے روکتے ہیں

شکور - اور جو خدا کی نعمتوں کی قدر کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتوں کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں -

مورخہ ۱۶ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۵ - سورہ السبا رکوع ۳)

قل ادعوا - یہ مشرکان مکہ کو خطاب ہے - کہ بُت تمہارے کام نہیں آئیں گے اور نہ ان کی سفارش مفید ہوگی -

یجمع بیننا - ایک مٹھ بھیڑ کرے گا (بدر کی پیشگوئی)

ثُمّ یفتح - وہ مٹھ بھیڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی -

متیٰ ھذا الوعد - اس سے ثابت ہوا کہ مکہ والے یجمع بیننا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے جبھی پوچھا کہ ایسا کب ہوگا -

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے - ویقولون متیٰ ھذا الوعد کے جواب میں فرمایا - قل عسیٰ ان یکون ردف لکم - یعنی میں جب یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا - یعنی میرے بعد آئے گا - ویقولون متیٰ ھذا الفتح ان کنتم صادقین - یہاں وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے - اس کے جواب میں فرمایا - قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم -

میعاد یوم - میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد - یوم سے مراد الہامی زبان میں سال بھی ہوتا ہے -

مورخہ ۱۸ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۰ - سورہ السبا رکوع ۴)

لن نؤمن - کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہیں - بر ہم انہی میں سے ہیں - کیونکہ تمام کتب الٰہیہ کا اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے مگر لوگ کہتے ہیں - کہ وہ وضع مصلحت آمیز ہے - یہ مذہب نیا نہیں تفسیر کبیر

میں ہے - کہ براہمہ منکر للنبوت ہیں -

انظالمون - سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہیں - ایک مفتری علی اللہ - دوم جو نبیوں کا انکار کرے - فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذّب بالصدق اذ جآءہ الیس فی جھنم مثوًی للکٰفرین -

مکر اللیل والنھار - جو تدبیریں تم نے دن رات ہمارے لئے کیں اور اپنی باتوں سے ہمیں راہ حق سے روکا -

یبسط الرزق - یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے وارث مسلمان ہوں گے -

مورخہ ۳ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۱ و ۱۲ سورہ السبا رکوع ۵ و ۶)

ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے - مثلاً ریل کے جس درجے میں بیٹھنا ہو اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا - اسی طرح خدا کے تقرب کے جو سامان ہیں وہ یہاں بیان فرماتا ہے -

من اٰمن وعمل صالحاً - سچے علوم پر کامل یقین (۲) پھر ان کے مطابق عمل ہو - پس یہ تقرب الی اللہ کے سامان ہیں -

لھم جزاء الضعف - جزاء بڑھ بڑھ کر ملیگی -

فھو یخلفہ - دیکھو - حضرت ابو بکر و عمر نے اگر ایک مکان اللہ کے لئے چھوڑا تو اس کے عوض میں ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی -

ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوا - حضرت ابو بکرؓ نے اُسے ایک سپاہ کا جرنیل بنا کر بھیجدیا - اور فرمایا فلان قوم پر تا صدور حکم حملہ نہ کرنا اس نے مخفی اسباب سے حملہ کر دیا اور شکست کھائی - جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے -

للملٰئکۃ - ملائکہ سے یہاں مقدس لوگ مراد ہیں - ان ھذا الا ملک کریم سے ثابت ہے کہ پاک لوگوں کو بھی عربی زبان میں ملائکہ کہہ لیتے ہیں -

یعبدون الجنّ - یہاں جن کو جنّ فرمایا ان کو اس سے پہلے رکوع میں الذین استکبروا فرمایا - اس سے پہلے اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا - فرمایا -

سحرٌ مبین - دلربا باتیں کرتا ہے - جو ہمیں اپنی قوم سے کٹوانے والی ہیں -

یقذف بالحقّ - حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑ دیگا - یہ پیشگوئی ہے اسی لئے علام الغیوب صفت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا -

مورخہ ۲۱ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۱۲ - سورۃ السبا رکوع ۶)

مذہبوں میں اختلاف ہے - مگر حق کا پانا کوئی ایسا مشکل امر نہیں - مثلاً بُت پرستوں میں - صرف اتنا غور کافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کی پرستش کرتے ہیں وہ خدا نے

ڈھونڈ لینگے یہ سب قرآن مجید کی اطاعت تہی۔ کہ یہ بزرگ لطیف طرز مین سمجھاتے جس سے بُرا بھی نہ لگے۔

یصلون علی النبی۔ صلوٰۃ کے معنے حمد و ثنا (۲) دُعا (۳) اعلیٰ مرتبہ کی وہ دعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے (۴) رحمت خاصہ

مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۵ احزاب رکوع ۸)

یدنین علیھن من جلابیبھن۔ لٹکادین اپنے اُوپر اپنی چادرون کو یعنے گھونگٹ کو چہرہ پر بڑھا کر رکھین۔

ثم لا یجاورونک فیھا۔ قریب تیرے نہ پھٹکنے پائین گے۔

یہ آیۃ کریمہ شیعون کے لئے قوی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مدینہ سے نہین نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے مین دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات مین آپ کی معیّت کا شرف حاصل رہا۔

عن الساعۃ۔ وہ گھڑی جسمین منافق نکال دئے جاتین گے۔

لعل الساعۃ تکون قریبا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپنے نام بہ نام منافقین کو نکالدیا۔

مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۶۔ سورہ احزاب رکوع ۹)

آذوا موسیٰ۔ فرعون نے دُکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ قارون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ تورات مین لکھا ہے۔ کہ آپ کو عورتون کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام دینے مین شامل تھی اس کو جذام ہوگیا۔

الامانۃ۔ احکام

فابین ان یحملنھا۔ انکار کیا اس سے کہ خیانت کرین۔

حمل الامانۃ عربی زبان مین خیانت کو کہتے ہین۔

حملھا۔ انسان نے ان مین بہت خیانت کی۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنیوالا ہے اور بہت جاہل۔

یہان سورہ احزاب کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورہ السباء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۷۔ سورہ السبا رکوع ۱)

سورہ احزاب مین جس حالت کا ذکر ہوا۔ وہ مسلمانون کی مشکلات کے متعلق ہو (۱) تظنون باللہ الظنونا۔ (۲) بلغت القلوب الحناجر (۳) ھنالک ابتلی المؤمنون۔ مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے۔ کہ احزاب شکست یاب ہونگے غزوہ احزاب کے بعد مسلمانون پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ راحت و آسائش مین خدا بھول جاتا ہے اس لئے ایسے لوگون کے واقعات مسلمانو کی عبرت کے واسطے بیان کئے۔ جن کو ہر طرح آسائش دی گئی اور وہ خدا کی عبادت سے ہوگئے تو ستاباب ہوئے۔

ما یلج فی الارض۔ یہ آیات سمجھاتی ہین کہ جیسے کروگے ویسا پاؤگے جو بیجو گے وہی نکلیگا۔ نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

ما ینزل من السماء۔ اس مین احکام بھی شامل ہین

ما یعرج فیھا۔ نیک اعمال خدا کے حضور پڑھتے ہین۔

الا فی کتٰب۔ کتاب کے معنے حفاظت۔

الی صراط العزیز الحمید۔ یس وہ راستہ موجب ذلت و مذمت نہیں کیونکہ وہ عزیز و حمید کا رستہ ہے۔

ان نشاء نخسف بھم الارض۔ اگر ہم چاہین گے تو اسی زمین مین ذلیل کردین گے۔

کسفا من السماء۔ ایک وقت آسمان کے بادلون کے ذریعے نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک جنگ بدر مینہ کے ذریعے مومنون کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۸۔ سورہ السبا رکوع ۲)

اس رکوع مین دو گواہیان پیش کی ہین۔ آل داؤد۔ آل سبا۔ داؤد و سلیمان کو سب مسلمان جانتے ہین۔ مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہین جانتا۔

یجبال۔ اے پہاڑی لوگو۔ اور پہاڑو

والطیر۔ اور پرندے۔

قدّر فی السرد۔ زرہ جو بناؤ ایک اندازہ رکھو۔ حلقے چھوٹے چھوٹے ہون دب امیخین اندازہ کی ہون (۲) دنیا کے کامون کو ایک اندازہ سے کرو یعنی ایک وقت مقرر کرو۔ پھر دین کے لئے بھی کچھ کرو۔

السابغ۔ طاقت۔ نفاذ امر۔ حکومت۔

غدوھا۔ مشرق مغرب کی حدود مین آپ کی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تہی۔

دوم یہ کہ آپکے جہاز چلتے۔ جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کر لیتے

دآبۃ الارض۔ جلے کرسیہ جسد آسے اس کے معنے حل ہوتے ہین یعنی سلیمان کے تخت پر جو بیٹھا۔ وہ جسد ہی جسد تہا۔ روحانیت سے بے بہرہ تہا پس سلیمان کی موت پر آپکے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہوا سب برکات (حکومت نبوت) جاتی رہین۔

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ بائیسواں

رکوع نمبر ۱۶

سورۃ الفاطر رکوع ۴

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۰ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

ومن الجبال ۔ پہاڑ میں مختلف قسم کی پیداوار ہے ۔ کہیں ہیرا کہیں کنکر ایسی قرآن سننے والوں کے کئی رنگ ہیں ۔

ومن الناس ۔ اب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ آدمیوں میں ہی مجدد ۔ یوں ہی ولی ۔ آدمیوں ہی سے نبی ۔ پھر آدمیوں ہی سے فاسق فاجر تک ہوتے ہیں ۔

العلمٰؤا ۔ ان لوگوں میں سے عالموں کا نشان بتاتا ہے کہ انکی گفتار کردار میں خشیۃ اللہ پائی جاتی ہے ۔

کوئی جیالجی جاننے والا ہو یا اسٹرانمر ہو یا منطقی ہو یا نجومی یا طبیب خدا کے نزدیک عالم وہ ہے ۔ جو خشیۃ اللہ رکھے ۔

یرجون تجارۃ لن تبور ۔ مومن وہی ہے جو ایسی تجارت کرے جس میں ٹوٹا نہ ہو ۔ عارضی و نمائشی چیزوں پر اتنا روپیہ نہیں صرف کرتا ۔ ایک بزرگ ایک دعوت میں گئے ۔ معمولی کپڑے تھے ۔ کسی نے نہ پوچھا ۔ پھر آپ خوب لباس پہن کر گئے ۔ تو سب نے تعظیم دی ۔ آپ بھی شوربہ وغیرہ کی رکابی اپنے چغے پر الٹنے لگے ۔ حاضرین نے تعجب کیا ۔ تو جواب دیا ۔ مجھے تو کسی نے پوچھا نہیں ۔ یہ دعوت تو میرے کپڑوں کی ہے انہی کو کھلاتا ہوں ۔

فمنھم ظالم لنفسہ ۔ برگزیدوں کی تین حالتیں بتاتا ہے ۔ بعض اوقات نفس پر جبر کر کے بدی یا ممنوع شے سے رکنا پڑتا ہے ۔ بلکہ نیکی کرنے کے لئے بھی نفس پر بہت کچھ ظلم کرنا پڑتا ہے مثلاً تہجد پڑھنے کے لئے اٹھنے کے واسطے بہت کچھ نفس پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہے ۔ پھر اس حالت سے نکلکر میانہ رو ہو جاتا ہے پھر نیکیوں کو لپک لپک کر لیتا ہے ۔

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۱۶)

سورۃ الفاطر رکوع ۴

انسان عالم کبیر ہے ۔ اور کائنات عالم صغیر یا کائنات عالم کبیر اور انسان عالم صغیر کچھ بھی ہو ۔ انسان کو چاہیئے ۔ کہ خدا کی دی ہوئی قوتوں کو برمحل خرچ کرے ۔ اگر ایسا کریگا ۔ تو بہشتی زندگی کا نمونہ اسی دنیا میں دیکھیگا ۔

یحلون فیھا ۔ دنیا میں بھی اس جنت کا نمونہ صحابہؓ نے دیکھا ۔ ان کو قیصر و کسریٰ کے گھرانوں کے زیور دئے گئے ۔

وھم یصطرخون ۔ بدیوں کا ارتکاب کرکے جب اس کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے ۔ تو بدکار چیختا ہے کہ مثلاً اس سوزاک و آتشک رہائی ہو ۔

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ ۔ رکوع ۱۷)

سورۃ فاطر رکوع ۵

غیب السموات والارض ۔ غیب ۔ رضاء الٰہی کی راہیں

(۲) جو موجود ہوکر معدوم ہو گئی ہیں یا ہنوز عدم میں ہیں اور وجود میں نہیں آئیں ۔

فعلیہ کفرہ ۔ انکار کا برا نتیجہ پاتا ہے ۔

مقتاً ۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی ۔

ارأیتم ۔ بتاؤ تو سہی

ان تزولا ۔ بعض دمدار ستارے ایسے ہیں کہ ان کی دم کی ٹکر سے زمین ٹکڑے ہو جاوے ۔

المکر السئی ۔ مکر کے ساتھ سیئی لگانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مکر کے معنے برے نہیں ۔ جبھی تو اس کے ساتھ سئی لگایا ۔

سنۃ اللّٰہ ۔ سنت اللہ اور سنت للّٰہ میں فرق ہے ۔ غلام زید ۔ زید کا خاص غلام ۔ غلام لزید ۔ خاص غلام نہیں کوئی ایک ۔

یہاں سورۃ فاطر کے نوٹ ختم ہوئے

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۱۶)

سورۃ الفاطر رکوع ۴

ہاتھ سے گھڑتے ہین۔

پھر نبیون کے منکر ہین۔ وہ دیکھین۔ کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہین۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفون کے مقابل مین کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ راستبازون کی جماعت حق پر ہے۔

نبی پر جنون کا شبہ بہت ہی کمزور بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لاسکتا ہے اور ایسے قوانین وضع کرسکتا ہے اور اپنے کامون کے نتیجے اپنی آنکھون کے سامنے بار آور دیکھ سکتا ہے۔

بین یدی عذاب شدید - یہودی مسیح کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پلاطوس کو ان کی ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا۔ کہ یہودی انھی عیسائیون کے ہاتھ سے مذموم و مدحور ہوگئے۔

ومایعید - یہ ایک پیشگوئی ہے۔ کہ مکہ مین پھر کبھی ایسی بت پرستی نہ ہوگی۔

واخذوا من مکان قریب - پکڑے جاوٴگے۔ ایک مکان مین جو قریب ہے۔ چنانچہ بدر مین ایسا ہوا۔ پھر کہ مین۔ چنانچہ وہان انہی منکرون نے آمنا کہا۔

ویقذفون بالغیب - یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اس کی اولاد کوئی نہین۔ تم غیب کی باتون سے بہت دور کے مکان میں ہو۔

مریب - ہلاک کرنے والا۔

یہان سورۃ السبا کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورہ فاطر رکوع نمبر ۱

پارہ ۲۲ رکوع ۱۳

مورخہ ۲۲ - اگست ۱۹۱۰ء

اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے۔ وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء کی نسبت ہمین اتنا ہی علم ہوسکتا ہے۔ جتنا وہ خود اپنے انبیاء۔ اولیاء کی معرفت بتلائے۔ پس اللہ کی ذات و صفات۔ ملائکہ۔ قبر۔ حشر۔ دوزخ۔ جنت۔ پلصراط کے متعلق ہمارا علم وہی صحیح ہوسکتا ہے۔ جو خود اس نے فرما دیا۔ اور اسی حد تک ہمین ان مین گفتگو کرنے کی اجازت ہے۔

اولی اجنحۃ - یہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتون کے پر ہین ان سے کیا مراد ہے۔ یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہ جنھون نے فرشتون کو بچشم خود دیکھا جس نے کچھ نہین دیکھا۔ اس کا اعتراض بے وقوفی ہے۔

لا الہ الا ھو - وہی کامل قدرتون والا غیر محتاج ہے۔ جو کچھ کسی کو دیا ہے وہ اس کی عطا ہے اور پھر محدود آیندہ کے لئے۔ پھر محتاج کا محتاج۔

مورخہ ۲۴ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۴ - سورہ فاطر رکوع نمبر ۲)

زین لہ سوء عملہ - جسکو برے اعمال خوبصورت نظر آتے ہین۔

فراٰہ حسناً - پھر اس بدعملی کو اچھا جانتا ہے۔

فان اللہ یضل من یشاء - خدا کیطرف سے گمراہی کا فرد جرم انہی پر لگتا ہے۔ جو ضلالت کی راہ عمداً اختیار کرے۔

والعمل الصالح یرفعہ - سمجھایا کہ نیک باتون کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہین۔

من عمرہ - اس ہ کا مرجع کیا ہے اس سے ایک مسئلہ* حل ہوتا ہے۔ یہ ضمیر اس معمر کے مثل کی طرف جاتی ہے۔ (* مسیح سے مراد مثیل مسیح)

ومن کل تاکلون - یعنی جس طرح تلخ اجاج سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہین اسی طرح انہی گندے لوگون سے نیک بن کر اسلام مین آجائین گے۔

مورخہ - ۳ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۵ - سورہ فاطر رکوع ۳)

الفقراء - امیر سے امیر انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ ایک دم کا ایسا احتیاج ہے۔ کہ یہ زندگی و موت کا سوال ہے اور پھر احتیاج بھی عجیب طور پر ہے۔ کہ ایک طرف سے ہوا کے داخل ہونے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف ہوا کے خارج ہونے کا۔ ایک طرف پانی پینے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اخراج کی حاجت ہے۔

انسان حق کا بھی محتاج ہے۔ اور حق کے علم پر عمل کرنے کے لئے توفیق کے حصول کا بھی ویسا ہی محتاج ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فسق و فجور مین مبتلا ہوجاوین۔

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۶ - سورہ فاطر رکوع ۴)

باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ مین پڑتا ہے۔ پھر وہ ماں کے پیٹ مین جاتا ہے۔ تو ماں کے اور اس کے گھر مین آنے جانے والون کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحبتون۔ ہم نشینون۔ دعائین کرنے والون وغیرہم کا اثر ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۸ - برس تک۔

انزل من السماء ماءً - یہی حال وحی الٰہی کا ہے۔

ثمرات - کھجور - انگور - ۱۲۰ قسم کے ہوتے ہین۔ جس طرح پانی ایک ہی ہے مگر بیجون اور زمینون کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہین اسی طرح خدا کی پاک وحی قرآن کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیئیسواں رکوع اول

سورہ یٰس رکوع ۲

(مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

قیل ادخل الجنۃ۔ حضرت حق سبحانہ نے بذریعہ الہام جنت کی بشارت دی لوگ کہتے ہیں اسے قتل کردیا۔ قرآن مجید سے تو یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

یستھزءون۔ تحقیر کرتے ہیں۔ یہی معنے ٹھیک ہیں۔

مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۳ رکوع نمبر ۲)

(سورہ یٰس رکوع ۳)

بندوں کو اللہ تعالےٰ سمجھانے کے لئے بہت سی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ تمثیلوں سے بات خوب واضح ہوجاتی ہے

دنیا کی تمام مہذب قوموں کے لٹریچر میں یہ طرز پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں مثنوی مولانا روم اس کی بہترین مثال ہے۔

الارض المیتۃ۔ یہ سمجھایا ہے۔ کہ اس ملک میں اخلاقی حالت۔ کھیتی۔ امن عامہ سب کچھ مرچکا تھا۔

امن عامہ کا یہ حال تھا کہ ایک کتی کے بچے کے مرنے پر ہزاروں ہی کٹ کے مرگئے۔ بت پرستی۔ جس کا لازمہ جھوٹے قصے ہیں۔ کیونکہ پجاری اپنے اپنے بتوں کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے عجیب عجیب فسانے تراش لیتے ہیں۔ جن ملکوں میں شرک ہوتا ہے۔ وہاں آلہیات کا علم بالکل نہیں ہوتا۔ پہاڑوں پر ایسی حالت بہت پائی جاتی ہے۔ یورپ میں قطعاً بت پرستی ہی رہ گئی ہے۔

حضرت صاحب نے ایک موقعہ پر نہایت عمدہ نکتہ لکھا ہے۔ کہ ان لوگوں نے نئی نئی ایجادیں کی ہیں۔ یہاں تک کہ خدا بھی نیا ہی گھڑ لیا ہے۔

لوتھر نے لکھا ہے کہ بدکاری کر اور پیٹ بھر کر۔ کر۔ کیا مسیح تیرے لئے کفارہ نہیں ہوا۔ ایک پڑھے لکھے شخص سے میں نے پوچھا۔ ایک شخص ننگے سر دو لکڑیاں ہاتھ میں لئے بھاگتا ہوا تمہاری کوٹھی کی طرف آئے اور کہے۔ آئی ایم گاڈ۔ آئی ایم گاڈ تو تم اسے کیا کہوگے۔ اس نے کہا کہ آپ گستاخی کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ پاگل ہی کہتے ہیں۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب زمین مردہ ہوتی ہے۔ تو آسمان سے جو پانی برستا ہے۔ اس سے وہ بقاعدہ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع زندہ ہوہی جاتی ہے۔ اور جو جو بیج بڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ اس سے اگ پڑتے ہیں۔ اسی طرح آسمانی وحی کا پانی مردہ دلوں پر پڑکر (جن میں استعداد ہو) ان کو زندہ کرتا ہے۔

خلق الازواج۔ روئیدگی کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ کہ اس کو کھا کر نسل بڑھتی ہے۔ اس تمثیل میں سمجھا دیا ہے۔ جیسے بارش ہو۔ تو کوئی روئیدگی کو روک نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ الہامی بارش جو ہوئی۔ تو اب اس کے نتیجہ سے ایک قوم پیدا ہونے والی ہے۔ تم اسے روک نہیں سکتے۔

دور کیوں جاؤ۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص پر خدا کے فضل کی بارش ہوئی۔ اور پھر باوجود سخت مخالفت کے ایک قوم خدا کے دین پر چلنے والی پیدا ہوگئی۔ اور تم جو یہاں دو تین سو بیٹھے ہو۔ یہ اسی کا ثبوت ہے۔

لمستقر لھا۔ گردش کی مقرر کردہ جگہ ایک طرف خط جدی۔ ایک طرف خط سرطان۔

وان نشاء نغرقھم۔ پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ تم بھی اسی زمین پر بصورت گستاخی ومقابلہ نبی غرق کردئے جاؤگے۔ اور تمہارا کوئی فریادرس نہ ہوگا۔

مابین ایدیکم۔ جو عذاب تمہارے سامنے ہے۔

وما خلفکم۔ جو عذاب پیچھے آنے والا ہے۔

فلا یستطیعون توصیۃ۔ نہ خود کچھ کرسکوگے۔ نہ کسی کو کہہ سکوگے کہ ہمارے بعد یوں انتظام کرنا۔

مورخہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۳۔ رکوع نمبر ۳)

(سورہ یٰس۔ رکوع ۴)

نفخ الصور۔ جب ہمارا بگل بجیگا۔

من مرقدنا۔ ہماری آرام کی جگہ۔ اعتراض کیا جاتا ہے کیا کفار کے لئے قبر آرام گاہ ہے اسکا جواب یہ ہے۔ کہ یہ نسبتی امر ہے۔ آنے والے عذاب کے مقابل میں یہ عذاب قبر موجب آرام ہی تھا۔

بمرگ گیر تا بمرض راضی شود سے بھی یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔

المجرمون۔ قطع تعلق کرنے والے۔

الشیطان۔ خدا سے دور۔ ہلاک شدہ ردّحین۔

اضل۔ ہلاک کردیا۔

ابتداء سورۂ یٰس رکوع ۱

پارہ ۲۲ رکوع ۱۸

مورخہ ۹ ۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

اس سورہ میں حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت ۔ قیامت کا ثبوت احیار کی کامیابی ۔ اعدار کی ناکامی کا بیان ہے۔

یٰس ۔ اے انسان کامل ۔ اے سردار ۔ کامل انسان جو بات کہتا ہے وہ سچی ہوتی ہے ۔ بڑے بڑے سردار بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

والقرآن الحکیم ۔ انسان کامل ہونا اور پھر حق وحکمت سے بھری ہوئی کتاب تیرے مرسل ہونے کا ثبوت ہے ۔ پھر لمن المرسلین خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کوئی صداقت وحکمت کی بات نہیں ۔ جو تو نہیں لایا ۔ اور تو اگلے نبیوں کے طرز پر ہے۔

علیٰ صراط مستقیم ۔ وہ راہ جس پر چلنے سے انسان خدا کے حضور پہنچ جاتا ۔ اور ادھر ادھر ہونے سے مشکلات میں پڑتا ہے ۔ تو اس پر ہے یہ بھی صداقت کا ثبوت ہے۔

تنزیل العزیز الحکیم ۔ یہ اور ثبوت ہے ۔ قرآن اور اس کے لانے والی کی صداقت کا ۔ کیونکہ مومنوں کے شامل حال رحمت باری تعالےٰ ہوگی اور کفار پر عذاب آئے گا۔

ما انذر آباؤھم ۔ قریب زمانہ یعنی ان کے باپ دادا میں نبی نہیں آیا چونکہ یہ لوگ غافل ہوگئے اور خدا تعالےٰ کو بھول کر بُت پرستی میں محو ہوگئے اس لئے ضروری تھا ۔ کہ ان میں کوئی نبی آوے۔

اس زمانہ میں بھی امرار ۔ علمار ۔ فقرار تینوں مصلحان قوم کی حالت ایسی تھی تو خدا کا فرستادہ آیا۔

فی اعناقھم اغلالاً ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قید میں جب کفار آئے تو یہی حالت تھی ۔ اور اس طرح ظاہری طور پر بھی یہ بات پوری ہوئی۔

بین ایدیھم سدا ۔ آگے بڑھ نہیں سکتے کہ اسلام لائیں پیچھے ہٹ نہیں سکتے ۔ کہ عذاب سے بچ جاویں ۔ اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک ڈرانا نہ ڈرانا برابر یکساں ہے ۔ اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

مورخہ ۱۰ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۲۲ رکوع ۱۹

(سورۂ یٰس رکوع نمبر ۲)

ہزارہا لوگوں نے چاینا ۔ جاپان ۔ انگلستان کو نہیں دیکھا ۔ مگر وہ ان کی ہستی پر محض شنید سے یقین رکھتے ہیں بلکہ ان کے وجود پر قسم کھا سکتے ہیں ۔ پھر بعض واقعات کو صرف ایک گواہی پر تسلیم کیا جاتا ہے ۔ مثلاً کسی کا اپنے باپ کا بیٹا ہونا جس کے لئے صرف اس کی ماں کی گواہی ہے ۔ پھر فلاسفروں کے اقوال میں اتنا اختلاف ہے کہ کسی صورت میں نہیں ملتا ۔ مگر انبیار کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ باوجودیکہ وہ آپس میں نہیں ملے اور مختلف زمانوں میں ہوئے ہیں پھر بھی وہ اللہ ایک ہے پر اجماع رکھتے ہیں۔

اس شہادت کو نہ ماننا کیسی بے ایمانی ہے ۔ ایک عورت کی گواہی مان لینے والے اتنی بڑی راستباز جماعت کی مجموعی گواہی کو نہ مانیں تو بہت بے انصافی ہے ۔ پھر وہ لوگ بھی موجود ہیں ۔ جنھوں نے خدا سے خود باتیں کی ہیں ۔ ان کی باتیں نہ مانیں مگر فلاسفروں کی باتیں باوجود اس قدر اختلاف کے مان لیں ۔ تعجب ہے۔

مثلاً ۔ عجیب بات۔

اصحٰب القریۃ ۔ مصر جہاں حضرت موسیٰ و ہارون گئے۔

بثالث ۔ تیسرا عظیم الشان رسول بھیجا گیا۔

ما انزل الرحمٰن من شیٔ ۔ برہموں کا بھی یہی عقیدہ ہے یہ لوگ تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں ۔ ان کی گندہ تعلیم سب سے زیادہ خطرناک ہے ۔ جن لوگوں نے سچائی کے پہچاننے کے لئے اپنے آرام اپنی اولاد اپنا جاہ وجلال اپنے وطن کو چھوڑ دیا اور اپنی جانیں قربان کر دیں ان کو جھوٹ اور دروغ مصلحت آمیز سمجھنا حد درجے کی بے باکی ہے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں چند گھنٹے ٹھہرنے والے کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اس نے روایت میں جھوٹ بولا اور نہ دنیا کی مجموعی طاقت ایسے اتہام کو ثابت کر سکتی ہے پس جس نبی میں یہ نور دیا گیا ہو کہ اس کی صحبت آدمی کو اعلےٰ درجہ کا راستباز بنا دے کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے ۔ یا جھوٹ بولتا ہے ۔ اور جھوٹ بھی خدا پر ۔ خدا نے کچھ وحی نہیں کی ۔ اور وہ کہے مجھ پر وحی ہوئی ہے۔

البلٰغ المبین ۔ کھول کر بات پہونچا دینا

تطیرنا ۔ بڑے بڑے دکھ دیکھے ہیں تمہارے سبب سے ۔ واقعی جب نبی آتا ہے طاعون قحط ، ہیضہ اور ہر قسم کی بلائیں آتی ہیں ۔ اسمیں ایک منشار ایزدی ہوتا ہے ۔ وہ یہ کہ لعلھم یتضرعون ۔ یعنے شوخی بے باکی سے باز آکر خدا کے حضور گریہ زاری کریں۔

اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یتضرعون ۔ اس سے طائر کا مسئلہ بھی حل ہوتا ہے ۔ جہاں انسان جاوے اس کے ساتھ چیل کوّے جاتے نظر آویں تو یہ فتحمندی کا نشان ہے ۔ (۲) اسی طرح ہوا کا رُخ ادھر ہو جدھر سے یہ جاوے ۔ تو یہ بھی کامیابی کا تفاول ہے (۳) جانور بیٹھ جاوے جس پر سوار ہوں (جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی حدیبیہ میں بیٹھ گئی) ۔ تو یہ بھی اچھا نشان ہے۔

مسرفون ۔ خطاکار۔

یہاں بائیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

اللہ کے بندے باوجود ناسازیٔ طبع بھی تبلیغ کے جوش میں نکل آتے ہیں۔

فاراد دا بہ۔ صرف ارادہ کیا ہے۔ (یہ بات یاد رکھو) مگر خدا نے یہ ارادہ چلنے نہ دیا۔

اری فی المنام۔ کبھی شخص دیکھے۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں۔ تو اس کے معنے یہی ہوتے ہیں۔ کہ دنبہ ذبح کردے۔ عالم رؤیا میں بیٹا کبش ہوتا ہے۔ اور کبش بیٹا۔

صدقت الرؤیا۔ سے یاد (الشام۔ جانب شمالی عرب جس میں بیت المقدس فلسطین ہے) کے ملک میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ چنانچہ مسیحی تعلیم کی جڑ بھی یہی ہے اسی بناء پر وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کی قربانی پر ایمان لاتے ہیں۔ ہند میں بلیدان کا رواج تھا۔ جے پور میں اب بھی اس جگہ روز بکرا ذبح ہوتا ہے۔

حضرت حق سبحانہٗ نے حضرت ابراہیم کو ایک رؤیا دکھلائی۔ کہ وہ اپنا بیٹا ذبح کرتے ہیں۔ اس کا اعلان کیا۔ اس پر تیار ہوگئے۔ پھر بیٹے کی جگہ حسب تفہیم الٰہی بکرا ذبح کیا۔ اور یہ سمجھایا۔ کہ اس کی اصل یہ ہے۔ کہ خدا کا مکالمہ پہلے ایسے رنگ میں ہوا۔ کہ لوگ سمجھ نہیں سکے۔ کہ بیٹے کی قربانی سے کیا مراد ہے۔ اور اس طرح پر اس بد رسم کا ایک راستباز کے عمل سے قلع قمع ہوا۔

وبشرناہ باسحٰق۔ یہ غلام حلیم کے علاوہ دوسرے بیٹے کی بشارت ہے۔

برکنا علیہ۔ اس اولاد ابراہیم پر جس کا نام اسماعیل تھا۔

مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسوان رکوع نمبر ۸)

(سُورۂ والصّٰفّٰت۔ رکوع ۴)

کسی نبی کا بیان دوبارہ ہوتا ہے تو دراصل اس میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ احکام فقیہہ کے متعلق تو قریباً ڈیڑھ سو آیات ہیں۔ ان کے علاوہ جو آیات ہیں۔ ان سے مقصود ہے۔ کہ انسان باخدا انسان بن جاوے۔ اور وہ اخلاق فاضلہ سیکھے۔ اللہ سے پاک تعلق پیدا کرے۔

سلٰم علی موسیٰ وھارون۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصّٰلحین التحیات میں ہے۔

بعلاً۔ سورج کو بھی ایک دیوتا مانا گیا ہے۔ سورج کی ہیکل کو بعل کہتے ہیں۔ چاند کو وہ لوگ مؤنث سمجھتے تھے۔ اور سورج کو مذکر۔ بعل مرد کو کہتے ہیں۔

احسن الخالقین۔ تمام اندازہ کرنے والوں سے خوبیوں میں بڑھ کر

مورخہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسوان رکوع نمبر ۹)

(سورہ والصّٰفّٰت رکوع ۵)

صوفیوں نے لکھا ہے کہ یہ یونس کا معراج ہے۔ نینوا ایک شہر تھا۔ ایک لاکھ بیس ہزار اس کی آبادی تھی۔ وہ دارالسلطنت تھا۔ حضرت یونس وہاں بھیجے گئے آپ نے وعظ کیا۔ لوگوں نے مخالفت کی۔ تو حضرت یونس نے کہا۔ کہ تم پر عذاب آوے گا۔ جب وہ دن آنے۔ تو ایسی کچھ بات نکلی۔ کہ ان کے دل میں خدا کی صفت رحمانیت کا جوش آگیا۔ تو وہ سمجھے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ عذاب ٹال دے۔ اس لئے وہ علیحدہ ہوگئے۔ ادھر لوگوں نے عذاب کے نشان دیکھتے ہی تضرع وزاری شروع کر دی اور وہ عذاب ٹال دیا گیا۔

جب حضرت یونس نے سنا کہ عذاب نہیں آیا۔ تو وہ لوگوں سے بھاگے کہ خواہ مخواہ خدائے کریم کی مصالح وغریب نوازیوں سے ناواقف لوگ اعتراض کرینگے۔

ابق۔ جو غلام بغیر رضامندی اپنے آقا کے نکل جاوے اُسے آبق کہتے ہیں۔

فساھم۔ قرعہ کس طرح ڈالا۔ یہ میں نے قرآن و حدیث میں نہیں پڑھا۔

فالتقمہ الحوت۔ حدیثوں سے تو نہیں۔ مگر تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کی ایڑی کو منہ میں لیا۔

من المسبحین۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین۔ کہنے والے۔ تیرنے والوں سے بھی معنے کئے گئے ہیں۔ مگر میں ان معنوں کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ دوسرے موقعہ پر اس کی تصریح میں فرما دیا۔ کہ لا الٰہ الا انت سبحانک پڑھتے تھے۔

یقطین۔ ایسے درخت کو کہتے ہیں۔ جس کا پھل بڑا ہو۔ اور بیل سست۔ پیٹھا۔ کدو۔ تربوز۔ سب کو یقطین کہتے ہیں۔ دریا کے کناروں پر ایسی بیلیں لوگ لگا دیتے ہیں۔

اویزیدون۔ بلکہ زیادہ۔ بہرحال لاکھ سے کم نہ تھے۔

وھم شاھدون۔ بہت سے کم عقل لوگ ابتدائے خلق پر اٹکل بازی سے بحث کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرما دیا کہ اس قسم کے مباحث ٹھیک نہیں۔

مالکم۔ اس پر وقف ہے۔ کہ آدمی خوب تامل کرے۔

اِس جگہ سورۂ والصّٰفّٰت کے نوٹ ختم ہوئے۔

آغاز سورۂ ص رکوع اوّل

(پارہ تیئیسوان رکوع ۱۰)

ص۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

ذی الذکر۔ یہ فطرت ہے۔ کہ انسان ابد پروازی چاہتا ہے۔ شرافت والے تاریخی آدمی تم بنجاؤگے۔

شقاق۔ رسول سے ہٹ جانے کی راہ۔

تکاہمنا ایدیھم ۔ طب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ بعض بیماریاں صرف ہاتھ دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہیں ۔ بعض بیماریاں پیچھے مڑکر چلانے سے پتہ لگ سکتا ہے ۔ یہ تو دنیا کا حال ہے ۔ آخرت میں تو سب کچھ ظاہر ہو جائیگا ۔

مورخہ ۱۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۳ - رکوع نمبر ۴)

(سورہ یٰس - رکوع ۵)

من نعمرہ ۔ خواہ بحیثیت قومی یا بحیثیت سلطنت یا بحیثیت عظمت ۔

ننکسہ فی الخلق ۔ یہ قانون تمام اشیاء عالم میں ہے ۔

یحق القول ۔ فردجرم لگے ۔

لا یستطیعون نصرھم ۔ وہ بت مشرکان مکہ کو کچھ مدد نہ دے سکے ۔

اِس جگہ سورہ یٰس کا نوٹ ختم ہوئی

سورہ الصٰفٰت رکوع اوّل

(پارہ ۲۳ - رکوع ۵)

مورخہ ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

والصٰفّٰت صفاً ۔ اگر بڑے لائق لوگوں کی صفیں عمدہ صف باندھ کر کسی عظیم الشان مذہب کی تحقیق میں بیٹھیں ۔

فالزّٰجرات زجراً ۔ وہ مجلس اتنی بڑی ہو ۔ کہ پولیس کا انتظام کرنا پڑے ۔

فالتّٰلیت ذکراً ۔ پھر اس میں بڑے بڑے لکچرار اپنے اپنے مضمون پڑھیں ان الٰھکم لواحد ۔ تو خلاصہ یہی نکلے گا ۔ کہ اللہ ایک ہے ۔ واقعہ میں مخلوق پرست کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی ۔

ایک بت پرست رئیس سے میری گفتگو ہوئی ۔ اس نے کہا ۔ قدیم مذہب اچھا ہوتا ہے ۔ میں نے کہا ۔ فرمائیے ۔ رام چندر کس کی پرستش کرتے تھے ۔ آخر چلتے چلتے وہ اس بات پر پہونچ گیا کہ "وہ ایک خدا کی"

عیسائیوں سے بھی یہی سوال کیا ہے ۔ کہ کنواری کا بیٹا جب دنیا میں نہیں آیا تھا توکس کی پرستش لوگ کرتے تھے ۔ تو ان کو ماننا پڑا ہے اس واحد معبود حقیقی کی

رب المشارق ۔ شروق نور کے حصول کا نام ہے ۔ تمام نوروں کا سرچشمہ وہی رب ہے

شیطان مّارد ۔ ایک مخلوق ہے ۔ جو ناپاک اور مخلوق سے دور رہتی ہے ۔ عرب اُسے کاہن کہتے ہیں ۔ شانہ بین بھی انہی میں داخل ہیں ۔ وہ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے اور غیب کی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں ۔

لا یسمّعون الی الملاء الاعلی ۔ جبرئیل اور اس کے قرب والے ملائکہ تک ان کی رسائی نہیں ۔ مگر وہ زمین کے ملائکہ یا اِدھر اُدھر سے کچھ اُڑا لیتے ہیں کچھ جھوٹ ملا دیتے ہیں ۔

شہاب ثاقب ۔ چمکتا ہوا شعلہ پڑتا ہے اور وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں ۔

مورخہ ۱۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۳ رکوع ۶)

(سورہ والصٰفّٰت رکوع ۲)

وصدق المرسلین ۔ قرآن شریف نے تمام رسولوں کی تصدیق کی ۔ جو صداقتیں انھوں نے مختلف زمانوں میں پیش کیں ۔ وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں ۔

رؤس الشیاطین ۔ سانپوں کا سر ۔

مورخہ ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسواں رکوع نمبر ۷)

(سورہ والصٰفّٰت رکوع نمبر ۳)

انبیاء پہلے تمام اسباب کو اپنی طاقت و وسعت کے مطابق جمع کرتے ہیں ۔ پھر خدا کو پکارتے ہیں ۔ کیونکہ اسباب کا جمع کرنا بھی خدا ہی کے قانون کی فرمان برداری ہے ۔ تدبیر کے معنے ہیں ۔ آخر کو دیکھنا ۔

توکل کے معنے ہیں ۔ جو تدبیر بہم نہیں پہونچ سکی ۔ اس کے لئے جناب الٰہی میں التجا اور اس کی ذات پر بھروسہ ۔

من شیعتہ ۔ نوح کے اتباع میں سے ۔

بقلب سلیم ۔ دل ہر جو طمع ۔ حسد ۔ شہوت کے خیال اور اس کے لوازمات ۔ جہالت ۔ سستی ۔ فضول ۔ غضب ۔ اس قسم کی بدیوں سے پاک اور اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہو ۔

فما ظنکم ۔ چور چوری بھی کرتا ہے ۔ کہ اس کو خدا کی صفت اور رزاقیت پر ایمان نہیں ہوتا ۔ زانی نہیں سمجھتا ۔ کہ اللہ پاک بیبیاں دے سکتا ہے ۔ اسی لئے فرمایا ۔

ذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم ۔

فنظر نظرۃ فی النجوم ۔ انھوں نے وقت کی طرف توجہ فرمائی ۔ اب بھی مہذب ملک میں دستور ہے ۔ کہ کسی کو رخصت کرنا ہو یا خود جانا ہو ۔ تو اپنی گھڑی دیکھ لیتے ہیں ۔

انی سقیم ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کان صدیقاً نبیا ۔ وہ بڑا راستباز تھا ۔ ادھر حضرت ابراہیم فرماتے ہیں ۔ میں بیمار ہوں ۔ میری طبیعت ناساز ہے ۔ پس وہ اپنے قول میں سچے تھے ۔ اپنی کمزوری اور کسی اندرونی سقم کو انسان خود ہی سمجھتا ہے

[حض]رت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹ

پارہ تیئیسوان ۲۳

رکوع نمبر ۱۴

(سورۃ صٓ - رکوع ۴)

مورخہ ۲۷ - اکتوبر ۱۹۱۰ء

[...]ین علم عبرت کے لئے لوگون نے تصنیف کئے ہین اون مین سے ایک علم تاریخ ہے [...]لم تاریخ کے لکھنے مین بھی مسلمانون نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے۔ مسلمانون [اور ع]یسائیون کی علم تاریخ مین یہ فرق ہے۔ کہ عیسائی کسی واقعہ کو دیکھکر اس کا سبب بھی خود [...]ل کرتے ہین۔ حالانکہ ضرور نہین کہ وہ اصل سبب اس واقعہ کا ہو۔ دوسرا نقص یہ ہے [...] اپنے ملک پر سب کا قیاس کر لیتے ہین۔ حالانکہ ہر ملک مین کچھ نہ کچھ مبالغہ ہوتا ہے [...]ے ملک مین یہ زیادہ ہے۔ اب وہان بھی یہ نقص عام پیدا ہوا ہے۔ کہ ناول کو اصل واقعہ سمجھتے ہین۔ ہمارے مؤرخین زیادہ تر شیعہ ہین۔ شیعون مین تقیہ جائز [ہ]ے۔ پھر اس تقیہ کی ان کو خوب مشق ہے۔ اور تبرے کے یہ اب تک شروع سے [...]ی ہین۔ تبرے بازی کی اگر سیکھنی ہو تو ان سے سیکھے۔ وقائع نعمت خان کو دیکھو۔ [...] انک کھایا ہے اسی کے حق مین کہین گالیان ہین۔

[...]خافی خان تو ہنسا تا بھی جاتا ہے اور تبرا بھی۔ مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے۔ تو وہ سنیون [کی] خبر لیتا ہے۔ تاریخون مین بڑے عبرت کے مقام ہوتے ہین۔ سینکڑون جلدین [مط]العہ کر جاؤ۔ بعض اوقات سمجھنے مین بڑی مشکل ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ جو بہت نیک حصہ [ہے مسلما]نون نے علم حدیث مین حدثنا مالك حدثنا فلاں وغیرہ پڑھا۔ ہمارے یہان [کئ]ی شخصون نے اس کو چھوڑ کر عن رسول اللہ پڑھانا شروع کر دیا۔ اس سے مدعا یہ [تھ]ا کہ ان راویون کی پرہیزگاری اور تقوے اور پاک سنتون کی اتباع ہو۔ اس سلسلہ اسناد مین [...]ان کئے جائین۔ لیکن ہمارے ملک مین اس قدر نہ اُستادون کو فرصت ہو اور نہ [شاگر]دون کو۔ مین نے بعض اوقات بڑے بڑے اُستادون سے دریافت کیا ہے [...] کے سلسلہ کی کتابون مین سے پانچ مستند کتابون کا صرف نام تو لے دو۔ تو نہ [بتا س]کے۔

[...]ی بات قرآن کریم۔ قرآن کریم مین بہت سے انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ لوگ جھگڑے [...] کہ خضر۔ آدم۔ لقمان نبی تھے یا نہ تھے۔ حالانکہ اس بحث کی ضرورت ہی [...] شخص کی باتین جو قرآن کریم نے خوبی کے طور پر بیان کی ہین۔ ہم کو چاہیئے

کہ ان باتون پر عمل کرین۔

ایک شخص نے سورہ یوسف مین بیان کیا ہے۔ کہ عشق و حسن تو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ احسن القصص مین قصص۔ قاف کی زبر سے قصہ کی جمع نہین ہے۔ جمع دراصل ق کی زیر سے ہے۔ سورہ یوسف مین دراصل بیان ہے۔ کہ ایک نوجوان آدمی گھر کی سردار عورت سے کس طرح برتاؤ کرے۔ کس طرح صبر کرے۔ کس طرح سلوک کرے۔

قرآن کریم ہر موقعہ پر اس قسم کی نصائح بیان فرماتا ہے۔ مسلمانون نے قرآن کریم کو بیانات کی تاریخ نہین رکھی۔

حضرت داؤد کے قصہ مین خداوند تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایک خطرناک سفر سے اطلاع دی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب۔ یاد کرو ہمارے ایک بندے کو جس کا نام ایوب تھا۔

ضغث۔ دو چار دس پانچ پتلی پتلی چھڑیان۔ جن کے پتے بھی آخر پر ہون۔ اونکو ایک جگہ کرنا۔ مثلاً جھاڑو۔

والابصار۔ بڑی بصیرت والے۔ فلاسفر اور نبی مین یہ فرق ہوتا ہے۔ کہ فلاسفر تو اپنی تحقیقات مین غلطیان پاتا ہے۔ اور دوسرے لوگون کو منع کرتا ہے۔ کہ تم اس غلطی مین نہ پڑنا۔ یا ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو دوسرے لوگ اس سے بچتے ہین۔ لیکن ایک نبی کو کبھی ایسا کرنے کی ضرورت نہین پڑتی۔

جنت عدن۔ کے متعلق توریت مین لکھا ہے۔ جہان سیحون جیحون۔ دجلہ۔ فرات بہتے ہین۔

قٰصرات الطرف۔ کسی تاریخ سے ثابت نہین ہوتا۔ کہ کسی صحابی کی عورت بدکار بنی ہو۔ کسی لڑائی مین کسی دشمن کے قبضہ مین گئی ہو۔

غساق۔ بہت سرد پانی۔

مورخہ ۲۹ - اکتوبر ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسوان - رکوع نمبر ۱۴)

(سورہ صٓ - رکوع نمبر ۵)

ماکان لی من علم۔ انبیاء کے دل مین ذرا بھر بھی خواہش نہین ہوتی کہ ہم نبی بنین۔

طین۔ کیچڑ۔ پانی اور مٹی ملی ہوتی ہے۔ طین مین یہ خاصیت ہوتی ہے۔ کہ اس کو جس سانچہ مین ڈھالنا چاہین۔ ڈھل جاتی ہے اور ہر شکل کو قبول کر لیتی ہے۔ جو آدم کا بچہ ہے وہ تو طین سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔ من تراب۔ یعنی مٹی سے بنایا۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ من ماء۔ تم کو پانی سے بنایا۔ اس لئے مٹی اور پانی ملکر کیچڑ ہی ہوئے۔ حضرت مسیح بھی فرماتے ہین کہ مین طین سے تجویز کرتا ہون

فنادوا - پس چلا اُٹھے۔
انطلق - بول اُٹھے۔
شیئ یراد - کچھ اعتراض ہین۔
ذکر - یہ قابل ذکر ہوجاتے گا۔
فلیرتقوا - کوئی سے بناکر آسمان پر چڑہین اور نصرت کو روکین۔ اپنے آپ کو پھانسی دیدین
ھنالك - مدینہ منورہ کی طرف اشارہ ہے۔
جند - جھنڈ۔ دشمن ایک بڑا گروہ ہون گے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔

مورخہ ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسوان رکوع ۱۱)
سورۂ ص رکوع ۲

ما ینظر - مین نے لوگون کو بہت سمجہایا ہے۔ کہ جب قوم محدود دائرہ مین ہوتی ہے اور اس کے سامان محدود ہوتے ہین۔ تو اون کی مشکلین بھی محدود ہوتی ہے۔ جب اون کو تعلقات بڑھ جاتے ہین اور دوسری قومون سے تعلقات بڑہتے ہین۔ تو وہ لفظ بھی وسیع ہوجاتا ہے مین
فواق - ایک اونٹنی کو دوھکر جب دوسری کو دوہتے ہین۔ اور تیسری کو - اور پھر اسی طرح کئی کو دوھکر جب پھر پہلی کو دوہنے لگے۔ تو اس فاصلہ کو فواق کہتے ہین۔ اسی طرح جب لڑائی مین ایک شخص مہلت مانگتا ہے۔ تو اس کو فواق کہتے ہین۔ یہان بھی عذاب کی مہلت کا ذکر ہے۔

اصبر علی ما یقولون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کبھی ننگ و ناموس پر کبھی جان و مال پر کبھی مال و اسباب پر کبھی دین پر حملہ کرتے ہین۔ اور ان حملات کے لیئے بعض اوقات مانور گھڑتے ہین۔ کہ یہ کیون ایسی شرارتین کرتے ہین۔ اللہ تعالے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسکین فرماتا ہے۔ کہ تیرے پاس کلین نہین اور داؤد کے پاس تھین۔ تیرے پاس فوج نہین اور داؤد کے پاس تھی۔ داؤد کی قوم اس سے ملی ہوئی تہی۔ تیری قوم تیرے ساتھ نہین داؤد کے پاس مال و اسباب اور بادشاہت تہی اور تیرے پاس نہین۔ شریر لوگ جبکہ داؤد کا مقابلہ کر لیتے تھے۔ تو تیرے جیسے انسان پر اگر حملہ کرلین۔ تو کیا بات ہے۔ جس طرح داؤد عفو سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح تم بھی عفو سے کام لو۔ داؤد کے زمانہ مین جسقدر ہولی لینڈ اور شام کے پہاڑ تھے۔ سب اون کے ماتحت تہو۔ یہان تک کہ جو لوگ متنفر تھے۔ وہ بھی ان کے حضور مین حاضر تھے۔
طیور - متنفر لوگ۔
فصل الخطاب - فیصلہ کردینے والی بات۔
وھل اتاك - اون کے دشمن کی خبر بھی ہے کہ دشمن اس قلعہ اور فصیل پر کود پڑے تمہارے پاس تو کوئی قلعہ اور فصیل بھی نہین ہے۔
اذ دخلوا - ایک دفعہ دشمن حضرت داؤد پر اچانک کود پڑنے پر بھی مستعد بیٹھے تہے جب ان [illegible] نے دیکھا کہ مستعد بیٹھے ہین تو کہنے لگے کہ حضور ہم ایک مقدمہ فیصل کرانے [illegible]

یہ ہے۔ کہ اسکی سو دُنبیان ہین۔ دیکھو کیسا جھوٹا مقدمہ بنالیا۔ لیکن انبیاء کیسے رحیم کریم ہوتے ہین۔ فرماتے ہین کہ اس نے ظلم کیا ہے۔ کہ تمہاری ایک دُنبی کو مانگتا ہے باوجودیکہ اس کے پاس ہین۔
اب حضرت داؤد کو فکر ہوا۔ کہ ہمارے ملک مین بڑا فتنہ ہے یہان تک کہ لوگ ہم پر بھی حملہ آور ہونے لگے۔ تب انہون نے جناب الٰہی مین دُعا کی۔ ہم نے حکم دیا کہ داؤد لوگ تیری اپنی کوششون سے خلیفہ نہ ہوا۔ ہم نے تجھ کو خلیفہ بنایا۔ اس سے بڑی نصیحت یہ نکلتی ہے۔ کہ حوصلہ کرو اور دشمن کو حوالہ بخدا کرو۔ دعائین مانگو۔

مورخہ ۲۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ تیئیسوان رکوع ۱۲ - سورۂ ص رکوع نمبر ۳)

کل ہم نے حضرت داؤد کے متعلق یہ بات سنائی تھی کہ حضرت داؤد کے دشمن ان کے قلعہ پر کود پڑے تھے۔ اور ان کے سامنے جھوٹا عذر یہ کردیا تھا کہ ہمارا مقدمہ فیصل کر دیجئے۔ اس موقعہ پر لوگون نے بڑی دور از کار باتین بیان کی ہین۔ حضرت داؤد کی زبانی خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کسی کی دُنبی ناجائز طور پر لینا جائز نہین۔ پھر بھلا وہ قصے جو آپکی نسبت مشہور ہین۔ تو حضرت داؤد نبی کہان ہو سکتے تھے۔ حضرت سلیمان کے بعد ان کے جانشین کے پاس اُمراء آئے۔ بعضون نے کہا کہ ہم نے آپکے باپ اور دادا کے زمانہ مین خدمات کی ہین آپ ہماری رعایات رکھین۔ اس جانشین کے مصاحب بڑے کمینے تھے۔ اونہون نے کہا۔ کہ اتفاق سے یہ اس وقت جمع ہو گئے ہین۔ ان سب کو یہین ختم کردو۔ اس جانشین کا نام یربعام تھا۔ اوس نے کہا کہ نہین۔ او بعضون نے ملکر یعنی بنی اسرائیل قومون نے ملکر اوسی وقت بغاوت کی۔ .. .. .. پاک دوست بھی دعاؤن سے میسر آتے ہین۔ مین سچ کہتا ہون۔ کہ پاک دوست بھی دعاؤن سے میسر آتے ہین
وما خلقنا - یہ خیال کہ بہت سی چیزین بے کار ہین یہ کافرون کا گمان ہے نہ مومن کا لوگ اپنے دماغ سے بڑے بڑے کام لیتے ہین۔ لیکن قرآن کریم مین تدبر نہین کرسکتے۔ حضرت داؤد بُرے نہ تھے۔ اگر بُرے ہوتے۔ تو ان کو سلیمان جیسا بیٹا عطا نہ ہوتا۔
جب اون کے سامنے پچھلے پہر گھوڑے پیش کئے گئے تو انہون نے وعظ فرمایا کہ مجھ کو گھوڑون کی محبت خدا کے لیئے ہے یہانتک کہ سوار ان کو جو پھیر رہے تھے وہ اتنی دور لے گئے۔ کہ نظرون سے غائب ہو گئے۔ آپنے حکم دیا۔ کہ لوٹاؤ۔ آن گھوڑون کو تھپکی دیتے تھے۔ فطفق مسحا کے یہ معنے ہین۔
ان کی کرسی پر وہ شخص قائم ہوا۔ جس مین دینداری کی روح نہ تھی۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے)

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چوبیسواں ۲۴

رکوع نمبر (اوّل)

(سورۃ الزمر رکوع ۴)

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۱۰ء
(بدھ)

تمہید۔ قرآن کریم کی تعلیم سے واضح ہے۔ کہ دنیا میں دو قسم کے لوگ سب سے بڑھ کر بدکار ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کا یہاں ذکر کرتا ہے۔

(۱) وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ الہام و وحی و خواب نہ ہو اور کہے کہ مجھ کو ہوا ہے یا جھوٹی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔ قرآن شریف کی کسی آیت کے معنے سچائی کے لئے نہیں بلکہ اپنے مطلب کے لئے شرارت سے کچھ اور کرے۔

(۲) وہ جو صادق کی تکذیب کرتا ہے۔

مایشاؤن۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

محسنین۔ یہ بات پیچھے نہیں رہ گئی۔ بلکہ آئندہ بھی ہر محسن کے ساتھ ایسا ہی نیک سلوک ہوگا۔

لیقولن اللہ۔ ان کی فطرت بھی جواب دیگی۔

اعملوا علیٰ مکانتکم۔ تم سب کٹھے ہو کر میرا مقابلہ کرو۔ منصوبے کر لو۔ مددگار بنا لو۔ سارا زور لگا لو۔

مورخہ ۳ نومبر ۱۹۱۰ء
(جمعرات)

(پارہ ۲۴ رکوع ۲۔ سورۃ الزمر رکوع ۵)

یتوفی۔ قبض کرتا ہے جان کو۔ روح کے معنے عربی میں کلام کے ہیں۔

اشمأزت۔ نفرت کرتے ہیں۔ برا مناتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں۔

قل اللّٰھم۔ جب ایسے لوگوں کی کثرت ہو۔ کہ ذکر توحید کو برا سمجھیں۔ تو دعا کرنی چاہیئے۔

یستھزءون۔ ھزء سے نکلا ہے۔ کسی کو خفیف بنانا اور سمجھنا۔

خولناہ۔ ہم عطا کرتے ہیں۔

(پارہ چوبیسواں رکوع ۳۔ سورہ الزمر رکوع ۶)

خدا تعالیٰ کے حضور پہنچنے کے لئے دو بازو ضروری ہیں۔ ایمان۔ عمل صالح

اسرفوا۔ خطا کاری۔

وانیبوا۔ یہ ان یغفر الذنوب جمیعاً کے لئے بطور شرط ہے۔ اللہ کی طرف جھکو

اسلموا لہ۔ اس جھکنے کا نشان یہ ہے۔ کہ اس کی فرمانبرداری کرو۔

احسن ما انزل الیکم۔ مثال کے لئے سنو! دو حکم ہیں۔ کہ کسی کی ایذارسانی کا بدلہ لے لو۔ دوسرا یہ کہ چشم پوشی کرو۔ اب یہ عفو احسن ما انزل ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ صفت کاشفہ ہے یعنی جو کچھ رب نے اتارا ہے وہ احسن ہی ہے

فرطت۔ افراط کے معنے کمی کرنے کے ہیں۔

لمن الساخرین۔ آجکل ایسے لوگ بہت ہیں۔ جو مذہبی امور کو تمسخر میں اڑاتے رہتے ہیں۔

من المتقین۔ دکھوں سے بچنے والے ہوتے۔ دراصل تمام دکھوں کا اصل بدصحبت ہے، اس سے بچو۔

مقالید السموات والارض۔ مثلاً کامیابی کی راہیں۔

مورخہ ۶ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴ رکوع ۴۔ سورۃ الزمر رکوع ۷)

تمہید۔ قرآن شریف ایک بے نظیر کتاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سوا کسی کو کتاب مانا ہی نہیں۔ افسوس کہ اب مسلمانوں میں قرآن شریف کی عظمت بہت کم رہ گئی ہے۔ قرآن شریف زندوں کو سنانے کے لئے تھا۔ اب مردوں کو سنایا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اگلی قوم کو تمام جہان سے غنی کر دیا۔ مگر اب قرآن شریف سے ٹکے کمائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید راستی قائم کرنے کے لئے آیا۔ مگر اب قرآن شریف ہاتھ میں لے کر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ گویا یہ جھوٹ پھیلانے کا آلہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے تھا۔ لوگ اس کی آیتوں سے مخلوق کی محبت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ۔ کا عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی آیت اس بات کی تردید کرتی ہے۔ کہ مخلوق میں سے کسی کی محبت میں فنا ہو جاوے۔

نفخ فی الصور۔ بگل بجایا جاویگا۔

الکتب۔ نامۂ اعمال۔

مورخہ ۷ نومبر ۱۹۱۰ء

اگر تم مین کوئی طائر کی صفت ہو۔

قادًا سویته - جب اپنے کمال کو پہونچ جاؤ۔ جس قدر پاک روحین ہوتی ہین۔ سب فرمان بردار ہوتی ہین۔ جسطرح وہ طین سے بنا۔ اسی طرح شیطان آگ سے بنا۔ سانپ اور طاعون کے کیڑے کو شیطان اور جن اسیوجہ سے کہا گیا۔

ایک وقت آتا ہے کہ انسان نیکی کرتا کرتا ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ پھر انسان بدی کرتے کرتے ایسے مقام تک پہونچ جاتا ہے۔ کہ خدا اس کی ہدایت سے ہاتھ کھینچتا ہے۔

(یہان سورۂ صٓ کے نوٹ ختم ہوئے)

(آغاز سورۂ الزمر رکوع اوّل)

(پارہ تیئیسوان - رکوع نمبر ١٥)

مورخہ ٣٠ - اکتوبر ١٩١٠ء

لوگ معززون اور حکیمون کی بڑی قدر کرتے ہین - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ عزیز و حکیم کی کتاب ہے۔ عبادت - اعلیٰ سے اعلیٰ محبت معبود کی - جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کی - جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تذلل معبود کی خدمت مین - جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔

ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ تو مکہ معظمہ کی پرستش کرتے ہین - مینے کہا کہ پرستش کے کیا معنی ہین بتاؤ - اس نے کہا پوجا۔ مین نے کہا پوجا کس کو کہتے ہین - تب اس نے پرستش کے معنے بتائے - کہ اس کو کہتے ہین - جسمین دھیان ہو - عظمت ہو۔

مین نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھ کر دکھاؤ - اس نے نماز پڑھی - مین نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاؤ اس مین مکہ معظمہ کا کوئی دھیان یا عظمت ہے یا دعا ہے اختلافات کے دور کرنے کے لئے سب سے بڑی چیز دعا ہے یہ دعا کا ہتھیار تمہارے ہاتھ مین ہے - اعلیٰ درجہ کے ہتھیار کے لئے زبردست ہاتھ کی بھی ضرورت ہے - ورنہ چھوٹے آدمی کی دعا قبول نہین ہوتی - ناشکر کی بھی دعا قبول نہین ہوتی - تم مین سے ہر ایک کو بڑی نعمتون کے حصے ملے ہین - شکر گزار بنو - اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہین ہوتا - اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے یہ معنے ہین کہ وہ کسی کو معزز بنائے۔

کفر - کے معنے ناشکری کے ہین۔

مورخہ ٣١ - اکتوبر ١٩١٠ء

(پارہ ٢٣ - رکوع ١٦ - سورۃ الزمر رکوع ٢)

خداوند تعالیٰ کے اوامر کا پابند بنا اور نواہی سے اپنے آپ کو بچانا بھی تقویٰ کے ایک معنے ہین یہ نہایت لغو خیال ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندون کو دنیا مین ذلیل ہی رکھتا ہے۔ فرماتا ہے - لِلّٰہِ العزۃ ولرسولہ - سکھ دنیا مین سات قسم کے ہوتے ہین - ایک سکھ انسان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے - مثلاً اگر انسان مین حرص نہ ہو - تو یہ ایک سکھ ہے ایسے ہی اگر غضب کا مادہ ہم مین نہ ہو تو سکھ ہے - اسی طرح شہوت نہ ہو - تو بدنظری اور خیالات سے آزاد - مین نے جریان کے مریضون مین فیصدی ٩٥ ایسے دیکھے جو بدنظری اور خیالی جماعون کے باعث مبتلا ہوئے - جھوٹ نہ بولے تو بے اعتباری کا داغ اس اٹھ جاتا ہے - کاہلی اور سستی کو چھوڑے دوسرا سکھ یہ ہے کہ بیوی نیک ہو غمگسار ہو تیسرا سکھ ماں باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ دارون کی طرف سے - چوتھا سکھ برادری کے ساتھ تعلقات اچھے ہون - پانچوان سکھ غیر قوم اور اپنی قوم سے - چھٹا بادشاہ سے تعلق اچھا ہو یعنے گورنمنٹ کی اعلیٰ خدمات انجام دین - ساتوان مرتبہ سکھ کا یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے تعلقات اچھے ہون - جہان انسان کا دین مذہب اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بگڑتے ہون - تو انسان کو چاہیئے کہ اس مکان کو یا اس شہر یا اس ملک کو چھوڑ دے۔

پس اگر تم اپنی ذات اپنی بیوی ماں باپ اپنی قوم اپنے خدا کے نزدیک بڑا بننا چاہو تو اپنے تعلقات کو سدھار رو۔

مورخہ یکم نومبر ١٩١٠ء

(پارہ تیئیسوان رکوع ١٧ - سورہ الزمر رکوع ٣)

تمہید - دل تین طرح کے ہوتے ہین (١) سچی بات معاً قبول کرنے والے (٢) مفید و بابرکت بات کا فوراً انکار کرنے والے (٣) اندر سے منکر بظاہر موافقت لیکن غیبت مین ہنسی اڑانیوالے۔

اس رکوع شریف مین اول قسم کا ذکر ہے جن کو انشراح صدر حاصل ہوا۔

نور من ربہ - تین قسم ہے (١) کتاب الٰہیہ جس مین معروف و منکر کا ذکر ہوتا ہے (٢) ارشادات نبوی - جس سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے (٣) نور ایمان - جس سے قوت ممیزہ حاصل ہوتی ہے۔

متشابہا - ایک جیسی آیت ایک دوسرے کی مصدق مین - مخالف نہین۔

مثانی - ایک ہی امر کو بار بار مختلف رنگون مین بیان کرنے والی۔

النّاس - لوگون کی بھلائی کے واسطے۔

یتّقون - دکھون سے بچین۔

مثلاً - جو صرف اللہ کو اپنا معبود بناتا ہے وہی سکھی رہتا ہے۔

انک میت - موت تو بے شک تجھ پر آنے والی ہے - لکن انا لہ لحافظون خدا تعالیٰ اس کتاب اور دین اسلام کا محافظ ہوگا۔

یہان تیئیسوین پارے کے نوٹ ختم ہوئے +

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

۲۴
پارہ چوبیسواں

(بقیہ رکوع ۹ و رکوع ۱۰ ؛ سورۃ المؤمن بقیہ رکوع ۴ و رکوع ۵)

مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۱۰ء

ابلغ الاسباب ۔ تاکہ آسمانی اسباب پر پہونچ جائیں۔ یہ اس نے بطور تمسخر کہا
کیونکہ حضرت موسیٰ استے کہتے تھے۔ کہ اس کی فوق الفوق حکومت ہے۔ فرعون
مرارت سے ان تصرفات کو سماوی بنا لیا۔ اور کہا کہ ایک محل بناؤ۔ تا موسیٰ
اُوپر پہونچ کر دیکھیں۔

ایک دہریہ نے مجھ سے کہا۔ کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان پتھر بھر دئے
ن۔ تو تمہارا خدا کچلا جائے۔ میں نے کہا احمق۔ کہ اپر زمانہ گذرتا ہے یا نہیں۔
ن۔ میں نے کہا۔ زمانہ تو مخلوق ہے۔ جب وہ نہیں کچلا جاتا۔ تو زمانہ سی
ت چیز پیدا کرنے والا تو بہت ہی لطیف ہے۔
فی تباب۔ فرعون کی تدبیروں سے موسیٰ ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ خود فرعون
ب ہوا۔

خوب یاد رکھو۔ کبھی کسی راستباز کے مقابلہ میں نہ آؤ۔
اھدکم سبیل الرشاد۔ فرعون نے وما اھدیکم الا سبیل الرشاد کہا تھا۔ اس کی
ن فرماتا ہے۔

الی النجوۃ۔ اُونچے پر آجاؤ۔ جہاں ہر قسم کے عذابوں سے محفوظ رہو۔

مورخہ ۱۴۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(رکوع ۱۱۔ سورۃ المؤمن رکوع ۶)

ساری خلقت جو میری نگاہ سے بذریعہ علم۔ کتاب۔ سماع۔ مشاہدہ گذری ہے۔
ا چاہتی ہے۔ کہ میں جیت جاؤں اور مجھے نصرت ملے۔ لوگ اپنے ننگ و
ناموس کے قیام کے لئے جانوں تک بے دریغ نثار کر دیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس فطرت کے تقاضا پر فرماتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا
فی الحیوۃ الدنیا۔ اسی ورلی زندگی میں رسولوں اور مومنوں کی نصرت
کے۔ تاریخ اس وعدہ کے ایفا اور اس نشان کے صداقت کی شہادت دیتی
حضرت نوح علیہ السلام کا ہی معاملہ دیکھو۔ کہ آخر کار آپ ہی سلامت

و ناموں رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں مجوس تھے۔ مگر اس سب سے بڑے مخالف
نمرود کا کچھ نشان نہیں۔ مؤرخین اس کے بارے میں بحث کرتے ہیں کہ آیا وہ تھا بھی
یا نہیں۔ تھا تو کون؟

اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت مسیح کے دشمنوں کا حال ہوا۔ پھر جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا نام رہ گیا۔ اور کس عزت سے لیا جاتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد تو ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ مگر یزید کی نسل میں سے
ہونا تو درکنار۔ اس کا ہمنام بھی کوئی کہلانا نہیں چاہتا۔

بالعشی۔ پچھلے پہر۔

سلطن۔ دلیل۔

ماھم ببالغیہ۔ متکبر اپنی کبریائی کی حد کو کبھی نہیں پہونچتا۔ اور کبھی کامیاب
نہیں ہوتا۔

میں نے ایسے نظارے خود دیکھے ہیں۔ جوش تکبر میں جن لوگوں نے مسلم کہا جنہیں ذلیل
سمجھا۔ آخر انہی کے ہاتھوں بلکہ میخ والے جوتوں سے پٹوایا گیا۔

ولکن اکثر الناس لا یعلمون

خوب یاد رکھو۔ سیاسی پارٹی مذہب میں نہیں چلتی۔

مورخہ ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۱۲)

(سورۃ المؤمن رکوع نمبر ۷)

لکم۔ تمہاری ہی بھلائی کے لئے۔

لتسکنوا فیہ۔ تاکہ تم اس میں آرام کرو۔

آرام بڑی دولت ہے۔ آرام سے صحت اچھی رہتی ہے۔ علم بڑھتا ہے۔ دنیا کی
تمام چیزوں کے لئے قدرتی طور پر ایک وقفہ مقرر ہے۔ انسان کے لئے بھی ضروری ہے
کہ آرام کرے۔ مگر آرام خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ ہم نے بیس روپے سے لیکر
کروڑ روپیہ آمدنی تک کے لوگوں سے پوچھا ہے۔ تو انھوں نے اپنے تئیں دکھی بتایا ہے جس
سے معلوم ہوا۔ کہ سکھ کی زندگی دولت پر موقوف نہیں۔ بلکہ تمام جسم کے اللہ کی
فرمانبرداری میں ہیں۔

قرارا۔ آرام گاہ۔

فاحسن صورکم۔ یہ انسان کے تصویر کے عجائبات ہیں۔ کہ ہاتھی۔ چیتے۔ شیر اس کے
اشارہ پر چلتے ہیں۔ پھر پہاڑ۔ بجلی۔ ہوا پر قابو ہے۔

جہنم ۔ دوزخ ایک مقام ہے ۔ اس کی صورت ایسی ہو ۔ جیسے بعض بیماروں کو حمام میں علاج کے واسطے بھیجا جاتا ہے ۔ سرسام کا علاج سانپ کے ڈسوانے سے کیا جاتا ہے ۔ ویسے ہی وہاں بھی رُوحانی بیماریوں کے معالجہ کے واسطے ایسی زہریلی مخلوق ہے ۔

الذین اتقوا ۔ جن کے عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں ۔ رنج و راحت غم و تیسر میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہتے ہیں ۔

حول العرش ۔ اللہ کی تجلی گاہ میں ۔

اِس جگہ سورۃ الزُمر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ المومن رکوع ۱

(پارہ ۲۴ رکوع ۲)

مورخہ ۸ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء

حٰمٓ ۔ حمید مجید بادشاہ ۔ حق کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے ۔

غافر الذنب ۔ غلطیوں کو معاف کرتا ہے ۔ اگر تم باز آؤ ۔

قابل التوب ۔ توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ اگر تم توبہ کرو ۔

لا الٰہ الا ھو ۔ کوئی شخص اپنا ذاتی کمال نہیں رکھتا ۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی ہو اور اس کا کوئی مثل نہیں ۔

الیہ المصیر ۔ پھر اس کی طرف لوٹنا ہے ۔

لیدحضوا ۔ تاکہ پکڑیں اور انبیاء کے مقابلہ میں نامراد ہونا ثابت کریں ۔

عقاب ۔ اللہ تعالیٰ انسان کو جو دُکھ دیتا ہے ۔ یونہی نہیں دیتا ۔ بلکہ نافرمانی کے بعد بطور اس کے نتیجے کے اس پر سزا مرتب ہوتی ہے ۔ اسی واسطے اس کا نام عقاب فرمایا

الفوز العظیم ۔ فوز بمعنے پاس ہونا ۔

مورخہ ۹ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ چوبیسواں رکوع ۷ سورۃ المومن رکوع ۲)

اگر کوئی شخص اپنی چھوٹی سی غرض کے لئے کسی اپنے بڑے محسن و مربی کو ناراض کرتا ہے تو وہ فطرت کے تقاضا کے خلاف کرتا ہے ۔

پس اللہ سے بڑھ کر کون محسن و مربی ہے ۔ کیونکہ دنیا کے عارضی محسنوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے ۔ ایسے علیم حکیم کی بات کو اگر نہ مانا جاوے ۔ تو آخرۃ میں دُکھ کا موجب ہے ۔

لمقت اللہ ۔ اللہ کی ناراضی یا اللہ کی لعنت ۔

اثنتین ۔ ایک ہم کچھ نہ تھے ۔ خدا نے بنایا ۔ پھر موت کی تیاری ہے

دعی اللہ وحدہ ۔ جن لوگوں میں کچھ نہ کچھ شرک ہے ۔ جب محض اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا ذکر کیا جاوے ۔ تو انھیں بُرا معلوم ہوتا ہے ۔

مخلصین لہ الدین ۔ تمہارا دین خدا کے لئے ہو جاوے ۔

الکافرون ۔ غیر اللہ کے پرستار ۔

یلقی الروح ۔ رُوح سے مراد کلام الٰہی ہے ۔

جان ۔ سول کو عربی بولی میں نفس کہتے ہیں ۔ قرآن شریف میں رُوح کے معنے کلام ہی کے ہیں ۔

مورخہ ۱۰ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴ ۔ رکوع ۸ ۔ سورہ المومن رکوع ۳)

دنیا میں بڑی بڑی سلطنتیں ہو گزری ہیں ۔ مگر اب ان کے نام و نشان بھی باقی نہیں ہے ۔

ان یبدل دینکم ۔ قوم کے دینداروں کو اس طرح سے اُکسایا ہے ۔

یظھر فی الارض الفساد ۔ یہ قوم کے امیروں کو برانگیختہ کیا ہے ۔ کہ دیکھو تمہاری امارت چھن جائے گی ۔

انی عذت بربی ۔ بڑے سے بڑے زبردست دشمن کے مقابلہ میں خدا کی پناہ میں آجانا بڑی بات ہے ۔ ہر مشکل کے وقت دُعا سے کام لو ۔ دُعا کے یہ معنے نہیں کہ اسباب مُہیا نہ کریں ۔ بلکہ جس قدر اسباب اپنی طاقت سے مُہیا کر سکتے ہیں ۔ وہ تو کریں مگر چونکہ کئی باریک در باریک اُمور ہوتے ہیں ۔ اور کئی عجیب موانع جو کامیابی میں سدراہ ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے دُعا کی جاتی ہے ۔ نیز صحیح اسباب مُراد مندی کا علم بھی خدا کے فضل ہی پر موقوف ہے ۔ میں نے بڑے بڑے گھمسان کے مباحثوں میں جہاں میں تن تنہا تھا ۔ اور ہزاروں مخالف ہی مخالف ۔ اس عذت بربی کے جلوے دیکھے ہیں ۔

مورخہ ۱۲ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴ ۔ رکوع ۹ ۔ سورہ المومن رکوع ۴)

یکتم ایمانہ ۔ اس وقت تک (تقریر   ) اس نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا

ان یقول ربی ۔ کیا عمدہ پیرایہ نصیحت کہ ۔ کیسے دلاویز طریقے سے شرم دلائی ہے ۔

ظاھرین فی الارض ۔ طاقت و غلبہ والے ہو زمین میں ۔

یوم التناد ۔ ایک دوسرے کو پکارنے کا دن ۔ جیسا کہ مصیبت کے وقت کرتے ہیں

یضل اللہ ۔ اللہ ۔ تباہ ۔ ہلاک کر دیتا ہے ۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ العزیز)

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف کے نوٹ

فی الحال حضرت امیرالمومنین کے حکم سے مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے درس شروع کیا ہے اُس کے نوٹ لکھے جاتے ہیں۔ اگر حضرت صاحب نے خود پھر یہیں سے درس شروع کیا تو وہ نوٹ بھی اس حصہ کے لکھ دیئے جاوینگے۔ (اڈیٹر)

پارہ چوبیسواں رکوع ۱۵
سورۃ حٰم السجدۃ رکوع ۱
مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۱۱ء

حٰم - حفیظ۔ قرآن مجید کا اللہ تعالیٰ حافظ اور وہی اس کا اُتارنے والا ہے۔

الرحمٰن الرحیم - اللہ تعالیٰ بلا مبادلہ رحم کرنے والا ہے۔ اور نیک اعمال پر نیک ثمرات مرتب کرنے والا ہے۔ جس نے جسمانی دُنیا کے لئے اتنے سامان دیئے کیا وہ روحانی دنیا کے لئے ترقیات اور اپنے حضور پہنچانے کا سامان نہ دیگا؟ اور جو دُنیا میں اعمال پر نتائج مرتب کرتا ہے کیا وہ آخرت کے متعلق ویسے نتائج نہیں دیگا؟ ضرور دیگا۔

پس نبی کریم صلعم اور ان کی جماعت جو خدا کی سچی فرمانبرداری کرتی ہے ان دو صفات الٰہی سے ان پر جو احسانات ہیں دوسروں سے ممتاز رہینگے۔ قرآن کریم کے نزول کی وجہ بتلائی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ اس وحی کے نزول کے لئے نبی کریم صلعم کی ذات کو کیوں مخصوص فرمایا

فصّلت بعض مفسرین اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ ایسی کتاب ہے جس میں وقف دیئے گئے ہیں یہ غلط ہے۔ بلکہ معنے یہ ہیں کہ جن جن غلط ملطوں سے پہلی کتابیں تباہ ہوئی ہیں اُنسے یہ پاک اور محفوظ ہے۔ اس کتاب میں ہر زمانہ۔ ہر قوم ہر جگہ کے مناسب حال تفصیل ہے پس اس کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔

مثال کے طور پر توراۃ کا حکم تو کہ بدلہ کا بدلہ لیا جاوے۔ قرآن شریف میں ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها ومن عفی واصلح فاجرہ علی اللّٰه یہ حکم ایسا جامع ہے کہ اس کے ہوتے اب کسی تیسرے حاکم کا انتظار یا ضرورت نہیں۔ دوم نبی کریمؐ نے اپنی خصوصیات میں فرمایا ہے اوتیت جوامع الکلم۔ (مجھے ایسے کلمات دیئے گئے ہیں جو جامع ہیں) یعنی لفظ مختصر اور معنی بہت اور ہر ایک معنی اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتا ہو۔ عربی زبان بڑی فصیح ہے چنانچہ:۔

عین کے لفظ کے ساٹھ معنے ہیں ایک معنی کے تعین کے لئے قرینہ ہوتا ہے اور اگر قرینہ نہ ہو تو سب معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ قرآنی آیات میں یہ اعجاز ہے کہ ہر زمانہ میں حالات کے مناسب معنی دینگے وہ سب صحیح ہونگے۔ مثلاً دابۃ الارض اس کے معنے صحابہؓ نے بھی کئے ہیں۔ بعض نے علماء مراد لئے ہیں اُس وقت کے مناسب حال یہی معنی سمجھے۔ لیکن اب اس کے معنی کھلے کہ اس سے مراد طاعون ہے۔ طاعون کا کیڑا بھی دریافت ہوا اس لئے اس آیت کی جامعیت اور مفصل ہونے سے [illegible] الارض نبی حدیثوں میں بھی آیا ہے

کہ ہر آیت کے لئے ظہر و بطن ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ سات سات بطن ہیں۔ جس سے ان معنوں کی تائید ہوتی ہے۔

قرآناً - قرآن کے لفظ کے معنی ہیں چیزوں کو جمع کرنا اور ملانا آپس میں۔ اور مناسبت مدنظر رکھ کر قرینہ سے رکھنا۔ وزن فعلان مبالغہ کے معنی دیتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے۔

(۲) پڑھنے کے قابل۔ پہلے معنی مجھے پسند ہیں یعنی آیات میں ایک اتصال اور مناسبت ہے صحیح معنی معلوم کرنے کے لئے ایک معیار یہ ہے کہ ترتیب و ربط کو دیکھا جاوے۔ چنانچہ کئی مسائل صرف ایات پر نظر کرنے سے حل ہوتے ہیں۔ معمولی انسان کے کلام کی ترتیب کا بھی خیال نہ رکھا جاوے تو اصل مطلب خبط ہو جاتا ہے۔ پس کلام اللہ کے سمجھنے کے لئے ربط کے صحیح علم کی کسقدر ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں کئی آدمی صرف ترتیب آیات کے نہ سمجھنے کی وجہ سے دہریہ ہوگئے ہیں (اللہ محفوظ رکھے) قرآن مجید کو تدبر سے پڑھو اور اس بات کا خوب خیال رکھو

سورۃ بنی اسرائیل۔ کہف۔ مریم کے ربط کا لحاظ رکھو تو معلوم ہو کہ ابتداء اسلام سے اخیر تک جو کچھ گذرنے والا تھا سب مفصل بتا دیا ہے۔

عربیاً - جو لوگ بہت سی زبانوں کے عالم ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ عربی ام الالسنۃ ہے اور اس لفظ کی تہ میں اس چیز کے متعلق جس کے لئے یہ لفظ وضع ہوا ہے خاص باتوں کی طرف اشارہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن عربی میں نازل ہوا۔ یہ ایک کامل اور جامع زبان ہے۔ خود عربی کے معنی ہیں پورے طور پر مطالب کو واضح کرنے والا۔

بشیراً و نذیراً - الٰہی کتاب ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے۔

جیسا متکلّم صاحب عزّت و ثروت و قدرت و علم ہو ویسا ہی اس کا کلام ہوگا۔ پس خدا کے کلام کا ایک یہ نشان بھی ہے کہ اس میں بشارتیں بھی ہوں اور ڈراوے بھی تا ظاہر ہو کہ وہ سب قسم کے خزانوں کا مالک اور غیبوں کا واقف ہے اور مخلوق پر ہر طرح قدرت رکھتا ہے

فہم لا یسمعون - یہ اعراض روگردانی کی وجہ فرمائی ہے

اکنۃ - یہ جو باہر چھپر گھاس پھوس کے بناتے ہیں ان کو اکنۃ کہتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال و اقوال سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر یہ حجاب پڑے ہوئے ہیں۔ حق کا اثر قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بے توجہی و غفلت سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ وہ باہر نکل کر کہتے ہیں ماذا قال آنفاً

فاستقیموا الیہ - استقامت کے دو معنی ہیں۔ ایک اپنی جگہ پر ٹھہرا رہنا۔ مرکز سے نہ ہٹنا۔ دوم ٹیڑھے رستہ پر نہ چلنا۔ بلکہ سیدھی سڑک پر چلنا۔ یہاں یہی معنی ہیں استقامت کے ساتھ جب الیٰ صلہ ہو تو یہی معنی لیتے ہیں۔

واستغفروہ یہ اس استقامت کے حصول کے لئے طریق بتایا۔ یعنی طلب مغفرت کرو۔ استغفار کے معنے حضرت مسیح موعود نے بارہا بتائے ہیں کہ جو غلطیاں ہو چکی ہیں ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھ اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کی توفیق حاصل ہو۔

انّما انا بشر مثلکم - باوجود ان تعلقات کے جو جناب باری سے آپ کو حاصل ہیں اپنی حیثیت بتائی ہے کہ میں بشر ہوں۔ اور توحید کی تعلیم دیتا ہوں۔

ویل للمشرکین - چونکہ پہلے خدا سے اپنا تعلق بتایا ہے کہ یوحی الیّ۔ اب [illegible]

من تراب - یہی مٹی ہے - جو اگر کپڑے کو لگے - تو کپڑا میلا ہو جاتا ہے - اور اِسی مٹی سے انسان پیدا ہوتا ہے -
تعقلون - بدیوں سے روکو -

مُوَرخہ ۱۶ - نومبر ۱۹۱۰ء

(رکوع ۱۳ - سورہ المؤمن رکوع نمبر ۸)

کسی کی عظمت - خوبی - جلال - طاقت - علم - احسان دیکھنے کے لئے اس کے افعال ہی گواہ ہوتے ہیں - پچھلے رکوع میں اسی بات کا ذکر تھا - اب اللہ تعالیٰ کے احکا[م] کی نافرمانی کرنے والوں کا ذکر سنو!

انی یصرفون - بُت پرستوں کا معاملہ خصوصیت سے موجب تعجب ہے - خود ہی اپنے ہاتھ سے تراشتے ہیں - پھر خود ہی اسے معبود قرار دیتے ہیں - اور اس کے آگے [اپنی] حاجتیں پیش کرتے ہیں -

فاما نرینک - اما سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم اللہ ہی کو ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے جس رنگ میں چاہے پوری کر دے -

مُوَرّخہ ۱۷ - نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴ - رکوع ۱۴ - سورۂ المؤمن رکوع نمبر ۹)

اللہ کی کتاب - اللہ کی عظمت سمجھانے - قرب کی راہیں بتانے اور اس ذات سے حُبّ کامل پیدا کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے - اور یہ باتیں اس کے عجیب و[غریب] عجیب احسانوں کے مطالعہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں - جبلت القلوب علےٰ حب من احسن الیہ - کامل علم والے - کامل قدرت والے - کامل احسان والے کی محبت خود بخود آ جاتی ہے - اور پھر اس محبت کرنے والے میں فرمانبرداری پیدا ہوتی ہے - جو تمام سکھوں کی موجب ہے - پہلے اپنے احسان بیان فرماتا ہے

وعلی الفلک تحملون - پہلے بری سفر کا ذکر کیا - اب بحری سفر کے ذرائع بتائے -

ویریکم ایتہ - ایک مقناطیسی سوئی کی طفیل اندھیری راتوں میں بڑے بڑے سمندروں میں سفر ہوتا ہے -

افلم یسیروا فی الارض - کتابوں کے ذریعے بھی سیر فی الارض ہو سکتا ہے -

فما اغنی عنھم - تاتاریوں - پٹھانوں نے کتنے ممالک فتح کئے - پھر ایرانیوں نے اپنی ملک داری کا کہاں تک سکہ بٹھایا - کہ اب تک اس کے آثار باقی ہیں - فارسی [زبان] اب بھی گاؤں میں پڑھائی جاتی ہے - مگر آخر تنزل آیا - اب وہ طمطراق وہ شوکت وہ شان کہاں گئی - خدا جب مٹانے پر آیا - تو وہ ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آیا -

اس جگہ سُورۂ المؤمن کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین کو

یعنی کیونکہ ہم
[تجحد]ون - جحود کہتے ہیں باوجود حق کی تبلیغ کامل اور لاجواب ہوجانے کے پھر بھی
[انکار کر]تے رہنا -
صرصرًا - قلم چلانے سے جو آواز نکلتی ہے اسے صریر کہتے ہیں - ہوا بہت تیز چلے
[تو اس سے] بھی ایک آواز نکلتی ہے - اس لئے اسے صرصر کہتے ہیں -
[نح]سات - منحوس - عذاب تو اور قوموں پر بھی آئے مگر دنوں کے لئے منحوس ہونے
[کا ذ]کر صرف عاد کے لئے ہے - میرے ایک اُستاد نے مجھے بتایا تھا کہ ہر چیز کی تردید
[ض]رورت کے مطابق ہوتی ہے - یہ ایّام اس قوم کے نزدیک اپنے ٹھاکروں کی عبادت
کے واسطے بہت بابرکت سمجھے جاتے تھے - چونکہ ان دنوں میں ان پر عذاب آیا اس
لئے ان کی غلطی سمجھانے کے لئے نحسات فرمایا -
عذاب الخزی - ایسا عذاب جس کا نتیجہ خزی ہو -
الحیٰوۃ الدُّنیا - وہ زندگی جو قریب ہے یعنی دُنیا کی زندگی -

مورخہ ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴ - رکوع ۱۷)

(سورہ حٰم السجدہ رکوع ۳)

[یو]زعون - (۱) وزع کے معنے تقسیم کے ہوتے ہیں - (۲) توفیق و طاقت دینے کے (۳)
ایک چیز جو بڑی جماعت ہے اس کے سب سے پہلے حصے کو روک دیا جائے تا پچھلے بھی شامل
ہوجائیں - یہی تیسرے معنی مفسرین نے بھی پسند کئے ہیں -
شہد علیہم - عام طور پر مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ ہاتھ پاؤں گواہی دینگے گواہی کی
کیفیت میں بحث ہے - یہاں پر اس گواہی کا ذکر نہیں جو بدیوں کے ثبوت کے لئے ہے
[ب]لکہ ظہور ندامت کے لئے ہے - فونوگراف و گراموفون سے یہ مسئلہ حل ہوگیا ہے - جیسے
ہوا اور روشنی کی لہریں محفوظ کر لی جاتی ہیں اسی طرح انسان کے اعضاء پر اعمال کا اثر مرتب
ہوتا رہتا ہے - ہم دُنیا میں بھی اس کا نظارہ دیکھتے ہیں -
لِمَ شہدتم علینا - کیوں ہمارے خلاف گواہی دی - گواہی دینے والی تین
چیزوں کا ذکر تھا - سمع - بصر - جلد - اب صرف لجلودھم فرمایا - اس کی وجہ یہ ہے
کہ کان - آنکھ سے بدیاں بالعموم کی نہیں جاتیں - بلکہ ان کی گواہی تو صرف یہ ہے کہ مواعظ
[ال]ہی کے مواعظ اس نے سنے اور آیات بینات دیکھے - پھر انسان جب بدی کرتا ہے
تو اس میں تمام وجود شریک ہوتا ہے - اس لئے چمڑے کا ذکر فرمایا
انطق کل شیءٍ - جسے گویا کیا ہر شے کو - اس سے بھی اس گواہی کی کیفیت کا مسئلہ حل
ہوسکتا ہے - کیونکہ سب جانتے ہیں کہ نباتات جمادات اور کئی پرندے چرندے انسان کی
طرح بولتے نہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز دنیا کی اللہ تعالیٰ کی ہستی کی گواہی دی رہی
[جس کا ت]م نے انکار کیا - تو اب ہم بھی تمھارے خلاف گواہی دینے پر مجبور ہیں -
خلقکم - اسی نے تم کو پیدا کیا - والیہ ترجعون اور اسی کی طرف لوٹائے
[جاؤ]گے ھو و الیہ کی تقدیم پر غور کرو - اس میں قیامت کے قیام اور ہر چیز کے
[ل]وٹنا ہے - رجوع کے دو معنی عربی میں ہوتے ہیں - ایک جگہ سے جہاں پہلے
[illegible] کے جتقدر معاملات ہیں کسی دوسرے کے قبضے میں

جب لمن الملک الیوم کا رنگ ہوگا - جب کہ کلی انسان دوسرے کے [illegible] کے
ماتحت ہوجائیگا -
وما کنتم - اور تم نہیں چھپاتے تھے اس خوف سے کہ گواہی دینگے تم پر الخ
دُنیا میں اکثر بدکار اکثر بدی چھپا کر کرتے ہیں - مگر سمع و بصر و جلد سے چھپانے کے لئے
نہیں - اگر انسان کو یقین ہو کہ یہ سمع و بصر و جلد گواہی دینگے تو ان سے بھی چھپا کر کرتا جو نا
ممکن ہے پس وہ بدی ہی نہ کرتا - لیکن تم کو یہ گمان تھا کہ خدا کو علم نہیں کہ تم کیا کرتوتیں کرتے
ہو - نبی کریم صلعم کے پاس دو صحابی یہ بحث کرتے ہوئے آئے تھے کہ خدا تعالیٰ آہستہ آواز
بھی سُنتا ہے یا نہیں جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے لوگ تھے جو اس
قسم کے خیالات کے تھے کہ خدا کو ہمارے اکثر کاموں کا علم نہیں - اب بھی فلسفی اسبات
کے قائل ہیں کہ خدا کو جزئیات کا علم نہیں - پھر اس پہلو سے بھی دیکھو کہ یوں تو بدی
ایک بچے کے سامنے کرنے سے بھی جھجک ہوتی ہے - مگر وہ خدا تعالیٰ جو حاضر و ناظر
ہے اس سے خوف نہیں کھایا جاتا -
اردٰکم - ردی کہتے ہیں موت کو - اردٰکم - اہلکم
فالنار مثوی لھم - الصبر مفتاح الفرج مشہور ہے - مگر یہ لوگ صبر بھی کرینگے تو آگ
ہی ٹھکانا -
ان یستعتبوا - عتبہ - چاہنا - یعنی اپنی تکلیف کا رفع کرنا - دوسرے مانگنا
معنی ہوئے اگر وہ تکلیف کا رفع چاہ کر خوشی پر آنا چاہینگے تو ایسا نہوگا - خلیفۃ المسیح نے یہ
معنی بھی کئے کہ اگر وہ چوکھٹ پر آنا چاہینگے تو انھیں نہ آنے دیا جائیگا -
قیضنا لھم تعینات کر دئے -
قُرَنَاءَ - ساتھی -
ما بین ایدیھم وما خلفھم - بدی کی تحریک کچھ تو اس قوم کی بد صحبت سے ہوتی
ہے جس میں وہ رہتا ہے - اور کچھ اپنے باپ دادا سے ورثہ میں پاتا ہے -
وہ کام جو سامنے ہوتے تھے اور وہ کام جو ان کے پیچھے ہوتے رہے - یعنی باپ
دادا کرتے رہے -
حق علیھم القول - ثابت ہوگئی ان پر بات یعنی فرد جرم لگ گیا -

مورخہ ۲۱ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴ - رکوع ۱۸)

(سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴)

قرآن مجید میں اکثر جگہ فعل ماضی ہوتا ہے - مگر اس سے مراد آئندہ زمانہ ہوتا ہے -
ماضی اس لئے تا - اس کے وقوع کے پختگی پر دلالت کرے -
قال الذین کفروا - کافر کہہ رہے ہیں - اور آئندہ بھی کہینگے - ایک زمانہ میں کفار
کہتے تھے کہ کوئی قرآن سننے نہ جائے - لیکن جب لوگ ڈر کے اور روحانیت نے ان
کو اپنی طرف کھینچ لیا تو پھر یہ تجویز کی کہ ان کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے - لیکن اس سے
بھی عاجز آگئے - ان آیات میں ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے - حضرت ابوبکر رض
قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے - جب ان کا اثر بڑھنے لگا تو ان کو مجبور
کیا کہ وہ مکہ سے نکل جائیں - چنانچہ آپ چلے گئے - لیکن [illegible] میں ایک [illegible] آپ
[illegible]

متعلق کے اظہار اور ثبوت دینے کے لئے پیشگوئی فرمائی ہے۔

لا یؤتون الزکوٰۃ - احکام تو بہت سے ہیں مگر یہاں زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض چیزوں سے امتیاز نہیں ہو سکتا۔ اور بعض سے امتیاز ہو جاتا ہے۔ نماز منافق بھی پڑھ لیا کرتے۔ مگر گرہ سے کچھ دینا یہ ایسی بات ہے کہ صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ یہ کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ جو زکوٰۃ دے پس وہ مشرک نہیں یہ بطور مثال بیان فرمایا۔

و بالآخرۃ ھم کٰفرون - یہ لوگ آخرت کا انکار اس لئے کرتے کہ اس میں ادنیٰ دان بھی ان کے ساتھ شامل ہو سکتے تھے کیونکہ عجیب بات ہے

غیر ممنون جو قطع نہیں ہوتا۔

مورخہ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴ - رکوع ۱۶)

سورہ حم السجدۃ رکوع ۲

لتکفرون - کافر اس لحاظ سے کہا کہ شرک کرنے والا اس حال سے خالی نہیں وہ خدا کو اس اعلیٰ مرتبے سے جو اس کی شان کے شایاں ہے نیچے مانتا ہے اور ادنیٰ مخلوق سے برابر کرتا ہے۔ چنانچہ ان کے بارے میں نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہٖ اس واسطے مشرک بھی کافر ہیں۔

اندادًا - انداد۔ ند کی جمع ہے اس میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں۔ مثل اور مقابل

خلق الارض فی یومین - شرک کے ابطال کے لئے اپنی خاص صفت و قدرت کا اظہار کیا ہے۔ کیا کوئی اور بھی اس کام میں شریک ہے۔ یوم کے معنی وقت مطلق مقدار کیونکہ موجودہ عرفی یوم کے متعلق تو اس وقت سامان نہ تھا۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ زمانہ نام ہے تجدد امثال کا۔ اب سوال یہ ہے کہ یومین کی تخصیص کیوں ہے؟ اس کا جواب ہے ذٰلک تقدیر العزیز العلیم۔

جعل فیہا رواسی - آجکل طبقات الارض کے ماہر بھی مان چکے ہیں کہ زمین کے استقرار اور بہت سی چیزوں کے مواد جمع رکھنے کے واسطے پہاڑ ہیں

اقواتہا - اقوات جمع قوت یعنی خوراک

فی اربعۃ ایام - زمین و آسمان کو چھ دن میں بنانے کا ذکر قرآن میں آچکا ہے۔ دو دن کا پہلے ذکر ہوا۔ چار دن میں تقدیر اقوات۔ پس اعتراض پڑتا ہے کہ آسمان کب بنا جس کے لئے فقضٰھن سبع سمٰوات فی یومین آتا ہے۔ مفسرین نے جواب دیا ہے کہ پہلے دو دن ملا کر چار کہا۔ یہ چار ان دو کے علاوہ نہیں۔ اور یہ جواب بھی دیا ہے کہ چونکہ تقدیر اقوات میں آسمان کا دخل بھی ہے۔ اس لئے اس کی پیدائش کا ذکر بھی ان ہی چار ایام میں داخل ہے۔

سواءً للسائلین - جو جو ہر چیز کی فطرت تقاضا کرتی ہے اس کے لئے مہیا کر دیا ہے۔ حسب حال پیدا ہونے کی حیثیت سے سب کے لئے مساوی دیا ہے۔

استوٰی [illegible]

[illegible] کے معنوں میں آتا ہے۔ یہاں تک کہ جو تین کے اوپر [illegible]

من خلالہ آگیا ہے۔

دخان - دھواں۔ اسے کو نہیں کہتے جو لکڑیوں کے جلانے سے نکلتا ہے۔ بلکہ ہوا کی طرح لطیف چیز پر بولا جاتا ہے۔ بخار تو اسے کہتے ہیں جس میں اجزائے مائیہ [illegible] موجود ہوں اور جس میں مائیہ اجزاء نہ ہوں وہ دخان ہے۔

ائتیا

پیدائش کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ پیدا کر کے آزاد چھوڑ دے۔ دوسرا یہ کہ اپنی حکومت و تصرف کے نیچے رکھے۔ اس آیت میں یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ سب چیزیں ہمارے قبضہ و اقتدار کے نیچے ہیں۔

سبع سمٰوات السماء کو ٹھوس چیز نہیں۔ اور خلا محض بھی نہیں یہ خوب یاد رکھو جتنے اعتراض اس عقیدے پر ہوئے ہیں وہ محض بچپن کی سنی ہوئی باتوں پر مبنی ہیں۔ کلام الٰہی میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اعتراض کیا جاوے۔ [illegible] ترکیب سات جتنے بھی معنی اپنے صحیح نہیں۔ صرف اتنا ایمان ہے کہ اس میں کچھ ایسی قابل امتیاز بات ہے جس سے سات حصے ہو سکتے ہیں۔

ایک یہ بحث بھی ہے کہ زمین پہلے یا آسمان۔ صحابہ میں بھی اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی (۱) ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استوٰی الی السماء - اس ثم سے استدلال کرتے ہیں کہ آسمان زمین کے بعد بنا۔ (۲) والسماء بنٰھا ——— والارض بعد ذٰلک دحٰھا۔ اس بعد سے دلیل لاتے ہیں کہ زمین آسمان کے بعد بنی

ابن عباس نے تو یہ جواب دیا کہ ایک ہے خلق السمٰوات۔ اور خلق الارض۔ پس خلق ارض پہلے ہوئی۔ دوم ہے دحو ارض یہ بعد میں ہوئی۔ یہاں خلق الارض فی یومین فرمایا اس کے بعد ثم استوٰی السماء آیا ہے۔

امرھا - امر سے مراد حکم بھی ہوتا ہے۔ اور وہ امور بھی جو اس کے مناسب حال ہوں۔ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ خدا نے جو جو تاثیریں اور خواص رکھے ہیں ان کے متعلق ایک قانون بنایا اور اس کا سمٰوات کو تابع کیا۔

السماء الدنیا - دنیا کا آسمان، ترجمہ لفظی نہیں کیونکہ یہ مضاف مضاف الیہ نہیں بلکہ صفت موصوف ہے۔ وہ آسمان جو نزدیک ہے

وحفظًا ایک کام تو ستاروں کا زینت ہے۔ دوسرا حفاظت یعنی مخلوقات جو زمین میں ہیں اپنی تاثیر سے اس کے زہریلے مواد وں کو دور کرتے ہیں۔

صٰعقۃ - یہ جو بجلی گرا کرتی ہے اور گر کر تباہی ڈالتی ہے اس گرنے والی کا نام صٰعقہ ہے۔ اور اس عذاب کو کہتے ہیں جو ناگہانی ہو اور جس کی ہلاکت تمام ہو۔

من بین ایدیھم ومن خلفھم

مفسرین نے یہ معنے کئے ہیں کہ جو رسول آیا اس نے ہر ذریعہ سے ان کو سمجھایا اس عموم تبلیغ کو بین ایدیھم ومن خلفھم سے تعبیر کیا۔

(۲) کچھ رسول سامنے آئے اور کچھ وہ جو ان سے پہلے ہو چکے۔ ان کے حالات ان کو سنائے گئے

لانزل ملٰئکۃ - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رسول خدا کی طرف سے آتے تو فرشتہ آتے تاکہ ہر طرح سے ممتاز رہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ رسول جو آتے [illegible]

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ چوبیسواں ۲۴

بقیہ رکوع نمبر ۱۹

بقیہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۱۱ء سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵

گذشتہ سے پیوستہ

اب اسی بات کو دوسرے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کفار مشرکین کہتے تھے کہ یہ معبود ہمارے خدا کی صفات کے مظاہر ہیں۔ چنانچہ سورج و چاند کو نور خدا کا مظہر جانتے ہیں۔ اہل پارس کے نزدیک ان کی ایسی عظمت تھی کہ وہ دنیا کے تمام پیش آمدہ واقعات کو انہی چیزوں کیطرف منسوب کرتے۔ اور یہ غلطی ان کے لٹریچر میں ایسی داخل ہوئی کہ بڑے بڑے موحد مسلمانوں کو یہ لفظ صرف زبان کے لحاظ سے استعمال کرنے پڑے۔ فلک بامن چہ کردی۔

خدا نے فرمایا کہ یہ تو صرف نشان ہیں یعنی ان سے خداوند زمین و آسمان کی قدرتوں کا علم ہوتا ہے پس عبادت اسی کی چاہیئے۔

استکبروا۔ تکبر کے معنے۔ بطر الحق وغمط الناس۔ حق کو پھینک دینا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

یسبّحون۔ تسبیح۔ خدا کے تمام صفات کو نقصوں سے پاک بیان کرنا اور تقدیس خدا کے تمام افعال کو نقصوں سے پاک جاننا۔

خاشعۃ۔ دبی پڑی۔ خشک۔

علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ ہرایک چاہی ہوئی بات پر قادر ہے۔ شاء یشاء۔ شیئاً۔ یہ مصدر ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

قرآن مجید میں دو قسم کے دلائل قیامت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں ایک امکانی یعنی یہ امر ہو سکتا ہے۔ دوم فعلی۔ یعنی یہ ثابت کرنا کہ یقیناً ہوگی یہ ان لوگوں کا جواب ہے۔ کہ جو امکان قیامت تو مانتے ہیں۔ مگر اس کا وقوع ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ دلیل جو اس آیت میں بیان کی ہے۔ امکانی ہے۔

یلحدون۔ الحاد۔ ایک چیز کو اپنے اصل رستے سے پھیر کر ادھر اُدھر لے جانے کو کہتے ہیں

آمناً۔ امن والا (نہ امن دینے والا)

الذکر۔ ہر چیز کے نام مختلف وجوہات سے رکھے جاتے ہیں۔ قرآن کا نام ذکر ہے مفسرین نے اس کی دو وجہیں لکھی ہیں ایک تو اس لئے کہ ایک مسئلہ کو بار بار یاد دلاتا ہے۔ دوم یہ کہ [illegible] ایسا ہی ہو تعلیم بھلی الہامی کتابوں [illegible]

لا یاتیہ الباطل۔ باطل اور حق کا مقابلہ تھا اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔ پس اس آیت میں فرمایا کہ نہ باطل پہلے غالب ہو سکا نہ اب ہوگا نہ آیندہ کسی زمانہ میں ہوگا۔ علوم کس قدر ترقی کریں۔ قرآن کی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں پڑیگا۔

لذو مغفرۃٍ۔ یہ معنے نہیں کہ کفار کو یونہی بخشدیگا بلکہ یعفوا عن کثیر اس کی شان ہے چنانچہ اسی لئے آگے ذو عقاب فرمایا۔

لولا فصلت آیٰتہ۔ کتاب فصلت آیاتہ اور کتاباً مفصلاً کے معنے اسی سے حل ہو گئے۔ کہ عربی زبان میں ہونے کا نام مفصل ہے کیونکہ عرب دوسری قوموں کو عجمی سمجھتے۔

ینادون من مکان بعید۔ ایک معنے یہ کہ قیامت کے دن دور سے پکاری جائینگے یعنی خدا کے نزدیک نہ آنے پائیں گے۔ دوم یہ کہ اس وقت ان کی یہ حالت ہے کہ جیسے دور سے کوئی آواز آئے۔ تو کچھ ٹھیک سمجھ نہیں پڑتی اسی طرح قرآن کو نہیں سمجھتے۔

۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴ و ۲۵۔ رکوع نمبر ۱)

(سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع نمبر ۶)

نبی وحدت قائم کرنے کے لئے آتا ہے مگر بدقسمتی سے ایک گروہ اس کو خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے فاختلف فیہ۔ اس اختلاف وخلاف ورزی کا انجام ظاہر ہے کہ وہ ناکام غرق ہوئے۔

اس میں سمجھایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایک کتاب نازل ہوئی ہے ایسا ہی اختلاف کرنے کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

ولولا کلمۃ سبقت من ربک۔ یہ عذاب فوری طور پر نہ آنے کی وجہ بتائی کفار کہتے کہ پھر قرآن مجید کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہم پر ابھی سے عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ایک کلام پہلے وارد ہو چکی ہے۔ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔

(۲) ماکان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون۔ ہمارے مفسرین مسئلہ استغفار میں بہت حیران ہوئے ہیں کہ یہ مشرک کا فر کی شان ہی نہیں کہ استغفار کرے اور اس کی استغفار مقبول نہیں اس بات میں وہ معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کسی مامور کا زمانہ نہیں دیکھا۔ عذاب کے نشان ظاہر ہونے یا قریب آلگنے پر بڑے بڑے کفار شوخی و شرارت چھوڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ہم نے کئی منکران مہدویت کو دیکھا ہے کہ وہ تہجد کی نمازوں میں عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے۔

تیسری وجہ عذاب سے رُکنے کی اور بھی بتائی ہے وہ یہ کہ انہی لوگوں میں سے کئی اسلام کو قبول کرنے والے ہیں یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے یہ بڑے بڑے شدید کافر تھوڑے سے حالات بدلنے پر مومن ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے [illegible]

ایک دوکان ... پر لی۔ وہاں کچھ بزازی بھی فروخت کرتے اور قرآن بھی سنا دیتے۔ آخر کفار مشرکین نے تنگ آکر یہ تجویز کی کہ ملکر کچھ شور ڈالدیا جائے تا مطلب فوت ہو جائے۔

اَسْوَاَ - بدترین۔ بہت بُری۔ یعنی ان کے کاموں میں سے جو بدترین کام ہیں ان کی ہم سزا دینگے۔

یہ یاد رہے کہ قرآن مجید میں جہاں اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا آتا ہے وہاں عام کفار مراد نہیں ہوتے بلکہ وہ کافر جو عناد سے کافر ہوئے اور حق کو سمجھ کر پھر نہیں مانتے۔ یہ بات طرز قرآنی سے ثابت ہوتی ہے۔ ہر کتاب میں اصطلاحی امور بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ صلوٰۃ ایک خاص ہیئت و کیفیت سے عبادت الٰہی کا نام ہے۔ ایسے ہی زکوٰۃ خاص شرائط کے ساتھ صدقہ کا نام ہے۔ دوم یہ بھی مخفی نہ رہے کہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ جو مسائل سلسلہ احمدیہ سے خاص ہیں ان کے متعلق قرآن سے۔ دلائل ڈھونڈنے کا خیال رکھا کرو۔

مثلاً یہ مسئلہ ہم کو حضرت مسیح موعود نے بتلایا ہے کہ جہنم ابدالآباد کے لئے نہیں۔ وہ علاج و اصلاح ہے۔ نہ محض دکھ و عذاب دینے کے لئے۔ یعنی جہنم شفاخانہ ہے نہ جیل خانہ۔ اور جیسے شفاخانہ میں بعد از شفا کوئی نہیں رہتا ایسا ہی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی نہ رہیگا۔

ایسا ہی جنت و دوزخ کے الفاظات و عذاب کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ سب ہمارے اعمال کے اظلال و آثار ہونگے۔

چنانچہ ان آیات میں لَنَجْزِیَنَّهُمْ آیا ہے جس سے یہ دوسرا مسئلہ خوب سمجھ میں آجاتا ہے

دَارُ الْخُلْدِ - رہنے کا گھر۔ خلد سے یہ نہ سمجھا جائے کہ کفار ہمیشہ دوزخ میں رہینگے کیونکہ خلد کے معنی ابدالآباد کے نہیں۔ بلکہ مدت دراز کے ہیں۔

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ یہ اَسْوَأَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کو کھول دیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - اور کہینگے وہ لوگ جو کافر ہیں۔

الَّذَيْنِ - یہ دو کون؟ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ - ذلیلوں میں سے۔

دُنیا میں لوگ اس واسطے شرک کرتے ہیں کہ یہ معبود ہماری سفارش کرینگے۔ ہماری عزت کا موجب بنینگے۔ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا کہ خود مشرک اقرار کرینگے ہم ذلیل ہوئے اس لئے وہ چاہینگے کہ داعیان شرک بھی ذلیل ہوں۔

اب دوسرے گروہ کا ذکر فرماتا ہے۔ جو محض اللہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ کہ ملائکہ تک جو اعلیٰ مخلوق ہیں ایسے موحدین کے خدام و معاونین بن جاتے ہیں۔

اِسْتَقَامُوْا - سیدھی راہ پر اللہ کی صفات کے ماتحت چلتے ہیں۔

یعنی جب اللہ کو رب مان لیا۔ تو پھر کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو اس عقیدے کے خلاف ہو۔ استقامت بڑی مشکل ہے۔ نبی کریم صلعم فرمایا کرتے تھے۔ مجھے سورہ ہود نے بڑھا کر دیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں آنحضرت صلعم سے پوچھا۔ کس آیت کے مضمون سے؟ تو آپ نے فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ جس سے ظاہر ہوا۔ یہ استقامت بڑی بات ہے۔

[illegible]

میری سمجھ میں یہ فرق ہے۔ خوف خطرہ پیش آمدہ کے متعلق ڈر کا نام ہے۔ اور حزن اضطراب کو کہتے ہیں۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ - اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ سے بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ آخرت میں بشارت دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ جنت دو ہیں۔ ایک دُنیا میں۔ ایک آخرت میں فرمایا۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ پس مومن پر دُنیا میں مصیبتیں پڑتی ہیں وہی مصیبتیں آخرکار اس کے لئے انعام الٰہی بن جاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ان کو بشارات ملتی رہتی ہیں۔ چنانچہ فرشتے کہتے ہیں۔ ہم تمہارے دوست و مددگار ہیں اس زندگی میں جو قریب ہے۔ اور اس میں جو پیچھے آنے والی ہے۔ اَلْاٰخِرَةِ صفت ہے یہ قیامت کا نام نہیں۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ یہ مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ کی وجہ بتائی کہ تم پھر خدا کے مہمان بن جاؤ گے۔ وہ خود تمہاری ضرورتوں کا کفیل ہو جائیگا۔

نزل اُس چیز کو کہتے ہیں جو مہمان کو سب سے پہلے پیش کی جائے۔ اعزازی طور پر

۲۲- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴- رکوع ۱۹)

(سورہ حٰمٓ السجدۃ رکوع ۵)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا - چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر جبری حکومت نہیں پسند فرمائی اس لئے اعتراض پر صرف ڈانٹ ہی نہیں بتاتا جیسا کہ حکام کے شان سے۔ بلکہ وہ اس اعتراض کو دلائل سے رد فرماتا ہے۔

قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ - یعنی اپنی تمام زندگی سے خواہ بذریعہ اقوال خواہ بذریعہ اعمال اپنے تئیں فرمانبردار بندوں سے ظاہر کرتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي - اس سوال کا جواب کہ ہمیں یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ نیک ہے یہ بد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور بدی کی حقیقت پر غور کرنے سے خود بخود یہ بات معلوم ہو جاتی بلحاظ اثرات و نتائج بھی یہ دونوں چیزیں الگ ہیں۔ نبی کریم صلعم نے بھی ایک اصل بتایا ہے دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ (جو چیز تجھے دل میں کھٹکتی ہے اسے چھوڑ دے اور اختیار کر اسے جو نہ کھٹکے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ - بعض اوقات فوری جوش میں امتیاز نہیں ہو سکتا اس لئے ایک عمدہ طریق بتایا ہے کہ صبر سے کام لیا جائے۔ جوش کے رفع ہونے پر اصل کیفیت کھل جاتی ہے۔

يُلَقّٰىهَا - تلقی بالقبول کے معنے ہیں۔ خوشی سے کسی بات کو مان لینا۔

صابر کہتے ہیں اس مصیبت کو برداشت کرنے کو جو کسی فعل یا ترک فعل حکم الٰہی کے ماتحت پیش آوے۔

ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ - اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کو متاع قلیل فرماتا ہے۔ پس اندازہ کرو کہ عظیم کتنا بڑا ہوگا۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ - یہ غیظ و غضب کے روکنے کا طریق سکھایا کہ دعا کرو [illegible]

محیط۔ یہ مطلب نہیں کہ چادر کی طرح لپٹتا ہے بلکہ یہ کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے۔

مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵۔ رکوع ۲)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۱)

اس سورۃ کا نام شوریٰ ہے۔ حالاں کہ اس میں مشورہ کا حکم کھلا کھلا نہیں۔ جیسے وشاورھم فی الامر وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ ایک شوریٰ کے جواب میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت شروع کی۔ تو کفار نے مقابلہ رسالتمآب کے واسطے دار الندوہ میں مشورے شروع کئے۔ جو اہم امور میں شورہ کرنے کے لئے مقرر تھا چوں کہ خدا نے اس خفیہ مشورہ کی خبر دی اور پھر اس مشورے کے مقابل پیشگوئی کامیابی کی فرمائی اس لئے اس کا نام سورۃ شوریٰ رکھا۔

حٰمٓ۔ مقطعات کے متعلق صحابہ سے مختلف روایات ہیں مگر ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کے اسماء وصفات کی ان سے تعبیر کی گئی ہے۔

ح۔ حافظ الکتاب مٓ۔ منزل الکتاب

چنانچہ اس سورۃ میں کتاب اللہ کی حمایت وحفاظت ونزول کا ذکر ہے۔

عٓسٓقٓ۔ عین سے تمام اسماء الٰہی مراد ہیں جن کے پہلے ع آتا ہے۔ جیسے علی علیم عظیم اور عزیز۔ چنانچہ یہ سب نام اس سورۃ میں آئیں گے اور ایسا مضمون آئیگا کہ اس سے خدا کا ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہوگا۔

س۔ سے سمیع

ق۔ سے قادر۔ قدیر۔ قہار۔

اللہ۔ اس اسم ذات کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ یہ کام جمیع صفات سلبی وثبوتی کا مظہر ہے۔

العزیز۔ غالب ہر جو اس کا منشاء پورا ہو کر رہتا ہے۔

الحکیم۔ اپنے منشاء کو حکمت بالغہ سے پورا کرتا ہے۔

له ما فی السمٰوات۔ اس میں سمجھایا کہ انسان جو کسی چیز کو روک یا پھیلا سکتا ہے تو اسباب ہی سے کام لیتا ہے۔ پروردگار فرماتا ہے کہ جب سب کچھ خدا فرماتا ہے تو پھر اسی کے مقابل اسی کی چیزوں سے کیا مدد لے سکتے ہیں پس جب سب کچھ اسی کا ہے تو وہ زور اس اپنے رب کو تمام موانعات دور کر کے پھیلائے گا۔

یتفطرن۔ پھٹ پڑے۔ یہ مطلب نہیں کہ آسمان ٹھوس چیز ہے اور وہ پھٹیگا۔ بلکہ دو وجہ سے یہ لفظ فرمایا۔ (۱) یہ پیشگوئی ہو چکی تھی کہ جب بادل پھٹے گا تو معاندین ہلاک ہوں گے ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ۔ جنگ بدر میں ظاہری اسباب فتح کے نہ تھے۔ خدا نے زور کی بارش برسائی۔ صحابہ کرام نے ایک گڑھا سا بنا کر پانی جمع کر لیا اور اس سے ... زمین ... ریتلی طرف تھی دوسری طرف کیچڑ ہو گیا۔ دوم لڑائی صبح کے وقت ... مشرق کی طرف تھے کفار مغرب کی طرف سامنے ...

اور ریت اُڑ اُڑ کر کفار کی آنکھوں میں پڑتی۔ اس کو قرآن شریف میں ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی سے بیان فرمایا گیا

پس اس امر کی طرف تکاد السمٰوٰت یتفطرن۔ سے اشارہ فرمایا اور بادلوں پر سماء کا اطلاق قرآن مجید میں اکثر جگہ ہوا ہے۔ ونزلنا من السماء ماءً۔

یسبحون بحمد ربھم۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ باوجود ان کی ایسی کرتوتوں کے کہ قریب ہے آسمان پھٹ پڑے دیر کیوں ہو رہی ہے۔ فرمایا اس لئے کہ فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں اپنے رب کی حمد کہتے ہوئے اور زمین والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اس تاخیر عذاب کی اور وجوہات پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔

دو آیتوں کے ملانے سے خوب معنے کھلتے ہیں۔ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

(۳) ۱۳ پارہ سورہ رعد رکوع ۸ له معقبٰت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر اللہ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

معقبات سے بعض مفسرین نے اعمال انسانی اور محققین نے فرشتے مراد لئے ہیں اس آیۃ سے ظاہر ہے کہ گناہ لازم کر دیتے ہیں عذاب کو مگر فرشتوں کے استغفار کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

ھو الغفور الرحیم۔ مغفرت دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ ایک حد تک سزا سے مہلت دینا دوم۔ بد نتائج سے محفوظ رکھنا اس میں توحید شرط ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک رحمت جو ربوبیت کے ساتھ ہے وہ کفار تک وسیع ہے۔

اللہ حفیظ علیھم۔ لھم نہیں فرمایا بلکہ علیھم اس کے یہ معنے ہیں کہ ان عملوں کو جو ان کی ہلاکت وضرر کا موجب ہیں اللہ محفوظ رکھتا ہے۔ لَ۔ فائدہ کے لئے اور علیٰ ضرر کے لئے۔

کذٰلک۔ جیسا کہ ہم نے ان کی سزا اپنے ذمہ رکھی ہے (کیونکہ انسان کے گناہوں کا علم خدا ہی کو ہو سکتا ہے اور وہی پورے طور پر بیخ کنی کر سکتا ہے) اور یہ تم پر خدا کا فضل ہے اسی طرح تم پر یہ فضل بھی ہوا ہے کہ قرآن کو نازل کیا۔ وہ بھی ام الالسنہ میں نہ صرف ام القریٰ کے انذار کے واسطے بلکہ تمام جہان کے لئے یہ بستی بطور مرکز کے ہے۔

یوم الجمع۔ قیامت سے ڈرائے اور جنگ احزاب سے۔ چنانچہ اسے جمع سے اور مقام میں تعبیر کیا ہے (۱) سیھزم الجمع ویولون الدبر (۲) جند ھنالک مھزوم من الاحزاب۔

لجعلھم امۃ واحدۃ۔ وہ لوگ کہتے کہ تم نے آکر تفرقہ ڈال دیا۔ فرمایا یہ غلط ہے بلکہ ہم سب کو ایک مذہب پر جمع کر دیں گے (چنانچہ سارا جزیرہ عرب مسلمان ہو گیا) لیکن فی الحال اس میں تاخیر فرما دی۔ کیونکہ رحمت میں داخل کرنے کے ارادے کو جذب کرنے کے کچھ اسباب بھی ہوتے ہیں۔ جب وہ اسباب پیدا ہو جائیں گے تو ایسا ہو جائے گا۔ چنانچہ آخر ہوا۔

ما لھم من ولی ولا نصیر۔ بعض اوقات رحمت میں خدا تعالیٰ دوسرے کی طفیل کر لیتا ہے۔ جیسے کہ ابوھما صالحاً۔ خضر وموسیٰ کے قصے میں آیا ہے لیکن یہ ایسے ظالم ہیں کہ ان کا کوئی ناصر نہیں ہو سکتا۔

یدخل من یشاء فی رحمته۔ کے دو معنے ہیں اللہ داخل کرتا ہے اپنی رحمت میں ...

پر قادر نہ تھے اس واسطے بھی عذاب رُکا رہا۔ آخر جب یہ سب مرحلے طے ہو چکے تو پھر عذاب بھی آیا اور عذاب آنے سے پہلے بہت سا حصہ ان کفار کا مسلمان ہو گیا ان حضرت موسٰی کی قوم میں سے ایسے لوگ نہ تھے اس لئے اُن پر ایسا عذاب آیا کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

سنُریھم۔ اس میں پیشگوئی ہے۔

مریب۔ ریب کہتے ہیں اضطراب اور ہلاکت کو وہ شک میں ہیں ایسے شک میں ہیں جو اضطراب میں رکھنے والا ہے یا جو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

فلنفسہ۔ اس کا فائدہ اس کی جان کے لئے ہے۔

فعلیھا۔ اس کا نقصان اس کی جان پر ہے۔

چونکہ اس جگہ اعتراض کا موقعہ تھا۔ کہ دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں پھر یہ کہ ہمارے باپ دادا پر بھی ایسی ایسی مصیبتیں نازل ہوتی رہی ہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ تیرا ربّ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہر ایک اپنی بدعملی کا نتیجہ بھگتتا ہے۔ ہمارے مفسّرین ما ربک بظلّام للعبید میں بہت حیران ہوئے ہیں کہ ظلّام نہیں تو کیا ظالم ہے؟ بندگان خدا نے یہ خیال نہیں کیا کہ دوسرے مقام پر صراحتاً ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اللہ خدا بھی ظلم نہیں کرتا۔ ولا یظلمون فتیلاً۔ نص صریح کو اشارہ النص پر بہرحال ترجیح ہے اور یہاں تو ان کے قول کو رد کیا گیا ہے کہ تم اس اعتراض سے گویا خدا کو ظلّام بناتے ہو حالانکہ وہ ظلّام کیا بلکہ ظالم بھی نہیں

یہاں چوبیسویں پارہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز پارہ پچیسواں

اب ایک اور سوال اُٹھا کہ اچھا عذاب آئیگا تو کب آئے گا۔ فرماتا ہے۔

الیہ یرد علم الساعۃ۔ السّاعت کے معنے مفسّرین بالاتفاق قیامت لیتے ہیں لیکن قرآن مجید کے ماقبل مابعد سیاق سباق دیکھنے سے واضح ہے کہ الساعت سے مراد وہ گھڑی ہے جس میں کسی قوم پر عام تباہی و ہمہ گیر آفت آوے۔

اکمامہا۔ کم عربی زبان میں آستین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ کلائی کو چھپانے والی ہے اس لئے میووں اور خوشوں کے غلاف کا نام اکمام ہے۔

من ثمرات۔ من تعمیم کے لئے ہے اس کے معنے "سے" غلط ہیں بلکہ معنے ہیں۔ نہیں نکلتا کوئی بھی پھل۔

تجربہ کر کے دیکھ لو انسان پر خواہ کس قدر مصیبت آوے وہ بظاہر یہی کہتا ہے کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر گویا خدا پر بھی معترض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سمجھایا کہ پھلوں کا معاملہ دیکھو۔ پکنے سے پہلے کئی پھل ضائع ہوتے ہیں اور بعض میں پک کر کیڑا لگ جاتا ہے پس جو گرتا ہے یا جو ضائع ہوتا ہے ضرور اس کے اندر کوئی نقص ہوتا ہے ایسا ہی انسان بھی تباہ ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی نقص ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کی ابتدا بھی ... ہے۔ اب خدا ہی جانتا ہے کہ وہ آخر میں کس طرز و پایہ کا انسان ... کے مطابق پرورش کرتا ہے اب اگر اس میں کوئی نقص

مامنا من شھید۔ اس دنیا میں بھی یہ نظارہ دیکھ لو جب عذاب آجائے۔ وہی لوگ جو دوسروں کو اکساتے رہتے ہیں اس وقت الگ ہو جاتے ہیں

ضلّ۔ کھو جائیگا۔ گم ہو جائیگا۔

ظنّوا۔ ظن کے معنے مفسّرین یقین کے لیتے ہیں۔ دراصل اس موقعہ و محل کے مناسب ظن یقین کا فائدہ دیتا ہے۔

محیص۔ مصدر ہے بمعنے خلاصی

لا یسئم۔ نہیں تھکتا۔

فیؤس۔ عام طور پر انسان سختی اور مصیبت کے وقت ناامید ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن کبھی ناامید نہ ہو۔ ایمان بین الخوف والرجاء۔ ہوتا ہے۔

ھذالی۔ یعنے یہ مجھ پر فضل نہیں ہوا بلکہ میرا حق ہے اور میں اس کا مستحق تھا۔ ایک ملازم تنخواہ لینے کے وقت سوداگر نفع لیتے ہوتے ہی سمجھتا ہے یہ میری محنت کا نتیجہ ہے مگر یہ نہیں سوچتا کہ سب اسباب اور کام کرنے والے اعضاء سب اسی سچے مولیٰ کے دئے ہوئے ہیں

للحسنیٰ۔ حالۃ حسنیٰ۔ اچھی حالت ہے۔ جیسے عام طور پر بعض لوگ کہتے ہیں شکر خوروں کو شکر مل ہی جاتی ہے۔

نأ بجانبہ۔ نأ کے معنے دور ہونے کے ہیں۔ دُور ہو جاتا ہے اپنے پہلو کے ساتھ جب انسان کسی کو ملتا ہے تو پہلو ملا دیتا ہے اور جب ہٹتا ہے تو پہلو ہٹا لیتا ہے۔ (ب) برائے تعدیہ دُور کر دیتا ہے اپنے پہلو کو دونوں معنے صحیح ہیں۔

فذو دعاء عریض۔ سعید انسان وہ ہے۔ جو مس شر سے پہلے دعا کرے۔ دنیا میں بھی یہ نمونہ دیکھ لو۔ اگر مصیبت میں گرفتار ہو کر اور حاجت مند بن کر کوئی کسی کے پاس جائے اور اس کی تعریف و تعظیم کرے تو چنداں اثر نہیں ہوتا لیکن اگر غرض سے پہلے کوئی کسی کی تعظیم و تعریف کرے تو ضرور اس کا خیال ہو جاتا ہے

ارایتم۔ کیا تم نے دیکھا ہے۔ بامحاورہ اس کے معنے ہیں بتاؤ تو سہی (اخبرونی)

ان کان۔ جس بات کو شروع کیا اسی پر آگیا کہ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو جس کو تم سننے نہیں دیتے اور مقابلہ کر رہے ہو)

ثمّ۔ جیسے دیر کے اظہار کے لئے آتا ہے ایسا ہی مرتبہ میں فرق کے اظہار کے واسطے بھی آتا ہے ثم لا کر جتایا کہ یہ بہت ہی مستبعد بات ہے کہ خدا کی طرف سے کتاب آوے اور پھر اس کا انکار کیا جاوے۔

من اضل منکم کی بجائے ممن ھو فی شقاق بعید وجہ ضلالت بیان کرنے کے واسطے فرمایا۔ کہ اضل اس لئے کہ وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے

فی انفسھم۔ یہ اس لئے کہ انسان عالم صغیر ہے۔ پس اس کے نشان جیسے آفاق میں ہیں خود انسان کے اندر بھی ظاہر ہوں گے۔

اولم یکف۔ مخالف باوجود تبیّن حق کے کہہ سکتا ہے کہ حق ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے فرمایا کہ اُن کو بکنے دو۔ خدا اُن کو سزا دیگا وہ خوب جانتا ہے کہ ان پر اب حق کا انکشاف ہو چکا ہے۔

فی مریۃ۔ ... [illegible]

حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پچیسواں ۲۵

رکوع نمبر ۴

(۱۳۴)

مورخہ ۲۷ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء سورۃ الشوریٰ

رکوع نمبر ۳

الآخرۃ - آنے والی زندگی۔

منھا - اس میں سے کچھ۔ من تبعیضیت کے لئے۔

پہلے ذکر آیا تھا - یرزق من یشاء - اس من یشاء کی تخصیص سے ظاہر ہے کہ یہاں وہ رزق مراد نہیں جو سب کو بحیثیت رب العالمین ہونے کے دیا جاتا ہے۔

انسان کے اعمال کے تین رنگ ہیں (۱) محض دنیا کے لئے (۲) محض آخرۃ کے لئے (۳) کچھ دنیا کے لئے کچھ آخرت کے لئے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جو آخرت کو چاہے - خواہ محض آخرت خواہ کسی قدر دنیا کو بھی - اس کی کھیتی میں بڑھا دیتے ہیں بہشت کے متعلق آیا ہے۔ مالا عین رأت ولا اذن سمعت و ما خطر علی قلب بشر - پس جس قدر آرام ذہن میں آسکتا ہے یا کوئی اپنے نیک اعمال کی جزا سمجھتا ہے یا خواہش کرتا ہے یا دنیا میں پاتا ہے اس سے بھی بہت زیادہ دیا جائے گا۔

ما لہ فی الآخرۃ من نصیب - یرید حرث الدنیا کی سزا ہے - ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ - مومنوں کو بھی دعا سکھائی گئی ہے - پس من کان یرید حرث الدنیا میں ایسی دنیا کی خواہش ہے - جس میں آخرت کے لئے کچھ بھی نیت نہیں لیکن اگر کوئی شخص دنیا کا کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے تو دنیا کا فائدہ بھی ہوگا اور آخرۃ میں بھی وہی امر مفید ہوگا۔

ولولا کلمۃ الفصل - امت دو قسم ہے - امۃ دعوت - یعنی جن کو حق کی طرف بلایا خواہ مانیں یا نہ مانیں - دوم - جو مان لیں - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت دعوت کی نسبت مقدر تھا کہ دوسری قوموں کی طرح ہلاک نہ ہوگی - جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہیں استغفار کرتے ہیں اون میں سے سعید مسلمان نہ ہو [illegible]

ان الظالمین - ظلم کے معنے ہیں کسی کے حق یا منصب میں خلل اندازی مراد [illegible]

[illegible]

وھو واقع بھم - مومن بھی ڈرتا ہے - مگر وہ اس خوف کی وجہ سے بچ جاتا ہے کیونکہ وہ بوجہ خوف اس برائی کو چھوڑ دیتا ہے اور خدا کے حکم کے مطابق چلتا ہے۔ مگر مشرک محض ڈرتا ہے لیکن نہ گندے عقیدے کو چھوڑتا ہے نہ خدا کو وہ منصب دیتا ہے جو اس کی شان کے شایان ہے۔

الا المودۃ فی القربیٰ - یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جن پر شیعہ قوم کو بڑا ناز ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کی نسبت آیت تھی کہ میں ان کی تطہیر کروں گا چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی اور داماد سے بہت محبت تھی۔ وہ اہل بیت نہیں بن سکتے تھے اس لئے ان کی نسبت دعا فرمائی کہ الٰہی ان کو بھی اہل بیت میں داخل کر لے اسی واسطے ایک بی بی کو فرمایا۔ انت علی مکانک - یعنے تم تو پہلے ہی آیت تطہیر کی مصداق ہو اس بات کو نہ سمجھنے سے یہ معنے کئے جاتے ہیں (جن میں ہمارے مفسرین بھی شامل ہیں) کہ میں کچھ اجر نہیں مانگتا - صرف میرے رشتہ داروں پنج تن پاک سے محبت کرو۔ نفس محبت سے تو ہمیں بھی انکار نہیں مگر یہ تفسیر ٹھیک نہیں۔

اس کے صحیح معنے یہ ہیں جو مجھے زمانہ طالب علمی میں بغیر مدد کسی استاد کے سمجھ میں آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں یہ تو تم جانتے ہو میں تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا۔ پس جوش تبلیغ جو بھرا ہوا ہے وہ اس رشتہ قرابت کی وجہ سے ہے جو تمہارے ساتھ مجھے حاصل ہے یعنی بنی نوع انسان کی ہمدردی مجھے مجبور کر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرماتے اور ایک دفعہ قسمیہ فرمایا کہ میرے اندر تبلیغ اسلام کا ایسا جوش ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور میں اس پر کوئی بھی اجر نہیں چاہتا - جب غلام احمد میں یہ بات تھی تو اس کے آقا میں تو ضرور اس سے بڑھ کر ہوگی۔

شکور - شکر کہتے ہیں کسی چیز کو قبول کرنا - خدا کا شکر ہے کہ خدا انسان کے ٹوٹے پھوٹے عمل قبول کر لیتا ہے۔

۲۸ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۵ بقیہ رکوع ۴

(سورۃ الشوریٰ بقیہ رکوع ۳)

ام - اس کے دو معنے ہیں ایک کیا" (متصلہ) ایک بلکہ (منقطعہ) چونکہ خداوند زمین و آسمان عالم الغیب ہے اس لئے حقیقی استفہام اس کی شان سے بعید ہے پس محققین کے نزدیک ام کے معنے "بلکہ" کئے جاویں گے۔

فان یشاء اللہ - مفسرین نے یختم علی قلبک کے یہ معنے کئے ہیں کہ جو افترا کرے اس کے دل و دماغ پر ایسی آفت ڈالی جاتی ہے جس سے وہ اعلیٰ درجہ کی باتیں بیان نہیں کر سکتا - لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ یہاں صیغہ ماضی نہیں بلکہ آئندہ کے زمانہ کے [illegible]

[illegible]

دوسرے معنے یہ کہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔

وھو یحیی الموتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہی کافروں کو مسلمان کریگا کیوں کہ وہ ہر چاہی ہوئی بات پر قادر ہے۔

مورخہ ۲۶ رفروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ - رکوع ۳)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۲)

دو باتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اس شوریٰ کے متعلق جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفار نے کیا تھا۔ فرماتا ہے۔ کہ یہ جو تم نے اختلاف کیا اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہی اپنے فعل سے بتادیگا کہ حق کس طرف ہے۔ دوم۔ قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب کسی لفظ کے کئی ایک معنے ہیں تو دوسرے معنوں کا بھی اگر کچھ مذہب سے تعلق ہے تو اس کا ذکر بھی آئے گا اور ان معنوں کے رُو سے بھی بحث ہوگی۔

اس اختلاف کا ذکر ہے۔ جو انبیاء کی تسلیم و شریعت کے متعلق بعض میں پیدا ہو جاتا ہے اس اختلاف کے مٹانے کا ایک ہی طریق ہے کہ مامور من اللہ حکم ہو کر آئے اور اس کی بیعت کر لی جاوے۔ ورنہ آپس کی بحثوں سے یہ مسائل حل نہیں ہوتے اسی لئے حکم الی اللہ فرمایا۔ گویا دونوں اختلافوں کا ذکر ہے مشرکین مکہ و اہل کتاب۔

فاطر السموات والارض [illegible] - اہل اسلام کی کامیابی۔ کفار کی ہلاکت دونوں باتوں کے لئے زمینی و آسمانی [illegible] سب ہی کام دیں گے اس لئے فرمایا۔ کہ یہ سب چیزیں ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں اپنے منشاء کے مطابق ان سے کام لیں گے۔ کوئی ہمارے خلاف کوئی تدبیر کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

من انفسکم ازواجا۔ اسمیں بتایا کہ جیسے اللہ تعالیٰ اور جوڑے بنانے پر قادر ہے ایسا ہی وہ اس نبی کے ساتھ اس کی جان نثار قوم بھی پیدا کر دیگا۔

یذرؤکم - پھیلائے گا تم کو۔

فیہ - ہ کے مرجع میں اختلاف ہے۔ زمین ہو تو پھر ہا چاہیے تھا۔ پس مفسرین کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ اسی کارخانہ زوجیت میں یعنے اسی زوج ہونے کے طریق سے پھیلائیگا۔

لیس کمثلہ شئی - جب خدا نے ہر چیز کا زوج بنایا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا کے لئے بھی زوج ہے۔ فرمایا اس کی مثل کوئی چیز نہیں پس اس کا زوج کیسا۔

وھو السمیع البصیر۔ لیس کمثلہ سے یہ وہم ہوتا ہے۔ تو پھر کیا ہم سنتے ہیں۔ خدا سنتا نہیں ہم دیکھتے ہیں وہ دیکھتا نہیں۔ فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ سب صفات کاملہ اس میں ہیں مگر دوسروں کی مشابہت سے بالاتر۔

رایت ربی فی صورۃ امرد شاب لہ دفرۃ (۲) خلق اللہ آدم علی صورتہ

ایسی حدیثوں کے معانی سمجھنے میں فرقہ مجسمیہ نے بہت غلطیاں کھائی ہیں

لہ مقالید - جب یہ ذکر ہوا کہ آسمان و زمین ہم نے پیدا کیا۔ تمھیں بڑھائیں گے پھیلائیں گے۔ تو سوال پیدا ہوا۔ جو عرب والوں کے دلوں میں اٹھنا ممکن ہے کہ جب ہمارے [illegible] کہاں سے۔ کیوں کہ وہ بہت [illegible] تھا۔ فرمایا کہ تمہارا رزق [illegible]

شرع لکم - مقرر کیا ہے تمہارے لئے۔

وما وصینا بہ - آدم کی نسل میں سے جو عظیم الشان نبی آیا ہے وہ حضرت نوح ہیں ان کے بعد پھر حضرت ابراہیم۔ ان کے بعد حضرت موسےٰ۔ پھر ان کے بعد حضرت عیسیٰ ان بڑوں بڑوں کا ذکر کر دیا کہ اس وقت کے مذاہب کے امام یہی تھے۔

نکتہ حضرت نوح و موسےٰ و ابراہیم علیہ السلام کے لئے وصّی آیا ہے اور نبی کریمؐ کے لئے اوحینا۔ اس میں نکتہ یہ ہے۔ کہ جب امر دو باتوں تاکید (جس میں خلاف ورزی کا شبہ ہو) اور موعظہ و نصیحت پر مشتمل ہو تو اسی وصّی کہتے ہیں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان بتائی کہ تمہیں وہ دین دیا گیا جن پر بڑے بڑے اولوالعزم صاحب کتاب رُسل کو کاربند رہنے کا حکم تھا۔ چہ جائیکہ ان کی اُمت کو۔ گویا ایک طرف مرسلان یزدانی کا ذکر ہے۔ دوسری طرف نبی کریمؐ کی اُمت کا۔ چنانچہ رسولوں سے عہد بھی لیا گیا

لتومنن بہ ولتنصرنہ - اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ اگر موسےٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میرے اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام قوموں تمام مکانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا۔ کہ وحی کا حقیقی منصب اگر کسی کو دیا گیا تو خاتم النبیین کو۔ چنانچہ دوسرے رسولوں کے متعلق اس تقابل میں وصّی فرمایا۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ بالذات خیر۔ بالذات رسول نبی کریمؐ ہیں۔

من ینیب - یہ من یشاء کو کھول دیا ہے کہ کس کا اجتبا چاہتا ہے۔ فرمایا جو اس کی طرف جھکے۔ یجتبی الیہ - بنی اسرائیل کے اس سوال کا جواب بھی دے دیا۔ جو نبوت و وحی کا مستحق صرف اپنی ہی قوم کو سمجھتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہے مصطفےٰ بنا دے۔

الی اجل مسمّٰی - چنانچہ جب وہ وقت مقرر آیا۔ تو کچھ جلاوطن کئے گئے اور کچھ ہلاک ہوئے اور جو مسلمان ہونے تھے۔ وہ ہو گئے۔

من کتب - یعنی کتاب برحق کے معنے لینی۔

لنا اعمالنا - ان اعمال کے نتائج سے پتہ لگ جاویگا کہ حق کس طرف ہے۔

یجمع - جمع کر دیگا۔ چنانچہ ایک وقت آیا۔ جب تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ دوم۔ قیامت کے دن ایسا ہو گا۔

یحاجون فی اللہ - خدا کے صفات مختصہ کا انکار۔ اس کے رسولوں پر جو کلام نازل ہوا اس کے متعلق جھگڑا۔

بالحقّ - اس گڑی ہوئی چیز کو جس کے ساتھ کوئی ٹکر لگاتے تو خود ہی تباہ ہوتی کہتے ہیں

المیزان - پہلی تعلیموں میں یہ نقص تھا کہ وہ تمام جہان یا تمام زمانوں کے مناسب حال نہ تھیں۔ فرمایا یہ کتاب ایسی ہو کہ ہر قوم ہر زمانہ کے مناسب حال ہے۔

وما یدریک - تم کیا جانتے ہو۔ الساعۃ - قوم کی تباہی کا وقت۔

مشفقون - اشفاق کے معنے ڈر کے ہیں۔ یماردون - قرآن مجید کا یہ لفظ کئی طرق پر ہے ایک مقام میں ہے۔ فلا تکونن من الممترین - فلا تمار فیھم الا مراء [illegible]

زنا اور بخل پر خصوصیت سے اس کا اطلاق ہے۔

اذا ما غضبوا۔ کبائر الاثم اور فواحش میں سب بدیاں آگئیں۔ مگر جس چیز کی زیادہ تاکید مقصود ہو اس کا علیحدہ بھی ذکر کر دیتے ہیں چنانچہ یہاں غضب کا بالخصوص ذکر فرما دیا۔

بدی کی محرک دو ہی چیزیں ہیں (۱) قوت بہیمہ (۲) قوت سبعیہ۔ تو گویا غضب نصف بدیوں کے برابر ٹھہرا۔ چونکہ جنگ ہونے والے تھے اس لئے عدل قائم رکھنے کے لئے نصیحت ہی فرمایا کہ دیکھو حد سے بڑھے ہوئے غضب سے کام نہ لینا۔ یہ پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ لا اکراہ فی الدین صحیح ہے چنانچہ حضرت علی رض ایک کافر کو دبائے بیٹھے تھے اس نے تھوک دیا۔ آپ نے چھوڑ دیا۔ پوچھا تو فرمایا۔ آگے محض لِلّٰہ لڑ رہے تھے اب نفس کی بات شامل ہوگئی۔

استجابوا لربھم۔ ایک طرف دوست کچھ کہتے ہیں۔ زمانہ کی روش کچھ۔ اپنے قومی رسوم کچھ۔ اپنا نفس کچھ۔ دوسری طرف خدا کی پکار ہو۔ تو مومن کا یہ کام ہے کہ سب کو چھوڑ کر خدا کا ہو جاوے۔

اقاموا الصلوٰۃ۔ نماز نہیں کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر۔ قرآن مجید میں آیا۔ گویا نماز بے حیائیوں اور بُرے کاموں کے لئے بمنزلہ پہرے کے ہے۔ اور پہرا کھڑا کرنا ہی بولتے ہیں۔ پھر پہرے کے لئے جسم و روح کی درستی کی ضرورت ہے۔ نماز کے افعال بمنزلہ جسم کے ہیں اور خشوع و خضوع بمنزلہ رُوح کے۔ پس دونوں کی درستی پر حقیقی نماز کا دار و مدار ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے بیان کیا ہے کہ وضو ٹھیک ہو۔ تعدیل ارکان۔ اول وقت پڑہی جاوے۔ پھر خشوع خضوع حضور قلب توجہ الی اللہ ہو۔

امرھم شوریٰ۔ منافق۔ بدکار۔ خفیہ خفیہ بُرے کام کرتے ہیں مومن پہلو سوچتا ہے۔ پھر مشورہ کرتا ہے۔ پھر استخارہ۔ پھر جاکر وہ کام کرتا ہے۔

لذقنٰھم۔ رزق حصہ میں آجانے کو کہتے ہیں۔ صرف کھانے کی چیز مراد نہیں سَیِّئَۃٌ سیئۃ۔ عرب کام کا جو نام ہو جو اس پر اثر مرتب ہوتا ہے اس کا بھی وہی نام رکھ دیتے ہیں۔ صرف جزا کے لئے خاص نہیں جیسا کہ مفسرین نے سمجھا ہے یہ بات نہ سمجھنے سے لوگوں کو قرآن مجید کی بعض آیات کے سمجھنے میں دھوکہ ہُوا ہے

واصلح۔ اس معانی میں اصلاح مدنظر ہو۔

وما علیھم من سبیل۔ ان پر "ملامت و سزا" کوئی نہیں۔

من عزم الامور۔ من الامور المعظمۃ۔

مورخہ ۲۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ پچیسواں رکوع ۶)

(سورۃ الشوریٰ رکوع نمبر ۵)

یضلل اللہ۔ اللہ گمراہی کا نتیجہ لگا دے۔ ہر لفظ کے معنے اس کے موقعہ محل۔ مخاطب کے لحاظ سے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یضل بہ کثیرًا وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عھد اللہ۔ کے ساتھ سمجھا دیا ہے۔ کہ اضلال کن لوگوں کا ہوتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو شخص فسق۔ نقض عہد۔ قطع۔ فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے اس کے لئے اور کونسی بدی باقی ہے اور کیا ذریعہ اصلاح ہے۔ جب ملائکہ کا تعلق بھی بوجہ نقض عہد نہ رہا۔ پاک لوگوں کی صحبت سے محروم ہوچکا۔ مخلوق خدا کو تنگ کر کے ان کی بد دُعائیں لے رہا ہے تو پھر ہدایت کیسی اضلال کے فتوے کا حق اللہ ہی کو ہے۔ کیونکہ وہی قلبی و اندرونی حالات کو جانتا ہے ایک انسان کو تو کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکتا۔

عذاب مقیم۔ عذاب قائم رہنے والا یا کھڑا کرنے والا۔ انسان بے چینی و اضطرابیں بار بار کھڑا ہوتا ہے۔

ماکان لھم۔ مالھم نہیں فرمایا اس میں یہ نکتہ ہے کہ انسان کسی مصیبت کے وقت کام آنے والے دوست پہلے ہی پیدا کر لیتا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے قیامت کے دن مدد کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔ ہاں جو نبیوں کے تبع ہیں وہ ضرور شفاعت سے بہرہ یاب ہونگے اس لئے کہ اونہوں نے خدا کے برگزیدہ لوگوں سے قبل از مصیبت تعلق پیدا کیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رض کو کہا۔ المرء مع من یحب۔ انسان کو اپنی نجات کے لئے جو کچھ کرنا ہو۔ یہیں دنیا میں کر لے۔ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے ایک بزرگ نے ایک شخص کو بعد از وفات کشف میں دیکھا۔ نجات کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ ایک روز قلم کے سر پر مکھی بیٹھی تھی۔ میں اس کی سیرابی کے خیال سے اس وقت تک لکھنے سے باز رہا۔ جب تک کہ وہ از خود نہ اُڑ گئی۔ یہ عمل میرا مقبول ہُوا۔

من نکیر۔ انکار کی گنجائش۔

حفیظًا۔ جس کی نگرانی میں کام بگڑے۔ اُسی سے باز پرس ہوتی ہے۔ فرمایا تمہاری حیثیت نہیں کہ ان کی شرارتوں کے بارے میں تم سے پُوچھے جاؤ۔

ان علیك الا البلاغ۔ اِن جس کے بعد اِلّا ہو معنی "نہیں" ہوتا ہے۔

الانسان کفور۔ ایسا انسان دو طرفہ غلط راہ پر چلتا ہے۔ سُکھ ہو تو سمجھتا ہے۔ اب دُکھ کبھی نہیں آئیگا۔ دُکھ ہو تو یہ یقین کرلیتا ہے کہ اب کبھی سُکھ نہیں آئیگا۔

لِلّٰہ ملك السمٰوات والارض۔ بتایا کہ نہ انعام پر اکڑ بازی کرے نہ مصائب پر مایوس ہو کیونکہ سب کچھ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

یجعل من یشاء عقیمًا۔ اس ساری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت روحانیت کا زور ہوتا ہے۔ اور جہان سعید فطرتوں کو سچے الہام ہوتے ہیں وہاں کچھ پلید فطرتوں کو شیطانی الہام ہونے لگتے ہیں۔

جیسے کسی کو لڑکے۔ کسی کو لڑکیاں۔ کسی کو بانجھ بنا دیتا ہے اسی طرح الہام کا معاملہ ہے بعض لوگ اس قابل ہی نہیں ہوتے کہ ان پر الہام کا نزول ہو (چنانچہ اس وقت بنی اسرائیل اس فیض سے عقیم ہوگئے)

روحًا۔ وحی۔ قرآن کریم کو رُوح کہہ کر یہ سمجھایا کہ انسان دو قسم کے ہیں ایک جن پر رُوحانیت غالب ہو۔ دوم جن پر جسمانیت رُوح کا نزول اول الذکر پر ہوتا ہے

من امرنا۔ اگر قرآن مجید کو عالم امر سے مان لیا جاتا تو یہ بحثیں نہ ہوتیں۔ کہ قرآن مخلوق ہے یا نہیں۔

انك لتھدی۔ تو راہ بتاتا ہے صراط مستقیم کی طرف۔ اور قرآن مجید کو نور فرمایا

ختم علی قلب۔ کو لازمی کر دیا تھا۔ نہ کہ ان شاء سے مشروط۔

پس صحیح معنے یہ ہیں کہ اگر خدا اون کو (اس پاداش میں کہ جسے مفتری کہتے ہیں) سزا دینا چاہتا تو تیرے پر ختم کر دیتا اور تو رحم سے کام نہ لیتا اور ان کے لئے بددُعا نہ کر دیتا۔

اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ حضرت نوح ؑ نے دعا کی۔ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے دُعا کی۔ واشدد علیٰ قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں سب انبیاء سے زیادہ ستایا گیا ہوں۔ پس آپ بھی حق بجانب تھے اگر ایسی دعا کرتے لیکن بوجہ رحمۃٌ للعالمین ہونے کے آپ نے بددُعا نہیں کی۔ اگر کی۔ تو آپنے دُعا فرمائی۔ جو قبول ہوگئی کہ ان کے لئے بہتری کا موجب ہو جائے۔

ویمح اللہ الباطل۔ یعنے خدا کو ان کی ذات سے کاوش نہیں بلکہ باطل کو مٹائیگا

بکلمتہ۔ اپنی پیشگوئیوں کے ساتھ حق کو ثابت کرتا جاتا ہے۔

یقبل التوبہ۔ توبہ کہتے ہیں ایک طرف سے دوسری طرف رُخ کر لینے کو خدا کی معصیت جب کوئی بندہ کرتا ہے تو اس معصیت سے انسان کا رُخ شیطان کی طرف ہو جاتا ہے انسان کی توبہ کے یہ معنے ہوئے کہ شیطان سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بہیمیت سے ملکیت کی طرف۔

یہ یقبل التوبہ۔ یعفوا عن السیّات۔ تاخیر عذاب کی وجوہ میں سے ہے۔

یعلم ما تفعلون۔ یعنی تمہاری کرتوتوں کو خوب جانتا ہے۔ مگر اپنی صفت غفاری وستاری کی وجہ سے درگذر فرما دیتا ہے۔

لھم عذاب شدید۔ مومنوں کی ترقی میں بھی کافروں کو ایک عذاب شدید ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مومنوں کو یکدم خدا ترقی دیدے اور ہر طرح کی کشائشیں بخش دے۔ فرمایا۔ لو بسط اللہ الرزق الایتہ

ینزل الغیث۔ قرآن مجید میں جہاں بارش کا ذکر آئے وہاں ایک تو وحی کے نزول کو ثابت کرتا ہے۔ (چنانچہ پارہ اوّل میں اوکصیب من السّماء جیسے بارش میں ظلمات گرج۔ بجلی ہے۔ اسی طرح کلام الٰہی بعض کے لئے موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ اس میں وعید بھی اور روشن دلائل بھی ہیں) یعنی جو خدا جسمانی تربیت کے لئے بارش ہر موسم میں اُتارتا رہتا ہے۔ وہ روحانی تربیت کے لئے بھی اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔

دوم۔ قیامت کے ثبوت کے لئے بھی بارش کی مثال فرماتا ہے کہ جیسے بارش کے ذریعے سے کس قدر نباتات نکل آتی ہے اور ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح انسان پھر پیدا ہو سکتے ہیں۔

چونکہ ابتدا سورۃ میں نزول کتاب کا ذکر ہے اس لئے اس کے ثبوت میں فرمایا کہ ہمارا عام طریق ہے ایسے حالات میں ایک نبی کی بعثت کر دیتے ہیں اس میں یہی سمجھایا کہ بارش بھی ضرورت کے وقت ہوتی ہے اسی طرح مومنوں کو بسط رزق کریگا۔ مگر یکدم نہیں بلکہ ایسی حالت پیدا کر کے کہ ما قنطوا کی مصداق ہو چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ۔ پھر اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ... بارش میں تو کسی شخص کو کوئی نہیں۔ تو روحانی بارش دنبوت ... میں صرف

بنی اسرائیل ہی کی خصوصیت کیوں ہو۔

ومن ایتہ۔ ایک اور دلیل اس رحمت عامہ کے متعلق بیان فرماتا ہے (کہ وحی بنی اسرائیل سے خاص نہیں) وہ یہ کہ آسمان وزمین اس نے پیدا کئے ان تمام اشیاء میں سے ایک بھی ایسی نہیں۔ جو بنی اسرائیل سے خاص ہو پس وحی کیوں انہی سے خاص ہو۔

من دابۃ۔ چارپایوں سے اگر بنی اسرائیل فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو دوسری قومیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ یہی حال کلام الٰہی کا ہے۔

وھو علی جمعھم۔ یہ اسی قرآنی طرز کے مطابق فرمایا۔ جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ ایک لفظ کے اگر کئی معنے ہوں تو دوسرے معنوں کو بھی اگر مذہب سے کچھ تعلق ہو۔ تو اس کے مطابق بھی کچھ فرما دیتا ہے۔ چنانچہ بارش کے ذکر سے قیامت کی دلیل بھی لائی جاتی ہے اس لئے اخیر پر اس کا بیان بھی فرما دیا

مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ پچیسواں ۲۵۔ رکوع ۵۔ سورۃ الشوریٰ رکوع ۴)

یعفوا عن کثیرا۔ اس میں سمجھایا کہ تمہیں جو تکلیفیں پہنچتی رہتی ہیں یہ نہ سمجھو کہ سب گناہوں کا بدلہ ہو گیا۔ بلکہ خدا بہت سا حصّہ معاف فرما دیتا ہے۔

بمعجزین۔ اللہ سے بھاگ نہیں سکتے۔

من ولی ولا نصیر۔ کفّار کو اپنے جتھے پر بڑا گھمنڈ تھا اور یہ بھی کہ دوسری سلطنتیں ہمارے ممد ومعاون ہیں۔ فرمایا کہ یہ کچھ کام نہ دیں گے۔

ومن ایتہ۔ ما انتم بمعجزین کے ثبوت میں ایک ایسے موقعہ کا ذکر کرتا ہے جس میں سوائے خدا اور کوئی اون کا ناصر وولی نہیں ہوتا۔

الجوار۔ جمع ہے جاریۃ۔ (چلنے والی) کی۔ صفت جب کسی شے کی زیادہ بولی جاوے تو وہی موصوف کی جگہ بولی جاتی ہے۔ پس جاریۃ سے مراد کشتی ہے۔

کالاعلام۔ عَلَم کے دو معنے (۱) نشان (۲) پہاڑ۔ مفسّرین نے دوسرے معنے لئے ہیں۔ مگر دُور سے جہازوں کے مستول علم ہی کی طرح نظر آتے ہیں۔

یسکن الریح۔ پہلے زمانہ میں کشتیاں ہوا کے زور سے چلتی تھیں۔ اب بھی جو جہاز چلتے ہیں۔ سٹیم ہی کے ذریعہ سے چلتے ہیں۔ جو ایک قسم کی ہوا ہے۔

علی ظھرہ۔ پانی کی سطح پر۔

محیص۔ خلاصی۔ خلاصی کی جگہ اور وقت بھی معنی لے سکتے ہیں۔

بتایا کہ اس وقت صرف خدا کو اس لئے پکارتے ہیں کہ اور کوئی خلاصی کی صورت نظر نہیں آتی۔ آدمی کو چاہیئے کہ پھر اسی خدا پر بھروسہ کرے اور پھر اسی کی عبادت و اطاعت کرے جو ایسے مشکل وقت پر کام آتا ہے۔

الذین امنوا۔ پیچھے مصائب کا ذکر تھا اب آسائش دنیوی کا ذکر فرمایا اور سمجھایا۔ کہ کافروں کے لئے تو چند روزہ آسائش ہے۔ مگر مومنوں کو جو دیا جاتا ہے۔ وہ بہتر اور دیرپا ہے۔

الفواحش۔ جو چیز اپنی قباحت میں بڑھ جاوے۔ اور اس کی برائی کھلی ہے وہ ...

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پچیسواں ۲۵

(بقیہ رکوع نمبر ۷)

مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء سورۃ الزخرف

بقیہ رکوع نمبر ۱

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی طرح تم میں بھی آہستہ آہستہ روحانی زندگی آئے گی اور تم ایک زندہ قوم بن جاؤ گے۔
ما ترکبون ۔ انسان کے لئے ایک روحانی منزل بھی ہے ۔ پس جیسے دنیا میں بحری
بحری سواریاں ہیں ویسے ہی روحانی منزل تک پہونچانے کے لئے بھی ایسا سامان
ہونا ضروری ہے
سبحان الذی ۔ سمجھاتا ہے کہ روحانی رستہ اور سامان وصول پا کر تمہیں خدا کی
تسبیح و تقدیس بھی کرنی چاہیئے۔
من عبادہ جزءا ۔ جہان دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جو خود باقی رہتی ہیں مثلاً ستارے
سورج ۔ زمین ۔ دوم ۔ جو پہلے فنا ہو جاتی ہیں ۔ جیسے جانور ۔ پودے ۔ خود باقی
رہنے والیوں کے لئے کوئی تخم یا بچہ نہیں ہوتا اور فنا ہو جانے والیوں کے لئے
تخم یا انڈے ۔ اس حکمت پر نظر نہ رکھنے سے عادت ہو گیا کہ اولاد پہلی ہستی کے جانشین کا
نام ہے تاکہ وہی یا ویسا کام دینے جو وہ پہلی شئے دیتی رہی ۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ خدا
کے لئے بیٹا ہے یا نہیں ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا ہے وہ گویا خدا کو بقائے عالم سے
پہلے مرنے والا مانتے ہیں۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۸)

(سورۃ الزخرف رکوع ۲)

پہلے تو یہ بتایا کہ خدا کے لئے اولاد قرار دینا بہت بڑی بات ہے ۔ اب سمجھایا کہ پھر اولاد
میں سے بیٹیاں ۔ گویا اپنی ذات سے بھی خدا کی شان کو گراتا ہے۔
وھو کظیم ۔ دوسری جگہ پر فرمایا ۔ یمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب
ینشؤا ۔ نشو و نما دی جاتی ہے۔
فی الخصام غیر مبین ۔ اس میں سمجھایا کہ خدا کے کمالات ذاتی ہیں اور مخلوق
دوسرے سے حاصل کرتی ہے ۔ عورتوں کا کھل کر بول نہ سکنا ثابت کرتا ہے کہ وہ
اپنے کمالات کے حصول میں غیر کی محتاج ہیں۔
اشھدوا خلقھم ۔ اس میں یہ مسئلہ بتایا کہ عقائد کی بنا کس چیز پر ہوتی ہے ۔
لو شاء الرحمن ما عبدناھم ۔ گندے لوگ اپنے گندوں کے جواز کے واسطے کچھ نہ
کچھ ڈھکوسلے بنا لیتے ہیں ۔ اس کا جواب دیا۔
ما لھم بذلک من علم ۔ عقائد کی بنا الٰہی حکم پر ہے اور وہ عملی زندگی کے لئے
بطور روح کے ہوتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کیسی چال رہے ہیں کیا کسی کتاب میں
ہم نے شرک کا حکم دیا ہے ۔ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ جو کام ہم کر رہے ہیں وہ خدا کی مرضی
سے ہے اور جائز ہے ۔ تو پھر خود شرک کو اس دلیل سے جائز قرار دینے والے بعض
باتوں میں چیخ اٹھیں گے ۔ جب ان کو کوئی مالی یا عرضی یا جانی نقصان پہونچا۔
بل ۔ فرماتا ہے کہ شرک کرنے کی وجہ لو شاء الرحمن نہیں ہے ۔ بلکہ انا وجدنا ہے۔
امۃ ۔ دین ۔ قرآن کریم میں آیا ہے ۔ ان ابراھیم کان امۃ۔
اب تک مفسرین نے یہی سمجھ رکھا تھا کہ امت کے معنے صرف گروہ کے ہیں ان کو بہت دقت
پیش آئی ہے ۔ لیکن امت نیکی سکھانے والے کو بھی کہتے ہیں اور یہاں یہی معنے ہیں جیسے
کنتم خیر امۃ میں بھی یہی معنے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔
انا وجدنا آباءنا ۔ تقلید جامد سے خدا کی پناہ ایسے مقلدین کو بہت کم ہدایت نصیب
ہوتی ہے۔
بما ارسلتم بہ ۔ مامور من اللہ کے انکار کی یہ سزا ہے ۔ کہ انسان تمام حق باتوں کا منکر ہو
جاتا ہے۔
کیف کان عاقبۃ المکذبین ۔ سمجھایا کہ مکہ والو تم سے بھی یہی ہو گا۔

۷ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۹)

(سورۃ الزخرف رکوع ۲)

پروردگار مشرکین عرب کو حضرت ابراہیم ان کے جد امجد کے حالات سے نادم کرتا ہے
پھر حق ماننے سے قوم مانع ہوتی ہے ۔ فرمایا دیکھو وہ کس طرح الگ ہو گئے ۔ حتیٰ کہ اپنے باپ
دادا کے مذہب کو بھی چھوڑ دیا۔
اذ ۔ اذ کے ساتھ اذکر مقدر ہے۔
لابیہ ۔ قال کے بعد جو ل آیا کرتا ہے وہ خطاب کے واسطے ہوتا ہے۔
متعت ۔ یہ انکار حق کی وجہ بتلائی کہ ان کو دنیاوی آسائش حاصل تھی ۔ اکثر اسی وجہ سے
انسان حق سے اعراض کرتا ہے اور اپنے ناصح مشفق کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے پھر اسی آسائش
سے وہ اس دھوکہ میں آتا ہے کہ کامیابی کی یہی ایک راہ ہے چنانچہ پیچھے ان کا قول نقل
ہو چکا ہے ۔ وانا علی آثارھم مھتدون۔
سحر ۔ بعض اوقات کوئی بات بہت صاف ہوتی ہے ۔ مگر تعیین میں بہت سے جھگڑے
پڑ جاتے ہیں ۔ مثلاً جن کا لفظ ہے ۔ اب اگر اس سے پوشیدہ مخلوق مراد لیں ۔ تو کوئی بحث
نہیں لیکن اسی میں سے ایک فرد کی تعیین کر دیں ۔ تو پھر بہت جھگڑا اٹھے گا ۔ اسی طرح

نبی کی زندگی اور ان کے پاک حالات بتاتے ہین کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے ہے ۔ پھر خدا کی کتاب اس راہ پر چلاتی ہے ۔ جس پر چل کر انسان خدا کی طرف پہونچ جاوے۔

یہان سُورہ الشّوریٰ کی نوٹ ختم ہوئے

آغاز سُورہ الزخرف

(رکوع ۱)

(پارہ ۲۵ ۔ رکوع ۷)

موّرخہ ۴ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

حٰمٓ ۔ حمید وحفیظ ۔ منزل کتاب ۔

وَ ۔ قسمیہ

المبین ۔ ابانت کے معنے ظاہر کر دینے اور جُدا کر دینے کے بھی ہوتے ہین ۔ قسم ہے اس کتاب کی جس کے دو اثر ہین ایک یہ کہ ہر ایک امر جو خدا تک پہونچانے کے لئے مفید ہو یا اس راہ مین حائل ۔ اس کو کھول کر بتا دیتی ہے ۔ دوم ۔ یہ کہ یہ کتاب اس قدر اپنے اتباع پر اثر کرتی ہے کہ وہ خدا کے لئے اپنے متعلقین ۔ اقربار ۔ دنیاوی تعلقات ۔ دلی خواہشات سے جُدا ہو سکتے ہین ۔

قسم ۔ دلیل کے لئے ہے پس آگے جو دعوے آتا ہے یہ اس کی دلیل ہوگی

لعلکم ۔ تاکہ تم ۔

قرآناً ۔ جو کثرت سے پڑھا جاوے ۔ (۲) دوسری قومون کو جمع کرنے والا ۔

عربیّاً ۔ جو اس کتاب کے متبع ہون ان مین حمیّت اور اپنی قومی پاسداری اور وحدت شدت سے پائی جائے گی ۔ صلح حدیبیہ کے وقت قریش عرب کی طرف سے آیا اس نے بھی تسلیم کر لیا کہ یہ بات صحابہ کرام رضہ مین خصوصیت سے پائی جاتی ہے ۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ باوجود مختلف الخیال و مختلف الملک و مختلف المذاق لوگ بھائی بھائی بنے بیٹھے ہین ۔ نبی کریم کا تھوک تک نیچے نہیں گرنے دیتے اور بیٹھتے یوں ہین کہ گویا ان کے سرون پر پرندے ہین ۔

فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ ۔ جس طرح حکام کے دفتر ہوتے ہین اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علم کو دو دفترون سے تعبیر کیا گیا ہے (کما یلیق بشانہ) ایک ام الکتاب و امام دوم کتاب المحو والاثبات ۔ پہلی مین تقادیر مبرمہ دوسری مین تقادیر معلّقہ کا اندراج ہے ۔

لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ۔ لَ ۔ قسم پر دلالت کرتا ہے ۔ وہ اللہ بلند اور باحکمت و مضبوط ہے پس لوگ اس کو نہ ذلیل کر سکتے ہین نہ مٹا سکتے ہین نہ بدلا سکتے ہین ۔ پس اس کے متبعین تو بلند مرتبہ و حکیم ہون گے ۔ اور مخالف اس کے خلاف ۔

افنضرب ۔ اَ وَ ۔ یا اَفَ کے درمیان ایک جملہ محذوف ہوتا ہے ۔ کیونکہ آ برائے استفہام ۔ اور وَ یا فَ برائے عطف ۔ اس کے معنے ہین کیا تم کو چھوڑ دین ۔ پھر پھیر دین تم سے ہم ذکر کو ۔ یعنی تمہارا ذکر ہم بالکل چھوڑ دین ۔ کیا ہم تمہین مہلت دے دیں ۔ اور درگذر کی وجہ سے تمہارا ذکر تک بھی نہ کرین ؟ ۔ اس کی وجہ یہ ہو کہ تم مسرف ہو (حالانکہ اسراف موجب عذاب ہے) (ایسا نہین ہو سکتا) اسراف حد سے تجاوز کرنا ۔ اب اس عذاب کی مثال دیتا ہے ۔

اشدّ منہم ۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ ہم بڑے جتھے والے اور طاقتور ہین وہ تو کمزور تھے اس لئے ہلاک ہو گئے ۔ فرمایا وہ تم سے بھی بڑھ کر تھے ۔

بطشاً ۔ پکڑ ۔ قوت ۔

مثل الاوّلین ۔ بتایا کہ ان کے حالات گمنامی مین نہین بلکہ ان کے قصّے ضرب المثل ہین ۔ ملک مین جاری ساری ہین ان کی مثالین اور حالات " اور اہل عرب ان کے حالات خوب جانتے تھے ۔ اور ہلاک شدہ قومین ان کے رستے مین پڑتی تھین ۔ مگر یہ لوگ نبوّت کی باتون سے ناواقف ہو چلے تھے بلکہ منکر بن گئے تھے ۔ (اس وقت کے مُسلمان بھی منہاج نبوّت سے بالکل کورے ہین ۔ جبھی تو مسیح موعود کا انکار کیا) خداوند کریم ان کو آسان طریقے سے مسئلہ نبوۃ سمجھاتا ہے ۔

جعل لکم الارض ۔ جس نے جسمانی زندگی کے لئے تمام سامان مُہیّا کئے کیا رُوحانی زندگی کے واسطے کوئی رہبر نہ دیتا ۔

مھداً ۔ چھوٹے بچے کے لئے جو بستر ہو اُسے مہد کہتے ہین بتایا کہ جب بچے کے لئے مہد کی ضرورت ہے ۔ تو کیا انسان مین جو روحانیت ہے اس کی پرورش کے لئے کوئی انتظام نہ کیا جاوے ۔

سبلاً ۔ جب زمین میں باوجود آنکھون کی موجودگی کے رستون کی اور پھر رستہ بتانے والے کی ضرورت ہے تو اس دنیا کے لئے جو دار الورا ہے کوئی رستہ کوئی رہبر نہ ہو ایسا ہرگز نہین ہو سکتا ۔

لعلکم تھتدون ۔ جبھی تو عارفین کی زبان سے کہلوایا ۔ کہ ربنا ماخلقت ھذا باطلاً خدا نے اتنا بڑا کارخانہ صرف جسمانی فوائد کے لئے نہین بنایا ۔ جو نہین فنا ہو جاویگا ۔ پس یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس فعلی کتاب کو پڑھ کر تم اللہ کی ذات وصفات کا علم حاصل کرو ۔

بقدرٍ ۔ ایک انداز کے ساتھ ۔ بہ ضرورت ۔

فانشرنا بہ ۔ کھیتی کا پانی سے اُگنا قیامت کے قیام کی امکانی دلیل ہے ۔ اور فعلی دلیل بھی ہے ۔ کیونکہ نباتات کے لئے بھی ترقی کی راہ کھلی ہے ۔ دانہ کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ فنا ہو گیا مگر وہ اپنے نوع کے رنگ مین پھر نظرون کے سامنے آتا ہے بلکہ اس سے اعلیٰ رنگ مین بھی ظاہر ہوتا ہے یعنے انسان کی غذا بن کر اس کے وجود کا حصّہ ہو جاتا ہے ۔ اس سے تناسخ ثابت نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ گیہون کے دانے مین انسان کی رُوح نہین آتی بلکہ رفتہ رفتہ ترقی کی ہے ۔ ڈارون کی تھیوری بھی ثابت نہین ہوئی ۔ کیونکہ دانہ پہلے بندر نہین بنا ۔ بلکہ وہ تو انسانی صورت مین آیا ۔

کذالک تخرجون ۔ قرآن مجید مین دوسرے مقام پر آیا ہے ۔ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للنّاس ۔ اسی طور پر یہان یہ فرمایا گیا ہے ۔ کہ جیسے دانہ آخر انسان بنا ہے

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

راہ پر نہ چلنے والے ہمیشہ تباہ ہی ہوتے ہین۔

هي اكبر من اختها - بڑھ چڑھ کر نشانات دکھائے۔ دوسرے مقام پر نو نشانون کا ذکر ہے

ينكثون - وعدہ انا لمهتدون کا توڑتے ہیں بنی اسرائیل کو حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ بھیجدینے کا۔

أيه الساحر - باوجود اس کے کہ وہ لوگ اس وقت دُعا کی درخواست کر رہے ہین ایسے شریر تھے۔ کہ ساحر کہنے سے باز نہ آتے تھے۔ حضرت موسے اپنے شریفانہ برتاؤ سے پھر بھی درگذر فرماتے اور دُعا کر دیتے۔

اليس لي ملك مصر - مفسرین یہان بہت گھبرائے ہین کہ دعوے تو خدائی کا اور دلیل یہ دی۔ کہ اليس لي ملك مصر۔ یہ کیا بات ہے۔ پھر اس کی توجیہ کی ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان کا خدا سمجھنا ایک مستبعد سی بات ہے۔ مگر بعض اصول ایسے کمزور اور گندے ہین کہ ان کی بنار پر ماننا پڑتا ہے۔ مثلاً اوتار کے متعلق یہ سمجھنا کہ خدا کسی انسان کے اندر حلول کر جاتا ہے اور اسے سلطنت بھی دیجاتی ہے۔ چون کہ مصر والے بھی اسی قسم کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس لئے ان کے لئے یہ سلطنت بمنزلہ دلیل الوہیت ہے۔ میرے نزدیک فرعون کو اپنی الوہیت کا دعوے ثابت کرنا مقصود نہین۔ کیوں کہ الم نربك فينا وليدا سے ظاہر ہے۔ کہ رب کا لفظ وہ پرورش کرنے والے پر بولتے تھے اور اسی بنار پر وہ انا ربكم الاعلى کہتا تھا۔

یہاں جو اليس لي ملك مصر کہا تو اس لئے کہ موسے سے اپنے تیئن بڑا آدمی ثابت کرے چنانچہ آگے کہتا ہے۔ ام انا خير

اسورة من ذهب - سونے کے کڑے امارت و ریاست کی نشانی سمجھی جاتی ہے اب بھی بعض ریاستوں مین اس کا نشان پایا جاتا ہے۔

وجاء معه الملئكة - بعض بحثین لفظی ہوتی ہین یا تعیین حقیقت مین فرق ہوتا ہے نفس ملائکہ سے کوئی منکر نہین۔ دیکھو مسلمان اگر ملائکہ مانتے ہین۔ تو ہندو دیوتے و دیویان

فاستخف - بے وقوفی کی طرف لے جانا چاہا۔ ذلیل کیا۔

فاسقين - خدا کے حکم سے نکلنے والے۔ حکم عدولی سے نیکی کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔

فلما اسفونا انتقمنا منهم - لغت میں یہ الفاظ چون کہ انسانی حالات کے اعتبار سے معنے کرتے ہین اس لئے جب خدا کے لئے یہ الفاظ بولے جاتے ہین تو دھوکہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے ایسی حالت بنائی۔ جو موجب اسف ہو۔ تو جو نتیجہ غضب تھا۔ وہ ان پر وارد ہو گیا۔

مثلاً - مثل (۱) حالت (۲) ایسی حالت جو دوسرے امر کو واضح کر دے یعنی ایسا بنا دیا کہ ان کے حالات سے یہ بات کھل سکے۔ کہ خدا کا مقابلہ کرنے والے کامیاب نہین ہوتے۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۲)

(سورۃ الزخرف رکوع ۶)

ضرب ابن مريم مثلا - جب بیان کی گئی۔ ابن مریم کی تمثیل۔

ما ضربوه - نہیں بیان کیا اس مثال کو۔

مفسرین تو اس کی یہ وجہ لکھتے ہین کہ جب قرآن مجید مین ذکر آیا۔ انكم وما تعبدون حصب جهنم ۔ تو اس کے مشرکین نے یہ معنے کئے۔ کہ جس قدر معبود غیر اللہ ہین۔ وہ جہنم مین ڈالے جاوین گے۔ اس طرح پر وہ گویا مسیح کو بھی ساتھ ملاتے تھے۔ جو عیسائیوں کا معبود ہے۔ اس بنار پر یہ جواب دیا گیا۔ کہ ان هو الا عبد انعمنا عليه۔

حالانکہ اس طرح پر ان کا سوال حل نہین ہوتا۔ اوّل تو ما تعبدون کا ذکر بھی اس سورۃ مین نہین۔ ماقبل و مابعد کی مناسبت سے میرے نزدیک یہ بات ہے۔ کہ یہان مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ اور دوبارہ آنے سے یہ مراد ہے کہ مثیل مسیح آوے۔ یعنی اس کی خو بو پر۔ پہلے خدا کے حلول کا ذکر تھا۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ تم خود حلول کے قائل ہو۔ جیسا کہ کہتے ہو۔ کہ مسیح پھر کسی مین حلول کر کے آئے گا۔ بس ہمارے معبود اچھے ہوئے۔ کہ ان مین خدا کا حلول ہے اور تمہارے ماننے میں ایک انسان کا۔ پروردگار ان کی غلطی جتاتا ہے۔ کہ بروز کے یہ معنے نہین کہ پہلے کی رُوح دوسرے مین حلول کرے بلکہ ان هو عبد۔ وہ ایک بندہ ہو گا۔ جس پر ویسے ہی انعام ہون گے جیسے پہلے ایک پر ہو چکے۔

انسان کے مثیل کیا۔ فرشتون کے مثیل بھی بنانے پر قادر ہین۔ یعنے ہم مین ایسے لوگ پیدا ہون۔ جو فرشتون کے صفات پر متصف ہو۔ صحیح معنے۔ جب بیان کیا گیا ابن مریم تمثیل کے طور پر۔ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم۔ اس پر تیری قوم تالیان بجاتی ہے۔ کہ حلول کا مسئلہ جس پر مسلمان ہنستے تھے۔ اس کے قائل ہو گئے۔ اور کہتے ہین کہ ہمارے معبود اچھے ہوئے۔ کیون کہ وہ خدا کے اوتار ہیں اور تمہارے نبی کسی انسان کے فرمایا۔ نہین وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا اس پر۔ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا۔ مثیل مسیح کے وجود سے یہ امر واضح ہو گا۔ کہ نہ تو مسیح ناصری ملعون ہوا۔ اور نہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ بلکہ ایسا ہی تھا جیسا یہ۔

انه لعلم للساعة - اس کے یہ معنے بھی اگر کئے جاوین کہ وہ مسیح علامت ہے قیامت کے لئے تو بھی نزول کہاں سے ثابت ہو گا۔ اور پھر بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مسیح کی بے باپ ولادت دلیل قیامت ہے۔ ہزارہا سال بعد ہونے والی بات دلیل کس طرح بن سکتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو اس کے معنے آسان ہیں۔ کہ وہ مثیل مسیح ساعت کا علم ہے۔

۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ بقیہ رکوع ۱۲)

(سورۃ الزخرف بقیہ رکوع ۶)

ولما جاء عيسى - قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی کے بھیجنے مین دو غرضین مد نظر ہوتی ہین۔ ایک تو یہ کہ جو نئی باتین دین مین پیدا ہو گئی ہون ان کو مٹادے اور ان کی بجائے محکم باتین (حکمت) قائم کرے۔

دوم - جو اختلاف پڑا ہوا ہو۔ اس مین فیصلہ کر کے حق بتادے۔ چنانچہ یہی دو غرضین حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے۔

واطيعون - دوسرے مقام پر الا ليطاع باذن الله فرمایا ہے رسولوں کے بھیجنے کا

سحر کا لفظ ہے اس کے صحیح معنے ہیں۔ مادق ولطف ماخذہ۔ کام کے نفس وقوع میں تو کوئی شک نہیں۔ مگر اس کا سبب ہم سے مخفی ہو۔ جب اس کی تعیین منتر جنتر وغیرہ سے کی گئی۔ تو پھر فساد پڑ گیا اور قرآن مجید پر بھی اعتراض ہونے لگے۔

کفار جب دیکھتے ہیں کہ انبیاء باوجود غربت وجتھا کی کمزوری اور مخالفت شدیدہ کے مظفر ومنصور ہوتے ہیں تو وہ اس کا سبب نہ جاننے کی وجہ سے اس کا نام "سحر" رکھتے ہیں۔

علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ یہ اسی متعت ہو آر کی تفصیل ہے کہ آسائش سے کس قدر خیال بگڑتے ہیں کہ اب نبوت بھی ایسے ہی لوگوں کا حق سمجھتے ہیں۔

عظیم۔ رجل کی صفت ہے۔ یہ خیال ان کا اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر کسی عظیم الشان پر نزول وحی ہوتا تو اس کی وجاہت کی وجہ سے بہت سے لوگ مان لیتے۔ دوم۔ ضروریات سلسلہ کا خود ہی کفیل ہوتا۔ اس کا جواب سناتا ہے۔

سخریا۔ کبیر الحکوم۔ تمسخر کے معنے نہیں۔ سمجھایا۔ کہ پہلا سوال تو یہ ہے کہ جن کو وجاہت و دولت دی گئی۔ ان میں کیا خصوصیت تھی۔ جب یہ محض فضل خدا ہے تو نبوت بھی فضل ہی سمجھو۔ جیسا کہ دولت کا دینا تمہارے کسی اصول کے ماتحت نہیں ہو سکتا۔

یہ رفع درجات دنیا کے تمدن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی حاکم ہو کوئی محکوم اور ایک دوسرے کے کام آسکے۔ پھر ہر ایک کی ضرورت اشد ہے۔ ایک بھنگی بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے سوسائٹی کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک دولتمند امیر۔ یہ معنے نہیں کہ بڑے چھوٹوں سے کام لیں بلکہ یہ بھی کہ چھوٹے بڑوں سے کام نکالیں مخدوم بھی ایک حیثیت سے خادم ہے۔ اور خادم مخدوم۔

ولولا ان یکون۔ اس بات کا بیان فرماتا ہے۔ کہ نبوت و وحی کے مقابلہ میں اس دنیا کی دولت وساز وسامان کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر قدر ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ وہ دنیا مراد ہے۔ جو اللہ سے غافل کرنے والی ہے۔ اگر دنیا کو انسان وصول الی اللہ کی سواری بنا لے تو پھر انعام الٰہی ہے۔

ومعارج۔ جن کا عطف ہے۔ اس لئے من ۔ فضتیکی قید۔ معارج۔ ابواب سرر کے ساتھ بھی ہے۔

زخرفاً۔ زخرف کے معنے سونے کے بھی ہیں اور زینت کے اسباب کے بھی ہیں یہاں دوسرے معنے صحیح ہیں۔

۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۱۰۔ سورہ زخرف رکوع ۴)

ذکر الرحمٰن۔ ذکر دو قسم کا ہے اور قرآن مجید میں دونوں معنے مراد لئے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ۔ تسبیح۔ ذکر اللہ ہی ہے۔ پھر وہ دعائیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھنے بیٹھنے جاگنے۔ کھانا کھانے۔ پاخانے جانے کے لئے مروی ہیں۔ مگر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اپنی ہر حرکت ہر سکون۔ ہر قول وفعل کو خدا تعالیٰ کے حکم کی ماتحت رکھنا اور تمام شب اوقات میں اللہ کو یاد رکھنا۔

[illegible] لوگ فرشتوں کے قائل ہیں۔ وہ شیطانوں کو بھی مانتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حقیقت قریب قریب ہے۔

ہر ایک چیز از قسم جمادات ہو یا نباتات یا حیوانات بہ اعتبار اپنی حقیقت رابطہ کے خدا سے ایک تعلق رکھتی ہے اور اس کے حکم کی ماتحت کام کرتی ہے۔ جس طرح فرشتوں کا نیک اجسام سے تعلق ہے۔ اسی طرح جنوں کا تعلق بعض اجسام سے ہے اور یہ بمنزلہ ان کی روح کے ہیں۔ چنانچہ حکم ہے۔ کہ ہڈی سے استنجا نہ کرو۔ کیونکہ یہ جنوں کی غذا ہے۔ اب بظاہر تو ہڈی کو کتے وغیرہ ہی کھاتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ان بُرے جانوروں اور کیڑوں سے ان جنوں کو ایک تعلق ہے۔ اسی واسطے دعا سکھائی۔ اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث۔

فلما جن علیہ اللیل۔ سے جن کے لفظ کے معنے کھلے ہیں۔ پوشیدہ اجرام کا نام ہے اور طاعون وہیضے کے کیڑے بھی گندگی ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں نورانیت وطاعت ہے اور جنوں وشیطانوں میں ظلمانیت اور تمرد ہے۔

جن۔ شیطان واقع میں ہیں اور پھر ان کے مظاہر بھی ضرور ہیں۔ جن کے ذریعہ ان کی کارروائیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ جب انسان ذکر الرحمٰن سے جی چراتا ہے۔ تو پھر بدوں سے اس کا تعلق بڑھتا ہے۔ کیونکہ بدی کو خود ہی اس نے پسند کیا۔

ولن ینفعکم۔ مفسرین نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ نفع نہ دیگا تمہیں یہ جان لینا اس وقت کہ یہ بئس القرین ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ نفع نہ دے گا تمہیں۔ دونوں کا عذاب میں شریک ہونا۔ نفع تو یہ ہے۔ کہ تم بچ جاتے اور وہ متبوع شیاطین عذاب میں گرفتار ہوتے۔ مگر یہاں تو بکل ضعف کا فتوے ہے۔

فاما نذھبن بک۔ مفسرین نے یہ معنے کئے ہیں یا ہم تم کو وفات دیدینگے۔ مگر میرے نزدیک یہ معنے پسند ہیں۔ کہ ہم تجھے لے جائیں گے مکہ سے۔ چنانچہ پہلے یہ فرما چکا ہے کہ ان مشرکین عرب پر عذاب اس وقت آئے گا کہ آپ (اے نبیؐ) انہیں نہ ہوں گے۔ اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے۔ کہ یہ سورۃ مکی ہے۔

لذکر لک۔ یہ ذکر ہے تیرے لئے۔ یعنی جس طرح کتاب الٰہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم معزز ومکرم ہوئے۔ اسی طرح آپ اور آپ کی قوم اگرچہ اس وقت معمولی ہیں مگر ایک وقت آتا ہے کہ یہ قوم تاریخی قوم بن جاوے گی اور تمہارا نام چار سوئے عالم میں پھیل جائیگا۔

وسوف تسئلون۔ آیندہ ایک زمانہ آتا ہے کہ لوگ تمہارے حالات پوچھیں گے۔ اور بڑے بڑے مسائل تمہارے چال چلن۔ طرز عمل۔ اقوال۔ افعال سے حل کئے جاوینگے۔

وسئل من ارسلنا۔ یعنے جس طرح اگلے رسولوں کے حالات سے اہم مسائل حل ہوئے ایسے ہی تمہارے حالات سے ہوں گے۔

۱۴۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۱)

(سورۂ زخرف رکوع ۵)

پچھے شرک کا ذکر تھا اب ایک بیان [illegible] سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی بادی ہوئی [illegible]

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پچیسواں ۲۵

رکوع نمبر ۱۴

آغاز سورۃ الدخان

رکوع نمبر ۱

۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

حٰمٓ - اپنی کتاب کا حافظ - اپنے رسول کا حافظ و حامی - منزل الکتاب۔

فی لیلۃٍ مبارکۃٍ - لیلۃ القدر جس کے معنے حضرت اقدس م نے یہ کئے ہیں - کہ جو زمانہ کسی مامور کے بھیجنے کے لئے مقرر ہوتا ہے اور جس میں جہالت کی ظلمت اور کسی نور کے پھیلانے والے کی ضرورت ہوتی ہے وہ لیلۃ القدر ہے اور یہ لیلۃ القدر قرآن ہے۔ مگر ساتھ ہی حضور مغفور نے فرما دیا کہ جو علماء ایک خاص رات کا نام رکھتے ہیں حقیقی معنے وہی ہیں۔

کہتے ہیں قرآن لوح محفوظ سے سماء دنیا پر یک دم نازل ہوا - پھر وہاں سے جبرئیل تھوڑا تھوڑا لایا - بعض کا قول ہے کہ اجمالی رنگ میں قلب نبوی پر اترا - پھر وقتاً فوقتاً تفصیلی طور پر نازل ہوتا رہا - تیسرا قول ہے (جو مجھے پسند ہے) سورتوں کو بھی کتاب کہا گیا ہے پس وحی جس رات میں شروع ہوئی وہ لیلہ مبارکہ ہے۔ اور لیلۃ القدر - بعض محققین کے نزدیک رمضان سے مختص نہیں بلکہ سال میں کوئی ایک رات ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس رات ذکر کیا کہ میں نے کیچڑ میں سجدہ کیا وہ اس سال کی بات ہے ہمیشہ کے لئے مقرر نہیں یہ مشکل بھی مفسرین کی تقلید سے ہے ورنہ وہی رات مبارک ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔

فیہا یفرق - جیسی نیکیوں کی تحریک فرشتوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے ایسے ہی خدا کے فیضان کی محرک ایک جماعت ہے - اس کا نام ملاء اعلیٰ ہے اور ان کا جس رات میں مشورہ ہوا اور یہ فیصلہ قرار پایا کہ خاتم الرسل کی بعثت اور خاتم الکتاب کا نزول چاہیئے وہ لیلۃ مبارکہ ہے۔

امراً من عندنا - اس میں سمجھا دیا کہ ملاء اعلیٰ محرک ہیں - اصل حکم اللہ تعالیٰ ہی کیطرف سے ہے۔

ھو السمیع العلیم - ان دعاؤں کو سننے والا ہے جو حق پرستوں کے دل سے بڑی تڑپ کے ساتھ زمانہ کی حالت دیکھ کر نکلتی ہیں - اور پھر ان مفاسد و فتن کا علم رکھنے والا ہے جو رسول کی بعثت کے متقاضی ہیں۔

رب السمٰوات والارض - جب جسمانی تربیت کا اس قدر اہتمام ہے تو روحانی تربیت بھی ضروری ہے۔

یحیی ویمیت - زمین مردہ ہوتی ہے - بارش سے زندہ ہوتی ہے اور ایک ہی بارش کافی نہیں اسی طرح ہمیشہ مختلف زمانوں میں وحی کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

رب اٰبائکم - یعنے جس طرح اس نے تمہارے باپ دادا کی جسمانی تربیت کے ساتھ روحانی تربیت بھی کی اور ان میں رسول بھیجے اسی طرح اب بھی شان ربوبیت کا تقاضا ہے کہ رسول مبعوث کرے۔

بدخان مبین - اس دخان سے بموجب قول محدثین وہ قحط شدید مراد ہے - جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پڑا - یہ بھی لکھا ہے کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھیگا۔

معلمٌ مجنون - چوں کہ نبی کو جس امر کے لئے مبعوث ہوا اسکی ایک دھت لگی رہتی ہے اس لئے یہ سطحی خیالات کے لوگ اپنی فرسودہ عقلوں سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مجنون ہے اور اس کی کوششوں پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوگا۔

امین - یعنے بنی اسرائیل کو ساتھ لے جا کر کوئی تمہیں دھوکہ دینا مقصود نہیں اور نہ یہ پیغام اپنی طرف سے بنا لیا۔

بسلطٰن مبین - کھلی کھلی حجت۔

واترک البحر رھواً - بحر کے خشک ہونے کی نسبت لوگوں کو بہت تعجب آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل حقیقت کے خلاف وہ ایک نقشہ ذہن میں جماتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب وہ پانی کے کنارے پر پہونچے - تو حکم الٰہی سے آندھی شروع ہوگئی اور سمندر کا پانی ایک طرف چڑھ گیا اور اوپر کی طرف سے پانی گھٹ گیا - حضرت موسیٰ گذر گئے - فرعون آیا تو آندھی بند تھی - پانی پھر پیچھے ہٹ رہا تھا اس لئے وہ غرق ہوگئے۔

خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی قسم کے ہوا کے چلنے سے مظفر و منصور ہوئے - چوں کہ آپ مثیل موسےٰ تھے اس لئے آپ کا واقعہ حضرت موسےٰ کے واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے۔

قوماً اٰخرین - اس سے مراد بنی اسرائیل نہیں ہیں کیوں کہ وہ تو فرعون کی ہلاکت کے بعد پھر مصر میں نہیں آئے۔

فما بکت علیہم - آسمان و زمین نہیں روئے یعنے ان کی تباہی کے بعد پھر کبھی ایسے اسباب (جو زمین و آسمان سے ہی پیدا ہوتے ہیں) نہیں پیدا ہوئے کہ وہ قومیں پھر عروج حاصل کرتیں۔

۲۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۵ - رکوع نمبر ۱۵

(سورۃ الدخان رکوع ۲)

فلسفہ ہے۔ یعنی رسول یہ سمجھانے کے لئے آتے ہیں کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جاوے اور جس کی اطاعت ہو صرف اسی لئے ہو۔ کہ خدا کا حکم ہے۔

فاعبدوہ۔ عبادت کا جہاں حکم ہے وہاں خدا تعالیٰ اپنی صفت ربوبیت کا ذکر کرتا ہے کیوں کہ یہی موجب فرضیت عبادت ہے۔ دیکھو جس کی اطاعت کرتے ہیں اس میں کچھ نہ کچھ شان الوہیت کا جلوہ ہوتا ہے۔ مثلاً۔ والد۔ اُستاد۔ بادشاہ۔

صراط مستقیم۔ بتادیا کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ اللہ کا تقوےٰ اور عبادت اور رسول کی اطاعت۔

فاختلف الاحزاب۔ اختلاف کبھی وعظوں سے یا انجمنوں کے قائم کرنے سے نہیں مٹتا بلکہ اس کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ ایک امام کے جھنڈے تلے ہوں اور اس کے موید من اللہ کی اطاعت کریں۔ جو خدا کی طرف سے آیا۔

لوگ ہمیں کہتے ہیں احمدیوں نے تفرقہ ڈالا۔ حالاں کہ انہوں نے وحدت قائم کی۔ کیوں کہ ان کی جماعت میں مقلد۔ غیر مقلد۔ نیچری سب جمع ہیں مگر یہ لوگ کوئی اتحاد نہیں رکھتے۔ کیوں کہ ایک ایک مسجد کے مُلّاں کا الگ الگ مذہب ہے۔ تحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتی۔

الاخلاء۔ خلیل کی جمع ہے۔ . .

۳۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۱۳)

(سُورۃ الزخرف۔ رکوع ۷)

یعباد۔ یاعبادی

لاخوف علیکم۔ دنیا میں بھی اولیاء اللہ۔ حزب اللہ۔ مفلحون کا یہی نشان فرمایا کہ وہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ ہوتے ہیں۔ آخرت کے لئے بھی یہی فرمایا۔

الذین اٰمنوا۔ اس قیامت کی گھڑی میں جن کو خدا یعباد کے معزز خطاب سے مخاطب فرمائیگا ان کے اوصاف یہ ہیں۔

باٰیتنا۔ وہ نشان جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کلام اللہ کی صداقت کے واسطے ظاہر ہوں۔ دوم۔ کلام الٰہی کے ٹکڑوں کو بھی کہتے ہیں یہاں دونو معنے ہیں۔

وکانوا مسلمین۔ فرمان بردار۔ لفظ مومن ومسلم میں بہت بحث ہے۔ ایمان میں اعتقادی اُمور کا زیادہ تعلق ہے اور اسلام میں۔ ان معتقدات کے مطابق عملدرآمد۔ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں اس کی تشریح ہے جس سے ثابت ہے کہ ایمان واسلام ایک چیز نہیں۔

ازواجکم۔ تمہارے جوڑے۔ خاص بی بی ہی مراد نہیں۔

اکواب۔ کوب کی جمع۔ گلاس (۲) اس لوٹے کو بھی کہتے ہیں جس کا ہینڈل نہ ہو۔

خالدون۔ خوشی کے مقام پر اس حالت سے نکلنے کا دغدغہ بھی روح فرسا ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا وہاں یہ بات نہ ہوگی۔

اورثتموھا۔ ورثہ کا لفظ صرف ترکہ میت کو لینے پر نہیں بولا جاتا۔ بلکہ کوئی چیز جو کسی اور کے لئے ہو۔ اس سے لیکر پہلے کو دیئے کا نام بھی ہے۔ گویا جسے جنت ملیگا اسے

دکھایا جائیگا۔ اگر یہ اعمال نہ کرتے۔ فضل الٰہی نہ ہوتا۔ تو پھر اس کی بجائے یہ جگہ تھی۔

بما کنتم تعملون۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ اعمال کا نتیجہ لازمی جنت ہے۔ بلکہ وہ اعمال جاذب فضل الٰہی ہیں اور نجات فضل سے ہے۔ چوں کہ خدا کے حکم سے اپنی خواہش کو چھوڑا۔ اور تکلیف اٹھائی۔ اس لئے اس پر خدا تعالیٰ راضی ہوا۔ اور انعام میں جنت ملا۔

فاکھۃ۔ مزہ بدلانے کے لئے مزیدار چیز ہے۔

یملٰک۔ عام طور پر مفسرین نے یہی لکھا ہے۔ کہ مالک افسر جہنم فرشتے کا نام ہے۔

مبرمون۔ ابرام کہتے ہیں رسہ بٹنے کو۔ یعنی پختہ فیصلہ کر لینے والے۔ آخر۔ منقطع سمجھ لیا بلکہ۔ انہوں نے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔ تو ہماری طرف سے بھی ان کی ہلاکت وتباہی آئی ہے۔

ام یحسبون انا لانسمع۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ بات وہ کہتے بھی ہوں بلکہ ان کی عملی حالت اس بات پر گواہ ہے۔

فانا اول العٰبدین۔ مفسرین نے کہا ہے کہ یہ علی سبیل الفرض ہے۔ یعنی اگر کوئی بیٹا ہوتا۔ تو میں اس کی عبادت سب سے پہلے کرنے والا ہوتا۔ عیسائیوں کو سمجھایا۔ اوّل نمبر کا عابد میں ہوں پس اگر کوئی بیٹا ہوتا۔ تو میں ہی اس کی عبادت کرتا۔

اٰلہ۔ (۱) معبود۔ (۲) متصرف۔ اس جگہ دوسرے معنے مراد ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹا ہونے کی تردید فرمائی۔ کیونکہ بیٹے سے جو اغراض مطلوب ہیں وہ تو خدا کو پہلے ہی سے حاصل ہیں۔

وعندہ علم الساعۃ۔ خود مسیح کا انجیل میں اقرار ہے کہ مجھے اس گھڑی کا علم نہیں بتایا گیا۔ گویا یہ بھی اس کی الوہیت کا رد ہے۔

لطیفہ۔ مسیح کو علم الساعۃ فرمایا۔ یہاں عندہ کہا جس سے ظاہر ہے کہ وہ مر گیا جیسے شہداء خدا کے پاس ہیں۔

لطیفہ ثانی۔ الیہ ترجعون۔ یہ اُمید نہ لگاؤ کہ وہ (مسیح) تمہارے پاس آئیگا بلکہ تم بھی اسی کے حضور لوٹائے جاؤ گے جس کے پاس وہ ہے۔

الا من شھد بالحق۔ شفاعت کا مالک وہ ہے جو حق کی شہادت دے رہا ہے۔

وھم یعلمون۔ یعنے یہ لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ وہ جناب رسالتمآب علیہ السلام ہیں۔

وقیلہ۔ مفسرین واو قسم کی بناتے ہیں۔ اور بعضے یہ کرتے ہیں کہ قسم ہے رسول کے اس قول کی کہ یارب

لیکن میرے نزدیک یہ بات نہیں کیونکہ حرف قسم کے بعد وہ جملہ نہیں جس پر قسم کھائی جاوے۔

اس سورۃ میں ان لوگوں کے ہلاکت کے اسباب بتائے ہیں پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ اسباب موجب ہلاکت بجائے خود ہیں۔ اور پھر یہ وجہ بھی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دُعا کرتے ہیں۔ اور تمہاری شوخیوں اور گستاخیوں کی فریاد میرے حضور کر رہے ہیں۔

یہاں سُورۃ الزخرف کے نوٹ ختم ہوئے

ی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ یہاں علاوہ اس کے ما فیہا کی طرف۔ آگے اسکی
ح بھی زیادتی اور یہ سب ثبوت ہے۔ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم کا
ریہ ہے۔ کہ جیسے جسمانی سلسلہ کے لئے یہ انتظام ہے ایسے ہی روحانی سلسلہ کے
ضرور ہونا چاہیئے۔

نکتہ۔ یہ قرآن مجید میں خاص طور سے بات ہے۔ کہ پارہ کے آخری ربع مین
ات کا ذکر آئیگا۔ جس سے آنے والا پارہ شروع ہونا ہوتا ہے۔ اسی طرح جس بات
رۃ کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے بیان مین دوسری سورۃ شروع ہوتی ہے۔
زمین مین ایک مادہ انفعالی ہے۔ وہ آسمان سے متاثر ہوتی ہے۔ پھر اس سے
کچھ نکلتا ہے۔ اسی طور پر انسان کے اندر قوے ہین۔ مگر ان قوے کا ظہور
نی بارش یعنے وحی آلہی پر موقوف ہے۔
جانورون کا پھیلاؤ جوڑ سے ہے۔ اسی طرح جب تک نبوت کے ذریعے انسان
دا کے تعلقات باہم پیوستہ نہ ہون گے۔ کام نہین چلے گا۔
جیسے رات کے بعد دن ضروری ہے۔ اسی طرح جب طرح طرح کے فسق و فجور
ظلمت چھا جاتی ہے تو آفتاب نبوت کا طلوع ہونا ضروری ہے۔
دو وجہ سے مامور بھیجے جاتے ہین ایک تو شریعت کی تبدیلی کے لئے اور اس
کے وجوہات اگلی شریعت کا مختص الوقت و مختص القوم ہونا یا لوگون کا اسے محرف
کر دینا۔ ہماری شریعت ان دونون سے مستغنی ہے۔ کیون کہ قرآن مجید تمام جہان
لون کے لئے ہے اور بالکل اسی طرح محفوظ۔
دم۔ انسان اس تعلیم آلہی پر چلنے کے لئے ایک نمونہ اور مزکی وجود کا محتاج ہے
قوت قدسیہ سے عملی قوت پیدا کرے۔ اور اصل مقاصد کی طرف توجہ دلاتا ہے
یم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوت قدسیہ بہت بڑہی ہوئی تہی اس لئے اس کے
زمانے رکھے۔ مگر اس کے بعد ایک صدی جب تک اس مامور کو اپنی آنکھ سے
یکھنے والے بالعموم رہ سکتے ہین۔
جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہوتی ہے اسی طرح مردہ دل وحی آلہی سے۔
ہواؤن کا یہ کام ہوتا ہے کہ نرون کے ذرات لے جاکر مادون کے ساتھ ملاتی
گندے مادون سے زمین کو پاک کرتی ہین۔ اسی طرح نبوت کی ہوا کے ذریعے
مفاسدہ و اعمال خبیثہ کا قلع قمع ہوتا ہے۔ اور نیک لوگون کے تعلقات ایک
رے سے بڑھ کر نیک ثمرات پیدا ہوتے ہین۔
ویل۔ منکران نبوت کو فرماتا ہے کہ ان کا انجام بد ہوگا۔ ویل بمعنے ہلاکت
مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔
فبشرہ۔ اس کے معنے خوش خبری کر کے مفسرین مشکلات مین پڑے ہین۔ اور
اب کے لئے اس لفظ کے تطابق مین بہت کوشش کی ہے۔ دراصل بشرہ منہ کے
رے کو کہتے ہین۔ بشارت اس خبر کو کہتے ہین۔ جس کے سننے سے منہ پر کچھ تغیر آجاوے
وہ تغیر خوشی کا ہو یا رنج کا۔ پس ان معنون سے بات صاف ہے۔
ھزوا۔ وہ چیز جس کے ساتھ تمسخر کیا جاوے۔
من ورائہم۔ ان دنیوی عذاب کے بعد۔

لا یغنی۔ غنا کے معنے فائدہ دینے کے۔

۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ پچیسوان رکوع ۱۸)
(سورہ الجاثیۃ۔ رکوع ۲)

سخر لکم۔ غور کرنا چاہیئے کہ اتنا جو کچھ بنایا ہے۔ تو کیا اسی لئے۔ کہ ہم پیٹ بھر لین اور عیش اڑا لین۔ بلکہ ہم بھی کسی مقصد کے لئے بنائے گئے ہین اور جیسے راستون کے طے کرنے کے لئے اور منزل مقصود تک پہونچنے کے واسطے یہ طریق خداداد ہین تو پھر روحانی منزل تک پہونچنے کے لئے بھی ضرور کوئی طریق ہوگا وہی دین ہے اس مین یہ بھی سمجھایا۔ کہ جو غیر اللہ کی پرستش کرتے ہین۔ وہ سوچین۔ جب یہ سب زمین و آسمان کی چیزین انہی کی خادم ہین تو انھین معبود بنانا کیون کر سزاوار ہے۔ جو چیزین ان کے لئے مسخر ہین خود ان کا مسخر بننا ایسی عقل پر سو پھٹکار۔

سخر کے معنے کام مین لگائے صحیح ہین۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ لیتخذ بعضکم بعضاً سخریاً یہ کہنا کہ تمہارے قابو مین ہین غلط ہے۔

لیغفروا۔ انسان اپنے عقائد کے خلاف کسی کو کچھ کرتا یا اپنے معتقدات کی تحقیر دیکھے تو اسے فطرتاً غصہ آتا ہے۔ پھر صحابہ تو سب سے بڑھ کر غیرتمند تھے۔ اس لئے ہدایت فرمائی کہ درگذر اپنا شیوہ بنائین اور نرمی سے سمجھاوین۔ ایسا نہ ہو کہ جوش مین آکر درد دل سے مجبور ہو کر بد دعا کی طرف توجہ کرین یا تلوار اٹھالین۔

لا یرجون ایام اللہ۔ جن دنون مین کسی قوم کی تباہی ہوتی ہے اور دوسری قوم کی ترقی۔ اون کو ایام اللہ کہتے ہین۔

علیہا۔ لَ نفع کے لئے۔ علے ضرر کے لئے آتا ہے۔ سوائے چند ایک مقامات کے جیسے اللّٰھُمَّ صلِّ علٰی مُحمَّدٍ

ولقد اٰتینا۔ مومنون کو مخاطب کر کے سمجھاتا ہے کہ دیکھو ایک قوم پر ہم ایسا ہی فضل کر چکے ہین۔ لیکن اونہون نے باوجود علم سرکشی کی اس لئے اس کی سزا پائی۔ تم عبرت پکڑو۔

والنبوۃ۔ امت محمدیہ پر تو یہان تک فضل ہے کہ اس کے علماء کو بمنزلہ انبیاء فرمایا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

من الطیبٰت۔ ستھری اور دل پسند۔

فضلنٰہم علی العالمین۔ فضیلت دی ہم نے ان کو اسی طرز اسی جنس اسی ملک کے لوگون پر اور وہ بھی قوم کو بہ ہیئت مجموعی۔ چنانچہ ایک ہی خاندان مین نبوت بھی ہو حکم بھی ہو۔ اور رزق طیب۔ یہ انعام صرف بنی اسرائیل سے خاص ہے۔ جو اس زمانہ مین دوسری قومون کے مقابلہ مین ہوا۔

یقضی بینہم۔ دنیا مین فیصلہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر قیامت کے روز ایسا بین فیصلہ ہوگا کہ سوائے تسلیم چارہ نہین

علی شریعۃ من الامر۔ دین کے معاملہ مین ایک راستہ پر۔

لا تتبع۔ خطاب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

مِن العذاب المہین۔ یہ عذاب جو فرعون یعنے بادشاہِ وقت کی طرف سے تھا وہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی قوم کو کمزور بنانے کے لئے ان کے لڑکے مار دیتے گئے اور ان سے بیگار کے کام لیتے۔

مِنَ المُسْرِفِینَ۔ جو خدا نے حدود مقرر کئے ہیں ان سے بڑھ جانے کا نام اسراف ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق کسی قیمتی حلال چیز کا استعمال کرنا اسراف نہیں ہے ایک صحابی سے حضور علیہ السّلام نے اس کا حال پوچھا۔ جب اس نے مال و دولت کا حال بیان کیا۔ تو فرمایا فلیرای علیك اثرہ۔ یعنے جب خدا نے آسائش دی ہے تو پھر اس کے مطابق خوراک و پوشاک ہونی چاہیئے۔

بلٰؤٌا۔ انعام۔ مُصیبت۔ بلاء کے اصلی معنے جو لغت سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ کسی کو ایسی چیز دینی یا ایسا حکم کرنا جس کے لینے یا کرنے کی وجہ سے اس شخص کی پوشیدہ حالت دنیا پر ظاہر ہو جاوے۔

سب سے بڑی نعمت تو نبوّت ہے۔ مُسلمانوں میں جب نبی آیا تو ان کے اولیاء و فضلاء کے علم و تقوے و طہارت کے حالات کھل گئے۔

اِنْ ھی الّا موتتنا الاولیٰ۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں کے اکڑ باز ہونے اور باوجود نشانوں کے دیکھنے کے انکار کرنے کی وجہ بتاتا ہے۔ کہ یہ یوم آخرت سے مُنکر ہیں۔

قوم تُبَّعْ۔ یمن کے بادشاہوں کا خطاب۔ وہ تو دُور کی بات ہے۔ قریب کا قصہ بتا کر سمجھایا۔ کہ خدا کی باتوں کے مقابلہ کرنے والوں کو اسی جہان میں جب سزا ملتی ہے۔ تو یوم الجزاء کا انکار کیوں کر جائز ہو سکتا ہے بلکہ یہاں کی سزا۔ یوم آخرۃ میں جزا و سزا کی دلیل ہے لٰعبین۔ سمجھایا کہ اتنا بڑا انتظام اگر صرف جسمانی تربیّت کے لئے ہے۔ تو پھر یہ ایک کھیل ہی ہو مگر ایسا ہرگز نہیں بلکہ رُوح کے لئے بھی انتظام ہے اس واسطے اولی الالباب کہتے ہیں۔ ربنّا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔ زمین و آسمان انسان کی رُوحانی تربیّت کے لئے ایک فعلی کتاب ہے اور قرآن مجید قولی کتاب۔

ان آیات میں بھی قیامت کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر چیز کی ایک خاصیّت اور اثر کا ترتب ثابت کرتا ہے۔ کہ سب کچھ بے نتیجہ نہیں۔

العزیز الرحیم۔ رحیم۔ یعنے نیک اعمال پر نیک ثمرات مرتب کرنیوالا۔ اور اگر کچھ کمی ہے تو وہ غالب ہے۔

۲۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۶

(سُورۃ الدّخان رکوع نمبر ۳)

شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ۔ سزا دیجاتی ہے تاکہ وہ شخص خوف سے آیندہ رُکے یا دیکھنے والے آیندہ کے لئے عبرت سے محتاط رہیں۔ مگر دوزخ کی سزا تو ان مطالب کے لئے مفید نہیں پس دوزخ سزا خانہ نہیں بلکہ شفا خانہ ہے اور یہ چیزیں بطور علاج ہیں۔

زقوم بھیجے [illegible] بہر حال وہ ایسا شجر ہے۔ جو گندوں کے نکالنے کے لئے ہے۔

[illegible] اعمال ہی کے [illegible] ذق انک انت العزیز الکریم کا خلاصہ زقوم۔)

تمارون۔ تم بحثیں کرتے تھے۔ جھگڑتے تھے۔

مقام امین۔ امن والی جگہ۔

سندس۔ باریک ریشم کا کپڑا۔

استبرق۔ موٹے ریشم کا کپڑا۔

کذٰلك۔ (ا) اسی کی مانند اور اور نعمتیں ہوں گی (ب) یہ بات یونہی ہے۔ واقع میں ایسا ہی ہوگا۔

بحورٍ عینٍ۔ گوری۔ موٹی آنکھ والیاں جن کی سفیدی سیاہی خوب اپنے اپنے مقام پر ہو۔

الّا الموتۃ الاولیٰ۔ کفار نے بھی کہا۔ ان ھی الّا موتتنا الاولیٰ۔ جب اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو پھر کفار کی چوٹ کس عقیدہ پر ہوئی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ایک چیز پر بعض اوقات ایک لفظ بول دیتے ہیں۔ مگر جب اسکی تشریح کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے اس کا اطلاق اس پر نہیں چاہیئے تھا۔ مثلاً کسی کو آگ میں ڈال کر مارنے کا مفہوم یہیں تک ہے کہ اسے آگ میں ڈالدیا جاوے اور پھانسی سے مارنے کا یہ کہ پھانسی پر چڑھا دیا جاوے۔ کفّار انبیاء کے متعلق ایسی کارروائیاں کرتے رہے۔ گو ناکام رہے اسی لئے یقتلون النّبیین بغیر حق فرمایا۔ گویا سب انبیاء کو قتل کرتے رہے اسی طرح کفّار کے متعلق مختلف عذابوں کا ذکر ہے۔ قبر میں۔ دوزخ میں۔ جن کا نتیجہ بظاہر موت ہو سکتا ہے۔ اور وہ دنیاوی تجربہ کے رو سے یہی سمجھتے اس لئے وہ کفار تردیدی طور پر کہتے۔ ان ھی الّا موتتنا الاولیٰ خدا نے واقعہ کے لحاظ سے فرمایا بے شک موت ایک ہی ہے۔ مگر دوزخیوں کے لئے عذاب میں ایک موت نہیں کئی موتیں ہیں۔

یسرناہ۔ شروع سورۃ میں کتاب کا ذکر ہے اور انزال کی وجہ فرمائی۔ مؤمنوں کے لئے مبارک ہے اور کافروں کے واسطے انّا کنّا منذرین کی شان ظاہر کریگی اس کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ بہت آسان ہے اور انذار کو یہ خوب سمجھتے ہیں۔ نہ مانیں تو عذاب کا انتظار کرو۔

یہاں سُورۃ الدّخان کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سُورۃ الجاثیۃ

(رکوع پہلا)

(پارہ پچیسواں رکوع ۱۷)

۲۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

فی السمٰوٰت والارض [illegible]

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن مجید سے نوٹ

پارہ چھبیسواں رکوع ۱

آغاز سُورۃ الاحقاف رکوع ۱

۴۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(بقیہ)

واجلٍ مسمّی۔ جو دنیا میں ایسے منہمک ہوگئے۔ کہ الٰہی احکام کی بھی پرواہ نہ کی انہیں سمجھایا کہ دنیا و مافیہا کی سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔

اثٰرۃ من علم۔ نقل۔ علم وہی ہے جو "یقین" ہو۔ یہ خوب یاد رکھو۔ کہ عقائد میں بجز وحی الٰہی کے کوئی کلام بنیادی اصل نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی واسطے ایتونی بکتاب من قبل ھذا۔ کا مطالبہ ہے۔

عن دعائھم غٰفلون۔ خدا تعالےٰ بھی بعض اوقات دعائیں قبول نہیں کرتا۔ مگر جن معبودان باطلہ کو یہ پکارتے ہیں وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہوتے ہیں۔ پھر علاوہ ازیں خیر خواہ نہیں دشمن ہوجاویں گے۔ وحی کے بعد ذریعہ یقین دعا ہے۔ جس سے خدائے تعالیٰ کی ہستی۔ اس کے متصرف بالارادہ متکلم ہونے اور اوس کے نبیوں کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

بعبادتھم کٰفرین۔ معبود انکار کریں گے یا ان کی عبادت کرنے والے۔

سحرٌ مّبین۔ چونکہ نبیوں کے بعض کمالات کا وہ انکار نہ کرسکتے اس لئے ان کو منسوب بہ سحر کر لیتے۔ شریر لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب نہیں رکھتے تو اسے پوشیدہ سبب کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ جو اس قوم کے اوہام باطلہ سے پیدا شدہ و شائع ہوتا ہے۔

ام یقولون۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔

فلا تملکون لی من اللہ شیئًا۔ دوسرے مقام پر فرما چکا ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے وہ اظلم ہے۔ ظالم کو بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا۔ تو اظلم کو کیسے چھوڑ یگا۔ پس فرمایا کہ وہ ظالم تباہ ہوگا

شھیدًا۔ ہر چیز کی گواہی اس کے مناسب حال ہوتی ہے اللہ کی گواہی اس کی تائید و نصرت ہے۔ اس کے فرستادہ کا مظفر و منصور اور مخالفین کا تباہ و مقہور ہونا۔

بدعًا من الرسل۔ پہچان اس چیز کی مشکل ہے جو بالکل نئی ہو۔ رسول تو پہلے بھی آئے [illegible]

[illegible]

ہے تو سوال کرتے تھے کہ عذاب کب آئے گا۔ فرمایا میں تو نذیر ہوں۔

۶۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۲

(سُورۃ الاحقاف رکوع ۲)

ماسبقونا الیہ۔ جب اور معاملات دنیا میں یہ ہمیں پیشوا سمجھتے ہیں تو اس پر قیاس کرکے سمجھ لیں کہ اگر (اسلام) کوئی اچھی بات ہوتی۔ تو ہم ان سے پہلے اسے اختیار کرتے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ موجودہ حالات قوم انگریزی دیکھو۔ تو کیا دنیوی ترقی دیکھ کر دین میں بھی انہیں کی اقتدار کی جاوے؟ کلّا

فسیقولون۔ س تاکید کے لئے بھی آجاتا ہے۔

پس اس کے معنے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ کہتے ہیں۔

عربیًا۔ کھول کر بیان کرنے والی۔

الذین ظلموا۔ مشرک۔

للمحسنین۔ کسی دوسرے سے بغیر امید بدلہ بھلائی کرنے والے۔ اخلاص والے

مصدّق۔ تصدیق کرنے والی یعنے جو ان کتابوں میں سچ ہے ان کو سچا اور جو جھوٹ مل گیا ہے اس کو جھوٹا بتانے والے۔ چنانچہ قرآن مجید سے یہ امر واضح ہے کہ یہودیوں۔ عیسائیوں کے کئی مسلمہ اصولی مسائل کی تردید فرمائی اور بعض مسائل کی تصدیق۔

سرکار سے بھی جو افسر تصدیق کے لئے مقرر ہوتا ہے وہ بھی یہی کرتا ہے کہ صحیح پر صاد ڈالتا ہے اور غلط کو غلط کہتا ہے۔

فلا خوف۔ قرآن مجید کی بعض آیات و الفاظ کی تفسیر دوسرے مقام پر ہوتی ہے مثلاً رب الفلق فرمایا۔ تو اس کی تفسیر فالق الاصباح خالق الحب و النوی سے دوسرے مقام پر کردی۔ اسی طرح خوف کے متعلق فرمایا۔ تتنزل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یعنے مصیبتیں تو ان پر بھی آتی ہیں۔ مگر بذریعہ خواب و الہام ان کو تسلّی دیجاتی ہے جس سے انہیں اطمینان رہتا ہے۔ بلکہ اس خبر کے مطابق جو پہلے ان پر ظاہر کی گئی۔ کوئی ان کا مر بھی جائے تو بھی پیش گوئی پورا ہونے کی ایسی خوشی ہوتی ہے کہ غم ذرا بھی نہیں ہوتا۔

(اس موقعہ پر حضرت مولانا سیدنا المسیح الموعود کے بعض واقعات سنائے کہ سخت سے سخت کرب کی گھڑیوں میں وہ کس طرح خوش و مطمئن رہتے تھے)

وصّینا۔ تاکید کی ہے۔ جب تاکید و نصیحت کی بات کو ملایا جاوے تو اسے وصیت بولتے ہیں۔ ان آیات میں یہ سمجھایا کہ جب معمولی احسان اور ذریعہ خلق ہونے کی وجہ سے والدین کی فرمانبرداری لازم ہے۔ تو کیا اس حقیقی محسن خالق کون و مکان کی فرمانبرداری [illegible]

مشرکین کفار نے جب سمجھا کہ مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تو مداہنت کا رنگ اختیار کیا جس سے دوسرے کی طبیعت خواہ مخواہ نرم پڑ جاوے۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امام القوم تھے۔ صحابہ کی شان میں اشداء علی الکفار آیا ہے۔ وہ کبھی بھی ایسی چاپلوسیوں سے نرم پڑ جانے والے نہ تھے۔ کہ اظہار حق میں مداہنت کریں۔

اس وقت ہم احمدی بھی ان کے جانشین ہیں۔ ہمیں بھی یہی طریق اختیار رکھنا چاہیئے عیسائیوں میں بعض حواری ان خیالات کے تھے کہ دوسری قوموں میں مل جانا چاہیئے جس کا بُرا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی خیالات کے زیر اثر آگئے اور بجائے واحد خدا کے تین خدا ماننے لگے یاد رکھو کہ جیسے چھوٹا نالہ بڑے نالہ میں مل جائے تو اسی میں جذب ہو جاویگا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی قوم بڑی قوم میں ملے گی۔ تو فنا ہو جاوے گی۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنا امتیاز قائم رکھو۔

لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ اگر کوئی چھوٹا فرقہ بڑے فرقہ کی عظمت وجلال کے رُعب میں آکر اس سے ملیگا۔ تو سُن رکھے کہ وہ اس کے کچھ کام بھی نہیں آئیگا۔

بصائر۔ بینائی پیدا کرنے کا ذریعہ۔

ساء مایحکمون۔ جن لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے بہت بُرا ہے۔

یکم اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۵ رکوع نمبر ۱۹

(سورۃ الجاثیۃ۔ رکوع نمبر ۳)

ولتجزی۔ و۔ عطف کے لئے ہے۔ جس پر یہ عطف ہے وہ بات پچھلی آیت سے ظاہر ہے یعنے آسمان وزمین کو پیدا کیا تاکہ علاوہ جسمانی فوائد کے معرفت الٰہی حاصل ہو۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ ان چیزوں کے ذریعے یا نیکی کریں گے یا بدی پس ان کی جزا سزا ملیگی۔

افرءیت۔ ارئیت کے معنے اخبرنی (بتاؤ تو سہی) کیا تم ایسا خیال کرتے ہو پس بتاؤ تو سہی۔

من اتخذ الٰھہٗ ھوٰہُ۔ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے بنالیا اپنا معبود ہوا کو۔ تو پھر یوں چاہیئے تھا۔ من اتخذ ھوٰہ الٰھًا

اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ اللہ سے منکر نہیں۔ کیونکہ سب سے بدترین منکرین سوفسطائی بھی الخیال خلاق کہتے ہیں۔ صرف تعیین میں فرق ہے۔ پس یہ ترکیب و ترتیب بالکل صحیح ہے۔ معنے یوں ہوئے جس نے الٰہ کی تعیین کی اور مصداق بیان کیا تو کس سے اپنی ہوا سے۔

یوں تو کوئی فرقہ ایسا نہیں جو ہوا کو معبود کہتا ہو مگر ان کے معاملات سے ایسا ثابت ہوتا ہے اضلہ اللہ۔ گمراہ قرار دے دیا اللہ نے اس کو۔

خدا جب کسی پر گمراہی کا فتوے لگاتا ہے تو اس شخص کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتا۔

[illegible]

بارے میں بحث ہے ورنہ زندہ کرنے اور مارنے والی طاقت سے ان کو انکار نہیں

یظنون۔ ظنیات کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ دراصل دلیل کوئی نہیں رکھتے۔

قالوا ائتوا بآبائنا۔ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر دکھاؤ۔ تب قیامت مانیگے۔ ان بے خبروں کو معلوم نہیں کہ وہ زندگی اور قسم کی ہے اور اس کے ظہور کے لئے موزوں ہے۔

ثُمَّ یجمعکم۔ یہاں جمع کا لفظ لاکر سمجھایا کہ زندہ تو تم کو کر چکا ہے پھر موت بعد اور مراحل ہیں۔ قبر۔ حشر۔ نشر اس کے بعد خدا کے دربار میں پیش ہو گے گویا نہیں ہوتے بلکہ جیسے دنیا میں ایک رفتار ہے ایسا ہی اس کے بعد ایک رفتار ہے تک کہ اس خاص حالت تک انسان پہونچ جائیگا۔

۳۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۲۰)

(سورہ الجاثیۃ رکوع ۴)

جاثیۃ۔ جثو سے مراد جس کے معنے ہیں گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ مقصود اظہار عبودیت

کتٰبھا۔ اپنے اعمالنامے۔

وعملوا الصّٰلحٰت۔ ایمان کامل کا نتیجہ اعمال صالحہ ہیں۔

ھو الفوز المبین ھو ضمیر فصل کا ہے۔ حصر ہے کہ پاس ہونا اگر ہے تو یہی کہ اس روز انسان سرخرو ہو۔

الّذین کفروا۔ الّذین کفروا جہاں کہیں بھی قرآن شریف میں آئے اس سے وہ کفار ہیں۔ جو حق جان کر پھر حق کے معاند بن کر انکار کرتے ہیں پس اس کے معنے صحیح ہونے کا قرینے ہیں۔

افلم تکن۔ ا۔ ف کے درمیان جملہ مقدر ہے۔ جو یہ کہ "کیا تم عذاب میں پڑے"

فاستکبرتم۔ استکبار کے یہ معنے ہیں کہ واقع میں بڑا نہ ہو۔ مگر بڑا بننا چاہتا ہے

ننسٰکم۔ ہم چھوڑتے ہیں۔ نسیان شان خداوندی سے بعید ہے۔ چونکہ نتیجہ نسیان "ترک" ہے۔ اس لئے یہی اس کے معنے ہوئے۔

ولا ھم یستعتبون۔ نہ وہ شکائت رفع کئے جاویں گے (۲) چوکھٹ تک بھی پہنچنے دئے جائیں گے۔

فللّٰہ الحمد

اس خاص گھڑی میں ہر ایک سمجھ جاوے گا۔ کہ وہی ذات پاک سزاوار حمد وثناء ہے

یہاں پارے چوبیسویں و پچیسویں کے نوٹ ختم ہوئے

جنّت۔ وہ زمین جس میں باغ کے درخت لگائے گئے ہوں۔ من تحتہا کے ترجمہ میں مفسرین کو دقت پیش آئی ہے چنانچہ وہ اشجار یا قصور کو مقدر بتاتے ہیں۔ اسے من تحت اشجارہا اَو قصورہا۔ چنانچہ ایک نے لکھا ہے کہ جنت وہی ہے جس کے باغ میں مکان بھی ہو ایسے مشکلات سے بہ اعتبار عرف نکل سکتے ہیں۔ جو زمینیں دریا یا انہار کے کنارے پر ہوں وہ بہت سرسبز ہوتی ہیں اور ان کا نظارہ بہت خوبصورت ہوتا ہے پس یہی مطلب ہے یہاں کہ وہ باغ برلب انہار ہوں گے (اور ہم بولتے ہیں راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے)

یتمتعون۔ کفار بھی نفع اُٹھاتے ہیں مگر کہاں دنیاوی فانی مزا اور کہاں آخرت کا ابدی آرام۔

ویاکلون۔ مؤمن و کافر میں یہ فرق ہے کہ مؤمن چلتا ہے بیٹھتا ہے کھاتا ہے۔ پیتا ہے تو بہ نیت اطاعت اللہ و رسول اور بہ ارادہ احتساب۔ اور کافر چارپایوں کی طرح اپنی نفسانی خواہش کے لئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اُمت محمدیہ کی مثال ان مزدوروں سے دی جو عصر سے شام تک کام کرکے دوسروں سے زیادہ مزدوری پائیں۔

بیّنۃ۔ بہت بیان کرنے والی چیز۔ شہادت۔ دلیل۔ قرینہ کو بیّنہ کہتے ہیں کیونکہ ان سے امر متعلقہ خوب واضح ہو جاتا ہے۔

مثل الجنۃ۔ جو لوگ نعماء جنّت کا دنیا پر قیاس کرکے اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب اس آیۃ میں ہے۔

فرماتا ہے۔ اس جنت کی توضیح ان نعماء کے بیان سے ہوگی۔

ماذا قال آنفاً۔ کلام ذو وجہین ہے اپنے دوستوں پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم وہاں جاکر بھی کچھ نہیں سنتے۔ دوم۔ بطور اظہار حقارت اور اِدھر اُدھر مسلمانوں کو دھوکہ دینا۔ کہ کس قدر قدر کرتے ہیں کہ پھر پوچھتے پھرتے ہیں۔

زادھم ھدیً۔ نیکیوں پر چلنے سے خداوند تعالیٰ نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور انسان بدیاں کرے تو اور بدیوں کی تحریک ہوتی ہے۔

اشراطھا۔ سب سے بڑا نشان تو نبی کریم کی بعثت ہے۔

۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۷
سورۂ محمدؐ رکوع ۳

فاولیٰ لھم طاعۃٌ۔ فرمان برداری ان کے لئے بہتر تھی۔ جو پسندیدہ بات ہے۔

فلو صدقوا اللہ۔ مؤمن کے لئے عبرت کا مقام ہے پہلے پہلے بڑے دعوے کرنے اور پھر وقت پر عمل نہ کرنا بہت بُرا ہے۔ دوم کسی کی ظاہری صورت پر ہی اعتماد نہ کرلیا جاوے۔

تولّیتم۔ والی بن جاؤ یا لوٹ جاؤ۔

خدا نے مومنوں کو والی بنا کر جتلا تو سمجھایا کہ فساد فی الارض و قطع رحم نہ کرنا۔
[illegible]

لعنھم اللہ۔ ان صفات والے لوگوں کا جو بد انجام ہوا ہے وہ بتا کر عبرت دلائی

ام۔ منقطعہ بمعنے بلکہ خدا کے کلام میں ام متصلہ نہیں ہوتا۔ جو دو میں سے ایک کی تعیین کے لئے آتا ہے۔

اقفالھا۔ وہ قفل جو ذلوں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ ھا اسی بات کو ظاہر کرتا ہے مطلب کہ وہ حق قبول نہیں کرتے۔ ایمان کے دو جزو ہیں یقین و تسلیم۔

عنادی کفار حق باتوں کو سمجھ تو لیتے ہیں جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما و علوا۔ مگر مانتے نہیں۔

پس قفل سے یہ مراد ہے کہ چونکہ کافر عناد پر ایسا تلا ہوتا ہے۔ کہ یقین کی راہ اس کے لئے نہیں کھلتی۔ اگر کھلے تو وہ تسلیم نہیں کرتا۔ یہ نہیں کہ سرے سے سمجھ ہی ماری جاتی ہے۔

سنطیعکم۔ ضعیف الایمان۔ ائمۃ الکفر اور ان لوگوں سے جنھوں نے ما نزل اللہ کو پسند نہیں کیا ان سے ملکر کام کرنا پسند کرتے ہیں اور ان کی بعض باتوں میں جو کہ بظاہر خوشنما معلوم ہوتی ہیں پیروی کرنا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ ارتداد ہوتا ہے اسی واسطے کفار کی موالات سے منع کیا گیا ہے۔

فاحبط اعمالھم۔ یہ انہی لوگوں کی نسبت ہے جن کی نسبت الّذین اٰمنوا ابتداء رکوع میں فرمایا۔

۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶۔ رکوع ۸
(سورہ محمدؐ رکوع ۴)

ولنبلونکم۔ بصیغہ متکلم الغیر۔ اس میں فرشتہ وغیرہم شامل ہیں آزمانا معنے ہوں تو بھی اعتراض نہیں کیوں کہ اللہ جانتا ہے۔ مگر فرشتے۔ انبیاء مومنین نہیں جانتے مگر لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب۔ بھی آیا ہے۔ بعض نبلونکم کے معنے بلا میں ڈالنے کے ہوتے ہیں میرے نزدیک خدا کا علم دو قسم ہے (۱) ذاتی۔ جب کوئی چیز موجود نہ تھی اس وقت بھی تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ جانتا تھا اور اس علم سے اللہ کی ذات کسی وقت خالی نہیں ہوئی۔

(۲) فعلی۔ جس وقت وہ چیز واقع ہو جاتی ہے اس وقت بھی ایک علم ہوتا ہے۔ بلا تشبیہ برائے مثال یہ بات ہے کہ پہلے مکان کا نقشہ ذہن میں ہوتا ہے پھر مکان کے بننے کے بعد اسے دیکھتا ہے۔ تو وہ بھی علم ہے۔ مگر پہلا علم اس شے کی ذات کی نسبت تھا۔ دوسرا اس چیز کی نسبت یہ علم کہ واقع ہو گئی۔ جہاں لیعلم آتا ہے۔ وہاں دوسرے علم کے متعلق مراد ہوتی ہے۔

لنبلونکم۔ کے معنے یہ ہیں کہ ہم تمہیں ایسے کام دیں گے جن سے تمہاری اندرونی حالت کھل جائے۔

حتّیٰ نعلم۔ اللہ تعالےٰ کو پہلے علم تھا کہ ایسا ہو دیگا۔ پھر یہ علم ہوا کہ ایسا ہو گیا۔

فلا تھنوا۔ پچھلی آیات میں جب یہ ذکر آیا کہ ان کی کوششیں اکارت جائیں گی [illegible]
[illegible]

۸- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ - رکوع ۳

سورۃ الاحقاف رکوع نمبر ۳

الاحقاف - جمع حقف - ریت کے وہ ٹیلے جو ایک طرف جھکے ہوئے یعنے گرنے کو مائل ہوں - ت بمعنے ساتھ اور بمعنے بیچ - اس وقت ڈرایا جب وہ احقاف مین رہتے تھے یا ریت کے ٹیلون کے ساتھ ڈرایا کہ یہ موجب عذاب بن جائین گے -

من بین یدیہ ومن خلفہ - خلت ہی سے ان کے معنے کھل گئے کہ آگے پیچھے بلحاظ زمانہ مراد نہین بلکہ بمعنے قرب وجوار -

تجھلون - جہالت کے ایک معنے نہ جاننا - دوم یہ کہ اپنی بات پر ہٹ کرنا -

عارضاً - عرض کسی چیز کا سامنے آنا (ب) وہ بادل جو سفید رنگ کا ہوا ور برسنے والا

ان مکنّٰکم - نہین قدرت دی تمہین ان نافیہ

۹- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ - رکوع ۴

سورہ الاحقاف رکوع نمبر ۴

صرّفنا الآیٰت - چون کہ مختلف طبائع مختلف مذاق کے لوگ ہین اس لئے مختلف رنگون مین ماموران الٰہی کے لئے نشان دکھائے جاتے ہین تاکہ کسی طرح رجوع الی الحق کرین -

قرباناً - مقرب کرنے والے - دوسرے مقام پر لیقربونا الی اللّٰہ زلفٰی فرمایا

فلولا نصرھم - واقعات کے لحاظ سے اس وقت صادق آیا جب کہ ایک طرف مشرکان عرب اپنے بتون کے بھروسہ پر اور ایک طرف جناب رسالتمآب اپنے واحد خدا کے توکل پر آپس مین مقابلہ کرتے تھے - چنانچہ فتح مکہ آپ کے ہاتھ پر ہوئی - تو اس بات کا فیصلہ ہوگیا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فوج در فوج لوگ دین اللہ مین شامل ہوئے - چنانچہ اس سال کا نام عام الوفود ہے -

اذ - اس سے پہلے یا مابعد فعل ہوتا ہے - جو مفسرین نے اذکر لکھا ہے -

نفرمن الجنّ - ہم لوگ جنون کے منکر نہین - اسی طرح ان کے قائل ہین جیسے فرشتون کے جن بمعنے پوشیدہ مخلوق - اس لفظ کا اطلاق پہاڑی مخلوق پر بھی ہے -

داعی اللّٰہ - اللہ کی طرف بلانے والا یا اللہ کا منادی کرنے والا -

بمعجز - بھاگ سکنے والا -

اولم یروا - کیا "یہ لوگ یہ خیال کرتے ہین" اور انہون نے نہین دیکھا -

بات تو یہ بیان ہو رہی تھی کہ جو داعی اللہ کو نہین مانتے وہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہون گے چون کہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان طاقت کا ذکر ہوا تو ساتھ ہی مردون کے زندہ کرنے کا ذکر ہوا کہ [illegible] کی [illegible] جس کے معنے ہین - ہر جاہی ہوئی بات پہ [illegible] ہے [illegible] انہی معنون کی تائید ہوتی ہے

زمانہ ہیچ نظر آئیگا - تکلیف کے ایام کا زمانہ بہت ہی چھوٹا نظر آتا ہے - (تقابہ آرام کا زمانہ)

سورۃ الاحقاف کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ محمدؐ

رکوع نمبر ۱

پارہ ۲۶ رکوع ۵

۱۰- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

اضلّ اعمالھم - وہ کام تو کر رہے ہین - مگر جو نتائج انہون نے سوچے ہوئے ہیں وہ ان پر مرتب نہ ہون گے بلکہ ان کے خلاف -

والذین اٰمنوا - ایمان مین یقین وتسلیم شرط ہے یہ بطور تخم اور اعمال بمنزلہ پھل یعنی وہی جس کی قوت نظریہ وعملیہ دونون اعلیٰ درجہ پر ہون - اور پھر بما نزل علیٰ محمدؐ پر بھی ایمان ہو یہ کیوں کہ وہ "حق" ہے پس جو آخری مامور کا انکار کرے گا اسے کافر کہا جائیگا اور مستوجب عذاب ٹھہریگا -

کفر عنہم سیّاٰتھم - ایمان لانے سے بدیون کی جڑ کٹ جاتی ہے -

اثخنتموھم - اثخان (۱) بوجھ ڈال دینا (۲) خون بہا دینا (۳) کسی ملک مین اپنا دباؤ بیٹھا دینا - آخری معنے مراد ہین اپنا سکہ بٹھاؤ -

منّاً - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر اسی پر عمل کیا کہ احسان سے چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ اسلام کثرت سے پھیلا -

سیھدیھم - مقتول ہونے کے بعد ہدایت کے کیا معنے اس کا جواب یہ ہے - کہ ہدایت کے تین معنے ہین - رستہ دکھانا - رستہ پر چلانا - منزل مقصود پر پہنچانا - یہان آخری معنے مراد ہین یعنی ثمرہ ایمان واعمال صالحہ دیگا -

عرّفھا لھم - بتا دیا ہے وہ جنت یا اس جنت کی تعریف بیان کر دی ہے ان کے لئے ایک مفسر نے یہ معنے کئے ہین جو مجھے پسند ہین - عرف کہتے ہین خوشبو کی مہک کو جنت کی خوشبو پھیلا دی ہے - اسی لئے حدیث مین آیا ہے کہ شہیدون کے خون کی بو کستوری کی مانند ہو گی -

فتعساً لھم - پھٹکار - ہلاکت -

للکٰفرین امثالھا - نبی کریم کی نبوت کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور امت محمدیہ مین ہر صدی کے سر پر مامور ہوتا ہے پس عذاب بھی قسم قسم کے آئین گے -

مولیٰ - آقا - ناصر - مہربان -

۱۱- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چھبیسواں

(بقیہ رکوع نمبر ۹)

سورۃ الفتح رکوع ۱

گذشتہ سے پیوستہ

کا خاص تعلق اللہ تعالےٰ کی بے مثل ذات سے ہے۔

مبشراً و نذیراً - یہ گواہی کی دو نشانیں ہیں - فتح سے ثابت ہوجاویگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے متبعین کے لئے مبشر اور اپنے مخالفین کے منذر ہیں

لتؤمنوا - جب ایمان (یقین و تسلیم) کا مجموعہ نصیب ہو - تو حقیقی عزت اور نصرت کا جوش پیدا ہوگا۔

تسبحوہ - رسول کریم کی پاکیزگی کا اظہار کرو۔

انما یبایعون اللہ - یہ اس لئے کہ رسول کا اپنا ارادہ کوئی ہے ہی نہیں - بلکہ اس کے اقوال - افعال - سب اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں۔

۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۶ رکوع ۱۰)

(سورہ الفتح رکوع ۲)

الاعراب - گنوار

بوراً - ہلاک ہونے والے۔

سعیراً - جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو نہیں مانتے ان کے لئے مؤمنین کی کامیابی (جو انجام کار) ضروری ہے - دوزخ بن جاتی ہے -

للہ ملک السمٰوات والارض - فرمایا - ضرور ہے - کہ مؤمن غالب ہوں کیوں غالب نہ ہوں جب کہ غلبہ کے اسباب خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی - اللہ کے قدرت میں ہیں -

یغفر لمن یشاء - سمجھایا کہ مؤمن سے بھی بعض اوقات قصور ہوجاتا ہے مگر اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے - اور پکڑتا اسے ہے ، جو شوخی و شرارت سے کام لے

کان اللہ غفوراً رحیماً - یہ اس اعتراض کا جواب ہے - کہ پھر ہر کا ذکر

مستحق عذاب ہو چکے ہوں۔

ان یبدلوا کلم اللہ - چونکہ پہلے ان کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا - کہ اب کبھی جنگ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوسکیں گے - اور اب وہ چاہتے ہیں - تو گویا کلام الٰہی بدلنا چاہتے ہیں اس موقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے - کہ اگر حکم الٰہی کی پروا نہ کی جاوے - تو بعد اس کے ایسی حالت ہوتی ہے کہ وہ انسان خود چاہتا ہے لیکن اجازت نہیں ملتی۔

بل تحسدوننا - یہ ان کا دوسرا قصور ہے کہ اب بدظنی سے کام لے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حسد کرتے ہیں - حالانکہ یہ ممانعت ان کی نافرمانی کی پاداش میں ہے

ستدعون - یہ ایک پیشگوئی جو بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

۲۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۱۱

(سورہ الفتح رکوع ۳)

لقد رضی اللہ - خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنا مال - اپنی آبرو - اور متعلقین اللہ کے واسطے چھوڑنے پر تیار ہوتا ہے اور اس بات کا امتحان ایک مامور کے وقت خوب ہوسکتا ہے۔

الشجرۃ - حدیبیہ میں وہ درخت جس کے سایہ میں بیعت رضوان لی گئی تھی۔

السکینۃ - ایک ایمان دنیوی ہے یعنے جس کی بناء پر دنیا میں امتیاز ہوتا ہے اس کی نسبت فرمایا - من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا - آہ - الحدیث۔

دوسرا وہ جس کی وجہ سے آخرت میں کافر سے امتیاز ہوتا ہے یعنے وہ عذاب نہیں ہوتا - جو کا ذکر آخرت میں ہوگا۔

تیسرا ایمان وہ ہے جسکی وجہ سے فاسق سے امتیاز ہوگا اس میں اعمال حسنہ - ملکات حسنہ اخلاق فاضلہ شامل ہیں۔ چوتھا ایمان وہ ہے - جسمیں سکینت کا نزول ہو (اس کی تفصیل گزر چکی)

فعجل لکم - اس میں اشارہ ہے کہ اسی پر بس نہ سمجھو ابھی دنیا میں اور انعامات کے علاوہ آخرت میں بھی بہت کچھ ملیگا۔

آیۃ - مؤمن لوگ سمجھ لیویں کہ جب دنیا میں خدا نے وعدہ پورا کر دیا ہے - تو آخرۃ کے وعدے بھی ضرور پورے کریگا۔ (۲) دوسرے لوگ یہ سمجھ لیں کہ مؤمن ہی حق پر ہیں اور مؤمن ہی دنیا و آخرۃ میں مظفر و منصور ہوں گے۔

ویھدیکم - فتح اس لئے دی تاکہ تمہارا صراط مستقیم پر ہونا ثابت کرے۔

ولیا - دوست - آقا - رشتہ دار - عرب لوگ رشتوں سے مدد لیا کرتے - اور دوستوں کو ورثہ تک میں حصہ دار بنا لیتے - اور جس کی پناہ میں ہوتے وہ انکی حمایت کرتا

کیا کام کرنا ہے۔ تبلیغ نہ چھوڑ دو۔

وتدعوا الی السلم۔ سستی کی وجہ سے صُلح کی طرف نہ بلاؤ۔ بعض ضعیف الایمان جب مخالفین کی مخالفت کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ تو گھبرا کر صلح کی طرف دوڑتے ہیں۔ جس کو دوسرے الفاظ میں مداہنت کہ سکتے ہیں۔

انما الحیٰوۃ الدُّنیا۔ جو اپنے مخالفین سے ملنا چاہتے ہیں انکی غرض اکثر دنیاوی جاہ وجلال اور شہرت ہی ہوتی ہے۔ فرماتا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں

یبخل عن نفسہٖ۔ اپنے نفس سے بخل یہ ہُوا کہ اگر نہیں دیتا تو آپ ہی نقصان اُٹھائے گا اور فوائد سے محروم رہے گا۔

جب بیج ڈالنے کا وقت ہوتا ہے اس وقت اگر کاشتکار بیج نہ ڈالے تو یہ بخل اس کی جان پر نقصان پہنچانے والا ہوگا۔

سُورہ محمدؐ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سُورہ الفتح

رکوع پہلا

(پارہ چھبیسواں رکوع ۹)

۱۶- اپریل ۱۹۱۱ء

انّا فتحنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے کوچ فرمایا اور حدیبیہ میں ڈیرا لگایا۔ جہاں آپ کی اُونٹنی آکر خود بخود بیٹھ گئی۔ وہاں صلح کی تحریک ہوئی اور ایک ایسا موقعہ بھی بن گیا کہ آپ نے صحابہ سے بیعت بھی لی۔ صلح کے شرائط کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اس سال ہم حج نہ کریں گے (۲) آئندہ سال آئیں گے مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے۔ (۳) کوئی کافروں میں سے مسلمان ہوکر گیا تو واپس دیدیں گے۔ لیکن مسلمانوں سے نکل آیا تو واپس نہ دیا جائیگا ان حالات میں جبکہ بعض اکابر لم نوت الدنیۃ فی دیننا۔ کہ رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی جو کہ ایک اعجاز ہے۔ کیونکہ یہ پیشگوئی فتح مکہ پر بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور یہی صلح کے معاہدے جنہیں انہوں نے اپنے مفید مطلب باتیں [illegible] سمجھیں ان کی تباہی کا موجب ہوگئیں۔

لیغفرلک۔ فتح کے نتائج بیان فرماتا ہے۔ (۱) غفر ذنب (۲) اتمام نعمت (۳) ہدایت صراط مستقیم (۴) نصر عزیز۔

سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے۔ کہ فتح دے دینے سے گناہوں کی بخشش کو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا اور نہ فتح نصرت کا سبب ہے۔ بلکہ نصرت فتح کا موجب بن سکتی ہے پس صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ فتح دینے سے مفصلہ ذیل مقاصد مطلوب ہیں۔ جو جو قصور تیرے [illegible] لگاتے ہیں وہ سب کے سب دُور ہو جاویں اور ثابت ہو جاوے۔ کہ تو [illegible] معصوم ہے۔ اس سوال کا جواب کہ کیوں نہیں صاف کہا گیا [illegible]

خیال میں گناہ تھیں۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ گناہ نہ تھا۔ مثلاً ابوجہل نے آپ کو قطع رحم فسادفی الارض کا الزام لگایا۔ یہ تو صحیح ہے کہ آپ کی بعثت سے بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے جُدا ہُوا۔ جنگ بھی ہوئے مگر یہ سب باتیں خیر وبرکت کا موجب تھیں اس لئے گناہ نہیں عرب کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ جو کامیاب ہوگا وہ ہی حق پر ہے۔ اب یہی دلیل آپ کی صداقت کی ہے۔ اور ان تمام اعتراضوں و الزاموں کا جواب ہے۔ جو آپ کی ذات ستودہ صفات پر لگائے گئے اور لگائے جائیں گے۔ کیونکہ اس خارق عادت واتمام نعمت وکامیابی کی نظیر اور کسی نبی میں اس اعلےٰ درجہ کے ساتھ نہیں پائی جاتی اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ آپ کی زندگی بالکل پاک اور خدائے تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہے اسی فتح سے کھل گیا کہ آپ اس صراط مستقیم پر ہیں جس پر چل کر انسان آسانی کے ساتھ کامیابی کی منزل پر پہنچ سکتا ہے۔

اصول اربعہ متشابہ سے ثابت ہوگیا کہ جیسے دنیا میں آپکے رفقاء مظفر ومنصور اور وارثان جنّات ہوئے ایسے ہی آخرت میں ہوں گے۔ اسی طرح آپکے اعداء جیسے دنیا میں ناکام ہلاک ہوئے ایسے ہی آخرت کو ہلاکت کے گڑھے میں پڑیں گے۔

جب دنیا کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہوگئیں تو آخرت کے متعلق بھی ضرور ہوں گی اور لیدخل المومنین آہ کی آیت پوری ہوگئی۔

ایمان مع ایمانھم۔ ایمان کے چار مراتب ہیں پہلا درجہ سکینۃ ہے۔ جسمیں مومن کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالےٰ سے خارق عادت نصرت شروع ہو جاتی ہے (ب) اعمال کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے۔ کثرت اعمال صالحہ کے سبب وہی نور اس انسان کو گھیرے رہتا ہے۔

خدا کے وعدوں پر ایمان تو پہلے ہی سے تھا۔ جب پورے ہوگئے تو یہ ایک اور ایمان ہوگیا۔

للہ جنود السمٰوات والارض۔ بادل۔ ہوا۔ حالات غرض جو جو نصرت اسلامی لشکر کے لئے کی۔ یہ سب اللہ کے حکم سے تھے۔

۱۷- اپریل ۱۹۱۱ء

(بقیہ رکوع ۹ - پارہ ۲۶)

شاھداً۔ یہ فتح اس لئے دی کہ ثابت ہو تو خدا کی ذات وصفات کا ایک گواہ ہے رسول کی رسالت کی گواہی کے لئے اللہ کافی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وکفیٰ باللّٰہ شہیدا اور اللہ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ رسول کی رسالت ھوالّذی ارسل رسولہٗ۔

جو ذات بیمثل ہے اس کے صفات بھی بے مثل ہونگے اور جس کے صفات بیمثل ہیں اس کے افعال بھی بے مثل ہوں گے۔ نبی آتا ہے وہ اپنی ذات وصفات وافعال میں مثل رکھنے والا وجود ہے مگر بعض باتیں وہ ایسی بتاتا ہے کہ انکی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے اور یہ خدا کا کلام ہے۔ کیونکہ بے مثل کا [illegible] انسان سے ناممکن ہے اور جس [illegible]

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چھبیسواں ۲۶

(بقیہ رکوع نمبر ۹)

سورۃ الفتح رکوع ۱

گذشتہ سے پیوستہ

کا خاص تعلق اللہ تعالے کی بے مثل ذات سے ہے۔

مبشراً و نذیراً۔ یہ گواہی کی دو نشانیاں ہیں۔ فتح سے ثابت ہو جاویگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے متبعین کے لئے مبشر اور اپنے مخالفین کے منذر ہیں

لتؤمنوا۔ جب ایمان (یقین و تسلیم) کا مجموعہ نصیب ہو۔ تو حقیقی عزت اور نصرت کا جوش پیدا ہوگا۔

تسبحوہ۔ رسول کریم کی پاکیزگی کا اظہار کرو۔

انما یبایعون اللہ۔ یہ اس لئے کہ رسول کا اپنا ارادہ کوئی ہے ہی نہیں۔ بلکہ اس کے اقوال۔ افعال۔ سب اسی کے حکم کی ماتحت ہیں۔

۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۶ رکوع ۱۰)

(سورہ الفتح رکوع ۲)

الاعراب۔ گنوار

بوراً۔ ہلاک ہونے والے۔

سعیراً۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو نہیں مانتے ان کے لئے مومنین کی کامیابی (جو انجام کار) ضروری ہے۔ دوزخ بن جاتی ہے۔

للہ ملک السموات والارض۔ فرمایا۔ ضرور ہے۔ کہ مومن غالب ہوں لیکن غالب نہ ہوں جب کہ غلبہ کے اسباب خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی۔ اللہ کے قدرت میں ہیں۔

یغفر لمن یشاء۔ سمجھایا کہ مومن سے بھی بعض اوقات قصور ہو جاتا ہے مگر [illegible] بدل دیتا ہے۔ اور پکڑتا اسے ہے۔ جو شوخی و شرارت سے کام لے

[illegible] اللہ غفوراً رحیماً۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے۔ کہ پھر ہر کا ذکر [illegible] حدیث قدسی میں ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی۔

[illegible]

مستحق عذاب ہو چکے ہوں۔

ان یبدلوا کلم اللہ۔ یوں کہ پہلے ان کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا۔ کہ اب کسی جنگ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شریک ہو سکیں گے۔ اور اب وہ چاہتے ہیں۔ تو گویا کلام الٰہی بدلنا چاہتے ہیں اس موقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ اگر حکم الٰہی کی پروا نہ کی جاوے۔ تو بعد اس کے ایسی حالت ہوتی ہے کہ وہ انسان خود چاہتا ہے لیکن اجازت نہیں ملتی۔

بل تحسدوننا۔ یہ ان کا دوسرا قصور ہے کہ اب بدظنی سے کام لے کر سمجھتے ہیں کہ ہمارا حسد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ممانعت ان کی نافرمانی کی پاداش میں ہے

ستدعون۔ یہ ایک پیشگوئی جو بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

۲۲۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۱۱

(سورہ الفتح رکوع ۳)

لقد رضی اللہ۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنا مال۔ اپنی آبرو۔ اور متعلقین اللہ کے واسطے چھوڑنے پر تیار ہوتا ہے اور اس بات کا امتحان ایک موقعہ کے وقت خوب ہو سکتا ہے۔

الشجرۃ۔ حدیبیہ میں وہ درخت جس کے سایہ میں بیعت رضوان لی گئی تھی۔

السکینۃ۔ ایک ایمان دنیوی ہے یعنے جس کی بنا پر دنیا میں اشیاء ملتا ہے اس کی نسبت فرمایا۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا۔ آہ۔ الحدیث۔

دوسرا وہ جس کی وجہ سے آخرت میں کافر سے امتیاز ہوتا ہے یعنے وہ عذاب نہیں ہوتا۔ جو کافر کو آخرت میں ہوگا۔

تیسرا ایمان وہ ہے جسکی وجہ سے فاسق سے امتیاز ہوگا اس میں اعمال حسنہ۔ ملکات حسنہ اخلاق فاضلہ شامل ہیں۔ چوتھا ایمان وہ ہے۔ جسمیں سکینت کا نزول ہو (اس کی تفصیل گذر چکی)

فعجل لکم۔ اس میں اشارہ ہے کہ اسی پر بس نہ سمجھو ابھی دنیا میں اور انعامات کے علاوہ آخرت میں بھی بہت کچھ ملیگا۔

آیۃ۔ مومن لوگ سمجھ لیویں کہ جب دنیا میں خدا نے وعدہ پورا کر دیا ہے۔ تو آخرۃ کے وعدے بھی ضرور پورے کریگا۔ (۲) دوسرے لوگ یہ سمجھ لیں کہ مومن ہی حق پر ہیں اور مومن ہی دنیا و آخرۃ میں مظفر و منصور ہوں گے۔

ویھدیکم۔ فتح اس لئے دی تاکہ تمہارا صراط مستقیم پر ہونا ثابت کرے۔

ولیا۔ دوست۔ آقا۔ رشتہ دار۔ عرب لوگ رشتوں سے مدد لیا کرتے۔ اور دوستوں کو ورثہ تک میں حصہ دار بنا لیتے۔ اور جس کی پناہ میں ہوتے وہ انکی حمایت کرتا [illegible] میں ناکام رہو گے۔

کیا کام کرنا ہے۔ تبلیغ نہ چھوڑ دو۔

وتدعوا الی السلم۔ سستی کی وجہ سے صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ بعض ضعیف الایمان جب مخالفین کی مخالفت کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ تو گھبرا کر صلح کی طرف دوڑتے ہیں۔ جس کو دوسرے الفاظ میں مداہنت کہہ سکتے ہیں۔

انما الحیٰوۃ الدنیا۔ جو اپنے مخالفین سے ملنا چاہتے ہیں انکی غرض اکثر دنیاوی جاہ وجلال اور شہرت ہی ہوتی ہے۔ فرماتا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں

یبخل عن نفسہ۔ اپنے نفس سے بخل یہ ہوا۔ کہ اگر نہیں دیتا تو آپ ہی نقصان اٹھائے گا اور فوائد سے محروم رہے گا۔

جب بیج ڈالنے کا وقت ہوتا ہے اس وقت اگر کاشتکار بیج نہ ڈالے تو یہ بخل اس کی جان پر نقصان پہنچانے والا ہوگا۔

سورہ محمدؐ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الفتح

رکوع پہلا

(پارہ چھبیسواں رکوع ۹)

۱۶- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

انا فتحنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خواب کی بناء پر مدینہ سے کوچ فرمایا اور حدیبیہ میں ڈیرا لگایا۔ جہاں آپ کی اونٹنی آکر خود بخود بیٹھ گئی۔ وہاں صلح کی تحریک ہوئی اور ایک ایسا موقعہ بھی بن گیا کہ آپ نے صحابہ سے بیعت بھی لی۔ صلح کے شرائط کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اس سال ہم حج نہ کریں گے (۲) آیندہ سال آئیں گے مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے۔ (۳) کوئی کافروں میں سے مسلمان ہو کر گیا تو واپس دیدیں گے۔ لیکن مسلمانوں سے نکل آیا تو واپس نہ دیا جائیگا ان حالات میں جبکہ بعض اکابر لم نوت الدنیۃ فی دیننا۔ کر رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی جو کہ ایک اعجاز ہے۔ کیونکہ یہ پیشگوئی فتح مکہ پر بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور یہی صلح کے معاہدے جنہیں انہوں نے اپنے مفید مطلب باتیں سمجھی تھیں ان کی تباہی کا موجب ہوگئیں۔

لیغفرلک۔ فتح کے نتائج بیان فرماتا ہے۔ (۱) غفر ذنب (۲) اتمام نعمت (۳) ہدایت صراط مستقیم (۴) نصر عزیز۔

سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے۔ کہ فتح دے دینے سے گناہوں کی بخشش کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا اور نہ فتح نصرت کا سبب ہے۔ بلکہ نصرت فتح کا موجب بن سکتی ہے پس صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ فتح دینے سے مفصلہ ذیل مقاصد مطلوب ہیں۔ جو جو قصور تیرے ذمے (اے نبی) لگاتے ہیں وہ سب کے سب دور ہو جاویں اور ثابت ہو جاوے۔ کہ تو منفور گناہوں سے [illegible] معصوم ہے۔ اس سوال کا جواب کہ یہ کیوں نہیں صاف کہا گیا [illegible]

خیال میں گناہ تھیں۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ گناہ نہ تھا۔ مثلاً ابوجہل نے آپ کو قطع رحم فساد فی الارض کا الزام لگایا۔ یہ تو صحیح ہے کہ آپ کی بعثت سے بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے جدا ہوا۔ جنگ بھی ہوئے مگر یہ سب باتیں خیر و برکت کا موجب تھیں اس لئے کہ اہل عرب کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ جو کامیاب ہوگا وہی حق پر ہے۔ اب یہی دلیل آپ کی صداقت کی ہے۔ اور ان تمام اعتراضوں و الزاموں کا جواب ہے۔ جو آپ کی ذات ستودہ صفات پر لگائے گئے اور لگائے جائیں گے۔ کیونکہ اس خارق عادت و اتمام نعمت و کامیابی کی نظیر اور کسی نبی میں اس اعلےٰ درجہ کے ساتھ نہیں پائی جاتی اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کی زندگی بالکل پاک اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہے اسی فتح سے کھل گیا کہ آپ اس صراط مستقیم پر ہیں جس پر چل کر انسان آسانی کے ساتھ کامیابی کی منزل پر پہنچ سکتا ہے۔

اصول اربعہ متشابہ سے ثابت ہو گیا کہ جیسے دنیا میں آپکے رفقاء مظفر و منصور اور وارثان جنات ہوئے ایسے ہی آخرت میں ہوں گے۔ اسی طرح آپکے اعداء جیسے دنیا میں ناکام ہلاک ہوئے ایسے ہی آخرت کو ہلاکت کے گڑھے میں پڑیں گے۔

جب دنیا کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہوگئیں تو آخرت کے متعلق بھی ضرور ہونگی اور لیدخل المومنین آہ کی آیت پوری ہوگئی۔

ایمان مع ایمانھم۔ ایمان کے چار مراتب ہیں پہلا درجہ سکینت ہے جس میں کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالےٰ سے خارق عادت نصرت شروع ہو جاتی ہے (ب) اعمال کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے۔ کثرت اعمال صالحہ کے سبب وہی نور اس انسان کو گھیرے رہتا ہے۔

خدا کے وعدوں پر ایمان تو پہلے ہی سے تھا جب پورے ہوئے تو یہ ایک اور ایمان ہو گیا۔

للہ جنود السمٰوٰت والارض۔ بادل۔ ہوا۔ حالات نے جو جو نصرت اسلامی لشکر کے لئے کی۔ یہ سب اللہ کے حکم سے تھے۔

۱۷- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(بقیہ رکوع ۹ - پارہ ۲۶)

شاھدا۔ یہ فتح اس لئے دی کہ ثابت ہو کہ خدا کی ذات و صفات کا ایک گواہ ہے رسول کی رسالت کی گواہی کے لئے اللہ کافی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وکفیٰ باللہ شھیدا اور اللہ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ رسول کی رسالت ھو الذی ارسل رسولہ۔

جو ذات بےمثل ہے اس کے صفات بھی بےمثل ہونگے اور جس کے صفات بےمثل ہیں اس کے افعال بھی بےمثل ہوں گے۔ نبی آتا ہے وہ اپنی ذات و صفات و افعال میں مثل رکھنے والا وجود ہے مگر بعض باتیں وہ ایسی بتاتا ہے کہ انکی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے اور یہ خدا کا کلام ہے۔ کیونکہ بےمثل کا ظہور [illegible]

پارہ چھبیسواں ٢٦ حٰم

رکوع نمبر ١٣

سورۃ الحجرات رکوع ١

مورخہ ١٥۔ مئی سنہ ١٩١١ء

خدا تعالے نے اس سورۃ میں رسول سے فیض لینے کے جو آداب ہیں وہ بیان فرمائے ہیں۔

لاتقدموا بین یدی۔ (ا) باتیں بڑھ بڑھ کے نہ کرو (ب) نہ اللہ و رسول کے احکام پر اپنی دلی خواہشوں اور آرزوؤں کو ترجیح دو۔

واتقوا۔ رسول نہ تو عذاب دینے والا ہے نہ دل کی نیت سے واقف پس اللہ سے ڈرو

ولا تجھروا۔ غصہ میں انسان کچھ کا کچھ کہہ جاتا ہے۔ اس لئے غصہ کی ابتدائی حالت سے ہی منع فرمایا۔ یہ صحابہ ہی کی قوم تھی۔ کہ کسی اختلاف کو اسی ایک امر میں محدود رکھتے تھے۔ جس کے متعلق گفتگو ہوتی اور باقی میں اس کا اثر ہرگز نہ پڑتا۔

ولو انھم صبروا۔ صبر کرنے تو ظاہر ہو جاتا اور عملی رنگ میں شہادت مل جاتی کہ رسول کی عظمت ان کے دلوں میں ہے۔ اور یہ ان کے لئے اچھا وقت۔ ... کام چھوڑ سکتے ہیں۔

ان جاءکم۔ دو امر تھے۔ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اتم ہیں اور مظہر بنے اور فیض رسالت جذب کرنے کے لئے آداب سکھائے۔ دوسرا اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ ان کی صفت تھی۔ اس کے متعلق اسباب بتاتا ہے۔ تاکہ تعلقات درست رہ سکیں۔ تعلقات اس طرح بگڑتے ہیں۔ کسی نے بات سنائی انہوں نے یقین کر لیا اور باہمی کینہ بیٹھ گیا۔ ایسی غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے بہت عمدہ راہ بتائی۔ بات سنانے والا بعض اوقات نیک آدمی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ دوستوں میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

لعنتم۔ البتہ تم تکلیف میں پڑ جاتے۔

وان طائفتان۔ پہلے وہ امور بتائے۔ جن سے بگاڑ پیدا ہو سکتی ہے اب اگر بگاڑ پیدا ہو تو اس کا علاج بتاتا ہے۔ جو شخص غیظ و غضب سے بھر جاتا ہے۔ وہ اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے دوسرے مومنوں کو فرمایا کہ وہ اصلاح کریں۔ جیسا کہ

المقسطین۔ قسط کہتے ہیں ظلم کو۔ اقساط کے معنے قسط کا دور کرنا۔ پس معنے ہوئے ظلم کے دور کرنے والے یعنے منصف۔

مورخہ ١٦۔ مئی سنہ ١٩١١ء

(پارہ ٢٦ رکوع ١٤)

(سورۃ الحجرات رکوع ٢)

بعض فیوض جماعت سے مختص ہوتے ہیں۔ اور جماعت پیدا ہوتی ہے۔ اتحاد سے۔ اس اتحاد کے پیدا کرنے کے لئے چند طریقے بتاتا ہے۔

لا یسخر۔ تمسخر کا انجام اچھا نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات لڑائی ہو جاتی ہے۔

ان یکونوا۔ اس وقت بہتر یا آئندہ کسی وقت میں ہو جاوے۔

ایک حدیث کا یہ مضمون ہے۔ کہ جو کسی کی تحقیر کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے۔ وہ نہیں مرتا۔ جب تک اسی عیب میں مبتلا نہ ہو لے۔

ولا نساء۔ مردوں کو عورتوں سے جدا کر کے پھر بیان کیا۔ یہ اس لئے کہ عورتوں میں یہ بیماری کثرت سے ہے۔ ورنہ عام طرز قرآنی یہی ہے۔ کہ مرد کو خطاب ہوتا ہے۔ اور عورتیں تبعاً اس میں آ جاتی ہیں۔

تلمزوا۔ لمز کہتے ہیں۔ چٹکی لینے کو۔ نکتہ چینی سے بھی دوسرے دل پر ایسی ہی گرفت ہوتی ہے۔ جو کسی کی نکتہ چینی کرتا ہے۔ پھر اس کی بھی نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ تو گویا اس نے اپنی نکتہ چینی کی

(ب) انفسکم سے مراد بھائی بند۔ نکتہ چینی اکثر انہی کی ہوتی ہے۔ جن کے ساتھ تعلقات ہوں۔

تنابزوا۔ نبز۔ پھینکنا۔ اصل نام کو چھوڑ کر کسی اور نام کے ساتھ یاد کریں گے۔

بئس الاسم الفسوق۔ تم اگر کسی کا نام بگاڑو گے۔ تو پھر تم بھی بجائے مومن کے فاسق گنے جاؤ گے (خدا کے دفتر میں)

ان بعض الظن اثم۔ بدظنی بہت بڑا باعث ہے تفرقہ کی اس لئے اس سے منع فرمایا۔ چونکہ بعض ظن اثم ہیں اور اس کا علم نہیں اس لئے ہر ظن سے بچنا چاہیئے۔

لا یغتب۔ کسی کی ایسی بات دوسرے کے آگے کرنی جو وہ شخص ظاہر کرنی نہیں چاہتا یا اگر اس کے سامنے کی جائے تو اسے رنج پہنچے۔ اگر جھوٹی بات کی جائے تو وہ بہتان ہے کوئی اس سے ہوکر یہ نہ سمجھے کہ سچ بات جائز ہے۔

تواب۔ رجوع برحمت کرنے والا۔ التوب۔ الرجوع۔ شعوباً۔ تناکین کنبے۔ ایک دوسرے کی تحقیر (جس کی بنا پر تمسخر ہوتا ہے) سے منع فرمایا۔ کہ ذاتوں پر تکبر ناجائز ہے

ان اللہ علیم خبیر۔ اور اس اتقاء کا علم اللہ کو خوب ہے۔

١٧۔ مئی سنہ ١٩١١ء (بقیہ رکوع)

... جو اعتقادی امور کے متعلق ہے تو نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ مگر دوسرا جو عقائد نفسہ اور ...

سنّۃ اللہ۔ اس سنّت سے مراد خاص وہ سنت اللہ ہے۔ جو انبیاء کے اتّباع اور انبیاء کے مخالفوں کی نسبت ہے۔ کہ متبعین کامیاب اور مخالفین ناکام رہتے ہیں۔

بطن مکۃ۔ مکّہ کی وادی میں۔

خداوند تعالےٰ نے اپنے مقام کی عزّت عجیب طریق سے قائم رکھی۔

الھدی۔ وہ قربانی جو حاجی مکہ میں ذبح کرنے کے لئے لاتے ہیں۔

ولولا۔ پہلے فرمایا۔ کہ ان کے اعمال قابل سزا تھے۔ مگر حرمت مکہ کی وجہ سے اور پھر مؤمنین مؤمنات کے ایذار پہونچنے کے سبب عذاب قتل روکے رکھا

تزیلّوا۔ مؤمن علیحدہ ہو جاتے۔

مؤرخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۲)

سورۃ الفتح رکوع ۴

الرّءیا بالحقّ

انبیاء اپنی پیشگوئیوں کے معنے سمجھنے میں جو اجتہادی غلطی کرتے ہیں اس کے متعلق یہ واقعہ بہت کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ کہ آپ اس خواب کی بناء پر کئی صحابیوں کو ساتھ لے کر آئے۔ مگر صلح حدیبیہ کے مطابق لوٹنا پڑا آخر پھر دوسری بار آئے۔ اور یہ خواب پورا ہوا۔

فعلم ما لم تعلموا

لوگوں نے اپنی طرف سے اسی سال کی خصوصیّت سمجھ لی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہر پیشگوئی کے متعلق ایک پہلو خِفا کا ہوتا ہے۔ جس کا علم اوّلاً اللہ ہی کو ہوتا ہے۔ تاکہ ایمان بالغیب کا ثواب قائم رہے۔ اور تحافون میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ لتدخلن المسجد الحرام۔ فتح کے بعد ہوگا۔

فجعل من دون ذٰلک

اجتہادی غلطی نقصان رساں نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ وہی صلح اس فتح مبین کو جلد لانے کا موجب بن گئی۔

انبیاء کی اجتہادی غلطی پر نادانوں کے اس اعتراض کا دفعیہ کرتا ہے۔ کہ پھر امر دین میں بھی غلطی کھا سکتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

بالھدیٰ ودین الحقّ

یعنے اس میں کسی قسم کا شک یا کمزوری نہیں بلکہ وہ ایسا دین ہے

ہیں۔ جو شکوں سے نکالنے والا اور ایسی مضبوط چٹان ہوتا ہے۔ کہ جو اس سے ٹکر لگادے۔ وہ خود ہی اپنا نقصان کرے۔

لیظھرہ

تاکہ اس کو غالب کر دیوے۔

کفیٰ باللہ شہیداً

ہر چیز کی گواہی اس کے حسب حال ہوتی ہے۔ خدا کی گواہی اکی خارق عادت تائید ونصرت ہے۔ جو نبی کے ساتھ شامل ہوتی ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ یہ بے شک کام جو نبی کے ہاتھوں سے ظاہر ہوا۔ ضرور اس کا اس لیس کمثلہ ہستی سے خاص النخاص تعلق ہے۔

والّذین معہ

ثبوت کو واضح کرتا ہے۔ کہ خود اس کے اور اس کی معیت رکھنے والوں ر معہ میں اشارہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہونا ضروری نہیں) کے حالات سے خدا کے جلال کا علم اور یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ پاکوں کی جماعت ہے۔ جیسے کسی ڈیرہ کے بندوں کو دیکھ کر علم ہوسکتا ہے۔ کہ اس ڈیرے والا کس پایہ کا حاکم ہے۔

اشدّاء علی الکفّار

کفّار کے اثر کو قبول نہیں کرتے اور کفار پر ایسا رُعب قائم ہوتا ہے کہ وہ مومنوں کے مقابلہ میں کھڑے نہیں رہ سکتے۔

مؤمنوں کو غور کرنا چاہئیے کہ خدا کی ہستی کا ثبوت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور سیدنا محمدؐ کی رسالت کا ثبوت ان کی جماعت کے اخلاق سے دیا ہے پس ہمارے افعال اگر خراب ہوں گے۔ تو یہ شرم کا مقام ہے۔

یہاں سُورۃ الفتح کے نوٹ ختم ہوئے

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید سے نوٹ

شروع پارہ ستائیسواں

رکوع نمبر ۱

(سورۃ الذاریات رکوع نمبر ۲)

مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۱ء

مسومۃ ۔ ٹھیک ٹھاک ۔ نشان کردہ

مسرفین ۔ خطاکار ۔ شریعت نے جو حدود قائم کی ہیں ان سے بڑھ کر کوئی کام کیا جاوے تو وہ اسراف ہے۔

برکنہ ۔ رکن ۔ طاقت

ملیم ۔ ملامت اٹھانے والا ۔ بُری حالت میں۔

سورہ الذاریات ۔ رکوع ۳ پارہ ۲۷ رکوع ۲

۲۴ مئی ۱۹۱۱ء

موسعون ۔ فراخ کرنے والے ہیں۔

تذکرون ۔ یاد کرو ۔ تذکر یاد دہانی کو کہتے ہیں۔

ففروا الی اللہ ۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں اسلی ہے تو وہ اسی کی طرف دوڑتا ہے اسی طرح مومن کو چاہیے کہ جب اسے کوئی دکھ پہنچے ۔ تو خدا ہی کی طرف دوڑے

ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا اخر ۔ الٰہ معبود کو کہتے ہیں اور معبود اسے جس کی کامل طور سے فرمانبرداری کی جاوے۔

سورہ الذاریات کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الطور ۔ رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۳

۲۵ مئی ۱۱ء

رقّ ۔ لمبی چوڑی تختی ۔ اصحٰن نے تورات کو اس طرح بناکر رکھا تھا کہ جس طرح چرخ ہے ۔ یعنے ایک رول پر چمڑا وغیرہ لپٹا ہوا ۔ جوں جوں پڑھتے جاؤ کھولتے جاؤ۔

البیت المعمور ۔ حضرت موسٰی جب سفر پر تھے ۔ تو انہوں نے ایک خیمہ عبادت کے لیے بنایا تھا دشمن اسے گرانا چاہتا تھا ۔ مگر خدا جس کا نگہبان ہو اسے کون گرا سکتا ہے [illegible] ہے گو ۔ اور السقف المرفوع سے یہ کہ وہ بڑی شان والا [illegible]

[illegible]

نے ان قسموں کے بعد یہ دعوےٰ پیش کیا ہے کہ ان عذاب ربک لواقع ۔ بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔

دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا ۔ مگر لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ تعالےٰ کا عذاب آیا اور ان کو ہلاک کر دیا اسمیں مشرکین کو بتایا گیا کہ یہ نبی (سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسےٰ کی طرز پر آیا ہے۔

پہلے دنیا میں جو رسول آئے ہیں وہ خاص ایک قوم کے لئے آئے ۔ مگر نبی کریم جو آئے وہ سب کے لئے نبی ہو کر آئے ۔ کوئی بستی نہیں کوئی قصبہ نہیں ۔ مگر اس میں ضرور کوئی نہ کوئی نذیر آیا ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب رسولوں کے مظہر ہیں ۔ اور آپ جامع کمالات بھی ہیں ۔ جس طرح حضرت موسےٰ کا مقابلہ فرعون کے ساتھ تھا اسی طرح آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ابوجہل سے ہوا ۔ اسی نسبت کے لحاظ سے حضرت موسٰی کا ذکر کیا ہے ۔ یعنے جس طور پر خداوند تعالیٰ کی وحی حضرت موسٰی پر نازل ہوئی ۔ اور خدا کی طرف سے ان کو کتاب دی گئی اور ان کا عبادت خانہ قائم اور محفوظ رہا اور وہ سمندر سے صحیح وسالم نکل آئے ۔ اور دشمن ہلاک ہوئے اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید دیا جاوے گا ان کے معابد معمور و مرفوع رہیں گے اور یہ کامیاب اور دشمن ہلاک ہوگا۔

موراً ۔ جو بہت جلدی سے گذر جاوے یعنے اس دن عذاب آئے گا اسے کوئی روکنے والا نہ ہوگا ۔ یہ واقع ظہر کے طور پر قیامت کو ہوگا اور بطور بطن جنگ بدر والے دن یہ سب کچھ پورا ہوا ۔ بادل آیا ۔ بارش ہوئی جس سے مومنوں کے قدم جم گئے ۔ اور بڑے بڑے اشرار ہلاک ہوگئے۔

خوض ۔ نکتہ چینی

دعاً ۔ دھکیلنا۔

بقیہ رکوع ۲۵ مئی ۱۹۱۱ء

قرآن کریم میں حق کی طرف لانے کے لئے مختلف راہیں بیان کی گئی ہیں ۔ چنانچہ ازاں جملہ نعمایں بھی ہیں جو متقین کے لئے وعدہ کی گئی ہیں یعنے رسولوں کی اتباع کرو گے ۔ تو نعمتیں ملیں گی۔

بما کنتم تعملون ۔ بسبب تمہارے کام کرنے کے ۔

حور ۔ گوریاں

عین ۔ فراخ چشم

امددنٰھم ۔ امداد ۔ قدر ضرورت سے زیادہ دینے کو کہتے ہیں پس مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو قدر سے زیادہ دیں گے۔

السموم ۔ زہریلے ہوا کے عذاب

اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ ۔ ملکات حسنہ کے متعلق ہے وہ بڑھتا گھٹتا ہے ۔ تیسرا نور ایمان جسے سکینہ بھی کہتے ہیں وہ بھی بڑھتا گھٹتا ہے ۔ لم تؤمنوا ۔ میں وہ ایمان مراد ہے جس میں تسلیم کے ساتھ یقین بھی شامل ہے اور وہ تیسرا درجہ ہے ۔ اسلمنا ۔ ظاہری فرمان برداری کرکے اپنے تئیں اس سے بچالیا کہ ان سے کفار جیسا سلوک کیا جاوے ۔ لا یلتکم ۔ کم نہ کریگا ۔ غفور رحیم ۔ پہلے قصوروں کے بد نتائج اور آئندہ قصوروں کے صدور سے بچانیوالا اور نیک اعمال کی نیک جزا دینے والا ۔ لم یرتابوا ۔ کسی طرح کا قولی و فعلی اضطراب نہیں ہوتا ۔ جاھدوا ۔ یہ اس ایمان کے ثمرات ہیں ۔ ھم الصادقون ۔ دوسرے مقام پر صدیقون فرمایا ۔ سمجھایا کہ اپنی اعمال کو بڑھ بڑھ کرے ۔ تو صادق سے صدیق بن جائیگا ۔

سورۂ الحجرات کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ قٓ رکوع ۱

(پارہ ۲۶ رکوع ۱۵)

(مورخہ ۱۸ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء)

قٓ ۔ قادر قدیر خدا کی طرف سے یہ کتاب نازل کی گئی ہے ۔

والقرآن المجید ۔ اس مجد و بزرگی والے قرآن کی قسم ۔ یعنے یہ گواہ ہے کہ خدا تعالےٰ قادر ہے ۔ کیونکہ ہر شخص کے کلام ہی سے اس کی طاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

بل عجبوا ۔ یہود خدا کے قادر ہونے کے قائل پھر بھی بنی اسمٰعیل سے نبوت کو عجیب سمجھیں ۔ پھر مشرکین وغیرہم جی اٹھنے کو ناممکن سمجھتے ہیں اور خدا کو قادر بھی مانتے ہیں ۔

ما تنقص الارض ۔ اس میں یہ بات سمجھائی ۔ کہ جو حصہ کم ہوتا ہے (بدن) وہ ہم خوب جانتے ہیں ۔ مگر باقی رہنے والی چیز تو اور ہے اس کا نام روح ہے ۔ ساتھ ہی یہ سمجھایا کہ زمین جو کچھ گھٹاتی ہے اسے بھی ہم جانتے ہیں اس کے ذرات ہمارے علم میں محفوظ ہیں اور وہ ہمارے فرمان پر اکٹھے ہوں گے ۔ افلم ینظروا ۔ اپنی طاقت کا ثبوت پیش فرماتا ہے تا اس سے رسالت اور دوبارہ زندگی کا مسئلہ حل ہو ۔ بھیج ۔ چمکتی ہوئی چیز ۔ پُر رونق ۔ نظام جہان دیکھنے سے دونو مسائل حل ہو جاتے ہیں ۔ تبصرۃ ۔ بصیرت پیدا کرنے کا ذریعہ ۔ ذکریٰ ۔ جس کے دیکھنے سے دوسری چیز یاد آئے ۔ پس اس جہان کو محض جسمانی فائدے کے لئے نہیں بلکہ روحانی فوائد بھی ہیں ۔ منیب ۔ جو خدا کی طرف جھکنے کا وصف رکھتا ہو ۔ وہی ان نتائج تک پہونچ سکتا ہے من السماء ۔ بلندی سے ۔ مبارکاً ۔ جن چیزوں سے بہت حاصل ہو وہ برکت ہے ۔ احیینا یہ الکافی دلیل ہے قیامت کی ۔ جیسے پانی برسنے سے قسم قسم کی روئیدگی نکل آتی ہے اور مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح قیامت قائم ہوگی ۔ فحق وعید ۔ مکذبان رسل (رسول قائلین قیامت ہوتے ہیں) ہلاک ہوئے اس سے بھی ثابت ہوا کہ قیامت حق ہے ۔

افعیینا ۔ یہ اور دلیل دی ہے ۔

۲۶ پارہ رکوع ۱۶ ۔ سورۂ قٓ رکوع ۲

توسوس بہ نفسہ ۔ وسوسہ کسی چیز کا دل میں کھٹکھنا ۔ حبل الورید ۔ دل کی رگ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ ہم سے کوئی چیز الگ نہیں ہم جانتے ہیں اور دل کی رگ سے بھی ہم قریب تر ہیں ۔ اذ یتلقی المتلقیان [illegible]

[illegible] سے ہے ۔ اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ جب لینے والے اسکو لیتے ہیں یعنے ان کے پاس وزن کی ترازو اور نیکیاں لینے والے بیٹھے ہیں وہ ان سے لیتے ہیں یا دونوں ملاقات کرنے والے ملاقات کرتے ہیں عتید ۔ تیار ۔ تحید ۔ ادھر اُدھر پھرنا ۔ پہلو تہی کرنا ۔ نفخ فی الصور ۔ صور پھونکا جائیگا ان کی صورتوں میں روح پھونکی جائیگی ۔ سائق ۔ جانور کو جب چلاتے ہیں جو آگے سے چلانے والا ہوتا ہے اسکو قائد کہتے ہیں اور جو پیچھے ہوتا ہے اسکو سائق ۔ کفار ۔ منکر ۔ ناشکرا ۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعاموں میں سے اللہ کی کتاب ۔ پھر اس کا رسول ۔ جو ان کو نہیں مانتا وہ بڑا ہی ناشکرا اور پکا کافر ہے ۔ عنید ۔ حق کا دشمن ۔ بالوعید ۔ لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین (۲) فمن تبعک منھم فان جھنم جزاؤکم ۔ جزاءً موفوراً ۔

۲۱ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء پارہ ۲۶ رکوع ۱۷ ۔ سورہ قٓ رکوع ۳

حفیظ ۔ اپنے اعمال کو ۔ اپنے مال کو خدا کی نافرمانی کی راہ سے بچائے ۔ ولدینا مزید ۔ صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار مراد ہے ۔ قرن ۔ زمانہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں زمانے کے لوگوں کو بھی قرن کہتے ہیں اور صدی کو بھی کہتے ہیں ۔ نقبوا ۔ نقب سوراخ کو کہتے ہیں اتنے بڑے زبردست تھے ۔ کہ پہاڑوں کو کھود کھود کر گھر بناتے ۔ فی ستۃ ایام ۔ چھ وقتوں میں ۔ رات اور دن کے مجموعہ کو بھی یوم کہتے ہیں ۔ زمانہ کے ایک حصہ کو بھی یوم بولتے ہیں اور دن کے حصے پر بھی اس کا اطلاق ہے ۔ سبح بحمد ربک ۔ تسبیح خدا کو نقصوں سے پاک ماننا ۔ حمد اللہ کو پاک صفات سے متصف جاننا ۔ جو اللہ کو پاک جانتا ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے ۔

سورہ قٓ کے نوٹ ختم ہوئے ۔

۲۲ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء ۔ پارہ ۲۶ رکوع ۱۸ ۔ سورۃ الذاریات رکوع ۱

الذاریات ۔ بکھیرنے والی ۔ الحٰملٰت ۔ اٹھانے والی ۔ الجاریات ۔ چلانیوالی ۔ المقسمٰت بانٹنے والی ۔ یہ صفتیں ہواؤں کی ہیں ۔ دراصل فرشتوں کی صفتیں ہیں یہ ہوائیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے حکم کے نیچے رکھی ہیں ۔ یہ قسمیں دعوے کے ثبوت میں بطور دلیل کے ہیں ۔ دعویٰ یہ ہے کہ جزا و سزا کا مسئلہ برحق ہے ثبوت یہ دیا ہے کہ جیسے دنیا کے کام ظاہری ایک سلسلہ اسباب کی ماتحت ہیں اور ان پر نتائج مرتب ہوتے ہیں ایسے ہی روحانی عالم میں ان اعمال کا ایک نتیجہ ضروری ہوگا ۔ اور اس میں تخلف نہیں اور قیامت کے قیام کے لئے اسباب جمع ہو رہے ہیں ۔ ذات الحبک ۔ (۱) جالی دار ۔ جیسے ریت میں جو رستے ہوتے ہیں انکو بھی کہتے ہیں (۲) ٹیلے ۔ یؤفک ۔ پھیرے جاتے ہیں ۔ اللہ کے سوا آسمان کی باتیں اور کسی کو معلوم نہیں ہوتیں ۔ علی النار یفتنون ۔ جیسے سونے چاندی کو ڈھالتے ہیں اسے فتنہ کہتے ہیں ۔ آگ میں اسلئے ان کو ڈالا جاویگا کہ وہ کھوٹے جائیں ۔ المحروم ۔ جو لوگ باوجود احتیاج کسی سے کچھ نہیں مانگتے خواہ کتنا ہی فاقہ آجاوے ۔ انہ الحق ۔ یعنی انما توعدون لصادق

ان الذین لوا قعر [illegible]

[illegible] پارہ ۲۶ رکوع ۱۵ ۔ سورۃ الذاریات رکوع ۲ [illegible]

داغ ۔ چلا ۔ سمین ۔ موٹا تازہ ۔ دوسری جگہ [illegible]

[illegible]

پیدا فرمائی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کو نقصون سے پاک جاننا ربوبیت کو عالم پر ظاہر کرنا اور صفات کاملہ سے متصف جاننا اور بیان میں سکھاتا ہے کہ انسان صبر سے کام لے اور کسی کی ہلاکت یا اپنی تکلیف ہی نہ کرے۔

سورۃ الطور کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۵

۱۹ جون سنہ ۱۹۱۱ء

النجم اذا ھوی۔ قسم ہے نجم کی۔ جب وہ گرتا ہے۔ مفسرین نے اس کی وجوہات لکھی ہیں جو مذکور ہیں۔ عمدہ ان میں سے یہ بات ہے۔ ستارے جو دستے ہیں۔ بعد غروب کبھی ہو جاتے ہیں اور عرب میں ستارون سے لوگ راہ پاتے اور ٹوٹنے والے شہب کو رجوم للشیاطین فرمایا۔ پس فرمایا کہ جب شہب کو دور کرتے ہیں۔ تو اس نبی کی وحی میں کوئی شائبہ ضلالت نہیں ہو سکتا۔ پہلے معنوں کے لحاظ سے اس کی تفسیر یون ہے کہ ستارون کے قرب و بعد کے سے انسان راہ پاتا ہے۔ گر غروب کے وقت غلطی کا احتمال ہے۔ مگر جو نبی کا رہنما ہے۔ وہ ایسا نہیں کہ غروب ہونے والا ہو پس اس سے غلطی ہو گی۔

علمہ شدید القوی۔ اس ستارہ کی تحدید شروع ہوتی ہے۔

ذو مرۃ۔ قوت والا۔

فاستوی۔ کسی چیز پر ٹھیک درست ہو کر بیٹھ جانا۔

بالافق الاعلیٰ۔ منتہائے بصر جو زمین اور اس شے کے درمیان نظر آتا ہے ہم لوگ اپنی زبان میں سماں کہتے ہیں۔

مفسرین حضرت جبرئیل مراد لیتے ہیں اور اس کے ثبوت میں سورہ تکویر کی ان کو پیش کرتے ہیں۔ انہ لقول رسول کریم الیٰ ولقد راٰہ بالافق المبین۔

لیکن اس میں ایک مشکل ہے اگر جبرئیل مراد لی جاوے۔ تو پھر فاوحیٰ الیٰ عبدہ۔ کی ضمیر بھی اس کی طرف پھرے گی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل کے عبد ٹھہرین گے۔

پس علمہ شدید القوی کا فاعل تا آخر اللہ ہی ہے۔ اور کان قاب قوسین میں عین قرب کا بیان ہے۔ وہ بھی تمام صوفیاء کرام کے نزدیک اللہ تعالےٰ سے ہے۔

پھر ایک اور دلیل دیتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ جبرئیل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دیکھنا اس بات کی کیون کر دلیل ہو [illegible] قرب پر پہنچانے والے بھی جبرئیل

اصل بات یہ ہے کہ خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور اس کلام کے وحی ہونے کا ثبوت دیتا ہے کہ آپ کا معلم شدید القوی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم فرمائی۔ آپ کو اعلےٰ مدارج پر پہونچایا۔ مقام قرب دیا۔ پھر جس سے ممتاز کیا یا یون معنے کئے جائیں کہ وہ زور آور حملون سے امر کی صداقت ثابت کرے گا۔ مخالفین کو ہلاک۔ اور وہی ہدایت دینے والا ستارہ ہے جو اس جہان پر حکومت کر رہا ہے (یہی فاستوی کے معنے ہیں) اور وہ خدا آسمان کے کنارہ پر تھا اور یہ دیکھنا کشفی ہے۔ اور اس قسم کی رویت سے جسمیت ثابت نہیں ہوتی۔ کیون کہ انسان کے دیکھنے کے لئے ضرور ایسی صورت ہونی چاہیئے۔ جیسی اس دنیا میں دیکھی جاتی ہے پھر قریب ہوا اور ٹلکا۔ اور مراد اس سے ظہور قرب ہے۔ کامل سیر یہ ہے۔ کہ سالک سیر فی اللہ الی اللہ کر کے پھر انسان کی ہدایت کی طرف لوٹے (فتدلی) ایسا قرب ہوا جیسے دو کمانون کے ملنے سے درمیان میں دوری رہ جاتی ہے۔ پس اس قرب کی حالت میں وحی ہوئی پس پہلا ہو گیا۔

ماکذب الفواد۔ بعض وقت ایسی بات ہوتی ہے کہ ستارہ تو ہے۔ مگر غفلت کی وجہ سے راستہ غلط ہو جاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ پوری توجہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائم ہے۔ پس وہ ایسی غلطی نہیں کر سکتے۔

۲۰۔ جون سنہ ۱۹۱۱ء

بقیہ سورہ النجم رکوع ۱۔ پارہ ۲۷ رکوع ۵

نزلۃ۔ نزول سے ہے۔ یعنے بتایا کہ انسان روحانی چیزون کو جسمانی چیزون کے رنگ میں دیکھتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز دیکھنے کے لئے دور سے قریب ہوتی ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ۔ لفظی معنے انتہا کی بیری۔ ایک مقام کا نام ہے کیونکہ فرشتون کا عروج اسی مقام تک ختم ہوتا ہے۔

ما یغشی۔ عجیب وغریب جن پر ڈھانک رہی تھی۔

ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ بغیر کسی غرض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ ذات الٰہی کی طرف لگی رہتی۔ اور ذرا بھی ادھر ادھر طبیعت نہ لگتی۔ مشرکین بھی گواہی دیتے۔ ما جربنا علیک الکذب۔ اور نبی کریم بھی بڑے دعوے سے کہتے ہیں ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔

افرءیتم۔ یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنے رب کی آیات دیکھیں۔ تم نے کیا دیکھا۔ لات وعزیٰ۔ جن کی الوہیت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ لوگ اعتراض کرنے میں دلیر ہوتے ہیں۔ مگر خود کسی بات کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ مثلاً یہ تو پوچھین گے مسیح موعود کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ مگر خود یہ بھی نہ بتا سکین گے کہ نبی کریم یا دیگر انبیاء علیہ السلام کی نبوت کا کیا ثبوت تمہارے پاس ہے جسکی بناء پر تم نے ہو [illegible] تاکہ انہی دلائل سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کی جاوے۔

[illegible] ستارہ والے

سورہ الطور رکوع ۲۔ پارہ ۲۷ رکوع ۴

مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۱ء

فذکر۔ جو نذر انبیا وہی یاد کراتے ہیں جو انسان کی فطرت میں مودع ہے۔ اس لئے ذکر فرمایا۔

کاھن۔ اس ملک میں ایسے لوگوں کو غالباً اردو پوپو کہتے ہیں۔ جو عرب میں متقفی عبارتوں میں پیشگوئیاں کرتے۔ اگر غیب کی خبر نہ ہو تو پھر ایسے لوگوں کو شاعر کہتے۔

ایسے ایسے الزام محض اس لئے کہ وہ کمالِ نبوی کا انکار نہ کر سکتے تھے۔ پس ایسے کمالات کو وہ ایسی باتوں کی طرف منسوب کرتے کہ یہ کاہن ہے یا شاعر ہے۔ حالانکہ ایسے لوگ اکثر ذلیل ہی رہتے۔ اسی لئے بنعمت ربّک میں فرمایا کہ تجھ پر بڑے بڑے انعام الٰہی ہیں اور نتیجہ یہ کہ آہستہ آہستہ اسلام غالب آرہا ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا۔ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔ یعنے کفر کی زمین گھٹتے جاتے ہیں اور وہ بھی بحالت ضعف کی زندگی میں۔ ہمارے مسیح موعود کے بارے میں بھی یہی دلیل صداقت ہے۔ کہ احمدی بڑھتے گئے اور غیر احمدی گھٹتے۔

ریب المنون۔ موت کا حادثہ۔

ام ھم قوم طاغون۔ بلکہ یہ لوگ سرکشی کی وجہ سے نبی کو کاہن و مجنون شاعر کہہ رہے ہیں۔

بل لا یؤمنون۔ تقوّلہ کہنے کی جڑ بے ایمانی ہے اسکی وجہ آگے فرماتا ہے۔

فلیأتوا بحدیث مثلہ۔ ذات الٰہی بے مثل ہے۔ تو اس کے صفات افعال کلام بھی بے مثل ہے۔ پس اگر یہ انسانی کلام ہے۔ تو اس کی مثل لاؤ۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت بھی اس آیت سے ظاہر ہے آپکی بعض کتابوں کی مثل باوجود تحدی کے کوئی نہ لا سکا۔ آپ کو یہ معجزہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی طفیل بطور ظل کے دیا گیا۔ تا دنیا پر حجت قائم ہو۔ کہ جناب خاتم الانبیاء کے غلام کا مقابلہ بھی علماء و فضلاء مخالفین سے ممکن نہیں۔ چہ جائیکہ خود آقا اور اس کے مولا کے کلام کا واقع میں یہی نشان اس زمانہ میں ایسا نشان ہے۔ جو قیامت تک باقی اور تمام آنے والی قوموں کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔

ام خلقوا من غیر شیء۔ مشرکوں سے سوال ہے کہ تمہارے معبود جو ہیں ان میں مابہ الاستیاز کیا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ ام لھم ارجل یمشون بھا کیا۔ صرف انہی کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں۔ دوم یہ کہ وہ غیر معمولی مخلوق نہیں تو کیا خالق ہیں اور پھر زمین و آسمان (جن پر ہمارے بقا کا مدار ہے) کے خالق ہیں دوسرے معنوں کے لحاظ سے کفار مراد ہیں۔ ان کو ڈانٹا ہے کہ کیا وہ غیر معمولی مخلوق ہیں یا صرف یہی مخلوقات سے رہ گئے ہیں کہ ان کے شمار سے حرج واقع ہو یا خدا کی مانند خالق اور اسی طرح طاقتور ہیں کہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔

عندھم خزائن ربک۔ خواہ معبود مراد ہوں خواہ کفار۔ مشرکین دونوں پر [illegible] ملزم قائم ہے

ام لھم سلّم۔ [illegible]

اطلاع ملتی ہے۔ اس کے ساتھ سلطان مبین ضروری ہے۔

ام لہ البنٰت ولکم البنون۔ نفس ابنیت کو تو اس دلیل سے رد فرمایا کہ جو چیزیں اپنے نفس سے باقی نہیں صرف انہیں کے لئے اولاد کی ضرورت ہے۔ جب اللہ تعالےٰ ازلی ابدی ہے تو اس کے لئے اولاد کیسی۔ صحیفۂ فطرت بھی اس پر گواہ ہے۔ کہ جو چیزیں تا بقائے عالم رہ سکتی ہیں ان کا قائم مقام کوئی نہیں اور جو نہیں رہ سکتی ہیں ان کا قائم مقام ضرور ہوتا ہے۔

یہاں جو ان کی بیٹیوں کا ذکر ہے اس لئے ہے۔ کہ الزامی طور پر فرمایا کہ تم اللہ کو جمیع صفات کا ملہ یا تم از کم اپنے سے بڑھ کر مانتے ہو پس جب اپنے لئے لڑکی کو ایک داغ سمجھتے ہو۔ تو خدا کے لئے کیوں کر ثابت کرتے ہو۔

مثقلون۔ یعنے کسی دلیل کی وجہ سے انکار نہیں بلکہ کسی چٹی سے جو تم کہتے ہو وہ بھی نہیں۔

فھم یکتبون۔ کسی غیب پر اعتماد ہے کہ اگر ایمان لائیں گے تو فلاں فلاں مصائب میں پھنس جائیں گے۔

مکیدون۔ وہ جنگ اور تدبیریں انہی کفار پر الٹی پڑا کرتی ہیں۔

ام لھم الٰہ غیر اللہ۔ یعنے ان کا خدا کوئی اور ہے۔ کہ خاتم الانبیاء کے خدا کی حکم کی پرواہ نہیں۔ دو خدا اگر برابر ہیں تو ایک لغو ہے۔ اگر ایک کم تو وہ بوجہ احتیاج خدا نہیں۔ اسی واسطے سبحٰن اللہ عما یشرکون فرمایا۔

۱۸ جون سنہ ۱۹۱۱ء

بقیہ۔ ۲۷ پارہ رکوع ۴ سورۃ الطور رکوع ۲

وان یروا۔ پچھے دلائل کا ذکر ہوا۔ اب فرماتا ہے اگر ایسے نشان بھی دکھائے جائیں جو وہ مانگتے ہیں۔ تو بھی قسم قسم کے بہانے بنانے لگیں مثلاً یہ نشان ہے کہ آسمان کا ایک ٹکڑا گر پڑے۔ اور وہ بھی ہم پر۔ اب سمجھنے کا مقام ہے کہ جب ٹکڑا گرے گا تو ہلاک ہوں گے۔ پھر ایمان کب لا سکتے ہیں اور دیکھ کر بھی ایمان لانے کی توفیق نہیں بلکہ حجت بازی کریں گے کہ یہ تہ بتہ بادل ہے۔

یصعقون۔ صاعقہ گرنے والی بجلی کو کہتے ہیں (۲) وہ امر جو انسان کو بے ہوش کر دے (۳) وہ عذاب جو انسان کو پریشان کر دے۔

فذرھم حتیٰ یلقوا۔ ہر ایک آیت کا ایک ظہر ہوتا ہے ایک بطن یہ حالات اگرچہ قیامت کو پیش آنے والے ہیں مگر اس دنیا میں بھی بطور بطن پیش آئے۔ چنانچہ پہلے جنگ بدر کے دن کسفاً من السماء بادل آئے۔ کفار شکست یاب ہوئے۔ اور کوئی نصرت ان کی نہ کر سکا۔ پھر اس کے بعد فتح مکہ کے دن مشرکین عرب اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ یہودی۔ عیسائی اور دیگر قومیں کچھ مدد نہ کر سکیں اور اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

عندا یأ دون ذٰلک۔ جو لوگ اسلام کے خلاف [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید سے نوٹ

پارہ ستائیسواں

آغاز سورۃ القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۸

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۲ء

(۱)

اقتربت الساعۃ ۔ بعض باتیں کسی قوم میں کسی امر کا نشان ہوتی ہیں ۔ اور یہ ان میں شائع و ذائع ہوتی ہے ۔ مثلاً مہدی کے زمانہ میں کسوف خسوف اوروں تک کو معلوم تھا ۔ گو وہ کسی آیت و حدیث کا پتہ نہ دے سکیں ۔

(۲) باتیں کرتے ہوئے رانوں پر ہاتھ مارنا (۳) زبان میں کسی قدر لکنت اسی طرح پہلی اُمتوں میں بعض نبیوں کی نسبت ایسی باتیں مشہور تھیں ۔ گو انکا نشان کتب سابقہ میں نہ ملتا ہو ۔ ہماری کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے ۔ کہ بیت المقدس لانے کے لئے جب حضرت عمر گئے ۔ تو مفسرین نے اپنی کتابوں سے اس کا حلیہ ملایا اور یہ بھی کہ اس کے پیرہن پر کئی پیوند ہوں گے حالانکہ توراۃ وغیرہ میں اس کا بیان مرکز نہیں ملتا ۔

عرب میں یہ بات مشہور تھی کہ ہماری قوم و مذہب میں ایک تنزل آنے والا ہے اس کا نشان یہ ہے ۔ کہ چاند پھٹے گا ۔

اس پر ایک روایت ہے کہ آپ رات کے وقت چند مشرکین عرب کو سمجھا رہے تھے انہوں نے کہا نشان بتاؤ ۔ اس وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو چاند پھٹ گیا یہ نشان ان کے درمیان مشہور تھا ۔

اب یہی اعتراضوں کی بات کہ انشقاق قمر ممکن نہیں ۔ دوم اس کا ثبوت کیا ہے وہ دونوں غلط ہیں ۔ ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ قرآن مجید میں سب یہود مشرکین عیسائی کے سامنے پکار کر کہہ دیا گیا کہ انشق القمر ۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ آگے فرمایا ۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (نشان دیکھ کر منہ پھیر لیتے اور اسے سحر قرار دیتے ہیں) گویا دوسروں کو گواہ فرمایا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ انشقاق قمر سے کسی کو انکار نہ تھا ۔ ہاں وجہ میں بحث تھی ۔ وہ منسوب بہ سحر کرتے اور قرآن مجید اسے آیت الٰہی فرماتا ہے کیونکہ اسے حق ہے کسی کو طاقت ہے کہ کسی امر کی نسبت ڈنکے کی چوٹ اعلان کردے اور مخالفین کو چیلنج دے

[illegible] چاند پھٹتا ۔ تو [illegible] کہ سنت اللہ کا [illegible] اس کا جواب [illegible]

ایک محدود عقل وتجربے والا انسان نہیں کرسکتا کیونکہ بعض واقعات ہزار سال بعض پانچ ہزار سال کے بعد پیش آتے ہیں ۔

سائنس والے تو ابھی تک صرف انسان کے اندر جو کچھ ہے اس کا پورا پورا علم بھی حاصل نہیں کرسکے ۔ (ب) نظام شمسی میں کیا فرق آنا تھا ۔ درحقیقت روایات کے مبالغہ سے ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ۔ دیکھئے کسوف خسوف غیر معمولی تاریخوں میں پھر ماہ رمضان میں ایک قانون کی ماتحت ہوا ۔ مگر قبل از وقوع ایک اعجوبہ تھا حضرت موسےٰ سمندر سے گزرے ۔ جو آندھی کی وجہ سے ایک طرف چڑھ رہا تھا اور آپ ایسے وقت پہونچے ۔ کہ پانی ہٹ گیا اور فرعون ایسے وقت کہ پانی بڑھ گیا ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ میں ریت کی مٹھی پھینکی ۔ اور وہ سب کفار کی آنکھوں میں پڑی ۔ کیونکہ ہوا آندھی کے طور پر دشمن کی طرف چل رہی تھی اور مٹھی پھینکنے کے ساتھ ہی ریت اُڑ اُڑ کر ان کی آنکھوں میں پڑنے لگی ۔ پس معجزہ تو یہی ہے ۔ کہ پہلے پیشگوئی کی گئی کہ اللہ اپنے بندے کی نصرت کرے گا ۔ اور مخالفین کو ہلاک ۔ پس کیا یہ ممکن نہیں ۔ کہ چاند کے آگے ایسا جرم آجائے کہ چاند دو حصے نظر آئے ۔ اور آپ نے الہام الٰہی سے ایسے وقت میں اشارہ کیا کہ قانون قدرت کے مطابق چاند دو ٹکڑے ہو رہا تھا بعض زلزلے ایسے آتے ہیں کہ ایک جگہ میں زمین پھٹی ہے اور دوسری میں ایسی ملی ہے کہ پھر پتہ نہیں لگا ۔ تو کیا چاند میں ایسا ہونا محال ہے ۔

کل امر مستقر ۔ ہر امر کے لئے موقع ومحل ہے اور ہر ایک امر ایک حد بست کے اندر ہے پس عذاب اپنے وقت پر آ دیگا ۔ جو اس قوم کو تباہ کرے گا اور اس کا نشان انشقاق قمر ظاہر ہو چکا ۔

حکمۃ بالغۃ ۔ پختہ بات جو حد کمال کو پہونچی ہوئی ہو ۔ یعنے جن پر فرد جرم لگ چکا ہو ۔ جو کفر و عناد کے اس درجہ تک پہونچ گئے ہوں وہ نشانوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے ۔

شیٔ نکر ۔ جسے آدمی جانتا نہ ہو اس کے دیکھنے سے گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے ۔

ھذا یوم عسر ۔ ٹڈی دل کی طرح منتشر ہونا اور قبروں سے نکلکر بلانیوالے کی طرف دوڑنا ۔ یہ قیامت ہی میں ہوگا مگر دنیا میں ایسی باتوں کا نظارہ دکھایا جاتا ہے ۔ پس اجداث سے مراد اس صورت میں وہ گھر ہیں ۔ جو تباہی کے وقت ان کے لئے بمنزلہ قبروں کے ہیں ان سے نکلکر وہ اپنے بلانے والے کے پاس جائیں گے اور اقرار کریں گے کہ یہ یوم عسر ہے ۔

چنانچہ مثال میں بعض قوموں کا حال بیان کرتا ہے کہ یہ دن دنیا میں ان پر کیسے آیا ۔

فجرنا الارض عیونا ۔ اس کے چشمے پھاڑ دئے ۔

دسر ۔ بادبان ۔ اصل معنے اس کے دفع کرنے اور زور سے دھکیلنے کے ہیں چونکہ بادبان کشتی کو دھکیلتے ہیں اسلئے بادبان پر اس کا اطلاق ہوا (۲) ان میخوں کو بھی کہتے ہیں ۔ جن سے کشتی کے اجزاء کو جوڑا جاتا ہے ان رسّوں کو بھی کہتے ہیں جن سے کشتی باندھتے ہیں ۔

الا اسماء ۔ محض نام ہیں ان کے نیچے حقیقت کوئی نہیں ۔ افسوس کہ مسلمانوں میں بھی پیر پرستی قبر ۔ پرستی یہاں تک بڑھ گئی ہے ۔ کہ علاقہ ہزارہ میں ایک کھوتے (گدھے) کی قبر کی پرستش کی جاتی ہے ۔ پشاور کے اکثر گھروں میں جعلی قبریں بنی ہوئی ہیں ۔

الهدیٰ ۔ قرآن مجید ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ما تمنّیٰ ۔ مشرکین نے ایک آرزو بنا رکھی ہے ۔ کہ هؤلاء شفعاءنا عند الله اور یہ معبود ہمیں غالب کریں گے ۔ فرماتا ہے کیا محض خیالی پلاؤ سے کچھ بنتا ہے ۔

مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۶ ۔ سورہ والنجم رکوع ۲

لا تغنی شفاعتهم شیئاً ۔ معبودان باطلہ کا رد کر چکا ہے اب جن کا ادن کو اثر مانتے ہیں ان کے بارے میں فرماتا ہے ۔ کہ انکی شفاعت کسی کام کی نہیں ۔

الا باذن الله ۔ شفاعت میں دو شرطیں ہیں ۔ ایک اذن ۔ دوم جس کے لئے پسند فرماوے ۔ دوسرے مقام پر یہ لکھا کہ شفاعت کس کے لئے ہوگی ۔ من شهد بالحق ۔

لا یؤمنون بالاخرة ۔ کفار نہیں فرمایا تا اشارہ ہو ۔ اس بات کی طرف کہ ملائکہ کو لڑکیاں قرار دینے والے ایسے ہی لوگ ہیں جو اعمال کی جزا و سزا سے نڈر اور آخرت کے منکر ہیں ۔

من علم ۔ یقینی بات (وحی ۔ عقل ۔ دلیل ۔ نشان) اس زمانہ میں بھی یہی معیار فیصلہ کن ہے ۔ اہل سنت و اہل تشیع میں تو بہت فرق ہے ۔ خود اہلسنت کے فرقوں میں ایسا بُعد ہے کہ ایک فرقہ ایک چیز کو حلال کہتا ہے ۔ دوسرا حرام ۔ گویا شک میں ہیں ۔ یقینی علم کسی کو نہیں ۔ ایسے وقت میں ایک مصدق کی ضرورت ہے ۔ جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہدے اور جس کے ذریعے یقینی علم حاصل ہو ۔ کہ خداوند تعالےٰ کی رضا کس امر پر ہے ۔ وہ مصدق اور حکم وہی ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ پر ایسے نشان ظاہر ہوئے جن سے ثابت ہو گیا کہ اس کا خاص تعلق ذات ربانی سے ہے ۔

ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ۔ کسی مسئلہ متنازعہ فیہا کی نسبت پہلے نبی کے بعد روایات کی بنا پر فیصلہ ہونا مشکل ہے کیونکہ ہر فرقہ اپنے اپنے روایت مقبولہ پر زور دیتا ہے پس صاحب وحی مامور کی اتباع تمام قسم کے ظنوں سے رہائی دیتی ہے کیونکہ اس کے حق پر ہونے پر حجۃ بینہ قائم ہوتی ہے ۔

عن ذکرنا ۔ ذکر یعنے قرآن ۔ چنانچہ فرماتا ہے ۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۔

لیجزی ۔ لیظاہر للہ ما فی السموات وما فی الارض ۔ اس اگلی آیت کی وجہ نہیں ہو سکتا اصل بات یہ ہے کہ آسمان و زمین کی چیزیں ہی ہیں ۔ جنکو دیکھ کر یا تو انسان اللہ کا فرمان بردار بنتا ہے یا [illegible] [illegible] چیزیں ہدایت و گمراہی کا موجب [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

کبائر ۔ گناہوں کے کچھ سلسلے ہوتے ہیں ۔ یعنے ایک بدی کرنے سے دوسری بدی کرنی پڑتی ہے ۔ جس پر یہ سلسلہ ختم ہو وہ کبیرہ ہے ۔ مثلاً غیر محرم کو دیکھنا صغیرہ [illegible] پھر رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے ہی بدنظری زنا تک پہنچتی ہے پس یہ کبیرہ ہو گیا ۔ مؤمن کبائر سے اجتناب کرتا ہے کیونکہ اس تک بہت سے مرحلے طے کرکے پہنچا ہوتا ہے ان مراحل میں عرصہ لگتا ہے اتنی مدت اگر کسی وقت بھی خشیت الٰہی غالب نہ ہو تو وہ مومن کیسا ۔ مؤمن کی شان تو یہ ہے ۔ اذا مسهم طائف من الشیطن تذکروا ۔

الفواحش ۔ کھلی کھلی بے حیائی ۔ اس کے لئے کسی لمبے عرصہ کی ضرورت نہیں مؤمن اس سے بھی بچتا ہے ۔ (الحیاء شعبة من الایمان)

الا اللمم ۔ آلودگی ۔

مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ ۔ رکوع ۷ ۔ سورہ النجم رکوع ۳

افرءیت ۔ جہاں کہیں آتا ہے مراد اس سے یہ کئے جاتے ہیں تم بتلاؤ تو سہی ۔

اکدیٰ ۔ کنواں نکالتے وقت جب کوئی ایسا پتھر آجاوے کہ آگے کنواں نکل نہ سکے تو اسے اکدیٰ کہتے ہیں یعنے روک رکھا ۔

ابراهیم الذی وفیٰ ۔ ابراہیم کی وفاداری دو جگہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے ایک مقام پر فرمایا ۔ اذ ابتلیٰ ابراهیم ربه بکلمٰت فاتمهن ۔ آپکو چند احکام دئے گئے جنہیں آپ نے پورا کر دیا ۔

(۲) دوسرا وہ مقام ہے ۔ جہاں پر آیا ہے ۔ یبنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ ۔ الیٰ فلما اسلما وتله للجبین ۔ وناديناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا ۔ یعنے آپنے جب اپنا راکھی بیٹے کا گلا کاٹنے کی تیاری کر لی ۔ اللہ تعالےٰ نے وحی سے روک دیا کہ تو نے پورا کر دیا ۔

وازرة ۔ یہ صیغہ صفت کا ہے اس کا موصوف نفس ہے اور اس کے معنے ہیں اٹھانیوالی جان

اخریٰ ۔ یہ بھی صیغہ صفت کا ہے موصوف اس کا مقدر ہے یعنے کوئی اٹھانیوالی جان ۔ دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۔

اضحك وابکیٰ ۔ اللہ تعالےٰ جس طرح دنیا میں ہنسنے اور رونے کا نظارہ دکھاتا ہے ۔ وہی نظارہ قیامت میں بھی دکھائیگا او جزا سزا دیگا ۔

تمنیٰ ۔ ٹپکانا ۔ ڈالنا ۔ اقنیٰ ۔ ایسی چیز کسی کو دینا جو ذخیرہ ہو ۔

رب الشعریٰ ۔ ایک تارہ ہے اور یہ دو ہیں ۔ جو زیادہ روشن ہے ۔ اسکی پوجا کرتے تھے فرمایا جسکی تم پوجا کرتے ہو ۔ وہ بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے ۔

والمؤتفکة ۔ لوط کی بستیاں جو الٹائی گئی تھیں ۔ تتمارىٰ ۔ [illegible] جس کے جھگڑا کرتے ہو ۔ ازفت الازفة ۔ [illegible] [illegible]

[illegible]

وکل شئی ۔ پہلی قوموں کی تباہی کے وجوہات کتابوں میں موجود ہیں ۔ غالب وجہ مخالفت انبیاء تھی۔

مقعد صدق ۔ عرب جو چیز اعلیٰ و مفید ہو اُسے صدق سے تعبیر کرتے ہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ متقون اچھے مقامات پر ہوں گے ۔

سورہ القمر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الرحمٰن رکوع ۱ ۔ ۲۷ پارہ رکوع ۱۱

مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۳۰ھ

الرحمٰن ۔ رحمٰن سے مطلب ہے کہ ہماری جسمانی زندگی کے سامان بہم پہنچائے اور روحانی زندگی کے لئے قرآن مجید جیسا کلام نازل کیا۔

علّم القرآن ۔ قرآن زمانے میں یہ سمجھایا کہ یہ کتاب ہمیشہ پڑھی جائے گی اور دست بُرد زمانہ سے محفوظ رہے گی۔

خلق الانسان ۔ الانسان سے مراد یہاں میرے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہیں ۔ آپ اکمل ترین انسان تھے ۔ اس لئے آپ کی پیدائش کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

علّمہ البیان ۔ آپؐ کے لئے اس کے مطالب واضح کردئے۔

الشمس والقمر ۔ چونکہ لوگوں نے ان نعمت عظمیٰ کی ناشکری کی اس لئے اور انعامات کا ذکر کرکے انہیں شرم دلاتا ہے اور الزام دیتا ہے ۔ کہ کس کس نعمت کا انکار کروگے اور جب عام نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں ۔ تو اس خاص نعمت کی ناشکری کوئی تعجب انگیز نہیں۔

النجم ۔ ستارہ یا بوٹی جو بلدار ہو ۔ چونکہ الشجر کے ساتھ آیا ہے اس لئے دوسرے معنے لئے جاتے ہیں۔

سورج و چاند سے فائدہ اٹھایا درختوں کے پھل انہی سے پکتے ہیں ان کی پرستش شروع کردی اور ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجہ نہ کی ۔

وضع المیزان ۔ ہر چیز کی حقیقت اور اس کی قدر معلوم کرنے کے لئے ایک میزان ہے لوگ اس سے کام نہیں لیتے ۔ ورنہ ہر شے سے اس کی قدر کے مطابق سلوک کرتے ایسا ہی ہر شے کا ایک اندازہ مقرر ہے ۔ جب اس سے کم و بیش کریں تو فساد پڑتا ہے میزان سے مراد ترازو نہیں بلکہ وہ جس سے اندازہ ہوسکے ۔ پس اقیموا الوزن ولا تخسروا المیزان ۔ صرف تولنے کے متعلق ہی ہدایت نہیں بلکہ ہر امر کے متعلق ہے

الاکمام ۔ کُم کے معنے غلاف ہیں ۔ کھجور کے خوشوں پر ایک غلاف ہوتا ہے [illegible] کا اطلاق [illegible] بھی ہوتا ہے ۔

[illegible] ادراک ہی ہوتی چیز ۔ [illegible]

دیکھا تکذبٰن ۔ یہاں تثنیہ آیا ہے ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جن و انس مخاطب ہیں اس پر دو سوال ہوسکتے ہیں ۔ کیا قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ وہ بصیغہ تثنیہ خطاب کیا کرتا ہے ۔ پس اس سورۃ میں اس نرالی طرز کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے (۲) یہاں تو تکذیب کا ذکر ہو رہا ہے ۔ اور دوسری طرف انعامات کا اظہار ہے ۔ جو زیادہ تر انسانوں سے خاص ہیں ۔ ہم نہیں دیکھتے کہ جن کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اصل بات تو یہ ہے ۔ کہ تفسیر معتبر تو وہ ہے ۔ جو خود قرآن مجید کرے یا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروایت صحیح مروی ہو ۔ یا لغت و قواعد عربیہ واضح ہو پس میرے نزدیک یہ تاکید کے لئے ہے ۔ جو محاورات عربیہ سے ثابت ہے ۔ چنانچہ سبعہ معلقہ میں ہے

قفا نبک من ذکریٰ حبیب و منزل ۔ عربوں کا یہ طرز ہے ۔ کہ جب کسی کو ملامت کرنا اور کسی بات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہیں تو تثنیہ کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور مخاطب جمع ہوتے ہیں۔

مورخہ ۳ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

بقیہ رکوع ۔ ۲۷ پارہ رکوع ۱۲ ۔ سورہ الرحمٰن رکوع ۲

من صلصال کالفخار ۔ لوگوں نے لفظی معنے لئے کہ بجنے والی مٹی ۔ اور پھر اصل مطلب سے دور جا پڑے ۔ کیونکہ انسان کسی حالت میں بجنے والی مٹی کی طرح نہیں ہوتا ۔ اصل بات یہ ہے کہ برتن خاص مٹی سے بنتے ہیں پھر جوں جوں اچھے برتن ہوں وہ خاص خاص قسم کی مٹی سے بنتے ہیں پس اس میں بتایا کہ آدمی ایک خاص قسم کے سلاطین سے بنا ہے ۔ صلصال سے بتایا ہے کہ اس کے اجزاء میں اتصال ہے اور فخار سے یہ کہ وہ خاص الخاص مٹی ہے ۔

رب المشرقین ۔ صیفی و شتائی مطالع کے اعتبار سے فرمایا۔

منہما ۔ مفسرین نے اس جا پر بڑی بحث کی ہے ۔ بعضوں نے سمجھا ہے کہ لؤلؤ و مرجان دونوں کھاری سمندر سے نکلتے ہیں ۔ انہوں نے من احدہما اس کا اصل سمجھا ہے ۔

ذوالجلال ۔ ایسی آیات کے معنے کرنے میں لیس کمثلہ شیٔ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے ۔

اس پر مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے کہ جب سب چیزیں فنا ہو جائیں گی ۔ تو پھر ایک وقت آئے گا کہ عرش فنا ہو ۔ عرش کے اُٹھانے والے فرشتے بھی ۔ پھر خداوند تعالےٰ کا مقام کہاں ہوگا ۔ ایسا ہی جنت دوزخ پہلے بنے ہوئے موجود ہیں ۔ تو جب سب کچھ فنا ہوتا ہے ۔ تو جنت دوزخ بھی نہ ہوں گے ۔ آخر یہ چیزیں مستثنیٰ ہیں حالانکہ کوئی آیت قرآنی و حدیث رسول یزدانی اس پر شاہد نہیں یاد رکھو کہ حق بات پر کبھی اس قسم کا اعتراض نہیں ہوسکتا ۔ عرش ایسی چیز نہیں کہ وہ مخلوق ہے بلکہ استواء علی العرش ایک صفت ہے صفات باری تعالےٰ میں سے (۲) جنت دوزخ پہلے سے موجود نہیں بلکہ [illegible] کے اعمال [illegible] کا نام ہے ۔ [illegible]

دسور ۔ اس اونٹنی کو کہتے ہیں ۔ جو بہت تیز رفتار ہو۔
صرصراً ۔ صرصر کہتے ہیں چیخ کو ۔ جو ہوا تیز چلتی ہے اسکی رفتار سے ایک آواز نکلتی ہے
یوم نحس ۔ یہ اس قوم کے لئے میلہ و عید کے دن تھے جسے وہ مبارک سمجھتے اس لئے فرمایا کہ تم جنہیں بابرکت سمجھے وہی منحوس ثابت ہوئے۔
مستمر ۔ ہوا پے در پے چلنے والی۔
منقعر ۔ کھو کھلے جڑ سے کٹے ہوئے۔

مورخہ ۲۷ جون ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۹ ۔ سورۃ القمر رکوع ۲

کذبت ثمود بالنذر ۔ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہ آنا ہوتا ۔ تو پھر انبیاء اور ان کے مخالفین کے انجام کے ذکر کی کیا ضرورت تھی کوئی بھی سورۃ خالی جاتی ہے ؟ جس میں انبیاء اور ان مخالفین کی ہلاکت کا بیان نہ ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ نبی آپ کی مُہر سے بطور آپؐ کے ظلّ کے آئیگا۔

ابشراً منا واحداً نتبعہ ۔ امام ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ وحدت قائم رہے اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو "ایک" کی اطاعت کو گمراہی اور معصیت کا موجب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے ۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے موید و منصور کرتا ہے خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے بلکہ وزراء کی رائیں ۔ اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ انہیں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھ لے۔

اشر ۔ اکڑ باز ۔ متکبر۔
سیعلمون ۔ ضرور جان لیں گے ۔ سَ یہاں تاکید کے لئے ہے۔
غداً ۔ نہ صرف بروز قیامت بلکہ اسی دنیا میں یہ امتیاز ہو گا ۔ چنانچہ آگے فرماتا ہے۔

فتنۃ لھم ۔ فتنہ کندن کرنے کو بھی کہتے ہیں ۔ (۲) مصیبت میں پڑ جانا۔ (۳) ابتلاء یعنے ایسی چیز جس سے انسان کی مخفی حالت ظاہر ہو جائے ۔ پس وہ اونٹنی ان کی مخفی حالت کو ظاہر کرے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ کہتے ہیں ہم اچھے ہیں اور یہ کذاب اشر مگر اسی اونٹنی کے ذریعے کھل جائے گا کہ کذاب اشر یہ خود ہیں۔

قسمۃ بینھم ۔ مفسرین تو کہتے ہیں کہ ایک دن اور لوگ پانی پئیں ایک دن اونٹنی مگر یہ غلط ہے ۔ کیونکہ بینھم و بین الناقۃ ۔ نہیں فرمایا ۔ پس مراد یہ ہے کہ اوروں کے لئے تو باری مقرر ہے مگر اونٹنی اس قسم کی باری سے مستثنیٰ ہو گی ۔ کل شرب محتضر ۔ سے بھی یہی مراد ہے کہ خواہ کوئی باری ہو ۔ اونٹنی حاضر ہونے کی مجاز ہے۔

فصاحبھم [illegible]

کرے ایک اور ہلاک ہو ساری قوم ۔ یہ عدل الٰہی سے بعید ہے ۔ صاحبھم سے ظاہر ہے کہ وہ اوروں کے مشورے اور صلاح سے گیا ۔ پھر تعاطی آیا ہے جس کے معنے ہیں دوسروں سے ہتھیار لیا اور اس نے کونچیں کاٹ دیں۔

عقر ۔ مطلق زخم کو بھی کہتے ہیں اس رگ کے کاٹنے کو بھی کہتے ہیں جس کے بعد جانور چل نہ سکے۔

یاد رہے کہ معجزہ اس بات کا نام نہیں کہ وہ سائنس ۔ عقل ۔ تجربہ ۔ شواہد کے ضرور خلاف ہی ہو بلکہ وہ ایک امر ہے جس سے خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس نبی کے اللہ سے خاص تعلقات اور دشمنوں کے اس کے مقابل پر عاجز رہ جانے کا ظہور ہو۔

پس وہ اونٹنی نہ تو پتھر سے نکلی اور نہ اسمیں وہ خصوصیات تھیں ۔ جو خواہ مخواہ لوگوں نے بنا لی ہیں ۔ اونٹنی ناقۃ اللہ اسی لئے کہلائی کہ وہ صالح کی صداقت کا نشان ٹھہری ۔ کیونکہ آپ نے اس کے بارے میں علامت قرار دی کہ اسے دکھ پہنچاؤ گے تو ۳ دن بعد تباہ ہو جاؤ گے۔

صیحۃ ۔ جو عذاب دفعتاً آ جاوے اسکو صیحہ بولتے ہیں۔

ھشیم المحتظر ۔ حظیرہ ۔ باڑ کو کہتے ہیں ۔ محتظر وہ جس کا باڑا ہو ۔ ھشیم باڑ کے روندے ہوئے ٹکڑے۔

کذالک نجزی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔ شکر گذاری شرط ہے۔

فتماروا ۔ جھگڑا کرنے لگے۔

۲۸ جون ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۰ ۔ سورۃ القمر رکوع ۳

النذر ۔ ہمارے انذار یا ہمارے ڈرانیوالے۔
کفار کا قصہ بتا کر اکفارکم فرمایا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثیل موسیٰ تھے یہ سمجھایا کہ مشرکین عرب کا بھی وہی حال ہو گا ۔ جو فرعونیوں کا ہوا۔
منتصر ۔ بدلہ لینے والے ۔ عرب کی قوم میں بدلہ لینے کی بڑی عادت تھی اور اسی بات پر افتخار تھا۔

سیھزم الجمع ۔ یہ سورۃ مکی ہے اس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لے جاتے ہیں پہلے چھوٹے چھوٹے جنگ ہوئے ۔ آخر جنگ احزاب میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔ جسمیں تمام قومیں جمع ہو کر مقابلے کے لئے آئیں مگر سب کی سب بھاگ گئیں ۔ کیا کوئی انسان عقلی قیاس سے ایسی پیشگوئی اس بے بسی کی حالت میں کر سکتا ہے۔

بقدر ۔ ہمارا اپنے وقت پر ہوتا ہے جو خدا کے علم میں موجود ہے پس ان کی ہلاکت کے متعلق جلدی نہ کرنی چاہیئے۔

اشیاع [illegible]

پارہ ستائیسواں

رکوع نمبر ۱۴

(سورہ الواقعہ بقیہ رکوع ۱۴)

۸ جولائی ۱۹۱۱ء

مخضود۔ کانٹے دور کئے ہوئے۔ اس میں یہ بتایا کہ جنت کے آرام میں کوئی [illegible]

[illegible]

ظل ممدود۔ [illegible] وقت گھٹتا جاتا ہے۔ اس لیئے بعض اوقات درخت کے سایہ [illegible] کو دھوپ آجاتی ہے۔ فرمایا اس کا سایہ بہت پھیلا ہوا ہوگا۔

لا ممنوعۃ۔ [illegible] کی قسم ہے۔ طاقت نہیں۔ وقت نہیں۔ خود معدہ میں خلل ہو کسی قسم کی روک نہ ہوگی۔

فرش مرفوعۃ۔ عالیشان بچھونے [illegible] گی آیت
عربا اترابا [illegible] بیبیاں خاوندوں کی عمروں کے مناسب حال

(پارہ ۲۷۔ رکوع ۲۔ سورہ الواقعہ ۱۴)

۹ جولائی ۱۹۱۱ء

یحموم۔ سیاہ دھوئیں
کریم۔ انسان جس سے خوف [illegible] اسکی ایک عزت دل میں ہوتی ہے فرمایا اس ظل سے آرام نہ پائیں گے۔

مترفین۔ آرام طلب۔ دوزخ بمنزلہ شفاخانہ کے ہے اس میں ایسی روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔

الحنث۔ (۱) خدا کی عظمت دل میں نہ تھی اپنی قسمیں توڑتے تھے (۲) مطلق گناہ۔ گناہوں پر اصرار کرتے تھے (۳) بار بار قسمیں کھا کر کہتے کہ قیامت کو اٹھائے نہ جائینگے

المیقات۔ اسوقت تک جمع کیے جائینگے (۲) یعنی [illegible] ایک مقررہ دن کی تاریخ میں
[illegible] پیاس کی ایک بیماری ہوتی ہے۔ فرماتا ہے۔ گرم پانی
[illegible]

بیش کیا جائے۔ اسے نزل کہتے ہیں۔

افرایتم ما تمنون۔ چونکہ اعتراض حشر اجساد پر ہے اسلیئے فرماتا ہے کہ وہ منی جس سے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ پس کیا وہ دوبارہ خلق پر قادر نہیں۔ کیونکہ منی سے انسان بننا بھی تو حیرت انگیز ہے۔

قدرنا بینکم الموت۔ جو خدا کی ہستی پر موت لا سکتا ہے کیا وہ اس موت کو ہٹا نہیں سکتا

شجرتھا۔ (۱) بانس کے درخت سے بھی آگ نکلتی ہے (۲) آگ پتھر یا کسی جسم میں چھپی ہوتی ہے۔ پھر شعلہ درخت کی مانند ہو جاتا ہے۔

اپنی قدرتوں کا بیان کیا ہے۔ تا ظاہر ہو کہ وہ قیامت لانے پر قادر ہے۔

للمقوین۔ مسافر بھوکے لوگ۔

(پارہ ۲۷۔ رکوع ۱۶ سورہ الواقعہ رکوع ۳)

۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء

فلا اقسم۔ قسم کے فعل پر لا نفی آتا ہے۔ اس کی توجیہیں مفسرین نے کی ہیں جن میں سے مشہور یہ ہے کہ لا زائد ہے۔ (۲) اس بات پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ کھلی ہوئی صداقت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس عقیدہ کی تردید مقصود ہو اس کے لیئے لا آیا ہے کہ ایسا نہیں۔ اور پھر قسم کھائی گئی۔ کہ حقیقت یوں ہے۔

بمواقع النجوم۔ مواقع جمع موقع جس کے تین معنی ہیں گرنے اور پڑنے کی جگہ۔ گرنا (مصدر) اور اترنا۔ کتاب اللہ کی نسبت تم انکار کرتے ہو اور کہتے ہو۔ افترا ہے۔ ایسا نہیں۔ میں تمہیں ستاروں کے گرنے کی طرف (نبی کے ظہور کے وقت ستارے بہت ٹوٹتے ہیں) کہ وہ بھی ایک نشان ہے متوجہ کرتا ہوں۔ یہ قرآن کریم ہے۔ اور تمام شیطانی دستبردوں سے محفوظ ہے۔

من رب العالمین۔ اس میں بتایا۔ کہ جیسے خدا تعالیٰ جسمانی پرورش کر رہا ہے ضرور ہے۔ کہ روحانی تربیت کا سامان بھی بھیجے

مدھنون۔ کمزوری سستی۔ ڈھلمل یقینی دکھاتے ہو۔

غیر مدینین۔ نہیں رعیت اور محکوم

ان کنتم صادقین۔ اس میں توجہ دلائی۔ کہ ایسے قادر و توانا خدا کے پیغام کو چھوڑ کر اپنے لیئے مصیبت نہ لو۔

سورہ الواقعہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الحدید۔ رکوع ۱۔ پارہ ۲۷۔ رکوع ۱۷

۱۶ جولائی ۱۹۱۱ء

سبح۔ مصدر تسبیح۔ خدا کو تمام نقصوں سے پاک سمجھنا۔ اس کے لیئے تین طرح کے معنے آئے ہیں (۱) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً (۲) سبح ما فی السموت والارض
[illegible]

کل یوم - ہر وقت - ہر لحظہ - یوم زمانے کا ایک حصہ

ھو فی شان - اس کا مطلب یہ نہیں - کہ بچپن سے بڑا پاتا ہے اور ناقص سے کامل ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے - کہ خدائے تعالےٰ کی ذات مختلف اوقات میں اپنی نئی نئی تجلیاں کرتی ہے -

سنفرغ - یہ انسانی محاورہ کے مطابق فرمایا یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے - کہ جزا و سزا کے لئے ایک وقت معین ہے - اس وقت میں خاص توجہ فرمائیں گے - دنیا میں اس کے فیض ربوبیت ورحمانیت سے کفار معاندین بھی حصہ لے رہے ہیں اس واسطے سزا کے متعلق ٹھیک انکشاف نہیں ہوتا - مگر ایک وقت پورے طور پر حقیقت منکشف ہوگی سزا کی خبر دینا یہ بھی احسان اور خدا تعالےٰ کا انعام ہے -

مورخہ ۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(بقیہ رکوع ۲)

فبای الاء ربکما تکذبٰن - تکرار فصیح کے کلام میں بغیر از حکمت بالغہ نہیں ہوتا

شواظ من نار - شعلہ بے دود - آگ سے -

نحاس - مفسرین نے اس کے معنے کئے ہیں - دھواں والا شعلہ - دراصل پتھر کے کوئلے گندھک تانبے کی آگ بہت تیز ہوتی ہے -

ایسی آیات کے آگے فبای الاء ربکما کا ربط بہت غور سے معلوم ہو سکتا ہے -
پہلے فرمایا تم بھاگ نہیں سکتے - پھر بتایا کہ یہ نہ سمجھو آسمان پھٹنے سے تم نکل جاؤ گے کیونکہ وہ وردۃ کالدھان ہوگا - ایسی سخت حالت سے صرف قرآن مجید ہی ذریعہ نجات ہے - پس تم کس کس نعمت کا انکار کروگے -

لا یسئل عن ذنبہ - بعض مقامات پر آیا ہے کہ سوال کیا جاوے گا - ایسی آیات میں دراصل اختلاف نہیں کیونکہ لا یسئل کی وجہ بتادی کہ وہ علامتوں سے پہچانے جائینگے سوال دو قسم ہے - ایک سوال بطور تہدید - ملزم ٹھہرانے کے لئے - یہ سوال تو ضرور ہوگا - دوسرا سوال مجرمین کی معرفت کے لئے ہے - سو اس کی ضرورت نہیں کہ اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے -

حمیم آن - گرم ابلتا ہوا -

۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۲ - سورۃ الرحمٰن رکوع ۳

مقام ربہ - اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے -

ذواتا - ذو کا تثنیہ ذوا - مؤنث ذواتا

زوجٰن - نر و مادہ - اچھا اور برا -

وجنا الجنتین - اور دونوں جنتوں کے چیدہ پھل -

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان - رب کریم فرماتا ہے کہ ہمارے اتنے احسانات ہیں تم پر - پس تمہیں بھی احسان ہی کرنا چاہیئے جو یہ ہے - ان تعبد ربک کانک تراہ (الحدیث) احسان کے معنے اخلاص بھی ہیں - جس کے معنے ہیں - محض ذات اللہ کی رضا مقصود ہو اور خالصاً لوجہ اللہ ہو -

من دونہما جنتٰن - پہلے فرما چکا ہے - ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن - پس چار ہوئے -

حضرت اقدس نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ایک جنت دنیا میں ملتا ہے - ایسا ہی ایک جنت برزخ قبر میں ہے - پھر روز حشر میں ایک جنت ہے - جو تا یوم الحساب ہے - پھر ایک یوم الحساب کے بعد -

خیرات - نیک ہوں والی - عورتیں ہوں یا اور چیزیں -

لم یطمثھن - مطلب یہ کہ وہ پاکیزہ ہوں گی - ولاجان سے یہ مراد ہے کہ بدکار نہیں - بلکہ بعض صلحاء کو تو خواب میں بھی شیطان نہیں آتا اور وہ بچ جاتے ہیں اور میں اس میں صاحب حال ہوں -

سورۃ الرحمان کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ الواقعہ رکوع ۱ - پارہ ۲۷ رکوع ۱۴

۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

یہ جو آخری سورتیں ہیں ان کا اکثر حصہ مکی ہے - اس وقت ابھی یہودیوں اور عیسائیوں سے مباحث نہ شروع ہوئے تھے بلکہ نظر بر حالات موجودہ دو امور کی ضرورت تھی - مشرکین عرب خدا کو تو مانتے تھے - مگر اس کی صفات کے متعلق بہت غلطی میں اس واسطے ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اور ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کہہ کر بتوں کی پرستش کرتے - دوم - روز قیامت اور جزا و سزا کو نہ مانتے تھے اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کے متعلق بالدلائل بیان فرمایا اور یہ صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی الہامی کتاب ہے کہ اپنے دعاوی کو بدلائل بیان فرماتی ہے - اور ان سورتوں میں پیشگوئیوں کی کثرت ہے - تا ان کا وقوع قیامت کے وقوع پر دلیل ٹھہرے -

کاذبۃ - فاعل بمعنے مصدر - کذب

خافضۃ رافعۃ - اسمیں پیشگوئی کردی کہ جو بڑے بڑے عالی جناب بیٹھے ہیں پست کئے جاویں گے -

اصحٰب المیمنۃ - یمن بمعنے برکت وسعادت وہی یمین کے معنے دایاں ہاتھ پس دونوں معنے ہوئے سعادت والے - داہنی طرف والی - مشئمۃ اس کے خلاف ما اصحٰب المیمنۃ - تعجب وحیرانی کے اظہار کے واسطے یہ اسلوب عبارت ہے -

موضونۃ - دہری بنی ہوئی - سونے کی تاروں وجواہرات سے بنے ہوئے -

مخلدون - ہمیشہ اسی عمر میں رہنے والے - ایسے لڑکے ہیں کہ ہمیشہ خدمتگار رہنا چاہا جائے -

معین - چشمہ دار چشمہ - مصفا پانی -

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹ

پارہ اٹھائیسواں

رکوع نمبر (۱)

(سورہ مجادلہ رکوع ۱)

۲۴- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

حق پہنچانے [illegible] سے ہیں۔ بینات۔ تاکہ لوگ
عمل [illegible]
[illegible] لوگوں کے خدا [illegible]
[illegible]
[illegible] بہ ضرورت
[illegible] پہ چاہیے فضل
[illegible] سے
تجادلک فی زوجھا۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] جب تک [illegible]
[illegible]
[illegible] رجوع [illegible]۔ آپ نے فرمایا
[illegible] آیت نازل ہوئیں۔
بعض مفسرین اس طرف بھی گئے ہیں کہ یہ زینب کے متعلق ہے۔ وہ اپنے [illegible] اللہ کے حضور فریاد کرتی۔ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور اس طرح پر اس رسم کا قلع قمع ہوا جو منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام سمجھتے تھے۔

چونکہ ظہار بھی اسی قبیل سے ہے اس مناسبت سے اس کا ذکر ساتھ [illegible] یعنی جیسے کوئی اجنبی لڑکا بیٹا کہنے سے بیٹا نہیں بن جاتا۔ اسی طرح بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔

یظھرون۔ ظہار کہتے ہیں اپنی بی بی کو۔ یہ کہنا انت علی کظھر امی [illegible] سے رجوع کا کفارہ بتاتا ہے۔

فاطعام ستین مسکینا۔ چونکہ اس کے ساتھ من قبل ان یتماسا [illegible] مفسرین کے نزدیک اس صورت میں پہلے ہی مس جائز ہے [illegible] ساتھ نہیں اس لئے ایک مسکین کو بھی ساٹھ روز یا متفرق اوقات

میں کھلا سکتے ہیں۔ [illegible] مسکینوں کو یکدم۔

ذلک لتؤمنوا باللہ ورسولہ۔ دین میں تشدد کیا جاوے تو اعتقاد باطل ہو جاتا ہے۔ اور عادت میں اخلاص و جوش نہیں رہتا بلکہ نافرمانی تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس لئے یہ سہولتیں جو اوپر گزریں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان بڑھانے کا موجب ہیں۔

احصہ اللہ۔ اللہ نے محفوظ و ضبط کر لیا۔

۲۵- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۸ رکوع ۲ - سورہ مجادلہ رکوع ۲

بما لم یحیک بہ اللہ۔ یعنی اپنے اخلاص کے اظہار کے واسطے ایسے ایسے آداب بجا لاتے ہیں۔ جو خدا کے مقرر کردہ سلام سے بھی بڑھ کر ہوں (۲) اپنے طور پر سلام دیتے ہیں جو اس نے اس طور پر دعا نہیں دی۔

قیل لکم۔ جب تم کو کہا جاوے۔

تفسحوا۔ کھل جاؤ۔ النجوی کے لئے مجلس ضروری ہے اس لئے اس کے احکام فرمائے۔ پھر ان لوگوں نے بیچ موعود کو دیکھا ہے اور اس کی مجلس میں بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ نبی میں ایک خاص کشش ہوتی ہے اور اس وقت کھل کر بیٹھنا بہت مشکل ہوتا۔ اگر صریح حکم نہ آتا۔

یرفع اللہ۔ یہ اس اطاعت کا انعام ہے کہ ایسے مومن کا رفع درجات ہوگا۔

والذین اوتوا العلم۔ نبی کریم کا ارشاد تھا کہ اہل علم مجھ سے نزدیک بیٹھا کریں۔ مگر بما تعملون خبیر۔ میں بتا دیا۔ کہ رفع درجات تو اعمال پر ہے۔

ءاشفقتم۔ مفسرین نے غلطی سے سمجھا ہے کہ پہلی آیت منسوخ ہے یہ صحیح نہیں۔ بات یوں ہے۔ کہ لفظ صدقہ کا رکھا ہے اور نبی کریم اور آپ کے اقربا پر صدقہ حرام تھا پس صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ حکم کسی طمع کی بنا پر نہ تھا اور صدقہ کا لفظ وسیع ہے۔ اچھی بات پر بھی صدقہ کا اطلاق ہوا ہے۔ رستے سے ایذا کا ہٹانا۔ رستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ پھر اگر حقیقی معنے مال دینے کے بھی لئے جاویں۔ تو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم۔ فرمایا جن کے پاس ہو پھر بھی وہ نہ دیں اور یہ نہ دینا اس حالت میں ہے۔ کہ اللہ نے اس پر رجوع برحمت کیا ہے۔ تو نمازیں قائم کرو۔ اور فرض صدقہ ہی دے دو۔

۲۶- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۸۔ رکوع ۳ - سورہ مجادلہ رکوع ۳)

کفر و شرک و عقائدِ فاسدہ سے یکسر زمین پاک ہو جائے۔ اور ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات تمام قسم کے نقصوں اور کمزوریوں سے منزہ ہے۔ نہ بت معبود ہو سکتے ہیں۔ نہ عیسیٰ جو کہ ایک عاجز انسان تھا۔

العزیز الحکیم۔ کسی کام کا اتمام دو باتوں پر ہے۔ ایک کرنیوالا صاحب حکمت ہو دوم غالب۔ یہ صفات حقیقی طور پر ہی خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔

وھو علیٰ کل شیئ قدیر۔ ہر چاہی ہوئی چیز پر۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فرما چکا ہے

یفعل ما یشاء۔ ویحکم ما یرید۔

ھو الاول۔ لیس قبلہ شیئ۔ والاخر لیس بعدہ شیئ والظاھر۔ لیس فوقہ شیئ والباطن۔ لیس دونہ شیئ۔ یہ معنی احادیث میں آئے ہیں۔

ستۃ ایام۔ چھ وقتوں میں۔

استویٰ علی العرش۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ان چیزوں کو پیدا کر کے آزاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ ذرہ ذرہ پر میری حکومت ہے۔

ھو معکم اینما کنتم۔ وہ تمہارا ہی مددگار ہے۔ جہاں کہیں بھی تم ہو۔

اٰمنوا۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں۔ ایک یقین۔ ایک تسلیم۔ اگر یقین نہو۔ تو ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ اگر دونو نہ ہوں تو اسے عنادی کافر بولینگے۔

انفقوا۔ مال کا دینا۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ مال لوجہ اللہ وہی خرچ کر سکتا ہے جس کے اندر صدق ہو۔

صحابہ کرام کوئی تم سے زیادہ نمازیں نہیں پڑہتے تھے تین باتیں ان میں تھیں ایک نبی کریم کی صحبت۔ دوسرا ایمان کامل درجہ کا۔ تیسرا خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے تھے۔

مورخہ ۱۸- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع ۲

یقرض اللہ۔ قرض کاٹنے کو کہتے ہیں۔ خدا کے نام پر کچھ دینے کو قرض اسلیئے فرمایا کہ جو خرچ کروگے۔ وہ واپس دیا جائیگا۔ بلکہ ثواب عظیم بھی ملیگا۔

اجر کریم۔ جو رزق فتوحات کا ہوتا ہے اسے رزق کریم کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تم جنگوں میں لگے ہوئے ہو۔ اس کا تم کو اجر عظیم اور رزق کریم ملیگا۔

نقتبس۔ کسی کی آگ سے یا چراغ سے اپنے چراغ کو روشن کر لینا۔ فرمایا۔ یہ قیامت کے دن تم کو کسی کا نور کام نہ آئیگا۔ اپنا نور اپنے ساتھ لاؤ۔

غرور۔ غ کے فتحہ کے ساتھ شیطان کا نام ہے۔ بہت ہی دہوکہ دینے والا

فدیۃ۔ جس کو دے کر انسان اپنی جان چھڑا لے۔

ھی مولٰکم۔ مولا کے معنے ساتھی۔ ہمراہی دن لوٹنے کی جگہ منافقوں کو بتایا کہ تم کچھ عرصہ باہر مت آخر اسی آگ میں پڑوگے۔

تخشع (۱) ڈرنا (۲) کسی کے لیئے فروتنی اختیار کرنا۔ فرمایا۔ اقرار پر مومنوں اور منافقوں میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ منافق بھی آمنا و صدقنا کہتے ہیں۔ اور مومن بھی لیکن مومن کے اندر یہ بات بیٹھی ہوئی ہے۔ اور منافق کے قلب میں ایمان نہیں ... داخل ہو جاتا ہے۔

الشھداء۔ شہید اسے کہتے ہیں جو دوسروں کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ مامور من اللہ جب آتا ہے تو تین کام کرتا ہے۔ غلط مسائل کی تصحیح (۲) خدا کے آیات دکہا کر نئے سرے سے ایمان پیدا کرتا ہے جو فسانہ کے رنگ میں نہیں ہوتا (۳) لوگوں کے لئے اطاعت اللہ و پابندیٔ شریعت میں نمونہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ امور صدیقین و شہداء کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔

مورخہ ۲۰- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۹ سورہ الحدید رکوع ۳

الحیوٰۃ الدنیا۔ وہ زندگی جو نزدیک کی ہو۔ اسکے واسطے پانچ باتیں ہیں۔ لعب۔ لہو۔ زینت تفاخر۔ تکاثر۔ لعب۔ ایسی چیز جس میں کوئی تکان ہو مگر فائدہ کوئی نہو۔ لہو۔ ایسی چیز جس سے غفلت پیدا ہو جائے۔ الکفار۔ کافر زمیندار کو کہتے ہیں۔ کفر کے معنے ڈہانپنا زمیندار بیج کو ڈہانپتا ہے اسے کافر کہا جاتا ہے۔ ومغفرۃ من اللہ و رضوان۔ اللہ جو سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسکی رضامندی ہوگی۔ تو پھر کونسی نعمت ہے۔ جو نہ ملیگی۔ کفار کے لیئے عذاب شدید فرمایا۔ اور مومنوں کے لیئے مغفرۃ و رضوان۔ جوان کافروں کے لیئے عذاب پر عذاب ہوگا کیونکہ اپنے مخالف کو سکھ و آرام میں دیکھنا بھی انکے لیئے ایک عذاب ہوگا

سابقوا۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ دنیوی علائق میں پھنس نہ جانا بلکہ منزل مقصود کا خیال رکھو

من قبل ان نبراھا۔ تقدیر کے متعلق لوگوں کو یہ دہوکہ لگتا ہے۔ کہ جب خدا نے پہلے ہی لکھدیا ہے۔ کہ فلاں کام یوں ہوگا۔ تو اسکے متعلق کوشش کی کیا ضرورت ہے کسی آدمی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ چوری کریگا۔ اور زنا جہنمی ہوگا۔ تو اب وہ شخص اس کے خلاف کیا کر سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے۔ کہ خدا عالم الغیب ہے۔ مگر اس سے انسان کا مجبور ہونا کہاں سے ثابت ہوا۔ جب کہ ہر ایک انسان جانتا ہے کہ اسے باری کیوقت کوئی مجبور نہیں کرتا پس علم تابع معلوم ہے۔ معلوم علم کے تابع نہیں مثلاً خواب میں کسی کے بارے میں ہم کوئی امر دیکھیں اور وہ ویسا ہی ہو جائے۔ تو اب خواب نے اس شخص کو اس امر کے ویسا ہی کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ پس خدا کا علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ علم چونکہ صحیح ہے اسلیئے جو کام جیسا ہونا تہا۔ ویسا ہی خدا کے علم غیب میں قبل از وقوع آگیا۔

لکیلا تاسوا۔ یہ عدم افسوس مجبور محض ہونیکے لیئے نہیں بلکہ اسلیئے کہ سلسلہ اسباب کسب کے نتیجہ میں ایسا ہوا۔

۲۳- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع

الا ابتغاء رضوان اللہ۔ اس میں بتایا رہبانیت مطلقاً منع نہیں اسقدر جائز ہے جو اللہ کی رضامندی کے لیئے ہو اور وہ وہی ہو سکتی ہے۔ جس میں خدا کے کسی اور حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مسلمان عبرت پکڑیں۔ پہلے بتایا کہ انبیا بھیجنا ہماری سنت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء اور حضرت نوح موجودہ نسل انسانی کے مورث اعلیٰ کا ذکر کیا۔ پھر انکے خلف کا۔ پھر اہل کتاب کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جانیسے خاتم النبیین کی ضرورت بعثت کا سوال حل کیا۔

کفلین۔ کفل کہتے ہیں۔ ترازو کے پلڑے کو۔ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کہ اس امت کو دو چند اجر ملیگا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے

(ب) دنیا کے کام خدا کے لیئے ہوں تو وہ بھی از روئے اسلام دین کے حکم میں ہیں اسلیئے کفلین فرمایا

لئلا یعلم ... کہ مسلمان اللہ کے فضل ہو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے

لا یستوی۔ دنیا میں ہر فریق مذہب یہی سمجھتا ہے کہ ہم ہی جنتی ہیں فرماتا ہے اسی دنیا میں ہم اصحاب النار اور اصحاب الجنۃ میں امتیاز رکھتے ہیں اور وہ جو کہ جنتی گروہ میں ہو اس کی زندگی ہوتی ہے وہ اسی دنیا میں نعمارِ جنت پا رہے ہوتے ہیں۔

الامثال۔ مثل مثال۔ جو دوسری بات کو واضح کر دیوے۔

الٰہ۔ معبود۔ مقصود۔ مرجع خلائق۔

السّلام۔ سلامتی والا۔ سلامتی دینے والا۔

المؤمن۔ امن دینے والا۔

المھیمن۔ بجلال صاحب عظمت حفاظت کرنیوالا۔

الجبّار۔ (۱) بگڑی کا بنانے والا (۲) قابو اختیار والا۔

الخالق۔ کسی چیز کا اندازہ کرنے والا۔ چنانچہ اس آیت ھو الّذی خلق لکم مافی الارض جمیعًا۔ میں یہی معنے ہیں۔ کیونکہ چیزیں تو قیامت تک پیدا ہوتی رہیں گی۔ خلق کے معنے گھڑنے کے بھی ہیں۔ فتبارک احسن الخالقین۔ خلق کے معنے دو چیزوں کو آپس میں ملانا۔ جہاں پہلے یا تیسرے معنے ہیں۔

البارئ۔ حدیث میں آیا ہے۔ برئ النسمۃ۔ اس روح کو جو ان اجزاء اور ان کے اندر چھپی ہوتی ہے۔ اس کو درست کرکے۔ ٹھیک ٹھاک بنا کے ظاہر کرنے والا۔

المصوّر۔ ترسے بالفعل لانے والا۔

سُورۃ الحشر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سُورۃ الممتحنہ رکوع ۱

(پارہ ۲۸ رکوع ۷)

مورخہ ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

یہ سورۃ مکی ہے اور مکی وہ سورتیں کہلاتی ہیں۔ جو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے نازل ہوئیں۔ دوم۔ بعض مفسرین کے نزدیک وہ سورتیں بھی جو مدینہ سے مکہ کی طرف آنے کے اثناء میں (مثلاً صلح حدیبیہ) نازل ہوئیں۔

پہلی شق کی بنا پر بجزمون الرسل یہ پیشگوئی ہے۔ جو اس رکوع کے ابتداء میں بیان ہوئی۔

لن تنفعکم۔ کفار سے قطع تعلق کی تاکید فرمائی تو اب اس خیال (رشتہ دار۔ آخر رشتہ دار ہیں ان سے تو چارہ نہیں) کا رد کرتا ہے کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ دنیا میں نہ یوم القیامۃ

لقد کان لکم۔ حضرت ابراہیم اور آپ کے ساتھیوں کا بیان فرماتا ہے جنہوں نے کفار سے الگ ہو کر نقصان نہیں اٹھائے اور دین و دنیا میں کامیاب رہے۔

لاستغفرنّ لک۔ کہتے ہیں کہ آب سے مراد باپ نہیں۔ کیونکہ اس سے استغفار کی ممانعت ہو گئی۔ اور حضرت ابراہیم کی آخری عمر میں دعا تھی۔ رب اغفرلی ولوالدیّ۔ جس سے منع نہیں کیا گیا۔ پس اب اور تھا والد اور۔

فتنۃ للذین کفروا۔ ہم ان کے لئے فتنہ کا موجب نہ ٹھہریں۔ اس طرح پر بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص کے عمل سے دوسرے کو بدظنی ہوتی ہے اور اس سے ٹھوکر کھا کر وہ پھر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۲) ہمیں ایسا نہ بنا کہ کفار کے جور و ستم کا محل بن جائیں۔

یکم اگست سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۸ رکوع ۸۔ سُورۃ الممتحنہ رکوع ۲)

عسیٰ۔ یہ اکثر اللہ کلام کا طرز ہے۔ (ب) بعض امور میں مخاطب کی حیثیت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہاں پر ہے یعنی بعض باتیں دوسرے پر موقوف ہوتی ہیں۔ بطور تقدیر معلق۔ اگر کوئی یوں کرے گا تو یوں ہو جائیگا۔

ان تولّوھم۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ دوستی تو کفار سے بہرحال منع ہے۔

بین ایدیھن وارجلھن۔ محاورہ ہے۔ "اپنے پاس سے"

فی معروف۔ حدیث میں ہے۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ خلفاء کا معصوم ہونا چونکہ قطعی نہیں اسلئے یہ شرط فرمائی۔ معروف عرف من الشرع (۲) جس کا اس قسم کے لوگوں سے ہونا ثابت ہو۔ یعنی حکام جو حکم دیتے ہیں اور ان کی اطاعت کی جاتی ہے۔ عرف (۳) جو جو کام ایسے ہیں کہ عرف عام میں اچھے سمجھے جاتے ہیں۔

سُورۃ الممتحنہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سُورۃ الصّف رکوع ۱

(پارہ ۲۸ رکوع ۹)

۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

یایّھا الّذین اٰمنوا۔ چونکہ مومنوں کو سمجھ آگئی تھی کہ یہ زمانہ تنزیہ کا ہے اسلئے ان کو خصوصیت سے خطاب فرمایا۔

بنیان مرصوص۔ دیواریں جن کے جوڑ سیسے اور تانبے کو پگھلا کر ملائے گئے ہوں۔

واذقال۔ بنی اسرائیل کی بدعہدیوں کو یاد دلاتا ہے کہ انہوں نے اپنے رسول کو دکھ دیا اور نقصان اٹھایا پہلے جنگ کے واسطے اصرار کرتے اور وقت پر کہہ دیا۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

تو لوا قوماً غضب اللہ ۔ جب کسی غضبی قوم سے تعلق رکھا جاوے تو اس کا نتیجہ عذاب شدید ہے۔ اور غضبی قوم سے تولاء کرنے والے مؤمن قوم میں سے نہیں۔

عذاب مھین ۔ چونکہ انہوں نے اپنی ہر دلعزیزی و عزت قائم کرنے کے لئے دونوں گروہوں سے تعلق رکھا اس لئے ان کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا ہے۔ وہ دنیا ہی میں ذلیل ہوتے ہیں۔

ھم الکٰذبون ۔ باوجود دشمنوں سے اپنا اعتبار قائم کرنے کی کوشش کے وہ جھوٹے ثابت ہوں گے۔

لا تجد قوماً ۔ غور کا مقام ہے کسی شخص کے دل میں اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہو اور پھر وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہو۔ ایسا نہیں ہو...

سورۂ مجادلہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ الحشر رکوع ۱

۲۷ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

سبّح للہ ۔ تسبیح کا صفات میں استعمال ہے۔ اور تقدیس کا افعال میں۔ سبّح بصیغہ ماضی آیا ہے تا یہ ثابت ہو کہ اس سے پہلے بھی تسبیح ہوتی رہی ہے۔

آگے ایک واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہو گا۔ کہ زمین و آسمان اس امر میں اب متفق ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ تمام نقصوں سے مبرّا اور عیبوں سے منزّہ ثابت ہو۔

اخرج الذین کفروا من اھل الکتٰب ۔ اہل کتاب اس لئے تا ظاہر ہو کہ وہ کفار جن کو اپنے علم اور فنون جنگ پر گھمنڈ تھا یہ قوم بنی نضیر کا حال ہے۔ جو در پردہ کفار مکہ سے ملے ہوئے تھے۔

یخربون بیوتھم بایدیھم ۔ ان کو ملک شام میں جلاوطنی کا حکم ہوا۔ وہ اپنا مکان گرا کر اس میں سے قیمتی لکڑیاں لے جانے پر ساعی ہوئے۔

بقیہ رکوع

۲۷ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

ما افاء اللہ ۔ جو مال جنگوں میں حاصل ہوتے ہیں وہ بالعموم تین قسم ہیں
(۱) ایک وہ جو جنگ کر کے حاصل کیا جائے اُسے مال غنیمت کہتے ہیں۔
(ب) جنگ نہیں ہوئی اور رعب سے مل گیا اس کا نام فۓ ہے۔
(ج) جنگ میں انعام مقرر ہو جائے یا یہ حکم کہ جو کچھ کوئی حاصل کرے اسی کا ہو چکا اس کا نام نفل ہے۔

یہاں فۓ کی تقسیم کا ذکر ہوتا ہے۔

لذی القربیٰ ۔ رسول کے یا رسول کے خلفاء کے رشتہ دار۔

باغ فدک مال فۓ میں سے تھا۔ پس شیعوں کے اعتراض رد ہو گئے۔

ما اٰتٰکم الرسول ۔ یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ مہاجرین کو کیوں نہیں دیا گیا اس لئے

یوثرون علےٰ انفسھم ۔ انصار نے بڑے بڑے ایثار کئے۔ جن کے پاس دو بیویاں تھیں۔ بعض نے اپنے مہاجر بھائی کے لئے ایک بیوی کو طلاق دیدی۔

والذین جاءو من بعدھم ۔ یہاں ایک نکتہ معرفت بعض مفسرین نے بیان کیا ہے۔ کہ شیعہ مذہب حق پر نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ان کا تبرا اس اگلی آیت ربنا اغفرلنا ولاخواننا کے خلاف ہے۔

۲۹ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(۲۸ پارہ رکوع ۵ ۔ سورۂ الحشر رکوع ۲)

لاانتم ۔ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں پڑھنے میں احتیاط چاہیئے۔ لکنا ھو اللہ ربی ۔ لکن ہی پڑھا جائے گا (ب) لاَاذبحنہ ۔ لَ اَذبحنہ پڑھا جاتا ہے (ج) ایسا ہی یہاں لَ انتم (د) لاالی اللہ لَ الی اللہ ہی پڑھا جائے گا۔ مفسرین نے اس پر بحث کی ہے کہ رسم خط میں کیوں ایسا ہوا۔ یہ قرآن مجید کی حفاظت کا زبردست ثبوت ہے کہ بظاہر قواعد ۔ عام عرف کے خلاف اگر کوئی بات پائی گئی تو بھی قرا نے اسے یونہی رہنے دیا۔

۳۰ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۸ رکوع ۶ سورۂ الحشر رکوع ۳

واتقوا اللہ ۔ اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔

ولتنظر ۔ یہ تقوے کے حصول اور اس پر قائم رہنے کی عمدہ تدبیر بتائی گناہ کی جڑ غفلت ہے اور غفلت سے بچنے کے لئے آئندہ بہبودی کی فکر چاہیئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ۔

نسوا اللہ ۔ اللہ کو بھول جانا تین طرح پر ہے ایک جیسے دہریہ کا حال ہے کہ نہ خدا کے قائل نہ اس کے صفات کا اقرار ۔ (ب) خدا کو مانتے ہیں۔ مگر شوخی شرارت سے بھرے ہوئے اعمال ایسے کہ گویا خدا پر ایمان نہیں ۔ (ج) غفلت سے ایک وقت ایسا آجاتا کہ حکم الٰہی بجا نہ لائے۔

فانسٰھم انفسھم ۔ یہ نسوا اللہ کی سزا ہے۔ مشرک خدا کو بھولتا ہے ۔ تو یہاں تک گرتا ہے۔ کہ پتھر کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ حالانکہ اس پجاری کی ذات پتھر سے ہزار درجہ بہتر ہے مگر وہ اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ تب مسلمان بھی اپنی دینی دنیوی حالتوں پر غور کریں کہ کہاں سے کہاں تک پہونچ

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹ

پارہ اٹھائیسواں

رکوع نمبر ۱۲

سورہ الجمعہ رکوع ۲

۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

ذکر اللہ ۔ قرآن مجید میں لفظ ذکر کا قرآن شریف پر بولا گیا ہے اس لئے اس سے بعض نے مراد خطبہ لیا ہے اور چونکہ خطبہ ذریعہ ہے یاد الٰہی کا اور نصیحت ہے۔ اس لئے بھی اسے ذکر اللہ فرمایا۔ صلوٰۃ پر بولا جاتا ہے۔

فاسعوا ۔ اس سے وجوب جمعہ کا فقہا نے استدلال کیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ شہر نہیں ہیں جہاں … اس لئے ان بلاد میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ … شہر نہیں … جہاں … تنفیذ احکام اور اقامت حدود موجب شرع اسلام کرتا ہو۔ … سلطان مسلم ہو۔ بعض کہتے ہیں پڑھ لیں مگر احتیاطی بھی ساتھ پڑھ لیں یہ غلط بات ہے کیونکہ … تو رفع فساد کے لئے ہے۔ اور … فساد نہیں ہوتا۔ دوم ۔ … ہوگا اور … جب … ان میں نفس نفیس نہیں … مصر کی تعریف تو فقہا نے اس وقت کے حالات کے مطابق لکھ دی اب … کہ اگر وہ نشان نہ پائی جاوے۔ تو شہر ہی نہ رہے۔ مثلاً دلی اسلامی حکومت کے وقت تو مصر تھی۔ اور اب نہیں۔ یہ مضحکہ خیز بات ہے۔

پھر فقہاء معتبر نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے جمعہ کی فرضیت ان بلاد میں ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے امام ہو (ولو متغلبا) اگرچہ متغلب ہو اور اسی کتاب کے دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ کہ امام چار شرائط کے ساتھ ہوگا (۱) مرد ہو۔ عقلمند (۲) جوان ہو (۳) آزاد ہو (۴) مسلمان ہو۔ متغلب وہ ہو جس میں یہ شرطیں یا ایک دو نہ پائی جاویں۔ جس سے سلطان کافر کی حکومت میں بھی جمعہ فرض ثابت ہے۔

مصر کی تعریف امام محمد نے کی ہے جس پر فتوے ہے۔ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ۔ شہر وہ ہے کہ اس کی بڑی مسجد میں تمام نمازی نہ آ سکیں۔ نمازی سے مراد وہ جن پر نماز فرض ہے۔ شامی نے یہ بھی لکھا ہے اکبر مساجدہ سے نکلتا ہے۔ کہ اس مقام میں تین مسجدیں ہوں۔ پر مسجد میں … کے لئے مخصوص ہوتے ہیں وہ بھی شامل ہیں اور اس کو

کوئی گاؤں خالی نہیں۔

وذروا البیع ۔ بیع تو ہر مقام پر ہوتی ہے۔ پھر بیع جمعہ میں آنے سے ایک دفعہ مانع ہوئی۔ تو اس کا ذکر فرما دیا۔ مطلب تو مطلق اشتغال ہے جس میں ایک امر کا جو زیادہ تر مانع ہوا۔ ذکر آ گیا۔

یہاں سورہ الجمعہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ المنافقون رکوع ا پارہ ۲۸ رکوع ۱۳

۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

فصدوا عن سبیل اللہ ۔ اسلامی لباس میں رہتے۔ اور نو واردوں کو افترا آمیز باتیں سنا سنا کر گمراہ کر دیتے۔

بانھم اٰمنوا ثم کفروا۔ ایمان پہلے اجمالی حالت میں ہوتا ہے۔ مومن تو دن بدن ایمان میں بڑھتا ہے اور آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہتا ہے۔ مگر منافق کو جب کوئی ابتلا پیش آتا ہے تو ایمان میں گھٹتا ہے۔ گھٹتے گھٹتے کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔ پارہ اول رکوع ۲ میں اس کی تفسیر ہے کانھم خشب مسندۃ ۔ یہ منافق کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ وہ اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں بلکہ دوسروں کے سہارے پر ہوتا ہے۔

یحسبون کل صیحۃ علیھم ۔ ہر آواز کو اپنے مضر ہی سمجھتے ہیں۔ مثلاً جنگ کا آوازہ اٹھا تو یہ سمجھے کہ بس اب ہم مارے گئے ایسا ہی کافر یا مومن جب کوئی بات کر رہے ہوں تو منافق یہی سمجھتا ہے۔ کہ شاید میرا کوئی راز فاش ہو گیا۔

قاتلھم اللہ ۔ عربی زبان میں یہ لعنت کے مقام پر استعمال ہوتا ہے۔

پارہ ۲۸ رکوع ۱۴ سورہ المنافقون رکوع ۲

۹۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

منافقوں کے ذکر کے بعد مومنوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے اور یہ جتانا کہ اگر تم بھی مال و دولت کے لئے خدا تعالےٰ کو بھول جاؤ گے تو رفتہ رفتہ منافق بن جاؤ گے کیونکہ منافق بھی اسی حب دنیا اور دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے منافق ہے۔

ذکر اللہ ۔ ہر موقعہ و محل کے مناسب جو حکم الٰہی ہے اس کو یاد رکھے۔ یہ یاد الٰہی

القوم الفاسقین۔ فاسقین کے معنے خود اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں۔ الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض۔ اللہ کے ساتھ جو عہد باندھتے ہیں وہ توڑتے ہیں اور جن سے تعلقات جوڑنے کو فرمایا ان سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

جب انسان اس درجہ کو پہونچ جاوے۔ پھر اس کی کیا ہدایت ہو سکتی ہے پھر ہدایت کے معنے تین ہیں۔ راستہ دکھانا۔ راستہ پر چلانا۔ در منزل مقصود تک پہونچانا اور نیکیوں کی توفیق دینا۔ پس لا یھدی القوم الفاسقین کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جو حکم عدولی کرتے ہیں۔ اون کو اور نیکی کی توفیق نہیں ملتی کیونکہ ہر بدی بدی میں ترقی کرتا ہے۔

اب دوسری مثال بیان کرتا ہے اور وہ عیسےٰ کی قوم ہے۔

مصدقاً۔ جب مذہب کی باتوں میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور حق و باطل میں تمیز محال ہو جاتی ہے تو خدا کا ایک رسول مبعوث ہوتا ہے۔ جو صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط قرار دیتا ہے۔ اسی کا نام ہے تصدیق۔

من بعدی اسمہ احمد۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں دو شان کے رنگ تھے۔ ایک جلالی جس کے لحاظ سے نام محمدؐ تھا اور دوم جمالی جس کے لحاظ سے نام احمد تھا۔ اس دوسری شان کا ظہور اخیر زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعے ہوا۔ جس کا نام ہے احمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ھو الذی ارسل رسولہ۔ مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے۔ کہ اس رسول سے مراد مسیح موعود ہے۔ یہی قرینہ ہے۔ اس بات پر کہ ادپر کی پیشگوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے۔

مورخہ ۳۔ اگست سنہ ۱۱ء

(پارہ ۲۸ رکوع ۱۰ سورہ الصف رکوع ۲)

تجاھدون۔ یعنے پھر اس ایمان کے مطابق عمل کرو۔ اس کے معنے پہلے کہے نہیں بلکہ کوشش کرے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی اس کی بہترین تفسیر ہے۔ ہم صحابہ کرام کے گروہ آخرین میں سے ہیں۔ ہمیں ان کی سنت پر غور چاہیے۔

و اخری تحبونھا۔ ایک اور نعمت بھی ہے۔ جسے تم پسند کرتے ہو۔ (۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ یہ اخری۔ نصر من اللہ و فتح قریب ہے یعنی فتح مکہ۔ (۲) اور بھی نعمتیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو وہ فتوحات کے ساتھ ملیں گے۔ آخری معنے مجھے پسند ہیں۔

انصار اللہ۔ خدا تعالےٰ کو مدد کی ضرورت نہیں۔ مگر جب وہ کوئی ارادہ کرتا ہے تو اس ارادے کے پورا کرنے میں جو لوگ جوارح بن کر سعی کرتے ہیں وہ انصار کہلاتے ہیں۔

سورہ الصف کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الجمعہ رکوع ۱

(پارہ ۲۸ رکوع ۱۱)

مورخہ ۵۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

القدوس۔ جس کے سب افعال عیوب و نقائص سے پاک ہوں۔

العزیز الحکیم۔ اگر کوئی غلبہ کی وجہ سے غالب ہو تو خدا تعالےٰ سب سے بڑھ کر غالب ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی حکمت سے غلبہ پانے والا ہے۔ تو خدا تعالےٰ سب سے بڑھ کر حکیم ہے۔

بعث فی الامیین۔ رسول کی بعثت خدا تعالے اپنی ذات و صفات کی کا ذریعہ ہوتا ہے وہ وراء الورا ہستی ہے۔ پس جب تک اس کے کرشمہ خدا کسی بشر کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں جس سے حجت تمام ہوتی ہے کہ وہ ہے۔ وہ متکلم سمیع و بصیر علیم و حکیم قادر و توانا ہے۔ اس طرح شریعت کی سنت کو خبر بھی مل جاتا ہے۔ امی منسوب بام القریٰ یا جو لکھا پڑھا نہیں پڑھا۔

و آخرین منھم۔ آخرین کا عطف ہم پر ہے۔ تب تو یہ معنے ہوں گے۔ رسول اون کو کتاب سکھاتا۔ ان کا تزکیہ کرتا اور ان کے بعد میں آنے والوں کو کتاب سکھاتا ہے۔ دوم یہ کہ اس کا تعلق بعث سے ہے۔ تب یہ معنے ہوں گے کہ امیین میں مبعوث کیا۔ پھر آخرین میں بھی مبعوث ہو گا۔ یعنے بطور بروز کے۔ کیونکہ دنیا میں واپس نہیں آتے۔ جبھی تو سب مفسرین نے لکھا ہے۔ آخرین سے مراد مسیح و مہدی کی جماعت ہے۔

لما یلحقوا بھم۔ (۱) اب تک نہیں ملے۔ لما اس محل پر آتا ہے۔ ابھی تک نہ ہوا ہو اور آئندہ اس کے ہونے کی توقع ہو۔ (۲) لما بمعنے لم بھی آیا۔ بدیں صورت ترجمہ میں اب تک کی قید نہ ہے۔

زعمتم۔ (۱) خیال کرو (۲) یہ کہو

مثل الذین حملوا التورٰۃ۔ جیسا پہلے بتایا کہ آخری زمانہ میں بروز (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت ہو گی ایسا ہی آخری زمانہ میں اس کی تکذیب و مخالفت میں اُمت محمدیہ کے منکرین مثیل یہود ہو جاوینگے۔

فتمنوا الموت۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود۔ مثیلان یہود کو مباہلہ کے لئے بلائے گا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔

(باقی آیندہ۔ انشاء اللہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن مجید سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر بدر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ گیارہ ماہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پھر درس قرآن شریف مسجد اقصیٰ میں پہلے کی طرح بوقت عصر شروع کر دیا ہے۔ پچھلے سال ۱۷۔ نومبر کو آپ نے آخری درس مسجد میں دیا تھا اور ۱۸ کو آپ گھوڑے پر سے گر گئے تھے اور اب ۹۔ اکتوبر سے پھر وہی سلسلہ شروع ہوا ہے لیکن اب جو درس حضرت صاحب نے جاری کیا ہے وہ دراصل صبح کے درس کے سلسلہ میں ہے جو کہ آپ کئی ماہ سے دیتے تھے اور اسواسطے پارہ ۱۹ سے شروع ہوا ہے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء کو جو درس آپ نے دیا تھا اس کے ساتھ پارہ ۲۴ ختم ہو گیا سورۃ مومن کی تفسیر ختم ہوئی تھی اس کے بعد حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے وہی درس حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے اس کے آگے شروع کیا جو پارہ ۳۰ کے قریباً آخر تک ہدیہ ناظرین ہوتا رہا ہے۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح کے خود درس شروع کرنے کے سبب مولوی سید صاحب کا درس تو ملتوی ہو گیا اور حضرت صاحب نے درس ۱۹ پارہ میں سے شروع کیا اسواسطے ناظرین سے مشورہ طلب کرنے کے بعد قرار پایا ہے کہ پہلے ہم آخری دو پاروں کے نوٹ درج اخبار کر لیں اور اسکے بعد پھر تجویز ہوا پھر علیحدہ مگر جب سے سوا اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے میں نے اپنے اور دوستوں کے نوٹوں سے مدد لے کر پچھلے دو پاروں کے نوٹ لکھنے شروع کئے ہیں اور یہ تجویز ہے کہ انکو ترتیب دیکر ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کو دکھایا جاوے اور حضور کی اصلاح کے بعد درج ضمیمہ کیا جائے چنانچہ ۳۰ پارے کے آخری تین رکوع کی تفسیر ترتیب دیکر میں نے حضرت صاحب کو دکھلائی ہے اور اس پرچہ (۹۔ نومبر ۱۹۱۱ء) سے ضمیمہ شروع کیا جاتا ہے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اور آخری پارے کی چند آخری سورتوں کی تفسیر پچھلے سالوں میں بدر میں چھپ چکی ہے اسے وہاں سے نقل کر دیا جائیگا اس جگہ میں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نے بہت دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس سنا ہے تاہم ان نوٹوں کی طیاری میں میں نے اپنی یادداشتوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض دیگر دوستوں کی نوٹ بکیں بھی دیکھی ہیں جن میں سے قابل ذکر میرے مکرم دوست جناب اکبر شاہ خاں صاحب ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور انہیں دینی و دنیوی حسنات سے مالا مال کرے اور اس کے علاوہ دو تین تفسیروں کو بھی مدنظر رکھا ہے جن میں سے اس جگہ قابل ذکر شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کی تالیف کردہ تفسیر بنام عجالۃ القرآن ہے جسے میں نے بہت مفید اور کارآمد نکات اور لطائف کا مجموعہ پایا ہے۔ آخر احباب سے درخواست ہے کہ وہ عاجز کے لئے دعا کریں کہ حسن عمل رضائے الٰہی کا موجب ہو۔

پارہ ۲۸۔ رکوع ۱۸۔ سورۃ الطلاق

رکوع نمبر ۲

آیت ۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پہلی بستیوں کو دیکھو جنہوں نے خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی تھی۔ ان پر کیسا عذاب آیا تھا۔ تمام کتب الٰہیہ کو پڑھنے اور پہلی قوموں کے حالات کے مطالعہ سے انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ کفر و شرک اور انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننا ضرور ایک ایسی چیز ہے جس کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ لیکن شوخی اور بے باکی اور شرارت بہت ہی بری شے ہے اور اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کو شوخ آدمی کبھی پسند نہیں اور ہر ایک شہر میں کوئی نہ کوئی ایسا نظارہ ضرور ہوتا ہے اور نہیں تو کسی بڑے امیر کبیر کے مکانات کے کھنڈرات ہی ہوتے ہیں۔ لاہور میں شاہی قلعہ دیکھنے والوں کو وعظ کر رہا ہے ہر ایک بستی اور گاؤں کے نزدیک کوئی نہ کوئی کھیڑہ ضرور ہوتا ہے دلی کے حالات پر غور کرو تغلق آباد کیسا آباد کیا گیا تھا اس کی چھتوں پر لکڑی نہ ڈالی گئی تھی مگر اب کیسا بے نشان پڑا ہے یہاں بھی قریب ہی ایک تغلق والا گاؤں موجود ہے جہاں کہ تغلق لوگ رہتے تھے۔ لکھنؤ کے خرابوں اور ویرانوں پر غور کرو۔ اور ان سے عبرت حاصل کرو۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ انسان کی کیا ہستی ہے۔ بقطرۂ آب ہے موجود و بجز درج باد معدوم۔ پھر حیرت و تعجب کی بات ہے کہ انسان کس ہستی پر غرور کرتا ہے۔ موت کے سامنے کوئی طاقت نہیں چلتی۔ دیکھو سکندر جب تمام فتوحات کر کے بابل میں پہنچا۔ تو موت آ گئی اور کچھ پیش نہ گئی۔ بغداد میں اس قدر مخلوق تھی کہ شہر کی حفاظت کے واسطے پانچ لاکھ فوج پالتی تھی۔ مگر جب خدا کا عذاب آیا تو اٹھارہ لاکھ اس معرکہ میں قتل کیا گیا جن لوگوں سے ملک پر دعوے دار ہونے کا اندیشہ ہو سکتا تھا کہتے ہیں۔ ان کے ایک ہزار آدمیوں کی قطار کھڑی کر کے سب دیوار میں چن دئے گئے۔ غرض خداوند تعالیٰ کا جب عذاب آتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اسی عذاب کا اس آیت میں ذکر ہے۔

پہلے رسولوں کے مخالفین کا یہ حال ہوا۔ تو تم کیونکر بچ سکتے ہو یہی حال تمہارا بھی ہونے والا ہے۔

اتقوا اللہ۔ تقویٰ اختیار کرو۔

اولی الالباب۔ عقلمند

الذین آمنوا۔ عقلمند وہی ہیں جو ایمان لائے۔

ذکراً۔ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس پر عمل کرنے سے تمہارا ذکر پھیلے۔ وہ تمہاری عظمت اور عزت کا باعث ہونے والی ہے۔

[illegible] ہے کہ سب بدیون سے بچالیتی ہے۔ کیون کہ ایسا انسان ہر قول و فعل [illegible] سے پہلے سوچ لیگا کہ آیا یہ حکم اللہ و سنت نبوی کے مطابق ہے یا نہین
و انفقوا من ما رزقنکم۔ یہ عمل ثبوت ہے اس بات کا کہ مین منافق نہین [illegible] سے مومن ثابت کر دیتا ہے کہ وہ خدا کے مقابلہ مین اپنے مال سے محبت نہین رکھتا۔ اور اس چیز کو جو دنیا مین محبوب سمجھی جاتی ہے۔ اس محبوب حقیقی کے لئے چھوڑنے پر آمادہ ہے

من قبل ان یاتی احدکم الموت۔ مال کوئی ایسی چیز نہین جو ہمیشہ انسان کے ساتھ رہے بلکہ آخر ایک دن چھوڑنا پڑے گا۔ پس بجائے اس کے کہ کوئی [illegible] چھوڑا ئے تم خود ہی اللہ کے لئے اسے چھوڑ دو تا دوہرا فائدہ حاصل کرو۔ دوم یہ سمجھانا کہ مال کوئی موت سے بچا نہین سکتا۔

سورۂ المنافقون کے نوٹ ختم ہوئی

آغاز سورۂ تغابن رکوع ۱ پارہ ۲۸ رکوع ۱۵

۱۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

ھو الذی خلقکم فمنکم کافر۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین نے تو تمہین اپنی عبادت و حمد کے لئے پیدا کیا تھا مگر تم مین سے بعض کفر اختیار کرنیوالے ہین۔
فاحسن صورکم۔ محض صورۃ دیکھنے سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جو علیم و حکیم ہے کسی کا چہرہ دوسرے سے نہین ملتا۔ کتنا بڑا صانع ہے۔ پھر ایک دوسرے کی صورت دیکھکر تم ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہو۔ تو کیا ان صورتون کا بنانے والا بما تعملون بصیر اور تمہارے ظاہر و پوشیدہ حالات و خیالات کا عالم نہین ہو سکتا بلکہ وہ تو ما فی السموات و الارض کو بھی جانتا ہے اور اسی لئے علیم بذات الصدور ہے۔

سورۂ تغابن رکوع ۲ پارہ ۲۸ رکوع ۱۶

۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

من یؤمن باللہ۔ اس کے یہ معنے نہین کہ صرف اللہ کی ہستی کو مان لیتے ہین بلکہ یہ اللہ کے احکام تسلیم کرتے ہین۔ ایک مقام پر آتا ہے۔ یؤمنون بالجبت والطاغوت۔ تو اب اس کے یہ معنے نہین کہ شیطان کی ہستی پر ایمان لاتے ہین کیونکہ شیطان کی ہستی تو مومن بھی مانتے ہین۔
الہ۔ معبود [illegible]۔ ملجا و ماویٰ
[illegible] جو کسی کا [illegible] وہ دشمن ہی ہے۔

فتنۃ۔ کمزوریون سے پاک صاف کر کے کندن بنانے والی۔ چھپے اوصاف ظاہر کرنے والے۔
واسمعوا۔ قبول کرو۔
شحّ۔ اس مین دو چیزین ملحوظ ہین۔ یعنے بخل بھی کے ساتھ حرص بھی ہو
تقرضوا اللہ۔ ہر لفظ کے معنے متکلم کی شان کے مطابق کئے جاتے ہین۔ مثلاً غضب کہتے ہین۔ ثوران دم القلب لیا نتقام۔ مگر غضب اللہ مین یہ معنے نہ لئے جائین گے۔ اسی طرح قرض کے معنے انسانی حالات کے اعتبار سے جو لئے جاتے ہین وہ خدا کے واسطے نہین لئے جائین گے کیونکہ واللہ الغنی و انتم الفقراء دوسرے مقام پر آچکا۔ پس اضافت کو چھوڑ کر جو معنے رہ جائین وہ مراد ہونگے۔ اپنے مال [illegible] کر دینا۔
شکور۔ قدردان۔

سورۂ تغابن کے نوٹ ختم ہوئی

آغاز سورۂ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸ رکوع ۱۷

۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

فطلقوھن لعدتھن۔ عدت گذر جائے تو پھر رجوع کا اختیار نہین وہ عورت جدا ہو جائے گی۔ ہان دو طلاق تک نکاح نئے سرے سے پڑھا سکتا ہے اور تیسری کے بعد نہ رجوع کر سکتا ہے نہ نکاح۔ ہان دوسرا شوہر خود بخود طلاق دے تو پہلے کے لئے جائز ہے۔
سنت طریق یہ ہے کہ تین طلاقین تین مختلف طہرون مین دو۔ ل ابتدا کے لئے ہے۔ یعنے عدت کے اندر اندر طلاق دے لو۔

سورۂ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸ رکوع ۱۷

(۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء)

فقد ظلم نفسہ۔ اللہ کی حدود سے بڑھنا بظاہر کسی نفع یا آرام کے خیال سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا شخص اپنی جان پر مصیبت ڈالتا ہے۔
فامسکوھن۔ رجوع ضرر کے لئے نہ ہو۔
فارقوھن بمعروف۔ اہل حدیث کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جو لوگ اپنی بیبیون کو المعلقہ رکھتے ہین۔ نان و نفقہ نہین دیتے۔ گھر مین نہین بساتے انہین قاضی تفریق کر دے
یوعظ بہ۔ وعظ اسی کے لئے مفید ہو گا جس کا اللہ پر ایمان ہو اور وہ جانے کہ اللہ علیم بذات الصدور ہے پھر جزا و سزا کے یوم پر ایمان ہو تاکہ گناہون کے کرنے سے خوف
[illegible]

ناظرین اس لمبے چوڑے سوال اور اس سوال کی تہذیب کو دیکھئے۔

پادری کا سوال - سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں ہے۔ محمدؐ صاحب اپنی زوجہ حفصہ کے گھر گئے اور اسکی لونڈی ماریہ قبطیہ سے اپنی زوجہ کی غیر حاضری میں ہمبستر ہوئے۔ حفصۂ مذکور یہ معلوم کرکے ناراض ہوگئی۔ تب محمدؐ صاحب نے اس شہرت بد کو بند کرنے کے لئے اور اپنی زوجہ حفصہ کو راضی کرنے کے لئے قسم کھائی اور کہا کہ میں پھر اس لونڈی سے ہمبستر نہ ہونگا۔ اور اپنی زوجہ حفصہ سے فرمایا کہ یہ بات تیرے پاس امانت ہے سو یہ ماجرا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ جب محمدؐ صاحب اس کے گھر سے چلے گئے تو حفصہ نے یہ تمام احوال عائشہ پر ظاہر کر دیا۔ اور پھر عائشہ سے جب محمدؐ صاحب کو معلوم ہو گیا کہ یہ ماجرا چھپ نہ سکا تو قرآن میں بمقام مذکورۃ الصدر ایک آیۃ نازل کرلی کہ بے شک قسم کو توڑکر لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہے اپنی عورتوں کی خوشنودی نہ چاہی۔ بس اس ماجرے سے تین گناہ محمدؐ صاحب پر ثابت ہیں۔

اوّل۔ گناہ زنا کا کرنا جس کے سبب محمدؐ نے اپنی زوجہ حفصہ سے ملامت اٹھائی اور بدنام ہوکر اس گناہ کے چھپانے کی کوشش کی اور آخر کار قسم اٹھاکر جان چھوڑانی پڑی۔

دوم۔ گناہ قسم پر قائم نہ رہنے کا۔ کہ وہ پھر اسی لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہے اور اسی سبب محمدؐیوں پر بھی قسم کا توڑنا جائز کر دیا۔

سوم۔ ایسے ناشائستہ فعل میں۔ یعنی لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہنے اور قسم کو توڑنے میں خدا کو بھی شریک کرکے اجازت دینے والا قرار دیا۔

جواب۔ غور فرمانے والے ناظرین عظام! جب کبھی پادری صاحب اوّل تو قرآن سے نکال کر یہ اعتراض نہیں دکھا سکتے بلکہ کسی تفسیر سے۔ سچ ہے قرآن کریم ایسے اعتراضات کا اناجیل کی طرح منشا نہیں ہو سکتا۔

رہیں تفاسیر سیل صاحب اور ویری نے تفسیر قرآن لکھی ہیں پھر کیا ان تفاسیر کے باعث اسلام یا قرآن یا صاحب قرآن محل اعتراض ہو سکتا ہے۔

دوم۔ پادری کہتے ہیں حفصہ کی لونڈی ماریہ قبطیہ۔ حالانکہ ماریہ قبطیہ ہمارے سچے اور پاک ماں امہات سچے اور شاہت پاک خاتم الانبیاء محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ام ولد اور سریہ بی بی تھیں۔ ماریہ حفصہ کی لونڈی ہرگز نہیں ہاں ہرگز نہیں۔

یہ ماریہ قبطیہ وہ ہے جس کے ام ولد بننے سے مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے ساتھ تعلقات پیدا ہوئے۔ افسوس آپکو گھر کی بھی خبر نہیں یہ مقوقس عیسائی تھا زرقانی شرح مواہب۔

یہ ماریہ وہی ہے جسکی حقیقی بہن حسان کے گھر میں تھی اور عبد الرحمن بن حسان اس کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ مواہب لدنیہ۔

یہ ماریہ وہ ہے جس کے ساتھ شہباء خچری آئی جسے مسلمان دلدل کہتے ہیں۔ آپکے تمام اعتراض کا دعویٰ یہ تھا کہ ماریہ قبطیہ حفصہ کی لونڈی تھی جب حفصہ کی لونڈی کا ثابت نہ ہو تو آپکی ساری بنا دعویٰ بے ہودہ گوئی اڑگئی۔

۲۔ [illegible] محمدؐ صاحب نے ایک آیۃ سورۂ تحریم کی ابتدا میں نازل کر

بے شک قسم توڑکر لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہے اور اپنی عورتوں کی خوشنودی نہ چاہیئے!

اعتراض میں یہی عبارت مرقوم ہے

اب تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ قرآن تمام عمرات میں موجود ہے ایسی کوئی آیت تمام قرآن میں نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔

اس محرّف قوم کے تعصبات کی حد نہیں جان بوجھ بے ایمانی پر کمربستہ ہے۔ اور کیوں نہ ہوں کفارہ کے بے ہودہ خیالی پلاؤ نے انکو گناہ سے بے ڈر کر رکھا ہے۔

پادریوں نے آخرین اعتراض اس قصے پر جمائے۔ جب قصہ ہی سر سے غلط ٹھہرا۔ تو یہ نتیجہ کیونکر قابل التفات ہوگا۔

ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو زنا کیسا۔ ہوش کی لو۔
ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو قسم کیا اور قسم توڑنا کیا۔
ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو ناشائستہ فعل کیا۔

معترض۔ کہتا ہے قسم توڑنے کی آیت نازل کرلی۔ قسم توڑنے کی کوئی آیت سورۂ تحریم میں نہیں اور نہ اس کے بعد کوئی قسم توڑنے کی آیت اتری۔ ہاں قسم کے توڑنے پر کفارہ دینے کا قرآن میں سورۂ مائدہ میں ذکر آیا ہے مگر یاد رہے سورہ مائدہ سورۂ تحریم سے پہلے اتری ہے۔

ھاں۔ مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے سورۂ تحریم کی پہلی چند آیات کی تفسیر لکھ دوں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۔ سیپارہ ۲۸ سورہ تحریم رکوع ۱۔

محمدؐ رسول خدا نے اپنی بی بی زینب کے گھر میں شہد پیا۔ عائشہ اور حفصہ نے زینب پر غیرت کی اور رسول خدا سے عرض کیا کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپنے فرمایا کہ میں نے زینب کے گھر میں شہد پیا ہے اب پھر شہد نہ پیونگا۔ یہ بات اس لئے کہی کہ جب عورتوں کو شہد کی بو سے نفرت ہے تو اس کا پینا کیا ضرور۔ معاشرت میں نقص آتا ہے۔ باریتعالے نے قرآن میں فرمایا۔ حلال اشیاء کا ترک کرنا اور اس پر حلف کرنا کیوں۔ ایسے امور میں عورتوں کی رضامندی ضرور نہیں۔ قسم سے بچ رہنے کے لئے سورہ مائدہ میں کفارے کا حکم ہے اس پر عمل کرو۔

قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ میں فَرَضَ ماضی کا صیغہ ہے حال یا استقبال نہیں۔ یہ زینب کا قصہ اور اس پر آیۃ کا نازل ہونا بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی اعلیٰ کتابوں میں موجود ہے اور قرآن کی تفسیر یا خود قرآن سے یا لغت عرب سے یا قرآن کی تفسیر صحیح احادیث سے تفسیر کا اعلےٰ درجہ ہے۔

بعض مفسر لوگوں نے زینب کے بدلے میں ماریہ قبطیہ کا نام لیا۔ الا ماریہ بھی رسول خدا کی بی بی ہیں اور ایک بیٹے کی ماں اس بیٹے کی ماں ہیں جس نے لڑکپن میں انتقال کیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ الا یہ مفسروں کا قول حدیث کے مقابلہ میں التفات کے قابل نہیں۔ بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے ...

آیت ۴۔ رسولاً ۔ اگر تم دیکھنا چاہو کہ اس تعلق کا کیا فائدہ ہے تو رسول کا نمونہ دیکھو جو اللہ تعالےٰ کی آیات تم پر پڑھتا ہے خدا تعالےٰ نے اُسے کیا عزت عطا کی ہے۔

من الظلمات الی النور۔ اس رسول کی اطاعت اور اس کلام پر عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ تم تاریکی سے نکلکر نور میں داخل ہو جاؤ گے۔ ظلمت پانچ قسم ہے۔

(۱) ظلمت فطرت۔ انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی جاہل ہوتا ہے۔

(۲) ظلمت عادت۔ بدعادات انسان کو بہت نقصان پہنچاتی ہین اور انبیا علیہم السلام اسی واسطے آتے ہین کہ عادات بد کو دنیا سے مٹا دین۔

(۳) ظلمت رسم۔ رسم ورواج سے بھی بڑے نقصان مترتب ہوتے ہین بعض رسمین اس وقت شروع ہوئین جبکہ مسلمان امیر اور بادشاہ ہوتے تھے لیکن اب حالت فقر مین بھی ان پر چلنا چاہتے ہین

(۴) ظلمت جہل۔ جاہل و نادان بسبب جہالت کے اپنے آپکو عجیب عجیب تکالیف مین مبتلا کر لیتے ہین۔

(۵) ظلمت عدم استقلال۔ بعض آدمی بڑے بڑے وعدے اور ارادے کرتے ہیں۔ اور کام شروع کرتے ہین مگر آخر نباہ نہیں سکتے۔

جنت۔ فرمایا وہ جنت جس کے نیچے ندیان بہتی ہین۔ ایمان اور عمل صالح سے مل سکتی ہے۔

اس سورہ شریف مین طلاق کے نہائت ضروری مسئلہ کو حل کیا ہے یہود طلاق کے معاملہ مین بہت سختی کرتے تھے ذرا ذرا سی بات پر طلاق دیتے تھے اور عیسائیوں کے درمیان سوائے زنا کے طلاق نہ ہو سکتی تھی۔ افراط اور تفریط کو دور کیا گیا۔ اور ایک درمیانی راہ سکھلائی گئی اور عورتون کے حقوق قائم کئے گئے جن سے پہلی قومین ناآشنا ہین بلکہ اس وقت یورپ کا قانون لنڈن تک خاموش ہے۔

اس سورہ شریف مین بار بار تقوےٰ پر زور دیا گیا ہے۔ لوگ عورتون کے معاملہ مین تقوےٰ سے دور جا پڑے ہین بعض لوگ اپنی عورتون کو نہ آباد کرتے ہین۔ اور نہ طلاق دیتے ہین۔ بعض مارتے ہین تنگ کرتے ہین بداخلاقی سے پیش آتے ہین یہ بہت بڑی ظلم کی باتین ہین۔

آیت ۶۔ احاط۔ کوئی چیز اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کے دائرہ سے خارج نہین ایک صوفی کہتا ہے۔

رمزلیست زسر قدرتش کن فیکون	بادانش او یکیست بیرون و درون
در غیب و شہادت ذرہ نتوان یافت	از دائرہ قدرت و علمش بیرون

سورۃ التحریم رکوع ۱

(پارہ ۲۸۔ رکوع ۱۹)

آیت ۱۔ یاایھا النبی۔ اس سورۃ کے شروع مین بھی پچھلی سورۃ کے شروع کی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کیا ہے مگر حکم عام سب کے لئے ہے

لم تحرم۔ تو کیون حرام کرتا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی حلال چیز کو چھوڑ دیا تھا اس کا پتہ احادیث سے دو جگہ سے ملتا ہے ان دو مین سے کسی ایک کو یہان سمجھ لو۔

(۱) ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہد پیا تھا تو ایک بیوی نے کہا آپکے منہ سے بو آتی ہے۔ آپنے خیال فرمایا کہ اگر شہد کا پینا کسی بیوی کو ناپسند ہے تو ہم نہین پیتے شہد کے پینے کی ضرورت ہی کیا ہے

(۲) دوسری بات حدیثون مین یہ لکھی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی بیبیون سے انکے کسی معاملہ پر ناراض ہو کر ان سے علیحدگی اختیار کی تھی اور چند روز تک ایک علیحدہ مکان مین رہے تھے اس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا بہر حال ان دو باتون مین سے کوئی ایک بات ہے یا کوئی اور امر ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے نہین فرمایا جس کے سبب سے یہ آئت نازل ہوئی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ترک مین مشکلات تھے اگر وہ قائم رہتا تو مسلمان اُسے ایک سنت بنا لیتے۔

آیت ۲۔ فرض اللہ۔ عام حکم ہے اللہ تعالےٰ نے سب پر فرض کر دیا ہے کہ ایسی قسمون پر قائم نہ رہا کرین۔

آیت ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوئی بات اپنی کسی بیوی کو کہی تھی اُس نے کسی اور کے آگے ذکر کر دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بذریعہ الہام الٰہی کے معلوم ہو گیا کہ اس بیوی نے اس راز کی بات کو آگے ذکر کر دیا ہے۔

شیعون نے کہا ہے کہ وہ بات یہ تھی کہ میرے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہون گے۔ اور سُنّی کہتے ہین کہ وہ بات یہ تھی کہ میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہون گے۔ مگر جب اللہ نے اس بات کو مقید نہین کیا اور بیان نہین فرمایا کہ وہ کیا بات تھی تو ہمین کیا ضرورت ہے کہ ہم کہین کہ وہ یہ بات تھی یا وہ بات تھی۔

آیت ۴۔ صغت۔ جھکے ہوئے ہین تمہارے دل تو پہلے ہی اللہ تعالےٰ کی طرف جھکے ہوئے ہین۔

کجی کا ترجمہ کرنا یہان غلط ہے۔

وان تظھرا۔ اگر تم ایک دوسرے کی پیٹھ بھرو۔

آیت ۵۔ تبدیلی کا اختیار دیا گیا۔ مگر تبدیلی کوئی نہین ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب صفات جن کا ذکر اس آیت مین کیا گیا ہے کہ نبی کو خدا ایسی بیبیاں دیگا وہ انہی بی بیون مین موجود تھین۔ اور اگر کچھ کمزوریان تھین تو وہ خداوند تعالےٰ نے دور کر دین۔

آیت ۶۔ اوپر عورتون کا ذکر ہوا اب اللہ تعالےٰ تاکید فرماتا ہے کہ اپنے اہل خانہ کو وعظ و نصیحت کرتے رہو اور انہین نیک باتون کی طرف متوجہ کرتے رہو تاکہ وہ بھی عذاب سے بچین اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل کرین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علے النساء۔ مرد عورتون کے مودب ہوا کرتے ہین کہ انکو ہر قسم کے آداب شرعیہ و اسلامیہ سکھا دین۔

مذکورہ بالا آیات مین جو واقعہ بیان ہوا ہے اس پر بعض اور انکے شاگرد آریہ اعتراض کیا کرتے ہین جن کہ اس اعتراض [illegible] حضرت خلیفہ [illegible] کی کتاب فصل الخطاب مین [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ محمد صادق عفی اللہ ایڈیٹر بدر)

بقیہ سورۃ التحریم رکوع دوم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ مجھ کو اس [illegible] کا خیال ہوتا تو اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرّ مخفی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین احمدیہ میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ ..... لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا۔ تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوے ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس زمانے کا ہے۔ جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردِ زہ کھجور کی طرف لے آئی ہے۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین [illegible] کاش میں اس سے پہلے مر [illegible]

[illegible]

بہ نسبت مجھ پر بھی پڑا اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھ پر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا۔ تب اس وقت جو کرب و قلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اسکا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا

لقد جئت شیئا فریا ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا

اور جیسا کہ [illegible] الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

الیس ربک بکاف عبدہ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا قول الحق الذی فیہ تمترون۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ)

اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے۔ تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کریگا اور ہم اس کو لوگوں کیلئے ایک نشان بنا دینگے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا۔ یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول سچا ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارتیں ہیں۔ اور یہ الہام جس میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور انکی ماں کے متعلق ہیں ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو تو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دینگے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔ جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر انکی نظر نہیں۔

اس جگہ اٹھائیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

پارہ انتیسواں رکوع اوّل سورۃ الملک رکوع ۱

آیت ۱۔ تبارک۔ بہت برکت والا۔ دائمی خیر والا۔ پاک ذات ہے۔ بابرکت والا ہے ملک و دولت کا مالک ہے۔ سب چیزوں پر قادر ہے کسی پارلیمنٹ کے ماتحت نہیں کسی مجلس شوریٰ کے قوانین ماننے پر مجبور نہیں ایسے مالک کی حکومت کا ماننا ہمارے واسطے ضروری ہے اور مفید ہے۔ انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ طاقتور اور بڑے کی بات کو مان لیتا ہے خدا تعالیٰ نے قدرت کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر ایک ایک ذرے کی تحقیقات میں ہی حیران رہ جاتے ہیں

اس سورہ شریف کو نہایت پرشوکت الفاظ سے شروع کیا گیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی طاقت سلطنت عزت و عظمت و جبروت کا اظہار ہوتا ہے اسکے قبضہ قدرت [illegible]

سورۃ التحریم رکوع دوم

(پارہ ۲۸ - رکوع ۲۰)

آیت ۱- نصوحاً - خالص - توبہ نصوح کے معنے ہیں - خالص رجوع - اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا مومن کا کام ہے - اس میں فرمایا ہے - کہ خالص توبہ کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم پچھلی بدیوں کے بُرے نتائج سے محفوظ رہو گے اور آئندہ بدیوں کے جوش کو دبا سکو گے - اور ایک نور تمہیں دیا جائے گا - جس کی روشنی میں تم چلو گے اور ہر قسم کی ٹھوکر اور لغزش سے محفوظ رہو گے -

آیت ۲- اس آیت میں منافقوں سے جہاد کا حکم ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ منافق ظاہر ہو چکے تھے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ تھے اگر ظاہر نہ ہوتے تو ان کے ساتھ جہاد کیوں کر ہو سکتا تھا اگر شیعوں کے کہنے کے مطابق عمرؓ منافق تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لازم تھا بلکہ ان پر فرض تھا کہ اس آیت کے ماتحت ان کے ساتھ جہاد کرتے - مگر انہوں نے نہیں کیا -

آیت ۳- امراۃ نوح - حضرت نوحؑ کی عورت کا نام علمہ تھا - اِس آیۃ میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کی مثال دو عورتوں کے ساتھ بیان کی ہے - جیسے کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویاں تھیں - کہ وہ ایک خدا کے رسول کی بیویاں تھیں مگر چونکہ وہ ایمان نہ لائیں اس واسطے ظاہری تعلق اور رشتہ کسی کام نہ آیا بلکہ ان کی بدگوئی اور مخالفت کی وجہ سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئیں -

خانتہما - یہاں خیانت سے مراد انبیاء کی بدگوئی اور عداوت ہے خیانت سے مراد فسق و فجور نہیں ہے - فسق و فجور کے واسطے جو لفظ آتا ہے وہ خبث ہے یہ خبیثہ نہ تھیں بلکہ کافرہ تھیں -

آیت ۴- فرمایا - مومن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک امراۃ فرعون کی مانند اپنے جذبات نفس میں مقید ہیں اس حالت سے نکلنے کے واسطے کوشش کرتے رہتے ہیں - دوسرے مریم بنت عمران کی طرح ہیں - جو اپنے نفس کو پاک کئے ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ کی روحِ صدق ان میں پھونکی جاتی ہے - اور وہ مسیحی نفس بن جاتے ہیں اس کی تفسیر میں ایک مفصل بیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا ہے - جس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں :-

"خداوند تعالےٰ نے سورۂ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس اُمت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ نرے یہودی ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کی طرف سورۂ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے - کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے - جس نے پارسائی اختیار کی - تب اس کے رحم میں عیسےٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا - اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا پھر اس میں عیسےٰ کی روح [illegible]

کی طرف منتقل ہو جائیگا - گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا - اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کیطرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ - میں اور وہ یہ ہے - کہ انّٰی لکِ ھٰذا - یعنے اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۶۶ میں یعنے اس الہام میں کہ ھُزّی الیکِ بجذع النخلۃ - یعنے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے - یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنّی روح الصدق - یعنے اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو - میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی - خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا - پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے - پھر سب کے آخر میں صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تہا اسکے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا - یاعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ - اس جگہ میرا نام عیسے رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسے پیدا ہو گیا - جس کے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا - پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا - کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی - دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور ۵۵۶ براہین احمدیہ - اور اسی واقعہ کو سورۂ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے - کہ عیسے ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسے کی روح پھونک دی جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسے کی روحانیت میں تولّد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسے بن مریم کہلائے گا - یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارہ میں ہے - جو قرآن شریف یعنے سورۂ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۂ تحریم کی ان آیات کی خدا نے خود تفسیر فرما دی ہے - قرآن شریف موجود ہے - ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوے سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۂ تحریم میں تھی - یعنے یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اس میں سے پیدا ہوگا - وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی - کیا یہ انسان کی قدرت ہے - کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا - میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت نازل کی جاوے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جاتا ہے اور کیا آج سے بیس تیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسے کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم سے عیسےٰ بن گیا [illegible]

آیت ۵ ۔ سماء الدنیا ۔ ورلا آسمان ۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اس ورلے آسمان کو عجیب و غریب چراغوں سے روشن کیا ہے اور ان میں ایسے ہی ستارے ہیں جو شریروں کو دور کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے حضور سے جب احکام صادر ہوتے ہیں تو بڑے فرشتے چھوٹے فرشتوں کو پہونچاتے ہیں اسی طرح رفتہ رفتہ وہ بات وہاں تک پہنچتی ہے جہاں بادلوں کا طبقہ ہے اور وہاں تک شیطانوں کا دخل ہے کیونکہ امذاج خبیثہ کے ہی مادے ہوتے ہیں بعض وہاں تک پہنچتے ہیں جہاں ادلوں کا آسمان ہے ۔

شیاطین ۔ نجومی اور کاہن ہی انہیں میں سے ہیں جو کہ رجما بالغیب کرتے ہیں ۔ آیندہ کی باتیں بیان کرتے ہیں اور ستاروں کو دیکھ کر تک بازیان کرتے ہیں یہ ستارے ان کے واسطے تکہ بازی کا ایک ذریعہ بنگئے ہیں جوتشی اور رمال لوگ ایسا کرتے ہیں ۔

ذوقی نکتہ ۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اپنے ترجمۃ القرآن پارہ ۲۹ میں اس آیت کے ذیل میں اپنے ذوق کی تفسیر لکھی ہے جسے ناظرین کے ذوق کی خاطر درج ذیل کیا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں ۔

یہ اس آیت کی توضیح اور تفسیر ذوقی رنگ میں جو کچھ میری سمجھ میں آئی ہے وہ میں بیان عرض ... ... قرآن کی کی سورتوں کو غور سے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ان میں دلائل نبوت اور حقانیت قرآن مجید کے دوش بدوش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کی کامیابیوں کی بشارتیں ہیں اس رنگ سے کوئی مکی سورۃ خالی نہیں اور یہ سورۃ ملک خالی ہے جو صحابہ کی عظیم الشان کامیابیوں کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے اور جو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابیوں اور نبوت کے دلائل ہیں .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک جماعت دنیا کی تمام بلندیوں کے لئے موجب زینت ہے اور شیاطین ان کے سامنے بھاگتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے جہنم ہے یہ نظارہ دنیا دیکھ چکا ہے کس طرح پر صحابہ نے عظیم الشان فتوحات حاصل کیں ۔ حدیث شریف میں صحابہ کو نجوم ہی فرمایا ہے ۔ اصحابی کالنجوم ۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پچھلی آیتوں پر غور کرنے سے یہ معنے قطعاً مستبعد نہیں معلوم ہوتے اور نہ ان پر کسی قسم کا اعتراض ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں سراج منیر فرمایا گیا ہے ۔ سماء الدنیا کا آفتاب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا ہے اور صحابہ ستارے ہیں اس سے اگلی آیت وللذین کفروا بربھم عذاب جہنم الایۃ ۔ اور اس سے اگلی دو آیتیں مخالفین منکرین کی حالت اور انجام کی صراحت سے پیشگوئی کرتی ہیں اور پھر بلا فاصلہ ان کے مقابلہ میں ۔ ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر ۔ پڑی ہے جس سے نبوت محمدیہ کے قائلین اور منکرین کے مقابلہ اور انجام کو بتایا ہے ۔ قرآن مجید کی اس سورۃ کی ترتیب ان معانی کی قوت و شوکت کے ساتھ تائید کرتی ہے ۔

استراق الشیاطین ۔ پر جو اعتراض بعض نادان آریوں نے کیا ہے اس کا جواب تسلیم ... کر تصنیف حضرت خلیفۃ المسیح (نور الدین) سے نقل کرتے ہیں ۔

[illegible] ... پہلے ... ضروری معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ... آیات نمبر ۲ ... [illegible]

فہم میں بہت سہولت ہو کیونکہ اس سوال پر آج کل بہت زور دیا جاتا ہے اور عام کالجوں کے لڑکے اور وہاں سے نکل کر بڑے عہدوں پر ممتاز اور ان کے ہم صحبت ایسی باتوں پر بہت تمسخر کرتے ہیں پس چند امور بدیہی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا ۔

اوّل ۔ مناظر قدرۃ کو دیکھنے والے مختلف الاستعداد لوگ ہوا کرتے ہیں مثلاً دوسرے کی آنکھوں کو ایک بچہ بھی دیکھتا ہے جو مصنوعی اور اصلی آنکھ میں تمیز نہیں کر سکتا پھر ایک عقلمند بھی دیکھتا ہے گو وہ اصلی اور مصنوعی میں فرق کر لیتا ہے مگر آنکھ کے امراض سے واقف نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ اسکی خوبیوں اور نقصانوں سے آگاہ ہوتا ہے ۔ پھر شاعر دیکھتا ہے جو اس کے حسن و قبح پر سینکڑوں شعر لکھ مارتا ہے ۔ پھر طبیب ڈاکٹر دیکھتا ہے جو اسکی بناوٹ اور امراض پر صد ہا دقائق لکھ دیتا ہے پھر موجدین دیکھتے ہیں جیسے فوٹو گرافی کے موجد نے دیکھا اور دیکھ کر فوٹو گرافی جیسی مفید ایجادیں کیں پھر اسکے اور بھائی دیکھتے ہیں جنہوں نے عجیب و غریب ٹلیسکوپ ایجاد کئے پھر ان سے بالاتر صوفی دیکھتا ہے اور اس سے بھی اوپر انبیاء و رسل دیکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کریم دیکھتا ہے ۔ غرض اسی طرح پر ہزاروں ہزار نظارہ ہائے قدرت ہیں اور انکے دیکھنے والے الگ الگ نتیجے نکالتے ہیں ۔

اب ہم **شہاب ثاقبوں** کے متعلق لکھتے ہیں ۔ شہاب وہ چیزیں ہیں جنہیں انگریزی میں میٹیرز کہتے ہیں یہ نو جید ۔ عامی ۔ شاعر ۔ حکیم سب یکساں دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ شہب گاہ گاہ نظر آتے ہیں ۔ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا اب یہ بات کہ کیوں گرتے ہیں اس پر خدا داد عقل والے ہی غور کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کیوں گرتے ہیں اور نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو اور بے حکمت نہیں ہوتا اسلئے ہم میٹیرز کے متعلق عامیوں کے بے فائدہ نظارہ کو چھوڑ کر پہلے حکماء کا نظارہ بیان کرتے ہیں ۔

وہ لکھتے ہیں کہ میٹیرز آسمان میں سے کرۂ ہوائی میں داخل ہو کر روشن ہو جاتے ہیں ایسے ہر روز ۲۰ ملین ہوا میں داخل ہوتے ہیں یہ چھوٹے اور عام اور روزانہ ہیں رات کے پچھلے حصے میں پہلے کی نسبت تین گنے زیادہ ہوتے ہیں ۔ میٹیرز کی فوج دورے کے ساتھ آتی ہے یہ دورہ صدی میں تین بار ہوتا ہے عموماً نومبر کے مہینہ میں اور بڑے بڑے دورے مفصلہ ذیل ہیں ۔

سنہ ۲۸۶ ہجری و سنہ ۵۹۹ ہجری (مئی سنہ ۶۱۰ھ) و سنہ ۹۰۲ عیسوی و سنہ ۹۳۱ء و سنہ ۱۰۰۲ء و سنہ ۱۱۰۱ء و ۱۹ جنوری سنہ ۱۱۳۵ء و سنہ ۱۲۰۲ء و سنہ ۱۳۶۶ء و ۱۰ مارچ سنہ ۱۵۲۱ء (میں حیرت بخش رمی ہوئی) سنہ ۱۵۳۳ء و سنہ ۱۶۰۲ء و سنہ ۱۶۹۸ء و سنہ ۱۷۹۹ء و سنہ ۱۸۳۲ء و سنہ ۱۸۶۶ء و سنہ ۱۸۷۲ء ۔ بعض میٹیرز سورج کے گرد شکل کانک سکشن (القطع خروطی) میں دورہ کرتے ہیں ۔

میٹیرز کامٹ کے گرد بہت ہوتے ہیں اور دم میں سے آتے ہیں جن دنوں کامٹ نمودار ہوتا ہے ان دنوں میں یہ بھی کثرت سے گرتے ہیں ۔ خود کامٹ بھی ایک میٹیر ہے ۔

کیمیکل ۔ (کیمیاوی) امتحان سے معلوم ہوتا ہے کہ مفصلہ ذیل اشیاء میٹیر میں پائے جاتے ہیں اور کوئی چیز نہیں پائی جاتی ۔

لوہا ۔ ایلومینیم ۔ میگنیشیم ۔ پوٹاسیم ۔ سیلیکن ۔ سوڈیم ۔ [illegible]

کیلشیم ۔ نکل ۔ [illegible] ۔ کوبالٹ ۔ فاسفورس ۔ کرومیم ۔ [illegible]

سب حکومتین ہین۔

یہ سورۃ مکی ہے۔ ایسے وقت مین نازل ہوئی جب مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے اور مشرکین کا زور تھا۔ اسمین ایک پیشگوئی ہے۔ کہ سلطنت اصل مین خدا کے ہاتھ مین ہے اور وہ اب کفار سے لے کر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سلطنت کا مالک بنائے گا دنیادارون کی نگاہ مین یہ بات دُور از قیاس ہے۔ مگر خدا تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے۔

آیت ۲ خلق الموت والحیٰوۃ۔ خدا تعالےٰ نے موت اور زندگی بنائی اس دنیا کو چھوڑنا اور پھر ہمیشہ زندہ رہنا۔

جس چیز کا تقاضا اور خواہش انسان مین ہے اس کا سامان بھی ضرور موجود ہوتا ہے انسان کی یہ فطری خواہشات سے ہے کہ وہ فنا نہ ہو تو اس کا سامان بھی اللہ تعالےٰ نے بنادیا ہے۔ مرنے کے بعد رُوح قائم رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موت بھی بنائی ہے یہ بھی اس کی بڑی غریب نوازی ہے موت کے ساتھ دنیا کی سب تکالیف کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور موت کے بعد پھر ترقیات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ موت انسان کے واسطے اس طرح ضروری ہے۔ جس طرح ہر اس لڑکی کے واسطے جو کسی کے گھر مین پیدا ہو یہ ضروری ہے کہ اس کے ماں باپ بصد محبت اسے پال پوس کر اور ہر طرح سے اس کی تعلیم و تربیت کرکے بالآخر ایک دن اسے اپنے گھر سے رخصت کرکے دوسرے گھر مین پہنچا آدین۔ کیون کہ اس مین ایک جوہر خدا تعالےٰ نے رکھا ہے جس کی شگفتگی سوائے اس کے نہین ہو سکتی کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر اس گھر مین چلی جاوے۔ خواہ اس کے ماں باپ اور خویش واقربار اسکی جدائی کے صدمے سے روئین اور غم کہائین اور آنسو بہائین۔ پر ضرور ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اسے رخصت کرین۔ جس طرح وہ جدائی کی گھڑی سخت ہے، اسی طرح موت کی ساعت بھی سخت ہے، مگر اس کے بعد آرام و راحت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

اس موت وحیوٰۃ کے الفاظ مین آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین قومون کی روحانی موت اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے طفیل دوبارہ زندگی کی طرف بھی اشارہ ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کی تمام قومون پر رُوحانی مردگی وارد ہو چکی تھی اور برو بحر ہلاک ہو چکے تھے اسی کی طرف قرآن مجید مین دوسری جگہ اشارہ فرمایا ہے۔

یاایھاالذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

اے مؤمنو! اللہ اور رسول کی بات مانو جب کہ وہ تمہین بلاوے تاکہ تمہین زندگی عطاء کرے۔

لیبلوکم۔ تاکہ تمہین انعام دے۔ انعام امتحان کے بعد ہوتا ہے امتحان کے معنے ہین محنت مین ڈالنا۔ جس کسی کو ایک محنت اور بلاء مین اور مشقت مین ڈالا جاتا ہے اور وہ اس سے کامیاب نکلتا ہے تب وہ انعام پاتا ہے تاکہ دیکھنے والے دیکھین کہ محنت کا نتیجہ کیا ہے اور وفاداری کا پھل کس طرح ملتا ہے اسی طرح دوسرون کو نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔

بعض نادانون نے اس لفظ پر اعتراض کیا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندون کی آزمائش کیون کرتا ہے کیا وہ اپنے علم غیب سے نہین جانتا کہ انسان کس حالت مین ہے

قرآن شریف مین تو آزمائش کا لفظ ہی نہین آیا وہان تو بلاء کا لفظ ہے جس کے معنے انعام کے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری یہ حالتین موت اور زندگی کی اس واسطے بنائی ہین کہ ہمین انعام عطا کرے لیکن خدا تعالےٰ کے افعال کو قانون قدرت مین ہم دیکھتے ہین کہ ہر ایک شے پر ایک محنت کرنی پڑتی ہے اور یہی امتحان ہے دانہ زمین مین چھپ جاتا ہے خس وخاشاک مین ملا دیا جاتا ہے پھر پانی سے اُسے اس مٹی مین تر کیا جاتا ہے تب وہ پھٹتا ہے اور اس مین سے نرم پتیان نکلتی ہین۔ جو ہوا۔ آندھی دہوپ کی شدّت اور قسما قسم کے حالات سے گزر کر آخر پھلتا ہے یہی امتحان ہے محنت کے بعد پھل ملتا ہے آریاؤن نے ہی جنم لینے کا مسئلہ ایجاد کیا ہے اور انجیل مین ہی لکھا ہے کہ ٹھوکر کا آنا ضروری ہے۔

امتحان کے معنے ہین کسی سے محنت لینا اور اسپر مزدوری دینا۔ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجرٌ عظیم۔ اللہ تعالےٰ نے انکے دلون کو تقوے کیلئے ایک امتحان مین ڈالا جس سے وہ کامیاب ہوئے اور مغفرت اور اجرِ عظیم انہون نے حاصل کیا۔

عزیز۔ پیاری باتون کو پیار کرنیوالا۔ غالب۔ بڑی عزت والا ہے۔ اور بندون سے غلطیان ہوئی ہون تو وہ استغفار کرین۔ وہ معاف کرنیوالا ہے۔

آیت ۳۔ سبع سمٰوٰت۔ سات آسمان چھوٹے بڑے سیارون اور ستارون کے آسمان سات طبقات ہین۔

طباقاً۔ کے دو معنے ہین (۱) بہت جوڑے جوڑے۔

(۲) ایک دوسرے کے اُوپر یا ایک دوسرے کے بعد۔

آسمان کے ذکر مین اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ انسانی زندگی کے لوازمات کی بہت سی اشیاء آسمان سے وابستہ ہین آسمان سے پانی آتا ہے تو کھیتی پکتی ہے اور سورج کی دھوپ سے وہ پکتی ہے۔ آسمان سے بارش نہ ہو۔ تو کنوئین اور دریا بھی خشک ہو جانے لگتے ہیں۔ جب ظاہری ضروریات کے واسطے انسان آسمان کا محتاج ہے تو رُوحانی فیوض کے واسطے تم کیون آسمانی وحی والہام کی قدر نہین کرتے۔

خلق الرحمٰن۔ رحمانی تقاضا سے جو اشیاء مفت مین مل گئی ہین انکی شکر گزاری کرو انمین کوئی فرق نہین سورج برابر روشنی دئے جاتا ہے پھر ضرورت نبوت مین کیون فرق کے قائل بنتے ہو۔

تفاوت۔ اضطراب کو بھی کہتے ہین اور اختلاف کو بھی کہتے ہین۔ اضطراب یہ ہے کہ کوئی چیز کہین کی کہین ڈال دی جائے۔ ایسا نہین ہے اور نہ ایسا اختلاف اور گڑبڑ ہے کہ مثلاً آگ کی خاصیت پانی مین جا پڑے اور پانی کی خاصیت آگ مین جا پڑے۔ تفاوۃ نقصان کے معنون مین بھی آتا ہے اللہ تعالےٰ کی حق وحکمت مین کوئی نقصان نہین ہوتا۔ انسان کی تحقیقات مین نقصان ہو۔ ورنہ خدا کے کامون مین کوئی نقص نہین۔

فطور۔ شق۔

فارجع البصر۔ بار بار چیزون کو دیکھو تحقیقات کرو نقص نہ پاؤگے پھر پھر غور کرو۔ تمہاری آنکھین دیکھتے دیکھتے تھک جائین گی۔ مگر کوئی بھی نقص نہ ملے گا

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن مجید سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ ایڈیٹر بدر

بقیہ سورۃ الملک رکوع اوّل

(پارہ ۲۹ ، رکوع ۱)

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اس قدر رنجیدہ ہو گئے ان پر فرشتے اُترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور خوشی مناؤ اس جنت کی کہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے ساتھی ہیں۔ اور فرمایا ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ یعنی یہ بھی جانو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے اور اسی کیطرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

اور ان ملائک کے مد مقابل ضد ظلمت و ہلاکت وری اور عدم کے فرزند شیاطین اور ارواح خبیثہ ہیں ان کے تعلق سے ان کی جماعت و ست بنتی ہے آخر اللہ تعالےٰ پھر فرشتوں ملائکہ دیتا یا اہرمن ۔ ارواح خبیثہ۔ اس شیاطین کے تعلقات سے ان مظاہر قدرت سے تعلق پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر آخر کار اچھے لوگوں کو اور اچھے لوگوں سے یونگی ہو جاتی ہے اور بدوں کو اور بدوں سے بلکہ یہ تعلقات اس قدر ترقی پذیر ہوتے ہیں کہ ذرات عالم میں اچھے ذرات ان سے تعلق ہوتے ہیں اور برے ذرات بروں سے۔

کیا کوئی شخص تاریخی مشاہدات ۔ روزانہ تجربے سے ثابت کر سکتا ہے کہ آتشک و بواسیر ۔ جذام اور گھنٹو سے ۔۔۔ گندے امراض ۔۔۔ کا میلان ۔۔۔ ملکوں اور ان کے پاک نشینوں کو لاحق ہوتی ہیں یا گندے ملکوں کو۔ قرآن کریم کیسے زور سے فرماتا ہے اشتہاروں و مقربان الٰہی کے یہ سچے نشان ہیں۔

اولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (پ ۲۸ مجادلہ)

یہی لوگ خدا کی جماعت ہیں اور یاد رکھو خدا کی جماعت مظفر و منصور ہے۔ اور فرمایا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ ۲۸ منافقون)

اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے

اور فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ

ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور ... ہونے

چوتھا امر قابل بیان یہ ہے کہ وسائل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب دنی تسلیم کرتے ہیں۔ کافر مومن ۔ جاہل و عالم ۔ بُت پرست و خدا پرست ۔ سوفسطائی ۔ دہریہ ۔ جناب الٰہی کا معتقد۔ غرض سب کے سب وسائل و وسائط کو عملاً مانتے ہیں کون ہے جو بھوک کے وقت کھانا ۔ پیاس کے وقت پینا ۔ سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی حاصل کرنے کا ذریعہ اختیار نہیں کرتا۔ مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کے لئے ریل ٹرین یا اسٹیمر کو پسند نہیں کرتا۔ اگر مومن محبت حضرت حق سبحانہٗ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور اہوا سے پرہیز کرتا ہے تو غرض اس کی اُسے ذریعہ قرب الٰہی بنانا ہوتا ہے اور بُت پرست اگرچہ حماقت سے بت پرستی کرتا ہے مگر کہنا وہی ہی ہے۔ کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ (پ ۲۳ زمر)

ہم تو ان کو خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں اگرچہ یہ ان کا کہنا اور اس کا عملدرآمد غلط ہی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیح بھی ہوتے ہیں اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا مہیا کرنا مومن کا کام ہے اور ایسے بھی ہیں جن کا مُہیا کرنا عام عقلمندوں اور داناؤں کا حصہ ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب ماننا باعث شرک ہے، اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے۔

تعجب انگیز بات ہے کہ بہت سے فلاسفر ۔ سائنس دان اور حکماء علل مادیہ اور اسباب طبعیہ پر بحث کرتے کرتے ہزارہا نکات عجیبہ اور دنیوی اُمور میں راحت بخش نتائج پر پہنچ جاتے ہیں مگر روحانی ثمرات پر ہنسی ٹھٹھے کر جاتے ہیں۔

جنوب شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں اور اس پر شرق و مغرب کو جہاں مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنوں سے اور روشنیوں سے بے شمار مزے لوٹے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو انہیں نظاموں سے ہستی باری پر بحث کرتا دیکھ لیں تو اس کے لئے مذہبی جنون اور اس کو مجنون قرار دیتے ہیں کیسا بے نظیر نظارہ ہے۔ جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے

اشقیا در کار عقبیٰ جبری اند ∘ اولیا در کار دنیا جبری اند

علم ہندسہ جس کی بنا پر آج انجینیرنگ اور اسٹرانومی معراج پر پہنچ گئی ہے۔ سوچ لو کیسے فرضی امور سطح مستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استوا ۔ جدی ۔ سرطان ۔ افق ۔ نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادیہ تک پہنچ گئے ہیں لیکن اگر ان بدنصیبوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہو کر دعاؤں اور نبیوں کی راہوں پر چل کر دیکھو تو کیا ملتا ہے تو ہنسی کر کہتے ہیں کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں۔

... ... کہا ہے حدیث ... ...

میگنیسی - سلفر - کلورائین - کاربن - ٹی ٹے نی ام - ہائی ڈروجن - ٹین - تانبا -

تمام مقامات جن مین میٹیرز جمع کئے گئے ہین - یورپ مین وی آنا - پیرس - لندن برلن اور امریکہ مین نیوہیون - ایمہرسٹ - لوئنرول - یہ پتھر عموماً بڑے نہین ہوتے عجائب خانون مین ایک سو پونڈ سے زیادہ وزن کے پتھر کم ہی پائے جاتے ہین ایسی بارش ان پتھرون کی شاذ و نادر ہی ہوئی ہوگی - جس مین کل پتھرون کا وزن ہزار پونڈ تک پہنچا ہو مقام پلٹاک کے نوسو پچاس سالم پتھر پیرس کے عجائب خانہ مین موجود ہین - جن مین سے ہر ایک کا اوسط وزن ۷ ہگرام ہے یعنے ½۲ اونس سے بہی کم ہے - سٹاک ہولم کے عجائب خانہ مین ایک پتھر کا وزن ایک گرین سے بہی کم ہے - مقام ایمسٹ کی بارش مین ایک پتھر قریباً ۵۰۰ پونڈ کا گرا تہا -

میٹی ارک ایرن - اس قسم کا ایک ٹکڑا ۱۶۳۵ پونڈ وزنی ییل کالج میوزی ام مین موجود ہے - قریباً اتنے ہی حجم کا ایک ٹکڑا پیرس کے میوزی ام مین ہے - اس سے کسی قدر چہوٹا ٹکڑا شہر واشنگٹن کے نیشنل میوزی ام مین ہے اور ان سے ایک بہت ٹکڑا برٹش میوزی ام مین ہے -

دوسرا - امر یہ ہے کہ ہم اس مذہب کی تحقیق بیان کرتے ہین جسکو پال نے مذہب اسلام سے اوپر یقین کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام سے وہ مذہب اچہا ہے - اسکے آخری تحقیقات کی کتاب مکاشفات کے باب ۱۲ مین ہے -

ایک بڑا سرخ اژدہا جس کے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سرون پر سات تاج تھے - ظاہر ہوا اور اس کے دم نے آسمان کے تہائی ستارے کہینچے اور انہین زمین پر ڈالا اور اسی باب مین ہے - پہر آسمان پر لڑائی ہوئی - میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہے سے لڑے اور اژدہا اور اس کے فرشتے لڑے - پہر متی ۲۴ باب ۲۹ آیت - ستارے گرینگے اور بروج کے متعلق بہی کتابون مین ہے - دیکہو ایوب ۳۸ باب ۳۲ آیت - کیا تجہ مین قدرت ہے کہ منطق البروج ایک ایک اس کے موسم پر پیش کرے "

اور شہابون کے بارے انہین لکہا ہے دیکہو ایوب ۳۸ باب ۳۶ آیت مین ہے " یا کس نے شہابون کو فہمید عطا کی " اس سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ شہابون کو بہی فہمید ہے - پر آگے بیان نہین کیا کہ کیا فہمید ہے اور اس فہمید سے کیا کام لیتے ہین اور زبور مین ہے " وہ اپنے فرشتون کو روحین بناتا ہے اور اپنے خدمت گذارون کو آگ کا شعلہ "

اب تک ہم نے یہ باتین بیان کی ہین کہ می ٹی ارز - الکاپات - شہاب ثاقب اور شعلہ ہائے نار آسمان سے گرتے نظر آتے ہین اور کتب یہود اور مسیحیون نے بہی نہین بتایا کہ کیون گرتے ہین - اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ فعل الٰہی ہے اسلئے لغو بہی نہین بلکہ ضرور ہے کہ عادۃ اللہ کے موافق اس مین بڑی حکمتین ہون -

اب تیسرا امر جو اس مضمون مین مجہے بیان کرنا ہے یہ ہے کہ الہامی مذاہب قائل ہین کہ دنیا - ملک اور فرشتے موجود ہین اور ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ الٰہی کلام مین ان کا ذکر ہے اور شیاطین اور جن بہی ہوتے ہین اور ان کی مخالفت کرنا ضروری ہے -

مین الٰہی مذہب اسلام کا معتقد ہون اور اسکی کتاب مین پایا ہون -

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ

وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ - پ۳ - بقرہ -

(ترجمہ) رسول ایمان لایا اس پر جو اتارا گیا اس کی طرف اس کے رب سے اور مومن بہی سب کے سب ایمان لائے اللہ اور اس کے فرشتون پر -

اس لئے مین فلاسفرون - سائنس دانون برہموون اور آریہ سماجیون کے لئے ایک دلیل وجود ملائکہ پر اور ان پر ایمان لانے کی ضرورت کی وجہ بیان کرتا ہون - شاید کوئی رشید سعادتمند اسپر توجہ کرے -

سب سے پہلے میرے نزدیک ہزارون ہزار انبیاء و رسول جو راستبازی مین ضرب المثل تہے اور ان کے مخلص اتباع کا اعتقاد اس بارے مین کہ ملائکہ اور شیاطین ہین بہت بڑی دلیل ہے - مگر ایک دلیل مجہے بہت پسند آئی ہے جسے مین پیش کرتا ہون - اور دلیل سری سے مین پیش کرتا ہون کیونکہ وہ میرے بار بار کے تجارب مین آچکی ہے - اور وہ یہ ہے -

تمام عقلا مین یہ امر مسلم ہے کہ اس زمین کا کوئی واقعہ بدون کسی سبب کے ظہور پذیر نہین ہوتا بلکہ صوفیائے کرام اور حکماء عظام اس بات پر متفق ہین کہ کوئی امر حقیقت مین اتفاقی نہین ہوا کرتا تمام امور علل اور حکم سے وابستہ ہین -

اب مین پوچہتا ہون کہ تنہائی مین بیٹہے بیٹہے نیکی کا خیال بدون کسی تحریک کے کیون اٹہتا ہے بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ اردگرد بدکار بدیون کے مرتکب ہوتے ہین بلکہ بعض لوگون کو دیکہا ہے کہ بدی کے عین ارتکاب یا ابتلاء مین انکو نیکی کی تحریک اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے - کوئی بتاوے - کہ اس تحریک نیک اور رغبت پسندیدہ کا وقوع کیون ہوا آیا بلاسبب اور اتفاقی طور پر؟ یہ تو باطل ہے کیونکہ تجارب نے اسکو باطل ٹہرایا ہے پس لامحالہ نیکی کا محرک ضرور ہے - اسی نیکی کے محرک کو اسلامی کتب اور شریعت مین ملک کہتے ہین اور ان کے اس تعلق و تحریک کو لمۃ الملک کہا گیا ہے وہ ملک لطیف اور پاک روحین ہین جنہین قلوب انسانی سے تعلق ہوتا ہے اور ہر وقت قلوب کی تحریک مین لگے رہتے ہین اور ان کے مقابل اور ان کی تحریک کے مخالف شیاطین اور ابلیسون کی روحین ہین جو بدی اور بدکاری کی محرک ہین ان کے اس تعلق کا نام لمۃ الشیطان ہے -

ایمان بالملائکہ کے معنی اور اس کا فائدہ

شریعت اسلام مین حکم ہے کہ فرشتون پر ایمان لاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تم کو نیکی کی تحریک کرین تو معاً اوسی وقت کر لو تو کہ اس نیکی کے محرک کا تعلق تم سے بڑہے اور وہ زیادہ نیکی کی تحریک دے بلکہ اس کی جماعت کے اور ملائکہ بہی تمہارے اندر نیکی کی تحریکین کرین اور اگر اس تحریک کو نہ مانوگے تو اس ملک نیکی کے محرک کو تم سے نفرت ہو جائیگی اسلئے ضروری ہوا کہ ملائکہ سے تعلق بڑہاؤ تو کہ نیکی کی تحریک بڑہے اور آخر وہ تمہارے دوست بنجاوین - قرآن کریم مین اس نکتہ کو یون بیان فرمایا ہے -

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ [illegible]

پس یہ اور کل کواکب زینت سماء الدنیا ہیں اور روحانی عجائبات کی علامات ہیں اور
ان سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہی تین فائدے بخاری صاحب نے اپنی صحیح میں بیان
کئے ہیں اب اس سوال کا جواب ختم کرتے ہیں۔ مگر قبل اس کے کہ ختم کریں آیات ذیل کا
بیان ضروری و مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ماتنزلت به الشیاطین وما ینبغی لهم وما یستطیعون انهم
عن السمع لمعزولون۔ (پ ۱۹ شعراء)

تنزل علی کل افاک اثیم (پ ۱۹ شعراء)

اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلام الٰہی نازل نہیں ہوا
اور ان کے مناسب حال ہی نہیں اور ایسا کلام لانے کے لئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے
بے ریب ایسا کلام سننے سے وہ الگ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید
میں استیصال ہے جیسا شیطان اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے۔ شیاطین تو ہر ایک
کذاب مفتری۔ بہتانی۔ بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔

آیت ۸۔ خزنۃ۔ جمع خازن کی ہے۔ بمعنی داروغہ

آیت ۹۔ ضلل۔ بھول۔

آیت ۱۱۔ سحقا۔ لعنت

آیت ۱۲۔ یخشون۔ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے مغفرۃ اور بڑا اجر
ہے۔ اسی کے متعلق دوسری جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ ولمن خاف مقام ربه
جنتان۔ جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کے وقت کے متعلق ڈرتا ہے
اس کے واسطے دو جنت ہیں۔ سب بے خوف اور بے باک آدمی اصل میں خوف میں ہیں
امن میں وہ ہے جس کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نظم

لا تخافوا مژدہ ترسندہ است — ہر کہ می ترسد مبارک بندہ است
خوف و خشیت خاص دانایان بود — ہر کہ دانا نیست کے ترسان بود
ترس گاری رستگاری آورد — ہر کہ درد آرد عوض درمان بود

آیت ۱۴۔ من خلق۔ کس نے پیدا کیا۔ اس میں آریاؤں کے اس عقیدہ کا رد ہے جو
وہ کہتے ہیں کہ خدا مادہ اور روح کا پیدا کرنے والا ہے۔ دلیل یہ ہے۔ ان الله هو
اللطیف الخبیر۔ کسی شے کے پیدا کرنے کے واسطے اس شے کا کامل علم لازم
ہے خدا لطیف و خبیر ہے۔ روح اور مادہ کے متعلق اُسے کامل علم ہے کہ وہ کیونکر
پیدا ہو سکتا ہے اور پھر اُسے قدرت بھی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے کوئی ذرہ اور روح
پیدا ہی نہ کیا تو اس کے متعلق کامل علم کیونکر رکھ سکتا ہے۔

سورة الملک رکوع ۲

(پارہ ۲۹ رکوع ۲)

آیت ۱۵۔ ذلولا۔ جس نے زمین کو تمہارے ماتحت کیا ہے۔

ہمارا دین قائم نہیں رہتا۔ اس جگہ کو چھوڑ دو۔

ذلول۔ اس اونٹنی کو بھی کہتے ہیں جس سے لادنے وغیرہ کا ہر قسم کا کام لیا جاتے۔ وہ
جانور جو بار برداری کا کام دیں۔ زمین ہی چلتی ہے اور تمام انسانوں اور مکانوں کو اپنے ساتھ
اٹھائے پھرتی ہے۔

اس آیۃ میں آریاؤں کا ایک رد ہے جو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ پہلے جنم اور
تناسخ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خدا نے تمہیں زمین دی اور اُسے تمہارے
لئے مسخر کر دیا۔ بتلاؤ۔ یہ تمہارے کس عمل کے نتیجہ میں تمہیں ملی ہے۔

آیت ۲۔ یخسف بکم الارض۔ تمہیں ذلیل کر دے اس میں غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے

تمور۔ زمین کانپ رہی ہے کیونکر عمائد مر گئے ہیں۔

من فی السماء پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ خدا آسمان میں ہی ہے۔ انہیں سمجھنا
چاہیئے کہ قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی خاص مکان تجویز نہیں کیا۔ بلکہ اللہ
کے متعلق علی کل شیء محیط۔ فرمایا ہے۔ ہاں اس آیۃ میں جو فی السماء کا لفظ آیا ہے
یہ ایک محاورہ عربی زبان ہے اور اس سے مراد ہے ایک اٹل بات اور چونکہ آسمان
بلندی پر ہے اور سب بلندیوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اسلئے بغرض اظہار عظمت خداوندی
یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔

آیت ۳۔ حاصبا۔ اس میں غزوۂ خندق کی طرف اشارہ ہے جس میں مکہ والے مدینہ
والوں کے ساتھ مل گئے تھے۔

آیت ۵۔ الطیر۔ مردار خوار جانور۔ پیشگوئی ہے کہ تم شکست کھاؤ گے اور یہ جانور
تمہاری لاشیں کھائیں گے یہ گدھ جو آسمان میں پھرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکے
ہوئے ہیں۔ ورنہ یہ تم کو نوچ نوچ کر کھا جاتے۔

آیت ۶۔ جند۔ یہ تمہارے لشکر تمہارے کسی کام نہ آویں گے اور خدا کے عذاب کو
ٹال نہ سکیں گے۔

من دون الرحمٰن۔ رحمان کے مقابلہ میں۔

آیت ۷۔ امسک۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ جب قحط پڑے گا تو پھر کون تمہاری امداد
کرے گا۔ مکہ میں ایک دفعہ شدید قحط پڑا تھا جس میں لوگوں نے ہڈیاں پیس پیس کر کھائی تھیں

لجو۔ اڑ رہے ہیں۔

آیت ۸۔ اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ ان کے سامنے پیش کیا
گیا ہے کہ دیکھو یہ شخص تم میں ہے۔ جو بڑی دور اندیشی سے سیدھا ہو کر چلتا ہے۔ وہ
صراط مستقیم پر ہے اس کی راہ کو تم بھی اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو ورنہ وہ تم پر
فتحیاب ہوگا۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں تم تو منہ کے بل گرے ہوئے ہو تم کامیاب
نہیں ہو سکتے۔

آیت ۹۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا ذکر کرتا ہے اس نے تمہیں کان۔ آنکھ اور دل
دیا اگر آدمی کے ناک کی نوک ایک ماشہ بھر کٹ جائے تو وہ مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں
رہتا ہمارے سامنے اندھے موجود ہیں لیکن ہم آنکھوں والے اپنی آنکھوں کی قدر نہیں کرتے
انسان کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرے کہ اس نے کس قدر احسان ہم پر
کئے ہیں

باریک اشیاء بدون مائکرسکوپ کے ۔ دُور دراز ملکون کے دوستون کی آوازین بدون فونوگراف کے اور ان کی شکلین بدون فوٹوگرافی کے نہین دکھائی دیتین۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطراراً قائل ہونا پڑتا ہے ۔ تو روحانی اُمور مین کیون وسائط کے منکر ہو۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بھی تم ملک اور شیاطین کے وجود پر کیون ہنسی کرتے ہو۔ افسوس اس کا معقول جواب آج تک کسی نے نہین دیا۔ ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات مین ہین اسی طرح سچے وسائط مکشوفات مین بھی ہین جس طرح مشاہدات مین آلہی ذات وراء الوراء ہے اور یہ ضرور ہے اسی طرح آلہی ذات روحانیات مین بھی وراء الوراء ہے اور اگر روحانیات مین بھی بعض وسائط غلط اور وہم ہین تو مشاہدات بھی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہین۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور اُن کے ارواح کے لئے بطور جان کے ہین شیاطین بھی ہلاکت ظلمت اور جناب آلہی سے دوری اور دُکہون کے پیدا کرنے کے لئے بمنزلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کے لئے ہین۔

خلاصہ اُمور چہارگانہ مذکورہ

١ ۔ مظاہر قدرت کے دیکھنے والے اعلیٰ بھی ہوتے ہین اور ادنیٰ بھی۔ ادنے اکو اعلیٰ کی رویت کا انکار مناسب نہین۔

٢ ۔ الکاپات ۔ مٹی ارز ۔ شعلے ایک بڑا عظیم الشان کارخانہ ہے اور اس مین اس قدر مواد ہوتے ہین کہ اسلحہ کے بنانے والون نے اور ستیا رکھنے والے جو ہتھیار رکھے ہین۔ ان مین اتنے مواد مشتعل نہین ہوتے پس کیا وہ صرف اس لئے گرتے ہین کہ چند عجائب خانون مین پڑے رہین اور خدا کا یہ عظیم الشان فعل لغو ہے؟ نہین ہرگز نہین۔

٣ ۔ فرشتے ۔ ملک ۔ سر ۔ شیاطین ۔ اہرمن ۔ اُسر ہین اور ان کا باہم عداوت کا رشتہ ہے ان کی جنگ نور و ظلمت بلکہ عدم و وجود کی جنگ ہے۔

٤ ۔ اگر وسائط غلط اور بُرے ہین تو وسائل صحیحہ اور عُمدہ بھی ہین۔

اب ہم آیات کا ترجمہ لکھتے ہین جن مین اس جنگ کا تذکرہ ہے اور پوچھتے ہین۔ انصاف سے بتاؤ۔ کہ آریو کیا تمہارا کام تھا کہ تم انکار کرتے۔

١ ۔ ولقد جعلنا فی السّماء بروجاً و زینّٰها للناظرین ۔ وحفظنٰها من کل شیطانٍ رجیم الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبین

(س ١٤ ۔ حجر ع ٢)

ضرور ہم نے ہی بنائے آسمان مین روشن اجرام ۔ اور خوبصورت بنایا انہین دیکھنے والون کے لئے ۔ اور محفوظ رکہا ہم نے انہین ہر ایک خدا سے دُور یا ہلاک شوندہ نکہ باز یا مردود سے ہان اگر کوئی چھپ کے سننا چاہے تو اس کے پیچھے لگتے ہین ۔ شہاب ثاقب ۔ مٹی ارز ۔ الکاپات۔

٢ ۔ انا زیّنا السّماء الدنیا بزینة ن الکواکب وحفظاً من کل شیطانٍ مارد لا یسمّعون الی الملاء الاعلٰی و یقذفون من کل جانب دحوراً [illegible] عذاب واصب الا من خطف الخطفة فاتبعه شهابٌ ثاقبٌ۔

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس ورلے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کر دیا ہم نے اسے ہر ایک خدا سے دُور یا ہلاک ہونیوالے متکبر ضدی سے ۔ ملا اعلیٰ کی باتین نہین سُن سکتے اور ہر جانب سے دھکیلے جاتے ہین ۔ دھتکارے جاتے اور ان کے لئے دائمی دکھ دینے والا عذاب ہے ہان اگر کوئی جھپٹی مارے تو اس کے پیچھے لگتے ہین ۔ شہاب ثاقب ۔ مٹی ارز ۔ الکاپات۔

٣ ۔ ولقد زیّنا السّماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰها رجوماً للشیاطین واعتدنا لهم عذاب السعیر ۔ (پ ٢٩ ۔ تبارک)

ہم ہی نے مزین کیا اس ورلے آسمان کو روشن چراغون سے اور کر دیا ہم نے انہین مار شیاطین کے لئے اور تیار کر دیا ہم نے ان کے لئے جلنے کا عذاب۔

٤ ۔ انا کنّا نقعد منها مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد له شهاباً رّصداً۔

(پ ٢٩ ۔ جنّ ۔)

تحقیق ہم بیٹھتے تھے ۔ بیٹھنے کی جگہون مین سننے کے لئے پس اگر اب کوئی بات سننا چاہے پاتا ہے اپنے لئے شہاب انتظار مین۔

ہم ہندیون اور عام یورپ والون سے تو طائف کے عرب نمبردار ہی اچھے نکلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم کے عہد سنہ ٦١٠ہجری سعادت مہد مین مٹی ارز غیر معمولی بکثرت نظر آئے ۔ تو عام طور پر لوگون نے خیال کیا کہ آسمان تباہ ہو چلا ۔ اس لئے لگے اپنے مویشیون کو ذبح کرنے تب ان کے نمبردار عبدیالیل نے کہا کہ اگر وہ ستارے نظر آتے ہین جن سے تم لوگ راہنمائی حاصل کرتے ہو تو جہان خراب نہین ہوگا یہ ابن ابی کبشہ (ہمارے نبی کریم کی طرف اشارہ کرتا ہے) کے ظہور کا نشان ہے۔

ابن کثیر مین ہے انا لمسنا السماء کے نیچے ہی ابن جریر کہتا ہے اس آیت کے نیچے کہ آسمان کی حفاظت دو باتون کے وقت ہوتی ہے یا عذاب کے وقت جب ارادہ آلہی ہو کہ زمین پر اچانک عذاب آجاوے یا کسی مصلح راہ نماہی کے وقت اور یہی معنے ہین اس آیۃ شریفہ کے۔

انا لا ندری اشرٌ ارید بمن فی الارض ام اراد بهم ربهم رشداً (پ ٢٩ جن)

یعنے ستارون کے گرنے کو دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے ۔ کہ ہم نہین سمجھ سکتے کہ آیا زمین والون کیلئے تباہی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے انہین کوئی فائدہ پہنچانا ہے۔

خدائے تعالیٰ کی عادت ہے کہ مصلح کے تولد ۔ ظہور اور اس کی فتحمندی پر حزب الرحمان اور حزب الشیطان کی جنگ پہلے اوپر ہوتی ہے پھر زمین پر ۔

آیۃ کریمہ فالمُدبّرات امراً (پ ٣٠ نازعات) اور فالمقسّمات امراً (پ ٢٦ ذاریات) اور آیۃ ان کل نفس لما علیها حافظ (پ ٣٠ طارق) کے نیچے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے مفصل لکھا ہے کہ فرشتے بروج پر اثر ڈالتے ہین اور ان سے ایک اثر ہوا اور دیگر اشیاء پر پڑتا ہے اور ملائکہ کا اثر شہب مین ہی نفوذ کرتا ہے۔

٢٨ ۔ نومبر ١٨٨٥ء مین ٢٧ اور ٢٨ نومبر کی درمیانی رات مین غیر معمولی کثرت سے شہب گرے تو اس وقت ہمارے امام علیہ السلام کو اس نظارہ پر یہ وحی بکثرت ہوئی ۔ دیکھو صفحہ ٢٣٨ براہین یا احمد بارک الله فیک ۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمٰی ۔ [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ ۔ ایڈیٹر بدر)

بقیہ سورۃ القلم رکوع اول

(پارہ ۲۹ رکوع ۳)

گذشتہ اشاعت سے آگے

(۲)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔ میری بعثت اس کے واسطے ہے کہ تمام اخلاق حسنہ کو اپنے کمال تک پہنچاؤں اسی پر شاعر نے کہا ہے

حُسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

آیت ۵ و ۶ ۔ یہ پیشگوئی ہے کہ اسے نبی وہ زمانہ قریب ہے ۔ جب کہ تو بھی دیکھ لیگا اور یہ مخالف بھی دیکھ لیں گے کہ کس کی بات بے تحقیقی ہے اور کون مجنون ثابت ہوتا ہے ۔ فتح مکہ نے بہت جلد کفار پر ثابت کر دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فرمایا تھا ۔ وہی سچ اور حق تھا۔

مجنون اسباب صحیحہ کے مہیا نہ کر سکنے کے سبب ناکام رہتا ہے انبیاء ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔

آیت ۷ ۔ اللہ تعالیٰ ناکامیابی اور کامیابی اندھا دھند نہیں دیا کرتا بلکہ مؤمن کو کامیاب کرتا ہے اور کافر کو ناکامی حاصل ہوتی ہے ۔

آیت ۸ ۔ مکذبین کا کہنا نہ مان۔

فائدہ ۔ مباحثہ کے وقت مخالف کے مقدمات کو مان نہیں لینا چاہیئے ۔ بلکہ مخالف جو باتیں پیش کرے وہ غالب عادی ہی ہوتے ہیں جکڑ دے کہ ان سے دلائل پوچھنے چاہئیں ۔

آیت ۹ ۔ وہ چاہتے ہیں کہ تو ان سے چکنی چپڑی باتیں کرے اور وہ بھی تیرے ساتھ ایسی باتیں کریں اور اپنے مذہب پر پکے رہیں ۔

حق کے منکرین ہمیشہ یہ چاہتے ہیں ۔ کہ مذہب کے معاملہ میں ان کے ساتھ گفتگو نہ کی جائے جو عیب ان میں ہے وہ کبھی ان کو جتلایا جاوے اور باہمی میل جول ہوتا رہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ۔

ان آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ عمائد قریش جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپس میں صلح جوئی اختیار کریں اور اس کی راہ یہ ہے کہ اگر آپ کو مال و دولت کی خواہش ہے تو ہم بہت سا مال جمع کر دیتے ہیں اور اگر خواہش [illegible] ہے تو [illegible] لڑکیاں آپ کے لیے ہم مہیا کر دیں ۔ غرض [illegible]

[illegible]

بن شریق ۔

فائدہ ۔ مدارات جائز ہے ۔ مداہنہ جائز نہیں ۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ کہ مدارات اور مداہنہ میں باریک سا فرق ہے ۔ مدارات اس کو کہتے ہیں کہ اپنے دین کی سلامتی اور حفاظت کے واسطے چشم پوشی کی جائے یا اس چشم پوشی میں اپنے بھائی مسلمان کی اصلاح مد نظر رکھی جائے اور مداہنت وہ ہے کہ اپنے حظ نفس خواہش نفسانی اور سلامتی جاہ کے لئے چشم پوشی کی جاوے ۔

آیت ۱۰ ۔ حلاف ۔ جھوٹی قسمیں کھانے والا ۔ بہت قسمیں کھانے والا ۔ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات پر واللہ باللہ کہتے رہتے ہیں ایسے لوگ خدا تعالیٰ کا نام بے فائدہ لیتے ہیں اور لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ۔

مہین ۔ قلیل الفہم ۔ پست ہمت ۔ سست رائے ۔ خفیف العقل ۔

آیت ۱۱ ۔ ھماز ۔ طعنہ دینے والا ۔ لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والا ۔

مشاء بنمیم ۔ چغل خور ۔ سخن چینی کے واسطے لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرنیوالا

حدیث شریف میں آیا ہے ۔ سب سے بہتر وہ بندگان خدا ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور سب سے بدتر وہ ہیں جو لگائی بجھائی کر کے دوستوں میں جدائی ڈلواتے ۔ اور پاک لوگوں کے عیب تلاش کرتے پھرتے ہیں ۔

آیت ۱۲ ۔ مناع للخیر ۔ نیکی سے منع کرنے والا ۔

خیر کے معنے مال کے بھی ہیں ۔ ولید بن مغیرہ اپنے بیٹوں اور اقارب کو کہا کرتا تھا کہ جو کوئی محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی متابعت کرے گا وہ میرے مال سے محروم رہیگا اس کی بہت سی مثالیں اس زمانہ میں بھی موجود ہیں بعض لوگوں نے اپنی اولاد کو مسلمان ہو جانے کے سبب محروم الارث کر دیا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اس سے بہتر مال عطا کریگا ۔

اثیم ۔ بدکار ۔

آیت ۱۳ ۔ عتل ۔ جھگڑے میں سخت ۔ اُجڈ ۔

زنیم ۔ ولد الزنا ۔ نطفہ بے تحقیق ۔ جو کسی قوم کا نہ ہو اور اپنے آپ کو اس قوم کا بتلاتے

آیت ۱۶ ۔ جس امر میں وہ عزت چاہتا ہے اسی میں اس کو بے عزت کیا جاوے گا خرطوم سے مراد ناک ہے مطلب یہ کہ اس کی ناک کٹ جاوے گی بے عزت ہو گا ذلیل ہو گا یہ ایک پیشگوئی تھی ۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا ۔

آیت ۱۷ ۔ بلونٰھم ۔ ہم نے ان کو امتحان میں ڈالا ۔

یہاں ایک قوم کا حال بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے خدا تعالےٰ نے انہیں ایک باغ عطا کیا تھا مگر انہوں نے خدا تعالےٰ کی نعمت کا شکر [illegible] کرنے [illegible]

[illegible]

آیت ۱۱۔ متیٰ۔ کفّار سوال کرتے ہین۔ یہ وعدہ کب پُورا ہوگا۔ ہم پر کب عذاب آئیگا یہ تو اسی دنیا کی بات ہے۔ تم تاریخ مقرر کرو۔

آیت ۱۳۔ فرمایا۔ عذاب آئے گا اور تم روسیاہ ہو جاؤ گے۔ تدّعون۔ وہ عذاب جس کو تم زور سے مانگتے تھے۔

آیت ۱۴۔ بہت لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ الہام ہوُا تھا کیون پورا نہین ہوُا۔ فرمایا تم پر عذاب ضرور آئے گا۔ خواہ میرے سامنے آئے خواہ میرے بعد آئے تم نجات نہین پا سکتے

اِس جگہ سُورۃ الملک کے نوٹ ختم ہوئے

سُورۃ القلم رکوع اوّل

(پارہ ۲۹ رکوع ۳)

آیت ۱۔ ن۔ دوات۔

آیت ۲۔ تو مجنون نہین ہے۔

ان آیات مین اللہ تعالےٰ نے کفار کے اِس قول کا ردّ کیا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم) مجنون ہین اور اس پر دلائل دئے ہین۔ فرمایا۔ قلم دوات کو لو اور جو علوم دنیا مین پیدا ہوئے ہین سب کو جمع کرو اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو لو اور ان کو ایک جگہ جمع کرو اور پھر اس کلام (قرآن) کے ساتھ مقابلہ کرکے غور کرو۔ کہ کیا یہ مجنون کا کلام ہے۔

بلکہ فرمایا۔ قلم اور دوات کے ساتھ جو کچھ آیندہ بھی کبھی لکھا جاویگا اس سے ہمیشہ یہی ثابت ہوتا رہے گا کہ یہ خیال جو اس نبیؐ کے متعلق کیا گیا ہے بالکل باطل ہے۔ ہر ایک نیا علم جو دنیا مین نکلے گا۔ جو خداوند تعالےٰ سے محبّت اور مخلوق پر شفقت کے متعلق ہوگا۔ وہ اس کی صداقت اور علم وعقل کے کمال کو ثابت کرتا رہے گا۔ وہ تمام بحثین اور تحریرین جو آیندہ ہون گی وہ کوئی ایسا دینی مسئلہ پیدا نہ کرسکین گے جو انسان کی بہبودی کے واسطے ضروری ہو اور اس پاک کلام مین نہ پایا جاتا ہو۔ پھر ایسی کتاب کا لانے والا کیون کر مجنون ہوسکتا ہے۔

ان آیات مین اِس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اب قلم و دوات کا زمانہ آنے والا ہے۔ جب کہ ہر شے لکھی جائے گی اور صحائف بہت کثرت سے ہون گے اور بڑے علوم کا زمانہ خیال کیا جاوے گا اس وقت بھی قرآن شریف کی شریعت صحیح اور غیر متبدل ثابت ہوگی اور دنیا کو ماننا پڑے گا کہ ایسے مستحکم۔ معقول۔ مدلّل کا لانے والا بجز ایک کامل نبی کے کوئی ہو نہین سکتا چہ جائے کہ وُہ دیوانہ ہو۔

آیت ۳۔ غیر ممنون۔ غیر منقطع۔ چون کہ یہ کلام ایسا ہے کہ فیہا کتبٌ قیمہ۔ اس مین مضبوط کتابین شامل ہین جو قائم رہنے والی ہین اس واسطے یہ علوم ہمیشہ ثابت ہوتے رہین گے اور ان سے دنیا مین ہمیشہ نور پھیلتا رہے گا۔ اور اس طرح تیرا ثواب جاری رہے گا کیونکہ یہ ابدی شریعت ہے۔

یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مجنون نہ ہونے کی ایک دلیل بیان فرمائی ہے کیون کہ پاگل جو ہوتا ہے نہ اس کے کامون مین کوئی ترتیب اور نظام ہوتا ہے اور نہ اُس کے کامون پر نتائج مترتب ہوُا کرتے ہین برخلاف اس کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کام منتظم تھے اور ان سے بڑے بڑے اہم اور مفید نتائج پیدا ہوئے۔

اس مین اہل عرب کو اور آیندہ تاریخ زمانہ پر نگاہ کرنے والون کو سمجھایا ہے۔ کہ دیکھو ہمارا رسُول بھی ایک کام کر رہا ہے اور اس کے بالمقابل تم بھی ایک کام کر رہے ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون فتح کرتا ہے اور غیر منقطع اجر کس کو ملتا ہے کون عاقل ثابت ہوتا ہے اور کون دیوانہ۔

آیت ۴۔ ایک اور دلیل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاگل نہ ہونے کی اس جگہ بیان فرمائی ہے فرمایا۔ جو شخص خلق عظیم اپنے اندر رکھتا ہے اسکو پاگل کس طرح کہہ سکتے ہین پاگل کے اخلاق اچھے نہین ہوُا کرتے۔ کیا وہ شخص جو عاقبت اندیشی۔ شجاعت۔ مُروت۔ جود وسخا۔ استقامت۔ بلند ہمتی۔ عفت۔ حیا۔ زہد۔ اتقا۔ ریاضت۔ فصاحت۔ بلاغت۔ عفو۔ کرم۔ رحم۔ حلم۔ توکل۔ امانت۔ دیانت۔ غرض تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہو کیا وہ مجنون ہوسکتا ہے ہرگز نہین۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ خلق صرف نرمی۔ حلیمی اور انکسار کا نام نہین جیسا کہ عام طور پر سمجھا گیا ہے۔ بلکہ انسان کے اندر بمقابلہ ظاہری قوٰے کے جو باطنی کمالات کی کیفیات ہین ان سب کا نام خُلق ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مین وہ سب پائی جاتی تھین۔ اسی پر قرآن شریف مین دوسری جگہ فرمایا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

کہ اخلاق کیواسطے یہ رسول کامل نمونہ ہے اسکی سُنّت کو اختیار کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خُلق کے متعلق سوال ہوُا تھا۔ تو انہون نے فرمایا۔ خلقہ القران۔ آپکا خلق قرآن تھا۔ قرآن مجید مین جو اعلےٰ تعلیم دی گئی ہے اس سارے کے عمل کا آپ نمونہ تھے۔ جو لوگ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سوانح عمریان تلاش کرتے ہین انہین چاہیئے کہ جناب صدیقہ کے اس قول کی طرف توجہ کرین۔

دُنیا دارون کی ہمیشہ عادت چلی آئی ہے کہ خدا کے محبوب مجذوب لوگون کا نام دیوانہ رکھتے ہین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔ نے جب سلطان رُوم کو اُس کے اراکین کی خراب حالت کی طرف توجہ دلائی تو آپکو بھی کہا گیا کہ تو مجنون ہے جس پر انہون نے خدا تعالےٰ کے حضور مین عرض کی۔

آنکس کہ بتو رسد شہان را چہ کند	با فر تو فر خسروان را چہ کند
چون بندہ شناخت بدان عزّ وجلال	بعد از تو جلال دیگران را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

اِسی خلق عظیم کی طرف اشارہ ہے جہان گذشتہ انبیاء کا ذکر کرکے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حکم ہوُا ہے۔ فبھدٰھم اقتدہ۔ انبیاء سابقین مین جو خاص باتین منفرد طور پر مخصوص تھین ان تمام اخلاق متفرقہ کو اپنی ذات مین جمع کرلے۔

(باقی آیندہ۔ انشاء اللہ تعالےٰ)

کامیاب اور بامراد ہوں گے ان کے لئے جنت النعیم ہے۔ یہاں بھی اور وہاں بھی یہ ایک پیشین گوئی ہے۔ جو کہ اس جہان میں بھی پوری ہو گی اور اگلے جہان میں بھی۔

آیت ۳۔ مجرم۔ قطع تعلق کرنے والا۔

مسلم۔ سچا فرمانبردار۔ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والا۔

فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کے حکموں کو نہیں مانتے ... ان کا انکار کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ برابر نہیں ہو سکتے جو قطع تعلق کرنے والے ہیں۔

آیت ۵۔ تخیّرون۔ جو تم پسند کرو۔

کیا جو تم پسند کرتے ہو وہ شریعت بن سکتی ہے۔ خیالات کے ساتھ واقعات وابستہ نہیں ہو سکتے بہت مشکل بات ہے کہ انسان کی تمام خواہشات پوری ہوتی چلی جائیں۔

آیت ۶۔ الی یوم القیامۃ۔ قیامت کے معاملہ میں۔

آیت ۷۔ زعیم۔ ذمہ وار۔

آیت ۹۔ یکشف عن ساق۔ یہ ایک محاورہ عربی زبان کا ہے اور اس کے معنے ہیں جب حقیقت کھل جائے گی یا جب بہت گھبراہٹ ہو گی۔

بعض تفاسیر کے بیان کردہ معانی کی بنا پر اس آیت پر آریوں اور عیسائیوں نے اعتراض کیا ہے جو کہ مع جواب درج ذیل ہے۔

مکذّب براہین نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۷۶ میں قرآن مجید کی آیت یوم یکشف عن ساق کو صانع عالم کی ہستی کی دلیل سمجھ کر یہ اعتراض کیا ہے۔ خدا نے بے چون دیرا مخلوقوں کو کہتا ہے۔ میں قیامت کے روز تم کو دیدار دونگا اور تم نہیں مانو گے اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤں گا تب تم سجدہ میں گرو گے۔ جائے تعجب اور حیرت ہے خداوند تعالےٰ بسبب زود رنجی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہیں شرماتا!!

مصدق۔ تمام اعتراض از سرتا پا افتراء و بہتان اور راستی سے بےنام و نشان ہے اول اس لئے کہ اگر معترض ہی کا وہ ترجمہ مان لیا جاوے۔ جو خود معترض نے اس آیۃ کے نیچے لکھا ہے جس روز جامہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور بلائے جاویں گے لوگ واسطے سجدہ کرنے کے پس نہ کر سکیں گے (تکذیب صفحہ نمبر ۷۶) جب بھی اس ترجمہ سے وہ باتیں نہیں نکلتیں جو مکذّب براہین نے اپنے اعتراض میں بیان کی ہیں۔ مثلاً تم کو دیدار دونگا۔ ایک اور تم نہیں مانو گے دو۔ پھر میں تمہارے اصرار پر تین۔ تب تم سجدہ میں گرو گے چار۔ زود رنجی پانچ۔ نہیں شرماتا چھ۔ تعجب و حیرت ہے۔ فلا یستطیعون کے معنے مکذّب نے یہ لکھے ہیں۔ پس نہ کر سکیں گے اور اعتراض میں مکذّب نے لکھا ہے "تب تم سجدہ کرو گے" آریہ صاحبان! انصاف کرو اور سچ کے اختیار کرنے میں دیر نہ کرو۔

والعاقبۃ عند ربک للمتقین (یاد رکھو انجام کار کامیابی خدا ترسوں کے حصہ میں آتی ہے) اب میں آپ کو اس آیت کی بقدر ضرورت تشریح سناتا ہوں اور آیۃ کا مابعد بھی ساتھ ہی بیان کرتا ہوں۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ۔

جس وقت سخت اضطراب کا وقت ہو گا اور سجدہ کی طرف بلائے جائیں۔ گر پس ان کو سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو گی۔ انکی آنکھیں (مارے ضعف و دہشت) کے بے نور ہو گئی ہوں گی۔ ذلت نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۸ کالم دوم۔ کا پھل اس کو دیں لیکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کے خالی ہاتھ پھیرا۔

تفسیر۔ دیکھو یرمیاہ ۲۷ باب ۱۵ و ۲۱

پھر اس نے دوسرے نوکر کو بھیجا مضمون نے اس کو پیٹ کے اور بےعزت کر کے خالی پھیرا

تفسیر۔ یہ شخص یسعیاہ تھا۔ یرمیاہ۔ ۲۶۔ باب ۲۳۔ یہ اس لئے کہ متی ۲۱ باب ۳۵ میں مار ڈالا لکھا ہے۔

پھر اس نے تیسرے کو بھیجا مضمون نے گھائل کر کے اس کو بھی نکال دیا۔

تفسیر۔ ۲۔ تاریخ۔ ۲۴۔ باب ۲۱

تب باغ کے مالک نے کہا کیا کروں میں اپنے پیارے بیٹے (یعنی مسیح ابن) کو بھیجوں گا شاید وے اسے دیکھ کر دب جاویں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا۔ آپس میں صلاح کی اور کہا۔ کہ یہی وارث ہے آؤ اس کو مار ڈالیں۔ میراث ہماری ہو جاوے۔ تب اس کو باغ کے باہر نکال کر مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا وہ آوے گا اور ان باغبانوں کو قتل کریگا۔

[illegible]

بقیہ حاشیہ کالم اول صفحہ ۲۷۹۔ وسیع ہیں ہم نے حسب حال صلح کار لئے ہیں متی ۵ باب ۹۔ مبارک وے جو صلح کار ہیں کیونکہ خدا کے فرزند کہلائیں گے اور مسیح صلح کا شاہزادہ ہے۔ یسعیاہ ۹ باب ۶۔ حسب بیان مرقس ایک ہی بیٹے رہ گئے۔ بنی اسرائیل میں کامل صلح مسیح میں تھی اور اسی سے بنی اسرائیل کے گھرانے کی نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا۔ خدا کے فرزند کا محاورہ دیکھنا ہو تو دیکھو۔ مبحث الوہیت مسیح۔ وہاں ثابت کیا ہے حسب محاورہ کتب مقدسہ فرشتے خدا کے بیٹے ہیں۔ ایوب ۱۔ باب ۶۔ اور انبیاء اس کے بیٹے۔ ایوب ۳۸ باب ۷ اور بدکار خدا کے بیٹے۔ یسعیاہ ۳۰ باب ۱۔ سب فرزند۔ یوحنا ۱ باب ۲۵۔

اب مار ڈالا کی تحقیق سن لو۔ یہاں سخت ایذا کو مار ڈالنا کہا ہے کیونکہ مکاشفات ... باب ۹ میں ہے۔ گویا ذبح کیا۔ یہودی کہتے ہیں ہم نے مسیح کو قتل کر ڈالا مقتول کے تو عیسائی بھی منکر ہیں۔ پر قرآن کا مسیح کے حق میں یہ کہنا ما قتلوہ بالکل ... بعض ... [illegible]

ریاست و دولت دی گئی ہے اس سے نیک نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دیکھا جائے مال و جاہ والا ہو کر تم پیغمبر وقت کی اطاعت کرتے ہو یا نہیں۔

شیخ یعقوب علی صاحب اپنے ترجمۃ القرآن میں لکھتے ہیں۔

"اس مثال سے متعلق جو پہلے سیری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالے نے انجیل کی بشارت باغ کا حوالہ دیا ہے جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے اور قرآن مجید نے اسے کھول کر سورۂ کہف کے پانچویں رکوع میں بیان کیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں کی ہے اس طرح یہ بیان آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلائل نبوت میں ساتویں دلیل ہے۔ اس رکوع کے آخر میں فرمایا۔ کذالک العذاب و العذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ان منکرین کے لئے جو عذاب کی پیشگوئی کی ہے یہی اس طرح واقع ہوگا کہ وہ شادان و فرحان ہوں گے۔ اور اس کے وقوع کا انہیں خیال اور وہم بھی نہ ہوگا۔ اور پھر یہ عذاب ان کی آخرت کے عذاب کے لئے بطور دلیل ہوگا۔ کاش وہ جانتے۔ مثال اہل باغ میں بتایا ہے۔ کہ انہوں نے خداوند تعالے کی نعمت کی قدر نہ کی اور بخل سے کام لیا اسی طرح پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم الشان نعمت ہیں انکی قدر کرنی چاہیئے تھی۔ مگر نہیں کی اس لئے اب یہ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں"

آیت ١٨۔ استثناء سے مراد شکر نعمت اللہ کا بجا لانا ہے اور انشاء اللہ کہنا ہے اہل محاورہ بولتے ہیں۔

حلف فلان یمینا لیس فیہا استثناء۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنے ہر ارادے میں اللہ تعالے پر توکل کرے اور اس کے علم اور قدرت کے سہارا سے اور انشاء اللہ کہے۔ مگر اس مقدس کلمہ کو وعدہ پورا نہ کرنے کا بہانہ نہ بنائے جیسا کہ فی زمانہ بعض لوگوں کی عادت ہو گئی ہے۔

آیت ١٩۔ طائف۔ پھر جانے والا عذاب۔ رات کے وقت اس قوم پر عذاب آیا تھا۔

آیت ٢٥۔ قادرین۔ لپک کر چلنے والے۔ مسکین کے نہ دینے کا اندازہ کرنیوالے۔

آیت ٢٨۔ اوسطھم۔ جوان میں سے اچھا تھا۔

آیت ٣٢۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سرشت بھی تھی کیونکہ اللہ تعالے کی طرف رجوع کرنے کا عزم ان میں پیدا ہوا۔ جو شخص نقصان پیدا کرتا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اللہ تعالے کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالے پہلے سے بہتر و برتر عطا کرتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں۔ مثنوی۔

اولم خم شکست و بسر کہ بریخت ۔ نہ من گفتم کہ این نشاید ہم بکہ برد
صد خم صافی از پئے آن کو خم داد و بشاد یا ہم کرد

سورۃ القلم رکوع دوم

(پارہ ٢٩ رکوع ٢)

آیت ١۔ متقین۔ اُوپر کی آیات میں منکرین کا بیان ہے اب متقین کا ذکر ہے کہ جن لوگوں نے تقوے اختیار کیا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اختیار کی ہے

پیشگوئی بشارت باغ۔

واضرب لہم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین من اعناب وحففنہما بنخل وجعلنا بینہما زرعا کلتا الجنتین اتت اکلہا ولم تظلم منہ شیئا وفجرنا خلالہما نہرا وکان لہ ثمر فقال لصاحبہ وھو یحاورہ انا اکثر منک مالا و اعز نفرا ودخل جنتہ وھو ظالم لنفسہ قال ما اظن ان تبید ھذہ ابدا
سیپارہ ١٥ سورہ کہف رکوع ٥

اور بیان کر واسطے ان کے مثال دو مردوں کی کہ کئے ہم نے واسطے ایک کے ان میں سے دو باغ انگوروں سے اور گھیرا ہم نے ان دونوں کو ساتھ کھجوروں کے اور کی ہم نے درمیان ان دونوں کے کھیتی دونوں باغ لائے میوہ اپنا اور نہ کم کیا اس میں سے کچھ اور جاری کی ہم نے درمیان ان دونوں کے نہر اور تھا واسطے اس کے پھل [illegible]

اقترب للناس حسابہم وھم فی غفلۃ معرضون۔ سیپارہ ١٧ سورۃ الانبیاء
نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے حساب ان کا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیرے ہیں ١٢
یہ پیشین گوئی اور بشارت بہ نسبت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔
انجیل میں یہ بشارت نہایت تفصیل سے موجود ہے وہ باغ اور بنی اسرائیل کا باغ یروشلم ہے بنی اسرائیل اپنے ناپاک گھمنڈ میں اپنے بھائی اسمٰعیل کو ہمیشہ حقیر و ذلیل جانتے تھے اور اپنی باغبانی کے (بقول ما اظن ان تبید ھذہ ابدا) لازوال ہونیکا یقین کرتے رہے حضرت مسیح نے انکو آگاہ کیا اور بتایا تمہاری باغبانی جاتی رہے گی اب نیا اور نئے باغبان آنے والے ہیں اگر تم نے ان نئے باغبانوں پر حملہ کیا تو چور چور ہو جاؤ گے اور اگر وہ تم پر گرے پیس جاؤ گے۔ اس بشارت میں حضرت مسیح کی تفصیل متی ٢١ باب ٣٣۔ مرقس ١٢ باب ١۔ لوقا ٢٠ باب
پھر لوگوں سے یہ تمثیل کہنے لگا کسی نے ایک انگور کا باغ لگا کے اسے باغبانوں کے سپرد کیا اور مدت تک پردیس جا رہا
[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن مجید سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ ایڈیٹر بدر

بقیہ سورۃ القلم رکوع دوم

(پارہ ۲۹ رکوع ۴)

گزشتہ سے پیوستہ

اس وقت اللہ تعالے کی عبادت کی طرف بلانیوالے موذن نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ۔ حَیَّ عَلَی الفلاح ۔ کا کلمہ بڑے اونچے منارے سے بلند آواز کے ساتھ پکار سنایا اور وہ میٹھی او سلیم الفطرۃ لوگوں کے کان میں پہنچی اب ان کا دل سجدہ جانے کے تڑپتا ہے مگر اس وقت وہ مرنے کی حالت میں ہیں سنتا ۔ جیسی طاقت اب چل بھی نہیں سکتا اور دل میں کڑھتا ہے مگر اب اس کے بس کی بات نہیں ہوجاتا اسی آیت شریف میں وَقَدْ کَانُوا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ کے پیچھے وَہُمْ سَالِمُوْنَ ۔ کا کلمہ ان معنے کا قرینہ موجود ہے ۔ جس کے معنے ہیں اور تحقیق وہ لوگ بلائے جاتے تھے سجدہ کی طرف جبکہ پہلے چنگے تھے ان معنے کی تصدیق تفسیر کبیر کے جلد نمبر ۸ صفحہ ۴۰ سے بخوبی ہو سکتی ہے ۔

دوسری توجیہ اس آیت شریف کی الساق ذات الشیٔ وحقیقۃ الامر کیا معنے ساق لفظ عربی زبان میں کسی چیز کی ذات اور اس کی اصل حقیقت کو کہتے ہیں ۔ یوم یکشف عن ساق کے معنے یہ ہوئے ۔ جس دن اشیاء کی اصل حقیقت ظاہر ہوگی اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے منکر اپنی نافرمانیوں کا بدلہ دیکھیں گے اسوقت تمام ناللجۃ پھر سجدہ کی طرف بلائے جاوینگے مگر پہلی نافرمانی کا بدنتیجہ یہ ہوگا کہ اسوقت سجدہ نہ کر سکیں گے ۔

تیسری توجیہ اس آیت شریف کی یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی پہچان مختلف اسباب سے ہوا کرتی ہے مثلاً کوئی شخص ایک آدمی کو اس کا منہ دیکھ کر پہچان سکتا ہے اور سابقہ جان پہچان والا اونٹ نشان جیسے قدم اور ساق کو دیکھکر پتہ لگا سکتا ہے ۔ اسی طرح ایک سمجھدار صحیح الفطرۃ صاحب دانش ادنے ادنے امور سے باری تعالے کے وجود اور اس کی ہستی کا پتہ حاصل کر سکتا ہے ۔ شعر

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور کم فہم مریض الفطرۃ کو عمدہ عمدہ دلائل سے بھی معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح ہنگامہ محشر کے وقت جو اسی موجودہ دنیا کا نتیجہ ہے جب الٰہی صفات کا ظہور ہوگا تو نا سمجھ اپنی کمی معرفت اور نقص عرفان کے باعث بلاوت سجدہ داروں کے سجدے سے محروم رہ جاوینگے اور اسلام [illegible] عرفان اور ایمانی نور کے باعث لوگ ظہور صفات پر جسے کشف ساق کہتے ہیں جو [illegible]

کی صفت ہے اور صفات کا معاملہ ایسا ہے کہ ان کی حقیقت ہمیشہ بلحاظ اپنے موصوف کے بدل جایا کرتی ہے ۔ مثلاً بیٹھنا ہماری صفت ہے جس سے ہر روز ہم متصف ہوتے ہیں مگر ایک بڑے ساہوکار یا کسی امیر کا عروج کے بعد بیٹھ جانا ہمارے ہر روزہ بیٹھ جانے سے نرالا ہوگا برسات کے دنوں میں مینہ کے زور سے دیوار کا بیٹھ جانا پہلے بیٹھنوں سے بالکل الگ ہوگی اور ایک بادشاہ کا تخت پر بیٹھ جانا کوئی اور ہی حقیقت رکھے گا ان مثالوں میں دیکھ لو بیٹھنا ایک صفت ہے مگر بلحاظ تبدل موصوفین کے ۔ اس صفت کا ایک قسم دوسری قسم سے بالکل علیحدہ ہے اب ان سب سے ایک لطیف بیٹھنا سنو جس کی حقیقت ان تمام بیٹھنوں سے بالکل الگ ہے وہ بیٹھنا کیا ہے کسی کی محبت کا کسی کے دل میں بیٹھ جانا اور کسی کی عداوت کا کسی کے دل میں بیٹھ جانا کسی کی کلام کا کسی کے دل میں گھر کر لینا یا بیٹھ جانا ۔ جب اہل اسلام نے باریتعالے کو لیس کمثلہ شیٔ ۔ اور قیوم سب سے بے مانند مانا ہے ۔ تو اس بات کا تسلیم کرنا ہر عاقل منصف کا فرض ہے کہ وہ اس کی تمام صفات بھی اس پاک موصوف کی طرح لیس کمثلہ اور قیوم ۔ بے مانند مانتے ہوں گے ۔ اس کی قدرت ۔ اس کی طاقت ۔ اس کا علم ۔ اس کی حیوٰۃ ۔ اس کا موجود ہونا اس کا ازلی ہونا اس کا ابدی ہونا ۔ اس کا ید ۔ اس کا وجہ ۔ اس کی ساق ۔ اس کا کشف ۔ اس کا عرش پر بیٹھنا سب بیمثل ہوگا چونکہ ہم اس کی پاک ذات سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے اسلئے ہماری کوئی صفت اس کی کسی صفت سے مشابہ نہ ہوگی ۔"

آیت ۱۱ ۔ ذرنی ۔ یہ ایک محاورہ ہے ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں : مجھے چھوڑ دو میں ذرا اس کی خبر لے لوں ۔

زبان انگریزی میں بھی اس قسم کا محاورہ لفظ Let me سے استعمال کیا جاتا ہے ۔

آیت ۱۴ ۔ یہ بھی اس نبی کی صداقت کا ثبوت ہے کہ وہ تمہاری خیر خواہی میں رات دن مصروف ہے اور اس کے عوض میں تم سے کچھ مزدوری نہیں چاہتا ۔

آیت ۱۵ ۔ غیب ۔ دیکھو غیب کی پیشگوئیاں خدا تعالے نے خبر پاکر کون کر رہا ہے ۔ کیا ایسی زبردست پیش گوئیاں کوئی مفتری یا مجنون کر سکتا ہے ۔ جو برابر پوری بھی ہو رہی ہیں اور بڑی بڑی فتوحات پر مشتمل ہیں ۔ اگر یہ رسول خدا کی طرف سے نہیں ہے ۔ تو یہ غیب اسے کہاں سے مل گیا ۔

آیت ۱۶ ۔ صاحب الحوت ۔ تیزی والا ۔ غضب والا ۔ حوت مچھلی کو بھی کہتے ہیں اسلئے ترجمہ ہوا مچھلی والا ۔ تب اشارہ ہوا التقمہ الحوت کی طرف ۔ فرمایا ۔ اپنے نبی تو منکرین کی تکلیف دہی پر صبر کر یہ تکالیف اور مصائب تیرے لئے غمزدہ ہونے کا موجب نہ ہوں ۔ وقت قریب ہے کہ تیری کامیابی ظاہر ہوگی اور تیری صداقت سب پر کھل جائے گی ۔

آیت ۱۸ ۔ یزلقونک ۔ تجھے گھورتے ہیں ۔

آیت ۱۹ ۔ ذکر ۔ شرافت ۔ بھلائی

[illegible] عمل کرنے والے تاریکی لوگ ہو جائیں گے

انہیں ڈہانک رکھا ہوگا اور (اس حالت سے پہلے) جب بھلے چنگے تھے سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے ۔

الساق عربی میں شدت اور تکلیف کو کہتے ہیں اور کشف الساق شدۃ اور تکلیف کا ظہور ہے پس یوم یکشف عن ساق کے معنے ہوئے جب شدت اور تکلیف کا ظہور ہوگا۔ اِن معنوں کا ثبوت علاوہ لغت عرب کے قرآن کریم سے دیا جاتا ہے ۔

کلّا اذا بلغت التّراقی وقیل من راقٍ وظنّ انّہُ الفراق والتفّت السّاق بالساق اِلیٰ ربّک یومئذٍ المساق ۔

ایسا نہ ہوگا جس وقت سانس ہنسلی پر پہنچ جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کون افسوس کرنیوالا ہے (جو اسے اب بچالے) اور (مریض) یقین کرتا ہے کہ اب جدائی کا وقت ہے اور سخت گہبراہٹ اسپر طاری ہوتی ہے اسوقت چلنا تیرے رب کی طرف ہے ۔

حاجز عرب کے نامی شاعر کا قول ہے

عجبت من نفسی ومن اشفاقی ۔ ومن طرادی الطیر عن ارزاقھا
فی سنۃٍ قد کشفت عن ساقھا

تعجب ہے کہ قحط کے دنوں میں جب شدت سے اضطراب واقع ہوا میں بہوکوں مرنے کے خوف سے پرندوں کو انکی روزی کہانے سے روکتا تہا ۔

اور اب جب جنگ کی شدت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کشفت الحرب عن ساقٍ یعنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۹ کالم دوم ۔ عربی میں مصلوب اسی کو کہتے ہیں جس کی پیٹھ کی ہڈی توڑی جاوے ۔ دیکھو قاموس لغت صلب ۔ اور مسیح ہڈی توڑنے سے محفوظ رہے دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۳۳ ۔ بات یہ ہے حاکم مسیح کا حامی تھا دیکھو اس نے ہاتھ دہوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے پاک ہوں ۔ متی ۲۷ باب ۲۴ ۔ حاکم کی عورت حامی اور مددگار تہی ۔ خصم کو کہتی ہے مجھو اس راستباز سے کام نہ ہو متی ۲۷ باب ۱۹ اصیدار اور یسوع کے نگہبان بہی حامی اور وہی تھے اور پہر عیسائی متی ۲۷ باب ۵۴ یوسف نام ارمیتہ کا دولتمند ۔ سایندرم مجلس شاہی کا ممبر بہی حامی ۔ متی ۲۷ باب ۵۷ اور شاگرد منتظر بادشاہت تہا ۔ مرقس ۱۵ باب ۴۳ ۔ لوقا ۲۳ ۔ باب ۵۰ ۔ یہود کے خوف سے خفیہ رہتا ۔ یوحنا ۱۹ باب ۳۸ ۔ اس شخص نے لٹکانے کے چند گھنٹے کے بعد جب اندھیرا ہوا تو بادشاہ سے کہا یسوع مر گیا ہے لاش مجھے مرحمت ہو پلاطوس حاکم نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیونکہ مرا ۔ مرقس ۱۵ باب ۴۴ ۔ مسیح کے مرنے میں پلاطوس حاکم کو تعجب ہے کیسے مرا اور یوسف اور صوبے دار معتقد گواہ ہیں اور یہود بیچارے سبت کے بکھیڑے میں موجود ہی ہیں قبر میں رکھا اور مٹی کی مہر کی اور کوئی محافظ اس وقت نہ تہا ۔ خیرخواہ اپنے خاکسار کو نکال لے گئے ۔ بیشک مسیح مردہ یہودیوں سے بچ نکلے ابدی زندگی میں جلال پا گئے آیت ذا ایرکو حفاظت شروع ہوئی ۔ یہں صاف آشکار ہے وہ بے گناہ بچ گئے اسی واسطے قرآن کا کہنا وما قتلوہ وما صلبوہ بالکل راست ہے یا انجیل معتقدوں کے طور پر پڑہتے

گہسان کا رن واقع ہوا ۔ اب اس تحقیق پر آیۃ شریفہ کا یہ مطلب ہوا کہ جب عبادت کے کمزور کو مرض موت کی شدت انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بڑا بوڑہا یا ناتوان نزار و نزار ہو جاتا ہے اور اس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۰ کالم اول ۔ ولکن شبّہ لھم وان الّذین اختلفوا فیہ لفی شکٍّ منہُ مالھم بہٖ من علمٍ الّا اتّباع الظّنّ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ ۔

اور کہنا یہودیوں کا کہ ہم لوگوں نے عیسے مسیح رسول اللہ مریم کے بیٹے کو قتل کیا اور ان لوگوں نے نہ مارا اسکو اور نہ سولی پر چڑہایا اسکو لیکن قتل اور سولی دینے کا شبہ ہوا الخ ۔ اور ہرگز جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ اسکے شک میں ہیں اور ان لوگوں کو اس کا کچھ بہی یقینی علم نہیں ہے مگر گمان کی پیروی اور نہ مارا اور لو یہ یقین بلکہ اللہ نے اسکو اپنی طرف اٹھا لیا ۱۲

وان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہٖ قبل موتہٖ ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیداً (پ نساء ع)

اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاویگا ساتھ اس کے پہلے موت اسکی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر انکے گواہ ۱۲

بات دور چلی گئی ان باغبانوں (بنی اسرائیل کو خدا نے مصر سے لاکر یروشلم میں آباد کیا اور انہیں انبیاء ورسل بہیجے یسعیاہ باب) نے اپنے آخری راستباز صلح کار کو اپنے زعم میں قتل کیا ۔ مارو الا ۔ بنی اسرائیل کے سلطنے نبی خدا کے پلوٹھے تھے اور مسیح آخری پلوٹھی ۔ اب باغ اوروں کے سپرد ہوا باغ تو یروشلم تہا پہلے اس کے باغبان بنی اسرائیل میں سے رہے انکی بے ایمانی سے اب وہ باغ بنی اسمٰعیل کے سپرد ہوا باجوج دراز گوش کہتے ہیں وہ آخری آچکے اب محمد کون ہے عقل والو سوچو انجیل میں لکہا ہے مالک باغ باغ اوروں کو سپرد کریگا آخر کہاں آچکے معاملہ ختم نہیں کبہی پہلے بنی اسمٰعیل اسکے مالک ہوئے اب تیرہ سو برس سے مالک ہیں یہود اور عیسائیوں کے لئے عہدہ باغبانی نہیں رہا باغ کا نام ہی بدل گیا یروشلم سے بیت المقدس بنا ۔

متی اس نئی قوم کے حقین کہتا ہے وہ موسم پر پہل دینگے متی ۲۱ باب ۴۱ ۔ اور عرب میں حج کے ایام کو موسم کہتے ہیں پہر لوقا ۲۰ باب ۱۶ انہوں (بنی اسرائیل) نے یہ سن کے کہا ایسا نہو تب اس نے انکی طرف دیکھ کے کہا پہر وہ کیا ہے جو لکہا ہے کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا ہر ایک جو اس پتھر پر گرے چور ہوگا اور جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالیگا اور متی ۲۱ باب ۴۳ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں خدا کی بادشاہت تم سے لیجاویگی اور ایک قوم کو جو اسکے پہل لاوے دیجاویگی یاد رہے بنی اسرائیل صرف روحانی بادشاہ نہ تہے بلکہ روحانی اور جسمانی ۔ عیسائی منصوبہ پتھر وہی ہے جسکو دانیال نے دیکھا اور وہ پہر پہاڑ بنگیا دانیال ۲ باب ۳۴ جو اسپر گرا چور ہوا اور جس پر وہ گرا اسے پیس ڈالا ۔ جہاد پر اعتراض نہ کرنا ۔

قدیم زمانے میں تصویری زبان کا بڑا رواج تہا اسی خیال پر عیسائیوں نے موسوی رسومات کو صرف نشان قرار دیا ہے مثلاً کہتے ہیں قربانی توریت مسیح کی قربانی کا نمونہ تہی کو جانور خاموش جان دیتا ہے اور مسیح نے ایلی ایلی پکارتے جان دی ۔ ظاہری طہارتیں اصلی طہارت کا نمونہ نہیں پورا ہلانا ۔ مسیح کا جی اٹہتا تہا ۔ یوشع نے بارہ پتھر اٹھوائے اور بقول عیسائیوں کے وہ بارہ حواریوں کا گویا نشان تہا ۔ یوشع ۴ باب وغیرہ وغیرہ ۔ اب سوچو ۔ حجر اسود کعبے میں کونے کا پتھر تہا اور اسلام سے پہلے صدہا سال موجود لوگ اسے چومتے اور اس کے سامنے ہاتھ لاتے تہے گویا یہ پتھر کونے کا سرا کعبے میں تصویری زبان میں کتب مقدسہ کا یہ فقرہ تہا وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوا عرب امی محض تہے اور صاحب کتاب تہے انحضرت تہے جانے کتاب یہی پتھر گویا کلام الٰہی تہا ۔ اس پتھر کو عرب یمین الرحمٰن کہتے تہے آپ اصل آگیا اور اسکی منزل کتاب میں انّ الّذین یبایعونک انّما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم کا بیان آتا ہے

[illegible]

[illegible] فيقطع كثيرا من حجب و يجيه من بعد المقصد وكثرة عقباته و آفاتهم نوّرا بالنور الالهي و يدخله في الواصلين - فيكمل له الوصول والشهود مع رؤية عجائبات المنازل والمقامات ولا شعور لاهل العقل بهذه المعارف والنكات ولا يدخل عقل فيه ولا اطلاع بمثال هذه المعاني انما هو من مشكوٰة النبوة والولاية وليست العقل [illegible] و ما كان لعاقل ان يضع القدم في هذا الموضع الا بجذبات من جذبات رب العالمين ۔

واذا انفكت الارواح الطيبة الكاملة من الابدان ويتطهرون على وجه الكمال من الاوساخ والادران يعرضون عند الله تحت العرش بواسطة الملائكة فياخذون [illegible] بحظ من ربوبيته بعد نزر ربوبية سابقة وحظا من رحمانية مغايرة ثانية وحظا من رحيمية و [illegible] كان في الدنيا فهنالك تكون ثماني صفات [illegible] ثمانية من ملائكة الله باذن احسن الخالقين - فان لكل صفة ملك [illegible] قد خلق لتوزيع تلك الصفة على وجه التدبير ووضعها في محلها واليه [illegible] قوله تعالى والمدبرات امرًا - فتدبر ولا تكن من الذاهلين ۔

[illegible] وزيادة الملائكة الحاملين في الآخرة لزيادة تجليات ربانية ورحمانية ورحيمية ومالكية عند زيادة القوابل فان النفوس المطمئنة بعد انقطاعها [illegible] الى العالم الثاني والرب الكريم تترقى في استعدادها فتموج الربوبية والرحمانية والرحيمية والمالكية بحسب جذبات نفوسهم واستعداداتهم كما تشهد عليه قلوب العارفين وان كنت من الذين اعطي لهم حظ من القرآن فتجد فيه كثيرا من مثل هذا البيان - فتفكر بنظر دقيق ۔ تجد شهادة هذا التحقيق [illegible] كتاب الله رب العالمين ۔

ترجمہ ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسی صفات ہیں جو اقتضائے ذات سے پیدا [illegible] اور انہی صفات [illegible] ربوبیت ۔ رحمانیت ۔ رحیمیت ۔ مالکیت ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہی صفات کی طرف اس سورہ شریفہ میں اشارہ [illegible] ہے ۔ رب العالمین ۔ الرحمٰن ۔ الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ یہ صفات ذاتیہ ہر چیز [illegible] اور ہر چیز کو محیط ہو رہے ہیں اور انہی سے اشیاء وجود اور اشیاء کی [illegible] اور قابلیتیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کا وصول اپنے کمالات کو ہوتا ہے ۔

[illegible] صفت غضب اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں ہے بلکہ یہ صفت بعض اعیان کی [illegible] سے پیدا ہوتی ہے ۔

[illegible] صفت اضلال بھی ظاہر نہیں ہوتی ۔ مگر گمراہ ہونے والوں کے کج رو ہونے [illegible] ہے ۔

[illegible] کا چار میں حصر ہونا بنظر عالم ہے ۔ [illegible] صفات کے آثار پائے [illegible]

[illegible]

اور عرش آلہی کے چار پائے اس کی ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالکیت یوم الدین ہیں اور ان چاروں کا جامع بروجہ ظلیت عرش آلہی اور انسان کامل کا دل ہے یہ چار صفات ساری صفات آلہی کے امہات و اصول ہیں ۔

اور عرش آلہی کے پایوں کی طرح واقع ہوتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا استوے ہے اور لفظ استویٰ میں اس اتم و اکمل عکس آلہی کی طرف اشارہ ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ۔ اور پایہ عرش ایک فرشتے کی طرف منتہی ہوتا ہے جو اس کا حامل اس کا مدبر اور اس کا مورد تجلّیات ہے اور اس صفت کو وہ اہل آسمان و اہل زمین پر تقسیم کرتا ہے ۔

پس یہ معنے ہیں کلام آلہی کے ۔ جو اس نے فرمایا ہے ۔ ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ ۔ کیونکہ ملائکہ ان صفات کے حامل ہیں ۔ جن میں حقیقت عرش آلہی ہے ۔ اور سر اس بات کا یہ ہے ۔ کہ وہ عرش کوئی چیز دنیا کی چیزوں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک برزخ ہے اور وہ مبدء قدیم ہے واسطے تجلّیات ربانیہ و رحمانیہ و رحیمیہ و مالکیہ کے واسطے ظاہر کرنے تفضلات اور کامل کرنے جزا دین کے ۔

اور یہ بات صفات آلہی میں داخل ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قدیم سے صاحب عرش ہے اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ۔ خوب سوچ کر و اور حقیقت عرش اور استوی اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک عظیم الشان سر ہے اور بلیغ حکمت اور روحانی معنے ہیں ۔

اور عرش اس لئے نام رکھا گیا کہ اس عالم کے عقول کو سمجھایا جاوے اور ان کے فہمی استعدادوں کے نزدیک اس امر کو قریب کیا جاوے اور یہ واسطہ و ذریعہ ہے ۔ وصول فیض آلہی اور تجلّی رحمانی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ کی طرف اور ملائکہ کی طرف سے رسولوں کی طرف اور وحدت آلہی میں کثرت قابلات فیض قادح نہیں ۔ بلکہ کثرت قوابل موجب برکات بنی آدم ہیں اور یہ امر ان کو قوت روحانی میں مدد دیتا ہے اور انکو مجاہدات و ریاضتوں میں نصرت کرتا ہے ۔ جو مناسبات کے ظہور کے باعث ہوتے ہیں جو ان کے درمیان اور اُن نفوس کے درمیان ہوتے ہیں ۔ جو ان تک پہونچتے ہیں ۔ اور نفس عرش اور عقول مجردہ کی طرح ہوتے ہیں حتےٰ کہ وہ مبدء اوّل و علت العلل تک پہونچ جاتے ہیں ۔ جب سالک جذبات آلہیّہ اور نسیم رحمانیہ کو دیکھتا ہے ۔ تو بہت سے حجاب قطع کر جاتا ہے ۔ اور بعد مقصود و کثرت عقبات و آفات سے نجات پاتا اور نور آلہی سے منور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو واصلین میں داخل کر دیتا ہے ۔

اور اس کا وصول و شہود مع رویت عجائبات منازل و مقامات کے کامل ہو جاتا ہے اور اہل عقل کے لئے ان معارف و نکات کا شعور نہیں ہوتا اور نہ عقل کا ان میں دخل ہو سکتا ہے اور اس قسم کے معانی پر اطلاع پانا مشکوٰۃ نبوّت و ولایت سے میسّر ہو سکتا ہے ۔ عقل کو ان حقائق سے دوری نہیں پہونچتی اور نہ کسی عاقل کی طاقت ہے ۔ کہ وہ بجز جذبات آلہی اس مقام میں قدم رکھے ۔

[illegible]

سُورۃ الحاقہ رکوع ۱

پارہ ۲۹ رکوع ۵

آیت ۱ - الحاقہ - سچ مچ ہوجانے والی - ایک عظیم الشان شدنی امر - جو اٹل ہے اور یقیناً واقعہ ہونے والا ہے اس سے مراد آپ کے سخت اعداء کی تباہی ہے - جس کی خبر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور وہ پیش گوئیاں ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت اور منکرین کی ہلاکت کے متعلق کیں کہ وہ ضرور پوری ہونیوالی ہیں۔

آیت ۴ - ان آیات میں پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کی مثال دی ہے اور بطور عبرت کے ان کا واقعہ پیش کیا ہے کہ وہ بھی مجھ سے پہلے انبیاء و رسول - نبی و رسول نبی تھے - اگر ان کے نہ ماننے والوں نے سکھ نہیں پایا تو تم کیوں کر سکھ پاؤ گے - عاد اور ثمود کی قوم کا حال دیکھو کہ کیا ہوا اور خداوند تعالےٰ سے ڈرو کہیں تمہارا بھی وہی حال نہ ہو

قارعہ - ٹھونک کر سمجھانے والی۔

آیت ۵ - بالطاغیہ - بسبب حد سے بڑھی ہوئی نافرمانی کے وہ ہلاک ہوئے

آیت ۶ - عاتیہ - قابو سے نکلنے والی - حد سے بڑھی ہوئی۔

آیت ۱۰ - موتفکٰت - جن پر پہاڑ گرا تھا - سودوم و گمارا کے لوگ۔

بالخاطئۃ - ان کی خطا کاریوں کے سبب۔

آیت ۱۱ - عصوا - انہوں نے رسول کی نافرمانی کی اور یہ تمام عذاب اسی سبب سے انپر پڑا۔

رابیہ - بڑھ چڑھ کر۔

آیت ۱۲ - جاریہ - چلتی ہوئی کشتی۔

آیت ۱۳ - لنجعلھا - تمہیں اس واسطے سناتے ہیں کہ تمہیں نصیحت حاصل ہو۔

آیت ۱۴ - اِذا نفخ - ایک وقت آتا ہے - جب کہ بگل بجایا جائے گا - عذاب و ہلاکت کا وقت - یا

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین پر جو عذاب آنیوالا ہے اُس کا وقت آجائیگا

آیت ۱۵ - جبال - (۱) پہاڑ اُڑ جائیں گے - یا

(۲) مشرکین کے عمائد جو اپنے آپکو پہاڑوں کی مانند مضبوط سمجھتے ہیں ہلاک ہوجائینگے۔

آیت ۱۶ - وقعت - خطرناک عذاب آئے گا۔

آیت ۱۷ - انشقت السماء - آسمان پھٹ پڑے گا - سخت بارش ہوگی یا کوئی عذاب آئے گا۔

آیت ۱۸ - ملک - فرشتے - ملائکہ کا ایک خاص اژدحام اور ہجوم ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اور نصرت میں ملائکہ کا نزول ہوتا رہا۔

ثمٰنیۃ - اُس دن اللہ تعالےٰ کے عرش کے حامل آٹھ فرشتے ہونگے یعنی اللہ تعالےٰ کی چار صفات (رب العالمین - رحمان - رحیم - مالک یوم الدین) کا [illegible]

اِس آیت کی تفسیر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب کرامات الصادقین میں لکھی ہے جو اصل عبارت یہاں لکھی جاتی ہے اور اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

ثم اعلم ان للہ تعالیٰ صفات ذاتیۃ ناشئۃ من اقتضاء ذاتہ وعلیہا مدار العالمین کلہا وھی اربع ربوبیۃ ورحمانیۃ ورحیمیۃ ومالکیۃ کما اشار اللہ تعالیٰ الیہا فی ھذہ السورۃ وقال رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین - فھذہ الصفات الذاتیۃ سابقۃ علی کل شیء ومحیطۃ بکل شیء ومنہا وجود الاشیاء واستعدادھا وقابلیتہا ووصولہا الی کمالاتہا واما صفۃ الغضب فلیست ذاتیۃ للہ تعالیٰ بل ھی ناشئۃ من عدم قابلیۃ بعض الاعیان للکمال المطلق وکذلک صفۃ الاضلال لا یبدو الا بعد زیغ الضالین واما حصر الصفات المذکورۃ فی الاربع فنظرا الی العالم الذی یوجد فیہ آثارھا الا ترٰی ان العالم کلہ یشھد علی وجود ھذہ الصفات بلسان الحال وقد تجلت ھذہ الصفات بنحو لا یشک فیہا بصیر الا من کان من قوم عمین۔ وھذہ الصفات اربع الی انقراض النشاءۃ الدنیویۃ ثم تتجلی من تحتہا اربع اُخرٰی التی من شانہا انہا لا تظھر الا فی العالم الآخر واول مطالعہا عرش رب الکریم الذی لم یتدنس بوجود غیر اللہ تعالیٰ وصار مظہرا تاما لانوار رب العالمین وقوائمہ اربع ربوبیۃ ورحمانیۃ ورحیمیۃ ومالکیۃ یوم الدین ولا جامع لھذہ الاربع علی وجہ الظلیۃ الا عرش اللہ تعالیٰ وقلب الانسان الکامل وھذہ الصفات امھات لصفات اللہ کلہا ووقعت کقوائم العرش الذی استوی اللہ علیہ وفی لفظ الاستواء اشارۃ الی ھذا الانعکاس علی الوجہ الاتم الاکمل من اللہ الذی ھو احسن الخالقین۔ وتنتھی کل قائمۃ من العرش الی ملک ھو حاملہا ومدبر امرھا ومورد تجلیاتہا وقاسمہا علی اھل السماء والارضین فھذا معنی قول اللہ تعالیٰ ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ فان الملائکۃ یحملون صفاتا فیہا حقیقۃ عرشیۃ والسر فی ذلک ان العرش لیس شیئا من اشیاء الدنیا بل ھو برزخ بین الدنیا والآخرۃ ومبدء قدیم للتجلیات الربانیۃ والرحمانیۃ والرحیمیۃ والمالکیۃ لاظھار التفضلات وتکمیل الجزاء والدین - وھو داخل فی صفات اللہ تعالیٰ فانہ کان ذا العرش من قدیم ولم یکن معہ شیء فکن من المتدبرین - وحقیقۃ العرش واستواء اللہ علیہ سر عظیم من اسرار اللہ تعالیٰ وحکمۃ بالغۃ ومعنی روحانی وسمی عرشا لتفہیم عقول ھذا العالم ولتقریب الامر الی استعداداتہم وھو واسطۃ فی وصول الفیض الالٰہی والتجلی الرحمانی من حضرۃ الحق الملائکۃ ومن الملائکۃ الی الرسل ولا یقدح فی وحدتہ تعالیٰ تکثر وسائل الفیض بل التکثر ھٰھنا یوجب البرکات لبنی آدم [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ اڈیٹر بدر

بقیہ سورۃ الحاقۃ رکوع پہلا

پارہ ۲۹ رکوع ۵

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جہان پانچ ہون تو چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہین جہان خدا نہین اور پھر فرماتا ہے۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ پ بقرہ۔ جہان تم منہ کرو اسی طرف تم خدا کا منہ پاؤ گے وہ تم سے تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے وہی ہے جو چھٹا ہے اور وہی ساتوان ہے جو قریب ہے اور سب چیزون سے زیادہ ظاہر ہے۔ اور پنہان در پنہان ہے اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پ بقرہ ۔ یعنے جب میرے بندے میرے بارے مین پوچھین کہ وہ کہان ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہون کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہین جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو مین اس کا جواب دیتا ہون ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ مین ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے مین کیا ہون جو زمین و آسمان کو اٹھا رہا ہون مین ہی ہون جو کل ہون مین اٹھا رہا ہون۔

یہ تمام آیات قرآن شریف مین موجود ہین۔ پھر بچہ مسلمانون کا انکو جانتا ہے اور پڑھتا ہے تعجب کی جگہ ہے وہ ہم سے اگر یہی پوچھ لے پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے بھلا دنیا مین کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود مانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے اب یاد رکھو کہ قرآن شریف مین کہین بھی نہین کہ خدا کو کوئی فرشتہ اٹھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک کو اٹھا رہا ہے ان آیات مین جو استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو در اصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہین فرشتے اٹھا رہے ہین۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی جسم چیز ہی نہین تو فرشتے اسکو کیونکر اٹھاتے ہین ضرور کوئی استعارہ ہوگا مگر آریہ صاحبون نے اس بات کو نہین سمجھا۔ [illegible] تعصب کے وقت اندھا ہوتا ہے۔

اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف مین لفظ عرش کا جہان جہان استعمال ہوا ہے اس سے [illegible] عظمت اور جبروت اور بلندی ہے [illegible] اسکو مخلوق چیزون مین داخل نہین [illegible] [illegible] عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہین۔ جو وید کی رو سے چار دیوتے کہلاتے ہین [illegible] اکاش جس کا نام اندر ہی [illegible]

عربی مین ارض کہتے ہین یہ چارون دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ مین بیان کر چکے ہین۔ خدا کی چار صفتون کو جو اس کے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہین۔ جن کو دوسرے لفظون مین عرش کہا جاتا ہے اٹھا رہے ہین یعنے عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہین۔ تصریح کی حاجت نہین اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہین اور قرآن شریف مین تین قسم کے فرشتے لکھے ہین (۱) ذرات اجسام ارضی اور روحون کی قوتین (۲) اکاش۔ سورج۔ چاند زمین کی قوتین جو کام کر رہی ہین (۳) ان سب پر اعلےٰ طاقتین جو جبرئیل۔ میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہین جن کو وید مین جسم لکھا ہے۔ مگر اس جگہ فرشتون سے یہ چار دیوتے مراد ہین یعنی اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالےٰ کی چار صفتون کو اٹھا رہے ہین یہ وہی چار صفتین ہین جن کو دوسرے لفظون مین عرش کہا گیا ہے اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہ لوگ خوب وید دان ہین جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہین

اخیر مین سنو! یہ لوگ۔ انترکش۔ برہم لوگ جن کا ذکر منو ۲ ۔ ۲۳۳ مین ہے اس کے اوپر کس کی حکومت ہے۔

یہ ہین ۔ جو حق ہو اور جناب الٰہی کیطرف سے ہو۔

زمانہ حال کی تحقیقات مین یہ مسلم ہے کہ انسان کے جسم کے اکثر حصون کا خون داہنی طرف سے ہی قلب مین داخل ہوتا ہے۔

ان آیات مین جزائے اعمال کے لحاظ سے آدمیون کی دو حصون مین تقسیم کی گئی ہے۔ اصحاب الیمین۔ نیکو کار لوگ جو داخل جنت ہون گے اور اصحاب الشمال ۔ بدکار لوگ جو داخل دوزخ ہونگے [1]

---

[1] مجھے ایک دفعہ خواب مین ایک نظارہ دکھایا گیا تھا کہ ایک وسیع میدان ہے اس مین حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک بڑے لشکر کے ہمراہ کھڑے ہین آپ اس لشکر کے جرنیل دکھائی دیتے ہین آپ کا لباس فوجی ہے۔ پیٹی مین تلوار لگی ہے۔ سر پر عمامہ ہے مین ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا اس فوج کا نظارہ کرتا ہون اور ایک سفید لباس پیر مرد میرے پاس کھڑا ہے گویا وہ بھی نظارہ کنندون مین سے ہے پھر مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک بڑی قطار آدمیون کی آنحضور کے دائین ہاتھ دور تک چلی گئی ہے اور ایسا ہی ایک قطار بائین طرف چلی گئی ہے ۔ میرے مونھ سے نکلا۔ اس مین کیا فرق ہے ۔ دائین ہونے یا بائین ہونے ۔ سب آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ایک ہی قطار مین کھڑے ہین میرے ایسا بولنے پر وہ پیر مرد میری طرف جھک کر نہایت محبت سے اپنے ہاتھ کو ہلاتے ہوئے فرمانے لگے "تیرے ہی سمجھانے کے لئے ۔ تیرے ہی سمجھانے کے لئے" پھر مینے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی بولی دی جس کو مین سمجھ نہین سکا کہ کیا لفظ تھا اور اپنا دایان ہاتھ اپنے سینے کی طرف ہلایا تب وہ ساری فوج جو دائین طرف تھی آپکے سامنے آگئی اسکے بعد آپنے ایک اور بولی دی اور اپنا بایان ہاتھ پیچھے کیطرف کیا وہ سب فوج جو بائین طرف تھی آپکی پشت کیطرف چلی گئی تب ایسا خیال ہوتا ہے کہ آنحضرت نے خود فرمایا یا کسی نے آپ کیطرف سے فرمایا دائین والون کی طرف جو سامنے آ گئے تھے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ میری آنکھون کے سامنے ہین [illegible] [illegible] ہین من [illegible] نہین کرونگا۔

(ایڈیٹر [illegible])

جو پہلے رحمانیت سے متاثر ہوتا ہے اور اسکی رحیمیت سے بھی حصہ پاتے ہین۔ جو اُسکے پہلے رحیمیت نسے الگ ہوتی ہے اور اس کی مالکیت سے بھی بہرہ پاتے ہین۔ جو دنیا کے حصہ سے متاثر ہوتی ہے پس اس وقت آٹھ صفات ہوجاتے ہین۔ جن کے آٹھ ملائکۃ اللہ باذن احسن الخالقین حامل ہین کیونکہ ہر صفت کے لئے ایک فرشتہ موکل ہے جو اس صفت کے پراگندہ کرنے کے لئے بروجہ تدبیر اور اس کو برمحل خود رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالے نے اپنی کلام مین اشارہ فرمایا ہے۔ فالمدبرات امرا۔ پس تم غور کرو اور غافل نہ بنو۔

آخرت مین ملائکہ حاملین کا زیادہ ہونا تجلّیات ربّانیہ و رحمانیہ و رحیمیہ و مالکیہ کے زیادہ تجلیات کے لئے ہے کیونکہ اس جگہ محل قابلات تجلیات بہت ہو گئے۔ وجہ یہ ہے کہ نفوس مطمئنہ جب اس عالم سے منقطع ہو کر عالم ثانی کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اپنی اپنی استعدادون کے موافق ترقی کرتی ہین تو ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالکیت ان کی قابلیتون و استعدادون کے حساب پر جوش زن ہون گے۔ چنانچہ عارفون کے کشوف اس امر پر گواہ ہین۔

اگر تم ان لوگون مین سے ہو جن کو قرآن کریم سے حصہ ملا ہے تو ایسا بیان قرآن مین بہت پاؤ گے۔ نظر دقیق سے دیکھو تا کہ اس شہادت کی تحقیق کو قرآن کریم سے پالو۔

اللہ تعالےٰ کے عرش پر بیٹھنے اور آٹھ فرشتون کے اُٹھانے کے متعلق آریون نے بعض اعتراض کئے ہین۔ جن کے جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے جو دئے ہین وہ درج ذیل ہین۔

سوال۔ (۱) خدا زمین و آسمان پر کرسی نشین ہے گویا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے (۲) عرش پر ہے (۳) اُسکو آٹھ فرشتون نے اُٹھایا ہوا ہے۔

الجواب

پہلا سوال محض غلط فہمی اور علوم الٰہیہ حقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اس پر متفق ہین۔ ہان تارک اسلام کو علوم اسلامی سے نابینائی کی وجہ سے کرسی سے ٹھوکر لگی اور مُنہ کے بل جہالت کے گڑھے مین گرا ہے۔ سُنو ہماری مکرم کتاب صحیح بخاری مین جسے ہم کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب مانتے مین لکھا ہے۔

کرسیّہ علمہ۔ یعنی کرسی کے معنی علم کے ہین۔ سمعنے وسع کرسیّۃ السموات والارض (پ۳ بقرہ) کے یہ ہونے کہ اللہ تعالےٰ کا علم تمام بلندیون اور زمین کو وسیع و محیط ہو رہا ہے اب بتاؤ اس مسئلہ مین جو مذاہب اللہ تعالیٰ کے ماننے والے ہین اور صفات اٰلہیہ کے منکر نہین ان مین کس کو کلام اور بحث ہے۔

سوال دوم۔ پر الزامی جواب کو اور سوال سوم کے الزامی کے بعد حقیقی جواب کو ملاحظہ کرو۔ تمہارے یجروید اکتیسوین ادھیائے مین لکھا ہے دیکھو نمبر ۱ منتر منسوب پرانیون کی ہزارون آنکھین ہزارون پاؤن جس سے ہر تہ بیاپک جگت دیشور زمین ... یہ پرش ہے وہ تمام [illegible]

[illegible]

اور منتر نمبر ۲۔ اس ایشور کی سب زمین وغیرہ چراچر جگت (کل مخلوق) ایک جزو ہین۔ اس جگت بنانے والے کے تین حصہ ناش رہت یعنی اپنے منور سروپ مین ہے۔

نمبر ۴۔ اور کہا تین حصون والا پرمیشور سب سے اوتم سنسار سے الگ مکت سروپ نکلتا ہے اس پرش کا ایک حصہ سے ایک جگت مین پھر پھر پیدائش اور پرلے کا چکر کہاتا ہے۔

نمبر ۵ مین ہے " اس براٹ سنسار کے اوپر سرو ادر پورن برہم رہتا ہے اس کے بعد بہی وہ پہلے سے ظاہر پرش جگت سے علیحدہ رہتا ہے " غرض سترہ منتر تک یہی مضمون کیا گیا ہے۔ پہلے منتر مین یہ لفظ کہ وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹھہرا ہے۔ منصف انسان کے لئے قابل غور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ خدا پرمیشر سب جگت کو پھاند کر ٹھہرا ہے اور تیسرے منتر کا مطلب ہے کہ خدا پرمیشور کے چار حصہ ہین ایک حصہ مخلوق مین اور تین حصہ بالاتر ہین۔

اور نمبر ۴ کا مطلب ہے کہ پرمیشور سنسار سے الگ ہے اور اسکے تین حصہ خلق سے بالا ہین اور نمبر ۵ مین ہے اوپر پورن برہم رہتا ہے۔

اور دیوتہ۔ امرت ناش و ناش ترستے و ہام لگ مذہیرتم ا کا مطلب در عرش پر ہے کا مطلب اگر ایک نہ ہو تم ذمہ دار ہین۔

سوال سوم۔ اگر قرآن کریم نے آٹھ کا ذکر کیا ہے تو وہان فرشتون کا تذکرہ نہین۔ مگر آپکے ہان صاف مسلّم ہے کہ آٹھ دیوتا اس کے تخت سلطنت کو اٹھا رہے ہین دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ مین ہے۔ کہ یاگولکیہ جی نے شاکلیہ کو فرمایا ہے۔ آٹھ وسو مین پھر انکی تفصیل کرتے کہا ہے کہ ان سب کو وسو اسلئے کہتے ہین کہ انہین یہ گنج کائنات محفوظ اور قائم ہے۔ یاگولکیہ کے معتقدہ انسانی بات کو ماننا اور خدائے پاک کی بات کو نہ ماننا کیسی بے انصافی ہے۔ اور حقیقی بات بتلاتے ہین۔

سُنو مسلمانون کا یہ عقیدہ نہین ہے عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ ہمین ہرگز نہین پاؤ گے کہ عرش کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے خدا نے بار بار قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا مین ہی پیدا کرنے والا ہون۔ مین ہی زمین آسمان اور روحون اور انکی تمام قوتون کا خالق ہون مین اپنی ذات مین آپ قائم ہون اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہین نہین فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا مین پیدا کرنے والا ہون۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف مین سے نکال دے کہ عرش بھی کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو مین اسکو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دون گا۔ مین اُس خدا کی قسم کھاتا ہون جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مین قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دونگا۔ ورنہ مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی محدود چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے ... [illegible]

[illegible]

اور رات بہروان رہا۔ کیونکہ سورج ڈوب گیا تھا۔ اور اس نے اس جگہ کے پتھروں میں سے ایک کا تکیہ کیا اور وہان لیٹ کے سو گیا اور اس نے خواب دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر دھری ہے۔ اور اس کا سرا آسمان کو پہونچا ہے۔ اور دیکھو خدا کے فرشتے اس پر چڑھتے اترتے ہیں۔

آسمانی کتب اور پیشگوئیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے تغیرات کے مختلف دور ہوتے ہیں۔ ایک دور پچیس سال ہوتا ہے۔ ایک پچاس سال۔ ایک صد سال (جو مجدد کا دورہ ہے) ایسا ہی ہزار سالہ اور پچاس ہزار سالہ دورے بھی ہوتے ہیں

تاریخ اسلام میں ان تغیرات زمانہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک دور تیس سال کا تھا جب کہ خلافت راشدہ ختم ہوئی۔ پھر ایک ساٹھ سالہ انقلاب تھا۔ جبکہ امیر معاویہ کا انتقال ۶۰ھ (سنہ ساٹھ صاحبہا التحیۃ والسلام) میں ہوا۔ اور اس کے بعد کوئی صحابی بادشاہ نہ ہوا۔

ایسا ہی ایک دور سو سال کے قریب کا ہے۔ جس میں دولت بلا واسطہ ختم ہو گئی۔ اور ایک دور پانچ سو سال کا ہے۔ جب کہ سلطنت عرب کا خاتمہ ہو گیا اور ایسا ہی ایک دور ہزار سال کا ہے جس کے بعد اہل یورپ کو کمپنیاں بنانے اور تجارت وغیرہ کے لئے باہر نکلنے کا خیال شروع ہوا۔ اور یاجوج ماجوج کے غلبہ کی ابتداء ہوئی۔

اسی طرح ایک دور پچاس ہزار سال کا بھی ہے۔ جس پر ایک انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ ایک حکم پر پچاس ہزار سال لگے۔ اس کی مثالیں خود دنیا میں موجود ہیں۔ کوئی مقدمہ ہو۔ تو محکمہ پولیس میں اس کی کارروائی فوراً ہو جاتی ہے۔ مجسٹریٹ ضلع مہینوں کی تاریخ دیتا ہے۔ اور چیفکورٹ میں سالوں کی تاریخ ملتی ہے۔ پریوی کونسل میں اس سے زیادہ۔

ایسا ہی قدرت میں اس کا نظارہ موجود ہے۔ بعض اناج تین ماہ میں پکتے ہیں بعض چھ ماہ میں۔ آم سال کے بعد۔ کھجور کئی سال کے بعد۔ بعض سینکڑوں یا ہزار دن سال کے بعد پکتے ہیں۔

آیت ۸۔ سماء۔ بادل۔ یوم بدر کی طرف اشارہ ہے۔

آیت ۹۔ جبال۔ کانگڑے کے پہاڑ بڑی غرض کہ کوہ کر زلزلے میں ان کا کیا ہوا۔

آیت ۱۲۔ مجرم۔ خدا سے بے تعلق رہنے والا۔

آیت ۱۸۔ اوعی۔ چھپا کر رکھا۔

آیت ۱۹۔ الانسان۔ نکمے انسان۔

ہلوعاً۔ کچا۔ بے صبر۔ بلکہ اس کی تفسیر آگے آتی ہے۔

... اہل دوزخ کی صفات بیان کی ہیں۔

... [illegible]

... [illegible]

۵۔ ہلوعاً۔ بے صبر

۶۔ تکلیف میں اضطراب کرتا ہے۔

۷۔ منوعاً۔ آرام کی حالت میں نیکی نہیں کرتا۔ دولتمند ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے اُسے خرچ نہیں کرتا۔

اس کے بعد اہل جنت کے صفات بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ مصلین۔ خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے والا۔

۲۔ دائمون۔ نماز کے پابند۔ یہ نہیں کہ کبھی پڑہی۔ کبھی نہ پڑہی بلکہ ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

۳۔ حق معلوم۔ اللہ تعالےٰ کے راہ میں باقاعدہ چندہ مقرر کرتے ہیں۔

۴۔ سائل والمحروم۔ مانگنے والے کو بھی دیتے ہیں اور نہ مانگنے والے کو بھی دیتے ہیں محروم سے مراد بے زبان جانور بھی ہے۔

۵۔ یوم الدین کی تصدیق کرتے ہیں۔

۶۔ مشفقون۔ اللہ تعالےٰ کا خوف ان کے دلوں میں ہو۔

۷۔ لفروجہم حفظون۔ اپنی شرمگاہوں کی محافظت کرتے ہیں۔

۸۔ امانت میں خیانت نہیں کرتے ہیں۔

۹۔ عہد کی رعائت رکھتے ہیں۔

۱۰۔ شہادت پر قائم رہتے ہیں۔

۱۱۔ صلوٰۃ۔ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

آیت ۳۱۔ ابتغی وراء ذالک۔ جو اس کے سوائے اور چاہے۔ وہ اس کے لئے جائز نہیں۔ اس آیت کے رو سے متعہ۔ لواطت۔ جلق یا حقت پٹی سب کے سب حرام ثابت ہو گئے۔

پارہ ۲۹۔ رکوع ۸۔ سورۃ المعارج رکوع ۲

آیت ۱۔ ۲۔ ۳۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھانے کے واسطے عرب کے بڑے بڑے لوگ آتے تھے۔ ان کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے۔ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قومیت اور وجاہت کی طرف توجہ دلاتے تھے وہ لوگ اس قدر متکبر تھے۔ کہ عرفات میں عوام عرب کے ساتھ کھڑے بھی نہ ہوتے تھے۔ بعض لوگ آزادی کو پیش کر کے اپنے آپ کو مذہب سے بے تعلق رکھنا چاہتے تھے۔ اور طرح طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بزعم خود سمجھاتے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں سمجھایا ہے۔ کہ ہم تو مشرق ومغرب کے مالک ہیں جس طرح یہ لوگ مکہ میں بڑے بنے ہوئے ہیں ان جیسے ہم بڑے بڑے آدمی بنانے پر قادر ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہاں اہل عرب کے گمان میں تھا۔ کہ ابوبکر بڑا آدمی بن جائے گا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنے بڑے بادشاہ ہو جائیں گے۔

سورۃ المعارج ختم ہوئی

آیت ۲۰ - ھاؤم - آؤ - لے لو۔
آیت ۲۵ - بما اسلفتم - یہ انعام جو تم کو ملا ہے۔ اس کا ذریعہ وہ نیک اعمال ہیں جو تم پہلے کر چکے ہو۔
آیت ۳۰ - سلطانیہ - میرے دلائل۔

پارہ ۲۹ رکوع ۶ سورۃ الحاقہ رکوع ۲

آیت ۱تا ۶ - اُقسِمُ - اس جگہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے دلائل قسم کے رنگ میں بیان فرماتے ہیں۔

قرآن شریف میں جہاں کہیں قسموں کا ذکر ہوتا ہے اس کی تہ میں کوئی نہ کوئی بڑی بڑی حکمت خدا تعالے نے رکھی ہوتی ہے وہ حکمت جاہلوں عالموں صوفیوں سب کے لئے ہوتی ہے اور سب کے واسطے یہ قسمیں فائدہ بخش ہوتی ہیں۔

عام لوگوں کی فطرتوں میں اور بالخصوص اہل عرب کے دلوں میں یہ بات مرکوز ہے۔ کہ جو شخص جھوٹی قسمیں بہت کھاتا ہے وہ برباد ذلیل ناکام اور نامراد ہو جاتا ہے۔

ایک طرف تو مشرکین عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر سمجھتے تھے دوسری طرف ان کی زبان سے یہ قسمیں سنتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ یہ قسمیں کھانیوالا اگر جھوٹا ہوتا تو ضرور تباہ ہو جاتا لیکن جب کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابیاں دن بدن ترقی پذیر تھیں تو ان سے ثابت ہوا کہ یہ راستباز ہے۔

فلاسفروں کو ان قسموں سے یہ فائدہ ہوا کہ جہاں کہیں قرآن کریم میں قسم کھائی جاتی ہے اسکی تہ میں فلسفیانہ ثبوت ضرور ہوتا ہے۔ اس جگہ فلا اقسم میں یہ بات ہے کہ نبی کریم کے ساتھ اہل عرب میں سے کس قسم کے اور کس مزاج کے لوگ شامل ہوتے تھے اور کس طرح حضرة نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لوگ جمع ہوتے تھے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا نہیں کہ تم میں سے کام کے شخص .. .. اس کے ساتھ ملتے جاتے ہیں آیا اسکو کامیابی حاصل ہو رہی ہے یا نہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہ لقول رسول کریم۔

قسم قائم مقام شہادت کے ہوتی ہے اور قرآن شریف کی قسمیں ان امور پر دلائل ہیں جن کے لئے وہ کھائی گئی ہیں۔ مرئی اور مشہود اشیاء اور غیر مرئی اشیاء۔ غرض جمیع الاشیاء یہ شہادۃ پیش کیگئی ہے کہ یہ نبی سچا رسول ہے۔

شاعر - یہ شخص شاعر نہیں - کیونکہ شاعر منہ سے کہتا ہے خود کرتا کچھ نہیں آنحضرة صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیم پیش کی خود اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔

شاعر کبھی کوئی ایسا نہیں گذرا کہ جس کے کلمات اور اشعار پیشگوئیوں پر مبنی ہوں جو پوری ہو جائیں۔

شاعر کے کلام کا اثر آنی ہوتا ہے لیکن قرآن شریف کا اثر [illegible] ہے۔

کاھن - [illegible] ہوا [illegible] کا ماہر - یہ لوگ [illegible]

[illegible]

کلمات میں دروغ بہت شامل ہوتا ہے۔
آیت ۷ - تقول - جھوٹی بات بنانا۔

اسمیں اسی پیش گوئی کی طرف ہی اشارہ ہے جو توریت میں مثیل موسے کے لئے کتاب استثناء باب ۱۸ میں مذکور ہے کہ اس نبی کی صداقت کا یہ نشان ہے کہ اگر وہ افترا کریگا تو قتل کیا جاوے گا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل ہے کہ دشمن قتل ہونے نہ ناکام رہے اور اس طرح پر آئندہ کے لئے ہر صادق مامور کے واسطے یہ ایک نشان ہوا کہ کوئی مفتری علی اللہ افترا کر کے ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔

آیت ۹ - وتین - وہ رگ ہے جو قلب سے سر کو جاتی ہے۔
آیت ۱۱ - تذکرۃ - یاد رکھنے کے لائق - یادوہ۔

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کہ جو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے وہ ایک متقی جماعت بناتا ہے۔ اور ایک تاریخی قوم پیدا کرتا ہے۔

آیت ۱۲ -

مکذبین - یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ کہ آپکے مخالف جھوٹے ہیں۔ اور جو باتیں آنحضرت کے متعلق کہتے ہیں ان میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

اس جگہ سورہ الحاقہ کے نوٹ ختم ہوئے

پارہ ۲۹ رکوع ۷ سورۃ المعارج رکوع ۱

آیت ۱ - جو لوگ اللہ تعالے کے صفات کو نہیں جانتے۔ وہ اپنے چھوٹے علم پر اترا کر۔ اس سے اللہ تعالی کے عظیم الشان کاموں کا ناپنا چاہتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی نادانی سے شاندار صداقتوں کی پر تحقیر کرتے ہیں۔ طبیعات کے جاننے والے کے دماغ میں جب خداوند تعالے کی بعض باتیں نہیں آتیں تو وہ حقارت سے کہہ دیتا ہے۔ کہ یہ بات علم طبیعات کے خلاف ہو۔

کفار اور مشرکین عرب عذاب کی پیشگوئیاں سنتے تو تعجب کرتے۔ کہ یہ کیونکر ہوگا اور کس طرح ممکن ہے۔ کہ یہ جماعت ہم پر غالب آئے گی۔ اور سوال کرتے۔ کہ وہ عذاب کب واقع ہونے والا اور کس طرح ہے۔

آیت ۲ - اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ عذاب اٹل ہے اس کو تم دفع نہیں کر سکتے۔
آیت ۳ - ذی المعارج - وہ عذاب اس خدا کی طرف سے آنے والا ہے۔ جو کہ صاحب مرتبت ہے بہت بڑائیوں والا بہت بلندیوں والا ہے۔
آیت ۴ - تعرج - ملائکہ کی ترتیب کے ساتھ [illegible] پیش ہوتے ہیں ان کا ذکر [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

پارہ ۲۹ رکوع ۹ بقیہ سورۂ نوح

رکوع اول

گذشتہ اشاعت سے آگے

[illegible]

[illegible] روایت ہے [illegible] میں ایک شخص گیا اور [illegible] شکایت کی [illegible] پھر ایک اور شخص گیا اس نے کہا [illegible] کیا کہ میرے اولاد [illegible] ہوتی۔ [illegible] زمین کی کمی کا گلہ کیا [illegible] استغفار کی تاکید فرمائی [illegible] پاس مختلف لوگ [illegible] مختلف چیزوں کے [illegible] سب کو [illegible] ہی دیا۔ اسکے [illegible] بصری سے [illegible]

جماعت [illegible] ہے۔

آیت ۱۳- ترجون [illegible]

([illegible])

[illegible] کی بڑائی سے نہیں ڈرتے۔

آیت ۱۴- اطوارا۔ [illegible] مختلف صورتوں میں سے گذارا [illegible] علقہ۔ مضغہ۔ [illegible] کا کام نہیں؟ [illegible] کی ہستی کی ایک دلیل ہے۔

آیت ۱۵- اس آیت میں [illegible] طبقوں کا ذکر کیا ہے۔

جس طرح ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک پہنچنے کے لئے رستے [illegible]۔ اسی طرح خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے بھی رستوں کی ضرورت [illegible] ہوتے ہیں۔

آیت ۱۶- جس طرح کہ انسان [illegible] روشنی کا محتاج ہے اور چاند اور سورج کا [illegible] اسی طرح روحانی ہدایت کے واسطے وحی الٰہی۔ انبیاء اور کتب الٰہیہ کا [illegible]

[illegible] نباتا۔ اللہ تعالےٰ نے نباتات کو پیدا کیا ہے زمین کی روئیدگی انسان [illegible] کا موجب ہے اور یہی اغذیہ بالآخر نطفہ کی صورت میں متشکل ہو کر انسان [illegible]

[illegible] آیات الٰہیہ سنا کر حضرت نوح نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا [illegible]

پارہ ۲۹ رکوع ۱۰ سورہ نوح رکوع دوم

اپنے خیرخواہوں پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو سب سے اول یہ خیرخواہی ماں یا دودھ پلائی سے شروع ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والی کو بھی بچہ ماں کہکر پکارتا ہے۔ اسی وجہ سے بچے تکالیف کے وقت ماں کہہ کر پکارتے ہیں پھر بڑے ہو کر باپ کو خیرخواہ سمجھتے ہیں پھر جوانی میں دوست پیدا ہو جاتے ہیں اور خیرخواہ ہوتے ہیں یہ انسان کے خیرخواہ ہوتے ہیں اور ان کے سوا اور بھی خیرخواہ ہیں لیکن یہ سب خیرخواہ غلطی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ ان سب سے اعلےٰ مخلوق کا خیرخواہ انبیاء کا گروہ ہے (علیہم الصلوٰۃ والسلام) جو کبھی غلطی نہیں کرتے اور ان کو مخلوق کے ساتھ بہت محبت ہوتی ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ انبیاء کی باتوں کو نہیں مانتے۔ ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام دردِ دل کے ساتھ اپنے ربّ کے حضور میں شکوہ کرتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا پر وہ میری بات نہیں مانتی۔

اس زمانہ میں لوگ بہ سبب امن عامہ کے عیش و عشرت کی غفلت میں گرے ہوئے تھے زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی تھی اور اس کے دل کے تصوّر اور خیال روز بروز صرف بدی ہوتے تھے۔ تب خدا نے چاہا کہ انسان کو اس زمین میں سے مٹا ڈالے۔ پر خدا نے ایک دفعہ پھر ان پر رحم کیا اور اپنے بندے نوح کو جو صادق اور کامل تھا اور خدا کی راہ پر چلتا تھا اور اس واسطے اس پر خدا کی مہربانی کی نظر تھی ان لوگوں کی طرف بھیجا کہ انہیں آنیوالے عذاب سے ڈرائے۔ حضرت نوحؑ نے خدا تعالےٰ کے حکم کی اطاعت کی مگر قوم نے نہ مانا اور مورد عذاب الٰہی ہوئی۔

آیت ۲۳- یہ ان کے بتوں کے نام ہیں۔

۱- ودّ - محبت اور خواہش کا دیوتا جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ارادے سے ایجاد عالم کا باعث ہوا۔ اس کو مرد کی صورت پر بنایا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں اسکے بالمقابل برہما ہے۔

۲- سواع - بقائے عالم کا بت جو عورت کی شکل میں ہوتا ہے اسکے مقابل ہندو میتھالوجی میں بشن ہے۔

۳- یغوث - حاجت روائی اور فریاد رسی کا دیوتا۔ اس کی شکل گھوڑے کی تھی شاید اس واسطے کہ فریاد رسی کے لئے تیز رفتاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح ہندوؤں میں اندر دیوتا ہے۔

۴- یعوق - عوق سے مشتق ہے۔ یعنے روکنا اور دفع کرنا۔ یہ مصیبتوں اور دشمنوں کے روکنے کا بت تھا۔ بشکل شیر۔ ہندوؤں میں اس کے بالمقابل شنگھ اوتار دیوتا [illegible]

[illegible] طول عمر کا دیوتا بشکل باز بنا ہوا ہوتا ہے یہ بت اس قوم کی [illegible]

سُورة نوح رکوعؑ اوّل

پارہ ۲۹ رکوع ۹

آیت ۱ - نوحاً - حضرت نوح علیہ السلام کا ملک دجلہ نینوہ اور فرات کے درمیان تہا عبرانی زبان مین نوح ( ) آرام اور امن کو کہتے ہین - حضرت نوح کا زمانہ بڑے آرام کا تہا - مگر لوگون نے اس آرام کی قدر نہ کی اور اس کے حکمون کی نافرمانی کی اور شرارتون پر کمر باندہی - تب ان پر سخت عذاب آیا -

موجودہ زمانہ بہی حضرت نوح کے زمانہ کی طرح پُرامن زمانہ ہے - لوگ عیش وعشرۃ مین مصروف ہین - اس زمانہ مین بہی خداوند تعالے نے ایک نوح بھیجا ہے - اور اس نے ایک کشتی طیار کی ہے مبارک ہین - وہ جو اس مین سوار ہوئے -

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف مین ہماری موعظت کے واسطے کیا ہے -

دنیا مین انسان چاہتا ہے کہ اس کی لمبی عمر ہو اسواسطے طب کا علم ایجاد ہُوا - اور اسی حفاظت کے واسطے مکان - لباس - خوراک - مضبوط قلعہ - فوجی سامان وغیرہ سب مہیا کئے جاتے ہین - بوڑھے بہی چاہتے ہین کہ اور مدت زندہ رہین - پہر انسان چاہتا ہے - کہ اس کی اولاد ہو - پہر چاہتا ہے کہ اسے مال ملے - پہر چاہتا ہے کہ اسکے دشمن ہلاک ہون تاکہ وہ امن سے زندگی بسر کرے - یہ سب انسان کا فطری تقاضا ہے - اور انکو پورا کرنے کا نسخہ بتلانے کے واسطے اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان رُسول دنیا مین آئے - حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - حضرت موسیٰ علیہ السلام - حضرت ابراہیم علیہ البرکات - ایسے ہی شاندار نبی حضرت نوح علیہ السلام اپنے زمانہ مین تہے - اور انہون نے کامیابی کا جو نسخہ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا - اس کا ذکر اس سورہ شریف مین ہے -

عذاب کے بھیجنے سے قبل اللہ تعالے اپنا رسول تامین بھیجا تاکہ وہ اس کی بات مان کر عذاب سے بچ جاوین -

انّا - ہم نے ہی حضرت نوح کی رسالت کی صداقت کو لفظ انّا کی تاکید کے ساتھ ظاہر کیا ہے - اس مین اشارہ ہے - کہ جیساکہ نوح کے مخالفین بچ نہ سکے - ایسا ہی ... نبی کریم رسول خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین بہی نہ بچین گے - علیہما الصلوٰۃ والسلام -

آیت ۳ - عذاب الہی سے بچنے کے واسطے تین گُر حضرت نوح علیہ السلام پیش کرتے جو ہمیشہ سے سچے ہوتے چلے آئے ہین -

۱ - اعبدوا اللہ - خدا تعالیٰ کی عبادت کرو -

۲ - اتقوہ - [illegible] سے ڈرو

۳ - اطیعون - میری پیروی کرو -

اطیعون - [illegible] جن کے نزدیک رسول کی اطاعت ضروری نہین - [illegible] ہے کہ اللہ تعالے کی عبادت اور

تمہارے تقویٰ اللہ کی حقیقت تب متحقق ہوگی - جب تم میری اطاعت کرو - یہ اطاعت رسول کے لئے ایک زبردست دلیل ہے -

آیت ۴ - ان تین باتون کے کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا -

۱ - تمہارے گناہ بخشے جاوینگے - بدعملی کی سزا سے نجات پاؤ گے -

۲ - تمہاری عمر لمبی ہوگی -

اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ اجل جب آجاتی ہے - تو نہین ٹلتی - لیکن آنے سے قبل دعا وصدقہ وغیرہ سے ٹل جاتی ہے - حضرت نوح کی لمبی عمر ان کے دعوے کے واسطے کافی دلیل ہے -

حضرت نوح علیہ السلام بڑی خیرخواہی اور دردمندی کے ساتھ اپنی قوم کو سمجہاتے تہے - کہ تم ایمان واطاعت کے قبول کرنے مین سستی نہ کرو - ورنہ پہر یہ موقعہ ہاتھ نہ لگیگا - رباعی -

روزے کہ اجل درآید از پیش و پشت ... شک نیست کہ مہلت نہ دہد یک انگشت
یاری نہ رسد در آن دم از ہیچ کست ... برباد شود جملہ ہوا و ہوست

آیت ۵ - لیل ونہار - انبیاء رات دن اپنی اُمت کی اصلاح کی فکر مین رہتے ہین - کیسا ہمدرد اور خیرخواہ انسانی گروہ ہے - اللّٰھم صلّ علےٰ جمیع الانبیاء والرسل وبارک وسلّم انک حمید مجید -

آیت ۷ - نبی کی بات لوگ سننا ہی پسند نہ کرتے - جیساکہ اس زمانہ کے علماء پبلک کو تاکید کرتے رہتے ہین - کہ مرزا کی کتاب نہ پڑہو اُسکے گاؤن مین نہ جاؤ - اُسکے مُریدون سے ملاقات نہ کرو یہ بہی ایک تکبر ہے -

استغشوا ثیابھم - اپنے دلون کو انہون نے ڈہانک رکہا ہے - ثیاب کے معنے دل کے ہی آتے ہین -

آیت ۹ - اسررت - چپکے چپکے سنایا -

آیت ۱۱ - سماء - کے معنے بادل کے ہین -

باران رحمت ہوگی - غلہ اور ہر شے ارزان ہوگی -

سماء کے معنے بارش کے ہی آتے ہین - ایک شاعر کہتا ہے -

اذا نزل السماء بارض قوم
رعیناہ وان کانوا غضابا

آیت ۱۲ - یمددکم - بڑہائے گا - مال اور بیٹے بہت ہونگے -

ان آیات مین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین - کہ اگر تم استغفار کرو - تو سب برکتین حاصل ہونگی - گناہ بخشے جاوینگے - بارش ہوگی - ہر شے ارزان ملیگی مال ودولت بہت ہوگی - اولاد کی کثرت ہوگی - باغ ہون گے - نہرین جاری ہون گی ان آیات سے استغفار کی فضیلت ظاہر ہے -

استغفار کیا ہے ؟ سچے دل سے اللہ تعالے کے حضور مین پچھلے گناہون کی [illegible] سے بچنے کی توفیق طلب کرنا -

(باقی آئندہ انشاء اللہ [illegible])

تورات ہی کا ذکر کیا۔ انجیل کا ذکر نہیں کیا۔ فرمایا ولد تو صاحبہ کا نتیجہ ہے۔ جب صاحبہ نہیں۔ تو ولد کہاں سے آیا۔ چوتھی صدی تک یہود عزیز کو ابن اللہ کہتے تھے۔

آیت ۴ - کان یقول سفیھنا علی اللہ شططاً۔ سفاہت۔ موٹی سمجھ۔ سفیہ۔ موٹی عقل والا۔ سفاہت کے معنے اضطراب ضعیف الرائے ہونا۔

شطط۔ دروغگوئی۔ بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا۔ زیادتی کرنا۔

آیت ۵۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا تو خیال تھا کہ کوئی امیر یا غریب ایسا نہیں کر سکتا کہ خدا پر جھوٹ بولے مگر افسوس ہے کہ قرآن اور اس رسول کے متعلق جو خبریں لوگوں سے مشہور کر رکھی ہیں وہ جھوٹی نکلیں اب خود قرآن کے سننے سے معلوم ہوا کہ وہ سچی کتاب ہے۔

آیت ۶۔ عوام۔ خواص کے غیب میں آنے ہوتے ہیں اسواسطے خواص کا تکبر اور سرکشی بڑھ جاتی ہے۔

آیت ۸۔ انا لمسنا السماء۔ مس اور لمس ایک ہی مادہ سے ہیں۔ التماس کے معنے طلب کرنا۔ ڈھونڈھنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ منجم تھے۔ آسمانی حالات کو دریافت کیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں بھی ذکر ہے کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو آسمان سے تو کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی۔

حرسا۔ علماء آسمانی باتوں کے پتہ لگانے کی کوشش کی مگر صرف یہ تین ستارے ہی نظر آتے ہیں۔ حفاظت۔

آیت ۹۔ مقاعد۔ رسدگاہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ستارے بہت گرے تھے۔

رصداً۔ تاک لگانے ہونے انتظار میں لگے ہوئے۔

آیت ۱۰۔ شہاب ثاقب پہلے بہت ہیچھے آ لی ہو چکی ہے)

اشر ارید بمن فی الارض - اراد بھم فی الارض۔ نہیں کہا۔ ارید۔ اُرید۔ میں ادب کو ملحوظ رکھ کر شر کو خدا کیطرف منسوب نہیں کیا۔ حدیث میں بھی لخیر کلہ بیدیک۔ والشر لیس الیک۔ آیا ہے۔

رشدا۔ میں رشد کا ارادہ کرنے والا رب کو بتایا ہے۔

آیت ۱۳۔ بخس۔ کمی۔ رھق۔ زیادتی

تحروا۔ ڈھونڈا۔ حطب۔ ایندھن

آیت ۱۵۔ اما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا۔ قاسطون قاسط کی جمع ہے قاسط کے معنے ظالم۔ قسط اکر جار۔ واقسط ای عدل۔ یعنے لفظ قسط کو اگر ثلاثی میں استعمال کریں تو اس کے معنے جور و ظلم کے ہو جاتے ہیں اور اگر باب افعال میں لیجاویں تو عدل و انصاف کے معنے ہوتے ہیں۔

آیت ۱۶۔ لاسقیناھم ماءً غدقاً۔ ماءً غدق آ عیشاً رغداً۔ میں وسعت دینا۔

آیت ۱۷۔ لنفتنھم فیہ۔ تاکہ ہم ان کو کندن کریں۔

عذاباً صعداً۔ صعود کا عذاب یعنے چڑھائی کا عذاب۔ ایسا عذاب جس سارے بدن کو ...

... اللہ۔ ... صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ... [illegible]

وقت آپ اسی نام سے پکارے گئے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ۔ نزول قرآن پاک کی شان کے وقت بھی آپ اسی نام سے پکارے گئے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ۔

کادوا یکونون علیہ لبداً۔ کادوا کی ضمیر جن اور انس۔ کفار اور مومن سب کیطرف راجع ہو سکتی ہے۔ لبد۔ لبدہ کی جمع ہے۔ اور لبدہ کے معنے بعض کو بعض پر لپٹنا۔ لُبد بضم اللام و فتح الباء ہی قرات ہے۔ معنے یہ ہوئے۔ کہ کفار مشرکین قرآن سننے کے وقت مخالفت پر آمادہ ہو کر نبی پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور مومن مسلمین بھی اطاعت انقیاد اور حفظ کلام کی نیت سے سابقت کرتے ہیں۔ جنوں کیطرف بھی اسی اعتبار سے کادوا کا مرجع ہو سکتا ہے۔

سورہ جن رکوع دوم پارہ ۲۹ رکوع ۱۲

آیت ۱۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عبادت میں مشغول ہوتے تو بہت سے لوگ آپکے پاس جمع ہو جاتے۔ انبیاء کا طریق کہ ہر ایک معاملہ میں نصیحت کا موقعہ نکال لیتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو اس موقعہ پر بھی سمجھانا شروع کیا کہ اتنا بڑا علم جو خدا نے مجھے دیا اسواسطے ہے کہ میں موحد ہوں۔ شرک نہیں کرتا اور نمازوں میں دعائیں کرتا ہوں اور ان نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی شرک ہی کرتے ہو۔

آیت ۲۔ پھر فرمایا۔ میں اتنا بڑا دعوے کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کا مجھ کو مکالمہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں تمہارے نفع اور ضرر اور راہنمائی کا مالک نہیں ہوں یہ آیۃ آنحضرۃ صلعم کی سچائی کی بھی گواہ ہے۔

آیت ۵۔ اضعف۔ آج تو یہ لوگ دعوے کرتے ہیں کہ ہم جتھے میں بڑے ہوئے ہیں لیکن چند روز کے بعد اون کو پتہ لگ جاویگا کہ کون کامیاب ہوتا ہے۔

آیت ۷۔ فلا یظھر علےٰ غیبہٖ احداً۔ الا من ارتضی من رسول۔ غیب کی خبروں پر اظہار علے الغیب کثرت سے ہے یعنے تحدیانہ طور پر۔ سوائے رسول کے دوسرا کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ پیشگوئیوں کے مفصل اجزا نظری اور تعبیر طلب بھی ہوتے ہیں۔ مگر نفس پیشگوئی جو ایک غیب کی بات پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس پر رسول اور نبی کو ایسا وثوق کامل ہوتا ہے کہ اس اظہار علے الغیب کی بناء پر رسول کیطرف سے تحدیانہ دعوے ہوتا ہے اور درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ✤ اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے گا کہ کرونگا میں یہ ضرور ✤ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

غرض کہ تحدی کرنا اور اس میں پورا اترنا یہ نبی کا خاصہ ہے۔ غیر نبی کو اظہار علے الغیب میں دخل نہیں۔

فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہٖ رصداً۔ رصد۔ نگہبان۔ پہرے دار۔ فرشتوں کی حفاظت۔ سورۃ الشوریٰ میں وحی اور کلام الٰہی کو تین قسموں پر منقسم کیا ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا۔ او من وراءِ حجاب۔ او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء ... عوام الناس وحی کا نام سنکر گھبرا اٹھتے ہیں۔ حالانکہ تینوں قسم کو ... سے تعبیر کیا ہے۔ وحی کے لفظی معنے صرف اشارہ کے ہیں۔ الا وحیاً

موجب ہوئے۔

آیت ۱۲۔ حضرت نوح نے آخر تنگ آکر اپنی قوم کے حق میں بددعا کی۔ انبیاء کی بددعا سے ڈرنا چاہیئے۔ یہ بہت خوفناک بات ہے۔

حضرت نوح نے اپنی قوم کے حق میں بد دعا کی۔ مگر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود سخت تکالیف اٹھانے کے کبھی اپنی قوم کے حق میں بددعا نہیں کی بلکہ یہی دعا کرتے رہے۔ کہ ربِّ اھدِ قومي فانہم لا یعلمون۔ اے میرے رب میری قوم کو ہدایت کر۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ حضرت نوح کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر، حوصلہ۔ رحم اور ہمدردی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آخر ساری قوم عرب ہدایت یافتہ ہو گئی۔

اس جگہ سورہ نوح کے نوٹ ختم ہوئے

پارہ ۲۹ رکوع ۱۱۔ سورۂ جنّ رکوع ۱

آیت ۱۔ استمع نفرٌ من الجنّ۔ جنّ اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق ہے جیسے ملائک وغیرہ اور اس کی مخلوق ہیں۔ میں ہرگز ہرگز اس بات کا قائل نہیں۔ کہ جنّ اور ملائکہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ میں دونوں کا قائل ہوں۔ لیکن ہر جگہ جنّ کے لفظ سے وہی ایک ہی معنے نہیں اور جو خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بعض عورتوں بچوں کو جنّ چمٹ جاتے ہیں میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ لغت کے رو سے جنّ ان باریک اور چھوٹے چھوٹے موذی حیوانات کو بھی کہتے ہیں جو غیر مرئی ہیں اور صرف خوردبینوں سے ہی دکھائی دیکتے ہیں۔ طاعون کے باریک باریک کیڑے بھی جنّ کے نام سے موسوم ہیں۔ اسی لئے حدیث شریف میں طاعون کو وخزا عدائکم من الجنّ فرمایا ہے (احمد عن ابو موسیٰ اشعری۔ طبرانی فی الاوسط عن ابن عمرؓ) وخز کے معنے نیش زنی اور طعن کے ہیں۔ جنّ۔ لغت میں بڑے آدمیوں کو بھی کہتے ہیں۔ جنّ الناس مُعظّمہم۔ شاید بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی مہاجن اسی واسطے کہا گیا ہے۔ کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے انسان کو بھی "جنّ" کہا ہے۔

سورہ احقاف رکوع ۴ میں ایک قوم کا ذکر ہے۔ واذ صرفنا الیك نفراً من الجنّ یستمعون القرآن۔ اس قوم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن شریف سُن کر انا سمعنا کتاباً اُنزل من بعد موسیٰ۔ کہا جنّ کے مدمقابل انسان ہیں انس غریب لوگ۔ جنّ بڑے لوگ۔ سورہ الحجر ۲/۱۴ میں انسان اور "جان" دونوں کی پیدائش کا ذکر ایک سلسلہ ایک ہی آیۃ میں یکے بعد دیگرے آیا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصالٍ من حمإ مسنون۔ والجانّ خلقناہ من قبلُ من نار السّموم۔ آدم سے پہلے جان اور انکی ذریت تھی اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا [illegible] بھی جنات غیر مرئی طور پر موجود ہیں۔

کارخانہ قدرت کا انتظام اور انحصار محسوسات اور مرئیات تک ہی محدود نہیں [illegible]

اسلئے کہ جوں جوں سائنس ترقی کرتا جاتا ہے۔ بہت سی باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں۔ جو اس سے پہلے مانی شکل تھیں۔ دوربین اور خوردبین کی ایجاد نے بتا دیا ہے کہ کرۂ ہوا میں کس قدر جانور پھر رہے ہیں۔ ایسے ہی پانی کے ایک قطرے میں لاانتہا جانور پائے جاتے ہیں۔ حیوانات منویہ۔ ایک قطرہ منی میں دیکھے جاتے ہیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق اور انواع مخلوق کی حدبندی محض ناممکن ہے اور صرف اپنے محدود علم کی بنا پر انکار محض نادانی ہے۔ اس لئے اوّلاً جنات کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم کسی ایسی مخلوق کا جو انسانی نوع سے نرالی ہو انکار کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اور ہم یہ کہنے کی وجوہات رکھتے ہیں۔ کہ جنّ اللہ تعالےٰ کی ایسی قسم کی مخلوق ہے جن کو انسان کی ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لئے کہ ان کی مادی ترکیب نہایت ہی لطیف اور ان کی بناوٹ غایت درجہ کی شفاف ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان ان ظاہری آنکھوں سے انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے دیکھنے کے لئے ایک دوسری حس یعنے روحانی آنکھ کی ضرورۃ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور مومنین صادقین ملائکہ وغیرہ غیر مرئی مخلوق کو بھی دیکھ لیتے ہیں نہ صرف دیکھ لیتے ہیں بلکہ ان سے باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی کسی ایسی مخلوق کو جس کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ انکار کرنا دانشمندی نہیں۔ ہم اسبات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا کی ایسی مخلوق دنیا میں موجود ہے۔ جو انسانی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اور اسی وجہ سے اسے جنّ کہتے ہیں۔ کیونکہ عربی میں جنّ اسے کہتے ہیں۔ جس میں خفا اور نہاں ہونا پایا جاتا ہے۔ جنّت۔ انسانی نظر سے پوشیدہ ہے۔ جنّۃ۔ (ڈھال) جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے پوشیدہ ہے۔ جنون۔ عقل کو چھپانے والا مرض جنّ۔ انسانی نظر سے چھپی ہوئی مخلوق۔ پس جنّ وہی مخلوق ہے جو عام انسانی نظر سے پوشیدہ ہو۔ خواہ وہ کسی قسم کی مخلوق ہو۔ غرض جنّ ایک مخلوق ہے۔ ایک اور بات بھی یہاں بیان کردینے کے قابل ہے۔ کہ احادیث میں جنّ کا لفظ۔ سانپ۔ کانٹے کتے۔ مکھی۔ بھوری چھپکلی وبائی جراثیم، بجلی، کبوتر، باز، زقوم۔ بائیں ہاتھ سے کھانے والا۔ گدھ۔ بال پراگندہ رکھنے والا۔ غراب۔ ناک یا کان کٹ یشر۔ سردار وغیرہ پر بھی بولا گیا ہے ان توجیہات پر غور کرنے سے ان مفاسد اور مضاد کی حقیقت بھی معلوم ہو جاتی ہے جو جنوں سے منسوب کی جاتی ہے اب اس بیان کے بعد یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ قرآن کریم میں یہاں جو ذکر کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ نصیبین ایک بڑا آباد شہر تھا۔ اور وہاں کے یہود جنّ کہلاتے تھے۔ اور سوق عکاظ (ایک تجارتی منڈی کا نام ہے) میں آیا کرتے تھے جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے شریروں نے آپکو دھکہ دیا۔ آپ عکاظ کو آرہے تھے۔ راستہ میں بمقام نخلہ یہ لوگ آپ سے ملے۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن مجید کو سنکر وہ رقیق القلب ہو گئے سب کے سب ایمان لے آئے اور جاکر اپنی قوم کو بھی ہدایت کی

آیت ۲۔ ان جنات نے اس قرآن کو قبول کرنے اور ایمان لانے کے دلائل بیان کیے جن سے یہی دلیل ہی ہے کہ توحید کا موجب ہے۔

آیت ۳۔ ما اتخذ صاحبةً ولا ولداً [illegible]

اَقْوَمُ قِیلا ۔ قول بمعنے قبل زبان عرب میں کثرت سے آتا ہے ۔ معنی یہ ہوئے کہ دینی و دنیوی سب کام تہجد گذار عابد انسان کے درست ہو جاتے ہیں چوں کہ اقوم مبالغہ کا صیغہ ہے ۔ اس لئے بڑے بڑے مشکلات اس ذریعہ سے دُور ہو جاتے ہیں ۔ بارِ نبوت کے ثقل اُٹھانے کے لئے قیام لیل کو اسی لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض کیا ۔ اُمت کو بھی اس میں بہت بڑی تعلیم ہے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ اشدّ البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل ۔

عموماً الہامی کتب اور احوال انبیاء و اولیاء سے ایسا ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ رات کے وقت کو انتشار رُوحانیت اور جذب برکات یزدانی کے ساتھ خاص تعلق ہے ۔ جس کی وجہ غالباً وہ تنہائی اور سکون قلب ہے جو رات کی خاموشی و علیحدگی سے حاصل ہو سکتا ہے ۔

آیت ۷ ۔ سبحا ۔ کے اصلی معنے چلنے پھرنے اور گردش کرنے کے ہیں اسی واسطے پیراک کو سابح کہتے ہیں کہ وہ پیرنے وقت ہاتھ پیر مارا کرتا ہے اور یہاں سبح سے تصرف فی الحوائج یعنے اشتغال و ادبار اقبال اور آمد و رفت مراد ہے ۔ نمازوں کا پڑھانا ۔ مریضوں کی عیادت کرنا ۔ جنازوں کو متابعت کرنا ۔ فقراء و مہاجرین کی اعانت ۔ طالب علموں کی تعلیم ۔ مستفتیوں کو فتوے دینا ۔ صلح کرانا ۔ کافروں کا مقابلہ ۔ اپنے ذاتی حوائج پورے کرنے ۔ بیبیوں کی ضروریات کو مدنظر رکھنا ۔ یہ سب امور آپ کے لئے سبحاً طویلاً تھے ۔

آیت ۹ ۔ ربّ المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۔

رات ساری تو قیام لیل میں گذری اور دن سارا سبحاً طویلا ۔ نبوت کے فرائض کی ادائگی میں ختم ہو ۔ اب بالطبع خیال پیدا ہو سکتا ہے ۔ کہ روزی رزق کی کیا سبیل ہو تو اس کے لئے ربوبیت کو یاد دلا کر اسی کو اپنا کارساز سمجھنے کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔

من جعل الھموم ھمًّا واحدًا ھم اٰخرتہ کفاہ اللّٰہ ھمّ دنیاہ ۔ ومن تشعّبت بہ الھموم احوال الدنیا لم یبال اللّٰہ فی ای اودیتھا ھلک ۔

جس شخص نے اپنے تمامی فکروں کو اکٹھا کر کے ایک آخرت ہی کی فکر بنا ڈالا ۔ تو کارساز ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے تفکرات کا ۔ لیکن جس کو پریشان کر رکھا ہے اس کے دنیا کے احوال نے جو اسی میں مستغرق ہے تو خدا کو بھی پروا نہیں کہ دنیا کے کسی خار دار جنگل جھاڑیوں میں وہ ہلاک ہو جاوے ۔

(مشکوٰۃ ۔ کتاب العلم)

آیت ۱۳ ۔ طعاماً ذا غصّۃ ۔ وہ طعام ہے ۔ جو گلوگیر حلق میں پھنسنے والا ہو ۔ غصّہ ۔ یہ عربی لفظ ۔ اللہ تعالےٰ کے غضب پر قرآن شریف میں کہیں نہیں بولا گیا یہ ہماری زبان کا نقص ہے ۔ جو غضب الٰہی کے معنے خدا کے غصّے کے کرتے ہیں ۔

آیت ۱۵ ۔ کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ۔ اس آیت شریفہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مثیل موسےٰ قرار دیا ہے ۔ اور آیۃ استخلاف سورہ نور

لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ فرما کر خلفائے اُمت مرحومہ کو خلفائے موسوی کا مثیل قرار دیا ہے ۔ چوں کہ خاتم الخلفاء موسوی مسیح ناصری علیہ الصلوۃ والسلام تھے اور ان کی بعثت ہے موسیٰ علیہ السلام سے تیرہ سو برس بعد چودھویں صدی موسوی پر ہوئی تھی ۔ اس لئے مماثلت کی مطابقت کے لئے ضروری تھا کہ مثیل موسےٰ کا خلیفہ چودھویں صدی پر محمدی خلفاء کا خاتم مسیح کے نام پر آوے ۔

آیت ۱۷ ۔ شیبا ۔ اشیب ۔ کی جمع ہے ۔ کثرت ہم و غم بڑھاپے کا باعث ہو جاتا ہے ۔ سورۃ الھود میں جب قوموں کی ہلاکت کا بیان نازل ہوا اور ساتھ میں آپ کو بھی حکم ہوا کہ :۔

فاستقم کما اُمرت ومن تاب معک ۔ تو آپ نے فرمایا کہ :۔

شیّبتنی سورۃ ھود ۔

متبعین کی استقامت چوں کہ اپنے اختیار کی نہیں ہوتی ۔ اس لئے یہ ارشاد آپ کو اللہ تعالےٰ کا بہت ہی رنج و غم کا باعث ہوا ۔

آیت ۲۰ ۔ علم ان سیکون منکم مرضیٰ ۔ اَنْ کے معنے انّہٗ کے ہیں یعنے تحقیق بات یوں ہے ۔ کہ ضرور تم میں بعض لوگ بیمار ہیں ۔

اقرضوا ۔ اپنے مالوں کو اللہ تعالےٰ کے لئے الگ کر دو ۔

ھو خیراً واعظم اجراً ۔ خیراً پر زبر اس لئے ہے ۔ کہ یہ تجدوہ کا مفعول ہے ۔

واستغفروا اللّٰہ ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں ستر سے لے کر سو تک استغفار کیا کرتے تھے ۔ سورہ نوح میں استغفار کے کئی فائدے بیان فرمائے ہیں ۔ استغفروا ربکم انّہ کان غفّارا ۔ یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال و بنین ویجعل لکم جنّٰتٍ ویجعل لکم انھارا ۔

حدیث شریف میں ہے کہ طوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفاراً کثیراً خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اپنے نامہ اعمال میں استغفار کو کثرت سے پایا ۔ استغفار لفظ غفر سے نکلا ہے ۔ غفر کے معنے ڈھانکنا ۔ مغفر ڈھال کو کہتے ہیں ۔ جو انسان کے منہ اور کچھ حصہ جسم کو ڈھانک لیتی ہے ۔ استغفار کے معنے ہوئے حفاظت طلب کرنا گناہوں سے اور اس کے بد نتائج سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استغفار کے یہی معنے ہیں کہ اے اللہ تو مجھ کو آئندہ کی خطاؤں سے مصئون اور محفوظ رکھ ۔

سورۃ المدّثّر رکوع ۱

پارہ ۲۹ ۔ تبارک الّذی

آیت ۱ ۔ یاایھا المدّثّر ۔ مزّمّل اور مدّثّر دونوں لفظوں کے معنے قریب قریب ایک ہیں ۔ مدّثّر دثار سے مشتق ہے ۔ دثار وہ کپڑا ہے ۔ جو شعار کے اوپر پہنا

میں تمام خوابوں کو بیان فرمایا ہے۔ من وراء حجاب۔ یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے۔ جو اولیا اور اہل اللہ کی وحی ہے۔ جن کے اکثر مکاشفات وغیرہ تعبیر طلب ہوتے ہیں جب تک تعبیر کا وقت نہ آوے۔ ان پر حجاب ہوتا ہے۔

تیسری قسم وحی یرسل رسولاً فیوحی باذنہٖ ما یشاء یہ وحی وحی متلو ہے اسکی عبارت بھی اگلے دو قسموں کی وحی سے زیادہ ہیں اس میں احکامات اوامر نواہی ہوتے ہیں۔ اس وحی میں کسی قسم کے مغالطے کا اندیشہ نہیں ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اس کلام کی پوری حفاظت کرتا۔ ملائکہ کا پہرا ساتھ ہوتا ہے۔ شیاطین کا دخل۔ قوت فکریہ۔ وہمیہ۔ خیالیہ۔ عادات وطبائع اس میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کر سکتی۔ رصدا کے لفظ میں کلام اور مہبط کلام دونوں کی حفاظت کا بیان ہے۔

اس جگہ سورۃ الجنّ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ المزّمّل رکوع ۱

پارہ ۲۹ رکوع ۱۳

آیت - یا ایّھا المزّمّل - مزّمّل۔ "ز" کے شدّ کے ساتھ اور بغیر شدّ دونوں طرح آیا ہے۔ تزمّل کے معنے کپڑے میں لپیٹنے کے ہیں۔ زملتہ بثوبہ تزمیلاً فتزمل۔

مزمّل۔ جب بتخفیف "ز" پڑھا جاوے گا تو اس وقت معنے حمل اور بوجھ کے ہوں گے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزمّل کے نام سے خطاب کرنے میں چند معانی ہیں۔ ایک یہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مہربانی اور تلطف اللہ تبارک وتعالےٰ کو تھا اس کا اظہار مقصود تھا۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کو ایک روز مسجد میں خاک پر لیٹے ہوتے دیکھ کر آپ نے ازراہ مہربانی وتلطف انکو یا ابا تراب فرمایا۔

دوسرے یہ کہ ساری رات کپڑا اوڑھ کر سوتے اور ایسی ہی حالت میں رات گذار دینے سے متنبہ کرنا مقصود ہے کہ جس حالت میں کہ **بار نبوّت** کو اٹھانا آپ کا کام ہے تو لازم ہے کہ ساری رات خواب میں نہ گذارا جاوے بلکہ کچھ حصہ رات کا دعا اور نماز کے لئے بھی مخصوص کیا جاوے۔ غرض کہ **مزّمّل** کے لفظ میں تلطف اور تنبیہ دونوں ہی مرکوز ہیں۔

آیت ۳ - نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ - چوں کہ راتیں بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں۔ اسلئے متوسط راتوں میں نصف شب اور چھوٹی راتوں میں نصف سے کم کرکے اور بڑی راتوں میں نصف سے زیادہ بھی قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا اور چوں کہ ایک حکم قطعی نہیں ہے بلکہ دو جگہ اَوْ اَوْ فرماکر اختیار دیا ہے اِس طبیعت کے نشاط پر بھی اس قیام کو حوالے کر دیا گیا ہے یعنی چھوٹی راتوں میں بحالت نشاط اگر قیام زیادہ کرے اور بڑی راتوں میں بوجہ عدم نشاط طبیعت اگر قیام کم کرے تو یوں بھی اختیار ہے۔ مگر چوں کہ قُم بصیغہ امر ہے اس لئے قیام لیل آپ پر فرض تھا۔ جب کبھی بعض راتوں میں قیام لیل آپ سے رہ گیا ہے تو آپ نے اس کو بعد طلوع آفتاب ادا فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن شریف یاد کرنے والوں اور قیام لیل کرنے والوں کو اشرافُ اُمّتی فرمایا ہے۔ شرف کے لغوی معنے بلندی کے ہیں۔

آیت ۴ - ورتل القرآن ترتیلا ای بیّنہُ تبیینا وفصّلہُ تفصیلاً کسی نے حضرت ام سلمہؓ سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی کیفیت دریافت کی۔ فرمایا کہ آپ ہر ایک آیۃ کو جدا جدا کرکے پڑھتے تھے۔ مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ ربّ العالمین ۝ الرحمٰن الرحیم ۝ مالک یوم الدین ۝ کے چار ٹکڑے کرتے اور ہر ایک ٹکڑے کو [illegible] پڑھتے۔ [illegible] روایت ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو قرآن کو تیر جیسا سیدھا کریں گے وہ بہت جلد پڑھیں گے [illegible]۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ قرآن شریف ایسے لوگوں کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ ایک اور روایت میں لا یبقی من القرآن الا رسمہ۔ [illegible] ایک اور روایت میں فرمایا کہ جس نے تین دن سے کم میں قرآن شریف کو ختم کیا وہ نہیں سمجھا۔ لاقراء ولا نسکۃ اب تو بعض تراویح کے پڑھانے والے [illegible] شب میں جس کو وہ شبینہ کہتے ہیں۔ قرآن شریف کو ختم کر دیتے ہیں

آیت ۵ - انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً - یہ قول ثقیل قرآن کریم کی متواتر پے درپے وحی کو فرمایا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نہایت شدت سے سردی تھی۔ آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ کی پیشانی مبارک سے وحی کی شدت کی وجہ سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے۔ اسی طرح اگر آپ کسی اونٹ پر سوار ہوتے اور وحی کا نزول شروع ہو جاتا تو اس کے پاؤں بوجہ ثقل وحی ٹیڑھے ہونے لگتے۔ اور اگر کسی صحابی کی ران پر آپ کا سر مبارک ہوتا [illegible] ہوتے اور ایسی حالت میں وحی کا نزول ہونے لگتا تو اس صحابی کو اپنی ران کے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا اور ایسی حالت میں آپ کا چہرہ مبارک زیادہ خوب اور روشن ہو جاتا۔

آیت ۶ - انّ ناشئۃ اللیل ھی اشدّ وطئاً واقوم قیلاً۔
ناشئۃ بروزن عاقبۃ مصدر نشا بمعنی قام للمذکر ناشی وللمونث ناشئہ اگرچہ عام طور پر امور حادثہ فی اللیل کو ناشئہ کہتے ہیں۔ مگر چوں کہ یہاں ذکر قیام لیل کا ہے اس لئے ناشئۃ اللیل سے مراد اول شب سو رہنے کے بعد قیام نماز کے لئے اٹھنا نشاۃ اور نشاۃ ہے۔ وطئاً۔ مصدر بمعنی موافقت ہے۔ کقولہ تعالیٰ لیواطئوا ماحرّم اللہ ای لیوافقوا۔ حدیث شریف میں ہے۔ کان فی اللیل ساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یسال اللہ تعالیٰ خیراً من خیر الدنیا والاخرۃ الا اعطاہ ایاہ وذالک کل لیلۃ۔ یعنی رات میں ایک ایسی ساعۃ ہے کہ اگر مسلمان بندہ اس کے موافق پڑ جاتا ہے۔ تو خدائے تعالےٰ سے دینی و دنیوی بھلائی مانگتا ہے۔ دیا جاتا ہے۔ اور وہ ساعت کسی رات کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ ہر رات میں ہوا کرتی ہے۔ ع

[illegible] اگر [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

بقیہ سورۃ المدثر رکوع ۱

پارہ ۲۹ - تبارک الذی

آغاز سورۃ القیامہ رکوع ۱

پارہ ۲۹ - تبارک الذی

جاوے اور شعار وہ کپڑا ہے جو جسم سے ملا رہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الا انصار شعار والناس دثار۔

یہ سورہ شریف بھی آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتدائی دعوت کے وقت کی وحی ہے۔ اور اس کی قوت وشوکت آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن پاک کی حقانیت کی ایک زبردست دلیل ہے کیوں کہ اس کا نزول ابتدائی وقت میں ہے۔ جب کہ کوئی جتھا آپ کے ساتھ نہ تھا۔

آیت ۲۔ قُم فانذر۔ سورۃ مزمل میں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ اور تقرب الی اللہ حاصل کرنے کا حکم ہوا تھا اور اس سورہ شریفہ میں ارشاد و ہدایت خلق اللہ کا حکم فرمایا ہے۔ پہلی شق مرتبہ کمال اور دوسری شق مرتبۂ تکمیل کے متعلق ہے اسی لئے مرتبہ کمال کو مرتبہ تکمیل پر مقدم رکھا۔ سورہ ماقبل میں قم الیل فرمایا تھا اور اس سورۃ میں قم فانذر فرمایا۔ قم اللیل اپنے کمال نفس کی تحصیل کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور قم فانذر تکمیل خلق اللہ کے حاصل کرنے کی جانب ایماء کر رہا۔

آیت ۳۔ رب کا لفظ تکمیل کو چاہتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے کہ اپنے رب کی عظمت بیان کر جس وقت آپ مبعوث ہوئے۔ اُس وقت مشرکین عرب رب النوع کی پرستش کرتے تھے۔ اور ارباب میں اون اللہ کی عبادت ہوتی تھی۔ اس میں پیش گوئی ہے۔ کہ اللہ اکبر کے نعروں کے بلند ہونے کا وقت آگیا ہے۔

آیت ۴۔ اپنا آپ پاک بناؤ۔

آیت ۵۔ والرجز فاھجر۔ رجز میں دو لغت بیان ہوتے ہیں ایک رُجز اور دوسرا رِجز۔ معنے دونوں صورتوں میں قریب قریب ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ کما قال لئن کشفت عنّا الرجز لنومننّ لک۔ اس آیت میں رجز کے معنے عذاب کے ہیں اور بتوں کی پرستش اور شیطان کے مکر و فریب کو اس واسطے رجز کہا جاتا ہے کہ یہ چیزیں عذاب کی باعث ہیں اور اس حکم ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی طہارت کی تعلیم فرمایا۔

آیت ۶۔ ولا تمنن تستکثر۔ قرآن کریم کی تعلیم احکام الٰہی کی تبلیغ یا مالی احسان کر کے کسی کو بایں غرض منّت و احسان نہ جتا کہ آپ اس سے کثرت مال۔ کثرت جاہ یا بہتر بدلہ طلب کرے۔ اور کوئی چیز کسی شخص کو بایں نیت ہرگز نہ دے کہ وہ اس کا بدلہ زیادہ کر کے آپ کو دیوے۔ کیوں کہ یہ فعل تلویث باطن میں نجاست کا حکم رکھتی ہے۔

آیت ۸۔ فاذا نقر فی الناقور۔ نقر کے معنے کلام عرب میں آواز دینے کے ہیں۔ جب کوئی کسی شخص کو نام لے کر پکارتا ہے تو نقر باسم الرجل کہتے ہیں اعلان کے ساتھ کسی چیز کو ٹھونک بجا کر اطلاع دیتے ہیں۔ تو اس کو بھی اسی لئے نقارہ کی چوٹ سے یا ڈھنڈورے سے اطلاع عام دینا کہتے ہیں۔ جنگوں میں بھی نقارہ بجایا جاتا ہے۔ جنگوں کو بھی عذاب فرمایا ہے کما قال تعالیٰ۔ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم۔

آیت ۱۱۔ ذرنی ومن خلقت وحیدا۔ وحیدا کے معنے بے نظیرا صاف میں متفرد۔ ولید بن مغیرہ کے دو لقب مکہ میں مشہور تھے۔ ایک وحید اور دوسرا ریحانہ قریش۔ یہ اپنے شعر و سخن اور منظر کی خوش نمائی میں شہرت رکھتا تھا۔ مال و فرزند بھی اس کے زیادہ تھے مگر بایں ہمہ پہلے درجہ کا ناسپاس و ناشکر گزار تھا۔ اس کی اولاد دس یا تیرہ مع الاختلاف تھی۔ خداوند تعالےٰ کا نپٹنا اس کے ساتھ اس طرح ہوا کہ ولید بن ولید۔ خالد بن ولید۔ ہشام بن ولید مشرف باسلام ہوئے اور اس کے چاہتے بیٹے اس سے بیزار ہو کر اس سے علیحدہ ہو گئے۔ بعضے اس کی آنکھوں کے آگے کھپ گئے۔ مال و دولت میں پے در پے نقصان ہونے لگا اور آخرالامر خود آپ نہایت ذلت اور افلاس کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ نزول آیت کا اگرچہ کسی خاص شخص کیطرف اشارہ کرتا ہو مگر اعتبار اس کا عام ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی ایسی نظیریں کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جن کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب حقیقت الوحی میں نام بنام نمبروار درج ہے۔ من شاء فلیرجع الیہ

آیت ۱۸ و ۱۹ و ۲۰۔ چوں کہ نامی شاعر تھا اس لئے جب اس سے قرآن شریف کی نسبت لوگوں نے پوچھا تو اس نے اٹکل دوڑائی۔ خدا کی مار۔ اٹکلیں دوڑا کر کہا تو یہ کہا کہ یہ تو جادو بھرا موثر کلام ہے اور اس کلمہ کو تیوڑی چڑھا کر اور بُرا سا موُنھ بنا کر حقارت آمیز لہجے میں ادا کیا۔

کما قال تعالےٰ۔ عبس وبسر ۔۔۔۔ فقال
ان ھذا الا سحر یؤثر

آیت ۲۹۔ لوّاحۃ للبشر۔ چوں کہ کلام کے وقت منہ بنا کر بشرے سے حقارت آمیز ادا کو ظاہر کیا تھا اس لئے جزاءً وفاقاً کے طور پر بشرے کو جھلس دینے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

آیت ۳۰۔ علیھا تسعۃ عشر۔ بتلایا گیا ہے کہ جہنم کے داروغے انیس[19] ہیں۔ اس عدد میں ایک عجیب راز ہے۔ دانشمند غور کریں تو وہ اس قرآنی فلسفہ سے لطف اٹھائیں۔ انسان کے وہ اعضاء و قوے کہ جن سے خداتعالیٰ کی نافرمانیوں کا ظہور ہو سکتا ہے۔ وہ بھی تعداد میں انیس ہی ہیں۔ دو ہاتھ[2]۔ دو پاؤں[4]۔ زبان[5]۔ دل[6]۔ آلہ تناسل[7]۔ مقعد[8]۔ پیٹ[9]۔ منہ[10]۔ حواس خمسہ[15]۔ فکر[16]۔ عقل[17]۔ شہوت[18]۔ غضب[19]۔

آیت ۳۱۔ ذکری۔ یہ پیش گوئی ایک شخص کو تاریخی انسان بنانیوالی ہے۔

آیت ۳۷۔ لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر۔ جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے انذار مفید ہو سکتا ہے۔ مگر جس کے دل میں جنبش ہی ہو۔ نرا ٹھوس ہے۔ انذار اور عدم انذار کو دونوں ہی کو برابر سمجھتا ہے اور جگہ سے ہلنا ہی نہیں چاہتا ہے۔ اس کے لئے قرآن شریف کا اُترنا اور نہ اترنا گویا دونوں برابر ہیں۔

...کفار کی طرف سے بیان ہوا ہے یعنے کہاں ہوگی قیامت ؟ ہوتی ہوا تی کچھ نہیں +

آیت ۷ سے ۹ تک - فاذا برق البصر - وخسف القمر - وجمع الشمس والقمر

برق بصرہ سے مراد تحیر وفزع ہے جو انسان مصیبت کے وقت آنکھیں پھاڑ دیتا ہے۔ مصیبت کا وقت آئے تو ساری تدبیریں الٹ پڑتی ہیں + عقل ہوتے ہوئے عقل کام نہیں دیتی۔ گویا کہ نور فراست کو بھی گرہن لگ جاتا ہے۔ گرہن کی اصل بھی اقتران شمس و قمر ہے۔ یعنے ایک کا وجود دوسرے کے بالمقابل حائل ہو جاتا ہے جو نور کے ہوتے ہوئے نور نظر نہیں آتا +

یوم بدر ظاہری طور پر بھی بجلی کوندی مینہ برسا۔ تدبیریں کفار کی ان پر الٹ پڑیں۔ این المفر کہنے سے بھی کام نہ چلا۔ قرآن کریم چونکہ ذو المعارف ہے لا تنقضی عجائبہ اس کی شان حدیث شریف میں بیان ہوئی ہے اس لئے پیشگوئی اجتماع شمس و قمر کی گرہن کے ساتھ ہمارے اس زمانہ میں بھی مطابق حدیث دارقطنی جس میں لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض ہے رمضان کے مہینے میں سنہ ... میں بڑی شان وشوکت سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صدق دعوے کی علامت میں پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر جس طرح بدر کے شکست خوردوں کو این المفر کہنا فائدہ نہ دیا اسی طرح اس وقت کے مخالفوں کو باوجود حدیث شریف کی فعلی شہادت کے ضعف حدیث کو اپنا فرضی معوقرار دینا پڑا +

آیت ۱۳ - ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر - متنبہ کیا جائے گا انسان اس دن ان کاموں سے جو اس نے نہ کرنے تھے اور کئے + اور نیز متنبہ کیا جائے گا ان کاموں سے جو اس نے کرنے تھے اور نہ کئے +

قدّم - وہ کام جو نہ کرنے کے تھے کر لئے +

اخّر - وہ کام جو کرنے کے تھے نہ کئے +

آیت ۱۴ - علی نفسہ بصیرۃ - دوسرے کی ملامت پر انسان عذر بتاتا ہے مگر خود اپنی حالت کو بہتر جانتا ہے +

آیت ۱۶ - لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ - آیۃ باب ذو المعارف ہے اس کے دو ترجمے ہیں ربط ماقبل کے لحاظ سے ایک معنے یہ ہیں کہ "اے معذرت کنندہ عذر بیان کرنے میں تیز زبانی نہ کر" اس صورت میں جمعہ میں ہ کی ضمیر انسان کے اعمال کیطرف ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ پڑھنے والا جب قرآن شریف پڑھے تو جلدی نہ کرے +

لوگ حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن بتاتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے صرف عثمان کے لفظ کے ساتھ قافیہ ملایا ہے۔ ہاں شائع کنندہ قرآن اگر کہیں تو ایک حد تک بجا ہے۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام دور دور تک پھیل گیا تھا ... تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ... فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا ہاں اس کا پڑھنا ...

آیت ۱۸ - فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ - ہمارے ایک دوست منشی محمد اسحاق صاحب کی الہامی دلیل ہے جو ان کو بذریعہ الہام کے بتلائی گئی کہ بدلیل اس آیت کے سورۃ الفاتحہ خلف امام سات آیتوں کے بر ہر وقفے کے درمیان امام کے سکتے کے وقت مقتدی بھی اپنے منہ میں چپکے چپکے پڑھ لیا کرے۔ حدیث شریف میں سورہ فاتحہ کو ھی السبع المثانی والقرآن العظیم فرمایا ہے +

آیت ۲۰ - العاجلۃ - جلدی کی بات جس کا نفع دم نقد موجود معلوم ہوتا ہے۔ یعنے دنیا +

آیت ۲۳ - الی ربھا ناظرۃ - جمہور اہل علم کے نزدیک اس آیۃ سے دیدار الٰہی بلا حجاب ثابت ہے حدیث شریف میں ہے "انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر۔ لیس دونہ حجاب" +

یرونہ سبحانہ من فوقھم + نظر العیان کما یری القمران
ھذا تواتر عن رسول اللہ لم + ینکرہ الا فاسد الایمان

آیت ۲۴ - باسرۃ - گھبرائے بھرے ہوئے۔ حواس باختہ +

آیت ۲۵ - فاقرۃ - کمر توڑ مصیبت - فقرات الظہر - ان ہڈیوں کے منکوں کو کہتے ہیں جو پشت کی وسط میں اوپر سے نیچے تک ہوتے ہیں۔ فقر۔ اور فقیر بھی اسی سے مشتق ہے۔ اس کا حال مسکین سے بدتر ہوتا ہے۔ اسی واسطے مصارف صدقات میں فقیر کو مسکین پر مقدم رکھا۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین ۱/۶۰ فقیر کی ایک صفت ایک جگہ بائس الفقیر فرمایا ہے ۲۷/۱۱

آیت ۲۶ - گلے کی ہنسلی کی جگہ - رقی - یرقی - رقیا سے ماخوذ ہے +

آیت ۲۸ - وقیل من راق - اس کے کئی معانی ہیں۔ ایک تو یہ کہ رقیہ سے مشتق ہے۔ جیسے بسم اللہ ارقیک اس صورت میں جھاڑ پھونک کے معنے ہونگے۔ دوسرے یہ کہ رقی - یرقی - رقیا سے اس صورت میں راق کے معنے اوپر لے جانے کے ہونگے اور اس کے کہنے والے فرشتے ہونگے نہ میت کے پاس والے۔ فرشتہ عذاب کے اور رحمت کے آپس میں پوچھینگے۔ کہ رحمت کے فرشتے روح کو آسمان پر لے چڑھینگے یا عذاب کے +

آیت ۲۹ - والتفت الساق بالساق - حضرت عباس رضہ فرماتے ہیں نزع روح کے وقت دنیا کا آخر اور آخرۃ کا اول وقت ملتا ہے یہی لف ساقین ہے + حسن کہتے ہیں لف ساقین سے مراد کفن کا پنڈلیوں میں لپٹنا مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لف ساق اصطلاح میں شدۃ مصیبت سے کنایہ ہے۔ دنیا کی مفارقت کا غم اور آخرہ کے حساب وکتاب کا جھگڑا۔ یہ دونوں ملکر لف ساقین ہے +

آیت ۳۱ - فلا صدق ولا صلی - تصدیق رسول کو نماز پر بھی مقدم رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

نمازے کنی و قبلہ ات نہ دانی + ندانمت چہ غرض زیں نماز ہا باشد

جماعت میں جن احباب کو غیر احمدیوں کی امامت کے مسئلہ میں تحقیق منظور ہو وہ اس آیت میں صلوۃ پر تصدیق کے مقدم ہونے پر غور کریں۔ بعد تصدیق ... ایمان کے پہلی بات جس کا یوم القیامہ حساب ہوگا۔ وہ نماز ہے ...

ہمارا ایمان ہے کہ ایسا ہی ہوگا بلکہ ایک رنگ میں ہو بھی چکا تاہم میرے فہم میں اس آیت میں ایک پیشگوئی اور بھی ہے اور وہ عرب اور ایرانی قوموں کے فتح ہونے کے متعلق ہے اہل عرب اور شامی قومیں اپنا تعلق چاند سے بتاتی ہیں اور دوسری سورج سے گویا یہ ایک واقعہ ہے کہ اسلام ان مذاہب پر غالب آجائے گا اور یہ مذاہب گہنا جائیں گے۔ اور اس سے حجت نیرہ اور واضح قایم ہو جائیگی کہ پھر بھاگنے کی جگہ نہ ہوگی۔ اور بالآخر اللہ تعالٰی ہی طرف پناہ لینی پڑیگی یہ واقعات دُنیا جانتی ہے ہو گئے اور دوسرے ادیان مغلوب ہوئے اور اسلام کامیاب ہوا۔ باوجود اس کے ہم یقین رکھتے ہیں کہ قیامت کو اللہ تعالےٰ کی قہری تجلی دوسرے رنگ میں بھی جلوہ گری کرے گی اور اس دُنیا کے واقعات اس قیامت کیلئے بطور دلیل اور ثبوت ٹھیرینگے۔ پھر اللہ تعالےٰ انسان کو اسی فطرتی دلیل کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کی پاداش کے لئے خود اپنی ذات میں دلائل رکھتا ہے اور وہ آگاہ ہے اس کا نفس جانتا ہے کہ پاداش اعمال حق ہے اور یوں بے جا عذر و حیلے الگ امر ہے اس کے بعد اللہ تعالےٰ قرآن مجید کی حقانیت پر ایک دلیل پیش کرتا جو بجائے خود قیامت کی بھی دلیل ہے اس لئے کہ وجود قیامت کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اب بتایا کہ قرآن کریم کو محفوظ رکھنا اور اس کا جمع کرنا اور اس کو کھول کھول کر بیان کرنا یہ سب کام ہمارے ذمہ ہیں قرآن مجید کی ترتیب میں کوئی تحریف نہ ہو سکے گی۔ کوئی امر اس کی اشاعت و حفاظت میں سدراہ نہ ہوگا اب دیکھ لو یہ عظیم الشان پیشگوئی کس طرح پر پوری ہوئی۔ ۲۳ سال کا متفرق کلام کس طرح باترتیب جمع ہوا۔ اور اب تک اس پر ۱۳ سو سے زیادہ سال گزر چکے کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا۔ اور پھر اس کے بیان کے متعلق جو پیشگوئی تھی وہ بھی کس شان سے پوری ہوئی۔ اس خصوصیت میں دُنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس کے بعد پھر انسانی فطرت کا نقشہ کھینچ کر بتایا کہ جلد باز انسان دُنیا سے پیار کرتا اور آخرت کو چھوڑتا ہے۔ اپنے اعمال کے نتائج سے غفلت کرتا ہے مکہ والو! یاد رکھو ایک دن آتا ہے کہ بہت سے چہرے خوش ہونگے اور اس وقت بھی ان کا مقصود اور قبلہ حاجات وجہ اللہ ہوگا اس خوشی کی حالت میں بھی خدا کو بھول نہ جائینگے۔ اور بعض اداس اور غمگین ہونگے پوری پوری تجلی اور ظہور اس کا قیامت میں ہوگا مگر دُنیا میں بھی ہوا۔ کس طرح بدر میں ہوا اور بالآخر فتح مکہ کا نظارہ کیا دل خوش کن تھا اس کے بعد بتایا کہ انسان جب مرض الموت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی اور اس کے ساتھ والوں کی کیا حالت ہوتی ہے اس وقت کا اضطرار اور موت سے بچنے کی آرزو اور خواہش بھی دراصل قیامت ہی کی دلیل ہے اندر ہی اندر قلب اپنے افعال پر نادم کرتا ہے اور جزا کا خیال ایک ہول اور غم دلپر ڈال دیتا ہے پھر بتایا کہ جلد باز اور مغرور انسان کس طرح خدا سے دُور جا پڑتا ہے آخر میں قیامت کے حق ہونے پر ایک اور زبردست دلیل پیش کی مینے پہلے بتایا ہے کہ قرآن کریم نے بعد لا اللہ الا اللہ کے زیادہ تر اسی مسئلہ قیامت با حشر اجساد کو نصب العین رکھا ہے اور اس کے دلائل میں انفسی اور آفاقی شہادتوں کو مقدم کیا یعنی انسان کی خلقت اور اس کے اعمال کے میلان اور رعایت قانون الٰہی (فطرۃ اللہ [illegible] اور ثبوت حشر اجساد اور ضرورت یوم الدین

پر جا بجا بحث کی ہے چنانچہ اس جگہ فرمایا ایحسب الانسان ان یترک سدٰی ۳۶ اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ انسان کی بناوٹ اور اس کی خلقت اور اس کا تسویہ اور اس کا دو مختلف نتیجوں اور کارروائیوں کی مخلوق یعنی نر و مادہ ہونا چاہتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ جواب دہ ہستی ہے وہ اپنے اعمال اور افعال کی ذمہ وار ہستی ہے ایسا ہی آسمان سے پانی برسنے اور زمین پر نباتات اُگنے سے جا بجا استدلال کیا ہے اب ان واقعات کو پیش کر کے کس طرح خدا تعالےٰ نے اسے پیدا کیا پھر آخر میں سوال فرماتا ہے اور اس بلٰی قادرین کے دعوے کے جواب میں یہ تمام دلائل پیش کر کے پوچھتا ہے الیس ذٰلک بقادرٍ علٰی ان یحیی الموتٰی اس مقام پر بے اختیار ہو کر انسانی فطرت اس امر کا اقرار کر اٹھتی ہے۔ بلٰی انہ علٰی کلّ شیءٍ قدیر"۔ (ترجمۃ القرآن مولفہ شیخ یعقوب علی صاحب)

آیت ۱ - لا اقسم بیوم القیامۃ الخ لا کو اکثروں نے زائد بتایا ہے اور حدیث شریف میں ہر ہر حرف پر دس دس نیکیوں کا ثواب مذکور ہے۔
۔ جب بات سمجھ میں نہ آئی تو وہ زائد ہی ہوئی۔ کفار کو جس قدر بعث بعد الموت کے مسئلہ پر انکار و اصرار تھا۔ ایسا کسی دوسرے مسئلہ پر سوائے شرک کے نہیں تھا۔ چنانچہ نہایت ہی تعجب سے کفار نے کہا۔ ھل ندلکم علٰی رجل ینبئکم اذا مزقتم کلّ ممزق انکم لفی خلق جدید ۲۲/۲ اُدھر سے انکار پر اس قدر اصرار تھا اور اِدھر اثبات بعث بعد الموت پر جگہ جگہ زور دیا گیا ہے۔ اس ردّ و کد کو مدنظر رکھ کر مخاطب کے مافی الضمیر پر انکاری طریق سے کلام کا افتتاح "لا" کے لفظ سے فرمایا ہے یعنے قولہٖ تعالٰی زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا ۲۸/۱۵ میں جو زعم کہ منکران بعث بعد الموت کے ضمیر میں رچا ہوا تھا۔ اس کی نفی **لا** کے **لفظ** سے کرتے ہوئے کلام کو شروع کیا۔ اس قسم کا محاورہ ہر زبان میں ہوا کرتا ہے جس کو مخاطب سخن بلا شک و شبہ پہچان لیتا ہے کہ یہ لا میرے مافی الضمیر کا ردّ ہے۔ اس کے یوم القیامہ۔ اور نفس لوّامہ کو بعث بعد الموت پر اس طور سے گواہ ٹھیرایا ہے کہ یوم القیام سے جنگ کی مصیبت کا دن اور اپنے نفس پر کفار کی ملامت کا اعتراف ثبوت دعوے بنگیا۔ دنیا میں جنگ کے لئے محشور ہونا آخرۃ نے حشر کے لئے اور دُنیا کی شکستوں پر اپنے نفسوں کو ملامت کرنا آخرۃ کے جزا و سزا کے لئے ثبوت ٹھیرا +

قیامۃ - کھڑا ہونا +

(۱) **من مات فقد قام قیامتہ**
(۲) قوم کی قیامت۔ جیسا کہ بنو امیہ پر سو سال کے بعد قیامت آئی اور وہ نوزبان عربی بولنے
(۳) ان یومًا عند ربک کالف سنۃ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کیا میری امت آدھا دن نہ کاٹے گی۔ اہل اسلام کا عروج قریب پانچ سو سال رہا +
(۴) ہزار سال کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بہت رولا پڑ گیا یہ بھی ایک قیامت ہے +
(۵) یوم الساعۃ
(۶) یوم القیامۃ مصیبت کے وقت کو بھی کہتے ہیں +

آیت ۶ - ایان یوم القیمۃ [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ

بقیہ سورہ الدھر رکوع ۱

پارہ ۲۹۔ تبارک الذی

گذشتہ اشاعت سے آگے

ایک اور روایت میں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اتقوا اللہ فی النساء فانھن عندکم عوان۔ یعنے عورتوں کے حق میں خدا سے ڈرتے رہو۔ کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدیوں کی طرح ہیں۔ یتیم کے حق میں بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب گھروں میں بہتر گھر وہ ہے۔ جس میں یتیم کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہے اور سب گھروں میں بدتر وہ گھر ہے۔ جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کیجاتی ہے۔

آیت ۱۰۔ یوما عبوسا قمطریرا۔ عبوس الوجہ اس آدمی کو کہتے ہیں۔ جس کی پیشانی پر ہمیشہ بل پڑے ہوئے ہوں۔ قمطریر سخت سلوٹیں اور بل چہرے کے عذاب الٰہی کی شدت کو دیکھ کر چہروں کی ایسی حالت ہوگی کہ جیسے سخت گریہ وزاری کے وقت رونے والے چہرے کی کیفیت عین حالت گریہ کے وقت ہوتی ہے۔

آیت ۱۴۔ زمھریرا۔ زمہریر ایسی سخت سردی کو کہتے ہیں جس سے ہاتھ پیر گلنے لگیں۔ بخلاف برد کے کہ اس میں معمولی ٹھنڈک ہوتی ہے۔

آیت ۱۵۔ یطاف علیھم بانیۃ من فضۃ۔ کسی صوفی نے ایک مقام پر لکھا ہے اور جس نے یہ بات لکھی ہے وہ ایک بڑا آدمی ہے وہ کہتا ہے میں نے انبیاء کے مقام کو چاندی کا مقام دیکھا اور اولیاء کے مقام کو سونے کا مقام دیکھا۔ ہمارے مولویوں نے اس وجہ سے اس کو بھی کافر کہا ہے۔ سائنس والے جانتے ہیں کہ کُل رنگوں کا جامع سفید رنگ ہے۔ ان کا منشاء یہ ہے کہ جو سفید رنگ نظر آیا وہ سارے کمالات کا جامع ہے۔

آیت ۱۷۔ کان مزاجھا زنجبیلاً۔ زنجبیل دو لفظوں سے مرکب ہے زنا اور جبل سے۔ زنا لغت میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل یعنی پہاڑ۔ سونٹھ کی گرمی انسان میں بڑی قوت پیدا کرتی ہے۔ جب تک کہ عاشقانہ گرمی سالک راہ محبت کے دل میں نہ ہو وہ مشکلات کی بلند گھاٹیوں کو طے نہیں کر سکتا۔ جب یہ زنجبیل عشق اور محبت کی شراب پی لیتا ہے تو خدا کی راہ میں عملی قوت کا ایسا حیرتناک اثر دکھاتا ہے کہ وہ سوا ہرگز دل سے ایسی جانفشانیاں نہیں دکھلا سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے بھی ایسے سالک کی جزا کا شہ وصال رکھا ہے۔ جس کے مزاج کی طرف زنجبیل کے لفظ سے اشارہ کیا ہے ... کی موافقت کر لیتا ہے۔

آیت ۱۸۔ تسمیٰ سلسبیلا۔ سلسبیل میں سل سبیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی پوچھ راستہ۔ دنیا میں عشق اور محبت کا زنجبیلی کاسہ اپنے مرشد کے ہاتھ سے جب سالک پی لیتا ہے۔ تو اس میں خصوصیت کے ساتھ اپنے محبوب حقیقی تک پہنچنے کی ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ راہ طریقہ کے پوچھنے اور اس پر قدم مارنے میں عار نہیں کرتا۔ خواہ کیسی ہی دشوار گھاٹیاں راستے میں حائل ہوں ہمارے موجودہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فرمودہ جو سلسبیل کے لفظ سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہے۔ یہ ہے۔ ع

ابن مریم ہوا کرے کوئی ۔ مرے دکھ کی دوا کرے کوئی

آیت ۱۹۔ ولدان مخلدون۔ مخلدون کے معنوں میں کئی قول ہیں۔ مخلد بوڑھے کو بھی کہا ہے۔ مخلد اس کو بھی کہا ہے جس کے زلف سفید ہوں۔ مخلد کے ایک معنے یہ بھی کئے ہیں کہ کانوں میں بنا سے بالے پہنے ہوئے۔ مگر ان تمام معنوں سے انسب وہ معنے معلوم ہوتے ہیں جس کی مناسبت ولد کے لفظ کے ساتھ ہو۔ یعنے دنیا کے ولدان کی طرح جنتیوں کے خادم ولدان پر مرور زمانہ کی وجہ سے کبھی معمر ہونے کا زمانہ نہیں آئے گا بلکہ باوجود مرور زمانہ کے وہ ہمیشہ ولدان ہی ولدان رہیں گے۔ جو کام خدمت گذاری کا پھرتیلی حرکتوں سے چھوٹے بچے کیا کرتے ہیں وہ معمر نہیں کیا کرتے اور کاربراری میں ان کی خدمات بھی معلوم ہوتی ہیں۔ اسی لئے الخ

لؤلؤا منثورا۔ (یعنے) بکھرے ہوئے موتیوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے

آیت ۲۰۔ ملکا کبیرا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو دوزخی دوزخ سے سب سے آخر میں نکالا جائے گا۔ اس کو اللہ تعالےٰ اس قدر جنت عطا فرماویگا۔ کہ دنیا و مافیہا اور اس سے دو چند کے مقابلہ کی ہوگی۔

آیت ۲۳۔ نزلنا علیک القرآن تنزیلا۔ ہمنے اتارا ہے تم پر قرآن مجید کو وقتاً فوقتاً۔ اس کی وجہ سورہ الفرقان میں کفار کے سوال لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ۔ آیت ۳۲ میں یوں فرمایا ہے۔ کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ یعنے ضرورت پیش آمدہ کے وقت خدا وند تعالےٰ کی ہمکلامی سے آپکے دل کو تسکین ملتی رہی۔ اس کے علاوہ اور بھی کوئی وجوہ وقتاً فوقتاً ٹھیر ٹھیر کر نازل فرمانے کے قرآن شریف میں مختلف مقام میں بیان فرماتے ہیں۔

توریت میں پہلے سے یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ وہ کتاب آہستہ آہستہ نازل ہوگی دیکھو یسعیاہ ۲۸

آیت ۲۷۔ یحبون العاجلۃ۔ عاجلہ اس ورلی زندگی دنیا کو فرمایا جس کا آرام دم نقد موجود نظر آتا ہے۔

آیت ۲۸۔ شددنا اسرھم۔ ہمنے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے۔

آیت ۳۰۔ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ۔ ... تمہارا ایسا ... چاہئے

اوّل ما یحاسب بہ العبد من اعمالہ الصلوٰۃ

روزِ محشر کہ جاں گداز بود ✦ اولیں پرسش نماز بود

نماز کے محافظ کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین و دنیا کے مشکلات میں اللہ تعالیٰ اس کا ساتھی و نصیر ہوگا۔ کما قال تعالیٰ

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ الآیۃ

آیت ۳۳۔ ذھب الی اھلہ یتمطّٰی۔ یتمطّٰی مَطّ سے مشتق ہے مَطّ کے معنے اکڑبازی کے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ اذا مشت امتی المطیطا۔ موٹا ہوجانا اردو زبان میں غالباً مَطّ ہی سے بنایا گیا ہے اکڑباز انسان کو کہتے بھی ہیں کہ بہت مُٹیا گیا ہے ✦

آیت ۳۴ و ۳۵۔ اولیٰ بمعنے وَیل اور واویلا کے ہیں سورہ محمد رکوع ۳ میں ہے۔ فاولیٰ لھم۔ چار مرتبہ اولیٰ اس لئے فرمایا کہ ترکِ تصدیق و ترک صلوٰۃ کے دو عذاب قبر میں اور انہیں دو قسم کے دو عذاب یوم القیامہ ✦

آیت ۴۰۔ الیس ذالک بقادرٍ الآیۃ۔ حدیث شریف میں اس آیۃ کے ختم پر ایک روایت میں سبحانک اللھم بلیٰ۔ اور دوسری روایت بلیٰ انہ علیٰ کل شیءٍ قدیر جواباً فرمایا ہے ✦

پارہ ۲۹۔ سورہ الدھر رکوع ۱

آیت ۱۔ ہر ایک انسان کا اپنی عمر کے پیچھے قطعاً مذکور نہیں ہوا یا انسان کا ذکر تو اس وقت ہوا جب وہ ہمارے سامنے آیا اس میں کسی سائنس کے ثبوت کی ضرورت نہیں۔

آیت ۲۔ من نطفۃٍ امشاجٍ نبتلیہ۔ من نطفۃ تھوڑی سی چیز سے۔ نبتلیہ بڑھاتے ہیں اس کو نطفہ سے علقہ پھر مضغہ پھر خلقِ آخر پھر طرح طرح کے انعامات کرتے ہیں۔ مشیج کے لغوی معنے خلط کے ہیں۔ غذاؤں کا خلط۔ مرد اور عورت کی منی کا خلط ✦

آیت ۳۔ امّا شاکرًا وامّا کفورًا۔ کسی شخص کے انعامات کو یاد کرتے ہیں تو اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ بڑی گھبراہٹ کے موقعہ پر ایک دعا اس طرح سے پڑھی ہے :-

دعا

"اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر۔ اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے کوئی [illegible]

سلاسل۔ جو لوگ سچے دل سے خدا کیطرف توجہ ہو کر اس کی تلاش نہیں کرتے۔ ان پر خدا کی طرف سے ایک ایسی بلا پڑتی ہے کہ وہ دنیا کے دھندوں میں گرفتار ہو کر پابہ زنجیر ہو جاتے ہیں۔ اور سفلی کاموں میں ایسے سرنگون ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا ان کی گردن میں ایک طوق ہے جو ان کو علوی زندگی کی طرف سر اُٹھانے ہی نہیں دیتا۔ اور ان کے دلوں پر حرص و ہوا کی ایک سوزش لگی ہوئی ہوتی ہے کہ مال ملجائے۔ جائیداد حاصل ہو جائے۔ دنیوی عزت و رتبہ مل جائے۔ قیامت کے دن یہی امور ان کے لئے طوق و زنجیر کی شکل میں متمثل ہو جائیں گے ✦

آیت ۵ و ۶۔ ان الابرار یشربون من کاسٍ کان مزاجھا کافورا۔ ابرار کی دو حالتیں دنیا اور آخرۃ کی اس آیۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے بتلائی ہیں۔ دنیا کی یہ کہ ابرار کے دلوں پر حرص و ہوا کی سوزش سرد ہو جاتی ہے۔ دنیا کی طرف سے خنک چشم و خنک دل رہتے ہیں یہ سوزش ان کے دلوں پر نہیں رہتی کہ ہائے فلاں چیز ہمیں میسر نہیں۔ ہائے فلاں چیز ہمارے پاس نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

از طمع جستیم ہر چیزے کہ آں بیکار بود ✦ خود فزوں کردیم ورنہ اندکے آزار بود

اس طمع و حرص کی آگ کو قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے :-

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ○ انھا علیھم مؤصدۃ ○ فی عمدٍ ممدّدۃ ○

حرص و طمع کی ایک آگ ہے جو دلوں پر جھپٹے مار رہی ہے۔ جس نے ان کو حق کی شنوائی سے ڈھانک لیا ہے۔ عمودِ ممدّدہ کی طرح لمبی لمبی امیدوں میں مخبوط الحواس ہیں۔ اس قسم کی آگ سے فرمایا کہ ابرار خنک چشم و خنک دل رہتے ہیں۔ یہی ان کا کافوری پیالہ ہے۔ جیسی حالت دنیا سے یہ لوگ ساتھ لے جاوینگے۔ جزاءً وفاقاً کے طور پر ویسی ہی نعمت ان کو آخرت میں خداوند کریم عطا فرماوے گا ✦

آیت ۷۔ عینًا یشرب بھا عباد اللہ یفجّرونھا تفجیرا۔ دنیا میں ان ابرار کی یہ سیرت رہی کہ جس رشد و ہدایت کو کافوری ٹھنڈک کی طرح انہوں نے آپ حاصل کیا تھا اس کی نہریں اور چشمے دور دراز ملکوں میں تبلیغی رنگ میں چیر چیر کر لے گئے۔ چین میں لے گئے۔ افریقہ میں لے گئے۔ روم شام اور ملک ہندوستان تک پہنچایا۔ اسی طرح آخرت میں جزاءً وفاقاً کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ہر قسم کی نعمتوں سے سیراب کیا۔ ہماری جماعت کی انجمنوں کو چاہیئے کہ یفجّرونھا تفجیرا پر پوری توجہ اور جانفشانی سے مگر ٹھنڈے دل سے کوشش کریں ✦

آیت ۸۔ مسکینًا ویتیمًا واسیرا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قیدی کو اصحاب میں سے کسی کے سپرد کرتے تو آقا کو حکماً فرماتے "احسن الیہ" اس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ غریمک اسیرک فاحسن الی اسیرک۔ تیرا مقروض تیرا قیدی ہے۔ اس کے ساتھ نیک سلوک کر ✦

...دوسری جگہ قرآن شریف میں یہی لفظ اس ترتیب سے آیا ہے۔ یسئلونک عن الجبال

...ینسفہا ربی نسفا الآیۃ

آیت ۱۱۔ واذا الرسل اقتت۔ جب رسول وقت مقررہ پر جمع کئے جائیں گے

...کے روز وقت مقررہ پر اپنی اپنی امتوں کا حال بتانے کے لئے رسول اکٹھے

کئے جائیں گے۔ مگر دنیا میں بھی تحقیق اللغۃ سب کے نزدیک بہت سے معنے ہیں

...کے لیڈروں کو اپنے اپنے بیان کے لئے وقت دیا جاتا ہے یہی بھی وقت

...

یوں بھی دیکھا گیا ہے کہ شام کے اندھیرے کے قریب اکثر مویشی وغیرہ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ چراگاہوں سے دوڑتے ہوئے مکانوں کی طرف آتے ہیں۔ ایسے وقت میں بچوں کا درمیان آپڑنا ضرر اٹھانے کا باعث ہوتا ہے والدین یا سرپرستوں کو ہدایت فرمائی کہ ایسے وقت میں بچوں کو اپنی طرف کھینچ لو۔ باہر نہ نکلنے دو۔ غرض کہ کفاتا کے معنے سمیٹنے اور سمیٹنے کے ہیں۔ خواہ مردہ ہوں یا زندہ تر ہوں یا خشک۔ نباتات۔ جمادات۔ حیوانات سب کو زمین اپنی قوت جاذبہ اور قوت

...

کر نہ چاہو تم وہ بات جو اللہ تعالےٰ نہ چاہے مگر حال تمہارا یہ ہے کہ وہ چاہتے ہو۔ جو اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا۔

پارہ ۲۹۔ تبارک الذی

سورۃ المرسلات رکوع اوّل

آیت ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ ۔ والمرسلات عرفاً۔ فالعاصفات عصفاً والناشرات نشراً ۔ فالفارقات فرقاً ۔ فالملقیات ذکراً ۔

مرسلات عرفاً ۔ وہ معمولی رفتار سے چلنے والی ہوائیں جو ہلکی ہوتی ہیں اور نرمی سے چلتی ہیں اور حیوانات و نباتات کے لئے ممد حیات ہیں۔

عاصفات ونشرات وہ تیز ہوائیں جو بادلوں کو چاروں طرف پھیلاتی ہیں اور جن سے دنیا میں بڑے بڑے انقلاب پیدا ہوتے ہیں۔

فارقات ۔ وہ ہوائیں جو بادلوں کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہیں ۔ جو اس دنیا میں تفریق و انفصال کا کام کر رہی ہیں۔

ملقیات ۔ وہ ہوائیں جو ملہمین اور واعظین کے نصائح کانوں تک اور دلوں تک پہنچاتی ہیں۔

قدرت کا یہ کرشمہ اور نظارہ بتاتا ہے کہ انسان کے خلق کی کوئی علت غائی ہے اس نظام ظاہری کو پیش کر کے بتایا ہے کہ جس طرح پر نظام ظاہری کے لئے موثرات خارجی ہیں اسی طرح نظام روحانی کے لئے بھی موثرات باطنی ہیں۔ ہوا کے مختلف ایتھروں کی قسم میں ہوا کے مختلف شعبوں کی طرف توجہ دلا کر اس نظارہ سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیندہ آنے والی کامیابیوں اور واقعات کے دکھلانے کے علاوہ حشر اجساد پر اس کو بطور دلیل پیش کیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا۔

آیت ۷ ۔ انما توعدون لواقع ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جو وعدے تم کو دئے گئے ہیں خواہ وہ اس دنیا کے متعلق ہوں یا آخرت کے متعلق وہ پورے ہو کر رہیں گے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہوائیں اور ذرات عالم خود ہی مدبر و مختار علیم و قادر نہیں ہیں جو کہ ضروریات عالم کو سمجھ کر موقعہ اور محل شناسی کے بعد انتظام کریں بلکہ ان تمام واقعات ظاہری کے تحت میں **مدبرات** اور **مقسمات** ہیں جن کو بلفظ دیگر ملائکہ کہتے ہیں اور انھیں کو ظاہری افعال کے لحاظ سے مرسلات عاصفات ۔ ناشرات ۔ فارقات اور ملقیات کہا گیا ہے اور یہ الفاظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہیں ۔ جو ہزارہا بیرونی و اندرونی ۔ آفاقی و انفسی ۔ روحانی و جسمانی امور پر دلالت کر سکتے ہیں ۔ اور اس طرح پر وجود قیامت پر ہزاروں [illegible] مثال کے طور پر مرسلات عرفاً میں بادلوں کا آنا [illegible]

[illegible]

ہیں ۔ اسی طرح پر باقی چار کو بھی قیاس کر لو ۔ جسقدر واقعات ظاہری یا باطنی ظاہر ہوتے ہیں وہ انھیں پنج اقسام میں محصور ہیں اور یہ سب کے سب بالاجماع دلالت کرتے ہیں کہ انما توعدون۔

ہواؤں کو دیکھو عام حالت میں کیسی صاف وصحت بخش اور جانفزا ہوتی ہیں ۔ مگر دوسرے وقت میں بھی ہوائیں تند اور تیز ہو کر دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیتی ہیں اور ایک عجیب امتیاز کے ساتھ بعض کو حوادث سے بچاتی اور بعض کو تباہ کرتی ہیں اور ایسے حوادث اتمام حجت کا باعث ہو جاتے ہیں۔

الغرض یہ نظام ظاہری کی تقسیم خمسہ ہزاروں دلائل کا لشکر ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو وعدے دئے ہیں ۔ وہ پورے ہو کر رہیں گے ۔ جس طرح ہوا صحت بخش اور جان افزا ہے اسی طرح امر رسالت بھی جان فزا تو ہے ۔ مگر اس کی قدر نہ کیگئی ۔ تو بالآخر اس میں ہوا کی طرح اشتداد پیدا ہوگا ۔ یہ رسالت دنیا میں منتشر ہو جاوے گی اور اس کے ذریعے کاذبوں ، اور صادقوں میں امتیاز ہوگا اور منکروں پر اتمام حجت اور باعث عذاب ہو گا یہی ہوا ہے جس نے قوم عاد کو ہلاک کیا تھا ۔ ؎

لطف حق با تو مواسا ہا کند ٭ چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

آیت ۸ ۔ اذا النجوم طمست ۔ جب چھوٹے چھوٹے ستارے ماند پڑ جاوینگے یا ان کا نور مٹ جاوے گا ۔ نجم عربی میں چھوٹے ستاروں اور چھوٹے چھوٹے بوٹوں کو کہتے ہیں جیسے فرمایا۔ والنجم والشجر یسجدان ۔ اور بڑے ستاروں کو کواکب کہتے ہیں ۔ چونکہ قرآن شریف کے لئے ظہر اور بطن ہے اسلئے علامات قیامت سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ ایسے علماء جو نجوم کی طرح ہیں ان کی نور فراست جاتی رہیگی دوسری جگہ فرمایا ۔

واذا النجوم انکدرت ۔ علماء کا نورانی چشمہ مکدر ہو جائے گا ۔ بیچارے کیا کریں تفسیروں پر تفسیریں لکھی گئی ہیں اور حاشیوں پر حاشیے چڑھائے گئے یہ تو حال علماء کا ہوا جو راہ یابی کے لئے بطور نجم کے نشان دہ تھے ۔ باقی رہے حقانی علماء ان کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے ۔ کہ یقبض العلم بقبض العلماء ۔ یعنے حقانی علماء کے مرنے سے علم دنیا سے جاتا رہے گا ۔ قرآن شریف میں بھی اذا الکواکب انتثرت یعنی بڑے ستارے جھڑ پڑیں گے کہہ کر علماء ربانی کی وفات اور قبض علم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آیت ۹ ۔ اذا السماء فرجت ۔ جب آسمان شگافتہ ہو جاوے گا ۔ اور دوسری جگہ قرآن شریف میں اذا السماء انشقت ۔ فرمایا ہے ۔ آسمان کا شگافتہ ہونا یا پھٹ پڑنا سماوی بلیات وکثرت حوادث سے مراد ہے ۔ جیسا کہ شدت مصائب کے وقت کہتے ہیں کہ آسمان ٹوٹ پڑا ۔ تباہ کن بارشوں کے وقت بھی یوں ہی کہتے ہیں ۔ کہ آسمان ٹوٹ پڑا یا پھٹ پڑا ۔

آیت ۱۰ ۔ واذا الجبال نسفت ۔ جس وقت پہاڑ اڑا دئے جاویں ۔ یعنے بڑی بڑی [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

پارہ تیسواں - سورۃ النبا

بقیہ رکوع اول

براہین احمدیہ کے اعتراض کا تتمہ احقیہ یہ تھا۔ اہل اسلام کے نزدیک پہاڑ بمنزلہ میخوں کے زمین پر ٹھونسے گئے یہ "خام خیالی ہے" +

الجواب - خام خیالی کا دعوے کرنا اور ثبوت نہ دینا یہ بھی معترض کی خام خیالی ہے۔ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ (پ ۲۱ لقمان) اور آیہ کریمہ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا (پ ۳۰ عم) ایک نہایت ہی فلسفی ہے۔ اور اس کی فلسفی پر جدید علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں۔ اور انہی مشاہدات سے بھی ہم گذشتہ دیرینہ حوادثات کا علم حاصل کرسکتے ہیں۔ طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے بھی طرح ثابت ہوسکتا ہے کہ اس زمین کا ثبات وقرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموٰت والارض نے تکوین جبال اور خلق کوہسار سے ہی فرمایا ہے۔ اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم وقدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی ہے۔ چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتدا میں ایک آتشین گیس تھا جس کی بالائی سطح پر دھواں اور دخان تھا۔ اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ (پ ۲۴ فصلت) پھر وہ آتشین مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہوکر ایک سیال چیز بنگیا۔ جس کی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (پ ۱۲ ہود) پھر وہ سیال مادہ زیادہ سرد ہوکر اوپر سے سخت اور منجمد ہوتا گیا۔ اب بھی جس قدر اس کے عمق کو غور سے دیکھتے جاویں۔ اس کا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا گرم ہے۔ کوئلوں اور کانوں کے کھودنے والوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ چھتیس میل عمق سے نیچے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے جس کی گرمی تصور سے بالا ہے (اسلام نے بھی دوزخ کو نیچے بتایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تھی اس وقت زمین کے اس آتشین سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا۔ اور اس لئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تھی اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندرونی موجوں سے بڑے بڑے مواد نکلتے جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہوگئے۔ آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہوگئی اور اس کے ثبات وثقل نے اس آتشی سمندر کی موجوں کو دبا لیا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہوگئی۔ اسی واسطے [illegible]

بعد فرمایا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۔ القی کا لفظ جو آیۃ القیٰ فی الارض میں آیا ہے۔ اس کے معنے ہیں بنایا۔ کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے القیٰ کے جَعَلَ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے صاف معنے ہیں بنایا۔ اور ان امور کی کیفیت آیۃ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی وَبَارَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا (پ ۲۴ فصلت) اور اس پر ہر قسم کے کھانے کی چیزیں پیدا کیں۔ ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں۔ آپ سے میری مراد وہ سعادت مند ہیں جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھائیں۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے۔ اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا سوال بھی حل ہو جاوے اور قرآن کریم کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر +

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (پ ۲۰ عنکبوت)	اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمے ہوئے ہیں۔ اور وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری قابل دید ہے جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے +

غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے +

آیت ۹ - وجعلنا نومکم سباتًا - نوم بھی قیامت کے ثبوت کیلئے ایک عجیب واقعہ روزمرہ کا ہے **سبات** کے کئی معنی ہیں۔ سبات نیند اور راحت۔ سبات قطعًا لاعمالکم۔ سبات نند اور کھولنے کو بھی کہتے ہیں سَبَتَتِ الْمَرْءَةُ شَعرَهَا - نیند بھی ایک قسم کی موت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پھر اس مردے کو زندہ کرتا ہے۔ یہ موت ناقص ہے۔ موت کامل کے بعد بھی انسان اسی طرح پھر اٹھایا جائے گا۔ یہاں اس کا ایک نمونہ دکھایا گیا ہے +

آیت ۱۰ - جعلنا اللیل لباسًا - راتوں کے سبات اور آرام پانے کی وجہ سے تھکے ہوئے چہروں پر دوسری صبح جو تروتازگی اور رونق آجاتی ہے یہ بھی ایک قسم کا لباس ہے۔ حقیقت میں رات بندوں کے لئے بڑی پردہ پوش چیز ہے۔ کوئی شاعر کہتا ہے ؎

اللیلُ للعاشقین سترًا + یالیت اوقاتہا تدوم

آیت ۱۴ - وانزلنا من المعصرات ماءً ثجاجًا - معصرات ان بادلوں کو کہتے ہیں جن میں سپنج کی طرح پانی بھرا ہوا ہو جو ٹپکنے کے قریب ہو (معصر لغت میں اس [illegible] کہتے ہیں جو قریب البلوغ ہو) ثجّ لازمی اور متعدی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے لازمی جیسے ثجّ الماء [illegible]

رکوع نہیں صرف (نیل ڈون) گھٹنے ٹیکنا ہے وبس۔

آیت ۵۰ ۔ فبایّ حدیثٍ بعدہٗ یؤمنون - اس کے یہ معنے نہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیثوں کو بھی نہ مانو۔ واذا اسرّ النبیّ الٰی بعض ازواجہٖ حدیثاً ۲۸/۱۹ میں بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہی کا ذکر ہے وہاں بھی ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ۲۸/۱۹ آیا ہے۔ ایسے اعتقاد سے توبہ کرنا لازم ہے۔

پارہ ۳۰ عمّ

سُورۃ النّباء رکوع ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۲ ۔ النّبا العظیم ۔ نبأِ عظیم قیامہ کے وقوع کا دن ہے جیس اون کو اختلاف تھا۔ نبأِ عظیم الشان بات۔ پھر اس کے ساتھ عظیم کے لفظ کو اہمیت کے اظہار کے لئے اور بھی بڑھا دیا۔ ہو سکتا ہے کہ نبأِ عظیم سے مراد قرآن مجید اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا دعوے بھی مُراد ہو۔

آیت ۴ ۔ کلّا سیعلمون۔ کلّا زجر اور توبیخ کا کلمہ ہے بیان ماقبل کے ردّ کے لئے آتا ہے۔ سوف نہیں فرمایا "س" جو شتابی اور بیدر نگی پر دلالت کرتا ہے تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ قیامت کبریٰ کے ثبوت کے لئے اس سے پیشتر ایک اور قیامت خیز واقع فتح مکّہ وغیرہ کا بھی ہوگا۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا۔ ولنذیقنّھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر ۲۱/۱۵

یہ سورہ شریف مکّی ہے ایسے وقت کی نازل شدہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تنہا تھے۔ اس وقت یہ عظیم الشان پیشگوئیاں دنیا کو سنائی گئیں۔ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کی صداقت اور قیامت کے ثبوت کے واسطے بیّن دلائل ہوئیں۔ اس زمانہ کے مادہ پرست لوگ غور کریں۔ کہ کیا کوئی انسان اپنی تدبیر اور فکر سے ایسی تحدی کے ساتھ اتنا بڑا دعوے خلقت کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ کیا ایسی شاندار بات کوئی شخص صرف اٹکل بازی سے کہہ سکتا ہے۔

قیامت کے منکرین کے واسطے یہ دلائل نہایت ہی فائدہ بخش ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی غور کرے۔

آیت ۶ ۔ الم نجعل الارض مھٰداً۔ جَعَل پہلے پہل پیدا کیا۔ مہاد بمعنی مہود۔ اسم مصدر۔ اسم مفعول کے معنے میں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ جعل لکم الارض فراشاً۔ معلوم ہوا کہ مہاد ہونا بھی زمین کی ایک صفت ہے۔ اور فراش ہونا بھی ایک صفت ہے۔ چوں کہ قیامت کے وقوع میں استبعاد عقلی ظاہر کیا گیا تھا اس لئے اپنی قدرت کاملہ۔ سطوۃ اور جبروت کے چند ایک نظارہ قدرت کو پیش کیا مثلاً جبال۔ خلق ازواج۔ نوم وسبات۔ سبع شداد۔ سراج وہاج وغیرہ کئی ایک عظیم الشان مشہود قدرتوں کو پیش کیا تاکہ عجز کا وہم دُور ہو۔

[illegible] کو کہتے ہیں زمین بھی ایک گہوارے کی طرح ہے سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔ انسان کا یہ گہوارہ ہے۔ مٹی سے وہ پیدا ہوتا ہے مٹی میں مل جاتا ہے پھر مٹی سے اٹھایا جاوے گا۔ اس زمین پر جزا و سزا اعمال کا ایک نقشہ اپنے سامنے دیکھتا ہے۔

آیت ۷ ۔ والجبال اوتاداً۔ اوتاد وتد کی جمع۔ وتد بمعنے کھونٹی جس سے اس جگہ مضبوطی جبال کا اظہار بھی مقصود ہے۔

پہاڑ ثقل ارض کو ایک اندازہ پر رکھنے والے ہیں۔ آج کل کے سائنس دانوں نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوتے تو وہ جنبش کرتی رہتی۔ اس میں زمین کی پیدائش اور بناوٹ کی طرف اشارہ ہے اور اُن فوائد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو پہاڑوں سے اہل زمین کو حاصل ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ رکھے ہیں زمین میں پہاڑ تاکہ وہ تمہیں کھا نہ دیویں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے نورالدین میں اس کی فلسفی یوں بیان کی ہے۔ جو ایک معترض کے جواب میں آپ نے لکھی ہے۔

سوال ۔ زمین پر پہاڑ اس لئے رکھے کہ وہ آدمیوں کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔

الجواب۔ قرآن کریم میں اس مضمون کی کوئی آیت نہیں۔ البتہ یہ آیت ہے۔ والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم وانہاراً وسبلاً لعلکم تھتدون (پ۱۴ نحل) اس آیت میں انْ تمید بکم کا لفظ ہے جس کے معنے تمہیں بتاتے ہیں۔ اور دوسری آیت اسی مضمون کی یہ ہے۔ وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم وجعلنا فیھا فجاجاً سبلاً لعلّھم یھتدون۔ (پ۱۷ انبیاء) ان دونوں آیتوں میں تمید کا لفظ ہے۔ جو جہالت کے سبب سے دشمنان اسلام کی سمجھ میں نہیں آیا۔ سنو لغت عرب میں ہے:۔ مادنی۔ یمید نی۔ اطعمنی (مفردات القرآن للراغب) اور مَید کے معنے ہلنا۔ دیکھو مادہم میداً ومیداً اذا عرت (ناموس اللغۃ) مادھم اعطاہم وداد (قاموس) والمائدۃ الدائرۃ من الارض قاموس ان معنوں کے لحاظ سے جو مادنی یمیدنی کے کئے گئے ہیں۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ رکھے زمین میں پہاڑ اس لئے ہیں کہ کھانا دیں تمہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ پہاڑ کو اللہ تعالے نے اس لئے بنایا ہے کہ ان میں سے برفیں پگھلیں۔ چشمے جاری ہوں ندیاں نکلیں۔ پھر ان کے بیل پر اس سطح سے جس میں ریگ ہوتی ہے۔ پانی مصفا ہوکر کنوئیں میں آتا ہے۔ پھر اس سے کھیت سرسبز ہوتے ہیں یہ بھی ایک علاوہ اس رحمت کے سلسلے کے ہے جو باران رحمت الٰہیہ سے ہے۔ جس کا ذکر اس کلمہ طیّبہ میں ہے۔ وانزل من السّماء ماءً فاخرج بہٖ من الثمرات رزقاً لکم (پ۱ بقرہ) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوتے۔ کہ ہمنے زمین پر پہاڑ رکھے۔ کہ چکر کھاتے ہیں۔ ساتھ تمہارے یہ الٰہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے ایک بڑے مستحکم مضبوط پہاڑوں کو بھی زمین کے ساتھ چکر دے رکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اب کوئی انصاف کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے۔ ہمنے تصدیق براہین احمدیہ کی جلد دوم میں اس مضمون پر بسط سے کلام کیا تھا۔ [illegible] [illegible] ہے یہاں مختصراً کچھ نقل کرتے ہیں [illegible]

[...]نا ہو جائے۔ دوم ۔ پورے نشاط اور خوشی سے اپنے کام کو کرے۔ سوم۔
[...]س کام میں اس طرح مشق کرے جس طرح پیراک پانی میں تیرتا ہے اور اس کو
[...]رکاوٹ نہیں ہوتی۔ چہارم۔ اپنی جماعت اور ہم عمر لوگوں سے آگے بڑھنے
[...]کوشش کرے۔ پنجم۔ اپنے کام میں ایسا کمال حاصل کرے کہ خود اس میں موجد
[...]جائے۔ مثلاً طالب علم ہوتا ہے جیسے پہلی اسکو ہمہ گوش و ہمہ تن ہو کر اپنے کام
[...]مستغرق ہونا پڑتا ہے تب کچھ حروف شناسی یا سنبھالا کرتا ہے۔ پھر ابتدائی
[...]نشاط خاطر سے کام چل پڑتا ہے۔ پھر بعد چندے طالب علم یا پیشہ ور اپنے مضامین
[...]انی ومطالب کے پیراک ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے ہمعصروں اور پیشہ وروں سے
[...]بڑھ کر مسابقت و پیشقدمی کرنے لگتے ہیں۔ آخری درجہ کمال یہ ہوتا ہے کہ موجد
[...]یا مُدبّر و افسر اعلیٰ بنجاتے ہیں ✝

ملائکۃ اللہ کی خدمات بھی ان آیتوں سے مراد لی گئی ہے۔ مگر آیت اپنے
[...]م پر دلالت کرکے ملائکۃ اللہ کے ہمرنگ و ہم سبق ہونے کی انسانوں کو بھی تعلیم
[...]دیتی ہیں اور ساتھ ہی جزا و سزا کے مسئلہ کو جو مقصود بالذات ہے ثابت کر
[...]رہا ہیں۔ نتائج اعمال حق ہیں۔ کوششوں کے پھل ضرور ملینگے ✝

الدنیا مزرعۃ الاخرۃ - دنیا ایک زراعت کا وقت ہے۔ اس زراعت کے
[...]ٹنے کا جو وقت ہے اس کا نام یوم آخرۃ و یوم القیامت ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جَو ز جو

[...]تعالےٰ نے قسم کے ساتھ بیان فرمایا ہے ۔ گویا کہ ان واقعات کو جزا و سزا
[...]کے لئے گواہ ٹھیرایا ہے۔ اور اس آنے والے دن کے اشراطِ عظام ۔ مبادی
[...]مقدمات یوں بیان فرماتے ہیں:-

آیت ۶ و ۷ - یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ - زلزلے
[...]آتے رہیں گے۔ ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے ✝ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
[...]اشراطِ عظام قبل قیام ساعۃ جب شروع ہو جاوینگے تو ایسے لگاتار ظہور ہونگے
[...]جیسے تسبیح کا تاگہ ٹوٹ جانے سے منکے تسبیح کے متتابع یکے بعد دیگرے گرنے لگتے
[...]ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اوّل الآیاتِ خروجاً طلوع الشمس من مغربھا
[...]والدابۃ ایتھما خرجت فالاخریٰ علےٰ اثرھا۔ سب سے پہلی نشانی جو
[...]ظاہر ہوگی وہ یا تو طلوعِ شمس من مغربھا ہوگی دیا خروج دابہ کی ہوگی۔ جونسی ان
[...]میں سے پہلے ظاہر ہوگی۔ دوسری بھی اس کے نقش قدم کے ساتھ ہی شروع ہوگی
[...]حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تیرہ ۱۳ سو برس گزرنے کے بعد
[...]ان آیات کا جو تعبیر طلب ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح دور کی چیز اپنی
[...]کیفیت وکمیت میں بسبب بعد مکانی کے اپنی اصلی شکل سے کچھ مغائر معلوم ہوتی ہے
[...]اسی طرح سے پیغمبروں کے مکاشفات کا حال ہے کہ پیشگوئیوں میں جو مکاشفات
[...]تمثیلی طور پر بیان کی جاتی ہیں بسبب بعد مکانی کے کچھ نہ کچھ تعبیر واقع ہو جاتی ہے
[illegible]

آیت ۱۰ و ۱۱ - الحافرۃ - نشانِ قدم - حفر سُم کو کہتے ہیں - حفرہ گڑھے کے
معنے ہیں - مردودون فی الحافرۃ - کیا ہم اپنے نقش قدم پر لوٹ کر پچھلی
حالت جیسے زندہ انسان ہو جائینگے ؟ ✝

آیت ۱۴ - الساھرۃ - میدانِ حشر - میدان جنگ - میدان بدر بھی اس
کا مصداق تھا ✝

آیت ۱۸ - ھل لک الی ان تزکّٰی - بڑی ہی نرمی اور ملائمت سے
تبلیغ کو شروع کرنے کی تعلیم فرمائی ہے - دوسری جگہ قولا لہٗ قولا لیّنا فرمایا ہے $\frac{16}{11}$ ✝

آیت ۲۰ و ۲۱ - فاراہُ الایۃ الکبریٰ ۝ فکذب وعصیٰ -
آیۃ الکبریٰ عصٰے تھا جسکے تابع پہلی اراءت کے وقت ید بیضا بھی تھا - اس لئے
ایک ہی چیز کا ذکر فرمایا - ورنہ دوسری جگہ فرمایا ہے ولقد اریناہ ایٰتنا کلّھا
فکذّب وابیٰ $\frac{16}{12}$ ✝

آیت ۲۶ - انّ فی ذٰلک لعبرۃً لّمن یّخشیٰ - آیہ میں اس بات
کی طرف توجہ دلائی ہے کہ موسیٰ کے بیان میں مثیل موسےٰ علیھما الصلوٰۃ والسلام
کے لئے عبرت ہے - عبرت کہتے ہیں ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کی طرف پہنچے
لے جانے کو - معبر کشتی کو کہتے ہیں - اس لئے کہ وہ اس طرف سے اس طرف کو عبور
کرنے کا آلہ ہے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں کو موسیٰ علیہ السلام کی کامیابیوں
کے شیشہ میں دکھلا کر آخر میں انّ فی ذٰلک لعبرۃ لمن یخشیٰ - فرمایا - آیۃ
اپنے عموم کے رو سے ہر خاشع و متقی کے لئے عبرۃ ہے ؎

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

رکوع دوم

آیت ۱ - ءَ انتم اشد خلقا ام السماء - آسمان کی شدید پیدایش
کو اپنی سطوۃ و قدرۃ کے اظہار کے لئے بعث بعد الموت کو مستبعد سمجھنے والوں
کے سامنے پیش کیا ✝

آیت ۲ - رفع سمکھا - سمک بلندی ✝

آیت ۳ - واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا - رات اور دن کی
اضافت آسمان کی طرف اس وجہ سے کی کہ رات کے حدوث کا سبب غروب شمس
اور دن کے پیدا ہونے کا باعث طلوع شمس ہے اور اس کو طلوع و غروب حرکت
فلکی کی وجہ سے حاصل ہے اسی وجہ سے اُن دونوں کی اضافت آسمان کیطرف
ہے ✝

آیت ۴ - والارض بعد ذٰلک دحٰھا - سورہ فصلت میں زمین
کی پیدایش کے بعد ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن - فرمایا ہے
[illegible]

حدیث شریف میں ہے اَحَبُّ العمل الی اللہ - اَلعَجُّ وَالثَّجُّ - عَجّ کے معنے تلبیہ پکارنا - لبیک کہنا - اور ثَجّ کے معنے قربانیوں کا خون بہانا - غرضکہ مُعصرات سے ماءً ثجاجاً کا ہونا عبارت ہے - بارش موسلا دھار سے ✤

آیت ۱۷ - یوم الفصل - فرمایا یوم الفصل مقرر ہے - وہ یقیناً آنے والا ہے - مکہ معظمہ میں یہ نبوت سُنائی گئی - اور بدر یوم الفصل اور یوم الفرقان واقعات کے رو سے ثابت ہو کر قیامت و محشر کے واسطے ایک بیّن دلیل ہے ✤

آیت ۲۱ - اِنَّ جہنم کانت مرصاداً - مرصاد کے معنے کمین گاہ گھات - قید خانہ - جیل خانہ ✤

آیت ۲۲ - لِلطّاغین مآباً - سرکشوں کے لئے بازگشت کی جگہ - طاغین کے بالمقابل اگلی آیۃ میں متقین اور ان کی جزا کو بیان فرمایا ہے ✤

طاغی سرکشی کر کے حد سے نکل جانے والا ✤

متقی خداوند تعالےٰ کی حدبندیوں کے اندر رہنے والا ✤

صادق آن باشد کہ ایّامِ بلا ✤ مے گذارد با محبّت با وفا

احقاباً - اس سے ظاہر ہے کہ جہنم غیر منقطع نہیں جیسا جنت وہ ایک تادیب گاہ ہے - جہاں انسان کی روحانی بیماریوں کا علاج ہو کر اسے بہشتی زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے بہشت عطاءً غیر مجذوذ ہے ✤

رکوع دوم

آیت ۱ - اِنَّ للمتقین مفازاً - پاس ہونے والے - کامیاب اور بامراد ہونے والے متقین ہی ہیں ✤

آیت ۳ - کواعب اتراباً - کواعب جمع کاعبہ کی ہے کعبین پیر کے دونوں ٹخنوں کی ہڈی کو کہتے ہیں - کواعب سے مراد وہ نوخیز نوعمر عورتیں ہیں جن کے پستان ٹخنوں کی طرح اُبھرنے پر ہوں - (محاورہ ہے تکعبت الجاریۃ - و کعبت الجاریۃ)

اتراب - اس لفظ کا اصل ترب اور تراب سے ہے جس سے مطلب خاکساری اور انکساری ہے - طاغین کی سزا کے بالمقابل **اتراب** یعنے منکسر المزاج عورتوں سے جزاءً متقین خوب مناسبت رکھتی ہے ✤

اتراب کے لغت کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **عمل الترب** کے اُس بیان سے بھی خوب واضح ہوتی ہے جو ازالۃ الاوہام طبع اوّل صفحہ ۵ اور صفحہ ۳۱۲ میں مذکور ہے جہاں آپ نے **تسخیر بالنظر** کے عمل کو بیان فرمایا ہے - اس عمل میں معمول (جسکو انگریزی میں سبجکٹ کہتے ہیں) کا اپنے عامل کے لئے پورا منکسر المزاج مطیع و فرمان پذیر بننا ضروری ہے - حضرت صاحب کا ایک الہام بھی ان صفحوں میں درج ہے وہ یہ ہے **ھذا ھو الترب الذی لا یعلمون** - اتراب کے معنے ہمعمر اور ایک ساتھ مٹی میں کھیلنے والوں کے بھی بیان ہوتے ہیں - ... **یلعبون مذاھب شتی**

آیت ۴ - کاساً دھاقاً - کاس بھرے پیالے کو کہتے ہیں - جو پیالہ پینے کی چیز سے خالی ہو اُسے کاس نہیں کہیں گے - پیالہ اتنا بھرا ہو کہ چھلکنے لگے اُس پیالہ کو کاساً دھاقاً کہتے ہیں - ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اَسقنا وادھق لنا - یعنے پلاؤ ہم کو اور خوب بھر کر پلا - دِہاق کے معنے پے در پے کے بھی آتے ہیں ادھقت الحجارۃ اِدھاقاً - ہیں نے پے در پے پتھر چلائے ✤

آیت ۸ - یوم یقوم الروح والملئکۃ - الخ حسن اور قتادہ فرماتے ہیں کہ رُوح سے بنی آدم اور ارواح انکی مراد ہیں - لا یتکلّمون الّا من اذِن لہ الرحمٰن ہیں - عیسویت کے کفارہ کی تردید ہے - جنہیں رُوح کے لفظ کا اطلاق ہے وہ سب دست بستہ کھڑے ہیں کہ کلام کرنے کی مجال نہیں - کیا رُوح سے مراد صرف وہ اقنوم لیا جائے جس نے مسیح کو کہا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے کی ایسی مٹی پلید ہوتی ہے کہ اس بیچارہ کو بولنے تک کی جرأت نہیں - علاوہ اس کے رحمٰن کے معنے رحم بلا مبادلہ کرنے والا ہے صفتِ رحمانیت اور کفارہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے - (تفصیل کیواسطے دیکھو لیکچر کفارہ) رحمانی صفت میں تناسخ کا بھی ردّ ہے - جو رحم بلا مبادلہ کرتا ہے اس کو مختلف جونوں میں کتے بلا بنا کر اپنا گھر پورا کر لینے کی کیا ضرورت ؟ قرآن کریم میں

آیت ۱۰ - انا انذرناکم عذاباً قریباً - الخ - ابتداء سورہ میں سیعلمون دوبارہ کہکر قریب ہی آنے والے عذاب کی طرف توجہ دلایا تھا - خاتمہ سورہ بھی عذاب قریب کا ذکر فرمایا - جو یوم بدر اور فتح مکہ کے دن واقع ہوا اور یہ عذاب کی پیشگوئیاں دُنیا میں صادق ہو کر قیامت اور اُس کے عذاب کے لئے ثبوت ٹھہریں ✤

یہاں سورۃ النبا کے نوٹ ختم ہوئے

سورۃ النازعات

رکوع اوّل

آیت ۱ - والنازعات غرقاً - نازعات زور سے اور تکلّف سے کھینچنے والے ✤

آیت ۲ - والناشطات نشطاً - بلا تکلّف نشاطِ خاطر سے کھینچنے والے ✤

آیت ۳ - والسّابحات سبحاً - اپنے فن کے پیراک اور ماہر ✤

آیت ۴ - فالسّابقات سبقاً - اپنے ہمعصروں سے سبقت لیجانیوالے ✤

آیت ۵ - فالمدبرات امراً - افسرانِ محکمہ جات اور اپنے اپنے فنون کے موجد و مدبر ✤

مطلعِ سورۃ کی یہ پانچ آیتیں ہیں جو اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ دینی امور ہوں یا دنیوی - اُنکے انتہائے کمال پر پہنچنے کے لئے یہ پانچ مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں - اوّل - کام سے ہٹانے والی چیزوں سے الگ ہو کر انسان اپنے کام

[illegible] متوجہ کرنا چاہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ام مکتوم کا یہ فعل پسند نہ آیا۔ اور اس کے آثار آپ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے۔ اور کافروں کی طرف منہ پھیر کر اُن سے باتیں کرنے لگے۔ آپ کے اس فعل پر اللہ تعالےٰ نے عتاب کیا۔ صحیح روایت میں ہے۔ کہ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کی بڑی دلداری کی اور اپنی چادر بچھا کر اُسے بٹھایا۔ یہ **واقعہ آنحضرت** کی صداقت اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ اگرچہ یہ کلام نہ ہوتا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے فرستادہ اور سچے نبی نہ ہوتے۔ تو یہ اس میں درج نہ ہوتا۔ جو گویا عتاب کا رنگ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر خدا تعالےٰ کی کتاب اور وحی پر ایمان نہ رکھتے تو پھر اس کی تلافی نہ فرماتے۔ یہ ایک بار یک بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی رسالت پر خود ایمان لانا بھی ایک زبردست دلیل رسالت محمدیہ کے حق ہونے کی ہے۔ بہرحال یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید چونکہ اپنے اندر مستقل ہدایت رکھتا ہے۔ اس لئے ان آیات سے جو **سبق** ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے۔ **اول** یہ کہ دین میں اخلاص اور عمل نیک کا پیدا ہونا کسی رنگ ونسب پر موقوف نہیں ہے۔ اس لئے ایسے معاملات میں ایک مبلغ اور واعظ کو کبھی یہ حیثیت اختیار کرنی نہیں چاہیئے۔ کہ وہ طبقہ امرا کی وجہ سے ضعفاء اور غربا کو چھوڑ دے۔ اور اُن کی طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ ضعفاء اور غربا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اُن کی باتوں کی قدر کی جاوے اور انہیں محبت اور اخلاص سے دیکھا جاوے۔ ان کی بات کو ہرگز رد کرنے کی کوشش نہ کی جاوے وہ نہایت نازک دل رکھنے والی قوم ہے۔ اس وجہ سے ان سے بے پرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ دل کے حالات اللہ ہی علیم ہے وہی خوب جانتا ہے۔ کہ کون ہدایت پانے والا ہے اور کون نہیں۔ دوسری بات ان آیات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ بے پرواہی کریں۔ ان پر تبلیغ اور اتمام حجت کافی ہے۔ اُن کے پیچھے پڑنا ضروری نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ نبی کا کام کسی کو ہدایت یاب کر دینا نہیں ہے وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو کسی مامور سے زبانی ایسی مضحکہ خیز باتیں کرتے ہیں کہ آپ میری فطرت بدل دیں۔ اور یہ کر دیں۔ اور وہ کر دیں۔ یہ خدائی فعل ہے اور اسی کو سزاوار ہے +

ایک اور بھی لطیف معنے ہیں اور وہ یہ کہ تیوڑی چڑھانے کا اثر ایک نابینا پر کیا ہو سکتا تھا۔ پس مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار (جو [illegible] نہیں کرتے تھے) کی تیوڑی چڑھائی اور نابینا سے ملتفت ہوئے۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ صداقت اور حق کا جویاں خواہ کیسا ہی غریب اور محتاج کیوں نہ ہو۔ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جاوے۔ بمقابلہ ایک ریاکار اور خدا سے دولتمند اور سرکش متمول کے۔ اس سورہ میں وما یدریک کا خطاب [illegible] یعنی اے مخاطب تجھے کیا معلوم ہے کہ وہ کیسا پاک دل اور پاکباز [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو [illegible] مخاطب ہوئے یہ تیری خیالی تہذیب کے ماتحت قابل اعتراض ہے مگر اللہ تعالےٰ دلوں کو جانتا ہے اور اس کے نزدیک قابل قدر وہی ہیں۔ جو خدا سے ڈرتے اور تزکیہ نفس کرتے ہیں +

آیت ۱ - عبس وتولّٰی۔ عبس سے تلھّٰی تک دس آیتوں میں اس بات کو ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ اس کے حضور بہت احتیاط اور حذر چاہیئے۔ نزدیکان را بیش بود حیرانی۔ آنہا کہ قریب تراند خائف تراند کا مضمون ہے۔ عبس وتولّٰی۔ تیوڑی چڑھایا اور منہ پھیر لیا۔ چونکہ شانِ نزول ایک خاص واقعہ کا پتہ صحیح حدیثیں دے رہی ہیں اس لئے کفار کی طرف سے منہ پھیر لینا اور اُنکی طرف سے تیوڑی چڑھا کر ایک غریب کی طرف متوجہ ہونا یہ معنے بالعکس واقع کے ہیں اس لئے جمع بین الضدین صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ صحیح بات وہی ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نظم کلام الٰہی اس کا موید ہے +

آیت ۶ - فانت لہ تصدّٰی۔ تم اس کی طرف جھکے ہوئے ہو اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہو +

آیت ۱۰ - فانت عنہ تلھّٰی۔ تم اس کی طرف سے غافل ہو خیال کو ہٹائے ہوئے ہو +

آیت ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - فِی صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ ان چار آیتوں میں قرآن شریف کے کاتبوں۔ قاریوں۔ حافظوں۔ کی عظمت خود قرآن شریف کی عظمت اور اسلام کے لئے آیندہ زمانہ میں شان و شوکت کی پیشگوئی بڑی شدومد سے بیان ہوئی ہے گو ان سے مراد ملائکۃ اللہ بھی ہیں۔ سفرہ۔ سافر کی جمع ہے جس طرح کتبۃ کاتب کی جمع۔ اور سفرہ سے لکھنے والے مراد ہیں۔ سفر کے معنے کسی چیز کو واضح کر کے بیان کرنے کے ہیں جیسا کہ اسی سورۃ مسفرہ کے بیان میں آئے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے **الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررہ** - قرآن شریف کا ماہر سفرۃ الکرام البررہ کے ساتھ ہوگا قرآن شریف صرف یاد کر لینا اور بات ہے اور اس کا ماہر ہونا اور بات ہے لوگ اسلام کے تنزل کے طرح طرح کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کے ماہرین کے لئے ان آیات میں کیا کیا وعدے دیئے گئے ہیں وہ غور فرماویں اور پھر اس کے ساتھ میں آیۃ کریمہ **قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا** کو بھی پڑھ لیں [19/1]

بَرَرَة۔ بار کی جمع بمعنے نیک کردار کے ہیں۔ قرآن شریف کے مضامین معانی ومطالب کے موضحین کے لئے **سفرہ** اور **بررہ** کے لفظ میں بڑی خوشخبری ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ اور بندوں کے درمیان سفیر نیک کردار ہونگے دو سلطنتوں کے درمیان سفیر کا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ نیک کرداری سے [illegible] سلطنتوں کے [illegible] کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔ [illegible]

بلکہ نباتات کا نکالنا اور چشموں وغیرہ کا جاری کرنا بھی دحو میں شامل ہے اور یہ سب کچھ بعد پیدائش آسمان کے ہوا ہے یعنے جو چیزیں خدائے تعالےٰ نے زمین میں مخفی رکھی تھیں وہ آسمان کی پیدائش کے بعد ممکن قوۃ سے حیز فعل میں آئیں۔ یہی زمین کا دحو ہے۔ سورۃ فصلت کا ثم تاخیر کے لئے نہیں بلکہ ثمّ استوی الی السماء کے معنے فصلت سورۃ میں یہ ہیں کہ پس آسمانوں کے تسویہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جو پہلے سے تھیں۔ اس سورۃ نازعات میں بھی بناھا کہکر بناء آسمان یعنے تقدم بنائے آسمان کو قرار دیا ہے۔ سورہ فصلت میں ثم ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ وہاں صرف نعمتوں کا شمار مقصود ہے جیسا کہ تورات کی نسبت فرمایا۔ ثمّ آتینا موسی الکتاب ؁ اور یہاں اول بناء آسمان اور پھر دحوء ارض کا ذکر ہے +

آیت ۷۔ والجبال ارساھا۔ مضبوط بنایا ان کو +

آیت ۸۔ طامۃ الکبریٰ۔ طامہ بڑی گھمسان۔ گھوڑا چلنے اور دوڑنے میں اپنی ساری قوۃ خرچ کر دے تو اُس وقت طمّ الفرس طمیماً بولا کرتے ہیں +

آیت ۱۲۔ فاما من طغیٰ۔ طغیانی حد سے باہر ہو جانا۔ ندی نالوں کا پانی جب حد سے باہر نکل پڑتا ہے تو طغیانی کہلاتا ہے۔ جو بہت زیادہ پھیل جائے اور بڑی سرکشی کرے وہ **طاغوت** ہے +

آیت ۱۳۔ اثر الحیوۃ الدنیا۔ اثر۔ ایک چیز کو دوسری چیز سے زیادہ پسند کیا +

آیت ۱۴۔ نہی النفس عن الھوی۔ ہوا گری ہوئی نکمی خواہش +

آیت ۱۶۔ ایان مرسٰھا۔ مُرسا۔ انتہاء سیر اور اُس کا ٹھراؤ۔ کشتی جب چلکر ٹھیر جاتی ہے تو مُرسے السفینہ کہتے ہیں +

ایک سوال اور اس کا جواب

آریہ لوگ نادانی سے اعتراض کرتے ہیں (کیونکہ اُنہیں حقایق معاد سے بالکل ناآشنائی ہے) کہ انسان کے جزا دینے میں اس قدر دیر لگانا انصاف کے خلاف ہے۔ چاہیئے کہ فوراً سزا ہو۔ قیامت تک ہر شخص کو حوالات میں رکھنا اور پھر کسی کو کم کسی کو زیادہ دیر رکھنا سخت بے انصافی ہے +

اس اعتراض کے جواب میں اوّل تو یہ کہنا کافی ہے۔ کہ اسلام کی حقیقت سے اگر وہ واقف ہوتے تو ایسا لغو اعتراض نہ کرتے۔ یوم کا لفظ ہر آن پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور اعمال کی جزا و سزا اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب [illegible] فعل حیطہ فعل میں آتا ہے +

[illegible] میں یہ بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من مات فقد قام قیامتہ [illegible] اس کی قیامت قائم ہو گئی +

پھر ان [illegible]

نہایت ہی لغو ہو جاتا ہے +

یہ اعتراض تو آریوں پر ہوتا ہے۔ کہ کیوں اعمال کی جزا کو دوسرے جنم تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اور پھر ایسے دوسرے جنم میں جو **بھوگ جونی** کہلاتا ہے پہلے جنم کے اعمال و افعال کا کچھ بھی شعور نہیں ہوتا۔ اور نہ پہلا شخص قایم رہتا ہے۔ جو اُن کے مجوزہ اور مقررہ انصاف کے صریح خلاف ہے۔ پھر مہا پرلے کے وقت جو خلق فنا ہوتی ہے۔ اُن کی سزا و جزا کو اگلی دنیا تک جو آٹھ ارب کا زمانہ ہے ٹکائے رکھنا۔ کس اصول دیانت و انصاف پر مبنی ہے ؟ بھلا مخلوق کا کام ہے کہ خالق کو مشورہ دے +

غرض یہ سوال یا اعتراض بالکل فضول اور لغو ہے +

آیت ۱۷۔ فیم انت من ذکرٰھا۔ اے پیغمبر تم اس کا وقت بتانے کے کہاں بکھیڑے میں پڑے ہو!

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہمیشہ لوگ قیامت کے تعین وقت کا سوال کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت اور الی ربک منتھٰھا نازل ہوئی تو لوگ سوال سے باز آگئے +

سورہ عبس

رکوع اوّل

شان نزول اس سورۃ کی ابتدائی آیتوں کے شان نزول کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا ذکر میں ابھی کرونگا۔ اس سے پہلے اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ شان نزول سے ہمیشہ یہ مراد نہیں ہوتا کہ ان آیات کے نزول سے وہی امر مراد ہے جو شان نزول کے تحت میں بیان کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ وحی الہی کے نزول کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ ان میں سے اس واقعہ پر بھی وہ آیات چسپاں ہوتی ہیں ورنہ اگر کسی ایک واقعہ کو مخصوص کریں تو پھر قرآن مجید کی عظمت جو اس کے عام اور ابدی ہونے میں ہے کم ہو جاتی ہے +

غرض اس کی ابتدائی آیات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع قریش میں تبلیغ فرما رہے تھے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر بدل حریص تھے کہ یہ لوگ ہدایت پاجاویں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک موقعہ پر فرمایا ہے لعلّک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین یعنی کیا تو اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈال دے گا۔ اس خیال اور فکر سے کہ یہ مومن ہو جائیں" آپ کے دل میں از حد تڑپ تھی اس امر کی کہ یہ لوگ ہدایت پائیں۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی [illegible] دریافت کرنا چاہا۔ چونکہ وہ نابینا تھے انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضور کن لوگوں کو [illegible]

[یہ]اں اونٹنی کو کہتے ہیں جو عربوں کی نگاہ میں بہت عزیز ہے یہ لفظ ظاہر کرتا ہے کہ ان آیات کا تعلق قرب قیامت کے زمانہ سے ہے اور اسی دنیا میں یہ واقعات ہونے والے ہیں کیونکہ قیامت میں حمل کہاں ہوگا؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس زمانہ میں ایسی سواریاں اور بار برداری کے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ اونٹنیوں کی ضرورت نہیں رہیگی۔ ریل کی ایجاد نے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اس کے موافق حدیث صحیح میں آیا ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔

غرض اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ریل اور نئی نئی قسم کی سواریاں پیدا ہوں گی اور اب ظاہر ہے کہ یہ پیش گوئی کیسی صفائی سے پوری ہو گئی۔ یہاں تک کہ حجاز ریلوے نے اور بھی خوبی سے اس کو پورا کر دیا۔ اور اس کے یہ بھی معنے ہیں کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اونٹوں کی زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ بھی اس زمانہ میں پورا ہو گیا کیونکہ آجکل اونٹوں کی زکوٰۃ کسی ملک میں نہیں حالانکہ زیادہ آمدنی اسی سے تھی اور پھر ایک یہ بھی معنے ہیں کہ وہ زمین عرب کی جن پر عشر لیا جاتا تھا معطل پڑی رہے گی۔ غرض یہ پیش گوئی ہر رنگ میں پوری ہو گئی ہے۔

اور پھر فرمایا۔ واذا الوحوش حشرت۔ اور جس وقت وحشی آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جاویں گے اور یا جس وقت وحشی اکٹھے کئے جاوینگے دونوں صورتوں میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے۔ اوّل الذکر صورت میں یہ مطلب ہے کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کرینگی۔ اور ان میں انسانیت اور تہذیب آ جائے گی اور اراذل دنیوی مراتب اور عزت سے ممتاز ہو جاویں گے اور باعث دنیوی علوم و فنون پھیلنے کے شریفوں اور رذیلوں میں کوئی فرق نہ رہے گا بلکہ کلبہ دولت اور عنان حکومت ان کے ہاتھ میں ہوگی یا یہ کہو کہ آج وحشی سمجھے جاتے ہیں اس وقت جمعیت کا موجب سمجھے جائیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فتح قسطنطنیہ کے سات سال بعد دجال کا خروج ہوگا اس آیت کے وعدہ کے موافق ایسا ہی ہو گیا اور یہ مطلب بھی ایک واقعہ کے رنگ میں ہے کہ اس وقت چڑیا خانے وغیرہ قائم کئے جائیں گے ہر قسم کے جانوروں کو جمع کیا جاتے گا۔ چنانچہ یہ واقعات بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا۔ واذا البحار سجرت۔ یعنی جس وقت دریا چیرے جائیں گے یہ پیش گوئی بھی پوری ہو گئی دریاؤں کو چیر کر ان سے نہریں نکالی جا چکی ہیں اور نکالی جا رہی ہیں۔ پھر فرمایا واذا النفوس زوجت۔ یعنے باہم نفوس ملا دیئے جائیں گے یہ تعلقات اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں آمد و رفت کے [وسائ]ل اور اسباب تعلقات ایسے پیدا ہو جائیں گے کہ گویا کل دنیا ایک شہر [کا حکم ر]کھے گی اب دیکھ لو ریلوں۔ جہازوں اور ہوائی جہازوں کے علاوہ [illegible] ڈاکخانوں اور [illegible]

قاصلہ پر بیٹھ کر گفتگو ہو سکتی ہے۔

اور پھر ایک اور نشان اس زمانہ کا ہے کہ ناکردہ گناہ لڑکیوں کو مار دینے والوں سے مواخذہ ہوگا اور یہ جرم قابل سزا ہوگا اور پھر وہ زمانہ ایسا ہوگا۔ کہ واذا الصحف نشرت۔ ہر قسم کی کتابوں اور اخباروں کی اشاعت کا زمانہ ہوگا اس کے لئے پریس اور کاغذ اور مختلف قسم کی تحریروں کی ایجاد حیرت انگیز ہوگی آج اخبارات اور رسالجات اور دوسری کتب کی اشاعت کا اندازہ لگائیں تو حیرت ہوگی یہ قرآن مجید کا کتنا بڑا معجزہ ہے کہ ہر قسم کی ترقیاں جو آج اشاعت کتب و اخبارات کے متعلق ہیں اُن سب کی پیش گوئی کی اور وہ پوری ہو رہی ہے اور پھر ایک اور نشان بتایا کہ واذا السماء کشطت۔ وہ زمانہ کشف اسرار کا زمانہ ہوگا۔ آسمانی عُلوم حقّہ کا بھی نزول ہوگا اور علوم نجوم اور سائنس کے متعلق بھی بال کی کھال اُتاری جاوے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمانی اجرام اور علوم النجوم کے متعلق باریک در باریک اسرار اور غوامض معلوم کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ اور اس فن میں عجیب عجیب ترقیاں ہوں گی۔ آج جو لوگ سائنس کے کرشموں سے واقفیت رکھتے ہیں اور اسٹرالوجی کے متعلق تازہ ... تحقیقاتوں سے باخبر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ پیشگوئی نہایت عظمت و شان سے پُوری ہوئی ہے۔

المختصر جب یہ نشانات پُورے ہو جائینگے اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسا ابتلاء آئے گا کہ بہشت اور دوزخ قریب کئے جائینگے اور ہر شخص کو اپنے اعمال پر نظر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام آیات اور نشانات کو آخری زمانہ سے جو ہمارا زمانہ ہے وابستہ کر کے پھر کلام الٰہی کے نزول پر بحث کی اور اسکی ضرورت کو اجرام سماوی کے مشاہدہ کو بہ رنگ قسم پیش کر کے بتایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ فلا اقسم بالخنّس۔ یاد رہے کہ پانچ سیارہ یعنی زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ اور عطارد۔ ایسے ہیں جن کی عجیب حیرتناک چال ہے۔ یہ کبھی سیدھے چلتے ہیں اور اس لحاظ سے انہیں جوار کہتے ہیں جوار جمع ہے جاریہ کی۔ یعنے ایک انداز پر چلنے والے اور کبھی اُلٹے چلنے لگتے ہیں یعنی جدھر سے آئے تھے پھر لوٹ کر اُدھر ہی آجاتے ہیں اس لحاظ سے انہیں خنّس کہتے ہیں۔ خنّس جمع ہے خانس اور خانسہ کی۔ معنی پیچھے ہٹ آنے والی چیزیں۔ انہیں ستّاروں کی تین یہ چالیں ہیں۔ اُن کی چال ہمیشہ ایک طرح کی نہیں رہتی بلکہ پلٹتی رہتی ہے۔ جیسے کوئی متحیر آدمی سیدھا جاتا ہے پھر لوٹ آتا ہے اسی لئے اُن کو خمسہ متحیّرہ کہتے ہیں یا تو مشرق سے مغرب بترتیب بروج چل رہے تھے کہ حمل سے ثور اور ثور سے جوزا برج کو طے کر رہے تھے یا یکایک حرکت بند ہو گئی اور پھر اُلٹے مشرق سے مغرب کو چلنے لگے پہلی حالت کو استقامت۔ دوسری کو توقف اور تیسری کو رجعت کہتے ہیں۔ غرض ان ستّاروں کی اس طرح کی چالیں ان کے تغیرات صریحاً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اُن کا نظام ایک قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے [illegible]

کہ وعظ کے وقت سوچ لے کہ وہ اسوقت کس کام کے کرنے کے لئے کھڑا ہے ✠

شیعہ غور کریں اگرچہ ان تفسیری نوٹوں میں مسلمانوں کے فرقوں میں سے کسی ایک یا دوسرے کو خطاب نہیں کیا گیا تاہم کہیں کہیں بعض عام غلط فہمیوں کی تردید ضرور کی گئی ہے۔ ہمارے شیعہ بھائی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطاعن بیان کرنے میں بیباکی سے کام لیتے اور ان پر نادانی سے الزام لگاتے ہیں ان آیات پر غور کریں کہ خود خدا تعالےٰ نے ان کی تطہیر اور تکریم کی شہادت دیدی ہے کیونکہ فرمایا فی صحف مکرّمۃ ٥ مرفوعۃ مطھّرۃ ٥ بایدی سفرۃ ٥ کرام بررۃ ٥ یعنے ان کاتبوں کے ہاتھ سے ہیں۔ جو مکرم و مبرور ہیں۔ اللّٰہ اکبر صحابہ کی شان بلند کو یہ آیت کیسی صفائی سے ظاہر کرتی ہے ✠

آیت ۱۷ ۔ قتل الانسان ما اکفرہ۔ قتل صرف بددعا یا کوسنا نہیں ہے بلکہ ہر متکبر کفران نعمت کرنے والے کے لئے پیشگوئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تکبر میری چادر ہے۔ جو مجھ سے میری چادر چھینے گا میں اُسے ذلیل کروں گا یہی قُتِل ہے

آیت ۲۱ ۔ ثمّ اماتہ فاقبرہ۔ قبرہ ۔ قبر میں رکھا اس کو اور اقبرہ قبر میں رکھوایا اس کو۔

آیت ۲۷ ۔ فانبتنا فیھا حبًّا ۔ ہر قسم کے دانوں اور اناج کو کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنے پُر ہونے کے ہیں۔ جب تک دانا خام رہتا ہے اور مغز سے پوری طرح بھر نہیں جاتا۔ حبّ نہیں کہلاتا۔ محبت پورے کمال کے ساتھ سوائے ذات محبوب حقیقی کے کسی سے جائز نہیں۔ والّذین اٰمنوا اشدّ حبًّا للّٰہ۔ اس کے بالمقابل سورۃ یوسف میں فرمایا ہے۔ قد شغفھا حبًّا۔ حدیث شریف میں ہے۔ حُبّک للشیءِ یعمیک ویُصمّ محبت کسی چیز کی انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے حضرت صاحب کی ایک نظم جو سے پیشتر کی ہے جس کا مطلع شعر یہ ہے۔

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

اس آیت میں حبّ یعنے پُرمغز دانوں کا بیان ہے انسان کو بھی چاہیئے کہ اپنے آپ کو حبّ اور حبّ پُرمغز بنائے۔ ؎

پک کے گر جاتا ہے میوہ خاک پر۔
خام ہے جب تک ہے افلاک پر۔

آیت ۳۱ ۔ وفاکھۃً وابًّا۔ فواکہ میووں کو کہتے ہیں جو بعد طعام تبدیل ذائقہ کے لئے کھائے جاتے ہیں۔ ابًّا کے معنے خود رو گھانس کے بیان کئے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ابّ کے معنے پوچھے گئے ابّ کے معنے مولیشی کا چارہ تو صاف ہیں باقی رہی تعیین اس پر حضرت صدیق نے تعیین نفرمائی

آیت ۳۸ ۔ وجوہ یومئذٍ مسفرۃ ۔ کے معنے صاف اور روشن کے ہیں۔ اسفار سے مشتق ہے۔ صبح جب روشن ہو جاتی ہے تو اسفر الصبح کہتے ہیں۔

آیت ۴۰ و ۴۱ ۔ ووجوہ یومئذٍ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ ۔ جو گرد آسمان سے زمین کیطرف گرتی ہے اُسے غبرہ کہتے ہیں اور جو غبار سیاہ زمین سے آسمان کی طرف اُٹھتا ہے وہ قترہ ہے۔ رَھق کے معنے عجلت سے چھا جانے کے ہیں۔ رھق الجبل کہا کرتے ہیں معنے یہ ہوئے کہ آسمانی گرد و زمینی غبار دونوں ایک دوسرے پر چڑھ کر سیاہ رو ٹی۔

خسر الدنیا والاخرۃ ۔ کے ظہور پر ہوگی۔

آغاز سورۃ التکویر

پارہ ۳۰

سورۃ تکویر بھی مکی سورہ ہے۔ اس میں اولاً قیامت کے نشانات اور آخری زمانہ کی آیات کا ذکر کیا ہے۔ پھر قرآن مجید کے نزول پر شواہد قدرت کو پیش کیا ہے اور اس کی سچائی کے دلائل دئیے ہیں۔

قیامت کے ہولناک واقعات کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس میں جو بات بطریق قدر مشترک بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ قیامت میں ایسا ہی ہوگا۔ ہم ظاہری الفاظ کے موافق اس پر ایمان لاتے ہیں مگر ذوالمعارف قرآن مجید میں ان اُمور کے کچھ اور بھی حقائق ہیں۔ جن کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

سُورۃ تکویر کی ابتدائی آیات پیش گوئیاں ہیں اس سورۃ کی ابتدائی آیات میں آخری زمانہ کے متعلق جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے۔ عظیم الشان پیش گوئیاں ہیں۔ (۱) اذا الشمس کوّرت۔ یعنے جس وقت سورج کی نوری صف لپیٹی جائے گی۔ آفتاب نظام عالم میں ایک عظیم الشان طاقت ہے اور اگر وہ تاریک و تار ہو جاوے تو نظام عالم میں فساد عظیم برپا ہو جاوے۔ اسی طرح جب حقیقی شریعت کے لانے والا دنیا میں نہیں ہوتا تو سخت تاریکی پھیل جاتی ہے پس اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں سخت ظلمت معصیت اور فسق و فجور کی تاریکی دنیا میں پھیل جائے گی۔ (۲) واذا النجوم انکدرت اور علمائے ربانی کا نور اخلاص جاتا رہے گا یا یوں کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دور کا زمانہ آئے گا جب کہ اصحاب کا وجود بھی نہ ہوگا۔ حدیث میں صحابہ کو نجوم کہا گیا ہے ان کے زمانہ سے بھی بہت دور جا کر ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ پہاڑ اُڑا دیئے جاویں گے۔ یعنے فی الواقعہ پہاڑ کھود کر ہموار راستے بنا دیئے جاوینگے اور یا یہ کہ سلطنت ہائے عظیم میں جنگ شروع ہو کر بعض سلطنتیں کمزور اور تباہ ہو جائیں گی اور [illegible] ہو جائیں گی اور ان [illegible]

ادوں کے علم والے جانتے ہیں کہ اس قرآنی پیشگوئی کا ظہور اس زمانہ میں کیسا کچھ
ہا ہے اور آیندہ کس قدر اس علم کی ترقی کی اُمید ہے۔

آیت ۱۲ و ۱۳ - واذا الجحیم سعّرت - واذا الجنّة اُزلفت تسعیرًا
روشن کرنا - اُزلفت کے معنے اونیت نزدیک کئے جانے کے ہیں جیسا کہ
ایا - لیقرّبونا الی اللہ زُلفیٰ - فی زمانہ اسباب تنعم اور مصائب و شداید دونوں
بڑھ گئے ہیں۔

ابتداء سورۃ سے بارہ آیتوں میں کلام ذوالمعارف کئی کئی مضامین کو ساتھ
لئے ہوئے بڑی بلاغت سے بیان ہوا ہے قیامت کے احوال اور مبادی قیامت
وں کو نہایت خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہٗ
ہتے ہیں کہ بعض اہل دین کا یہ ماننا ہے کہ بارہ حوادث موت کے وقت
ہے قیامت صغریٰ کہتے ہیں پیش آتی ہیں۔ انسان کی رُوح بمنزلہ آفتاب کے ہے
ہی کی شعاع سے اس کا بدن زندہ اور باقی رہتا ہے۔ رُوح کا نکلنا گیا ہے
یا تکویر شمس ہے ان کے حواس و قوے کا موت کے وقت بے کار ہونا انکدار
رہے - اعضائے رئیسہ کا باطل ہونا ان پہاڑوں کی جنبش ہے۔ ہڈیوں کا
ی اور دودھ کا خشک ہونا تعطل عشار ہے۔ افعال بہیمیہ و سبعیہ کے
نتیج کا ظہور ہونا حشر وحوش ہے۔ رطوبات بدن اور خون کا خشک ہونا دریاؤں
کا سوکھ جانا ہے (کبھی یہ دریا موت کے وقت سوکھ جاتے ہیں اور کبھی بہاد
یتے ہیں۔ سجّرت کا لفظ دونوں معنوں پر مشتمل ہے) اور ملکات کسوبہ کا
باہم اجتماع یعنے ظلمانی کا ظلمانی سے اور نورانی کا نورانی سے تزویج نفوس
ہے زندگی کے گراں قدر حصہ کو جو اس دار المحن میں جو طرح کی مشقتوں سے کھیچو
یا گیا ہے۔ موءودہ فرمایا کہ اس کو ثواب کے مصرفوں میں خرچ کیا یا گناہ
کے۔ نامۂ اعمال کا کھلنا نشر صحائف ہے۔ آخرت کے جزا و سزا کا عیان ہو جانا روح
بالکشاط سماء یعنے سماوی اُمور کا اس پر کھل جانا ہے۔ جیسا کہ فرمایا :-

فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید (سورہ ق)

بعد الموت شدائد و مصائب کا دیکھنا سلگتی ہوئی جہنم کا دیکھنا ہے۔ اور فرحت
اور ہر چیز کا دیکھنا جنّت کا نزدیک ہونا ہے آگے فرمایا :- علمت نفس ما
حضرت -

حضرات صوفیہ نے بھی ان بارہ حالتوں کو مراتب سلوک کے طے کرنے پر حمل کیا
ہے غرض کہ اس قسم کے کلام ذوالمعارف جو پیشگوئیوں پر بھی مشتمل ہوں اور واقعات
موجودہ پر بھی مشتمل ہوں کسی دیوانے کی زبان سے نہیں نکل سکتے جیسا کہ آگے
اس کا ذکر آئیگا -

آیت ۱۴ و ۱۵ - فلا اُقسم بالخُنّس - الجوار الکنّس

یہ بھی کلام ذوالمعارف کے طور پر ہے - منجملہ اس کے معارف کے ایک یہ ہے
کہ ... فرمایا کہ کفر اب تین طرح سے ٹوٹے گا - اوّل ترقی کفر کی تھم جائیگی
... ہو جائیگی - دوم ... ہو کر اسلام میں داخل

زمینی بلاؤں سے - جنگوں سے کفر کا صفایا ہو جاوے گا یہی اِس کے لئے تکنّس
ہے - سُورج کی روشنی سے ستاروں کا ماند پڑ جانا بھی خنّس ہے - الجوار کے معنے
سیدھے ہو کر چلنا ہے اور کنّس کے معنے ڈوب جانے اور غروب ہو جانے کے
ہیں - لا نافیہ کی توجیہ سورۃ قیامہ میں دیکھو -

آیت ۱۷ و ۱۸ - والّیل اذا عسعس - والصّبح اذا تنفّس - رات
گئی اور صبح نمودار ہوئی - صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم فرماتے ہیں :- ؎

وفینا رسُول اللہ یتلوا کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع

عسعس اضداد سے ہے جس کے معنے آنے اور جانے کے ہیں یعنے کفر گیا اور
اس کی جگہ اسلام نے لے لی - عسعس کے لفظ سے زمین کا گول ہونا بھی ثابت
ہوتا ہے کہ ایک طرف سے ظلمت روشنی پر چڑھی چلی آتی ہے تو ساتھ ہی دوسری
طرف سے پیچھے سے روشنی ظلمت پر سوار ہو رہی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا جب
تک کہ زمین گول نہ مانا جاوے -

تلک الایّام نداولھا بین النّاس ؎

کے معنے بھی لیل کے تعسعس اور صبح کے تنفّس کے قریب قریب ہیں یا عسعس کے
لفظ سے زمین کا گول ہونا یوں سمجھ لیجئے کہ جب رات ہماری طرف سے گئی اور ہم پر
دن آیا تو زمین کے دوسری طرف والوں پر رات آئی اور اسی طرح سے اس کے بالعکس

آیت ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ - انہ لقول رسول کریم - ذی
قوۃ عند ذی العرش مکین - مطاع ثمّ امین - وما صاحبکم بمجنون
اس قدر کلام ذوالمعارف بیان فرمانے کے بعد رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طرف سے جنون کے الزام کو دفع کیا اور استشہاد کیا اس ذوالمعارف و
پر از حقائق کلام سے کہ کیا مجنون ایسے مدلّل اور پُر معانی عبارات بیان کر سکتا
ہے - مجنون تو بے تکی باتوں میں پکڑا جاتا ہے - مجنون کے ساتھ صاحبکم کے
لفظ کے لانے سے یہ غرض ہے کہ جنون کی پہچان چند ساعت یا چند روزہ مصاحبت
سے خوب اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے - اور سورۃ ن والقلم میں یہ سمجھایا کہ تحریر
میں مجنون ذرا بھی باربط عبارت سے نہیں چل سکتا - آیہ کریمہ ما بصاحبکم من جنّۃ ۲۲/۱۱
میں بھی مصاحبت ہی سے جنون کو پہنچوایا ہے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی
دنیا میں مکرّم - ذی قوۃ - مکین اور مطاع ہو جانا بھی بیان فرمایا ہے - یہ صفتیں
جبرائیل کی بھی ہیں - اس صورت میں قول کے معنے قرأت جبرائیل کے ہیں -

آیت ۲۴ - وما ھو علی الغیب بضنین - ضنین کے معنے متہم اپنے
پاس سے بات بنانے والا - آسمانی خبروں کے اور معاد کے احوال بنانے میں بخیل

فاین تذھبون ایسے کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو -

آیت ۲۹ - وما تشاءون الّا ان یشاء اللہ ربّ العالمین - تم نہ چاہا کرو
مگر وہی جو رضاء الٰہی ہو یہ واؤ حالیہ ہے اس کے معنے ہوئے حالانکہ نہ چاہو گے تم ؛

یہاں سُورۃ التکویر کے نوٹ ختم ہوئے

علیم و حکیم ہے اور ایسے تصرفات پر قادر ہے پھر قیامت کے تغیرات اس کے آگے کیوں ناممکن ہیں اور یہ نظیر کلام الٰہی کے نزول پر اس لئے گواہ ہے کہ ان سیاروں کا وجود انسان کی جسمانی ضروریات کے تہیّہ اور تکفل کے لئے ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ جو لوگ اسٹرالوجی کے ماہر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ستاروں کا اثر زمین پر اور اہل زمین پر کس طرح پڑتا ہے اور وہ زمین کی پیداوار اور دوسری اشیاء پر خاص اثر ڈالتے ہیں تو جس خدا نے انسان کی فانی اور آنی ضرورتوں کے لئے اتنا بڑا سامان کیا ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ابدی اور غیر فانی زندگی کے لئے کلام الٰہی کا سامان نہ ہو؟ پھر سفلی نظائر پیش کئے ہیں کہ رات کو دیکھو جب وہ جانے لگتی ہے تو صبح صادق ضرور نمودار ہوتی ہے یہی رنگ دنیا میں کلام الٰہی کے آنے کا ہے جب دنیا ظلمت فسق و فجور سے سیاہ ہوتی ہے اور بالکل تاریکی چھا جاتی ہے اس وقت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کی صبح نمودار ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کا کوئی برگزیدہ **نور حق کی شمع** لیکر آجاتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن کریم آیا دنیا کی حالت بگڑ گئی تھی اور کوئی صداقت کی روشنی نہ تھی اب قرآن کریم کے ظہور سے

آفتاب صداقت طلوع ہوا ہے

پھر بتایا ہے کہ قرآن مجید کیا ہے وہ ایک مکرم فرشتہ کے ذریعہ پہنچایا گیا اس میں بشارت اور پیشگوئی ہے کہ اس کو ماننے والے بھی مکرم ہوں گے اور پھر وہی لانے والا اللہ تعالےٰ کے نزدیک **عالی پایہ گاہ** ہے اتنے بڑے محترم وجود کو اس کی پیام رسانی کے لئے مامور کیا تو اس سے اس کی عظمت کا اندازہ کرو وہ **مسکین** ہے۔ قرآن مجید کو بھی دنیا میں تمکین عطا ہوگی اور جس پر نازل ہوا۔ وہ **بزرگ عالی شان ہوگا**۔ مطاع ہوگا۔ امین ہوگا۔ اب غور کرو کیا یہ پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور قرآن مجید کے ماننے والوں کو عزت۔ وقار۔ تکریم۔ تمکین۔ مطاع اور امین ہونا نصیب ہوا یا نہیں؟ ان واقعات کو دنیا کی تاریخ اپنی گود میں رکھتی ہے اور کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ پھر آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صاحب خلق عظیم ہیں۔ ان کو جو اجر دیا گیا وہ غیر منقطع ہے۔ اب دیکھ لو کہ یہ کیسی عظمت اور عزت ہے کہ ہر وقت دنیا کے ہر حصہ میں آپ پر اللّٰھم صلّ علے محمّدٍ پڑھا جاتا ہے۔

اللّٰھمّ صلّ علے محمّدٍ وعلیٰ اٰلِ محمّدٍ وبارِک وسلّم

پھر آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی کامیابیوں کی پیش گوئی اُفق مبین کے لفظ میں فرمائی اور بتایا کہ قرآن مجید میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ بالآخر فرمایا۔ کہ اے اہل مکہ! قرآن مجید کو چھوڑ کر تم کونسا راہ اختیار کرتے ہو۔ یہ تمہارے لئے اچھا نہیں دیکھو یہ قرآن مجید کل دنیا کا ہدایت نامہ ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا میں تاریخی قوم بنا دینے والا ہے۔ اسے مت چھوڑو۔ تم میں سے کون ہیں جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لمن شاء منکم ان یستقیم۔ اور آخر میں بتایا کہ استقامت اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے ایک ہی گر اور اصل ہے کہ انسان **اپنی مرضی کو** خدا تعالےٰ کی مرضی کے ماتحت کردے۔ (ترجمۃ القرآن)

آیت ۱۔ اذا الشّمس کوّرت۔ شمس کے معنے ضیاءُ الشمس یعنے سورج کی دھوپ کے بھی ہیں۔ اور تکویر معنے لپیٹنے کے ہیں۔ قرآن شریف سورۃ الفرقان رکوع ۵ میں ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا۔ میں کفر کی ظلمت کو مٹانے والی چیز نبی کا وجود۔ قرآن شریف اور وحی الٰہی کو قرار دیا ہے۔ جو بطور شمس کے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب ؎
کور چشم آناں کہ در انکار ہا افتادہ اند

آیت ۲۔ واذا النجوم انکدرت۔ نجوم کی روشنی سورج ہی سے ہے جب ضیاء الشمس ہی نہ رہا تو تکدر نجوم لازمی ہے۔ نبی کے متبعین بھی نجوم ہی کی طرح ہوتے ہیں جن سے مسافروں کو راہ کا پتہ ملتا ہے۔

آیت ۳۔ واذا الجبال سیّرت۔ جبال سے مراد سلاطین وغیرہ بڑی بڑی قومیں بھی ہیں۔

آیت ۴۔ واذا العشار عطّلت۔ دس مہینے کی گابن اونٹنی کا معطل اور بیکار ہونا اس زمانہ کی موجودہ نو ایجاد سواریوں کی وجہ سے ظاہر ہے۔

آیت ۵۔ واذا الوحوش حشرت۔ عاشورہ محرم کی تعزیوں میں لوگ انسان ہو کر شیر۔ چیتا۔ ریچھ وغیرہ کا سوانگ لیتے ہیں گویا عملی طور پر انسانیت سے مسخ ہو کر وحشی بن جانے کا ثبوت دیتے ہیں۔

آیت ۶۔ واذا البحار سجّرت۔ حضرت قتادہ سے سجّرت کے معنے منقول ہیں کہ دریاؤں کا پانی خشک ہو جائے گا کینال ڈیپارٹمنٹ نے بڑے بڑے دریاؤں سے نہریں نکال کر انکو تقریباً ایسا ہی کر دیا گویا کہ سوکھ گئی ہیں۔

آیت ۷۔ واذا النفوس زوّجت۔ حدیث شریف میں اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کا جوڑا اس کی نظیر کے ساتھ ملا دیا جاوے گا۔ آجکل گرجاؤں میں مرتدین کا جوڑ گانٹھ اسی پیمانہ سے عمدہ طور سے ہو جاتا ہے۔

آیت ۸۔ واذا الموءودۃ سئلت۔ موءودۃ کے معنے مٹی یا کسی وزن دار چیز کے نیچے دبا دینا ہے۔ اسی قبیل سے ہے ولا یؤدہٗ حفظھما۔ اسقاط حمل بھی زندہ در گور کرنا ہے۔ آج کل دختر کشی بلکہ اسقاط حمل پر بھی قصاص کی سزائیں ملتی ہیں۔

آیت ۱۰۔ واذا الصحف نشرت۔ جرائد۔ رسالجات۔ کتب وغیرہ کا انتشار فی زمانہ خوب ہو رہا ہے۔

آیت ۱۱۔ واذا السّماء کشطت۔ سماء کے معنے بلندی کے ہیں جیسا کہ فرمایا فلیمدد بسبب الی السماء پ اور انکشاط کے معنے انکشاف یعنی کھول کر ننگا کر دینے کے ہیں۔ انکشط عن ظھر الفرس کے معنے ہیں۔ گھوڑے کی پیٹھ سے زین اتار لو۔ معنے آیت کے یہ ہیں کہ سماوی اجرام اور علم نجوم کے متعلق باریک در باریک اسرار [illegible]

بھی لاکھوں کروڑوں ... میں صورت اور آواز ایک دوسرے سے نہیں
ملتی یہ سب ... کی ... ہے۔

آیت ۱۱ و ۱۲ - کراماً کاتبین - یعلمون ما تفعلون - نامۂ اعمال کے
لکھے جانے اور اس کے محفوظ رہنے پر جن لوگوں کو استبعاد عقلی معلوم ہوتا ہے
آجکل کے ... ایجاد گراموفون ہی کو دیکھ لیں کہ کس طرح ریکارڈ اس میں
محفوظ رہتے ہیں ... کس طرح ذرہ ذرہ سی حرکات یہاں تک کہ
سانس اور تنفس کی کمی زیادتی بھی اس سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔

آواز ... ہے ... فونوگراف سے
... دل سے ... گزرتے

آیت ۱۵ و ۱۶ - یصلونھا یوم الدین - وما ھم عنھا بغائبین - دوزخیوں
کے ذکر میں وما ھم عنھا بغائبین فرمایا۔ مگر جنتیوں کے ذکر میں وما ھم منھا
بمخرجین فرمایا گیا۔

ان دونوں آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں گو
غائب ہو کر احقاب ... رہیں ... مگر وہ اپنی مدت ... میں ذرا سی دیر کے لئے
بھی دوزخ سے غائب نہ ہو سکیں۔ مگر بالآخر وہ ما ھم منھا بمخرجین کے
... نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر استدلال کے طور پر
فرمایا کرتے تھے۔ ... علی جھنم زمان لیس فیھا احد و نسیم الصبا
تحرک ابوابھا۔ غالباً یہ عبارت تفسیر معالم میں ہے۔ عطاءً غیر مجذوذ سے
... سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سورۃ شریفہ
... کے لفظ سے بھی یہی پتہ لگتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ التطفیف

پارہ تیسواں رکوع اوّل

آیت ۱ - مطففین - کم دینے والے۔ تطفیف کے معنے وزن اور پیمانہ
میں کچھ تھوڑی سی چیز خفیہ طور پر کم کر لینے کے ہیں۔

آیت ۲ - اذا اکتالوا علی الناس یستوفون - اکتال کو من کے ساتھ
متعدی نہیں کیا بلکہ علیٰ کے ساتھ متعدی کیا اور اس میں دقیق رعایت یہ کہ
بعض اوقات ماپ تول برضا و رغبت جھکتی ڈنڈی سے لیا جاتا ہے۔ اور دینے
والا ... خوشی سے دیتا ہے۔ ممنوع لینا جھکتی تول وہ ہے جو ضرر کے
... جھکتی تول لیا جاتا ہے ... حدیث شریف

یہ مرض خصوصیت سے ہو گا مگر اس وقت تو بات حد سے بڑھ گئی ہے بلکہ مزید خصوصیت
ایک اور یہ ہو گئی کہ مباحثات میں وہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔ جو خود معترضین پر
بھی وارد ہوتے ہیں جس پیمانہ سے خصم کو جواب دیتے ہیں۔ اسی پیمانے سے
جواب لینا پسند نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

مباحثات کے وقت دیکھ لیا کریں کہ کیا یہی اعتراض پلٹ کر ہم پر تو نہیں پڑتا ہے۔

آیت ۷ - ان کتاب الفجار لفی سجین - سجین سجن سے مشتق ہے۔ خواہ
یہ سجن کہیں ہو۔ اللہ تعالےٰ نے جو پیشگوئی مکی سورۃ میں بے کسی اور بے سروسامانی
کی حالت میں کی تھی۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتوحات اور کفار کے دار و گیر سے
پوری ہو گئی۔ اور اس تجربہ نے آخرت کے عذاب کو بھی ثابت کر دیا۔ سجین سے مراد قیدیوں
کا رجسٹر اور علیین سے مراد ابرار کا رجسٹر یہ معنے بھی عمدہ ہیں۔

آیت ۱۰ - ویل یومئذ للمکذبین - جیسا مطففین کے ساتھ ویل کا
لفظ تھا یہاں مکذبین کے ساتھ بھی ویل کا لفظ ہی معلوم ہوا کہ کذب کسی صادق کا بڑا
تطفیف ہے۔

آیت ۱۴ - کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون - یہاں لفظ بل
کے بڑا نکتہ ہے اسلئے کہ انسان یہ سوچے کہ اللہ تعالےٰ نے جو ما کانوا یکسبون
فرما کر صادق راستباز کے نہ پہچاننے کی وجہ پچھلی شامتِ اعمال قرار دی ہے
وہ میرے کون سے عمل کی شامت ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں اسی بات کو
یوں ادا فرمایا ہے۔ واللہ ارکسھم بما کسبوا ۔ رکس کے معنے مت ماری
جانا نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھنا - ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا
وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا - یہی رکس ہے۔

آیت ۱۸ - ان کتاب الابرار لفی علیین - سجین کے بالمقابل علیین
خواہ کہیں ہو۔ اس سے بحث نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین
امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا کی پیشگوئی ہو کر علو حاصل ہوا یا نہیں۔ یہ علو کچھ جنگ
ہی موقوف نہیں۔ الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ اسلام بغیر جنگ کے بھی حجت و
برہان سے اور خداوند کریم کے تائیدات سے۔ سماوی نشانات و دیگر فتوحات
سے عالی رہتا ہے۔

آیت ۲۳ - علی الارائک ینظرون - ارائک جمع اریکہ کی ہے۔ اریکہ
چھپر کھٹ کو کہتے ہیں۔ ایسا تخت جو اوپر سے مزین و مسقف ہو اور ارد گرد سے
بھی مزین ہو۔ ایسا درخت جو قبہ کی طرح اپنی شاخوں اور پتوں سے خوشنما ہو وہ بھی
اریکہ ہے۔ پیلو کا درخت قریب قریب ایسا ہی ہوتا ہے۔

آیت ۲۴ - نضرۃ النعیم - نضرۃ اس تازگی کو کہتے ہیں جو انتہائے سرور
اور تنعم کے باعث چہرہ پر ظاہر ہوتی ہیں۔ کھاتے کے گال اور نہائے کے بال مشہور
ہے۔ ... عموماً دنیا میں جو بُرد ہوتی ہیں۔ آخرۃ کی سب سے بڑی نعمت رویت
باری تعالےٰ ... وہاں کی نضرۃ کا باعث بھی ہو گی۔ کما قال اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ الانفطار

پارہ تیسواں رکوع ۱

اذا السّماء انفطرت - میں بھی آخری زمانہ کی پیشگوئی ہے کیونکہ قرآن مجید میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے - اس کا ظہور دنیا میں بھی ہونا چاہیئے - اگر آسمان پھٹ جاوے اور سیّارے گر پڑیں وغیرہ وغیرہ اور دنیا زیر و زبر ہو جاوے تو وہ وقت انسانی ہدایت اور اصلاح کا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو ہلاکت کا سماں ہو گا - ان سورتوں میں جو قیامت کے متعلّق واقعات آئے ہیں - دراصل یہ آخری زمانے کے نشانات ہیں اور آسمان کے پھٹ جانے سے یہ مراد نہیں کہ فی الواقعہ آسمان پھٹ جائیگا بلکہ مدّعا یہ ہے کہ جیسے پھٹی ہوئی چیز بیکار ہوتی ہے - اسی طرح آسمان بھی بیکار ہو گا آسمان سے فیوض نازل نہ ہوں گے اور دنیا ظلمت و تاریکی سے بھر جائے گی علاوہ بریں اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیتوں پر آجکل کے زمانہ کے حسب حال یا مسلّمات کے رُو سے اعتراض ہو سکتا ہے کہ آسمان تو مجرد پول ہے اس کا پھٹنا کیا معنی رکھتا ہے - اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید نے آسمان کو مجرد پول قرار نہیں دیا بلکہ اُسے ایک لطیف وجود قرار دیا ہے اور اگر کہا جاوے کہ پھر اس کے پھٹنے سے کیا مراد ہے تو یہ یاد رہے - کہ سماء سے مراد قرآن کریم میں کُلّ ما فی السّماء بھی ہے علاوہ بریں کسی لطیف مادہ میں عدم خرق کس نے تسلیم کیا ہے بہرحال قرآن مجید نے یہ شہادت دی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہر چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی اور تجلّیات الٰہیہ اُس کی جگہ لے لیں گے - اور علل ناقصہ کے فنا اور انعدام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائے گا - اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربّک ذو الجلال والاکرام - اور ایسا ہی ایک دوسری آیت میں فرمایا - لمن الملك الیوم للّٰہ الواحد القھار - یعنے اللہ تعالےٰ اپنے قہری تجلّی سے ہر ایک چیز کو معدوم کر کے اپنی وحدانیّت اور یگانگت کو دکھلائے گا - اس سورۃ شریفہ میں بھی آخر ہی فرمایا ہے والامر یومئذٍ للّٰہ - یہ اسی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے جو لمن الملك الیوم للّٰہ الواحد القھار - میں ادا کیا گیا ہے - غرض خدا تعالےٰ کی قہری تجلی نمودار ہو گی - اور فنا کا زبردست ہاتھ اپنا اثر دکھائے گا - اور آسمانی اجرام میں ایک انقلاب واقع ہو گا ان آیات کو واقعات پر اگر مبنی قرار دیا جاوے تو بھی درست ہے کہ جب آسمان پھٹ جاوے گا تو ستاروں کا گر پڑنا یقینی امر ہے اور ستاروں اور سمندروں کے تعلّقات میں جو کشش کام کر رہی ہے - جب اس میں فرق آ جائیگا - تو سمندروں کا اپنی حدّوں سے نکل جانا بھی مسلّم امر ہے - آجکل کے سائنس والوں نے تسلیم کیا ہے کہ زمین سکڑتی جاتی ہے اور سمندر اپنے کناروں سے بڑھا چلا آتا ہے یہ آثار ان آیات کے مضامین کی صداقت کی دلیل ہیں ؁

آیت ۱ و ۲ و ۳ و ۴ - اذا السّماء انفطرت - واذا الکواکب انتثرت - واذا البحار فجّرت - واذا القبور بعثرت - فطرت کو دوسری جگہ انشقّت فرمایا ہے - جدید تحقیقات میں آسمان کو لطیف ... قرار دیا ہے - لطیف ہی سہی - لطیف پر بھی شق کا لفظ بولا جاتا ہے - جیسے بادل پھٹ گیا وغیرہ - بڑی بھاری مصیبت کے وقت بھی عرفاً کہتے ہیں کہ آسمان پھٹ پڑا - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑی مصیبت اُمّت کے لئے میری وفات ہے - کواکب کے انتثار سے ظاہری معنے کے علاوہ بڑے بڑے اہل اللہ کا انتقال فرمانا ہے - بعض کا قول ہے کہ بحار صرف کھارے سمندر ہی کو کہتے ہیں - مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ فرمایا ہے - وما یستوی البحران ھذا عذبٌ فرات الآیہ ۔ دریاؤں سے نہریں چیر کر نکالنا جیسا کہ اس زمانہ میں ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا - قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے کوئی دوسری آسمانی کتاب ایسی اس وقت موجود نہیں جو ایسی صفائی سے پیش گوئی کا پورا ہونا دکھلاوے بعثر اور بحثر کے ایک معنے ہیں - بعث اور بحث سے مرکب ہیں - ان کے اصلی معنے پلٹ دینے کے کُریدنے کے ہیں - اور اسفل کو اعلےٰ اور اعلےٰ کو اسفل کر دینے کے ہیں - عرب کا خاص محاورہ ہے کہ جب مٹی کو پلٹ دیتے ہیں تو بعثر - یبعثر بعثرۃ سے تعبیر کرتے ہیں اور اسباب کو اُلٹ پلٹ کرنے کے وقت بعثر المتاع کہتے ہیں آجکل قبریں ایک جگہ سے اُکھیڑ کر دوسری جگہ دفن کئے جاتے ہیں کیا تعجب ہے کہ مسیح کی قبر بھی محلہ خانیار سری نگر کشمیر سے تحقیق کے لئے اُکھیڑی جاوے - اور پھر معہ حواریوں کی قبروں کے تبرکاً لیجائے جائیں - اذا بعثر ما فی القبور - وحُصّل ما فی الصدور - سے بھی کچھ اشارات ملتے ہیں -

آیت ۵ - علمت نفسٌ ما قدّمت واخّرت - جو کام نہ کرتے تھے وہ کئے اور جو کام کرنے تھے وہ نہ کئے دوسرے معنے یہ ہیں کہ جو کیا اور جو کچھ نہ کیا قطع نظر اس کے کہ اچھا کیا یا بُرا کیا - بات ایک ہی ہے -

آیت ۶ - ماغرّك بربّك الکریم - کریم کے کرم سے ناامید بھی نہ ہو اور صرف کرم ہی کی اُمید پر دھوکا نہ کھا بیٹھو - دوسری جگہ فرمایا ہے - نبّئ عبادی انّی انا الغفور الرحیم - وانّ عذابی ھو العذاب الالیم - ...

آیت ۷ و ۸ - الّذی خلقك فسوّاك فعدلك - فی ایّ صورۃٍ ما شاء رکّبك - خلق - تسویہ - تعدیل - ترکیب و تناسب اعضاء -

خداوند تعالےٰ کی ان چار نعمتوں پر ہی اگر انسان غور کرے تو جزا و سزا کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے اُس کو بہت کچھ مدد مل جاوے گی - خواہ مؤمن ہو یا کافر - ان میں سے ایک تیسری نعمت ہی پر انسان غور کرے کہ کس طرح اس کو حرارت - برودت اور رُطوبت - یبوست - ان چار خلطوں سے معتدل المزاج رکھا ہے اگر ذرا بھی ان اخلاط میں افراط یا تفریط ہوتی ہے - تو فوراً جزا و سزا ملنے لگتی ہے

چار چیزے مخالف و سرکش ... چند روزے بوند باہم خوش

گر یکے زیں چہار شد غالب ... جان شیریں برآید از قالب

انسان پیدا کیا انعام میں سے نہیں بنایا - تسویہ خلق ایسا عمدہ کیا کہ شیر ہاتھی وغیرہ کو قابو کر لیتا ہے - بڑا ہی معتدل المزاج بنایا ہے [illegible]

معنے کسی بات کے سننے کے لئے کان لگائے رکھنا۔ حکم کی تعمیل کرنا ہے حُقت کے معنے یہ ہیں کہ آسمان کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے۔

آیت ۳ و ۴ - واذا الارض مُدّت - والقت مافیها وتخلّت

آسمان کا پھٹنا۔ زمین کا کشادہ ہونا اور اپنے مافیہا کو اپنے اندر سے اُگل دینا ان واقعات کو قرآن کریم میں بلفظ دیگر یوں فرمایا ہے۔

اولم یری الذین کفروا ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقنٰهما۔

یعنی زمینی اور آسمانی برکتیں بند تھیں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے ساتھ ہی زمینی اور آسمانی برکتوں میں ترقیات ہونے لگیں۔ آپ کے عہد مبارک ان دونوں کا رتق ٹوٹا۔ اور زمینی و آسمانی ترقیات کا سمندر بہ نکلا۔ زمینی علوم و فنون جس قدر ترقی کر گئے اور کر رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ جس طرح آسمان کا اثر زمینی اشیاء قبول کر رہے ہیں اسی طرح انسان بھی ذوجہتین ہے جیسا کہ آگے فرمایا۔

آیت ۶ - یاایّها الانسان انّک کادحٌ الٰی ربّک کدحا الخ - انسان کے معنے خدا سے بھی اُنس رکھنے والا۔ اور اہل و عیال بیوی بچوں سے بھی اُنس رکھنے والا۔ دو طرف کے تعلقات کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ انسان کادح ہو۔ کدح کے معنے کسی چیز میں نہایت مشقت کے ساتھ کوشش کرنے کے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ لیسوا عباد الله بمتنعمین۔ خدا کے بندے تن آسانش و تن پرور نہیں ہوتے۔ اور خاص کر خدا کی رضا کو پالینا اور اس سے ملاقات کرنا دشوار گذار گھاٹیوں سے گزرنے بغیر ممکن نہیں۔ انّ سلعة الله لغال۔ خدا کا سودا مہنگا ہے۔ اس زمانہ کی دشواریوں کا مختصراً حدیث شریف میں ابن ماجہ نے شدۃ الزمان میں یوں فرمایا ہے۔

لایزداد الامر الا شدة - ولا الدنیا الا ادبارا - ولا الناس الا شحا - ولا المهدی الا عیسى ابن مریم -

آیت ۷ - اوتی کتابه بیمینه الایه - یمین کے معنے دایاں ہاتھ طاقت۔ جناب الٰہی کی پروانگی۔ دُعاؤں کے قبول ہونے کے راست بازی اکل حلال۔ قوت بازو کی کمائی۔ جناب الٰہی کی مرضیات کی روشنی۔ یہ ضروری اُمور ہیں۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں تو حدیث شریف میں۔ انّی یستجاب له آیا ہے۔ کیونکر اس کی دُعا قبول ہو۔

آیت ۸ - یحاسب حسابا یسیرا - حساب یسیر صرف بندہ کے لئے اس کے اعمال کا اس کے سامنے پیش کر دینا ہے اور اس کے خطاؤں سے چشم پوشی و درگذر کرنا ہے۔ امام احمد حضرت عائشہ رضی سے روایت کرتے ہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دُعا فرمائی۔ اللّٰهم حاسبنی حسابا یسیرا۔ پوچھا کہ حساب یسیر کیا ہے۔ فرمایا صرف نامہ اعمال کا پیش کرنا اور [illegible] ہے۔ اور فرمایا من نوقش الحساب عُذّب جس کے [illegible] آنحضرت صلی اللہ [illegible]

اس کو معاف کرے۔ تیسرے جو اس سے قطع رحمی کرے وہ اس سے وصل کرے (انّ ذالک من عزم الامور)

آیت ۱۳ - انّه کان فی اهله مسرورا - اس آیۃ کے بالمقابل دوسری جگہ مومنوں کی صفت یوں فرمائی ہے۔ انّا کنّا قبل فی اهلنا مشفقین (۲۴)
مومن کو دنیا میں ہزار قسم تنعم ہو مگر آخرۃ کی فکر جانگداز رہتی ہے اور دنیا کی راحت اس پر تلخ رہتی ہے۔

ولنعم ما قیل ؎

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملها

اور بھی کسی نے کہا ہے۔

عشرت امروز بے اندیشۂ فردا خوش است۔
ذکر شنبہ تلخ دارد جمعۂ اطفال را۔

آیت ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ - فلا اقسم بالشفق - واللیل وما وسق والقمر اذا اتّسق - لترکبنّ طبقا عن طبق - لا اقسم کی توجیہ سورۃ القیامہ میں بیان ہو چکی ہے۔ شفق غروب آفتاب سے قبل اور بعد کی سُرخی۔ وسق کے معنے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ رات جامع المتفرقین ہے۔ چرند پرند حیوانات انسان سب رات کو اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اتّسق چاند کا بھر پورا ہونا ہے اور یہ تدریجاً ہوتا ہے۔ اسی کو لترکبنّ طبقا عن طبق میں واضح فرمایا۔ سُورۃ التکویر میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک سے آپ کے زمانہ میں جو ترقیات ہونے والی تھیں۔ اُن کو والصّبح اذا تنفّس فرما کر ذکر فرمایا۔ اور اس جگہ ان آیات باب میں آپ کے خلیفوں کے ذریعہ سے جو ترقیات مقدر تھیں اُن کا ذکر فرمایا ہے۔ شفق نور نبوّت کا دنیا سے رحلت فرمانا ہے۔ اور یہ زمانہ کسی قدر خوف آمیز بھی ہوتا ہے۔ شفق کے لفظ میں اور یبدّلنّهم من بعد خوفهم امنا۔ میں ایک لطیف مناسبت ہے۔ صدیق اکبر رض کے ابتداء زمانہ خلافت میں ارتداد عرب سے یہ شفق اور خوف دونوں واقع ہو گئے۔ بعد اختلاف یسیر کے مہاجرین و انصار کا اتفاق اور ایک خلیفہ کے ہاتھ پر اُن کا جمع ہو جانا اسی ظلمت کے وقت میں واللیل وما وسق کا ایک عجیب نظارہ تھا۔ اور اب تو خداوند کریم کے فضل سے ایام بیض ولیالی **بدر** ہیں۔ جو والقمر کے اذا اتسق کے مصداق ہیں اور یہ جملہ ترقیات چونکہ تدریجاً ہیں اس لئے لترکبنّ طبقا عن طبق فرمایا زبان انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے۔ جو لترکبنّ الایۃ سے موافقت رکھتی ہے۔

فورث از ناٹ بلٹ اِن اے ڈے

قمر کی تدریجی ترقی بھی اسی بات کیطرف اشارہ کرتی ہے۔ ہمارا بدر پہلے البدر تھا۔ اور اب خدا کے فضل سے بدر ہو گیا۔

[illegible]

آیت ۲۵ - یسقون من رحیق مختوم - رحیق نام شراب کا ہے جسکی صفت قرآن شریف میں لا فیھا غولٌ ولا ھم عنھا ینزفون ہے - مختوم کے کئی معنے ہیں - ایک یہ کہ پینے کے بعد دیر تک اس کی خوشبو مسک کی آتی رہیگی - دوسرے یہ کہ اس کا تل چھٹ ایسا ہے جیسا مسک - تیسرے یہ کہ سربمہر کہ سوائے ان مدارج والوں کے دوسروں کو نہ ملے گی اور جیسے یہاں مہر کے لاک ہوتی ہے وہ مُہر مسک سے لگائی جاوے گی - ختامُہٗ مسکٌ

آیت ۲۶ - وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون - تنافس کے معنے نفسا نفسی کرنے کے ہیں - جھگڑے کے بھی ہیں - یہ مبارک لفظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں بھی ہے - جو کتاب البریہ میں درج ہے -

مخالفوں میں پھوٹ اور متنافس سگِ دیوانہ پر پھٹکار - اس تنافس کو جس کا جی چاہے کتاب البریہ میں دیکھے - اللہ تعالےٰ نے آیۃ کریمہ میں فرمایا کہ تسابق و تنافس یعنے ایک دوسرے پر نعمت کے حاصل کرنے میں پیش دستی کرنا دنیا کی جاہ و حشم و صدر نشین یا نعمتوں پر کوئی پائدار چیز نہیں اگر کرتا ہے - تو فی ذالک یعنے ان رحیق مختوم وغیرہ پر کرو -

آیت ۲۷ - مزاجہٗ من تسنیم - تسنیم کے لغوی معنے ارتفاع اور بلندی کے ہیں - اونٹ کی کوہان سنام البعیر کہتے ہیں - جہاد فی سبیل کو حدیث میں ذروہ سنام الاسلام فرمایا ہے - تسنیم جنت میں وہ چشمہ ہے جو جنت کے تمام پانیوں کے چشموں سے اشرف اور اعلےٰ ہے - جنتیوں کو اس چشمے سے بطور گلاب اور کیوڑے کے امتزاج کرکے دیا جاوے گا - مگر مقربین کے لئے خالص یہی شراب ہوگی - جیسا کہ عیناً یشرب بھا المقربون سے واضح ہے -

آیت ۳۰ - واذا مرّوبھم یتغامزون - غمز کے معنے پلکوں اور بھووں سے اشارہ کرنے کے ہیں اور عیب لگانے کے بھی ہیں -

آیت ۳۱ - الیٰ اھلھم انقلبوا فکھین - ثعلبی کا قول ہے - کہ فکھین اور فاکھین بظاہر دو مختلف لفظ ہیں جیسے طامع اور طمع اور فارہ اور فرہ - مگر معنے دونوں کے ایک ہی ہیں - تبدیل ذائقہ کے لئے میوہ خوری - لذیذ کھانوں سے تلذذ - فرضی قصّہ کہانیوں اور ناولوں سے دل بہلانا مزے لینا یہ سب فکھین میں داخل ہے -

ایسے وقت میں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مکہ معظمہ میں کفار کو سُنا رہے ہیں کون یقین کرسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپکے اتباع ایسے کامیاب اور بامراد ہوجائیں گے کہ انھیں بڑے بڑے درجات ملیں گے - چنانچہ جب صحابہؓ نے عجم و شام کی فتوحات حاصل کیں تو یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی - بہتے ہوئے چشمے اور دریا اور سبزہ زار اور ہر قسم کے مرغزار ان کے لئے موجود تھے اور تختوں پر بیٹھنے کی پیشین گوئی تو صراحتاً بلا تاویل موجود ہے اگرچہ اللہ تعالےٰ نے تخت تشبیہی عطاء کی - یہ تمام انعامات جو اگلی آیات میں بیان کئے ہوئے ہیں انہیں ملے اور اُن کے متعلق تفسیری نوٹ ہم پہلے لکھ چکے ہیں غرض منکرین رسالت کی ناکامی اور نامرادی اور آپکے صادق مخلصین اور متبعین کی کامیابی جن کے متعلق پیش گوئیاں کی گئی تھیں - پورا ہوکر آخرت کے عذاب اور آرام جنت کے متعلق بھی تصدیق کردی - بالآخر پھر یہ بتایا کہ اگرچہ آج یہ حالت ہے کہ خدا سے قطع تعلق کرنے والے مؤمنین پر بہتان اُڑاتے ہیں اور ٹھٹھے مارتے ہیں - مگر وقت آتا ہے کہ مؤمنین کامیاب ہوجائیں گے اور یہ ہنسنے والے خود ہنسی کا موجب ہوجاوینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا -

غرض اس سُورۃ شریف میں بھی یوم الدین کا ثبوت اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کا ثبوت ان واقعات سے دیا ہے جن کو قبل از وقت پیش گوئی کے رنگ میں بتایا گیا تھا ❖

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سُورۃ الانشقاق

پارہ ۳۰ رکوع ۱

آیت ۱ - اذا السّماء انشقّت - آسمان میں جس قدر اجسام فلکی ہیں وہ سب سماء کے لفظ میں داخل ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انشقاقِ سماء و انفطار پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے - وہ مختصراً یہ ہے کہ سماء سے مراد کُل مافی السّمآء ہے - لطیف چیزیں بہ نسبت کثیف کے سریع الخرق ہوتی ہیں خواہ آسمان لطیف ہو یا کثیف - الٰہی کلام کا مُدعا یہ ہے کہ اس عالم کون کے بعد فساد بھی لازم پڑا ہوا ہے ہر ایک جو بنایا گیا ہے توڑا جائے گا - قرآن کریم کے بہت سے مقامات سے ثابت ہوتا ہے - کہ انشقاق اور انفطار کے لفظ جو آسمانوں کی نسبت وارد ہیں اُن سے ایسے معنے مُراد نہیں جو کسی جسم صلیب یا کثیف کے حق میں مراد لئے جاتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے :-

والسّمٰوٰتُ مطویّاتٌ بیمینہٖ ❖

اگر شق السموات سے درحقیقت پھاڑنا ہی مُراد لی جاوے - تو مطویّات کا لفظ اس سے مغائر اور منافی پڑے گا - دوسری جگہ فرمایا ہے :-

یوم نطوی السّماء کطیّ السّجل للکتُب کما بدانا اوّل خلق نعیدہٗ - یعنے ہم آسمانوں اور زمین کو ایسا لپیٹ لیں گے جیسے ایک خط متفرق مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے اور جس طرز سے ہم نے اس عالم کو وجود کیطرف حرکت دی تھی - انھیں قدموں پر پھر یہ عالم عدم کی طرف لوٹایا جائے گا - اور جیسا کہ اب اسباب ظاہر اور مُسبّب پوشیدہ ہے اُسوقت مسبّب ظاہر اور اسباب نابود یہ عدم میں چھپ جاوینگے اور ہر ایک چیز اس کی طرف رجوع کرکے تجلیات قہریہ میں مخفی ہو جاوے گی - اور ہر ایک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی - اور تجلیات آلہیہ اس کی جگہ لے لیگی - یہی سموات کا انشقاق انفطار اور مطویّات ہونا ہے - [illegible]

[illegible] آسمان [illegible] الوقت [illegible]

یہ جملہ بھی حضرت صاحب کا ان آیات کی [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بقیہ سورۃ البروج

پارہ تیسواں رکوع ۱

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

آخر میں قرآن مجید کی حفاظت کی زبردست پیش گوئی کی ہے۔ بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ لوح محفوظ کے متعلق مسلمانوں نے جو کچھ مان رکھا ہے۔ اس کو بجائے خود رکھ کر اس سے یہی مراد ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ تختیوں میں رکھا ہوا ہے۔ یعنی کبھی زمانہ کا امتداد اسے انسانی دستبرد کے نیچے نہیں آنے دیگا۔ اور اس میں کسی قسم کی تحریف و تبدیل نہ ہوسکیگی چنانچہ دوسری جگہ اس کی تائید میں فرمایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۞

قرآن مجید کی حفاظت کے اسباب کی توضیح اور تشریح یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ کس کس طرح پر اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے بلکہ صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ پیشگوئی کے طور پر فرما دیا ہے کہ قرآن مجید فی لوح محفوظ ہے اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ فی الواقع وہ محفوظ ہے۔ یہاں تک کہ اس کا رسم خط تک ابتک برابر محفوظ چلا آتا ہے۔ غرض یہ سورۃ بھی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے اور مختصر طور پر اسے درج کیا جاتا ہے۔

یوم الموعود سے مراد بدر کا دن ہے۔ جس دن بڑے بڑے اشرار اور معاندان حق ابوجہل وغیرہ ہلاک ہوئے اس دن کا نام یوم الفرقان بھی ہے۔ (فیصلہ کا دن) اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں اس دن کی آمد کو قسموں کے پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

والسماء ذات البروج والیوم الموعود وشاھد و مشہود

یہ سورۃ اس وقت اتری جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مسلمان جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ مصائب اور تکالیف کا نشانہ بن رہے تھے۔ کفار مسلمانوں کو سخت ایذائیں پہونچاتے۔ انہیں طرح طرح کی دہمکیاں دی جاتیں۔ مسلمان ہونے کیوجہ سے جلتی ریت پر لٹایا جاتا اور بت پرستی کے لئے مجبور کیا جاتا۔ کسی کو سولی پر لٹکا دیا جاتا۔ کسی کو جان سے ہی مار دیا جاتا۔ مسلمانوں کے لئے یہ سخت مصیبت اور ابتلاء کا وقت تھا۔ دنیا ان پر تنگ ہو رہی تھی۔ اسلام اور توحید کی خاطر جان دینا گوارا کرتے مگر ایمان دینا گوارا نہ کرتے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے یہ سورۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی اور نظیراً اصحاب خندق کا واقعہ فرماکر مسلمانوں کو تسلی دی۔ اور کفار کو تنبیہ کی۔ اور اسبات کی پیشین گوئی کی۔ کہ جس طرح کھائی والے کافر اپنی کرتوتوں کی وجہ سے آخر کار خود ہی طعمۂ نار ہوئے اُسی طرح کفار مکہ بھی آخر کار یقیناً اور لاریب طعمۂ نار حرب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور قیامت کے دن یہ بڑا خوفناک اور پُرعبرت موقعہ ہوگا۔ جبکہ یہی خدا کے مامور و مرسل جو دنیا میں ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ عزت کے تخت پر جلوہ افروز ہونگے اور انکی اُمّت کے سرکش اور شریر لوگ جو دنیا میں بڑے بڑے معزز اور رئیس خیال کئے جاتے ہیں اور تضحیک و استہزاء سے پیش آتے ہیں وہاں ذلت کے گڑھے میں گرائے جائیں گے۔ اور سخت نادم اور رسوا ہوں گے۔ پس ان کفار مکہ کو اس دن کے مصائب اور تکالیف سے ڈرنا چاہیئے۔ جبکہ دنیا میں وہ انقلاب عظیم واقع ہو۔ یوم الجزاء قائم ہو۔ سب کے سامنے مالک عرش بریں کے حضور کھڑے ہوں اور اپنے اعمال کی جوابدہی کریں۔ پیغمبروں کو جھٹلانے والے ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں گرائے جائیں گے۔ اور اُن کے ماننے والے تخت عزت پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اس سورۃ کے شروع میں اللہ تعالےٰ نے قیامت کا ثبوت دیا ہے۔ اور قسم کے پیرایہ میں قدرت الٰہی کا ایک زبردست نشان (تغیر و انقلاب موسم کا) پیش کرکے اس بڑے انقلاب (قیام قیامت) کے وقوع پر استدلال فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے آسمان کی اس جہت سے کہ اس میں بارہ برج[1] تصور کئے گئے ہیں جن کے اندر آفتاب سال بھر میں دورہ کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور ہر ایک برج میں آفتاب کے داخل ہونے سے عالم اور اہل عالم پر ایک انقلاب جدید واقعہ ہو جاتا ہے کبھی سردی ہے کبھی گرمی۔ کبھی برسات۔ کبھی خزاں۔ قسم کھاکر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جس طرح ان برجوں کے اندر آفتاب کے داخل ہونے سے ایک نیا انقلاب زمانہ پر وارد ہوتا رہتا ہے اور ان انقلابات کا نظارہ اور مختلف موسموں کی تبدیلی ہر سال آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی طرح قریب ہے کہ وہ انقلاب عظیم بھی دنیا میں واقع ہو۔ آفتاب یکایک حکم الٰہی سے ٹھہر جاوے۔ نظام عالم کی کُل درہم برہم ہو جاوے

---

[1] برج سے مراد کوئی گنبد یا عمارت نہیں ہے۔ بلکہ ستاروں کے اجتماع سے کوئی بیل کی شکل ہوگئی ہے۔ اس کا نام برج ثور رکھدیا گیا۔ کوئی شیر کی اسے برج اسد کہدیا گیا۔ غرضیکہ ستاروں کے اجتماع سے اہل ہیئت نے ایسی شکلیں فرض کر لی ہیں۔ انہیں میں آفتاب کا ظاہری دورہ تصور کیا گیا ہے اور آفتاب ہر برج میں داخل ہو کر ایک انقلاب جدید پیدا کرتا ہے۔ کتاب ایوب ۳۸ باب ۳۲ میں ہے۔ کیا تجھ میں قدرت ہے کہ منطقہ و بروج کو ایک ایک اس کے موسم میں پیش کرے گا کیا تو افلاک کے قانونوں کو جانتا یا انکا اقتدار زمین پر جاری کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہی دلیل قسم کی صورت میں اسجگہ ذکر کی گئی ہے۔ یعنے خداوند تعالےٰ اپنے وقت اور اپنے موسم پر ان کفار کو ہلاک کریگا ہر ایک امر کا ایک وقت اور پیمانہ ہے۔ جب پیمانہ بھر جاوے پھر ایک منٹ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر۔

آیت ۲۳ - واللہ اعلم بما یوعون - یوعون وعاء سے مشتق ہے جس کے معنے ظرف میں کسی چیز کے بھرنے کے ہیں۔ فبدأ باوعیتہم - انہیں معنوں میں ہے - اوعیہ وعاء کی جمع ہے۔ بات کو سنکر محفوظ رکھنا بھی وعاء ہے لتعیہا اذن واعیہ - یہاں یوعون - سے مطلب کفار کی اس منصوبہ بازی سے ہے - جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی نسبت دل میں پنہاں رکھی تھی - جو آفتاب کہ صبح کے تنفس سے لے کر شفق تک اپنی تمامی منزلیں طے کرتا ہو اس کو درمیان میں کون روکے ۔

آیت ۲۵ - لہم اجر غیر ممنون - غیر ممنون غیر مقطوع - قرآن شریف کے سجدات تلاوت میں سے اس سورہ شریفہ میں تیرہواں سجدہ ہے -

شق آسمان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے - اس کا اندراج بھی ضروری معلوم ہوتا ہے - اور اگر یہ اعتراض پیش ہو - کہ قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت آسمان پھٹ جائیں گے - اور ان میں شگاف ہو جائیں گے - اگر وہ لطیف مادہ ہے - تو اس کے پھٹنے کے کیا معنے ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ اکثر قرآن کریم میں سماء سے مراد کل" ما فی السماء کو لیا ہے جس میں آفتاب اور ماہتاب اور تمام ستارے داخل ہیں - ماسوا اس کے ہر ایک جرم لطیف ہو یا کثیف قابل خرق ہے - بلکہ لطیف تو بہت زیادہ خرق کو قبول کرتا ہے - پھر کیا تعجب ہے کہ آسمانوں کے مادہ میں بحکم رب قدیر و حکیم ایک قسم کا خرق پیدا ہو جائے - و ذالک علے اللہ یسیرا - بالآخر یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے - کہ قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کو حقیقت پر حمل کرنا بھی بڑی غلطی ہے اور اللہ جل شانہٗ کا یہ پاک کلام بوجہ اعلے درجہ کی بلاغت کے استعارات لطیفہ سے بھرا ہوا ہے - سو ہمیں اس فکر میں پڑنا کہ انشقاق اور انفطار آسمانوں کا کیونکر ہوگا - درحقیقت ان الفاظ کے وسیع مفہوم میں ایک دخل بیجا ہے صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ اور اس قسم کے اور بھی عالم مادی کے فنا کی طرف اشارہ ہے - الٰہی کلام کا مدعا یہ ہے - کہ اس عالم کون کے بعد فساد بھی لازم پڑا ہوا ہے - ہر ایک جو بنایا گیا توڑا جائے گا اور ہر ایک ترکیب پاش پاش ہو جائے گی اور ہر ایک جسم متفرق اور ذرہ ذرہ ہو جائے گا - ہر ایک جسم اور جسمانی پر عام فنا طاری ہوگی - اور قرآن کریم کے بہت سے مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ انشقاق اور انفطار کے لفظ جو آسمانوں کی نسبت وارد ہیں ان سے ایسے معنے مراد نہیں ہیں - جو کسی جسم صلب اور کثیف کے حق میں مراد لئے جاتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ۔

والسمٰوات مطویات بیمینہ -

یعنے دنیا کے فنا کرنے کے وقت خدا تعالےٰ آسمانوں کو اپنے دہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا - اب دیکھو کہ اگر شق السموات سے درحقیقت پھاڑنا مراد لیا جائے تو مطویات کا لفظ اس سے مغائر اور منافی پڑے گا - کیونکہ اس میں پھاڑنے کا کہیں ذکر نہیں صرف لپیٹنے کا ذکر ہے پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے - جو سورۃ الانبیا [illegible] میں ہے [illegible]

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین -

یعنے ہم اس دن آسمانوں کو ایسا لپیٹ لیں گے - جیسے ایک خط متفرق مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے اور جس طرز سے ہم نے اس عالم کو وجود کی طرف حرکت دی تھی - انہیں قدموں پر پھر یہ عالم عدم کی طرف لوٹایا جائے گا یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جس کو ہم کرنے والے ہیں - بخاری نے بھی اس جگہ ایک حدیث لکھی ہے جس میں جائے غور یہ لفظ ہیں - و تکون السموات بیمینہ - یعنے لپیٹنے کے یہ معنے ہیں کہ خداوند تعالےٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں چھپا لیگا - اور جیسا کہ اب اسباب ظاہر اور مسبب پوشیدہ ہے - اس وقت مسبب ظاہر اور اسباب زاویہ عدم میں چھپ جائیں گے - اور ہر ایک چیز اس کی طرف رجوع کرکے تجلیات قہریہ میں مخفی ہو جائے گی - اور ہر ایک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی اور تجلیات الٰہیہ اس کی جگہ لیں گی - اور علل ناقصہ کے فنا اور انعدام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائے گا - اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

یعنے خدا تعالےٰ اپنی قہری تجلی سے ہر ایک چیز کو معدوم کرکے اپنی وحدانیت اور یگانگت دکھلائے گا - اور خدا تعالےٰ کے وعدوں سے مراد یہ بات نہیں - کہ اتفاقاً کوئی بات منہ سے نکل گئی - اور پھر بہرحال گلے پڑا ڈھول بجانا پڑا - کیونکہ اس قسم کے وعدے خدائے حکیم و علیم کی شان کے لائق نہیں ہیں - صرف یہ انسان ضعیف البنیان کا خاصہ ہے - جس کا کوئی وعدہ تکلف اور ضعف یا مجبوری اور لاچاری کے موانع سے ہمیشہ محفوظ نہیں رہ سکتا اور باایں ہمہ تقریبات اتفاقیہ پر مبنی ہوتا ہے - نہ علم اور یقین اور حکمت قدیمہ پر - مگر خدا تعالےٰ کے وعدے اس کی صفات قدیمہ کے تقاضے کے موافق صادر ہوتے ہیں - اور اس کے مواعید اس کی غیر متناہی حکمت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہیں ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البروج

پارہ ۳۰ - رکوع ۱

یہ مکی سورۃ ہے اس میں بڑی بڑی پیش گوئیاں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی کامل اور خاتم النبیین ہونے اور مخالفین و منکرین کے ہلاک ہونے اور مومنین کے بالآخر کامیاب اور بامراد ہونے پر دلائل بیان کئے گئے ہیں اور پھر ان پیشگوئیوں کے لئے فرعون اور قوم ثمود کی ہلاکت کے واقعات کو اور اصحاب الاخدود کے واقعہ کو بطور [illegible] پیش کیا ہے [illegible] کے مخالف جیسے ہلاک ہوئے [illegible] اور [illegible]

[illegible]

ذات باری تعالےٰ اور تمامی مخلوق سالم بن عبداللہ نے مُراد لیا ہے۔ غرض کہ یہ تین آیتیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کے نومسلم اور مظلوم اصحاب کی تسلّی وتشفی کے لئے نازل فرمائیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ کی سطوت اور جبروت اور ملکوتی اقتدار کا بیان ہے۔ جو کفار سے انتقام کے لئے کافی ووافی ہیں۔ اس کے بعد نظیراً اصحاب اُخدود کے واقعہ کو تین ہی آیتوں میں بالمقابل بیان فرمایا ہے:۔

آیت ۵ و ۶ و ۷ - النار ذات الوقود۔

اذا ھم علیھا قعود۔

وھم علےٰ ما یفعلون بالمؤمنین شھود

زمینی حکومت کے ذریعہ سے آگ کی خندقوں کا تیار کرنا اور ان پر تماشہ بینی کے لئے کرسیاں بچھا کر بیٹھنا اور بالآخر اس وقت کے مؤمنین کو (جو غالباً عیسائی موحد تھے) اُن خندقوں میں جھونکنا یہ ایک ایسا نظارہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش کیا تھا کہ جس سے انکی اپنی تکلیفوں کا اندازہ مقابلتہً ان کو معلوم ہوگیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان آیات کو پڑھتے تو فرماتے:۔

اللّٰھم انی اعوذبک من جھد البلاءِ و درک الشقاءِ و سوءِ القضاءِ و شماتۃ الاعداءِ۔

اصحاب الاخدود کے قصہ کو امام مسلم۔ احمدؒ ترمذی نے حضرت صہیب رومی سے نقل کیا ہے:۔

النار ذات الوقود۔	کے مقابلہ میں	سماءِ ذات البروج	تھا
اذھم علیھا قعود۔	کے مقابلہ میں	الیوم الموعود	تھا
ما یفعلون بالمؤمنین شھود۔	کے مقابلہ میں	وشاھدٍ ومشھود	تھا

آیت ۱۰ - ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثمّ لم یتوبوا الآیۃ

سابق کلام میں چونکہ خاص واقعات کا بیان تھا۔ اس لئے اس آیۃ شریفہ میں اسی قسم کے مظالم اور ان کے انتقام کو عام کر دیا۔ فتنہ کا لفظ ہر چھوٹے بڑے ابتلاء اور امتحان کے لئے ہیں۔ آگ میں ڈالنا یہ بھی فتنہ ہے۔ یوم ھم علے النار یفتنون۔

آیت ۱۷ و ۱۸ - ھل اتاک حدیث الجنود - فرعون وثمود۔

فرعون۔ ثمود اور ان کے علاوہ اور اور جنود کفار کے اپنے وقت کے پیغمبروں اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جو مظالم برت کر مورد انتقام ہوگئے۔ اصحاب الاخدود کے ساتھ میں انکو بھی بطور ضمیمہ کے یاد کرلو۔

آیت ۲۰ - واللہ من ورائھم محیط۔ وراء۔ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جسے کوئی پوشیدہ کرے یا کسی چیز کی اوٹ میں آجاوے۔ اور اس کا اطلاق پس وپیش دونوں پر آتا ہے۔ اور اس آیت میں بطور اشتراک معنوی دونوں معنوں کو شامل ہے۔ یعنے آیت کے یہ ہیں آگے پیچھے گھیر رہا ہے۔

آیت ۲۱ و ۲۲ - بل ھو قرآن مجید - فی لوح محفوظ۔

کوشش کہ قرآن شریف اور اسلام کے مٹانے کے لئے کی گئی تھی اس کا اعراب [illegible]

[illegible]

محفوظ ومصئون رہے گا۔ فالحمد للہ۔ کہ ویسا ہی ظہور میں آرہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ ۳۰ - سُورۃ الطّارق رکوع ۱

آیت ۱ - والسّماءِ والطّارق - طرق کے لغوی معنے ٹھوکنے کے ہیں۔ اس سُورۃ شریفہ میں نجم ثاقب کو اس لئے طارق فرمایا کہ وہ شیاطین کو ٹھوک پیٹ کر کھدیڑتے ہیں اور آسمان کے لئے محافظ ہیں۔ جب کہ ہر نفس کے محافظ ہیں تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت وحفاظت بالاولیٰ ضروری ہے۔ راستہ ٹھوکنے پیٹنے سے اور اقدام کی رفتار سے مضبوط ہو جاتا ہے۔ اس لئے طریق کہلاتا ہے۔ مُسافر لوگوں کے رات کو سو رہنے کے بعد جو دروازہ کو کھٹکھٹائے وہ بھی طارق ہے۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

طرقتُ الباب حتےٰ کلمتنی - فلما کلمتنی - کلمتنی -

غرض کہ سورۃ شریف کا موضوع پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضیانت اور حفاظت اور آپکے اعداء کو آپ پر حملہ کرنے سے ٹھوک پیٹ کر دفع کرنا سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ حفاظت وذب ودفاع ظاہری اور باطنی دونوں طور سے متصوّر ہے۔

آیت ۲ - النجم الثاقب - ثاقب دور کا ستارہ۔ ثریّا۔ اور تمامی ستارے بھی مُراد ہوسکتے ہیں۔ کل اصحاب رضؓ آپکی حفاظت کے لئے نجم ثاقب تھے۔ بعض ستاروں کے طلوع کے وقت بیماریوں کے اجرام ان ستاروں کی تاثیر سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ سب سے بڑا شیطانوں کو ٹھوک پیٹ کر کھدیڑنے والا وجود نبی ہی کا ہوتا ہے۔ ہمارے ایک دوست نے اس بات کو ایک شعر میں ادا کیا ہے۔

آسماں سے نجم ثاقب اس شبِ تاریک میں
سر پہ شیطانوں کے پڑنے کے لئے نازل ہُوا

آیت ۶ - خلق من ماءٍ دافق - دافق سیّال پانی - یکے بعد دیگرے متواتر گرنے والے قطرے۔ دافق مدفوق کے معنوں میں ہے۔ عرب کی بولی میں فاعل مفعول کے معنوں میں کثرت سے بولا جاتا ہے۔ جیسے سرٌ کاتمٌ ای مکتومٌ - وفی قول - فے عیشۃ راضیۃ ای مرضیۃ

حضرت صاحب کی ایک نظم میں دفق کا لفظ اسطرح آیا ہے۔

ہرکہ بر دفقِ حکم مشغول است
بر سرِ اجرت است و مقبول است
(براہین احمدیہ)

دفق کے معنے اس شعر میں حکم کے ساتھ ہی کودتے پھاندتے فوراً چلے جاتے کے ہیں۔ قرآن شریف کی ماسبق آیات کا ربط آیات ملحق سے یہ ہے کہ کفار جیسول تھے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل اور ایذاء اور مقابلہ کی ٹھان رکھی تھی انکو توجہ دلائی اسطرف کہ غرور تکبر نبی کے مقابلہ میں چھوڑ دیں اور اپنی پیدائش

اور اس یوم موعود کا نظارہ آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہو۔ جو ذاتِ انقلابِ موجود پر قدرت رکھتی ہے اور ہر روز نیا انقلاب کرتی ہے۔ اس کے آگے وہ انقلاب عظیم بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ قریب ہے کہ وہ یوم موعود یعنی قیامت کا دن بھی نمایاں ہو۔ اور تمام دنیا بھی اُٹھے۔ محاسبہ اعمال کے لئے سب خدا کے حضور میں حاضر ہو جائیں گے اور ہر ایک گواہی دینے والا۔ یعنی نبی اپنی اُمّت کی حالت پر گواہی دے کہ انھوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پیغامات الٰہی کو کہاں تک مانا اور کیسے کیسے دُکھ دے۔ برجوں والے آسمان کی قسم قریب ہے۔ کہ آفتاب دورہ کرتے ہوئے وہ دن بھی آجاوے۔ جب کہ کفار مکہ (اصحاب خندق کی طرح) ذلت اور ہلاکت کے گڑھے میں گرے ہوئے ہوں اور پھر اس یوم موعود کی قسم ہے۔ جس دن جلال الٰہی کا نظارہ لوگوں کی نظر میں جلوہ گر ہو۔ اور پھر اس شخص کی قسم ہے۔ جو اس روز شاہد (حاضر) ہو اور یہ نظارہ جلالت الٰہی کا اپنی نظروں سے دیکھے۔ اور مشہود (یعنی حاضر کئے گئے) کی قسم جن لوگوں کا نظارہ اہل بصیرت اُسی دن مشاہدہ کریں گے۔ یہ وہ دن ہوگا۔ کہ لوگ خدا تعالےٰ کی قدرۃ کو سمجھیں گے۔ اور اس کے وعدوں کو سچا پائیں گے۔ کفار نابہنجار اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے۔ جس طرح پر اصحاب اخدود۔ یعنی کھائی والے ہلاک کئے گئے۔ اور خدا کی عجیب قدرت نمایاں ہوگئی۔ مختصر حال اصحاب خندق کا یہ ہے کہ ایک عیسائی لڑکا بڑا خدا پرست اور صاحب کرامت تھا۔ چنانچہ کئی آدمی اس کی کرامتیں دیکھ کر اور وعظ سُن کر ایمان لے آئے۔ اسوقت کا بادشاہ جو بہت بڑا بُت پرست تھا لوگوں کو جبراً بُت پرستی کرایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے جب ان لوگوں کا حال سُنا۔ تو سخت برافروختہ ہوا۔ اور ان لوگوں کو زجر و توبیخ کے بعد بُت پرستی کے لئے مجبور کیا۔ جب انھوں نے نہ مانا تو زمین میں ایک لمبا چوڑا گڑھا کھدوایا۔ اور اُسے آگ سے بھروا کر اُن آدمیوں کو وہاں ڈلوا دیا۔ وہ یہ ظلم کر ہی رہا تھا کہ دفعتہً وہ آگ اس شدت سے مشتعل ہوئی۔ کہ اس کی لپیٹ بادشاہ اور اُمراء تک جا پہنچی۔ سب کے سب قہر الٰہی کی آگ میں بھسم ہوگئے۔ یہ قصہ ایک عبرتناک واقعہ اور زبردست پیشگوئی تھی کفار مکہ کے لئے جو مسلمانوں کو سخت دُکھ دے رہے تھے۔ انہیں ایمان لانے سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے۔ کئی کو صلیب پر چڑھا دیا۔ زندوں کو تپتی ہوئی ریت میں ڈالدیتے تھے۔ کئی صحابہ کو جان سے مار ڈالا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اس مصیبت سے نجات دیدی اور ڈرایا کہ انّ بطش ربّک لشدید۔ (اے نبی) بے شک تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ چنانچہ آخرکار اللہ تعالےٰ اُن کفار کو ایسا پکڑا کہ سب کے سب فنا و نیست و نابود ہوگئے۔ اور جس طرح اصحاب خندق اسی نار میں جل مرے۔ جس سے مومنوں کو جلا رہے تھے۔ اسی طرح کفار مکہ بھی اسی تلوار سے مارے گئے۔ جو مسلمانوں کی ایذا اور قتل کے لئے انھوں نے نکالی۔ خیال کرنا چاہیئے کہ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی سامان تھا جس کے بھروسے پر آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ ہرگز نہیں۔ آپ بالکل بے زر بے زور بے سامان تھے۔ اور خود آفات و بلیات کا نشانہ بن رہے تھے اور سلامتی [illegible] کی امید نہیں تھی۔

لیکن آپ نے قطعیت اور وثوق کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ ضرور ضرور کفار ہلاک ہوں گے اور مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نصرت اور فیروزی عطا فرمائے گا۔ پس ایسا کلام بجز ملک العلّام کے اور کسی کا نہیں ہوسکتا اور یہ بات دنیا کے تمام کفار۔ آریہ۔ برہمو اور عیسائی وغیرہ کے لئے حجّت ہے۔ (ترجمۃ القرآن)

آیت ۱ - والسّماءِ ذاتِ البروج۔

آیت ۲ - والیوم الموعود -

آیت ۳ - وشاھدٍ ومشھود -

بروج عربی زبان میں روشن ستاروں کو کہتے ہیں۔ برج کے لغوی معنے ظاہر کرنے کے ہیں۔ سماءِ ذاتِ البروج سے مراد معروف بارہ برج۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان وغیرہ لئے ہیں۔ مگر اسی قدر پر ٹھہر جانے سے آگے مطلب نہیں چلتا اور نہ ایات ماسبق کی آیاتِ مالحق سے کوئی مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ بالاتفاق یہ سُورۃ مکی ہے۔ اور اُس وقت نازل ہوئی ہے۔ جبکہ نومسلم صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کفار کا شکار ہو رہے تھے۔ کوئی گرم تپتی ہوئی پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔ اور کوئی بڑی بڑی بے رحمیوں سے قتل کیا جاتا تھا کہ گویا کہ آسمانی سطوت و جبروت کا مقابلہ زمینی حکومت سے کیا جا رہا تھا۔ اور یہ جانکاہ چیزیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں ہو پیش تھی۔ جن سے آپ کو اور نومسلم کمزور اصحاب کو صدمہ عظیم تھا۔ اس لئے ان مظالم کے جواب میں جو زمینی حکومت کے ذریعہ سے کیجاتی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے بھی ملکوتی تین سطوت اور جبروت کو پیش کیا ہے۔ جو سماء ذات بروج - یوم موعود - شاہد و مشہود ہیں۔

سماء ذات بروج سے سارا ملکوتی اقتدار مراد ہے نہ صرف روشن ستارے یا حمل۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ وغیرہ بروج معروفہ یا یوں تصور فرماویں کہ "دولت برطانیہ" کہنے کو تو ایک لفظ ہے۔ مگر اس ایک لفظ کے مفہوم میں انگلینڈ آئرلینڈ۔ سکاٹ لینڈ اور ولش اور ان کے تمامی مختلف ڈیپارٹمنٹ اور صوبے اور حکومتیں ہیں۔ جن پر سے رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کسی ساعت میں بھی آفتاب کا زوال نہیں ہوتا۔ زمینی حکومت کے ذریعہ سے جو تعذیب کیجا رہی تھی۔ اس کے بالمقابل۔ سماء ذات بروج - یوم موعود - شاہد و مشہود کو رکھا ہے۔

یوم موعود میں دس بارہ قول بیان ہوئے ہیں۔ اس توجیہ سے جو اُوپر بیان ہوئی۔ سارے ہی قول صحیح ہو جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔

شاھد و مشھود بھی۔ یوم موعود کی نسبت کہا گیا ہے۔ کہ بدر کا دن۔ فتح مکہ کا دن۔ جمعہ کا دن۔ قیامت کا دن۔ عاشورہ کا دن۔ فرعون کے غرق ہونے کا دن غرض کہ ہر جزا سزا کے ملنے کا دن۔ یہ سارے ہی دن ٹھیک اور درست ہیں اسی طور پر شاہد و مشہود یعنے عرفہ کا دن لیشھدوا منافع لھم۔ قیامت کا دن ذٰلک یوم مجموعٌ لہ الناس وذٰلک یوم مشھود۔ کراماً کاتبین اور مخلوق۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت۔ تمامی انبیاء اور ان کی اُمتیں [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ

بقیہ نوٹ سورۃ الطارق

پارہ تیسواں رکوع ۱

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

آیت ۸ - انہ علٰی رجعہ لقادر - ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی مسئلہ مہتم بالشان ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے اس زمانہ میں مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے شرک اور بُت پرستی کے علاوہ بعث بعد الموت کا سخت انکار کیا گیا تھا۔ اسلئے قرآن شریف میں رجعت یعنے بعث بعد الموت کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اور شریروں کو عقوبت اُخروی سے ڈرایا ہے۔

آیت ۹ - یوم تبلی السرائر - بتلے بمعنے تظہر ہے۔ سرائر۔ سِر کی جمع ہے۔ امتحان میں بھی مخفی استعداد ظاہر کیجاتی ہے۔ اسلئے بلاء امتحان کے معنے دیتا ہے۔ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اس دن جو کچھ مخفی در مخفی طور پر کئے تھے سبھی ظاہر ہو جائیں گے۔

آیت ۱۱ - والسماء ذات الرجع - سماء - بادل - رجع - بارش انجارات سمندروں سے اور زمین سے اُوپر چڑھ کر بادلوں کی شکل میں مینہ بن کر پھر زمین ہی کیطرف لوٹتے ہیں۔ اس لئے بادلوں کا نام سماء اور بارش کا نام رجع ہے

آیت ۱۲ - والارض ذات الصدع - صدع کے معنے پھٹنے کے ہیں قال اللہ تعالٰے۔ یومئذٍ یصدّعون ای یتفرقون۔ صدع کے لفظ سے صرف اس قدر توجہ دلانا مقصود نہیں ہے۔ کہ زمین کے پھٹنے سے کھیتیں اور درخت پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ آسمانی بارش سے جس طرح زمین سرسبز ہوتی ہے۔ اسی طرح پیغمبر کے آنے سے بارش روحی آسمانی سے اہل زمین برگ و بار لاتے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

ایں چنیں کس چو سر و بنہد بجہان	بر جہان عظمتش کنند عیاں
چوں بیاید بہار باز آید	خور بہ نصف النہار باز آید
باز خندد بناز لالہ و گل	باز خیزد ز بُلبلان غلغل

آیت ۱۳ - انہ لقول فصل - انہ کا مرجع قرآن شریف ہے یا آسمانی بارش کے ذریعہ زمینی سرسبزی۔ دونوں ہی صحیح ہوسکتے ہیں۔

آیت ۱۷ - امہلھم رویدا - امہال کے معنے مہلت دینے ڈھیل دینے [illegible] رویدا [illegible] کی تصغیر ہے۔ اسکے معنے [illegible] آیا کرتا ہے۔ [illegible] [illegible] رویدا ای [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ ۳۰ - سورۃ الاعلٰے

رکوع پہلا

آیت ۱ - سبح اسم ربک الاعلٰے - سبح پاکی بیان کر۔ شرک وغیرہ کے عیوب سے اس کی تنزیہ کر۔ آیۃ شریف میں اللہ تعالٰے کی تین صفات کا ذکر ہے سبوحیت - ربوبیت اور علو شان - اس کے تحت میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین پیشگوئیاں تھیں - جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔ آپ جنون افتراء وغیرہ عیوب سے پاک تسلیم کئے گئے۔ آپکی ربوبیت کی زندگی کی ادنےٰ حالت سے تدریجاً یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور اعلٰے ترین مقام پر یہاں تک پہنچائی گئی کہ :-

ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا اور

اتممت علیکم نعمتی کی آواز آپنے سُن لی۔ روئے سخن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے مگر مفہوم کے اعتبار سے ہر صادق راست باز کے لئے عام مخاطبت ہے۔

آیت ۲ و ۳ - الذی خلق فسوّٰی - والذی قدّر فھدٰی - خلق - تسویہ - تقدیر۔ ہدایت ان چار باتوں کو علی الترتیب علّت اور معلول کے سلسلہ میں بیان فرماکر حصول ترقی کے لئے راہ سمجھائی ہے۔ روئے سخن صحابہ رضی اللہ تعالٰے کی طرف ہے اور مفہوم کے اعتبار سے ہر ترقی کے خواہان کے لئے اس میں ہدایت ہے۔

آیت الذی خلق فسوّٰی میں آریہ کا رد ہے جو خلق عالم کا منکر ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ اس مضمون کو بلفظ دیگر قرآن شریف میں یوں ادا فرمایا ہے۔ الذی اعطٰے کل شیٔ خلقہٗ ثم ھدٰے

آیت ۴ و ۵ - والذی اخرج المرعٰی - فجعلہٗ غثاءً احوٰی مرعٰی - زمینی گھانس پات سبز۔ غثا۔ خشک کوڑا کرکٹ۔ غثا جمع ہے اس کا واحد غثاۃ آیا کرتا ہے۔ احوٰی - حوۃ سے مشتق ہے۔ سبزی کے بعد کسی چیز کا سیاہ ہو جانا حوۃ ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ کے مقابلہ میں کفار کا جو انجام ہونیوالا تھا۔ ان دو آیتوں میں دکھلایا ہے۔ جو حسن کم جہاں پاک کے مصداق ہو گئے۔ روئے سخن۔ ابو جہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ربیعہ وغیرہ اس وقت کے کفار کی طرف ہے مگر مفہوم کے اعتبار سے مصداق اس کے ہر صادق راست باز کے معاند ہیں۔ انھیں کا وجود ان کے کھیت کے لئے کھاد بن جاتا ہے۔

آیت ۶ - سنقرئک فلا تنسٰے - الا ما شاء اللہ ذکر ہی حدیث

سوچیں کہ کس حقیر اور ناچیز قطرۂ آب سے ہوئی ہے۔

آیت ۷ - یخرج من بین الصّلب و التّرائب - ترائب کے معنے پستان کے صحیح نہیں ہیں۔ اگر پستان مُراد ہوتے۔ تو کوئی صیغہ تنبیہہ کا ہوتا۔ ترائب تربہ کی جمع ہے۔ ترائب سینہ کے دائیں بائیں دونوں طرف کی پسلیوں کی ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ دل چوں کہ صلب اور ترائب کے درمیان واقع ہے اور دل سے شریانی عروق پیوستہ ہیں اور انھیں شریانی خون سے منی پیدا ہوتی ہے (گو اوعیہ منی بیضیین ہوں جو فلٹر کا کام دیتے ہیں مگر یہاں تو ذکر مخرج کا ہے نہ کہ فلٹر کا) اس لئے انسان کی حقیر پیدائش کا ذکر نہایت تہذیب کے ساتھ کیا۔

کلام الملوک ملوک الکلام

ایک اعتراض اور اس کا جواب اس آیت قرآنی پر جس میں انسان کی فطرت کا بیان مشاہدے کے طور پر بتایا گیا ہے پادری صاحب اعتراض کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ کبھی قرآن مجید کے اصلی لٹریچر سے واقفیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عوام کی سُنی سنائی باتوں کو دل میں رکھ کر اعتراض جمانے لگتے ہیں کسی کتاب پر اعتراض کرنے سے پہلے اس کے اصلی ادب سے بلا واسطہ واقف ہونا فرض ہے۔

اعتراض - نیچرل فلاسفی کے ڈاکٹر صاف صاف دکھلا سکتے ہیں کہ منی خصیئے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ کہ منی باپ کی پیٹھ اور ماں کے سینے میں جیسے قرآن مجید میں ہے۔

جواب :- ہم کو نہایت تعجب آتا ہے۔ جب ہم پادریوں کو نیچرل فلاسفی وغیرہ سائنٹیفک مصطلحات بولتے سنتے ہیں۔ انجیل اور فلاسفی انجیلی تعلیم سخت ہچکچاتی ہے کہ میدان میں نکل کر سائنس سے مقابلہ کرے۔ پادری ڈی ڈبلیو ٹامس (تشریح التثلیث صفحہ ۲۲) معمّا تثلیث کے حل سے عاجز کیسے بے اختیار کہہ اٹھے ہیں "خلقت (نیچر - قانون آلہی) کے احوال سے استدلال اور عقلی دلائل اس میں چل نہیں سکتے۔ اس کا ثبوت بہمہ جہت کلام آلہی پر موقوف ہے" نیچرل فلاسفی بڑا لفظ بولا۔ دوسرے مذہب پر اعتراض کرنے کے لئے تو بے اختیار یہ لفظ زبان سے نکلے گا۔ اندرون خانہ تو اُمید ہے۔ کم ہی استعمال کرنے کا موقع آتا ہوگا پادری صاحب! نیچرل فلاسفی کے ڈاکٹر یوشع بن نون کی خاطر سورج کا کھڑا ہونا۔ مُردوں کا زندہ کرنا۔ مجسّم شخص کا آسمان پر چڑھ جانا۔ بے باپ کے لڑکا پیدا ہونا کب تسلیم کرتے ہیں۔ پہلے انھیں ہی نیچرل فلاسفی کی کسوٹی پر گھِس لیا ہوتا۔ اب حقیقی جواب دینے سے پہلے ایک دو باتوں کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ قرآن مجید کی عظمت بخوبی واضح ہو جاوے۔

شیخ سعدی - ملک ایران میں پیدا ہوئے جس ملک کی نسبت مؤرخوں نے لکھا ہے۔ کہ یونان اور عرب کے علوم مصر سے اور مصر کے علوم ہند یا ایران سے اور بہتوں کا خیال ہے کہ ہند کے علوم بھی ایران سے لائے گئے۔ پھر اسلام کے ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمانوں کے علوم اپنے اوج پر پہونچے ہوئے تھے۔ مزید برآں حضرت شیخ نے اپنے علوم کو سیاحت اور تجربہ زمانہ سے اور بھی جلا دی تھی۔ بایں ہمہ شیخ کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے "ز صلب آمد و نطفہ در شکم" جس پر آج کل کی علمی دنیا ہنسی اڑاتی ہے۔ ملک عرب میں بھی بالخصوص صلب و اصلاب ہی کا محاورہ دائر و سائر تھا۔ اور یہیں تک ان کے محدود ذہن کی رسائی تھی۔ مگر قرآن کریم پر قربان جائیے۔ جو ہمیشہ ہر زمانہ میں اپنی راستی اور صداقت دکھلانے کو طیار ہے اور ابد تک رہے گا۔ یہیں سے انسانی کلام اور آلہی کلام کا تفرقہ معلوم ہوتا ہے۔ لیجئے اب قرآن مجید کا مطلب سنئے۔

جواب حقیقی - فلینظر الانسان مم خلق خلق من مّاء دافق یخرج من بین الصّلب و التّرائب - کیا معنے کہ نطفہ صلب اور ترائب کے بیچوں بیچ سے آتا ہے۔ صلب پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ ترائب جمع ہے تربیہ کی۔ سینے کی ہڈی۔ اب غور کرو کہ نطفہ اور منی شریانی خون سے بنتی ہے۔ اور وہ شریان دل سے نکلتا ہے۔ اور دل صلب و ترائب کے بیچوں بیچ ہے اور طرح پر اس کا مطلب یہ ہے کہ باری تعالےٰ متکبر انسان کی گردن عجب توڑنے کو اُسے اس کی خلقت جسمانی کے منبع کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور چوں کہ قرآن مجید کلام آلہی ہے اور ہر مجلس میں جوانوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں میں پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ انسانی اصلاح کے ہر قسم کے مطالب و اشارات اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی اور تہذیب سے ادا کرے۔ یہاں دانا سمجھ گئے ہوں گے۔ اور حق شناس تو سمجھ ہی گئے ہیں کہ گردن کش انسان کو نصیحت کرنا قرآن کریم کو منظور ہے اور کس جگہ کی طرف اشارہ اُسے مقصود ہے۔ مگر اللہ اللہ کس خوبی اور لطافت سے اس مضمون کو نبھایا ہے۔ یہی اس کتاب کریم کا اصلی اور سچا معجزہ ہے۔

معترضو! خواہ مخواہ کی طعنہ زنی کے عاشقو! ترائب سے نیچے نگاہ کرتے جاؤ۔ اور صلب کی طرف چلے جاؤ۔ عین بیچوں بیچ میں تم کو وہ پمپ یا فوّارہ نظر آوے گا۔ جس میں سے وہ اچھلتا پانی نکلتا ہے۔ جو انسان کی پیدائش کا منبع یا مبدا رہے۔ غور کرو۔ سوچو! ایمان اور انصاف سے کام لو۔ کیا مقصود تھا کیا مطلب تھا کس طرز پر ادا کیا۔ اس سے بڑھ کر فصیح اور پاک کلام کوئی دنیا میں ہے۔ علم ادب اور عربی سے آگاہی حاصل کرو۔ فصحائے عرب عضو تناسل کا نام جب بتقاضائے وقت لازم ہو ایسے ہی ڈھنگ سے لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ افصح العرب و العجم ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔

من یضمن لی ما بین لحییتیہ و ما بین رجلیہ فاضمن لہ الجنّۃ - یعنے جو شخص اپنی زبان اور شرم گاہ کو خواہش اور منکرات سے روکے۔ میں اسے جنت دلوا دونگا۔

الحمد للہ علےٰ ذلک ان ھو الا ما الھمنی بہ ربی۔

ؔ یعنے جو شخص مجھے ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے یعنے زبان اور اس چیز کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنے عضو تناسل میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ ۳۰ - سورۃ الغاشیہ رکوع ۱

آیت ۱۔ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ۔ حدیث الغاشیہ سے اکثر اہل تفاسیر نے قیامت کے حوادث مراد لئے ہیں۔ مسلّمنا۔ یہ صحیح بات ہے کہ قیامت کے حوادث اپنے ہولناک ہونے کی وجہ سے غاشیات ہی ہوں گے کہ انسانوں کے ہوش وحواس عقل وفکر سب کچھ مارے جائینگے۔ مگر قرآن کریم کے اسلوب اور اسکے طرز پر نظر کرنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ جہاں کہیں قرآن شریف میں ھل اتٰک حدیث کذا وکذا آیا ہے۔ وہاں دنیوی عقوبات اُخروی عقوبات کے ساتھ پیوستہ و مقدم رکھی گئی ہیں۔ جیسا کہ ھل اتٰک حدیث الجنود فرعون وثمود اور ھل اتاک حدیث موسیٰ وغیرہ آیات سے ثابت ہے۔ اسی طرح سے جیسا کہ انبیاء سابقین اور ان کے امم کے ساتھ جو معاملات ہوتے ان کے ہمرنگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی کوئی عظیم الشان عقوبت آسمانی آنے والی تھی۔ اس کو ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ میں ذکر فرمایا۔ عقوبتیں تو کفار پر بہت سی آئیں۔ مگر الفاظ قرآنی کا [illegible]ج کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث الغاشیہ قحط شدید تھا جو سات سال تک بزمانہ نبوی واقع ہوا تھا۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ آپ نے اللّٰھم [illegible]نی علیھم بسبع کسبع یوسف۔ ان الفاظ سے دعا کی تھی اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ [illegible] شدید پڑا جس کا ذکر سورہ دخان میں ان الفاظ سے ہے۔ یوم تاتی السماء [illegible]خان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم پ۲۵ع۱۴ اس سورہ شریف کی پہلی آیۃ حدیث الغاشیہ ہے۔ اور سورۃ الدخان میں یغشی الناس ھذا عذاب الیم پ۲۵ع۱۴

آیت ۲و۳ - وجوہٌ یومئذٍ خاشعۃ۔ عاملۃ ناصبۃ۔

جب قحط شدید ہوتا ہے تو فاقوں کی وجہ سے چہرے بگڑ جاتے ہیں ذلّت اور [illegible]نت چہروں پر چھا جاتی ہے۔ عاملۃ ناصبۃ۔ لوگ یوں ہو جاتے ہیں کہ [illegible]ل زراعتوں کے پیچھے محنت کرتے تھک کر چور ہو جاتے ہیں مگر پیداوار کچھ [illegible] نہیں۔ محنت کرنا اور تھکنا ہی پلے پڑتا ہے۔

آیت ۴و۵۔ تصلی نارا حامیۃ۔ تسقی من عین آنیۃ۔ عذاب الجوع سے شکم تنور ہو جاتا ہے۔ سرد پانی کہاں جو پینے کو ملے۔ کہیں دور دراز جگہ یا عمیق در عمیق چاہ سے لایا جاوے گا۔ آنیہ لفظ انیا یعنے تاخیر سے مشتق ہے [illegible] پہاڑوں پر جہاں سے چشمے [illegible] پانی سخت گرم ہوتا ہے [illegible]

تشنہ را دل نخواہد آب زلال

آیت ۶ - لیس لھم طعام الا من ضریع۔ ضریع ایک قسم کی گھاس ہے جب تک پانی کی وجہ سے ہری رہتی ہے۔ شبرق کہلاتی ہے مگر جب سوکھ جاتی ہے تو اسی کو ضریع کہتے ہیں۔ کانٹے دار اور بدبودار تلخ ہوتی ہے تضرّع اسی سے مشتق ہے۔ سورۃ المومنون رکوع چہارم (پارہ ۱۸) میں فرمایا ہے کہ قحط شدید میں ضریع کو کھا کر بھی تضرع نہیں کیا۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔

ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون

اس آیت شریف کا نزول مفسّرین نے قحط شدید کے وقوع کے بارے ہی میں لکھا ہے جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہوا تھا۔

آیت ۷۔ لا یسمن ولا یغنی من جوع۔ قحط کے مارے ہوؤں میں مٹاپا کہاں باقی رہتا ہے۔ جسم ایک پنجرے کیطرح ڈراؤنی شکل کا ہو جاتا ہے۔

آیت ۸ - وجوہ یومئذ ناعمۃ۔ آیت ۸ سے ۱۶ تک مومنوں کے خوش وخورم اور متنعم رہنے کا بیان ہے۔ جن لوگوں کے شامل حال خداوند کریم کا فضل ہوتا ہے ان کے لئے ضرر کے سامان بھی ضرر رساں نہیں ہوتے۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے شدید قحط پڑے مگر جو فاتح قومیں تھیں۔ قحط میں بھی وہ متنعم ہی رہیں۔ سہ

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست *
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت *

یہ ظاہر امر ہے کہ مکہ میں یہ آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور اسی حالت میں اہل مکہ کو بتایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جن کو آج تم ایک بے کس اور بے بس انسان یقین کرتے ہو اور سے فی الواقع آج وہ ایسا ہی ہے بھی کیونکہ کوئی جتھا اور جمعیت اس کے ساتھ نہیں اور تم سمجھتے ہو کہ بہت جلد اسے نابود کر دو گے مگر یاد رکھو کہ ایک وقت آتا ہے کہ اُسکی قوت اور شوکت کا دائرہ وسیع ہو گا اور تم سب اس کے زیر اقتدار ہو گے اس وقت مخالفین عجیب گھبراہٹ کی حالت میں ہوں گے۔ اور وہ ذلیل ہوں گے ایک آگ میں وہ داخل کئے جائیں گے۔ آگ سے مراد نار الحرب بھی ہوتی ہے اور جہنم بھی۔ پس دنیا کی جنگ میں ان کی ناکامی اور نامرادی نار جہنم کے لئے دلیل ہے وہ اس مقابلہ میں ہار جائیں گے۔ ان کو کھولتا ہوا پانی اور خار دار جھاڑیاں جن کو چھتر تھوہر کہتے ہیں کھانے کو ملیں گی۔ اس کا ثبوت دنیا میں یوں ملتا ہے۔ کہ آتشک کے مریض کے لئے تھوہر کے دودھ میں گولیاں بنا کر دی جاتی ہیں اور اوپر سے گرم گرم پانی پلایا جاتا ہے۔ غرض دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح پر آخرت میں بھی ہو گا۔ ربنا اصرف عنا عذاب جہنم۔ آمین

[illegible] ایک گروہ خوش وخرم ہو گا اور اپنی تدابیر کے پورے ہونے [illegible]

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرآن شریف جسے یاد ہے وہ اس کو پڑھتا پڑھاتا رہے۔ اگر پڑھنے میں ڈھیل دے دیگی۔ تو وہ کھلے ہوئے اونٹ سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ سینوں سے نکل جاتا ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرۃ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہر سال ایک بار دور کیا کرتے تھے۔ سالِ وفات آپ نے دو بار دور کیا۔ "دس" کے معنے ضرور بالضرور کے ہیں۔ الّا ما شاء اللہ کے تحت میں موجود قرآن شریف کے علاوہ جسقدر مختلف قرأتیں عرب کے لب و لہجہ کی وجہ سے تھیں۔ سب نسیاً منسیاً ہوگئیں۔ جو زیادہ تر مشہور قرأت تھی۔ وہی متلوّ رہی۔ قرآن شریف کے جمع کے متعلق صحابہ رضے اللہ عنہ کا فعل اللہ تعالیٰ ہی کا فعل تھا۔ شیعہ معترضین اس پر غور فرماویں ؎

ان آیات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے سلسلہ میں بتایا کہ ہم تجھے پڑھائیں گے۔ اور تو کبھی نہیں بھولے گا۔ جیسے پہلی آیتوں میں بتایا تھا کہ ہر شے کو اللہ تعالےٰ نے ایسے فطرتی قوے دیئے ہیں جو اس کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ ایسا ہی اس کو اس کے کمال مطلوبہ تک پہونچنے کا طریق بتایا ہے۔ پس جس باوجود ہستی کو نورِ نبوت دیا جاتا ہے۔ ضرور ہے کہ اس کے قویٰ میں بھی وہی قوت اور طاقت ہو۔ اور اس بارِ نبوّت کے اُٹھانے کے لئے وہ ہمہ تن طیار ہو اور ہر قسم کی مشکلات جو اس راہ میں پیش آویں۔ اُن کے برداشت کرنے کا حوصلہ اور استقلال اس میں موجود ہو۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بشارت دیجاتی ہے۔ کہ تیرے آنے کی جو غرض دنیا میں ہے اس کے حسب حال آپ کو قوے دیئے ہیں۔ اور اس کی تکمیل کی جو راہ ہے۔ وہ آپکو بتا دیجاتی ہے۔ اگر یہ سوال ہو۔ کہ یہ علوم جو نبوّت کے متعلق ہیں۔ وہ کس طرح پر محفوظ رہیں گے۔ اور آپ کس طرح پڑھ لیں گے۔ تو سنو! اُس کے متعلق ہم پیشگوئی کرتے ہیں۔ سنقرئك فلا تنسٰی۔ ہم تجھ کو پڑھا دیں گے اور تو کبھی نہیں بھولیگا اب جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ اور بشارت دی تھی کہ تو ہمارے پڑھائے ہوئے علوم کبھی نہیں بھولے گا۔ اس وعدے کے موافق اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید پڑھایا۔ اور تمام اسرار و حقائق و معارف و دقائق آپ پر منکشف کئے۔ علوم اوّلین و آخرین عطاء فرمائے۔ اور اس پر بھی ربِّ زدنی علماً کی دُعا سکھائی۔ اس آیت میں یہ بھی بتایا ہے کہ بھولیگا نہیں مگر الّا ما شاء اللہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ضروریات دین اور کلام ربّانی جس کا دنیا کو پہنچانا مقصود ہے وہ تو کبھی آپ کو بھول ہی نہیں سکتا اور نہ ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر ایمان ہی اُٹھ جاوے۔ قرآن مجید خود اسکی تشریح دوسری جگہ کرتا ہے۔ ایک جگہ آتا ہے۔ لئن شئنا لنذھبنّ بالّذی اوحینا الیك۔ یعنے اگر ہم چاہتے [illegible] طرف وحی کیا ہے اُسے لے جاتے مگر ایسا وقوع میں نہیں آیا اس لئے الّا ما شاء اللہ یا لئن شئنا سے یہ مراد نہیں ہو سکتا کہ ایسا وقوع میں بھی آیا۔ اور [illegible] ہے کہ کیا کوئی قرآن کریم میں اس کا پتہ ہے اس [illegible]

یعنی شیطانی القاء کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو مضبوط کرتا ہے۔ اور ایک اور جگہ فرمایا۔ یمحُ اللہ الباطل ویحق الحق بکلمٰتہٖ۔ اللہ تعالےٰ باطل کو محو کر دیتا ہے اور اپنے کلمات حق کو حق ثابت کرتا ہے پس معلوم ہوا۔ الّا ما شاء اللہ سے اگر کوئی مُراد ہے تو وہ باطل اور ارادہ و تدابیر شیطانی ہیں۔ جو آپ کی مخالفت کے لئے کیجاتی تھیں یہ بھی یا عظیم الشان پیشگوئی ہے اسکو واقعات سے ملا کر دیکھو کہ کس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو پڑھایا گیا وہ قائم رہا اور دنیا اس کو نہیں بھول سکتی۔ قرآن کریم کی وحی آج تک بھی اسی قوت و شوکت کے ساتھ زندہ اور محفوظ ہے پھر اس کو موکد کرنے کے لئے فرمایا انّہٗ یعلم الجھر وما یخفٰی۔ یعنے یہ اس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہے۔ جو ظاہر اور مخفی تمام اُمور کا پورا علیم و خبیر ہے پس یہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ اس کے بعد ایک اور دلیل برنگ پیشگوئی فرمائی کہ ونیسّرك للیسرٰی یعنے تیرے ہر ایک کام میں سہولتیں اور آسانیاں پیدا کیجائیں گی۔ مکی زندگی جس عسر اور تنگی کی زندگی تھی وہ تاریخی اوراق سے عیاں ہے لیکن بعد میں آپکے لئے جس قدر سہولتیں پیدا ہوئی ہیں وُہ بھی ایک ظاہر امر ہے ہر کام میں سہولت اور آسانی پیدا ہوگئی۔ اور اسطرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی اسکے بعد پھر ایک پیشگوئی فرمائی کہ آپ کا کام تذکیر ہے آپ اس نصیحت کو لوگوں تک پہنچاتے جائیں یہ خالی از فائدہ نہ ہوگی۔ ضرور اپنا مفید نتیجہ پیدا کرے گی ؎

آیت ۸ - ونیسّرك للیسرٰی۔ مکی زندگی آپ کی جس قسم کی عُسرۃ کی تھی اسکو پیش نظر رکھ کر آپ کے عروج اور کمال تک نظر کیجاوے تو آیت کا مفہوم خوب سمجھ میں آجاتا ہے۔ علاوہ اس کے یہ بھی معنے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین لائے ہیں اس کی تعریف آپ نے یوں فرمائی ہے۔ ما بعثت بالیھودیّۃ ولا بالنصرانیّۃ ولکن بُعثتُ بالحنیفیۃ السمحۃ۔ یعنے افراط و تفریط اور رہبانیت سے منزہ سہل اور آسان دین کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے۔ سفر میں قصر ہے۔ عذر ہو تو تیمم ہے۔ سجدہ ہو تو سب جگہ مسجد ہی مسجد ہے۔

آیت ۹ - فذکّر ان نّفعت الذکرٰی۔ اِنْ بمعنے قَدْ ہے۔ جیسے فرمایا۔ سبحان ربّنا ان کان وعد ربّنا لمفعولا۔ ؎ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ؎۔ ان کے معنے ہر جگہ شرطیہ نہیں ہوتے ان دو مقام کے علاوہ قرآن شریف میں کثرت سے اِنْ قَدْ کے معنوں میں آیا ہے۔ افنضرب عنکم الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سُنے یا نہ سُنے۔ وعظ و نصیحت کبھی ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ گوش زدہ اثرے دارد۔

آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ - قد افلح من تزکّٰی۔ وذکر اسم ربّہ فصلّٰی۔ بل تؤثرون الحیٰوۃ الدّنیا۔ فلاح کے لئے ظاہری و باطنی طہارت پراگندہ خیالات سے دلجمعی۔ ذکر و نماز و بالآخر دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ یہ باتیں ضروری ہیں حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے۔ "تصفّٰی قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا"۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے جو ایم اے ہیں اعتراض کیا کہ معنی تو کیڑے کے لعاب سے پیدا ہوتا ہے یہ حال کی تحقیقات کا مشاہدہ ہے مگر جب انکو توجہ دلائی گئی کہ سیپ میں کیڑا کس چیز سے پیدا ہوتا ہے [illegible]

حضرت صاحب [illegible]

[illegible]

ان دس راتوں کے نظارے کو حشر کے نظارے سے بھی تشبیہ دی۔ اور اس سے یہ بتایا ہے۔ کہ جیسے ہر مختلف حصص عالم سے لوگ اس بیت الحرام کی طرف چلے آتے ہیں۔ اور جو لوگ مکہ اور عرفات میں جمع ہوتے ہیں وہ ہر طرف ان قوموں کے آثار اور نشانات کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا اور آخر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ جیسا کہ آگے کھول کر بیان کیا ہے۔ الم تر کیف فعل ربک بعاد آیت نمبر ۷ سے نمبر ۱۴ تک اس میں اہل مکہ کو یہی سمجھانا مقصود ہے کہ تم اس مبارک اور محترم شہر میں سب سے عظیم الشان رسول کی مخالفت کر رہے ہو۔ جو تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار اور سرتاج ہے۔ اس کا انجام یہ ہوگا کہ تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ کیسا عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ آنحضرت کے دشمنوں کا نام و نشان مٹ دیا گیا اور مکہ معظمہ میں ابد الآباد کے لیئے آنحضرت کا کوئی دشمن نہ رہنے دیا۔ جس کی زندگی جن مصائب اور مشکلات سے بھری ہوئی ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت دردناک باب ہے۔ پھر جن ایام میں یہ پُر شوکت پیشگوئیاں اور جلالی تحدیاں کی گئیں۔ ملاحظہ کئے جانے کے قابل ہیں جیسا جیسا کہ الفجر کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ ثمود کی قوم کے عذاب کے وقت کی طرف اس میں اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ جیسے وہ فجر ان کی عذاب کی علامت پر مہر کرنے والی تھی۔ اسی طرح ولیال عشر سے ان راتوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں فرعونیوں کا خاتمہ ہوا۔ اور بنی اسرائیل نے ان کے ہاتھوں سے نجات پائی۔

آیت ۷۔ ارم ذات العماد۔ ارم یا تو عاد کے دادا عوص کے باپ کا نام ہے یا ارم ان کے شہر کا نام۔ دونوں مراد ہو سکتے ہیں یعنے اہل ارم۔ یہ لوگ سام بن نوح کی اولاد سے تھے ہود علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ طویل القد بند عمارتوں والے تھے۔

آیت ۱۰۔ وفرعون ذی الاوتاد۔ کثرت لشکر اور ان کے خیموں اور خیموں کے لوازم کی وجہ سے ذی الاوتاد فرعون کی صفت بیان ہوئی یا سزا میں میخیں گاڑنا اس کی عادت تھی۔

آیت ۱۳۔ فصب علیہم ربک سوط عذاب۔ ایسی سخت چابک جس سے خون بہنے لگے سوط کہلاتی۔ شاید ہماری زبان میں سونٹا اسی لفظ سے بگڑ کر بنا ہے۔

آیت ۱۴۔ ان ربک لبالمرصاد۔ مرصاد۔ صید کے لئے گھات کی جگہ۔ اللہ تعالےٰ نے عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کو گھات یا تاک اور نشانے کی ضرورت نہیں۔ بلے من کسب سیئۃ و احاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار اس کی تفصیل ہے۔ گناہوں کا حلقہ جب چاروں طرف سے پورا ہو جاتا ہے اور کسی مرغوب غذا کا تیر بھی کسی خاص وقت یا خاص جگہ سے نکل پڑتا ہے۔ تو یہ نخچیر شکار ہو جاتا ہے۔

آیت ۱۷۔ لا تکرمون الیتیم میں یتیم کے لفظ سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ [illegible] ... یتیم سمجھا ... مراد ہیں حدیث شریف میں ہے [illegible]

آیت ۲۳۔ یومئذ یتذکر الانسان وانی لہ الذکری۔ اللہ تعالےٰ کا عذاب رویت عذاب سے پہلے توبہ اور استغفار سے ٹل جاتا ہے اور یہی سنت اللہ ہے مگر جب عذاب کی رویت ہو جاوے تو پھر توبہ استغفار و انابت الی اللہ بھی کام نہیں پڑتے جیسا کہ فرمایا۔

فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا بأسنا۔ سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ ۲۴/۱۲

آیت ۲۴۔ یالیتنی قدمت لحیاتی۔ حیات موت کے بعد کی جاودانی زندگی کو کہا گیا ہے۔

آیت ۲۷۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ الی آخر السورۃ۔ ہر سورۃ کے ابتدا کو اسکے آخر سے لطیف مناسبت ہوتی ہے۔ سورہ شریفہ کی ابتدائی آیات میں اوقات مخصوصہ منجملہ ان کے عشرہ آخرہ رمضان المبارک اور ان کے شفع اور وتر کا ذکر تھا جنہیں اعتکاف کیا جاتا ہے۔ تخلیہ ہوا اور اطمینان قلب نہ ہو۔ تو وہ اوقات بابرکات بھی مفید نہیں پڑتے۔ ؎

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل ٭ بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی
ورت مال و جاہست و زرع و تجارۃ ٭ چو دل با خدا ایست خلوۃ نشینی

اطمینان قلب نہ حاصل ہونے کی ایک وجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

از طمع جستیم ہر چیزے کہ آں بے کار بود
خود فزوں کردیم ورنہ اندکے آزار بود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پارہ ۳۰۔ سورۃ البلد رکوع ۱

پچھلی سورۃ میں بتایا تھا کہ اہل مکہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سنت اللہ کے موافق یہ بھی عذاب الٰہی میں گرفتار ہونگے کیونکہ مامورین و مرسلین کے مخالفین اور منکرین کا انجام یہی ہوا کہ وہ بالآخر تباہ اور ہلاک ہوگئے۔ اس سورۃ میں اس شہر پر عذاب آنے اور اس میں تاخیر کی وجہ بتائی ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ وہ کیا اسباب ہیں۔ جو انسان کو بدی اور سرکشی پر دلیر اور بے باک کر دیتے ہیں اور ایسا ہی یہ بھی بتایا کہ وہ ایک جوابدہ ہستی ہے اور اشرف المخلوقات ہے اسلئے ضرور ہے کہ ایسی اعلےٰ اور اشرف ہستی پر کچھ فرائض اور حدود ہوں۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے قوے دیئے ہیں اور نیکی بدی کا راستہ بتا کر اس کی تمیز فطرت میں رکھدی ہے۔ اس پر بھی اگر وہ اعمال صالحہ نہ کرے تو سخت افسوس ہے۔ اعمال صالحہ کی تصریح اور بالآخر بتایا کہ جو آیات اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ ملعنہ نار ہونگے یہ خلاصہ ہے اس سورۃ کا۔

آیت ۱۔ لا اقسم بھذا البلد۔ مخاطب کے بانی [illegible] مسجد [illegible]

باغات عالی مرتبہ ہوں گے جن میں لغویات کو دخل نہیں اس میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے اور تخت ہوں گے۔ کوزے آبخورے قرینہ سے رکھے ہوں گے۔ قالین اور تکیے لگے اور بچھے ہوئے۔ غرض یہ تمام انعامات اس دنیا میں صحابہ کو ملے اور انھوں نے ایسے باغات حاصل کیئے۔ ان تمام اُمور پر پہلے مختلف جگہ ہم نے بحث کر دی ہے اب زیادہ تفصیل اور توضیح کی حاجت نہیں۔ المختصر مکہ معظمہ میں منکرین کو عذاب کی اور موافقین و متبعین کو کامیابی اور جنات عالیہ کی خوشخبری بزنگ پیشگوئی دی جاتی ہے اور بتایا ہے کہ قیامت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ دنیا میں اس طرح پر ہوا۔ اور یہ قیامت کا ثبوت ٹھیرا۔

آیت ۱۷ - افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ اس آیت شریفہ اور اس کے مابعد کی اور تین آیتوں میں صبر اور استقلال اور مصائب کے وقت یک رنگی کا بیان ہے۔ سب سے پہلے اونٹ کا ذکر فرمایا کہ کس طرح وہ بارکش اور نافع للناس وجود ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:۔

برخوان افلا ینظر تا قدرت ابینی ؛ یکرہ بشتر بنگر تا صنع خدا بینی
در خار خوری قانع در بارکشی راضی ؛ این وصف اگر جوئی در اہل صفا بینی

علے ہذا القیاس نزول بلا کے وقت اہل صفا آسمان کی طرح مرفوع الاحوال پہاڑوں کی طرح مستقل المزاج اور زمین کی کشادگی کی طرح وسیع الحوصلہ ہوتے ہیں۔ بعض کوتاہ نظر معترضوں نے۔ ابل۔ سما۔ جبال اور ارض ان چار مناظر کو ایک جگہ مذکور دیکھ کر اعتراض کیا کہ کلام بے ربط ہے۔ کوئی بات آسمان کی ہے تو کوئی زمین کی ایک جانور ہے تو دوسرا پہاڑ۔ یہ اعتراض قلت تدبر اور سوءِ فہم کی وجہ سے ہے ورنہ مناسبت ایسی تام اور ابلغ ہے کہ نظارۂ قدرت میں اس سے بڑھ کر جامع الصفات چیزیں دوسری ہیں نہیں جو فہمائش کے لیئے پیش کی جاتیں۔

آیت ۲۲ - لست علیہم بمصیطر۔ مصیطر۔ س اور ص دونوں سے لکھا جاتا ہے۔ اسکے معنے جابر کے ہیں۔ نبی کا کام صرف تبلیغ کر دینا ہے۔ جو نہ مانے ان پر نبی جبر نہیں کیا کرتے۔

آیت ۲۴ - فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قحط کے عذاب کے علاوہ کوئی اور بھی عذاب ہے۔ جس کا نام عذاب اکبر رکھا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ولنذیقنّہم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر ۲۱/۲۵۔ سورہ دخان اور سورۃ المومنوں میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے قحط کی آیتوں سے سورۃ الغاشیہ کے الفاظ ملتے جلتے ہیں اس لئے حدیث الغاشیہ سے مُراد قحط شدید کی پیشگوئی ہم نے مُراد لی ہے اور یہی سورۃ الغاشیہ میں ایسے الفاظ لائے گئے ہیں۔ جیسے ضریع۔ لا یسمن۔ عاملۃ۔ ناصبہ وغیرہ قحط ہی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حدیث الغاشیہ سے بطور معارف کوئی اور بھی قسم عذاب کی مراد ہو تو ممکن ہے۔ کیونکہ کلام الٰہی ذوالمعارف ہوتا ہے تا وقتیکہ تفاوتیہ ہو سارے ہی معارف صحیح سمجھے جا سکتے ہیں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ الاعلےٰ اور سورۃ الغاشیہ کو اکثر نماز جمعہ اور عیدین میں ان سورتوں کے ذوالمعارف ہونے کی وجہ سے [illegible] نماز [illegible] میں بھی ان

دو سورتوں کا کثرت سے پڑھنا آپ کا ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پارہ ۳۰ - سُورۃ الفجر رکوع ۱

آیت ۱ و ۲ و ۳ و ۴ - والفجر۔ ولیالٍ عشر۔ والشفع والوتر۔ والیل اذا یسر۔ صبح کا وقت۔ دس راتیں۔ جفت اور طاق اور رات جبکہ رواں ہو بڑی ان پانچ اوقات متبرکہ ومخصوصہ کو واسطے اظہار ان کی عظمت کے بطور قسم کے یاد فرمایا ہے۔ ان پانچ اوقات متبرکہ ومخصوصہ کی تعین میں بہت سے قول بیان ہوئے ہیں۔ جفت اور طاق کی تعین میں وقت کے علاوہ کوئی اور دوسری شے بھی مراد سمجھی گئی ہے۔ ان سب اقوال میں زیادہ تر اقرب بفہم جو بات معلوم ہوتی ہے وہ ہے کہ چونکہ ان آیات کے مابعد ساتھ ہی ذکر بعض بڑی بڑی قوموں مثلاً عاد ارم وغیرہ کی ہلاکتوں کا نبیوں کے مقابلہ کی وجہ سے بیان ہوا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے بڑا ہتھیار پیغمبروں کے ہاتھ میں دشمنوں کے مقابلہ کے وقت دُعا ہی کا ہوتا ہے۔ اور دُعاؤں کی قبولیت کے لیئے بعض اوقات مخصوصہ ومقامات متبرکہ خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ایک شق انہیں سے جو اوقات مخصوصہ ومتبرکہ کی ہے ذکر کی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ متبرک ایام ولیالی عشرہ اواخر رمضان المبارک ہیں۔

(۱) صبح کو بیسویں کی اعتکاف میں داخل ہوتے ہیں اور یہی مسنون ہے۔ اگر چاند تیسویں کا ہو تو دس[2] راتوں میں اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر چاند اُنتیس کا ہو تو دونوں کی تعداد جفت[3] اور راتیں وتر[4] ہو جاتی ہیں۔ بعد ختم عشرہ آخرہ رمضان المبارک کے شوال کی پہلی رات لیلۃ الجائزۃ[5] کہلاتی ہے کہ اس رات میں تمامی ماہ رمضان المبارک کا اجر و ثواب اللہ تبارک وتعالےٰ بندوں کو عطا فرماتے ہیں پہلی شب شوال کی باعتبار اس کے کہ سارے رمضان شریف کا ثواب اس میں مرحمت کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں نہایت بابرکت رات بیان ہوئی۔ جو والیل اذا یسر[5] کی مصداق ہے۔

صبح کے اوقات کی نسبت خصوصیت سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی ہے کہ:۔ اللّٰہُمّ بارک لامّتی فی بکورھا۔ اوکما قال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس کے علاوہ ان پانچ باتوں کی توجیہات اور بھی بیان ہوئی ہیں۔ ماحصل ان سب کا یہی ہے کہ ان سے امکنہ مُراد ہوں یا ازمنہ

دُعا کے لئے

یہ بڑے زبردست ہتھیار ہیں جنھوں نے دشمنوں کی بڑی بڑی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ والیل اذا یسر سے شب [illegible] بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ [illegible]
رات ساری کی ساری بابرکت [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

پارہ تیسواں۔ سورۃ البلد رکوع ۱

گذشتہ سے آگے

بڑا ایک سبب یہی دوسرے کو راستی کی تنگی کی وجہ سے چلنا پڑتا ہے۔ اس اقتحام عقبہ کو ذیل کی چند آیات میں یتیم مسکین وغیرہ سے تعبیر کیا ہے ایثار بھی ہو سکتا ہے بلکہ انسان اپنی تنگی کو تیس ... دوسرے کی راحت کو مقدم کر دے یہ ایک دشوار گذار گھاٹی ہے۔ دنیا کی مفتوح قومیں جب کبھی فتح بن گئی ہیں۔ تو اسی اقتحام کی وجہ سے بن گئی ہیں۔ غیراً ... صفات بیدان ہو گئے ہیں۔

آیت ۱۱۔ فی یوم ذی مسغبۃ۔ مسغبہ مصدر میمی ہے۔ سغب یسغب سغباً فھو ساغبٌ و سغبان۔ ساغب اور سغبان بھوکے کو بولتے ہیں۔

آیت ۱۷۔ ثم کان من الذین اٰمنوا۔ الآیۃ۔ ثم واسطے تاخیر کے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے ایثار نفسی کے کام کرنے سے جو مذکور ہوئے انسان مومن بن جاتا ہے۔

آیت ۱۸۔ اولٰئک اصحٰب المیمنۃ۔ میمنہ یمن سے مشتق ہے یہ لوگ بابرکت ہو جاتے ہیں یا یمین سے یعنی راستباز۔ نامہ اعمال کو داہنے ہاتھ میں پانے والے۔

آیت ۱۹۔ ھم اصحٰب المشئمۃ۔ مشئمہ نحوست اور بدبختی والے

آیت ۲۰۔ علیھم نارٌ مؤصدۃ۔ موصدہ کے معنے مطبقہ کے ہیں یعنی دوزخ کے دروازے انپر بند کر دیئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ ۳۰۔ سورۃ الشمس رکوع ۱

اس سورۃ کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ تحریر فرمائی ہے وہ مختصر آپ ہی کے الفاظ میں ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ ... بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

آیت ۱۔ والشمس وضحٰھا۔ یعنی قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی

آیت ۲۔ والقمر اذا تلٰھا۔ اور قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے

آیت ۳۔ والنھار اذا جلّٰھا۔ اور قسم ہے دن کی جب اپنی روشنی کو ظاہر کرے

آیت ۴۔ واللیل اذا یغشٰھا۔ اور قسم ہے رات کی جو بالکل تاریک ہو

آیت ۵۔ والسماء وما بنٰھا۔ اور قسم ہے رات کی اور اس کی جس نے اسے بنایا۔

آیت ۶۔ والارض وما طحٰھا۔ اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا۔

آیت ۷۔ ونفسٍ وما سوّٰھا۔ اور قسم ہے انسان کے نفس کی اور اس کی جس نے اسے اعتدال کامل اور وضع استقامت کے جمیع کمالات متفرقہ عنایت کئے اور کسی کمال سے محروم نہ رکھا بلکہ سب کمالات متفرقہ جو پہلی قسموں کے نیچے ذکر کئے گئے ہیں اس میں جمع کر دیئے اس طرح پر کہ انسان کامل کا نفس۔ آفتاب اور اس کی دھوپ کا بھی کمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور چاند کے خواص بھی اس میں پائے جاتے ہیں کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کر سکتا ہے۔ اور ایک نور سے بطور استفادہ اپنے اندر بھی نور لے سکتا ہے۔ اور اس میں روز روشن کے بھی خواص موجود ہیں کہ جیسے محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی میں کما حقہٗ اپنے کاروبار کو انجام دے سکتے ہیں ایسا ہی حق کے طالب اور سلوک راہوں کو اختیار کرنے والے انسان کامل کے نمونہ پر چلکر بہت آسانی اور صفائی سے اپنے مہمات دینیہ کو انجام دیتے ہیں۔ سو وہ دن کی طرح اپنے فیض بکمال صفائی ظاہر کر سکتا ہے۔ اور ساری خاصیتیں دن کی اپنے اندر رکھتا ہے اندھیری رات سے بھی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کی انقطاع اور تبتل کے جو اس کو منجانب اللہ حاصل ہے بحکمت و مصلحت الٰہی اپنے نفس کی ظلمانی خواہشوں کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہو جاتا ہے یعنے جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے ہیں۔ جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کھانا پینا۔ سونا اور بیوی کے حقوق ادا کرنا یا بچوں کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجا لاتا ہے۔ اور کچھ تھوڑی دیر کے لئے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کر لیتا ہے نہ اس وجہ سے کہ اس کو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف میلان ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خود خداوند کریم علیم و حکیم اس کو اس طرف توجہ بخشتا ہے تا روحانی تعب اور مشقت ... کے اٹھانے کے لئے تیار ہو جاوے

ہے۔ المراد ما الامر کما دخل۔ یعنے جیسا انھوں نے خیال کیا ہے ویسا نہیں بلکہ ایسا دقسم کے ساتھ مکہ معظمہ کو بلد کے نام سے اسلیئے ذکر فرمایا کہ توجہ دلائے کہ یہی بلد ایک وقت ایک مقام غیر آباد غیر ذی زرع تھا اور اب جس خدا نے اس کو بلد بنایا ہے۔ اوسی خدا کا منشاء ہے کہ ایک یتیم بے سروسامان کو بادشاہ بنا دے

آیت ۲ ۔ وانت حلّ بھذا البلد ۔ اور تو شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ اس شہر میں محل ہونے والا ہے یعنے نزول کرنے والا ہے۔ آیۃ کریمہ انّ الّذی فرض علیك القرآن لرادّك الی معاد۔ کا بھی یہی مطلب ہے۔ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے اس شہر کو اللہ تعالےٰ نے محرم بنایا ہے اور قیامت تک اس کا محرم ہونا باقی رہے گا۔ صرف آپ کو فتح مکہ کے دن ایک ساعت کے لئے اجازت قتال کی دیگئی تھی۔ اور وہ بھی اسی لئے کہ وانت حِلٌّ بھذا البلد۔ یعنے قتل کے لیئے اسی بلدِ محرم میں کفار نے آپ کی نسبت ارادہ کرلیا تھا۔ گویا والحرمات قصاص کا منشاء پورا ہوا۔

آیت ۳۔ ووالدٍ وما ولد ۔ مکّہ کے اُمّ القریٰ ہونے کی وجہ سے اہل مکہ اپنے کو اوروں کا والد سمجھتے تھے۔ تو اللہ تبارک وتعالےٰ گویا یوں فرماتے ہیں کہ ہم تو سب والدوں کے بھی والد ہیں۔ بہتر نمونہ والد اور ولد کا حضرۃ ابراہیم اور اسمٰعیل ہیں۔

آیت ۴۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد ۔ انسان اپنے دشمن کو دکھ پہونچانے میں سنگدلی اور بے رحمی تو کرتا ہے اور یہ بے رحمی اور سنگدلی جب اسپر الٹ پڑتی ہے۔ تو طرح طرح کی سختیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ سورۃ کی ابتداء سے سات آیتوں تک غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کی سات آیتوں کی طرح ان ابتدائی سات آیتوں میں مضمون نصفا نصف مشترک ہے اور اس چوتھی آیۃ

لقد خلقنا الانسان فی کبد

میں یہ ظاہر فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شاہانہ شان و شوکت ملیگی وہ آپ کی محنتوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ ہے۔ اور کفار کو جو جان ومال کی تباہی دیکھنی پڑے گی وہ انکی اُلٹی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہوگا۔ مکہ کی فتح اور کفار کی شکست پر آیۃ کریمہ

ان لیس للانسان الّا ما سعیٰ ۔ وانّ سعیہٗ سوف یریٰ $\frac{۵۳}{۷}$

خوب اچھی طرح سے روشنی ڈالتی ہے۔ اب بعد ان چار یا ساڑھے تین آیتوں کے روئے سخن کفار کی طرف ہے۔

یہ ثابت کرکے کہ انسان ایک مکلّف اور جوابدہ ہستی ہے۔ پھر ان اعمال صالح کی ہدایت کی جو انسان کو سعادت کی گھاٹیوں پر لے جاتے ہیں اور وہ شفقت علیٰ خلق اللہ سے شروع ہوتے ہیں۔ ان آیات میں بھی مکہ والوں کو ڈرایا ہے۔ کہ تمہارا انسانی اور اخلاقی فرض یہ تھا کہ یتیموں اور مسکینوں سے سلوک کرتے۔ مگر تم نے دریتیم کی قدر نہ کی۔ ہاں جنھوں نے قدر کی وہ مومن ہیں۔ اور انھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی باوجودیکہ کی زندگی میں ان کو طرح طرح کے مصائب اور مشکلات پیش آئے لیکن پھر بھی وہ حوصلہ [illegible] سے کام لیتے رہے ہیں اور مسکینوں پر دوام اور استقلال سے کام

لیتے ہیں اور خلق اللہ پر شفقت کا اظہار کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اصحاب المیمنہ ہیں اور جنھوں نے آیات اللہ کا انکار کیا ہے۔ وہ آتشی جیل خانہ میں جائینگے۔ یعنے منکرین رسالت و نبوت محمدیہ کے لئے ایک خطرناک عذاب میں ہے چنانچہ یہ سب باتیں پوری ہوگئیں اور جیسا کہ شروع میں کہا گیا ہے کہ وہ نبوت محمدیہ کی صداقت کے دلائل ٹھیرین۔ ولله الحمد (ترجمۃ القرآن)

آیت ۵ ۔ أیحسبُ أن لن یقدرَ علیه احدٌ ۔
لَن نفی تاکیدی زمانہ مستقبل کے لئے ہے۔ اور یقدر کے ساتھ علیٰ کا لفظ ہے جو ضرر کے لئے آتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کفار کو شکست ہوگی۔

آیت ۶ ۔ یقولُ اھلکتُ مالاً لُبداً ۔ یقولُ۔ صیغہ مضارع کا ہے حال اور استقبال دونوں پر شامل ہے۔ مگر واقعات کے لحاظ سے مستقبل زمانہ کی طرف زیادہ تر توجہ دلاتا ہے۔ کچھ تو مال مخالفت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کرچکے ہیں اور زیادہ تر اور بھی خرچ کرکے ناکام رہینگے۔ دوسری جگہ اسی مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔ ان الّذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدّوا عن سبیل اللہ فسینفقونھا۔ ثم تکون علیھم حسرۃً ثم یغلبون۔ $\frac{۹}{۱۸}$

آیت ۷ ۔ ایحسب ان لم یرہٗ احد ۔ گذشتہ ایحسب کے ساتھ لن تھا۔ اور اس ایحسب کے ساتھ لم ہے۔ اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے کہ کس کی کوششیں راہ صواب پر ہیں۔ اور کس کی کوششیں راہ خطا پر ہیں۔

آیت ۸ و ۹ و ۱۰ ۔ الم نجعل لہٗ عینین ۔ ولساناً وشفتین ۔ وھدینٰہُ النجدین ۔

مکہ غیر ذی زرع مقام تھا۔ اس کا بلد بن جانا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والد۔ حضرت اسماعیل ولد کی صدق وصواب کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ آنکھوں سے دیکھو کہ یہ کعبہ باپ اور بیٹے دونوں کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے۔ لسان اور شفتین سے زمزم کو پی کر دیکھو کہ یہی ان کو ان کے ایام میں اکل وشرب کا کام دیتا تھا۔ صفا اور مروہ کی دونوں ٹکڑیوں پر جاکر دیکھو کہ کس قدر پریشانی ان کو تھی یہاں والد اور ولد کے ساتھ والدہ بھی شامل ہے۔ یہ ایک تنگ اور دشوار گذار روڑہ تھا۔ جس میں سے وہ تینوں علیہم الصلوٰۃ گذر گئے۔

عینین۔ شفتین اور نجدین سے بچہ کی سمجھ اس کا دودھ چوسنا اور ماں کے پستان بھی مراد سمجھے گئے ہیں۔ اس میں بھی کوئی خلاف نہیں۔ ؎

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

آیت ۱۱ ۔ فلا اقتحم العقبۃ ۔ اقتحام کے معنے کسی خطرناک جگہ میں بغیر پس وپیش کو سوچے دھنس جانے کے ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ ھذا فوجٌ مقتحمٌ معکم $\frac{۲۳}{۱۴}$ ۔ یہ آیۃ شریفہ دوزخیوں کے دھسان کے بارے میں ہے عرب بولا کرتے ہیں۔ تقحّم فی الامر تقحّماً ای رمٰی بنفسہ فی الامر بغیر رویۃ عقبہ۔ پہاڑ کے درّے اور گھاٹی کو کہتے ہیں جو بسبب تنگ اور دشوار گذار ہونے کے بمشکل کراس سے پہنچ گذر سکتے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

جاتے ہیں۔ اور اُنپر یقین لانے کے لئے یہ ایک سیدھی راہ ہے۔ کہ انسان حسب منشاء قانون الٰہی تزکیۂ نفس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تزکیۂ نفس کی حالت میں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین سے وہ ہر ان کمالات مخفیہ کی سچائی کھل جائے گی۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ ایک مثال کے طور پر ثمود کی قوم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ انھوں نے بباعث اپنی جبلی سرکشی کے اپنے وقت کے نبی کو جھٹلایا اور اس تکذیب کے لئے ایک بڑا بدبخت ان میں پیش قدم ہوا۔

آیت ۱۱ - کذبت ثمود بطغوٰیھا۔ جھٹلایا قوم ثمود نے اپنے وقت کے نبی صالحؑ کو

آیت ۱۲ - اذ انبعث اشقٰیھا۔ تکذیب کے لئے ایک بڑا بدبخت پیش قدم ہوا۔

آیت ۱۳ - فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیٰھا۔ اس وقت اس رسول نے نصیحت کے طور پر کہا کہ ناقۃ اللہ یعنے خدائے تعالےٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی جگہ کا تعرض مت کرو۔ یہ ایک نہایت لطیف مثال ہے جو خدائے تعالےٰ نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے مشابہت دینے کے لئے جگہ لکھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اور اس کے فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں خدائے تعالےٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر سوار ہو جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔ سو نفس پرست لوگوں کو جو حق سے منہ پھیر رہے ہیں۔ تہدید اور انذار کے طور پر فرمایا کہ تم لوگ بھی قوم ثمود کی طرح ناقۃ اللہ کا سُقیا یعنی اس کے پانی پینے کی جگہ جو یاد الٰہی اور معارف الٰہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی موقوف ہے اُسپر بند کر رہے ہو۔ اور نہ صرف بند بلکہ اس کے پیر کاٹنے کے فکر میں ہو۔ تا وہ خدائے تعالےٰ کی راہوں میں چلنے سے بالکل رہجائے جیسا کہ فرمایا:۔

آیت ۱۴ - فکذبوہ فعقروھا - یعنے پیغمبر کی نصیحت کی تکذیب کی اور صالحؑ کی اونٹنی کے پیر کیا کاٹے اپنے ہی نفسوں پر چھری پھیرلی۔ سو اگر تم اپنی خیر مانگتے ہو تو اس زندگی کا پانی اس پر بند مت کرو اور اپنی بے جا خواہشوں کے تیغ و تبر سے اس کے پیر مت کاٹو۔ اگر تم ایسا کروگے تو وہ ناقہ جو خدا تعالیٰ کی سواری کے لئے تم کو دی گئی ہے مجروح ہو کر مرجائے گی۔ تو تم بالکل نکمے اور خشک لکڑی کی طرح متصور ہو کر کاٹ دئے جاؤ گے اور پھر آگ میں ڈالے جاؤ گے۔

آیت ۱۵ - فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوٰیھا۔

آیت ۱۶ - ولا یخاف عقبٰھا۔ مگر انھوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے [illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم۔

پارہ ۳۰ - سورۃ اللّیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ - واللیل اذا یغشٰی۔

آیت ۲ - والنھار اذا تجلّٰی

آیت ۳ - وما خلق الذکر والانثٰی -

آیت ۴ - انّ سعیکم لشتّٰی۔

ماحصل ان چاروں آیتوں کا ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ نتائج ہر کام کے اسی قدر نکلیں گے۔ جس قدر کہ خیر یا شر کے وہ کام کئے گئے ہیں۔ ع

گندم از گندم بروید جو ز جو۔ رات دن کا کام نہیں دیتی۔ دن رات کا کام نہیں دیتا۔ مرد ین کاموں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ عورتوں سے وہ کام نہیں ہوتے۔ عورتیں مردوں کا کام نہیں دے سکتیں ہر ایک کے مختلف کام اپنے حسب حال مختلف نتیجے پیدا کرتے ہیں یہ تمہید اس سورہ شریفہ کی ہے۔ تفسیروں میں بیان ہوا ہے کہ سورہ شریفہ کا نزول حضرت ابوبکرؓ اور امیۃ بن خلف کافر کے متضاد مختلف کوششوں کے بارہ میں ہوا ہے۔ مضمون سے اور واقعات کے لحاظ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ ہمارے اس وقت کے حسب حال صادق کو قبول کرنیوالے اور دینی کاموں میں چندہ دینے والے اور ان کے مخالفوں کے لئے بھی خصوصیت سے اس سورہ شریف میں خبر ہے۔

آیت ۵ - من اعطٰی واتّقٰی

آیت ۶ - وصدّق بالحسنٰی۔

آیت ۷ - فسنیسرہٗ للیسرٰی۔

چندہ دینے والے متقی اور صادق کو قبول کرنے والے اس دنیا میں بھی مشکلات سے امن میں رہے اور آخرۃ میں بھی امن سے رہیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام میں سب سے پہلے یہ کام کیا تھا۔ خلافت کے ابتدا میں جو مشکلات پیش آئے اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ان سب سے بآسانی خلیفہ اول کو عبور کرا دیا۔ اور ہر ایک کے لئے یہی وعدہ ہے۔

آیت ۸ - واما من بخل واستغنٰی۔

آیت ۹ - وکذّب بالحسنٰی۔

آیت ۱۰ - فسنیسرہٗ للعسرٰی۔

جنھوں نے نہ مال خرچ کیا نہ تصدیق کی ان پر ایسی حسرت پڑی کہ جو خوشحالی پہلے [illegible]

سو اسی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گدازش اور ہم و غم کے غلبہ کے وقت کسی قدر حظوظ نفسانیہ سے تمتع حاصل کر لیتے ہیں تو پھر جسم ناتوان ان کا روح کی رفاقت کے لئے از سر نو تری اور توانا ہو جاتا ہے۔ اور اس تھوڑی سی محجوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے مراحل نورانی طے کر جاتے ہیں۔ اور ایسا اس کے نفس انسان میں رات کے اور دوسرے خواص دقیقہ بھی پائے جاتے ہیں جن کو علم ہیئت اور نجوم اور طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہے۔ ایسا ہی انسان کامل کو آسمان سے بھی مشابہت ہے۔ مثلاً جیسے آسمان کا پول اس قدر وسیع اور کشادہ ہے کہ کسی چیز سے پُر نہیں ہو سکتا ایسا ہی ان بزرگوں کا نفس ناطقہ نہایت درجہ کی وسعتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور باوجود ہزار ہا معارف و حقائق کے حاصل کرنے کے پھر بھی ماعرفناک حق معرفتک کا نعرہ مارتا ہی رہتا ہے اور جیسے آسمان کا پول روشن ستاروں سے پُر ہے ایسا ہی نہایت روشن قوے اس میں بھی رکھے گئے ہیں کہ جو آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو زمین سے بھی کامل مشابہت ہے یعنے جیسا کہ عمدہ اور اول درجہ کی زمین یہ خاصیت رکھتی ہے کہ جب اس میں تخم ریزی کی جائے اور پھر قلبہ رانی اور آبپاشی ہو اور تمام مراتب محنت کشاورزی کے اس پر پورے کر دیئے جاویں۔ تو وہ دوسری زمینوں کی نسبت ہزار گنا زیادہ پھل لاتی ہے اور نیز اس کا پھل بہ نسبت اور پھلوں کے نہایت لطیف اور شیرین اور لذیذ اور اپنی کمیت اور کیفیت میں اتنا درجہ تک بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال ہے۔ کہ احکام الٰہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لے کر اس کے اعمال صالحہ کے پودے نکلتے ہیں اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اس کے پھل ہوتے ہیں کہ ہر ایک دیکھنے والے کو خدائے تعالےٰ کی پاک قدرت یاد آ کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے۔ سو یہ آیت ونفس وما سوّٰھا صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ انسان کامل اپنے معنے اور کیفیت کے رو سے ایک عالم صغیر ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون و صفات و خواص اجمالی طور پر اپنے اندر جمع رکھتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے شمس کی صفات سے شروع کر کے زمین تک جو ہماری سکونت کی جگہ ہے۔ سب چیزوں کے خواص اشارہ کے طور پر بیان فرمائے یعنے بطور قسموں کے ان کا ذکر کیا۔ بعد اس کے انسان کامل کے نفس کا ذکر کیا تا معلوم ہو کہ انسان کامل کا نفس ان تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے جو پہلی چیزوں میں جن کی قسم کھائی گئی الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے قرآن شریف کی قسموں کی حقیقت اور اس کے فلسفہ کو توضیح مرام طبع اوّل کے صفحہ ۹۵ سے ۱۰۰ صفحہ کے اخیر تک بیان فرمایا ہے۔ جس کو ہم طوالت کی وجہ سے چھوڑتے ہیں جس کو دیکھنا ہو ان صفحات میں دیکھ لے۔

تفسیر سورۃ والشمس از حضرت مسیح موعود

[illegible]

پائے جاتے ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ پائے جاتے ہیں؟ تو اس وہم کے رفع کرنے کے لئے اللہ جلشانہٗ اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

آیت ۸۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا۔

آیت ۹۔ قد افلح من زکّٰھا۔

آیت ۱۰۔ وقد خاب من دسّٰھا۔

یعنے خدائے تعالےٰ نے نفس انسان کو پیدا کر کے ظلمت اور نورانیت۔ ویرانی اور سرسبزی کی دونوں راہیں اس کے لئے کھول دی ہیں جو شخص ظلمت فجور یعنی بدکاری کی راہیں اختیار کرے تو اس کو ان راہوں میں ترقی کے کمال درجہ تک پہونچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اندھیری رات سے اس کی سخت مشابہت ہو جاتی ہے اور بجز معصیت اور بدکاری اور پُر ظلمت خیالات کے اور کسی چیز میں اس کو مزہ نہیں آتا ایسے ہی ہم صحبت اس کو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ہی شغل اس کے جی کو خوش کرتے ہیں اور اس کی بدطبیعت کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اس کو ہوتے رہتے ہیں یعنے ہر وقت بدچلنی اور بدمعاشی کے ہی خیالات اس کو سوجھتے ہیں۔ کبھی اچھے خیالات اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے۔ اور اگر پرہیزگاری کی نورانی راستہ اختیار کرتا ہے تو اس نور کو مدد دینے والے الہام اس کو ہوتے ہیں یعنی خدائے تعالےٰ اس کے دلی نور کو جو تخم کی طرح اس کے دل میں موجود ہے اپنے خیالات خاصہ سے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اس کے روشن مکاشفات کی آگ کو بر افروختہ کر دیتا ہے وہ اپنے چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور اس کے افاضہ اور استفاضہ کی خاصیت کو آزما کر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور مہتاب کی نورانیت مجھ میں بھی موجود ہے اور آسمان کے بلند اور وسیع اور پُر کواکب ہونے کے موافق میرے سینہ میں بھی انشراح صدر اور عالی ہمتی اور دل و دماغ میں ذخیرہ روشن قوے کا موجود ہے جو ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ تب اسے اس بات کے سمجھنے کے لئے اور کسی خارجی ثبوت کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے اندر سے ہی ایک کامل ثبوت کا چشمہ ہر وقت جوش مارتا ہے اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کرتا رہتا ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کہ سلوک کے طور پر کیونکر ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہو سکے تو اس کے جواب میں اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے:۔

قد افلح من زکّٰھا

وقد خاب من دسّٰھا۔

یعنے جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور بکلی رزائل اور اخلاق ذمیمہ سے دستبردار ہو کر خدائے تعالےٰ کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا۔ وہ اس مراد کو پہونچ گیا اور اپنا نفس اس کو عالم صغیر کی طرح کمالات متفرقہ کا جامع نظر آئے گا۔ لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا [illegible] کو دبا [illegible]
وہ اس مطلب [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

پارہ تیسواں بقیہ سورۃ والضحٰی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

آیت ۶ - الم یجدک یتیما فاٰوی -
آیت ۷ - ووجدک ضالاً فھدی -
آیت ۸ - ووجدک عائلاً فاغنی -
آیت ۹ - فاما الیتیم فلا تقھر -
آیت ۱۰ - واما السائل فلا تنھر -
آیت ۱۱ - واما بنعمۃ ربک فحدث -

اس سورۃ شریف کے ابتداء سے اخیر تک ایک عجیب طور پر لف ونشر بیان ہوا ہے۔ آیات ۱ و ۲ و ۳ ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور آیات ۴ و ۵ و ۶ ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور آیات ۷ و ۸ و ۹ ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں۔ قلیٰ کے مقابلہ میں یتیما فاوی اور یتیم فلا تقھر ہے۔ خیر لک من الاولیٰ کی تشریح ضالا فھدی سے اور سائل فلا تنھر سے کی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ ضال کے معنے سائل یعنے سالک راہ طریقت کے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں دوسری جگہ انک لفی ضلالک القدیم کہا فرمایا یعنے آپ تو یوسف کی محبت میں بیٹے کو گم گشتہ کئے ہوئے ہو۔ یعطیک ربک فترضیٰ - کے مقابلہ میں اغنیٰ اور بنعمۃ ربک فحدث ہے۔ یتیم کے ساتھ لا تقھر کی نہی اور سائل کے ساتھ لا تنھر کی نہی یوں مناسبت رکھتی ہے کہ سائل کا تعلق صرف ایک وقتی تعلق رکھتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے لئے اور لا تقھر کے معنے یہ ہیں کہ اس پر ہمیشہ دباؤ نہ ڈالتے رہو اس کے مال میں اسے مقہور نہ کرو۔ کھر۔ قہر کے معنے میں ہی آیا۔ کھر خفیف دباؤ قہر سخت دباؤ۔

نکتہ معرفت رات اور ضحٰی کی قسم میں ایک عجیب سر ہے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ وحی سے الاشتہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے۔ لیکن مفارقت میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہنچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ہوتی ہے اور روح میں ایک بے قراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے [illegible]

یا ربّ کہہ کر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے۔ اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بے حد اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے۔ اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو روح میں جس قدر اضطراب اور بے قراری خدا تعالےٰ کے لئے ہو گی اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہو گا۔ غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالمات الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالےٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا ان کو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور ان کو اعلےٰ مدارج پر پہنچا دے۔ تو یہاں جو ضحٰی اور لیل کی قسم کھائی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور مراتب محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خدا کا ابراکیا کہ دیکھو دن اور رات جو خدا نے بنائے ہیں ان میں کس قدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈال دیا ہے ضحٰی کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو۔ ما ودعک ربک خدا تعالےٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا اس نے تجھ سے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ ان میں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش پیدا ہو اور ضحٰی اور لیل کو اس لئے بطور شاہد بیان فرمایا ہے تا آپ کی امید وسیع ہو اور تسلی اور اطمینان پیدا ہو (ترجمۃ القرآن)

سورۃ الانشراح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ - الم نشرح لک صدرک - اس سے ماقبل کی سورۃ - سورۃ الضحٰی میں ظاہری و جسمانی انعامات کا ذکر تھا اور اس سورہ شریف میں آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو روحانی نعمتیں ہوئیں ان کا ذکر ہے۔ شرح صدر ایک کشفی کیفیت تھی جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئی تھی جبکہ آپ کی عمر شریف دس سال سے کچھ اوپر تھی اور بعد میں نبوت کے زمانہ میں بھی دوبارہ وہ کشفی اور روحانی معاملہ شرح صدر کا آپ سے کیا گیا۔ ظاہری اثر اس کا آپ پر یہ تھا کہ جو [illegible]
[illegible]

آیت ۱۲ - ان علینا للھدیٰ

آیت ۱۳ - وان لنا للاٰخرۃ والاولیٰ - مشکلات کے وقت آسانی کی راہیں متقیوں کے لئے سمجھا دینا یہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے - اَور لے - یعنے دنیوی فتوحات اللہ تعالےٰ نے صحابہ کو خوب دیں - انّ لنا سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور یہ فتوحات دنیوی آخرت کے لئے گواہ ٹھہریں -

آیت ۱۷ - وسیجنبھا الاتقی - الاتقیٰ سے مُراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں - جن کی مالی خدمات کا ذکر اس طور پر ہے کہ قرآن شریف اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں آپ کی اس صفت کے بیان کرنے میں متفق اللفظ واللسان ہیں اور اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کسی خاص سبب کا - آگے فرمایا ہے -

آیت ۱۸ - الذی یؤتی مالہٗ یتزکّٰی - یوں تو صحابہ میں سے ہر ایک نے بقدر اپنی طاقت اور وسعت کے عشرت کے ایام میں خدمات کیں - مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالی خدمات کی نسبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے -

مانفعنی مال احدٍ قطُّ ما نفعنی مالُ ابی بکر

یعنے جس قدر ابی بکر رضہ کے مال نے مجھے نفع پُہنچایا اس قدر کسی اور کے مال نے مجھے نفع نہیں پہنچایا اور یہ انفاق فی سبیل اللہ آپ کا محض لوجہ اللہ تھا کسی کے احسان کا بدلا اتارنے کے طور پر نہیں تھا - ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح تو فرمایا کرتے ہیں کہ میں اپنے مُریدوں سے نہ تو ان کے سلام کا خواستگار ہوں اور نہ تعظیماً - اپنے لئے ان کا اٹھنا پسند کرتا ہوں ؎

آیت ۱۹ - ومالاحدٍ عندہٗ من نعمۃٍ تجزیٰ -

آیت ۲۰ - الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلےٰ

آیت ۲۱ - ولسوف یرضیٰ -

ان ہرسہ آیات کے ترجمہ میں صرف اسی قدر کہدینا کافی ہے کہ فما اشبہ اللیلُ بالبارحۃ یعنے کل کی رات کو جو گذر گئی آج کی رات سے بہت شدید مشابہت ہے - ربّہ الاعلےٰ کا جملہ بھی پوری موافقت و مناسبت رکھتا ہے - یرضیٰ کا مرجع ربّ اور اتقیٰ دونوں کی طرف صحیح ہو سکتا ہے - فللّٰہ الحمد - آیۃ ۱۹ ومالاحدٍ الخ - بطور جملہ معترضہ کے درمیان میں آپڑی ہے اسلئے ترجمہ کسی قدر پیچیدہ ہو گیا ہے - اس درمیانی آیۃ کو تھوڑی دیر کے لئے الگ کر کے آیۃ ۲۰ اسے پڑھی جاوے - تو عبارت سہل اور سریع الفہم ہو جاتی ہے - یعنے تقدیر عبارت کی یوں ہے -

یؤتی مالہ یتزکّٰی - لابتغاء وجہ ربہ الاعلےٰ - یعنے وہ اتقیٰ دیتا ہے - مال کو تزکیہ نفس کے لئے صرف اپنے ربّ کی رضا کی خاطر

ومالاحدٍ عندہٗ من نعمۃٍ تجزیٰ -

کسی کا اس پر احسان نہ تھا جس احسان کا بدلا اتارنے کے لئے وہ اتقیٰ اپنا

پارہ ۳۰ - سُورۃ والضحیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ا و ۲ - والضحیٰ - واللیل اذا سجیٰ -

ضحےٰ کے معنے سخت روشنی کے ہیں اور لیل سجےٰ کے معنے سخت اندھیرے کے ہیں یہ دونوں کلمے ایک دوسرے کے متقابل بیان ہوئے ہیں اسلئے کہ آئندہ آنے والی عبارت میں بھی یتیم اٰولے - عیل غنےٰ - اس قسم کے الفاظ اور ان کے معانی و مطالب ایکدوسرے کے متضاد آپڑے ہیں اسلئے تمہیدی طور پر ان دو کلموں کو قسمیہ شہادت کے طور پر ذکر فرمایا -

آیت ۳ - ماودّعک ربّک وما قلیٰ - ودّعہ کے معنے دوستی کو وداع کرنے اور قطع محبت کر دینے کے ہیں - قلیٰ بمعنی عداوت - دشمنی - بیزاری کما قال تعالےٰ - انی لعملکم من القالین ۱۹/۱۲ وجہ اس سورہ شریفہ کے نزول کی یہ بیان ہوتی ہے کہ چند روزہ فترۃ وحی کی وجہ سے ابو سفیان کی بہن نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ یوں کہا تھا کہ ما اریٰ شیطانک الا قد ترکک - اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہوا اور یہ آیتیں تسلی بخش نازل ہوئیں - اس شان نزول کو پیش نظر رکھ کر آیۃ کریمہ ماودّعک الخ کے ساتھ ضحےٰ اور لیل سجےٰ سے مُراد چہرۂ انور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے سیاہ گیسو مبارک عمدہ توفیق اور توجیہہ رکھتے ہیں - ؎

والضحےٰ رمزے زروئے ہمچو ماہِ مصطفےٰ است

معنی واللیل گیسوئے سیاہِ مصطفےٰ است

مائیں اپنے بچّوں کو پیار اور محبت کے وقت دیکھا گیا ہے کہ اسی قسم کے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں -

آیت ۴ - وللاٰخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ - آیۃ شریف میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی یوماً فیوماً - ساعۃً بعد ساعۃٍ ہر آن کی لا انتہا ترقیات کا ذکر ہے ہر اگلا قدم آپ کا پچھلے قدم سے بڑھ کر رہا - اُمّت کے جسقدر حسنات ہیں جسقدر درود شریف دنیا میں آپ پر پڑھا جا رہا ہے کسی دوسرے بانی مذہب کے لئے اس قدر دعائیں نہیں کیجاتیں - اللّٰھم صلّ علےٰ محمّدٍ وعلےٰ اٰل محمدٍ وبارک وسلم

آیت ۵ - ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ -

سُورۃ الفتح اور سورۃ الکوثر سے بڑھ کر اور کونسی تفصیل اس آیۃ کی کیا ہو سکتی ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک ایک بھی اُمّتی میرا دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا -

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

کے قائم ہونے کے وقت پورا نے نبی کے متبعین اگر موجودہ زمانہ کے مرسل کو
بھی قبول کر لینگے تو ان کا اجر ممنون یعنے منقطع نہ ہوگا بلکہ دوسرے مقام میں فرمایا
ہے کہ یؤتکم کفلین من رحمتہ یعنی دوہرے اجر ملیں گے اگلے
بھی اور پچھلے بھی۔

آیت ۷۔ فما یکذبک بعد بالدین۔ دین کے معنے جزا سزا کے ہیں
بعد بالدین سے یہ مطلب ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جس طرح کہا کرتے ہیں کہ
کما تدین تدان۔ یعنے جس طرح تم ہمارے ساتھ معاملہ کروگے اسی طرح ہم بھی تم
سے کرینگے۔ سورہ شریفہ بہت چھوٹی ہے مگر ایک ایک لفظ سے اشارات پائے
جارہے ہیں کہ انتقال نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں جو ہوا۔ تو
حق اور حکمت کے ساتھ ہوا۔ بے وجہ نہیں ہوا۔ طبیب نے نسخہ تبدیل کیا
تو سوچ سمجھ کر ہی کیا۔ فما یکذبک۔ اب اسے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تری
تکذیب سے ان کو کیا فائدہ؟ جبکہ جزا سزا۔ یا یوں کہو کہ مرض کی دوا موافق طبیعت
کے ملی ہے۔ سورہ شریفہ کے مطلع میں تمہیداً تین کو زیتون پر مقدم کرکے
ذکر فرمایا تھا موخر کرنے میں۔

تین۔ سینین۔ بلد الامین۔ مقفیٰ بھی ہو جاتا مگر نہ کیا وجہ یہ
معلوم ہوتی ہے کہ زیتون سے تشبیہہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے جو بعد میں آنیوالے تھے اور فوائد اور نفع رسانی
کی رو سے بہ نسبت انجیر کے زیتون میں منافع بہت زیادہ ہیں۔ کھانے کے
علاوہ روشنی کے کام میں بھی آتا ہے اور روشنی بھی ایسی کہ جس میں دھوئیں
کا نام تک نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اللہ نور السموات
والے رکوع میں زیتون سے مراد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دے کر
اس رکوع کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اسکو براہین احمدیہ صفحہ ۔ میں ملاحظہ
کرلیں۔ مقام تو اس قسم کا تھا کہ سارے بیان کو براہین سے ہم نقل کردیتے
مگر چونکہ یہ صرف نوٹ ہی کے طور پر ہیں اسلئے طوالت کے خیال سے صرف
حوالہ پر کفایت کیا گیا۔

آیت ۸۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ حاکموں پر جو حاکم ہوتا ہے
اس کا یہی کام ہوتا ہے کہ حکمت اور مصلحت کی بناء پر ماتحت حکومتوں کو بدل
دے۔ سورۃ شریف کا مکی ہونا یا مدنی ہونا مختلف فیہ ہے۔ حضرۃ
عباس رض فرماتے ہیں کہ مدینے میں نازل ہوئی ہے ممکن ہے کہ کچھ حصہ مکی اور
کچھ مدنی ہو۔ حضرت براء بن عازب رض فرماتے ہیں کہ ایک رات نماز عشاء میں
سورۃ التین کو ایسی خوش الحانی اور سہانی آواز سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے پڑھا کہ پھر آپ کی اس قرأۃ سے زیادہ خوش الحانی میں نے کسی اور سے
نہیں سنی۔ منقول ہے کہ اس سورہ شریفہ کے ختم پر جواباً بلیٰ وانا علیٰ
ذالک من الشاہدین کہنا چاہئے۔

بلد الامین۔ یہ تمہارا شہر جو دار الامن ہے خدا کی زبردست طاقت کا ایک
عظیم الشان نشان ہے۔ اس گھر کا بنانے والا ابراہیم علیہ السلام تھا۔ جو ابو الملّت
کہلاتا ہے اس کے دشمنوں نے ان کے ہلاک کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے
کئے مگر بالآخر خدا کا ہاتھ اپنا کام کر گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمنوں
کا کوئی نام و نشان بھی نہیں جانتا اور آپ کی ذریت اس قدر ہے کہ اسے کوئی
گن نہیں سکتا اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا حال ہوگا۔ یہ واقعات
اہل مکہ کو بر رنگ پیشگوئی سنائے گئے اور پہلی آیتوں میں جو نوح مراد لیا ہے اس کی وجہ
یہ ہے کہ حضرت نوح کے طوفان کے وقت جو کبوتری خشکی کی خبر لائی اس کے منہ میں
زیتون کی شاخ تھی اور دوسری نہج پر اس سے مراد یہ لی گئی ہے کہ دراصل ان آیات
میں حضرت مسیح اور موسےٰ علیہ السلام کے واقعات کو بتایا ہے اور ان بشارتوں کی
طرف توجہ دلائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمائی تھیں۔ چنانچہ کہا
جاتا ہے کہ ان آیات میں ان عظیم الشان پیشگوئیوں کیطرف اشارہ ہے جو تورات شریف
میں مذکور ہیں۔ کتاب استثناد ۳۳ باب ۲ میں مسطور ہے۔ خداوند سینا سے
آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس
ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے
لئے تھی۔

اور حبقوق ۳ باب ۳ میں ہے کہ آئے گا اللہ جنوب سے (یعنی مکہ سے) اور قدوس فاران
کے پہاڑ سے (جو مکہ کا پہاڑ ہے) اس کی ستائش سے زمین بھر گئی۔ چنانچہ سینا
سے حضرت موسےٰ جیسا صاحب شریعت نکلا۔ ساعیر سے حضرت مسیح ظاہر
ہوئے اور فاران سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ ان آیات
میں حضرت مسیح کا پتہ تین اور زیتون سے دیا گیا ہے۔ وہ پہاڑ جس پر یروشلم
آباد ہے اس کے دو ٹکڑے ہیں ایک کو اب تک زیتون کی پہاڑی کہتے ہیں اور دوسرے
کو تین کہتے ہیں اور ساعیر ان دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ سو تین اور زیتون
کے ذکر سے حضرت مسیح کی جائے ظہور کا پتہ دینا منظور ہے کیونکہ زیتون پہاڑ کے
پاس مسیح نے ایک گدھے کا بچہ منگوایا تھا اور اس کے ذریعہ سے اپنی نسبت
ایک بڑی پیشگوئی کو ظاہر کیا تھا (دیکھو لوقا ۱۹ باب ۳۰) متی ۲۱ باب ۱ متی ۱۱
باب ۱) اور تین پہاڑی کے پاس (جس کو تین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہاں انجیر
کے درخت تھے) حضرت مسیح نے ایک معجزہ ظاہر کیا تھا (دیکھو مرقس ۱۱ باب ۱۲)
اور انجیر کا نشان دینے پر ایک شخص ایمان لایا (یوحنا ا باب ۴۸)

ل اور ایک جوڑی سواروں کی دیکھی ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا (یسعیاہ ۲۱ باب ۷)
اس آیت سے حضرت یسعیاہ نے دو شخصوں کیطرف اشارہ کیا ہے جو خدا کی سچی پرستش عمل توحید کو دنیا
میں قائم کرینگے۔ خر سوار سے حضرت عیسیٰ مراد ہیں جو گدھے پر سوار ہوکر یروشلم بیت المقدس میں داخل
ہوئے اب رہا اونٹ سوار وہ صرف پیغمبر عربی ہیں کیونکہ اونٹ عرب کی خاص سواری [illegible]
[illegible]

نوح علیہ السلام نے قوم سے دُکھ اٹھا کر رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ کہہ دیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم سے دُکھ اُٹھا کر و اشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم کی دعا کرتے ہیں۔ مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب طائف کے شریروں سے اس قدر پتھروں کی مار سے دُکھ اُٹھایا کہ سارا بدن آپ کا خون آلود ہو گیا اس وقت آپ نے تو یہ فرمایا کہ اللّٰھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔ جبرئیل علیہ السلام نے طائف والوں کی ہلاکت کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ ان کی نسل سے مسلمان پیدا ہوں گے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں۔ انسان ایک دو بیبیوں کی نازبرداری سے تنگ آجاتا ہے مگر آپ سے تمام بیویاں خوش تھیں۔ آیۃ تطہیر کے اترنے پر جو سورۃ الاحزاب میں ہے آپنے سب بیویوں کو اختیار دے دیا تھا مگر کسی نے بھی آپکے حسن اخلاق اور انشراح صدر کو معلوم کرکے آپ سے جدائی کو پسند نہ کیا یہ کیسا انشراح صدر اور عالی حوصلہ تھا کہ فتح مکہ کے روز جن ظالموں نے آپکو شہر سے نکالا تھا اور آپ کے اصحاب کو طرح طرح کی بے رحمیوں سے قتل کیا تھا اُن سب کو آپنے لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر یک لخت معافی دے دی۔

آیت ۲۔ ووضعنا عنك وزرك۔ سینہ کی تنگی یہ سب سے بڑھ کر وزر انسان پر ہوتا ہے۔ عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی کے برابر سبکدوش رکھنے والی انسان کے لئے کوئی دوسری چیز نہیں۔

آیت ۳۔ ورفعنا لك ذكرك۔ اذان میں کلمہ شہادۃ میں اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ آپ کا بھی نام تمامی دنیا میں بلند آوازوں سے پکارا جارہا ہے۔ مکی زندگی آپ کی ایسی تھی جیسی کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں کی تھی اس وقت اس قسم کی زبردست پیش گوئی کا کیا جانا اور پھر اُس کا پورا ہونا یہ بجائے خود آپ کی رفعت شان پر دلیل ہے۔

آیت ۵ و ۶۔ فان مع العسر یسراً۔ ان مع العسر یسراً
ایک روایت میں آیا ہے کہ لن یغلب عسر یسرین۔ یعنے ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آسکے گی۔ اگرچہ عسر کا لفظ بھی دو بار ہے اور یُسر کا لفظ بھی دو بار ہے۔ مگر العسر معرّف باللام مکرر ہے اور وہ معرف ہونیکی وجہ سے ایک ہی ہے اور یسر نکرہ دو بار ہے اس لئے دو یُسر الگ الگ مُراد ہوں گے اسی مضمون پر کسی کا ایک شعر ہے۔

شعر

اذا اشتدّت بك البلویٰ ففكّر فی الم نشرح
فعسرٌ بین یُسرین اذا فکّرتهٗ فافرح

آیت ۷۔ فاذا فرغت فانصب۔

آیت ۸۔ والیٰ ربك فارغب۔

سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ ہے کہ ظاہری کوشش اور محنت کے ساتھ باطنی عقد ہمت دُعا اور توجہ الی اللہ ان کا کام ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری صنعتوں سے کعبے کو بنایا مگر ساتھ ہی عقد ہمت سے دعائیں بھی کیں۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

محنت ہو کوشش ہو۔ مگر دُعا نہ ہو۔ کام ناتمام ہے۔ اسی طرح صرف دُعا ہی دُعا ہو مگر کچھ محنت نہ ہو پھر بھی کام ناتمام ہے۔

سُورۃ التّین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت ۱۔ والتّین والزّیتون۔ تین اور زیتون۔ ان دو چیزوں کو قسمیہ بطور شہادت کے اس لئے بیان کیا کہ علاوہ غذا کے جسمانی امراض کے لئے بھی بطور دوا کے یہ دونوں چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ کبھی طبیب تین تجویز کرتا ہے تو کبھی تبدیل نسخہ کے لئے زیتون کو مفید سمجھتا ہے۔ زیتون کو مؤخر اور تین کو مقدم ذکر کرنے کی وجہ انشاء اللہ تعالےٰ آگے بیان ہو گی۔

آیت ۲۔ وطور سینین۔

آیت ۳۔ وھذا البلد الامین۔

ایک زمانہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے نبوتوں کے توسط سے اپنے تخت کو بنی اسرائیل کے لئے طور سینین اور ملک شام کی طرف بچھایا اور اب دوسرے زمانہ میں اپنی حکمت اور مصلحت کی بناء پر بنی اسمٰعیل اور تمام دنیا کے لئے اپنے تخت کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے بلد اللہ الامین میں تجویز فرمایا۔

آیت ۴۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

آیت ۵۔ ثمّ رددنٰه اسفل سافلین۔

احسن تقویم کے لفظ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ذراسی بے اعتدالی سے انسان تقویم کے اعتدال سے یکسُو ہو کر جسمانی طور پر بیمار ہو جاتا ہے۔ تین یا زیتون کا نسخہ تجویز کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال رُوحانیت کی تقویم کا بھی ہے۔ کہ گناہوں میں مبتلا ہو کر انسان اسفل السافلین میں جاگرتا ہے۔ رددناہُ میں یہ اشارہ فرمایا کہ بادشاہیاں چھن جاتی ہیں۔ صحابیوں کے قعر میں جا پڑتے ہیں۔ نبوتیں منتقل ہو جاتی ہیں۔ ایک قوم نالائق ہوتی ہے تو محروم رکھی جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ اللہ تبارک وتعالےٰ دوسری قوم کو منتخب فرماتا ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل اور بنی قیدار کا حال ہوا۔

آیت ۶۔ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون
یہاں استثناء ضروری تھا اور بات کی طرف اشارہ کر [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدّین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ ۔

(مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ)

بقیہ نوٹ سورۃ العلق

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴)

[illegible]حرکت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو جہل نے کعبہ میں کی تھی اور پیغمبر صلی اللہ [illegible] وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اس لئے یہ پیشینگوئی اس کے حق میں بدر [illegible]ن پوری ہوئی کہ ناصیہ سے پکڑ کر گھسیٹ کر گڑھے میں اس کی لاش کو ڈال دیا گیا۔

آیت ۱۷ ۔ فلیدع نادیہٗ ۔

آیت ۱۸ ۔ سندع الزبانیۃ ۔

[illegible]ی سے اہل نادی مراد ہیں اور نادی کے معنے مجلس کے ہیں ۔ کما قال اللہ تعالےٰ [illegible]ن فی نادیکم المنکر ۔ مکہ کے دار الندوہ کو اس لئے نادی نے کہا کہ اس میں [illegible]کرنے کے لئے لوگوں کو پکار کر بلایا جاتا تھا جی چاہتا ہے کہ ہمارے وطن کو [illegible]جو قوم کے پیشوا کہلاتے ہیں اپنے لئے بجائے ندوۃ العلماء کے قادۃ [illegible]اء نام تجویز کرلیں تو بہتر ہے ۔ ؎

بلبلا مژدہ بہار بیار ٭ خبر بد بہ بوم شوم گذار

[illegible]لمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن ۔ اخذھا حیث وجدھا

[illegible]نیۃ ۔ زبن سے مشتق ہے ۔ جس کے معنے دفع کے ہیں جن اور انس [illegible]سے ہر متمرد شخص کو زبنیہ کہتے ہیں اکثر اہل لغت کا قول ہے کہ زبانیہ اُن جموع [illegible]سے ہے جن کا مفرد نہیں جیسے ابابیل وغیرہ ۔ غرض کہ ذبن جن کے معنے [illegible]کے ہیں ۔ ابتدا ہی سے اسلام میں یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ جنگ صرف [illegible]ناطور پر کیجائے ۔ آیتہ باب کے الفاظ کی ترتیب بھی یہی تعلیم دے رہی [illegible] ۔ پہلا مقابلہ نادیہ اور زبانیہ کا اسلام میں بدر کے دن ہوا ۔ لکھا ہے ۔ کہ [illegible]میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابو جہل نے ایک ایسا طمانچہ [illegible] جس سے ان کا کان پھٹ گیا تھا بدر کے دن حضرت عبد اللہ بن مسعود [illegible]اللہ تعالےٰ نے ابو جہل کا سر کاٹنے کے لئے اس پر مسلط کیا ۔ جب سر کاٹ [illegible]ان کے کان میں رسہ پرو کر سر کو گھسیٹتے ہوئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]میں لایا گیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ۔

اذن باذن والراس ھاھنا مع الاذن ۔

[illegible]ت ۱۹ ۔ واسجد واقترب ۔ قرآن کریم کے سجدات تلاوت میں سے [illegible]ہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ سجدہ کی حالت میں خداوند تعالےٰ [illegible] [illegible]

گویا کہ ایک ہی ہے وضو نہ ہو تو تیمم ہی کافی ہے گو بے وضو بھی جائز ہے مگر کم از کم تیمم کر لیا جاوے تو بہتر ہے ۔ دعا کے لئے سجدہ ایک بے نظیر موقعہ ہے جس کو زبان عربی نہ آتی ہو وہ اپنی مادری زبان ہی میں تسبیح کے ساتھ اپنے مشکلات کے لئے دعا بھی کرلے ۔ سجدات کے وقت کی دعائیں خطا نہیں جاتیں یہ وقت بہت ہی قرب الٰہی کا وقت ہوتا ہے جسقدر سجدات کی تعداد زیادہ ہوگی ۔ اسی قدر قرب کے مدارج بھی زیادہ ہوں گے جن کے لئے یہ نعمت مقدر ہی نہیں وہ اس ادنےٰ سی حرکت کی توفیق پانے سے محروم رہتے ہیں ۔ الدعاء مخ العبادۃ ۔ دعا تمام عبادتوں کا مغز ہے اور سجدہ تمام منازل قرب کا انتہائی مقام ہے ۔ یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں ۔

اس کلام الٰہی میں پانچ پیش گوئیاں ہیں اوّل ربک الذی خلق ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی نے جو تیری خاص پرورش فرمائی ہے اور اپنے اندازہ خاص سے قوےٰ مرحمت کئے اور خاص کلام کے لئے تجھے منتخب کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے تیرا پیڑ لگایا ہے اور تیرے مبارک پھلوں کے انتظار میں بیٹھی ہے وہ تجھے ضرور کامیاب اور سرسبز کرے گی اور تیرے نونہال کو اعدا کے تبر اور مخالف جھونکوں سے محفوظ رکھے گی ۔ دوسری پیش گوئی خلق الانسان من علق ۔ یعنے اس منی کے کیڑے یا جونک کی طرف دھیان کرو کہ وہ کیسا حقیر اور ذلیل تھا ۔ جس کا ایسا خوبصورت اور باکمال انسان بنا ۔ جب ہماری ربوبیت نے نظر عنایت سے ایک کیڑے کو اس صورت و شکل تک پہنچایا ہے اور ایک مقصد اور غایت کے لئے جو ربوبیت کا اصلی تقاضا ہے یہ خلعت کمال مرحمت فرمایا ہے تو کیا اب ہماری ربوبیت اس کا ساتھ چھوڑ دے گی ہم اپنی ربوبیت کا سایۂ عاطفت اس پر رکھیں گے ۔ جب تک وہ انسان اپنی خلقت کی علت غائی کو پہنچ نہ جائے ۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہونچانا ۔ خدا تعالےٰ کے اسم ربّ کا خاصہ ہے اور جہاں جہاں خدا تعالےٰ نے ضرورت نبوّت کی قرآن کریم میں بحث چھیڑی ہے دلیل میں اپنے اسم ربّ کو مذکور فرمایا ہے ۔ اس لئے کہ جیسے اس ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیأ کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا ۔ کہ انسان کی روح کی تربیّت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے ۔ سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا اور جہاں نبوّت کے اعدا اور مخالفین کو [illegible] سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارے میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں [illegible] ان [illegible] کی صفات [illegible] میں اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کا [illegible]

طور سینا پر حضرت موسے کو خدا کی طرف سے احکام ملے اور ان پر تجلی الٰہی ہوئی ۔امن والا شہر یعنے مکہ معظمہ دشت فاران میں ہے ۔ کیونکہ حضرت اسماعیل اور بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی سرزمین میں چھوڑ گئے تھے (دیکھو پیدائش ۲۱ باب ۲۱) اس دشت سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہو کر اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فتح مکہ کے دن مکہ میں تشریف لائے اور ان کے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی یعنے مجرموں اور ستمگاروں کو شمشیر تیز کی نار میں بھسم کرنے آئے تھے آپ ہی کے سبب سے انجذب سے آیا اور دنیا اس کی ستائش سے بھر گئی ۔

۱ ۲ ۳

پس تین و زیتون ۔ طور سینین ۔ بلد الامین (یعنی شہر مکہ) تین عظیم الشان انسانوں کی یادگار ہیں جن کی ستائش ہزار ہا سال سے تمام عالم میں ہو رہی ہے ۔ کیا امیر کیا غریب کیا بادشاہ کیا فقیر ۔ ان مقدس انفاس کی مدح و ستائش کو موجب برکت سمجھتا اور ان کے فیوضات سے مستفیض ہو رہا ہے اور یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے اور روحانی اور جسمانی دونوں حیثیتوں سے اس کو اعلےٰ سے اعلےٰ خلقت عطاء ہوتی ہے جن کے نمونے یہ تینوں برگزیدہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور جن کی تبلیغ سے ہر ایک انسان اپنی فطرت پر قائم اور فطری نقشے پر جما رہ سکتا ہے مگر بدعملی اور بے ایمانی کی وجہ سے یہی انسان ایسا خراب ایسا بد اور ایسا غلیظ ہو جاتا ہے کہ ارذل ترین حیوانات سے بھی بہے جا رہتا ہے ہاں جو لوگ ایمان اور اعمال صالحہ پر قائم ہیں اور اس تنزل اور فساد سے محفوظ رہتے ہیں وہ اجر غیر منقطع حاصل کرتے ہیں ۔

پس ایسے ایسے الٰہی انتظامات ۔ انسان کے احسن تقویم میں پیدا کرنے پر بھی جو شخص خدا کے مقصد اور مصلحت حقہ پر نظر نہ کرے اور آفرینش انسان کو بطور لہو و لعب سمجھے اور اس کو اعمال کے نتائج کے ملنے کا ذمہ دار اور جزا سزا کا مورد نہ سمجھے بڑا ہی بے وقوف ہے ۔ جزا اور یوم الجزا کی تکذیب کرتا ہے حالاں کہ وہ دنیا میں برابر مطیع اور غیر مطیع بروں اور بھلوں کے انجام و عواقب کو دیکھتا ہے ۔ جو دنیاوی حکام کی طرف سے ان کو ملتے رہتے ہیں ۔ تو کیا خدا تعالےٰ جو احکم الحاکمین ہے وہ انسان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دے گا ۔ اور اس کے کاموں پر جانچ پڑتال نہ کرے گا اور مطیع اور غیر مطیع میں امتیاز نہ کرے گا اور یہی ہماری دلیل ہے ۔ جزا اور یوم الجزا کے قیام کی فتفکروا یا اولی الابصار ۔

([illegible])

سورۃ العلق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ ۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ یہ پہلے الفاظ ہیں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئے ۔ ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیئے خلق کے بعد ربوبیت لازمی اور ضروری ہے ظاہری جسمانی پرورش پر بدرجہا روحانی مقدم ہے ۔ رب کے لفظ میں یہ بھی سمجھایا کہ آپ کے روحانی نشو و نما کا یہ پہلا اور ابتدائی قدم ہے ۔ جو بتدریج ترقی کر کے آپکو عظیم الشان بنا دیگا ۔

آیت ۲ ۔ خلق الانسان من علق ۔ علق بغیر ہڈی کے گوشت کے کیڑے کو کہتے ہیں ۔ انسان کی پیدائش کی ابتدا اس باریک کیڑے سے ہوتی ہے ۔ جو نطفہ منی میں ہوتا ہے ۔ جس کو ڈاکٹری اصطلاح میں سپرمو ٹوزہ کہتے ہیں ربوبیت کی ابتدائی کیفیت اور علق کی ابتدائی کیفیت مساوی الحال ہوتے ہیں ۔

آیت ۳ ۔ اقرأ و ربک الاکرم ۔ اکرم کے لفظ میں پیشگوئی فرمائی کہ آپ مکرم معظم ہو جاویں گے ۔

آیت ۴ ۔ الذی علّم بالقلم ۔ عرب ایک ایسا جزیرہ نما تھا کہ اسلام سے پہلے کوئی تاریخ نہیں بتا سکتی ۔ کہ واں سے کوئی کتاب تصنیف ہوئی ہو ۔ ایسی عظیم الشان ربوبیت ہوئی کہ اسلام کی کتابوں کا اب کوئی گن بھی نہیں سکتا ۔ ۹

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بشست

آیت ۶ ۔ انّ الانسان لیطغیٰ ۔
آیت ۷ ۔ اَن رّاٰہ استغنیٰ ۔

اب یہاں سے ذکر مخالف کا چل پڑا ۔ معلوم ہوا کہ نبی کے ساتھ مخالف کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مخالفت کرنے والے بڑے اغنیا ہی ہوتے ہیں دوسری جگہ فرمایا ہے ۔

کذالک جعلنا فی کلّ قریۃ اکابر مجرمیھا ۔ ۸

آیۃ ۹ سے آیۃ ۱۵ تک ۔ أرأیتَ أرأیتَ فرما کر ایک ہی سیاق سے اپنے نبی اور مخالف کو مخاطب فرمایا ہے ۔

آیت ۱۵ ۔ لنسفعًا بالناصیۃ ۔ سفع کے معنے زور سے کھینچنے اور گھسیٹنے کے ہیں ۔ ناصیہ ۔ پیشانی اور مقدم راس کے بال ۔ غیظ و غضب کے وقت پیشانی پر بل ڈالکر نہایت ڈراؤنی شکل سے انسان اس کو گھورتا ہے جس کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

اس جگہ ذکراً کا بدل رسولاً واقع ہوا ہے یعنے ذکر بھی نازل ہوا اور رسول بھی نازل ہوا۔ قرآن شریف رسولاً یتلوا نہیں ہے۔ رسولاً ہے ۲۸/۴۔ غرض پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اور آپکی بعثت کے انوار پوری آب وتاب کے ساتھ قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر تک رہے۔ ہزار مہینے گذرنے تک دنیا نے ظلمانی حالت پھر اختیار کرلی اور پھر وعدہ الٰہی لیلۃ القدر خیر من الف شھر کا پورا ہوا ۔ فہلم جرا ۔ اسی طرح سے ہر ہزار مہینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے اس قرآنی وعدہ کے بموجب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دین کی تجدید کے لئے ہر صدی پر جو قریباً ہزار مہینے کے بعد آتی ہے مجدد دین کو نازل فرماتا رہا۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔ حدیث نبوی اور آیت قرآنی دونوں متفق ہوگئے۔ قرآن شریف میں پیغمبروں کی نسبت جبکہ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک آیا ہے ۲۴/۱۲ تو مجددین کی تفتیش کہ وہ کون کون تھے یہ عبث ہے۔ لوگ جن جن کو مجدد قرار دینگے ہم ان کو مان لیں گے مگر دیکھنا تو یہ ضروری ہے کہ ہماری اس صدی چہاردہم میں بموجب قرآن شریف کا اور حدیث شریف کا وقوع میں آیا بھی ہے یا نہیں۔ اگر اور صدیوں میں وقوع میں آتا رہا اور اس صدی میں وقوع میں نہیں آیا تو ہمارے جیسا بدبخت اور کوئی نہیں کہ ظلمت میں چھوڑ دیا گیا

آیت ۴ ۔ تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلامٌ من کل امر کے معنے لکلّ امر ہیں۔ ہر کام کی سلامتی سے یہ مراد ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی سے زمانہ نے اپنی دینی و دنیوی دونوں قسم کی ترقیات کا رنگ پکڑ لیا۔ سائنس کی نت نئی تحقیقات اور انکی ایجادیں دنیوی اعتبار سے من کل امر سلام کی طرف مصداق ہورہی ہیں۔ تو دین اسلام کی اشاعت اور اس کی ترقی دوسرے پہلو پر من کل امر سلام کو دکھلا رہی ہیں۔ ہر کار سے وہر مرد سے ۔ رمضان شریف کی لیلۃ القدر میں جو نزول ملائکہ ہوتا ہے وہ بھی بجائے خود مسلّم ومتیقن ہے اور صدی کے راس پر جو نزول ملائکہ ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے تاثیرات وشواہد کی رو سے مشہود ومرئی ہے۔

آیت ۵ ۔ ھی حتّٰی مطلع الفجر ۔ زبان خلق نقارۂ خدا ۔ یہ ... جملہ ایک حد تک بہت صحیح ہے۔ عام طور پر ہمارے اس موجودہ زمانہ کو روشنی کا زمانہ ۔ روشنی کا زمانہ کہا جارہا ہے۔ مگر غور سے اسے دیکھا جاوے۔ تو روشنی کا زمانہ بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہی شروع ہوگیا ہے۔ اور اب تو ضحیٰ کا وقت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دابۃ الارض ضحےٰ الخروج ... الناس ضحیٰ کے وقت نکلے گا۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ضحےٰ کے ... روشنی کے زمانہ میں نکلے گا۔ اب اگر کہو کہ دابۃ الارض نہیں نکلا ... زمانہ کو کہنا بھی غلط ہے۔ کم نہیں زمانہ

ضرور روشنی کا ہے اور دابۃ الارض نے بھی زمینی علوم اور سائنس کی ایجادوں میں بڑی ترقی کی ہے اور من کلّ امر سلام کے وعدہ کے بموجب دنیوی ترقیات کے ایک حصہ کو پورا کیا ہے باقی رہا دوسرا حصہ من کلّ امر سلام اور ھی حتےٰ مطلع الفجر کا جو دینی ترقیات کا دوسرا پہلو ہے وہ اس شخص کی ذات بابرکات سے وابستہ ہے جس نے دنیا میں آکر بڑے زور سے چلا کر کہا کہ ؎

موید یکہ مسیحا دم است و مہدی وقت
بشان او دگرے کے ز اتقیا باشد۔
چو غنچہ بود جہانے خموش وسر بستہ
من آمدم بقدومیکہ از صبا باشد

(تریاق القلوب)

سورۃ البیّنہ رکوع اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ ۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البیّنۃ ۔ لم یکن منفکین کے معنے یہ ہیں کہ اہل کتاب کے تمامی فرقے اور مشرکین کے تمامی فرقے شرک اور بت پرستی کے اغلال سے کبھی جدا ہونیوالے نہ تھے اگر بیّنہ نہ آتی۔ آگے بیّنہ کے معنے خود ہی بیان فرمادے۔ آیت شریفہ میں پتہ دیا گیا ہے اس بات کا کہ رسول کے آنے کا زمانہ کب ہوتا ہے۔ پہلے پارہ کے چودہویں رکوع میں بھی رسول کے آنے کے زمانہ کی خبر دی ہے جہاں فرمایا ہے۔

قالت الیھود لیست النصارٰی علےٰ شیئ وقالت النصارٰی
لیست الیھود علیٰ شیئ وھم یتلون الکتاب۔

اور مزہ یہ ہے کہ دونوں ہی فرقے آسمانی کتاب سے استدلال لے رہے ہیں دونوں فرقوں کے پاس آسمانی کتاب ہو اور پھر وہ باہم استدلال میں ایک دوسرے کی مخالفت میں تل جائیں تو بالطبع ضروری اور لازمی ہوگا کہ کوئی تیسرا حکم اور عدل آوے اور خدائی فیصلہ ان کو خدا کیطرف سے سنا دے۔ یہی حال ہمارے وقت میں اندرون اسلام قرآن کریم ہی سے تمسک کرنے والے مسلمانوں کا ہوگیا تھا اہل حدیث غیر اہلحدیث کے اور ائمہ سلف کے متبعین باہم ایک دوسرے کے باوجود ایک ہی آسمانی کتاب کے متمسک ہونے کے سخت مخالف ہوگئے تھے۔ وقت بتلا رہا تھا کہ اب کوئی آسمانی حکم عدل آوے۔ سو خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم سے بمقتضائے وقت حکم وعدل آیا۔ چاہیئے تو تھا کہ فیصلہ ہوجاتا مگر نظیر موجود ہے کہ

آیت ۳ ۔ ماتفرق الذین اوتوا الکتاب الّا من بعد ما جاءتھم البیّنۃ حکم وعدل کی بات کو بھی لوگ تفاخم کی وجہ سے نہیں مان لیا کرتے آپ شرعی ...

پیش کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا۔ اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کی طواغیت کا ابطال کر کے خداوند تعالےٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور مخالفت اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں۔ تب غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہیئے۔ جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے۔ بہرحال اس علق اور الانسان کے لفظ میں بڑی بھاری پیشگوئی ہے۔ تیسری پیشگوئی ۔ اقرأ وربك الاكرم ۔ اس میں اشارہ یہ ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں تیری سخت مخالفت ہوگی اور ایک عالم تجھے ذلیل وخوار کرنے پر آمادہ ہوگا اور حکمت الٰہیہ کے اقتضاء سے کچھ عرصہ تک بظاہر ایسا ہوگا۔ کہ تو مغلوب اور شکستہ نظر آئے گا اور کفر و شرک اپنی جیت پر ناز کرے گا مگر آخر کار غلبہ اور فتح تیرے حصہ میں آئے گی۔ اور تو اکرم اور عزیز ہوگا اس لئے تیرا رب جس نے تجھے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پرورش کیا ہے وہ اکرم ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا مربوب بھی بطور ظل کے اکرم ہو۔

چوتھی پیشگوئی ۔ الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب عجیب میں جو تجھے دی جاتی ہے اور جو بظاہر انسانی قلم سے لکھی جاتی ہے۔ وہ وہ علوم عالیہ ہوں گے کہ کل بنی آدم کے معلومات اس کے مقابلہ سے عاجز آجائیں گے۔ الانسان سے مالم یعلم ملا کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فطرتاً اور اکتساباً انسان کی بساط میں اور اس کے قوے کی رسائی میں وہ علوم عالیہ آہی نہیں سکتے۔ جن پر قرآن مجید مشتمل ہے۔ لہٰذا یہ علوم لاریب خداوند علیم خالق انسان کی طرف سے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ذہینوں کے ذہن۔ عقیلوں کی عقلیں اور عالموں کے علم اور محرروں کی قلمیں ان سماوی علوم کے مقابلہ میں ٹوٹ جائیں گی۔

پانچویں پیشگوئی ۔ کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ کلا لا تطعہ واسجد واقترب دشمن کی عداوت کی پیش رفت نہ جائے گی اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی جھوٹی خطاکار چوٹی کو پکڑ کر زور سے کھینچیں گے اور یوں ذلت سے گھسیٹ کر ہاویہ میں گرائیں گے پھر وہ اپنی مجلس کو جن کے بل بوتے پر اسے ناز تھا بلائے اور ان کی دوہائی دے ہم بھی سیاست کے پیادوں کو بلائیں گے وہ ہرگز اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہوگا تو اپنے کام میں لگا رہ اور ان کے خلاف کی ذرہ بھی پروا نہ کر اور کبھی ان کے ہاں میں ہاں نہ ملا اس لئے کہ ان کے ہاتھ تیرا کوئی نفع اور ضرر نہیں اور ہماری فرمانبرداری میں لگا رہ اور جسقدر تو ہمارا فرمانبردار ہوگا۔ ہماری جناب میں تیرا قرب اور درجہ اتنا ہی بڑھے گا۔

سورۃ القدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت ۱ ۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۔ لیل ظلمت اور قدر دال کے سکون کے ساتھ بمعنے مرتبہ۔ یہ خود دونوں صفتیں اسجگہ اکھٹی لگئی ہیں لیلۃ القدر ایک خاص رات رمضان شریف کے اخیر دھاکہ میں ہے جس کا ذکر سورۃ الفجر میں والیل اذا یسر میں بھی کیا گیا۔ ایک جگہ فرمایا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔ اور دوسری جگہ بیان فرمایا ۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ان دونوں آیتوں کے ملانے سے بھی معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان شریف میں ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی زیادہ تشریح کر کے یہ پتہ دیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے اخیر دھاکہ کی طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے کسی سال اکیسویں شب کو کسی سال ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ ویں شب کو اس شب کے فضائل صحیح حدیثوں میں بے حد بیان فرماتے ہیں ۔ انا انزلناہ کا مرجع جس طرح قرآن شریف سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح اس سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک بھی مراد ہے اسی لئے انزلناہ فرمایا تاکہ قرآن اور منزل علیہ القرآن دونوں ہی مرجع ٹھیریں۔ ورنہ انزلناہ ھذا القرآن فرمانا کوئی بعید بات نہ تھی۔ لیل وہ ظلمت کا زمانہ ہے۔ جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت سے پہلے کا زمانہ تھا جس کو عام طور پر ایام جاہلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قدر دال کی سکون کے ساتھ وہ قابل قدر زمانہ ہے۔ جس زمانہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت شروع ہوئی اور اس کی مدت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں سے ۲۳ سال کی مدت تھی۔ جس میں ابتداء الی آخر سارے قرآن شریف کا نزول ہوا۔ ایک طرف ظلمت کے ایام ختم ہوئے اور دوسری طرف قابل قدر زمانہ شروع ہوا اس لئے یہ متضاد صفات لیل اور قدر یہاں آ کر اکھٹے ہو گئے۔ شب قدر یا لیلۃ القدر دال کی حرکت کے ساتھ صحیح نہیں ہے قرآن شریف میں بھی شہر اور فجر کی طرح قدر کی۔ دال متحرک ہے۔

آیت ۳ ۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر ۔ لیلۃ القدر کے اگر صرف اسی قدر معنے ہوتے کہ رمضان شریف کے آخری دھاکہ میں طاق راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر ہے وبس ۔ اس کے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں ۔ تو اس صورت میں بارہ مہینے ہی بجائے ہزار مہینے کے کافی تھے۔ کیونکہ دوسرے رمضان شریف میں تو لیلۃ القدر پھر دوبارہ بالیقین موجود ہے۔ پھر اس سے آگے اور آیندہ رمضان شریف۔ فھلم جرا۔

ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ کسی سال تو رمضان شریف میں لیلۃ القدر ہوتی ہے اور کسی سال نہیں ہوتی۔ نہیں بلکہ بالیقین رمضان شریف میں ہر سال کسی نہ کسی طاق رات میں لیلۃ القدر ضرور ہوتی ہے خواہ ستائیسویں کو ہو یا اکیسویں کو مگر پہلی آیۃ میں اس سورہ شریف کے جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ انزلناہ کا مرجع منزل علیہ القرآن بھی ہے اور ایک اور مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف دونوں کو ایک ساتھ نازل شدہ فرمایا ہے۔

کرنا ۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ ؎

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بقیہ نوٹ سورۃ الزلزال

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

زلزلت زلزالھا۔ سے مراد ہے کہ خوب زور شور کی جنبشیں اہل ارض میں پیدا ہونگی۔ دراصل اس سورہ شریفہ کے الفاظ سورہ القدر کے بیان کے مفسر ہیں۔ سورۃ القدر میں فرمایا تھا کہ تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم یعنے قابل قدر زمانہ میں فرشتوں کا نزول کثرت سے ہوگا اور الروح جو فرشتوں کے سردار ہیں ان کا بھی نزول ہوگا۔ اسجگہ آیۃ ۲ میں اخرجت الارض اثقالھا فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ فرشتوں ہی کی تحریکات سے اہل ارض زمین سے ہر قسم کے اثقال باہر نکال دینگے

یہ اثقال معدنیات کے قسم سے بھی ہیں اور علوم و فنون کے قسم سے بھی ہیں۔ جس قدر معدنیات اس وقت میں نکلے اور نکل رہے ہیں اس کی نظیر اگلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی اور جسقدر علوم و فنون اہل ارض کے ہاتھوں سے ملائکۃ اللہ کی تحریکات سے اب ظاہر ہو رہے ہیں اس کی بھی نظیر سابقہ زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ تیسری آیۃ میں جو قال الانسان مالھا ہے اس سے زیادہ تر رجحان اسی بات کا معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات قبل از قیام ساعت دنیا ہی میں ہونیوالے ہیں۔ کیونکہ انسان کا استعجاب سے مالھا کہنا۔ دنیوی روز افزوں ترقیات و عجائبات کے ظہور کی وجہ سے ہوگا۔ آخرۃ میں بعث بعد الموت کے وقت تو تمامی امور سب بر حق الیقین کے طور پر کھل جاویں گے اسوقت انسان تعجب کا کلمہ نہیں کہے گا بلکہ یالیتنی قدمت لحیاتی کہے گا۔ ۲۴

آیت ۴۔ یومئذ تحدث اخبارھا۔

آیت ۵۔ بان ربک اوحی لھا۔

اہل ارض جس قدر اپنے اخبار اس وقت شائع کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے جسقدر باریک در باریک علوم و فنون اہل ارض اس وقت ظاہر کر رہے ہیں یہ ملائکۃ اللہ ہی کی تحریک کے نتائج ہیں یہ ایسی وحی ہے جیسے کہ شہد کی مکھی یعنی نحل کی وحی۔ وحی کے معنے صرف لطیف رموز و اشارات و کنایات کے ہیں۔ وحی کے تین مراتب سورۃ الشوریٰ میں ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الخ میں بیان ہوئے ہیں یہاں صرف لغوی معنے وحی کے مراد ہیں اور دوسری اور تیسری قسم وحی کی بھی مراد لیجاوے تو بھی صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ نزول ملائکہ کے ساتھ الروح کے بھی نزول کا ذکر ہے جو ملائکہ کے سردار ہیں اور سردار سرداروں سے ملا کرتے ہیں [illegible] جیسی روح ویسے فرشتے۔

[illegible]

صدا در ضد ہے ورود کا۔ ماحصل آیۃ کا بلفظ دیگر یہ ہے کہ کل اناء یترشح بما فیہ۔ ہر برتن سے وہی چیز ٹپکے گی جو اس ظرف میں ہوگی۔ خداوند تعالے کیطرف سے ملائکۃ اللہ کے ذریعہ سے وحی تو ہوئی مگر ہر چہ گیرد علتی علت شود کے قاعدہ کے بموجب دابۃ الارض یعنے زمینی کیڑے سفلی علوم کی ترقی کی طرف جھک پڑے اور خداوند تعالے کے پاک روحوں کو پاک روح کے نزول سے ایسے حقائق معارف کھلے کہ جو دین اور دار آخرۃ کے لئے مفید ہیں۔ صدر جس کے معنے لوٹنے کے ہیں اس سے مراد ملائکۃ اللہ کے اثر سے متاثر ہو کر مخفی استعدادوں کو کمن قوہ سے حیز فعل میں لانے کے ہیں یہی لوگوں کا صدور اور ان کا لوٹنا ہے۔

آیت ۷۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔

آیت ۸۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں آیتوں کو جامعۃ فاذۃ فرمایا ہے ہر نیکی بدی کے تولنے کے لئے یہ کانٹے کی میزان ہے۔ مثقال ترازو کے بٹے کے وزن کا نام ہے اور ذرہ بہت ہی کم مقدار چیز ہے۔ جزا و سزا بھی انسان کو ہر وقت ملتی رہتی ہے اگر غور کرتا رہے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ فلاں عمل کی یہ جزا ملی اور فلاں کی یہ۔ نامہ اعمال کے جزا و سزا کا حال بھی آنکھ کے بند ہونے پر معلوم ہوجائے گا۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؎
کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور ؎

پارہ ۳۰۔ سورۃ العدیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورہ شریفہ کا مضمون شریف الطبع گھوڑے کی وفاداری اور اس کے بالمقابل انسان کی بے وفائی اور ان پژمردہ دلوں سے پروردگار کیطرف سے مناقشہ ہے۔ ترتیب آیات میں وفاداری کی تدریجی ترقیات کو دکھایا ہے۔

آیت ۱۔ والعدیت ضبحا۔ عادیہ کی جمع عادیات ہے۔ عادیہ عدو سے مشتق ہے۔ عدو کے معنے دوڑنے کے ہیں۔ جمع میں و۔ ی سے بدل گئی ہے۔

ضبح گھوڑے کی اس آواز کو کہتے ہیں جو دوڑنے کے وقت اس کے حلق و سینہ سے نکلتی ہے۔ یہ وفاداری کا پہلا قدم ہے۔

[illegible]

دو اگلی نظیریں موجود ہیں۔ اہل کتاب نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر بھی بینہ آنے پر تفرقہ کیا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے تفرقہ کو تو نظیر ہی لگے تفرقہ کی بتلایا ہے۔ اذا تثنّٰی فتثلث۔ جو دو نظیریں موجود ہیں تو تیسری نظیر کیوں نہ قائم ہو؟ یہ اختلاف نبی کی صداقت کی دلیل ہے۔ نبی مسلمات کو ماننے کے لئے نہیں آیا کرتے بلکہ کچھ اپنی منوانے کے لئے آتے ہیں۔ قرآن شریف میں ۱۱۴ کتبٌ قیمہ ہیں۔

آیت ۵۔ مخلصین له الدین حنفاء حنیف کے معنے خود ہی اسجگہ مخلص موجود ہیں۔ دوسری جگہ حنیفاً وما انا من المشرکین فرمایا ہے یہاں بھی عدم شرک جو اخلاص کے مترادف ہے۔ حنیف کی صفت بیان ہوئی ہے۔

آیت ۶۔ شرُّ البریّة۔

آیت ۷۔ خیر البریّة۔

بَرِیّہ اور بَرَایا دونوں کے ایک معنے ہیں یعنے مخلوق۔ بَرَا خَلَقَ۔ باری خالق کے خداوند تعالےٰ کا صفاتی نام ہے۔

آیت ۸۔ خالدین فیہا ابدًا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ جو وعدے صحابہ کو دیئے گئے تھے۔ وہ صرف آخرت ہی کے نہیں تھے بلکہ دنیا اور آخرۃ دونوں ہی کے تھے۔ دنیا کے انہار صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے لئے جیحوں سیحوں۔ دجلہ اور فرات تھے۔ ابدًا کی شہادت اس وقت تک کے قبضہ سے موجود ہے۔ آیتہ ۷ میں امنوا وعملوا الصالحات فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی کمزوری جس قدر ہوگی۔ اسی قدر ان انہار وجنات وغیرہ کے قبضہ میں بھی کمزوری واقع ہوگی۔ اہل شیعہ پر بھی یہ آیت شریف حجت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال اگر اعمال صالحہ نہ ہوتے۔ تو یہ انہار وجنات ان کو کس طرح ملتی رضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ۔ آگے فرمایا کہ ذٰلک لمن خشی ربّہ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم غاصب نہیں تھے۔ خشیۃ اللہ انہیں سب سے بڑھ کر تھی۔

اس سُورۃ کے ابتداء میں تو بتایا کہ مکہ اور مدینہ کے مشرکین اور اہل کتاب میں جو انقلاب مقدر تھا وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر موقوف تھا چنانچہ یہ بات کسی مزید توضیح کی محتاج نہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد عرب کی کایا ہی پلٹ گئی اور آپ سے پہلے ساری قومیں تمام فرقے اور اہل مذاہب اپنے مرکز توحید سے دور جا پڑے تھے اور ہر قسم کی بد اعتقادیوں۔ بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں میں مبتّلا تھے اسلئے قرآن کریم نے فرمایا۔

ظہر الفساد فے البرّ والبحر:۔

علاوہ بُت پرست مشرکوں کے۔ اہل کتاب بھی مختلف قسم کے شرکوں اور عملی نجاستوں میں گرفتار تھے اور اسطرح پر روحانی نکتہ خیال سے دنیا مر چکی تھی اور یہ بگڑی ہوئی قومیں اصلاح پذیر نہیں ہو سکتی تھیں جب تک البیّنۃ نہ آوے۔ چنانچہ وہ موعود البیّنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور آپ نے دنیا کو اس گند اور ناپاکی سے پاک کیا جس میں وہ مبتّلا تھی۔ البیّنہ کے معنے خود قرآن مجید نے کر دیئے ہیں۔ رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطہرۃ یعنے وہ اللہ کا موعود رسول جو انپر پاک صحیفے پڑھتا ہے۔ کتب مقدسہ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں یہی لکھا تھا کہ میں اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اس میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ ایسا رسول مبعوث فرما۔ جو تیری آیتیں ان پر تلاوت کرے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں بار بار آیا ہے۔ یتلوا علیہم اٰیاتہ۔ غرض وہ کامل اور خاتم رسول آگیا۔ اور وہ پاک صحیفے انپر تلاوت کرنے لگا۔ مگر باوجود اسکے کہ زمانہ کی حالت طبعی اور قوموں کی عملی اور اعتقادی سخت تقاضا کر رہی تھی کہ ایک زبردست رسول آئے اور خود اہل کتاب بھی تورات اور صحائف انبیاء اور عہد جدید کی پیشگوئیوں کے موافق منتظر تھے کہ مثیل موسٰی اور مبشر عیسٰے (فارقلیط) آنے والا ہے مگر جب وہ آگیا۔ تو بغض وحسد سے انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ ضرورت نبوت کے وہ قائل اور مثیل موسٰے اور مبشر عیسٰے کے وہ منتظر اور پھر آنے والے نے کوئی نئی تعلیم نیا مذہب پیش نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ کے پاک صحیفے انپر تلاوت کرتا ہے۔ اور تمام دنیا کی صداقتیں اس کی کتاب میں موجود ہیں۔ فیہا کتبٌ قیمہ۔ یعنے قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ تمام دنیا کی الہامی کتب کی جمیع محکم اور مستقل صداقتیں اس میں موجود ہیں آیت بتاتی ہے کہ قرآن مجید تمام کتب سابقہ پر شامل اور جامع اور مہیمن کتاب ہے اور ہر قسم کی تحریف و تبدیل۔ ترمیم و تنسیخ سے پاک اور خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الکتب ہے بہر حال اس نبی نے کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کی۔ اور کہا کہ ماکنتُ بدعًا من الرسل اور وہی تعلیم دی جو سب نبی دیتے آئے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اخلاص کے ساتھ اپنی عملی اور اعتقادی حالت کی اصلاح کرو۔ شرک چھوڑ دو۔ نمازیں پڑھو اور زکوٰۃ دو کیونکہ یہی دین قیمہ ہے اسطرح پر انپر اتمام حجت کیا۔

پارہ ۳۰۔ سُورۃ الزلزال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا۔

آیت ۲۔ واخرجت الارض اثقالہا۔

آیت ۳۔ وقال الانسانُ مالہا۔

زمینی تزلزل اور اخراج اثقال کے معنے دو طرح پر ہیں ایک تو قیامت کو زمین کا سخت بھونچال ہونا اور تمامی مدفونوں کا باہر نکلنا اور دوسرے معنے یہ کہ الارض سے مُراد اہل ارض ہیں جیسا کہ خلیج ناحیۃ میں نادی سے اہل نادی مراد ہیں

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اں سے علیحدگی ہوجاتی ہے اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد طول مکث کے دوزخی دوزخ سے نکالدیئے جائیں گے۔ ھاویہ طبقے کے بھی نکالدیئے جائیں گے جو سب سے نیچے کا طبقہ ہے اسی لئے وہ طبقہ ھاویہ کہلاتا ہے۔ اُم اور ھاویہ دونوں ایک جا جمع ہونے سے یہ اشارۃ پائی جاتی ہے۔

آیت ۱۱۔ نارٌ حامیۃٌ۔ نار، دوزخ اور نارِ حرب دونوں مراد ہیں حرب کو بھی نار ہی فرمایا ہے۔ کلّما اوقدوا ناراً للحرب اطفاھا اللہ ۶۴/۵

پارہ ۳۰۔ سُورۃ التکاثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱۔ الھٰکم التکاثر۔ الھا کے معنے کسی چیز سے غافل کرکے دوسری چیز میں مشغول کرنے کے ہیں جیسے فرمایا۔ رجالٌ لا تلھیھم تجارۃٌ ولا بیعٌ عن ذکر اللہ۔ تکاثر۔ ایک دوسرے پر زیادۃ مال کی حرص کرنا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ من شغلک عن اللہ فھو مشئمک

آیت ۲۔ حتّیٰ زرتم المقابر۔ صحیحین میں روایت ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہوجاتا ہے اور دو چیزیں اس کی جوان رہ جاتی ہیں ایک انہیں سے حرص مال ہے ابوہریرہ سے یہ مروی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُورۃ التکاثر پڑھی اور پھر فرمایا۔ بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے۔ حالانکہ اس کا مال تو صرف اتنا ہی ہے۔ جو کھالیا وہ تو فنا کردیا اور جو پہن لیا اس کو پُرانا کردیا اور جو خدا کی راہ میں دے دیا اس کو آگے کے لئے جمع کیا۔ ان تین قسموں کے سوا جو کچھ اور مال ہے وہ تو لوگوں کا ہے۔ مقابر کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ ارقام فرمایا ہے۔ ملخصاً آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے یہ برزخ لغت عرب میں اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو دو چیزوں کے درمیان واقع ہو سو چونکہ یہ زمانہ عالم بعث اور عالم نشاء اولے کے درمیان واقع ہے اس لئے اس کا نام برزخ ہے۔ برزخ۔ عربی لفظ ہے جو مرکب ہے برّ اور زخ سے جس کے معنے یہ ہیں کہ طریق کسب عمل ختم ہوگیا اور ایک مخفی حالت میں پڑ گیا۔ برزخ کی حالت وہ حالت ہے کہ جب یہ ناپائدار ترکیب انسانی تفرق پذیر ہوجاتی ہے اور رُوح الگ اور جسم الگ ہوجاتا ہے اور جیسا کہ دیکھا گیا ہے جسم کسی گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے اور رُوح بھی ایک قسم کے گڑھے میں پڑجاتی ہے جس پر لفظ زخ کا دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ افعال کسب خیر یا شر پر قادر نہیں ہوسکتی کہ جو جسم کے تعلقات سے اس سے صادر ہوسکتے تھے۔ ہماری روح بغیر تعلق جسم کے بالکل نکمی ہے یہ بات بالکل باطل ہے کہ ہم خیال کریں کہ کسی وقت میں ہماری مجرد رُوح جس کے ساتھ جسم نہیں ہے کسی خوشحالی کو پاسکتی ہے اگر ہم قصہ کے طور پر اس کو قبول نہ قبول کریں [illegible] نہیں ہم بالکل سمجھ نہیں [illegible]

بیٹھ جاتی ہے وہ اس روز کیوں کر کامل حالت پر رہے گی جبکہ بالکل جسم کے تعلقات سے محروم کی جائے گی کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سمجھاتا کہ روح کی صحت کے لئے جسم کی صحت ضروری ہے جب ایک شخص ہم میں سے پیر فرتوت ہوجاتا ہے تو ساتھ ہی اس کی رُوح بھی بوڑھی ہوجاتی ہے۔ اس کا تمام علمی سرمایہ بڑھاپے کا چور چُرا لے جاتا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔

لکیلا یعلم بعد علمٍ شیئاً۔

یعنے انسان بوڑھا ہوکر ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے کہ پڑھ پڑھا کر پھر جاہل بن جاتا ہے پس ہمارا یہ مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ رُوح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں اور یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ چیز ہوتی تو خدا کا یہ کام لغو ٹھہرتا کہ اس کو خواہ نخواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا اور یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالے نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے مجرد روح سے حاصل نہیں کر سکتا تو کیونکر امید رکھیں کہ اُن نامتناہی ترقیات کو جو نا پیدا کنار ہیں۔ بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لے گا سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رُوح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کی رو سے جسم کی رفاقت رُوح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہوجاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے کہ بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دیئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ہی ظلمت سے طیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں۔ انسان کامل ایسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پاسکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت مثالیں ہیں اگرچہ ایسے آدمی کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے۔ لیکن جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصّہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے طیار ہوتا ہے۔ تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذّت اُٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہوتا ہے۔

میں اس میں صاحب تجربہ ہوں جو مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مُردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں [illegible]

بیچارہ بے زبان محبت کی آگ کس ذریعہ سے نکالے؟ پتھریلی زمین میں ٹھوکریں کھاکر نعل در آتش ہوکر آگ جھاڑتا ہے اور اپنے سوار کو وفاداری دکھلاتا ہے یہ وفاداری کا دوسرا قدم ہے۔

آیت ۳ - فالمغیرات صبحاً - مالک کے دشمن پر رات بھر کی دوڑ کا تھکا ہوا صبح کے وقت جا پڑتا ہے یہ وفاداری کا تیسرا قدم ہے - غارہ چھاپا مارنے کو کہتے ہیں۔

آیت ۴ - فاثرن بہٖ نقعاً - نقع کے معنے گرد و غبار کے ہیں اور اثر ان کا اُڑانا ہے - یہ وفاداری کا چوتھا قدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر یاد آگیا ؎

اگرچہ در رہِ جاناں چو خاک گردیدم

دلم تپید کہ فدایش غبار خود بکنم

آیت ۵ - فوسطن بہٖ جمعاً - عادیات موریات وغیرہ ہر فعل کو جمع کے صیغہ سے بیان فرما کر آخر میں بھی جمعاً فرمایا اس تاکید میں یہ اشارہ ہے کہ جس جماعت کا شیرازہ کمزور ہے وہ جماعت فاتح نہیں ہوسکتی - پانچواں قدم وفاداری کا یہ بیان ہوا ہے کہ میدان جنگ کے وسط میں تلواروں اور نیزوں کی زد کے نیچے یہ گھوڑے اپنے مالک کو پشت پر سوار کئے ہوئے بیٹھ جاتے ہیں پھر آگے وفاداری و جان بازی کے جو کچھ حرکات اس شریف الطبع بے زبان جانور سے صادر ہوتی ہیں - الخ ان کے سوار ہی خوب جانتے ہیں۔

آیت ۶ - انّ الانسان لربّہٖ لکنود - یہ چھٹی آیت جواب قسم ہے - کنود کند سے ماخوذ ہے اور کند کے معنے قطع کرنے کے ہیں - رسّی کے کاٹ دینے کو کند الحبل کہتے ہیں - گھوڑا گھاس - توڑی - بھوسا کھاتا ہے اور وفاداری میں بڑا جانباز ہے - انسان ہزاروں قسم کی لذیذ سے لذیذ نعمتیں اپنے ربّ کی دی ہوئی کھاتا ہے اور وفاداری کے وقت اس رشتۂ ربوبیت کو کاٹ دیتا ہے - بے وفا ناز پروردہ انسان جو بھینسے کی طرح پھولا ہوا ہوتا ہے اس کی مثال اس شعر میں خوب بیان کی گئی ہے ؎ -

اسپِ لاغر میاں بکار آید + روزِ میدان نہ گاوِ پرواری

گھوڑا میدان کے دن بڑا چست ہوتا ہے - مگر بے وفا انسان کنوں ہوتا ہے کنود میں اسی بات کو بیان فرمایا ہے۔

آیت ۸ - وانّہٗ لحبّ الخیر لشدید - شدید کے معنے بخیل اور ممسک کے بھی ہیں - فلانٌ شدیدٌ و متشدّد - بولا کرتے ہیں - خیر بمعنی مال - جیسا کہ فرمایا - ان ترک خیرا الوصیۃ ﴿پ۲﴾ - حبّ کے لغت کے معنے پُر ہونے اور بھر جانے کے ہیں - معنے آیت یہ ہیں کہ دل کے ہر گوشہ میں مال کی محبت جاگزین ہوگئی اور پُر ہوگئی ہے - کہ رب کی وفاداری کے لئے کوئی گوشہ خالی نہیں [illegible]

آیت ۹ - [illegible]

آیت ۱۰ - وحُصّل ما فی الصدور۔

آیت ۱۱ - انّ ربّھم بھم یومئذٍ لخبیر۔

بُعثر کے معنے واذا القبور بعثرت ﴿پ۳۰﴾ میں بیان ہوچکے ہیں - بعثر اور بحثر کے ایک ہی معنے ہیں اور یہ دونوں بعث اور بحث سے مرکب ہیں جن کے معنے کریدنے اور مناقشہ کرنے کے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ من نوقش عذّب - جس کے حساب میں ذرا بھی کرید کی گئی وہ عذاب کیا جائے گا - ان آیتوں میں فرمایا ہے کہ مردہ دل بے وفا جو پنجر قالب میں مقید ہیں ان کی وفاداری اور بے وفائی کی جب کرید ہوگی - تو ان کا پرورش کنندہ ان سے ان کی باغیانہ حرکتوں کی خوب خبر لیگا - لَ تاکید کے لئے ہے - یہ کرید حساب کی دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اقترب للناس حسابھم میں دونوں حساب مراد ہیں بلکہ نبی کی معرفت دنیوی محاسبہ اقرب ہے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے - انا الحاشر الذی یحشر الناس علےٰ قدمی

(اس سورہ شریف کے متعلق عاجز پر یہ بھی کھولا گیا ہے کہ اس میں اس زمانہ کی سواری ریل کی پیشگوئی اور اس زمانہ میں ایک نبی کے آنے کی خبر ہے یہ تفسیر علیحدہ رسالہ میں چھاپی جائے گی - انشاء اللہ تعالےٰ - ایڈیٹر)

سُورَۃُ الْقَارِعَۃِ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

آیت ۱ - القارعۃ - قارعہ قرع سے مشتق ہے - قرع کے معنے کسی چیز کو سختی اور شدت سے بجانے اور مارنے کے ہیں - خوفناک حادثہ اور مصیبت کو بھی قارعہ اسی لئے کہتے ہیں - قرآن شریف میں دوسری جگہ فرمایا ہے - ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ ﴿پ۱۳﴾ معلوم ہوا کہ دنیا کا عذاب بھی قارعہ ہے اور آخرۃ کی مصیبت بھی قارعہ ہے

آیت ۴ - یوم یکون النّاس کالفراش المبثوث - فراش - ٹڈیاں بلکہ کل پروار چھوٹے چھوٹے جانور جو چراغ کے گرد جمع ہوجاتے ہیں۔

مبثوث - منتشر - بکھرے ہوئے -

آیت ۵ - وتکون الجبال کالعھن المنفوش - عھن اُون یا صوف مختلف رنگ کے - نفش کے معنے دھنکنے کے ہیں - منفوش - دھنکے ہوئے - جبال کا اطلاق بڑے بڑے بادشاہوں پر بھی کیا جاتا ہے - آیت میں دونوں قسم کے عذاب اور تباہیوں کا ذکر ہے - جو جنگوں میں ہوتے ہیں اور آخرۃ میں بھی ہوں گے جیسا کہ تصیبھم بما صنعوا قارعۃ سے [illegible]

آیت ۹ - فامّہٗ ھاویۃ [illegible]

جب تک [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولنا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ ؂

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

پارہ ۳۰ - نوٹ سورۃ الھمزۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ - ویل لکل ھمزۃ لمزۃ -
ہمزۃ میں تا مبالغہ کے واسطے ہے جیسے علام علامہ ھمز کے معنے توڑنے کے ہیں اور لمز کے معنے طعنہ مارنے کے ہیں - ہمزہ لمزہ کے معنے لوگوں کی آبرو ریزی کرنے والوں یا طعن و تشنیع کے ذریعہ شکستگی پیدا کرنے کے ہیں - ہامزہ وہ شخص ہے جو روبرو بدگوئی کرے یا آنکھ اور ابرو وغیرہ کے اشارات سے کسی کی تحقیر کرے - اور لامز جو پس پشت کسی کی بدگوئی کرے - کل کا لفظ جامع ہے - ہر قسم کے ہامزین و لامزین پر کیسے باشد مسلم ہویا کافر - انبیاء کے اخلاق میں کبھی یہ ضعف پایا نہیں جاتا

آیت ۲ - الذی جمع مالا وعددہ - حب الدنیا راس کل خطیئۃ -
مال کے جمع کرنے کی حرص کو ہر قسم گناہ سے شدید مناسبت ہے - منجملہ ان کے ایک ہمازی اور لمازی بھی ہے -

آیت ۵ - وما ادرٰک ما الحطمۃ - حطم کے لغوی معنے بھی توڑنے ہی کے ہیں - زراعت کا غلہ جو چوڑنے کے لئے جانوروں کے پیروں سے روندایا جاتا ہے وہ حطام کہلاتا ہے - کما قال اللہ تعالےٰ لو نشاء لجعلناہ حطاما ؂ ہمز اور لمز کی جزا میں بھی سزا بالمثل کے طور پر اللہ تعالےٰ نے نار جہنم کے طبقہ کا نام حطمہ بیان فرمایا ہے -

آیت ۷ - التی تطلع علی الافئدۃ -
آیت ۸ - انھا علیھم مؤصدۃ -
آیت ۹ - فی عمد ممددۃ -

جو شخص مال کے جمع کرنے کی فکروں میں چور رہتا ہے اس کے دل پر ذرا ذرا سے نقصان کے وقت آگ کی لپٹ کی طرح صدمات شعلہ زن ہوتے رہتے ہیں - اسی دنیا میں ایسا شخص زندہ در آتش ہوتا ہے - اس دل کی کیفیت کے اعتبار سے آگ کی لپٹ کی نسبت دل کی طرف کی - آیۃ ۸ میں مؤصدۃ کے لفظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی راحتوں اور آرام کے دروازے بھی باوجود مال و دولت کے ہونے کے ان لوگوں پر بند ہوتے ہیں - فی عمد ممددۃ لمبی لمبی امیدوں [illegible] ایسا ہو کہ ان عذاب کا مزہ دنیا میں بھی چکھتے رہتے ہیں اور یہی عذاب [illegible] جاتے ہیں

نکتہ چینیوں کو جو مکہ میں تھے آگاہ کیا ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے یہ مال و منال جو تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کے لئے جمع کئے ہوئے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے - کام نہ آئیں گے اور تم ہلاک ہو کر خطرناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے اور عام طور پر دوسروں کی حقارت - نکتہ چینی اور عیب بینی سے منع کیا - کہ بالآخر یہ خصال بد انسان کو ہلاکت کے کنوئیں میں گرا دیتی ہیں - مخالفین مکہ آخر اس پیش گوئی کے موافق مبتلائے عذاب ہوئے اور ان کے اموال کام نہ آئے -

پارہ ۳۰ - سورۃ الفیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ - الم تر - الم تر کے معنے الم تعلم کے ہیں کیونکہ اصحاب فیل کا واقعہ متواتر بیان سے ایسا معتبر و مشہور تھا کہ رویت اور علم کا حکم رکھتا تھا جس سال اصحاب فیل تباہ ہوئے اوسی سال پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپکی ولادت ۲۰ - اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی آپکی ولادت باسعادت کیلئے اصحٰب الفیل کا واقعہ بطور توطیہ و تمہید کے تھا کیف فعل ربک فرما کر ربوبیت کے لفظ سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلی فرمائی کہ آپکی پیدائش سے پہلے ہی جبکہ آپ کے رب نے آپکی خاطر اس قسم کی تربیت کی ہے کہ ایک بادشاہ کے زبردست لشکر کو ہلاک کر دیا تو وہ ربوبیت جبکہ آپ پیدا ہو چکے ہیں تو آپ سے الگ ہو سکتی ہے

آیت ۲ - الم یجعل کیدھم فی تضلیل - تضلیل کے معنے تدبیر کے اکارت ہونے کے ہیں کما قال تعالےٰ اضل اعمالھم ؂ سورۃ محمد کی اس آیت اور آیۃ بالا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے -

آیت ۳ - وارسل علیھم طیرا ابابیل - ابابیل کے معنے جھنڈ کے جھنڈ - یہ لفظ جمع ہے واحد اس کا نہیں ہوتا - بعضوں نے ابول - ابیال اور اِبّالہ اس کا واحد قرار دیا ہے غرضیکہ ابابیل کے معنے پرے باندھ کر قطار در قطار آنیوالے جانوروں کے ہیں عرب کہا کرتے ہیں جاءت الخیل ابابیل من ھھنا ومن ھھنا یعنے گھوڑوں کا لشکر قطار باندھ کر اس طرف سے اور اس طرف سے آ پہونچا -

آیت ۴ - من سجیل - سجیل کے معنے سخت کنکری کے ہیں سنگ اور گل سے اس لفظ کو مرکب جنھوں نے کہا ہے غلطی کی ہے عربی جیسے وسیع اور بامعنے زبان کو اس طور پر مرکب کرنے کی کیا ضرورت جس مقام پر یہ لشکر ہلاک ہوا وہ مزدلفہ اور منا کے درمیان کی جگہ ہے اب بھی حاجی لوگ رمی جمار کے لئے اسی میدان سے کنکریاں چنکر ساتھ لے آتے اور انسے رمی جمار کرتے ہیں غالباً علاج فاسد با فاسد اس کا مطلب ہو سجیل اسجال سے مشتق ہے اسجال بمعنے ارسال ایک معنے ہیں بعضوں کی تحقیق ہے کہ جن کفار پر وہ کنکریاں گریں [illegible]
[illegible] مفصل بیان کتاب نورالدین صفحہ ۱۲۹ الخ میں دیکھو
[illegible]

ماگیا ہے۔ غرض میں اس کو جب سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں۔ میں زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا ضرور مرنے کے بعد ہی ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی ہو۔ خواہ ظلمانی۔ انسان کی یہ غلطی ہوگی کہ اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے ایک اور بات یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو جو بدکاری اور گمراہی میں پڑ گئے اپنے کلام میں مُردہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور نیکو کاروں کو زندہ قرار دیا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل مرے۔ انکی زندگی کے اسباب جو کھانا پینا اور شہوتوں کی پیروی تھی۔ منقطع ہو گئے اور روحانی غذا میں ان کو کچھ حصہ نہ تھا پس وہ درحقیقت مر گئے۔ وہ صرف عذاب اٹھانے کے لئے زندہ ہوں گے مگر جو لوگ خدا کے محبّ ہیں وہ موت سے نہیں مرتے۔ کیونکہ ان کا پانی اور ان کی روٹی ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ خدا کی کتاب میں نیک و بد کی جزا کے لئے دو مقام پائے جاتے ہیں ایک عالم برزخ جس میں مخفی طور پر ہر ایک شخص جزا پائیگا بُرے لوگ مرنے کے ساتھ ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ نیک لوگ مرنے کے بعد ہی جنت میں آرام پائیں گے جیسا کہ فرمایا ہے۔ قیل ادخل الجنۃ ۲۳/۲۶ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران۔ قبر یا تو ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے یا ایک گڑھا ہے۔ دوزخ کے گڑھوں سے۔

آیت ۵ ۔ لو تعلمون علم الیقین۔

آیت ۶ ۔ لترون الجحیم۔

آیت ۷ ۔ ثم لترونھا عین الیقین۔

ان ہر سہ آیات میں یقین کے تین مراتب کا ذکر فرمایا ہے ایک علم الیقین۔ دوسرا عین الیقین۔ تیسرا حق الیقین۔ دنیا میں بعض اوقات جزا سزا کے ملنے پر آخرۃ کی جزا سزا کا یقین علمی پیرایہ میں ہو جاتا ہے۔

قبر اور برزخ کی جزا سزا۔ عین الیقین کے طور پر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر میں جنت یا دوزخ کی طرف سے کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔ یوم الحشر کی جزا سزا حق الیقین ہیں جو عین یقین ہیں

پارہ ۳۰ ۔ سورۃ العصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت ۱ ۔ والعصر

آیت ۲ ۔ ان الانسان لفی خسر

عصر کے معنے مطلقاً وقت کے ہیں۔ قسم کے طور پر وقت کو اس لئے یاد فرمایا کہ اس کی [illegible] انسان سونا ہے انسان کی عمر کا وقت برف کے تاجر [illegible] ہے جس نے جھٹ پٹ

اس سے فائدہ اٹھالیا۔ وہ مزے میں رہا۔ عصر کے معنے نچوڑ نے کے ہیں۔ اس صورت میں والعصر کے یہ معنے ہیں کہ اسلام سارے ادیان کے حقائق و معارف کا نچوڑ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

من استوٰی یوماہ فھو مغبون۔

یعنے جس کے دو دن برابر رہے اور اس نے کوئی ترقی نہ کی یا ان دو دنوں میں کوئی کسب خیر نہ کیا وہ گھاٹے میں ہے۔ ابو مزینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ جب دو صحابی بھی آپس میں ملاقات کرتے تو تذکیر کے طور پر یہ سورہ شریفہ ایک دوسرے کو سُناتے۔ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی فرض نماز نہیں۔ سنت الطواف کے سوائے بھی کوئی نفل نماز نہیں اس میں یہ اشارہ ہے کہ

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور شریعت نہیں۔

آیت ۳ ۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ

ایمان اور عمل صالحہ کے لئے بعض زمانہ بڑا ہی قابل قدر ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں ایک اور مقام میں فرمایا ہے۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل۔ اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ۲۷/۱۱

حدیث شریف میں اسی آیت کی تفسیر یوں ہے۔ کہ سابقین اولین میں سے جو اصحاب پہلے پہل ایمان لائے اور انفاق فی سبیل اللہ ایک مٹھی بھر جو کے ساتھ کیا بعد میں ایمان لانے والے اور پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے والے ان اگلوں کی برابری نہیں کر سکتے۔ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ ۲۷/۱۱۔ اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب کو نیک وعدے دئیے ہیں وتواصوا بالحق کی نسبت بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو حق بات جانتا ہے اور بیان نہیں کرتا وہ گونگا شیطان ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ایسے کو بروز قیامت آگ کی لگام چڑھائی جائے گی ایمان۔ اعمال صالحہ۔ وصیت بالحق اور وصیت بالصبر جو اسلام کا نچوڑ ہے اس چھوٹی سی سورۃ میں بیان فرمادیا۔ اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم بطور تذکیر ملاقاتوں کے وقت ایک دوسرے کو سنا دیا کرتے۔ احباب بھی اس سنت صحابہ پر عمل کریں۔

گوش زدہ اثرے دارد۔ وصیت بالحق میں اتنا غلو نہ کرے۔ کہ تمسخر اور لغو تک نوبت پہنچ جاوے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

وکان ھاشم یوالف ملک الشام والمطلب کسریٰ و عبد شمس و نوفل یوالفان ملک مصر والحبشۃ ویوالف معناہ یعاھد ویصالح۔ الف یوالف الافا۔

پاس جاتے تھے۔ ہاشم کا عہد و پیمان بادشاہِ شام کے ساتھ تھا اور مطلب کا کسریٰ کے ساتھ تھا۔ اور عبد شمس اور نوفل کا عہد و پیمان مصر اور حبشہ کے بادشاہوں کے ساتھ۔ الف کے معنے معاہدہ اور مصالحت کے ہیں +

قریش ولد النضر بن کنانۃ۔ وسال معاویۃ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنھم فقال دابۃ البحر واستدل بقول الجمحی کما قال ؎

وقریش ھی التی تسکن البحر۔ وبھا سمیت قریش قریشا تاکل الغث والسمین ولا تترک منھا لذی جناحین قریشا

قریش نضر بن کنانہ کا بیٹا تھا۔ حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے پوچھا تھا کہ قریش کے لفظ کے کیا معنے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ قریش ایک سمندری چارپایہ کا نام ہے اور اس پر جمحی کے اشعار کو بطور ذیل کے پڑھا جن کے یہ معنے ہیں کہ قریش وہ جانور ہے جو سمندر میں رہتا ہے۔ اُسی کے نام پر قبیلہ کا نام قریش ہُوا وہ دُبلے اور موٹے سب کو کھا جاتا ہے اور کسی پروں والے کے پر باقی نہیں چھوڑتا +

وقال الفراء ومن التقریش بمعنی التکسب سموا بذالک وقیل من التقریش ھو التفتیش قال الحرث بن حلنزۃ ؎

ایھا الشامت المقرش عنا
عند عمرو فھل لنا ابقاء

فراء کا قول ہے کہ لفظ قریش لفظ تقرش سے نکلا ہے اور تقرش کے معنی کسب کمائی ہے چونکہ یہ قبیلہ تجارت کرتا تھا اسواسطے اس کا نام یہ ہوگیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لفظ تقرش سے نکلا ہے جس کے معنے تفتیش کے ہیں۔ حرث بن حلنزہ کا ایک شعر ان معنوں کی تائید کرتا ہے اس شعر کے یہ معنے ہیں اسے ہمارے دشمن عیب تلاش کرنے والے عمر کے پاس ہے کیا تو ہمارا پیچھا چھوڑے گا یا نہیں۔ قریش کا یہ نام اس واسطے ہُوا کہ ان کے بزرگ اہل حاجات کو تلاش کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں پوری کریں اور بھوکوں کو خوراک دینے کے واسطے تلاش کرتے تھے اور اس جگہ تصغیر تعظیم کے واسطے ہے۔

لان اباھم کان یفتش عن ارباب الحوائج لیقضی وعلی ذی الخلۃ لیسدھا والتصغیر للتعظیم۔

ایلافھم رحلۃ الشتاء والصیف۔ ایلافھم بدل۔ من ایلاف قریش۔

فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع کما قال ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات۔ رب اجعل ھذا البلد امنا۔ وکانوا فی ارغد عیش مع انہ کان الناس یتخطفون من حولھم واشار اللہ تعالیٰ ذکرہ الی ھذا فی قولہ وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون (نحل)

اس سورہ شریف میں جو یہ حکم ہُوا ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تم کو بھوک سے غنی کرنے کے لئے کھانا کھلایا یہ آیت شریف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات کی اس دُعا کے مطابق ہے۔ کہ میرے پروردگار اس شہر کو امن کی جگہ بنا۔ اس دُعائے ابراہیمی کی قبولیت کے سبب قریش بڑے عیش و آرام میں زندگی بسر کرتے تھے۔ حالانکہ ان کے گرد و نواح کی مخلوق ہلاکت میں پڑی ہوئی تھی۔ اسی مضمون کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کلام میں سورۂ نحل میں بھی اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے ایک گاؤں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ جس کے باشندے اطمینان کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ ہر طرف سے اس کو رزق بافراغت پہنچتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی جس پر خدا نے ان پر بھوک اور خوف کا عذاب وارد کیا۔ جو ان کی اپنی بدعملیوں کا نتیجہ تھا +

شمار اس سورہ شریف میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد چار آیتیں اور تیرہ ۱۳ کلمے اور ۷۳ تہتر حروف ہیں +

مقام نزول یہ سورہ شریف جمہور کے نزدیک مکی ہے۔ کہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی۔ قریش کو خاص خطاب اور رب البیت کی عبادت کا حکم بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ سورہ شریف [illegible]

ہے کہ بعض آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نہ ایک بار بلکہ کئی بار نازل ہوئی ہوں اور کسی نے نزول اوّل کے مقام اور وقت کو یاد رکھا ہو اور کسی نے نزول دوم کے مقام اور وقت کا خیال رکھا ہو۔ اس کا نظارہ ہم اس تازہ وحی الٰہی میں بھی دیکھتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوتی ہے۔ کہ ایک پیشگوئی وحی الٰہی میں ایک دفعہ اوّل ہو کر مثلاً کتاب براہین احمدیہ میں چھپ چکی [illegible]

الفاظ الہام الٰہی میں وارد ہوئے۔ اور اخبار میں ایک تازہ تاریخ کے نیچے لکھے گئے +

اس جگہ شانِ نزول و مقام نزول کے اختلاف میں اس نکتہ کا دوبارہ لکھنا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ ہم سورۃ الماعون کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں کہ یہ بھی حکمت الٰہی ہے کہ انجیل اور توریت کی طرح قرآن شریف میں ہر آیت کے ساتھ اس کا شان نزول درج نہیں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بدرِ منوّر

درس قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ القریش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

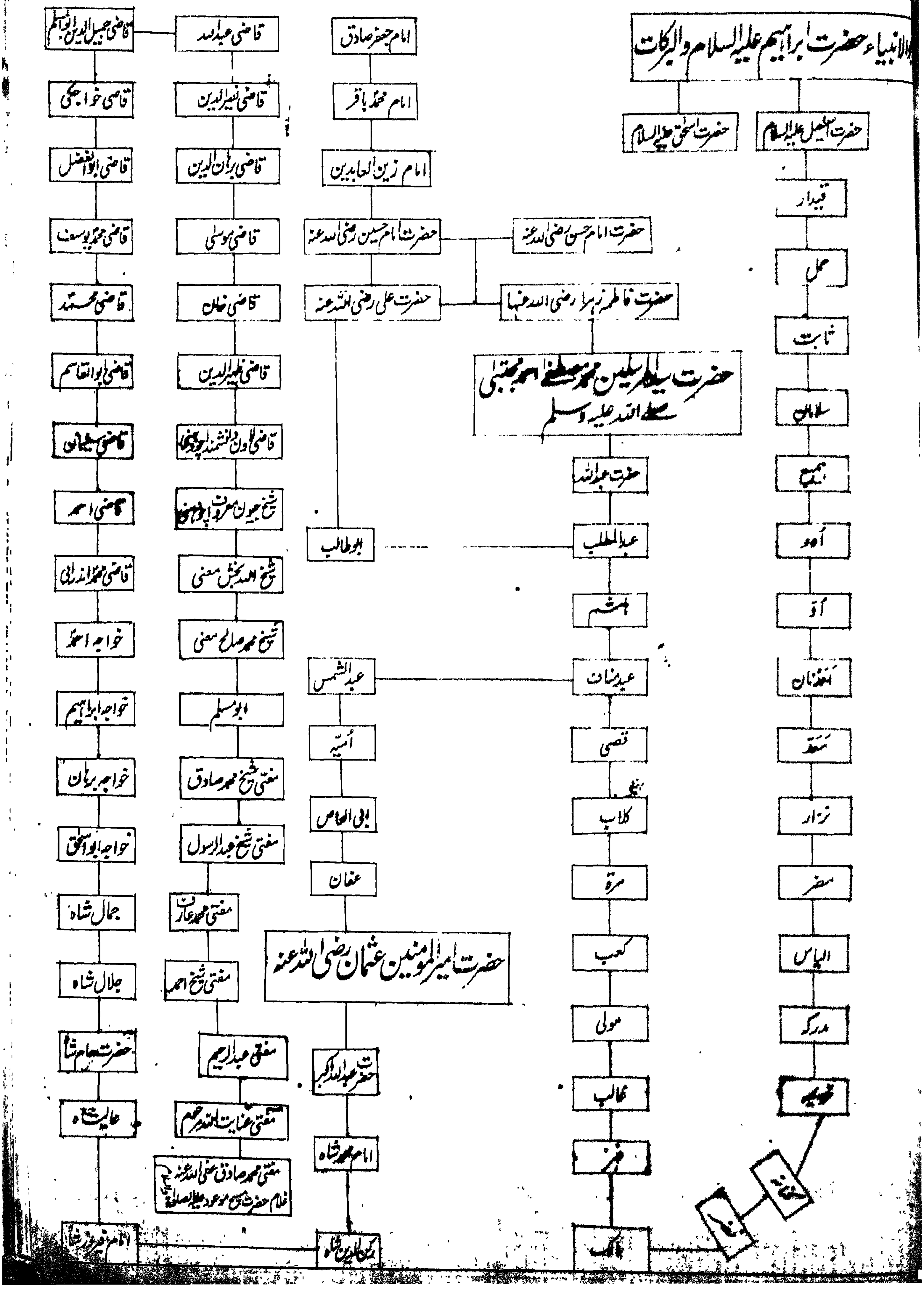
ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ	اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ	فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ	الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ
واسطے الفت دلانے قریش کے	ان کو الفت دلانا سفر جاڑے سے اور گرمی میں	پس چاہیئے کہ عبادت کریں پروردگار اس گھر کے کی	جس نے کھانا دیا ان کو
مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۠			
بھوک سے اور امن دیا ان کو خوف سے			

تفسیری۔ ترجمہ بامحاورہ اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ اس کو شروع کیا جاتا ہے جس کی رحمت بلامبادلہ سب کے واسطے عام ہے اور جو نیک عمل کرنے والوں کو انعام اور بدی کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے والے اصحاب فیل کو ہلاک کیا اور اس گھر کی عزت کے واسطے کئی معجزات دکھائے تاکہ قریش اور ان کے ذریعہ سے پھر تمام دُنیا اُلفت پکڑے ان کی اُلفت کے واسطے جاڑے اور گرمی کے سفر کے اسباب مہیا ہوئے۔ خدا تعالےٰ کے اس قدر فضل اور انعام پر نگاہ کر کے چاہیئے کہ اس رب کی عبادت کریں۔ جس نے اپنے اس عبادت گاہ کی عزت بے نظیر طور پر دُنیا میں قائم کی اور جس نے اس کے اہل کو طعام کے سامان بہم پہنچا کر فقر و فاقہ سے بچایا اور ہر طرح کے خوف سے بے خوف کر کے اس جگہ کو دارالامن بنا دیا +

(مفصل تفسیر لکھنے سے پہلے اس جگہ سب سے اوّل حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تصنیف کردہ قلمی عربی تفسیر کو بمعہ ترجمہ لکھا جاتا ہے اور وہ مختصر ہے۔ اس واسطے عربی بھی ساتھ لکھی جاتی ہے اور ترجمہ اُردو بھی کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اللّام - لام التعجب - کمافی ۔ ہ	لام تعجب کے لئے ہے۔ ہ
اعزك ان قالوا لعزۃ شاعر	کیا تجھے اس بات نے دھوکہ دیا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ عزہ بڑا شاعر ہے اس کے
خیال ابام من عریقٍ وشاعر	باپ پر تعجب ہے کہ اس کا بیٹا کیسا میسر اور شاعر ہے +
الالاف اجتماع مع التئام قالہ الراغب وقال الھروی	راغب اور ہروی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ [illegible]
[illegible]	[illegible]


ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
حضرت اسحٰق علیہ السلام
قیدار
حمل
ثابت
سلامان
ہمیسع
اُدد
اُد
عدنان
معد
نزار
مضر
الیاس
مدرکہ
خزیمہ
کنانہ
نضر
مالک
فہر
غالب
لوی
کعب
مرۃ
کلاب
قصی
عبدمناف
ہاشم
عبدالمطلب
حضرت عبداللہ
حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ
ابوطالب
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
امام زین العابدین
امام محمد باقر
امام جعفر صادق
عبدالشمس
اُمیہ
ابی العاص
عفان
حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ اکبر
امام محمد شاہ
رکن الدین شاہ
قاضی عبداللہ
قاضی نصیر الدین
قاضی برہان الدین
قاضی موسیٰ
قاضی خان
قاضی ظہیر الدین
قاضی اون دانشمند
شیخ جیون معروف
شیخ اللہ بخش معنی
شیخ محمد صالح معنی
ابومسلم
مفتی شیخ محمد صادق
مفتی شیخ عبدالرسول
مفتی محمد عارف
مفتی شیخ احمد
مفتی عبدالرحیم
مفتی عنایت اللہ رحیم
مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ
غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
قاضی جمیل الدین
قاضی خواجگی
قاضی ابوالفضل
قاضی محمد یوسف
قاضی محمد
قاضی ابوالقاسم
قاضی سلیمان
قاضی احمد
خواجہ احمد
خواجہ ابراہیم
خواجہ برہان
خواجہ ابواسحٰق
جمال شاہ
جلال شاہ
حضرت حسام شاہ
عالی شاہ
امام فیروز شاہ

میں اور دیگر صحف انبیاء میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ یا عیسیٰ یا کوئی اور نبی پھر اس مقام پر گیا اور اس آدمی کو ملا۔ اور اس وقت اس پر یہ وحی نازل ہوئی یا خود اس نے یہ کلام کیا۔ برخلاف اس کے قرآن شریف اوّل سے خدا تعالےٰ کا کلام ہے اور ایک سمندر کی طرح اس کی روانی ہے جس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بشر کے کلام کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ چونکہ یہ کلام نہ کسی خاص مکان کے واسطے تھا اور نہ کسی خاص قوم کے واسطے جیسا کہ توریت انجیل وغیرہ دیگر کتب سماوی ہیں۔ اس واسطے اس میں شان . . . نزول ساتھ ساتھ نہ لکھے گئے بلکہ خدا تعالیٰ نے یہی چاہا کہ اس بات کی حفاظت بھی پورے طور سے نہ ہوئی۔ کہ یہ آیتیں کب اور کس کے حق میں اوّل نازل ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ ترتیب نزولی بھی خدا تعالیٰ نے قایم نہ رہنے دی۔ قرآن شریف کی ترتیب اور اس کے درمیان شان نزول اور مقام نزول کا نہ لکھا جانا خود اس بات کی ایک بڑی بھاری دلیل ہے کہ یہ کتاب برخلاف دیگر کتب سماوی کے تمام زمین کے واسطے اور قیامت تک سب زمانوں کے واسطے اور سب قوموں کے واسطے خدا تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے۔

نام اس سورہ شریف کا نام سورۂ قریش ہے کیونکہ اس میں قریش کا خاص ذکر ہے اور اس سورۃ کو اس کے پہلے لفظ کے سبب لِاِیۡلٰفِ بھی کہتے ہیں +

ربط ماقبل اور مابعد کے ساتھ اس سورہ کے ماقبل قرآن شریف میں سورۃ الفیل ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ یمن کا بادشاہ ابرہہ جب بہت سے ہاتھی لیکر خانہ کعبہ کو گرانے کے واسطے مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالےٰ نے کس طرح اس کے لشکر کو ہلاک کر کے اس گھر کی حفاظت کی۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک انعام تھا۔ جو بالخصوص قریش پر ہوا۔ کیونکہ قریش یمن اور شام کی طرف تجارۃ کے واسطے جایا کرتے تھے اور ابرہہ کی اس ہلاکت سے تمام قوموں پر خانۂ کعبہ کی عظمت کا رعب چھا گیا اور وہ لوگ قریش کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اللہ تعالےٰ اپنی انعام کو یاد دلاکر [illegible] سورۃ الفیل [illegible]

اور ایسا ہی بعض دیگر بزرگ بھی ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھتے تھے گویا یہ دونوں ملاکر ایک ہی سورۃ ہے۔ دو جدا سورتیں نہیں ہیں۔ سورہ مابعد یعنی سورۃ الماعون کے ساتھ اس کا یہ ربط ہے۔ کہ جب اس سورہ شریف میں اللہ تعالےٰ نے قریش کو اپنے انعام یاد دلاکر اپنی عبادت کی طرف متوجہ کیا ہے تو سورۃ الماعون میں ان رذایل سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے جن سے خدا تعالےٰ ناراض ہوتا ہے +

تشریح و معانیٔ الفاظ

قریش قریش کا لفظ قرش سے نکلا ہے۔ قرش ایک سمندر کے جانور کا نام ہے جسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ دوسرے جانوروں کو کھا جاتا ہے مگر اسے کوئی نہیں کھا تا یعنے بہت طاقتور جانور ہے سب پر غالب رہتا ہے اسی سبب سے اس قوم کا نام قریش رکھا گیا تھا۔ عرب کا ایک شعر ہے ؎

وقریش هي التي تسكن البحر
بها سميت قريش قريشاً

ترجمہ۔ قریش وہ ہے جو سمندر میں رہتا ہے۔ اسی کے سبب سے قوم قریش کا یہ نام رکھا گیا ہے +

قرش کے معنے کسب کے بھی ہیں چونکہ قریش اپنی تجارت میں کسب اور محنت کے ساتھ اپنی روٹی کماتے تھے اس واسطے بھی ان کا یہ نام ہوا۔

لیث کا قول ہے کہ تقرش جمع ہونے کو کہتے ہیں پہلے یہ قوم مختلف مقامات پر پراگندہ پھرتی تھی۔ پھر قصی بن کلاب نے ان سب کو حرم میں جمع کیا اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر رہنے لگے اسواسطے ان کا نام قریش رکھا گیا چنانچہ اسپر ایک شاعر نے کہا ہے

ابوكم قصي كان يدعى مجمعاً
به جمع الله القبائل من فهر

تمہارے باپ قصی کا نام ہی ہوگیا تھا کہ وہ جمع کرنیوالا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے فہر کے قبائل کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا +

قبیلۂ قریش قریش۔ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کا دوسرا نام تھا۔ قبیلۂ قریش حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام والبرکات کی اولاد میں سے تھا اور اسی قبیلہ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے پیدا ہوئے جنہوں نے تمام جہان کو اپنے نور سے منور کیا [illegible]

دنیا کی متفرق قوموں کو اور انکے متفرق قومی مذاہب کو ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب میں جمع کر کے ایک ایسی توحید قائم کی کہ چار دانگ عالم میں لا اله الا الله کا نعرہ گونج اٹھا۔ یہ توحید اس قلبی تعلق کا نتیجہ تھی۔ جو آنحضرت صلعم کو اپنے رب اور خالق اور مالک کے ساتھ تھا۔ اگر محمدؐ دنیا میں نہ ہوتا تو انسانی روح کس تنزل کے گڑھے میں اب تک گری ہوئی ہوتی۔ اسی واسطے وہ فخر عالم و عالمیان ہے اور اگر روحوں کا خدا کیساتھ تعلق اپنی ترقی کے انتہائی نقطہ میں اس کمال تک پہنچنے والا ہوتا جو اس پیارے نبی نے پہنچایا تو پھر دنیا کی حالت رذالت اس قابل ہی نہ تھی کہ خدا تعالیٰ اُسے خلق کرتا اسی واسطے لولاك لما خلقت الافلاك کا خطاب آپ کو عطا ہوا +

نسب نامہ اب میں قریش کا نسب نامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات سے لیکر حضرت خاتم النبیین تک اسجگہ درج کرتا ہوں۔ اسجگہ اس بات کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انساب عدنان تک بیان کئے ہیں اور اس سے اوپر بیان نہیں فرمائے جس سے بعض لوگوں کو (جنہیں سرسید احمد خان صاحب بھی شامل ہیں) یہ غلطی لگی ہے کہ آنحضرت کو اس کے اوپر انساب کا نام نہ آتا تھا۔ یا اس سے اوپر کا سلسلہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ یہ بات صحیح نہیں اور اصل بات یہ ہے کہ یہود چونکہ اہل کتاب تھے اور لکھنے پڑھنے کا رواج انمیں عام تھا۔ وہ جہاں حضرت اسحٰق کا نسب نامہ محفوظ رکھتے تھے وہاں حضرت اسمٰعیل کا بھی بسبب قرب رشتہ داری کے محفوظ رکھا کرتے تھے لیکن کچھ زمانے کے بعد جبکہ قوموں کی جدائی اور اختلاف بڑھ گیا تو یہودی علماء نے عدنان سے نیچے کا نسب نامہ لکھنا اور اس کی حفاظت کرنا چھوڑ دیا تھا اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدنان تک خود بیان کر دیا اور اس کے اوپر جو یہود کے پاس تھا وہ بہر حال محفوظ تھا۔ اس واسطے اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہ سمجھی +

میں یہ نسب نامہ ایک پرانی قلمی کتاب سے نقل کرتا ہوں جسکے نسخے ہمارے خاندان میں محفوظ چلے آتے ہیں۔ اور سرسید احمد خانصاحب نے جو نسب نامہ اپنے خطبات میں عدنان تک لکھا ہے۔ اس کے ساتھ مقابلہ کر لیا گیا ہے وہاں تک ہر دو ایک ہی ہیں۔ یہ نسب نامہ ہمارے خاندان میں اسواسطے محفوظ چلا آتا ہے۔ کہ ہم بھی قریش میں سے ہیں اس واسطے اس کے ساتھ ہی میں نے اپنا نسب نامہ بھی نقل کر [illegible]

ایسا ہی اس نے جب ایک گھر کو اپنی طاقتور ہستی کے ثبوت میں نشان بنانا چاہا تو کہاں بنایا۔ عرب کے میدان میں جہاں پانی نہ ملے نہ چارہ۔ نہ خوراک نہ سبزی۔ نہ کوئی بستی نہ کوئی آبادی نہ کوئی حفاظت کی جگہ۔ پھر اسے آباد کیا تو ایسا کہ ساری دنیا اس کی طرف دوڑی چلی جاتی ہے۔ تمام جہان کی دولت وہاں کھنچی چلی آتی ہے۔ ہر ملک و ملت کا آدمی وہاں پایا جاتا ہے۔ ہر زبان وہاں سمجھی جاتی ہے۔ طاقت کا یہ حال ہے۔ کہ فوجی لحاظ سے کوئی حفاظت کا سامان نہیں پھر بھی سکندر رومی یونان سے نکلا۔ ہند تک فتح کیا۔ واپسی پر عرب کی فتح کا ارادہ تھا راستہ میں ہی ہلاک ہوگیا۔ خود اس زمانہ میں دجال یورپ سے نکلا۔ اور ہند تک پہنچ گیا۔ مگر وہی بیت اللہ اس سے محفوظ رہا۔ نبی کریم نے دجال کو دیکھا تھا۔ کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے وہ طواف بھی ایک تو یوں ہوگیا۔ کہ بحیرۂ قلزم۔ بحیرۂ عرب۔ عدن سے ہو کر خلیج فارس میں دجال گھوم رہا ہے۔ اور اس کے آگے جو ہوگا وہ بھی ظاہر ہو جائے گا +

رحلت الشتآء والصیف۔ چونکہ اہل عرب کے واسطے مقدر تھا کہ جب نور محمدی ان کے درمیان سے طلوع کرے تو وہ اس سے منور ہو کر مشرق و مغرب میں پھیلیں۔ قیصر و کسرے کی سلطنتوں کے وارث بنیں۔ ایران اور شام کو فتح کریں۔ مصر۔ الجیریا۔ مراکو کو مسلمان بناتے ہوئے ہسپانیہ میں جا تھمیں دوسری طرف ترکستان۔ افغانستان ہند کے فاتح بنیں۔ چین کے لوگوں کو جا کر مسلمان بنائیں اس واسطے پہلے سے اللہ تعالے نے ان کے طبائع ایسے بنائے تھے کہ وہ سفر کو پسند کرتے تھے اور کیا گرمی اور کیا سردی ہر دو موسموں میں سفر کیا کرتے تھے پھر اس میں ایک پیشگوئی بھی مخفی ہے کہ اے قریش خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے بڑے بڑے سفر مقدر رکھے ہیں وہ سفر ایسے نہ ہونگے کہ تم جس موسم میں جاؤ۔ اسی میں تم واپس آسکو بلکہ وہ لمبے سفر ہونگے جن میں تم کو سردیاں بھی گذارنی پڑینگی اور گرمیاں بھی گذارنی ہونگی +

خدا تعالے کی قدرت اور طاقت کیا وسیع ہے کہ اُس نے عرب کی قوم اُن اس پتھر کو جسے معماروں نے رد کر دیا تھا۔ کہ یہ کام کا نہیں اُسے ہی کونے پر لگایا۔ وہی قوم تمام دُنیا کی سردار بنتی ہے وہی قوم تمام یورپ کو مہذب بنانے والی ہوئی۔ مشرق و مغرب میں اُس نے علوم کا چراغ روشن کر دیا۔ آج تک تمام اعلےٰ علوم اُنہیں کی کتابوں سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ ایک ایک مسلمان نے وہ شاندار کتاب لکھی ہے جس کے برابر آج بڑی بڑی جماعتیں لگ کر اور لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی نہیں لکھ سکتیں۔ طاقتور۔ قادر۔ توانا بندہ کی مجبوریوں سے واقف خدا اُس گھر کا ہے۔ جو تیرہ سو سال سے اس کی عزت چاہتا ہے۔ وہ جسے ابراہیم علیہ السلام والبرکات نے جنگل میں بنایا جنگل بھی وہ جس کے گرداگرد سینکڑوں کوسوں تک کوئی آبادی نہ تھی۔ اس گھر [illegible] کے واسطے اپنی بیوی اور بچے کو [illegible] چھوڑ دیا۔ اللہ اللہ کیا [illegible]

تو جا۔ تیری اور نہ کسی اور کی ہم کو پروا ہے۔ کیا ہی پیارا وہ بچہ تھا۔ جس کی خاطر جنگل بیابان میں چشمہ جاری ہوا۔ اور ایسا جاری ہوا۔ کہ آجتک تمام جہان کے لوگ اس کا پانی پیتے ہیں۔ خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں تجھ پر اے خدا کے خلیل۔ اے نبیوں کے باپ ابراہیم۔ اور ہزاروں ہزار برکتیں اور رحمتیں تجھ پر ہوں۔ اے عورتوں میں ایک بے نظیر عورت۔ مصر کی شاہزادی اور ابراہیم کی بیوی اور اسمٰعیل کی ماں۔ کیا ہی خدا رسیدہ تیرا دل تھا۔ کہ تو نے خدا کے حکم کی تابعداری میں اپنے بڑے بھاری امتحان کو اپنے سر پر قبول کیا۔ کہ اگر وہ امتحان پہاڑ پر پڑتا۔ تو پہاڑ اس کے بوجھ سے شق ہو جاتا۔ بے شک تو ہی اس قابل تھی کہ تیری اولاد میں سے نبیوں کا سردار **محمدؐ** پیدا ہوتا۔ تیری اس مضطرانہ دوڑ کی یادگار میں آج تک لاکھوں انسان مختلف بلاد سے آکر تیرے قدم بقدم دوڑتے اور خدا کی حمد کرتے ہیں ایک ابراہیم کے اس گھرانے کی تاریخ خدا تعالیٰ کے دلدادہ اور مقبول بندوں کی مثال میں ایسی پُردرد ہے۔ کہ دلوں کی کثافت کو دُور کرتی اور انسان کو خدا کے نزدیک لا دیتی ہے۔ اللہ تعالے کی راہ میں اس طرح کی قربانی کرنے والے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے

چوں شود تجشایش حق بر کسے — دل نہے ماند بدنیائش بسے
خوش شرش آید بیابان تپاں — تا در و نالد زبہر دلستاں
پیش از مُردن بمیرد حق شناس — زینکہ محکم نیست دُنیا را اساس
ہوش کن ایں جائیکہ جائی فناست — باخدا مے باش چوں آخر خداست
زہر قاتل گر بدست خود خوری — من چساں دانم کہ تو دانشوری
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد — چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است — تاکنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم رہِ صدق و وفا — ایں بود مردانِ حق را انتہا
از پئے آں زندہ از خود فانی اند — جاں فشاں بر مسلکِ ربانی اند
فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ — دل ز کف وز فرق افتادہ کلاہ
دور تر از خود بیار آمیختہ — آبرو از بہر روئے ریختہ
ذکر شاں ہمے دہد یاد از خدا — صدق ورزاں در جنابِ کبریا
گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود — کار بر جویندگاں آساں بود
لیک تو افتادہ در دُنیا اسیر — تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر
تا نمیری اے سگ دنیا پرست — دامنِ آں یار کے آید بدست
نیست شو تا بر تو فیضانے رسد — جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد
تو گذاری عمرِ خود در کبر و کین — چشم بستہ از رہِ صدق و یقین
نیک دل با نیکواں دارد سرے — [illegible]
[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

تشریح و معانی الفاظ

لِاِیْلٰف ۔ اُلفت دلانے کے لئے۔

اس گھر کے ربّ کے ساتھ اُلفت دلانے کے لئے اصحاب الفیل کو اس واسطے قتل کیا گیا اور شکست دیگئی اور خائب و خاسر واپس کیا گیا ہے کہ قریش اور اہل عرب کا یقین تازہ ہو کہ اس گھر کی حفاظت اللہ تعالےٰ خود کرتا ہے اس طرح وہ خدا تعالےٰ کی خالص عبادت میں مشغول ہوں۔ اور قریش جو موسم سرما و گرما میں سفر پر جاتے تھے اور تمام بلاد کے بادشاہ اور تجار ان کی عزّت کرتے تھے۔ اس تجارت اور سفر میں فرق نہ آوے بلکہ اُن کی عزّت اور بھی زیادہ ہو +

اِلٰفِهِمْ ۔ ان کو اُلفت دلانے کے لئے

رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۔ سردی اور گرمی کے سفر میں۔

قریش تجارت کے واسطے ہر سال دو سفر کرتے تھے موسم سرما میں افریقہ ہند۔ یمن کی طرف جاتے تھے اور موسم گرما میں شام۔ ایران کی طرف جاتے تھے۔ ہر دو طرف کے لوگ ان کی بہت ہی عزّت اور تکریم کرتے تھے اور ہدیئے اور تحفے دیتے تھے اگر خدانخواستہ اصحاب الفیل کو فتح ہو جاتی تو ان کی یہ تمام عزّت جاتی رہتی اور امن اُٹھ جاتا۔ لیکن اصحاب فیل کو تباہ کر کے اللہ تعالےٰ نے ان کی عزّت کو اور بھی بڑھایا اور پہلے سے بھی زیادہ لوگ قریش کی تعظیم کرنے لگے اور وہ سفر ان کے واسطے اور بھی زیادہ آسان اور بابرکت ہو گئے۔

فَلْيَعْبُدُوا ۔ پس چاہیئے کہ عبادت کریں۔

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۔ اس گھر کے پروردگار کی۔

الَّذِي ۔ جس نے

اَطْعَمَهُم ۔ انکو کھانا کھلایا۔

مِنْ جُوعٍ ۔ بھوک سے

وَاٰمَنَهُمْ ۔ اور ان کو امن دیا۔

مِنْ خَوْفٍ ۔ خوف سے +

مسلمان ہر وقت اور ہر جگہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں

بعض جاہل آریہ اور عیسائی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مسلمان چونکہ عبادت کے وقت خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرتے ہیں اس واسطے یہ بھی ایک شرک ہے اور اس گھر کی عبادت کی جاتی ہے اس سورہ شریف میں اللہ تعالےٰ نے صاف ... کر دیا ہے۔ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ... [illegible] ... کہ اس گھر کی ... اور یہ گھر بطور ایک نشان کے ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی برتری اور قادر اور عالم الغیب ہستی کا ثبوت دیتا ہے کیونکہ دنیا میں بڑے بڑے گھر لوگوں نے بنائے۔ اور بڑی بڑی قومیں ان کی امداد میں کھڑی ہوئیں لیکن وہ تباہ ہو گئے اور اُن کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور یہ گھر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق قائم ہے۔ اور اس کے ارد گرد رہنے والے ہر طرح کے خطرات سے محفوظ ہیں۔ عبادت کے وقت آخر کسی نہ کسی طرف تو انسان مُنہ کرتا ہے۔ وحدت کے واسطے سب نے ایک طرف مُنہ کیا۔ اور ایک ایسی طرف مُنہ کیا۔ جس طرف سے خدا تعالےٰ کا پاک کلام اُن تک پہنچا۔ اور اُن کے واسطے موجب ہدایت ہوا۔ علاوہ اس کے اس میں ایک اور حکمت ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جیسا کہ زمین کے گول ہونے کے سبب دن رات کے ہر ایک حصّہ میں مسلمان خدا تعالےٰ کی عبادات میں معروف ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک ہی سیکنڈ میں کہیں عصر ہے کہیں مغرب کہیں عشا کہیں فجر اور کہیں ظہر۔ ان کے علاوہ تہجد اور اشراق اور دوسری نمازیں جدا ہیں۔ غرض کوئی بھی ایسا وقت نہیں ہوتا جس میں روئے زمین پر کسی نہ کسی جگہ مسلمان خدا کی عبادت نہ کر رہے ہوں۔ گویا مسلمان ہی ایک قوم ہے جس پر خدا تعالےٰ کی عبادت کے انوار کا سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ ایسا ہی عبادت کے وقت ایک خاص سمت کا مقرر کرنا ایک عجیب حکمت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کے سبب اہل ہند کا مُنہ عبادت کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے اہل شام کا جنوب کی طرف اور اہل یمن کا شمال کی طرف۔ اہل مصر کا مشرق کی طرف ہوتا ہے اور ان سمتوں کے درمیان جو مقام ہے ان کا مُنہ کم و بیش درجات کے ساتھ ان سمتوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ الغرض کیا کوئی ایسا طرف نہیں جس طرف مُنہ کر کے مسلمان خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ گویا تمام روئے زمین پر اسلامی توحید کی شہادت کی لکیریں اس کثرت کے ساتھ ہر سمت سے گذرتی ہیں اور ہر وقت گذرتی ہیں کہ تمام روئے زمین ہر وقت مسلمانوں کی طرف سے خدا تعالےٰ کی توحید اور تحمید اور تسبیح سے پُر رہتی ہے۔ کوئی اور مذہب دُنیا میں ہے۔ جو اس قدر خدا کی عبادت کرنے والا +

خانہ کعبہ کا جائے امن ہونا ایک نشان

خدا کے کام بھی عجیب ہیں کسی کو اپنا برگزیدہ بندہ بنانا چاہتا ہے تو ایک غریب کو لیتا ہے۔ جو غیر مشہور ہو۔ اور ظاہری علوم سے دُنیا کی نظر میں ناواقف ہو۔ اور کچھ طاقت نہ رکھتا ہو۔ نہ کوئی جتھا اس کے ساتھ ہو۔ پھر اسے مامور بنا دیتا ہے سارے جہان عالم میں اس کی قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ تمام عالموں سے بڑھ کر اسے عالم بنا دیتا ہے ... [illegible]

نے اگر ان آیات کے متعلق کبھی کچھ لکھا یا فرمایا ہوا اور معلوم ہو۔ تو اس کو شامل کر۔ اس کے علاوہ خود بہت دعا اور توجہ کے بعد میں یہ تفسیر لکھتا رہا ہوں اور لکھنے کے بعد سورہ الناس حضرت مولوی نورالدین صاحب کو دکھا بھی لی گئی تھی۔ مگر باقی صورتوں میں یہ التزام نہیں ہو سکا۔ باوجود اس قدر احتیاط کے میں پھر بھی بہت ڈرا اور دعا کے بعد میں نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے اس معاملہ میں مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ تفسیر لکھنی چاہیئے۔ اور چھپنے سے پہلے مضمون مجھے دکھا لیا کرو۔ اس کے بعد زیادہ تشفی کے واسطے میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اپنی علمی اور عملی کمزوریوں کا ذکر کیا اور تفسیر کے متعلق خریداروں کے شوق کا بھی اظہار کیا اور اس معاملہ میں حضور علیہ السلام کا حکم دریافت کیا۔ حضور نے اس عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم۔ بہت بہتر ہے اس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے مگر ضروری ہے کہ مولوی صاحب کو دکھلا لیا کریں تاکہ غلطی نہ ہو جاوے۔ والسلام

مرزا غلام احمد

اس طرح حضرت اقدس کی اجازت کے بعد میں نے پھر یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہوں کو معاف فرمائے میری کمزوریوں کو دور کر دے اور مجھے اپنے فضل و کرم سے اپنی پاک کلام کا فہم اور اس پر عمل عطا فرمائے اور اس تفسیر کو قبولیت عطا فرمائے اور اس کو لکھنے والے اور پڑھنے والوں کے واسطے اپنی رضامندیوں کے حصول کا ذریعہ بنائے اور ان کے علم اور معرفت اور عمل صالح میں ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین

ہند میں ایڈیٹری

گزشتہ سالوں میں جس قدر تفسیر اخبار میں درج کی گئی ہے وہ ناظرین کی امید سے بہت ہی تھوڑی ہے۔ جس کی وجہ ایک تو وہی میری کم مائگی ہے جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس قدر تفسیروں کا پڑھنا۔ ان میں خلاصہ نکالنا۔ پھر اس کو زمانہ کی ضروریات کے مطابق کرنا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے درس کے فوائد کا اس میں درج کرنا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال کا اس کے متعلق تلاش کرنا۔ پھر خود بھی تدبر کرنا۔ دعا کرنا۔ یہ سب کچھ کوئی تھوڑا کام نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر تفسیر کے لئے اس کا حق پورے طور سے ادا کرنا ہو۔ تو اس کام کے واسطے بدر کے ایڈیٹوریل اسٹاف میں ایک ایڈیٹر صرف اس کام کے واسطے خاص ہونا چاہیئے جسے اور کسی طرف فکر کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن ہندوستان میں ایڈیٹری کی قسمت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ کسی خاص مضمون کے واسطے ایک الگ ایڈیٹر رکھا جائے اکثر اخباروں کا یہ حال ہے کہ ایڈیٹر کو علاوہ اخبار کی ایڈیٹری کے اس کی منیجری بھی خود ہی کرنی پڑتی ہے۔ اب ایک جان۔ خریداروں کی خط و کتابت کرے۔ نئے خریدار بنانے کی کوشش کرے۔ ان کی [illegible] کا حساب کتاب رکھے۔ روزانہ آمد و خرچ کو سنبھالے۔ اخبار کے فنڈ کی بڑھانے کی کوشش کرے اور فنڈ تھوڑا ہو جائے تو اس کی فکر کرے اخبار کو وقت پر نکالنے کا انتظام کرے۔ پریس میں اور کل کشوں کے ساتھ مشہور سرکھپائی کو بھگتے یہ سارے دھندے بھی کرے۔ پھر اس کے ساتھ چالیس پچاس اخباریں پڑھے۔ خبروں کا انتخاب کرے۔ نامہ نگاروں کے مضمون پڑھے ان میں سے اچھے برے کا امتیاز کرے۔ ایڈیٹوریل بھی لکھے۔ یہ سب کچھ کر کرا کے پھر قرآن شریف کا مفسر بھی بنے۔ اب ناظرین خود ہی سوچیں۔ کہ وہ مفسری کے فرائض کس عمدگی سے ادا کر سکے گا۔ خصوصاً جب کہ اس کا انسان ہونا۔ کھانے پینے سونے اور زندگی کے دیگر لوازمات کا اس کے لاحق حال ہونا۔ صاحب اہل و عیال ہونا بھی نگاہ میں رکھ لیا جاوے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ مسلمان بھی ہے۔ پنجوقتہ نماز بھی پڑھنا اس کے لئے ضروری ہے اور دیگر لوازمات اسلامی کا بجالانا بھی اس کے لئے ضروری ہے +

غرض ایڈیٹری کے بہت سے مشکلات ہیں اور بالخصوص تفسیر نویسی میں اور بھی بڑھ کر یہ تمام وجوہات اس امر کی مانع ہوتی ہیں کہ اخبار بدر میں تفسیر باقاعدہ نکلتی رہے۔ لیکن اب چونکہ پروپرائیٹر صاحب نے اخبار کی حالت میں اصلاح کی خاطر یہ انتظام کیا کہ تمام انتظامی کام کو ایڈیٹری کے کام سے الگ کر دیا ہے۔ انہوں نے خود منیجر ہونا منظور فرمایا ہے۔ اور اپنے ماتحت ایک اسسٹنٹ منیجر رکھا ہے اور عاجز کو ایڈیٹری کے کام کے واسطے بالکل علیحدہ کر دیا ہے اس واسطے امید ہے کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر کا کام متواتر ہوتا چلا جائے گا اور ہر ایک اخبار میں دو صفحے اخبار کے واسطے الگ ہوتے رہیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم +

حضرت مولوی نورالدین صاحب اور درس قرآن شریف

بالآخر اس بات کا اظہار بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اگرچہ اس تفسیر کے لکھنے میں عاجز دوسری تفاسیر سے بھی مدد لیتا ہے مگر دراصل یہ سب کچھ حضرت مولوی **نورالدین** صاحب کے درس قرآن شریف کی برکت اور فیض ہے کہ میں اتنا کچھ لکھ سکتا ہوں اور مجھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ذوق ہے کہ میں اس کام میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کرتا ہوں۔ درس قرآن شریف جو روزانہ حضرت مولوی صاحب موصوف مسجد اقصیٰ میں دیا کرتے ہیں۔ اس کی ابتداء کچھ قادیان میں نہیں ہوئی بلکہ مدت سے حضرت مولوی صاحب موصوف قرآن شریف کی اس خدمت میں لگے ہوئے ہیں میں چھوٹا سا تھا۔ جبکہ میں نے یہ درس جموں و کشمیر میں سننا شروع کیا تھا اور یہی درس ہے جس نے مجھے مسلمان کیا۔ اور پھر یہی درس ہے جس نے مجھے احمدی بنایا۔ اور میں اس درس کو اس قدر متبرک پاتا ہوں کہ باوجود اتنا عرصہ سننے کے پھر بھی میں ہمیشہ اس کو اپنے واسطے نئے برکات کا موجب پاتا ہوں حضرت مولوی صاحب کے درس میں ہی میں نے یہ خوبی دیکھی ہے۔ کہ بچے بھی درس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور جوان بھی اور بوڑھے بھی اور بے علم بھی کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہے اور عالم بھی اپنے علم میں ترقی کرتا ہے۔ قادیان کی رہائش میں جو عظیم الشان نعمتیں ہم لوگوں کو حاصل ہیں ان میں سے ایک درس قرآن شریف بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ قائم رکھے تاکہ ہم [illegible] برکتیں اور رحمتیں اس کے ذریعہ سے نازل ہوتی [illegible]

باخبرا دل تپد بر بے خبر رحم بر کورے کند اہل بصر
ہمچنیں قانون قدرت اوفتاد مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد

ربّ ھذا البیت "اس گھر کے رب کی عبادت کرو۔ اس میں اس گھر کے متعلق جو اللہ تعالےٰ کی خاص ربوبیت کے نشانات ہیں انکی طرف اشارہ ہے۔ اس قسم کا محاورہ توریت میں بھی ہے۔ مثلاً ابراہیم کے خدا کی عبادت کرو۔ اسحٰق کے خدا کی عبادت کرو۔ تم اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرو۔ جو کہ تمہیں ملک مصر میں سے نکال لایا۔ خانہ کعبہ کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں اور بیت العتیق بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وقت یہ خطہ بھی سرسبز و شاداب و سیراب نہروں اور نباتات کے ساتھ ہو جائے گا چنانچہ اس پیشگوئی کا پورا ہونا آج ظاہر ہے خدا تعالےٰ کی طرف جھکنے اور اسکی عبادت میں مصروف ہونے اور توکل سے فائدہ اٹھا کر دنیوی احتیاج سے محفوظ رہنے کی مثالیں فرداً فرداً تو بہت سی ہیں۔ مگر مجموعی طور پر ملک عرب میں اس علاقہ نے اس کا نمونہ دکھایا ہے کہ جب ایک زمین خدا کی عبادت کے واسطے خاص ہوئی۔ تو وہ باوجود بنجر بیاباں ہونے کے تمام دنیوی نعمتوں سے متمتع ہو گئی۔ حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو کوئی اپنی آخرت کے اہتمام میں ہو اللہ تعالےٰ اس کے نفس میں تونگری دیدیتا ہے اور دنیا کے ہموم سے اسے کفایت کرتا ہے مگر جس نے غافل ہو کر دنیا کے اہتمام میں شغل کیا اللہ تعالےٰ اس کی آنکھوں کے سامنے محتاجی کر دیتا ہے اور دنیوی ہموم سے اسے کفایت نہیں کرتا +

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا اس گھر کے واسطے کی تھی کہ ربّ اجعل ھٰذا البلد اٰمنًا وارزق اھلہ من الثمرات۔ وہ دعا بھی اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی۔ اور اس سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حرم کے متعلق قرآن شریف میں جو پیشگوئی کی ہے کہ اولم یروا انا جعلنا حرمًا اٰمنًا ویتخطف الناس من حولھم۔ یہ پیشگوئی آج تک پوری ہو رہی ہے۔ ایک مفسر لکھتے ہیں۔ عرب پہلے جاہل کہے جاتے تھے۔ اسلام لانے سے وہ دنیا کے عالم کہلائے اٰمنھم بالاسلام فقد کانوا فی الکفر اطعمھم من جوع الجھل بطعام الوحی۔ کافر تھے۔ خدا نے ان کو مسلمان بنا دیا۔ جہالت میں بھوکے تھے خدا نے طعام وحی سے مالا مال کر دیا +

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ پر چڑھائی کی تھی اور اس کو فتح کیا تھا اور آپ کے بعد بعض دیگر خلفاء کو بھی ایسا کرنا پڑا۔ اور سب کو فتح حاصل ہوئی اور اہل مکہ نے شکست کھائی۔ کیونکہ یہ صاحبان بیت اللہ کی تخریب کے واسطے حملہ آور نہیں ہوئے تھے۔ مگر اس کی حرمت کو قائم کرنے کے واسطے اور فساد کو مٹانے کے واسطے [illegible] ایسا کرنا پڑا تھا اس سے ایک نکتہ معرفت حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو کسی خاص [illegible] خاص قوم کے ساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں کہ وہ جو چاہیں سو کریں [illegible]

اہل مکہ کے نام

اہل مکہ عرب والے اور گرد و نواح کے لوگ بسبب بیت اللہ کی عزت کے جیران بیت اللہ کہلاتے تھے اور اسی کا [illegible] ان کے نام سکان حرم خدا تعالیٰ کی حرم میں رہنے والے وولاۃ الکعبہ کعبہ کے [illegible] اور اہل اللہ بھی تھے +

تفسیر سورہ قریش ختم ہوئی۔ اور اب انشاء اللہ تفسیر سورہ فیل لکھی جائے گی +

مشکلات تفسیر

جب سے اخبار بدر میں سلسلہ تفسیر القرآن آخری پارہ سے بالترتیب شروع ہوا ہے تب سے آج تک سورۃ الناس الفلق۔ الاخلاص۔ لھب۔ نصر۔ کافرون۔ کوثر۔ ماعون۔ اور قریش نو سورتوں کی تفسیر درج اخبار بدر ہو چکی ہے۔ اور الحمد للہ قوم نے اس کو بہت قبولیت کی نگاہ سے دیکھا ہے یہاں تک کہ بعض دوست بسبب دوسرے اخباروں کے خریدار ہونے کے اور اتنی وسعت نہ رکھنے کے کہ دو اخباریں خرید کریں۔ تفسیر کی خاطر بدر کو خریدتے بوجہ ہیں اور اب تنگ کرتے ہیں۔ بمبئی سے بعض دوستوں نے حضرت کی خدمت میں خاص عرضی بھیجکر اجازت حاصل کی تھی۔ کہ بعض سورتوں کی اس تفسیر کو جو بدر میں چھپی ہے۔ دوبارہ بصورت رسالہ چھاپ کر کثرت سے شائع کریں ایسا ہی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے بعض سورتوں کی اس تفسیر کو اپنی کتاب حقیقت نماز میں درج فرمایا ہے میرا ان باتوں کو ذکر کرنا اس واسطے ہے کہ باوجود اس کم علمی اور کم عملی کے جو میرے شامل حال ہے تفسیر کے متعلق جو تھوڑی بہت محنت میں نے کی ہے اس کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے بارآور فرمایا ہے اور اس کے رحم پر بھروسہ کر کے میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ ثواب بدر کے واسطے انشاء اللہ جاری رہے +

تفسیر کا لکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ میں اپنے اندر کوئی لیاقت۔ کوئی علم کوئی عمل۔ کوئی استعداد۔ اس قابل نہیں دیکھتا کہ میں تفسیر لکھوں۔ صرف اخبار بدر کی ایڈیٹری کے فرائض مجھے مجبور کرتے ہیں۔ کہ میں کچھ نہ کچھ تفسیر لکھوں کیونکہ جب سے یہ اخبار برادر محمد افضل صاحب مرحوم (اللھم اغفرہ وارحمہ) نے جاری کیا تھا اسکے اندر تفسیر کا سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں جاری رہا ہے۔ اس جگہ دسمبر ۱۹۱۱ء کے اخبار سے اس عبارت کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ جو گزشتہ سال کے ابتداء میں یعنے سورہ کافرون کی تفسیر سے پہلے لکھی تھی اور وہ یہ ہے:

اور پھر ایک یہ امر درپیش آیا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی مجلس سے بعض تحریکات نے مجھے خایف کیا۔ کہ تفسیر قرآن ایک اہم ذمہ داری کا کام ہے اور میں اپنے میں اس کام کے واسطے نہ علمی لیاقت رکھتا ہوں اور نہ عملی طاقت۔ مذکورہ بالا سورتوں کی جس قدر میں نے تفسیر لکھی ہے۔ اس کے واسطے معلومات کا ذخیرہ میں نے اسی طرح سے بہم پہنچایا۔ اوّل کتب احادیث کے اس حصہ کو دیکھنا جس میں آیات قرآنی کی تفسیر ہو۔ دوم پرانی عربی تفاسیر کو پڑھنا۔ مثلاً تفسیر کبیر [illegible] روح المعانی۔ تفسیر کشاف۔ سوم بعض اردو تفاسیر [illegible]
[illegible]

تم حقا للیتیم ولم یکن
یدع الذی یسارھن الاصاغر
یدفع حق الیتیم - قال ابن عباس ویقھرہ
ویظلمہ عن قتادۃ وھذا فی مقابلۃ اطعامہم
امنہم عجیب +
ولا یحض علی طعام المسکین یحض یحث
ہ علی طعام المحتاج وقد اطعمہ اللہ +
ویل للمصلین الذین ھم - ویل - وادی الذی
یسیل من صدید اھل جہنم +
عن صلاتھم ساھون - یؤخرونھا عن وقتھا
وابن عباس و مصعب بن سعد عن ابیہ و
لون قالوا ھم المنافقون فمن ھذا قالوا
ھذا السورۃ مکی ونصفھا مدنی - وساہ لاہ +
الذین ھم یراؤن الناس - فی اعمالھم الفاضلۃ
یمنعون الماعون - الماعون المنفعۃ
اء الذی ینزل من السحاب ماعون
قال عبد الراعی ؎

قوم علی الاسلام لما یمنعوا
ماعونھم ویضیعوا لتھلیلا

ے الطاعۃ - والزکوٰۃ - وقال علی الماعون
ۃ - والصدقۃ المفروضۃ - قال ابن مسعود
ن عمر - والمتاع الذی یتعاطاہ الناس بینہم
لدر والدلو والفاس وشبھہ +

یتیم کو اس کا حق تقسیم کرتا ہے اور اُمرا کی خاطر
غربا کو دھکے نہیں دیتا۔

اور یتیم کا حق مارتا ہے - یہ ابن عباس کا قول ہے اور قتادہ کا قول ہے کہ یتیم پر قہر کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے - یہ اس شریر کی بداعمالی کیسی عجیب ہے - کہ کھانے کھلانے اور امن دینے کے بدلے دھکے دیتا ہے +

یحض کے معنے ہیں کہ دوسرے کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ محتاج کو کھلائے اور دراصل سب کو خداتعالےٰ کھانا کھلاتا ہے +

ویل - اس وادی کا نام ہے - جو دوزخیوں کی پیپ سے بہ کر نکلے گی

ساھون کے لفظ میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے - جو نمازوں کے اوقات میں تاخیر کرتے ہیں - اور ابن عباس اور مصعب بن سعد سے روایت ہے - کہ ساھون سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز کے تارک ہیں اور وہ منافق ہیں اسی سبب سے کہا گیا - کہ یہ سورۃ مکی ہے اور نصف مدنی ہے اور ساہ کے معنے ہیں لہو کیا +

ریاکرنیوالے وہ لوگ ہیں جو اپنے اچھے عمل لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں +

ماعون منفعت کو کہتے ہیں - پس اس پانی سے منع کرنا جو بادلوں سے آتا ہے ماعون ہے +

عبدالراعی نے ایک شعر میں کہا ہے ؎

وہ قوم جو اسلام پر ہے - انھوں نے کبھی ماعون سے منع نہیں کیا اور نہ کبھی کلمہ لا الہ الا اللہ کو ضائع کیا ہے +

یہاں ماعون سے مراد طاعت اور زکوٰۃ ہے اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے اور صدقہ مفروضہ ہے - یہ ابن مسعود اور ابن عمر کی روایت ہے - اور ماعون ایسی متاع کو بھی کہتے ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مانگنے پر دے دیتے ہیں - جیساکہ دیگچی اور ڈول اور کلہاڑی اور ایسی اشیاء +

اس جگہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تصنیف کردہ تفسیر عربی معہ ترجمہ ختم ہوئی ہے اس کے بعد اگلے اخبار میں انشاء اللہ تعالےٰ تفسیر اردو میں درج کی جاوے گی +

معذرت - مجھے افسوس ہے کہ بسبب بعض مشاغل کے گزشتہ چند ہفتوں میں تفسیر درج اخبار نہیں ہو سکی - تفسیر کے لکھنے پر بہت وقت درکار ہوتی ہے - اور مجھے کافی فرصت نہیں ہوتی رہی کہ اس قدر محنت کروں - امید ہے - کہ ناظرین معاف کرینگے - اخبار کا سٹاف تاحال ایسا نہیں کہ اگر ایڈیٹر او منیجر کو کسی وجہ سے اخبار کی طرف پوری توجہ کرنے کی فرصت نہ ہو یا کسی پرائیویٹ ضرورت کے واسطے رخصت کی حاجت پڑے تو مناسب انتظام اسی وقت ہو سکے - اگر احباب کوشش کر کے اخبار کے واسطے بہت سے خریدار بنا دیویں اور اخبار کی آمد معقول ہو جائے تو ایسی دقتیں رفع ہو جاویں - امید ہے کہ دوست اس امر کیطرف توجہ کرینگے - کہ اخبار کے واسطے وقت پر قیمت ادا کرنے والے خریدار پیدا کریں +

[illegible] - اکثر احباب کی درخواست پر تفسیر القرآن جو سورۃ الناس سے اخبار بدر میں درج ہونی شروع ہوئی تھی دوبارہ چھپوانے کی تجویز کی گئی ہے [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

تفسیر سورۃ الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ساتھ نام اللہ کے بے بدلہ دینے والا مہربان

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ؕ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ

کیا تونے دیکھا ہے اس کو جو جھٹلاتا ہے جزاء سزا کو۔ پس یہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور نہیں رغبت دیتا کہ مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ پس افسوس ہے ان نمازیوں کے لئے

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○ +

وہ جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں وہ جو دکھانے کو کام کرتے ہیں اور روکتے ہیں برتنے کی چیز سے

اس سورہ شریف میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد چھ آئتیں ہیں۔ جن میں پچیس ۲۵ کلمات اور ایک سو پچیس حروف ہیں

نوٹ ۔ اگرچہ سورۂ کوثر کی تفسیر میں یہ تجویز قرار دی گئی تھی۔ کہ آیندہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تصنیف شدہ عربی تفسیر کے اصل عربی الفاظ کو بعہ ترجمہ نہ لکھا جاوے بلکہ اس کے مطلب کو دیگر مطالب اور معانی کے ساتھ صرف اردو میں بیان کیا جائے۔ مگر حضرت مولوی صاحب موصوف کی تحریر کردہ تفسیر سورۂ ماعون کو جو میں نے دیکھا تو وہ بہت ہی مختصر ہے اور چند سطروں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اسواسطے مجھے یہ بات پسند آئی ہے۔ کہ کم از کم اس تفسیر کو تمامہ عربی الفاظ میں پہلے کی طرح لکھ کر ساتھ ترجمہ کیا جائے اور اس کے بعد مفصل تحریر لکھی جائے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ وقد سمع دين ابرهه فالاستفهام لتشويق السامع الى تعريف المكذب والدين ثواب الله وعقابه والمكذب لايطيع فى امره ولايجتنب عن نواهيه او يحكم الله قاله ابن عباس و بالحساب قاله ابن جريج ومجاهد +

فذلك الذى يدع اليتيم۔ الفاء للسبب وما بعدها سبب والاشارة للتحقير والاشعار بعلة الحكم والموصول للتحقق [illegible]

[illegible]

کیا تونے اس شخص کا حال دیکھا ہے جو دین کو جھٹلاتا ہے۔ ایسے ہی ایک مکذب ابرہہ نام شاہ حبش کا ذکر اس سورہ شریف سے پہلے سورہ فیل میں ہو چکا ہے اور اس کے بد انجام کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس سورہ شریف کے ابتدا میں بطور استفہام کے لکھا گیا ہے کہ کیا تو اس مکذب کو جانتا ہے۔ یہ استفہام اس واسطے ہے۔ کہ سننے والے کو اس مکذب کے معلوم کرنے کا خیال پیدا ہو۔ دین سے مراد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب اور عقاب ہے۔ جو کہ انسان کو اس کے اعمال پر ملتا ہے۔ مکذب وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم کی اطاعت نہ کرے اور اس کی مناہی سے پرہیز نہ کرے۔ اور ابن عباس نے لکھا ہے کہ مکذب وہ ہے جو خدا کے حکم کی تکذیب کرے اور ابن جریج اور مجاہد نے کہا ہے کہ مکذب وہ ہے جو وقت حساب کا انکار کرنے

آیت شریفہ فذالک الذی یدع الیتیم میں فَ سبب کے لئے ہے کسی کا یتیم کو دھکے دینے کا فعل اس کے لئے مکذب دین ہونے کا سبب ہو جاتا ہے اور اس میں ذالک کا اشارہ تحقیر کے واسطے ہے اور علت حکم کے بتانے کے لئے اور موصول صلہ کے تحقق کے لئے +

یدع کے معنے ہیں [illegible]

اس قدر فضل تم پر ہوئے ہیں تو اب تمہیں چاہئے کہ ان رذائل اور بدیوں سے بچو جن سے خدا ناراض ہوتا ہے اور جن کا ذکر اس سورہ ماعون میں کیا ہے +

تشریح و معانی الفاظ

اَرَءَیْتَ - آیا دیدی - کیا دیکھا تو نے - اس میں بظاہر استفہام ہے دراصل مطلب تعجب سے ہے کہ کیا ایسے شخص کو بھی تم نے دیکھا ہے اس قسم کے طرز کلام میں ایک زور اور خوبصورتی ہے +

الذی - جو کہ - وہ جو - جو شخص کہ

یکذّب - جھٹلاتا ہے - تکذیب کرتا ہے +

جزاء و سزاء بالدّین جزاء و سزاء کو کہتا ہے کہ نیکی پر انعام یا بدی کی سزا یہ فرضی باتیں ہیں - اس دنیا میں انسان زندگی گذار کر مرتا ہے اور بس - پھر کچھ نہیں - ایسے لوگ اس زمانہ میں بھی پائے جاتے ہیں جو مادی لوگ یا میٹریلسٹ (   ) کہلاتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے بڑے اور عظیم الشان کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ایمان بالآخرت پر قائم کریں - اخلاقی اور تمدنی حیثیت سے بھی یوم الدین پر ایمان کا قائم کرنا امن و امان کے قیام کے واسطے نہایت ضروری ہے - جو شخص اعمال کی جزاء سزا کا قائل نہیں - وہ بے دھڑک ہو کر جس کا مال چاہے گا - ناجائز طور پر کھائے گا - ظاہری سلطنتیں دلوں کے درست کرنے سے قاصر ہیں - دلوں کو راہ راست پر لانا صرف روحانی سلطنت کا کام ہے جو انبیاء اور اولیاء کے ذریعہ سے دنیا میں ہمیشہ قائم ہوتی ہیں +

مسیح موعود کا احسان تمدّن پر اسی پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے - کہ میں گورنمنٹ انگریزی کی سلطنت کی حفاظت کے واسطے ایک تعویذ ہوں - کیونکہ آپ لوگوں کے دلوں میں تقویٰ اور راستی کی بنیاد ڈال رہے ہیں گورنمنٹ کے برخلاف جہادی خیالات جو اس ملک میں مشنری - عیسائی پادری مسلمان ملاں اور آریہ لوگ پھیلا رہے ہیں - اس کو اعتقادی رنگ میں لوگوں کے دلوں سے نکال رہے ہیں - اور علاوہ اس کے اپنے مریدوں سے اقرار لیتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نیکی کو اختیار کریں - راستبازی پر چلیں اور فساد میں کسی قسم کی بغاوت میں ہرگز شامل نہ ہوں جو لوگ جزاء و سزا کے قائل نہیں وہ دنیوی مصائب سے گھبرا کر خودکشی کر بیٹھتے ہیں تاکہ [illegible]

ہر سال ہوتی ہے - ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ میں دنیوی مصائب سے تنگ ہوں - اور چاہتا ہوں - کہ خودکشی کر لوں - حضرت نے اس کو جواب لکھا کہ خودکشی سے کیا فائدہ ہے - مرنے سے انسان کا خاتمہ نہیں ہو جاتا - بلکہ ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے خودکشی کرنا گناہ ہے اور اس کے واسطے عذاب ہے اس سے بچنا چاہیئے +

دین کے معنے مذہب کے بھی ہیں اس صورت میں اَرَءَیْتَ الذی یکذّب بالدین کے یہ معنے ہیں کہ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو دین کو جھٹلاتا ہے اور آگے تشریح ہے کہ دین کے جھٹلانے سے اس جگہ کیا مراد ہے - یتیم کو جھڑکنا - مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہ دینا - نماز سے لاپرواہی کرنا - ریا کاری کرنا - ماعون سے روکنا - ایسا آدمی خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے ہے اور وہ دین کو جھٹلانے والا ہے کیونکہ ایسا کرنے والا درستگی اعتقاد یعنے ایمان متعلق جزاء سزاء سے بے بہرہ ہے اور تہذیب اخلاق سے بھی عاری ہے کیونکہ نہ وہ دفع شر کرتا ہے اور نہ طلب منفعت کرتا ہے اور نہ وہ تزکیہ نفس کی طرف توجہ رکھتا ہے کیونکہ نماز سے تساہل کرنے والا ہے اور ادنےٰ چیزوں سے جو گھر کے اندر عام استعمال میں آتی - ہیں ایک دوسرے کو برتنے سے منع کرتا ہے - اور اخلاق کے ادنےٰ مراتب سے بھی گرا ہوا ہے +

(۱) نماز پڑھتا ہی نہیں -

(۲) یتیم کو دھکے دیتا ہے -

(۳) مسکین کو کھانا نہیں دیتا -

(۴) ادنیٰ چیزوں کے باہمی استعمال سے مضائقہ کرتا ہے +

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں - ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر
بہشتی نباشد بحکم خبر

منقول از ۵ - ستمبر ۱۹۰۷ء

فذالک - پس یہی ہے -

الذی - وہ جو -

یدعّ - دھکے دیتا ہے -

الیتیم - یتیم کو -

یتیم کی اہانت کرنے والے اور اس پر سختی کرنے والے کو اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے درمیان شمار فرمایا ہے جو کہ دین کے مکذب ہیں - یتیم سب سے [illegible] بے یار و مددگار ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یتیم کا بہت خیال [illegible]

سورت کے نام

اس سورۂ شریف کو اس کے پہلے لفظ کے لحاظ سے سورہ ارءیت بھی کہتے ہیں جیسا کہ اور بھی بعض سورتوں کے نام ان کے پہلے الفاظ کے لحاظ سے ہیں۔ مثلاً۔ والصفت۔ الرحمٰن۔ النجم۔ الطور۔ وغیرہ +

دوسرا نام اس سورۃ شریف کا الدین ہے۔ کیونکہ اس میں جزا و سزا کے ضروری اور اہم مسئلہ کی تکذیب کرنے والے کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے +

تیسرا نام اس سورۂ شریف کا سورۃ الماعون ہے اور زیادہ تر مشہور یہی نام ہے۔ ماعون کے معنے مفصّل آگے بیان ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ +

چوتھا نام اس سورہ شریف کا سورۃ الیتیم ہے۔ کیونکہ اسمیں یتیم کے ساتھ محبت کرنے اور اس پر دست شفقت رکھنے کی طرف خاص طور پر ترغیب دیگئی ہے +

مقام نزول

بعض روایات کے مطابق یہ سورہ شریف مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ اور بعض کے نزدیک نصف اوّل مکہ میں نازل ہؤا تھا۔ اور نصف دوم مدینہ میں نازل ہؤا تھا اور چونکہ نصف آخر میں منافقین کی طرف اشارہ ہے اور مکّہ معظمہ میں بسبب تکالیف اور مصائب کے ہنوز صرف مخلص لوگ شامل تھے اور ایسے وقت میں ممکن نہ تھا کہ کوئی منافق کمزور شامل ہو سکے اس واسطے قیاس بھی کیا جا سکتا ہے کہ نصف آخر مدنی ہو۔ لیکن چونکہ اکثر آیات میں جو مکّہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں آیندہ حالات کی بھی پیشگوئیاں ہیں اس لحاظ سے یہ قیاس بالکل صحیح نہیں ٹھیرتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ بعض آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ایک بار بلکہ کئی بار ہوئی ہوں۔ جیسا کہ ہم حضرت مسیح موعود کے تازہ حالات میں دیکھتے ہیں کہ ایک پیشگوئی وحی الٰہی میں ایک دفعہ نازل ہو کر مثلاً کتاب براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے لیکن جب اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا تو نزول اوّل کے بیس پچیس سال بعد پھر وہی الہام الٰہی کلام میں دوبارہ نازل ہوئے +

شان نزول

ایسا ہی شان نزول کے متعلق بھی اختلاف ہے عطا و جابر کا قول حضرت ابن عباس سے ہے کہ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور دوسرے قول میں ہے۔ کہ یہ سورۃ نصف اوّل عاص بن وائل کے حق میں ہے اور نصف ثانی عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کے حق میں ہے سدی نے کہا ہے کہ ولید بن مغیرہ کے حق میں ہے۔ ضحاک نے کہا ہے کہ عمر بن عاید کے حق میں ہے۔ ابن جریج نے کہا ہے کہ ابوسفیان کے حق میں ہے۔ یتیم کے جھڑکنے کے متعلق ابوجہل کا ایک قصہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کی عادت تھی کہ جب کوئی دولتمند مکہ میں قریب المرگ ہوتا تو اس کے پاس جا کر کہتا کہ تیرے بال بچے تیرے بعد اور رشتہ داروں کے سبب خراب حال ہو جائیں گے۔ بہتر ہے کہ تو اپنا مال متاع میرے سپرد کر دے۔ اس طرح یتیموں کا مال لے لیتا اور پھر جب وہ مرجاتا تو اُن یتیم بچوں کو صاف جواب دے دیتا۔ اور جھڑک کر نکال دیتا۔ ذکر ہے کہ ایک یتیم جس کے ساتھ اس نے ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا تمام قصہ عرض کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ یتیموں پر بہت رحم کرتے تھے اس کی خاطر ابوجہل کے پاس چلکر گئے اور اُسے سمجھایا اور یتیم کی سفارش کی۔ مگر وہ نابکار اور بھی افروختہ ہؤا اور یتیم کو مارنے اُٹھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین کی۔ جس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ ایسا ہی بعض مفسرین نے ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ ایک دن ابوسفیان یا ولید بن مغیرہ نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ اور ہنوز اس کے حصے ہی کر رہا تھا کہ ایک یتیم نے آکر سوال کیا۔ اس نے لاٹھی سے اس یتیم کو مارا۔ تب حق تعالےٰ نے اس کی مذمت میں یہ آیتیں نازل فرمائیں +

شان نزول و مقام نزول کے اختلافات میں ایک نکتہ

یہ بھی حکمت الٰہی ہے کہ انجیل اور توریت کی طرح قرآن شریف میں ہر آیت کے ساتھ اس کا شان نزول درج نہیں۔ ابتدا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کے درمیان کبھی شانِ نزول یا مقام نزول ساتھ ساتھ نہیں لکھائے جیسا کہ توریت انجیل میں اور دیگر صحفِ انبیاء میں آتا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ یا عیسےٰ یا کوئی اور نبی پھر اس مقام پر گیا اور اس آدمی کو ملا اور اس وقت اس پر یہ وحی نازل ہوئی یا خود اس نے یہ کلام کیا۔ برخلاف اس کے قرآن شریف اوّل سے خدا تعالےٰ کا کلام ہے اور ایک سمندر کی طرح اس کی روانی ہے جس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بشر کے کلام کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور چونکہ یہ کلام نہ کسی خاص مکان کے واسطے تھا اور نہ کسی خاص قوم کے واسطے جیسا کہ توریت انجیل وغیرہ دیگر کتب سماوی ہیں اس واسطے اس میں شانِ نزول ساتھ ساتھ نہ لکھے گئے۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے یہی چاہا۔ کہ اس بات کی حفاظت بھی پورے طور سے نہ ہوئی۔ کہ یہ آیتیں کب اور کس کے حق میں اوّل نازل ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ ترتیب نزولی بھی خدا تعالےٰ نے قائم نہ رہنے دی۔ قرآن شریف کی ترتیب اور اس کے درمیان شانِ نزول اور مقام نزول کا نہ لکھا جانا خود اس بات کی ایک بڑی بھاری دلیل ہے کہ یہ کتاب برخلاف دیگر کتب سماوی کے تمام زمین کے واسطے اور قیامت تک سب زمانوں کے واسطے اور سب قوموں کے واسطے خدا تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے +

ربط

سورہ ایلاف میں اللہ تعالےٰ نے قریش کو اپنے انعام یاد دلائے ہیں۔ اس کے بعد ان کو سمجھایا گیا کہ جب خدا تعالےٰ

جب اتھ موقعہ دصوپا تو نماز بھی اس اتفاق سے پڑھلی یا چند لیسے دوستوں میں قابو آگئے جو نماز پڑھتے ہیں تو وہاں ان کے درمیان مجبوراً پڑھلی۔ یہ لوگ بھی غفلت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

(۳) پھر کچھ لیسے لوگ ہیں۔ جو پڑھتے تو ہیں مگر بسبب تکبر کے یا بسبب سستی کے اپنے ہی گھروں میں پڑھ لیتے ہیں۔ ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں جب نماز کا وقت آیا تو اسی جگہ جلدی جلدی نماز پڑھلی۔ گویا ایک رسم ہے جس کو ادا کرتے ہیں یا ایک عادت ہے جس کو پورا کرتے ہیں۔ مسجد میں جانا اور جماعت کو پانا ان کے نزدیک ایک بے فائدہ امر ہے یہ لوگ بھی غافلین میں شامل ہیں۔ اکثر آجکل کے دنیوی رنگ میں بڑے لوگوں میں اگر کسی کو نماز کی عادت ہے۔

(۴) پھر بعض لوگ مسجد میں بھی جاکر پڑھتے ہیں مگر بے دلی کے ساتھ۔ ان میں تعدیل ارکان کا خیال نہیں اور خدا تعالےٰ کی طرف پوری توجہ سے نہیں جھکتے اور جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور نماز کے اندر وساوس کو اور غیر خیالات کو بلاتے ہیں۔

(۵) پھر وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر ویسی نماز نہیں پڑھتے جو خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کو سکھلائی اور اس کے رسول نے اپنی امت کو سکھلائی۔ بلکہ وہ اپنے لئے ایک نئی نماز ایجاد کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے۔ کہ جس وقت یہ سورہ شریف نازل ہوئی تھی۔ اس وقت بھی تو نماز پڑھی جاتی تھی اور ظن کرتے ہیں کہ تاریخی شہادتیں تمام جھوٹی ہیں۔ خواہ کس قدر جانفشانی کے ساتھ وہ واقعات سینہ بسینہ جمع کئے گئے ہوں گویا ان کے نزدیک تمام جہان کی تاریخ جھوٹ ہے اور اس میں کچھ راستی نہیں اور کہتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہر ایک انسان اپنے لئے آپ قرآن شریف کو سمجھے گا اور وہ دنیا میں ہزارہا اشیاء کے محتاج ہیں لیکن جب انہیں کہا جائے کہ تم قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے بھی کسی کے محتاج ہو تو اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن شریف کسی کا محتاج نہیں وہ کلام الٰہی ہے اور سچ ہے کہ وہ محتاج نہیں لیکن کیا انسان بھی محتاج نہیں۔ کیا ماں کے پیٹ سے کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر نکلا تھا اور وہ کہتے ہیں کہ وہ نماز جو دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں وہ درست نہیں۔ خواہ اس کے متعلق بھی اور حقیقی شہادت دکھائی جائے کہ آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز اسی طرح پڑھی تھی اور یہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آنحضرتؐ سے روایت کی۔ وہ قابل اعتبار نہ تھے اور نہیں سوچتے کہ اگر وہ سب کے سب ایسے ہی تھے۔ تو پھر قرآن شریف بھی ہم تک انہیں بزرگوں کے ذریعہ سے پہنچا ہے پس کیونکر یقین ہو کہ قرآن شریف بھی اصلی ہے کیونکہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ حفاظت کی آیت بھی ان لوگوں نے اپنے پاس سے ڈال دی ہو۔ جنھوں نے ہم تک قرآن شریف کو پہنچایا۔ پس یہ راہ ... ہے ... اور ... کے ... نے اختیار کی ہے

اَلَّذِیْنَ ۔ وہ لوگ جو۔

ھُمْ یُرَاؤُنَ ۔ دکھاوا کرتے ہیں۔ ریاکاری کرتے ہیں وہ لوگ جو لوگوں کی خاطر یا لوگوں کے سامنے لمبی نماز پڑھتے ہیں اور جب علیحدہ ہوتے تو پھر نہیں پڑھتے یا کسل کے ساتھ نماز کو ادا کرتے ہیں لیکن اصل بات نیت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص سچے اخلاص کے ساتھ اور صدق کے ساتھ اللہ تعالےٰ کیطرف جھکتا ہے تو خواہ اسکو کوئی دیکھا کرے اس امر کا اسکو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت ... فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی آیا اور مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کا یہ دیکھنا مجھے بھلا معلوم ہوا میں نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپنے فرمایا کہ تیرے لئے دُہرا اجر ہے ایک سر کا اجر اور ایک علانیہ کا۔ غرض یہ باتیں نیت پر موقوف ہیں بعض لوگ اس نیت سے ظاہری طور پر صدقہ خیرات کرتے ہیں کہ دوسروں کو بھی نیک کام کے واسطے ترغیب پیدا ہوتی ہے وہ لوگ جو اندر سے ایک نیکی کا کام کرتے ہیں اور ظاہر میں اسکو بدی کا رنگ دیتے ہیں تاکہ خلقت کی نظروں میں وہ بد دکھائی دیں میرے نزدیک یہ بھی ریاکار ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے عمل میں خلقت کی نظر بد یا نیک کی پرواہ کی ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنے خدا تعالےٰ کے واسطے خالصۃً عبادت کرے پھر خواہ خلقت اسکو بُرا سمجھے یا بھلا اس امر کی پرواہ نہیں چاہیئے اور اپنے ظاہر کو جان بوجھ کر بُرا بنانا آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی اس دعا سے ناجائز ثابت ہوتا ہے وہ دُعا آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو سکھلائی تھی اور اسطرح ہے

اللّٰھم اجعل سریرتی خیراً من علانیتی واجعل علانیتی صالحۃً (ترجمہ) اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا اور میرے ظاہر کو اچھا کر۔

وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۔ اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیز سے۔

ماعون بروزن فاعول۔ تھوڑی چھوٹی اور ادنےٰ شے کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کو مانگنے سے استعمال کے واسطے دیجاوے تو دینے والے کا ہرج نہ ہو اور لینے والے کو فائدہ ہو جاوے جیسا اس ملک میں پینے کے لئے پانی۔ چولھے کی آگ۔ تھوڑا نمک کلہاڑی ہاون دستہ وغیرہ گھر میں ایسی اشیاء کا رکھنا جو ہمسایہ کے کام کبھی کبھی آویں موجب ثواب ہے بعض کے نزدیک ماعون۔ ذکوٰۃ کو کہتے ہیں۔

اس سورہ شریف میں جو نشانیاں مکذبان دین کے واسطے بیان کیگئی ہیں وہ سب کے سب اور یورپ کے عیسائیوں پر ایسی چسپان ہوتی ہیں کہ گویا یہ سورہ شریف ان کے ہی حق میں نازل ہوئی تھی۔ سب سے اول دین کی تکذیب ہے سو یورپ کے علماء ہی ہیں جنھوں نے دنیا میں سب سے پہلے یہ بات ظاہر کی ہے کہ دین ایک لغو امر ہے۔ مذہب کی طرف توجہ ہی کرنا بے فائدہ سمجھتے ہیں یتیم اور مساکین کو جھڑکنے کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی مسکین اور یتیم راہ میں کسی سے سوال کر بیٹھے تو وہ مجرم گردانا جاکر جیل خانہ میں بھیجا جاتا ہے کسی غریب کو اپنے گھر بلا کر روٹی کھلانا یا مسافر کی خاطر داری کرنا زمانہ جہالت کا طریق خیال کیا جاتا ہے نماز سے غفلت کا یہ حال ہے کہ ہفتہ میں ایک دن اور اس دن میں بھی ایک گھنٹہ نماز کے واسطے مقرر ہے اس میں کوئی دس فیصدی عیسائی ... ہوں گے اس گھنٹے کے کام بہت ... کی ...

میں بہت سے یتیم پرورش پا رہے ہیں جن کے ہر قسم کے اخراجات تعلیمی اور خوراک پوشاک وغیرہ کے انجمن برداشت کر رہی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب عموماً ایک نہ ایک یتیم اپنے گھر میں رکھتے ہیں جس کی مثل اپنے بچوں کے پرورش کرتے ہیں۔ غرض یتیم کی خبرگیری ایک بڑے ثواب کا کام ہے۔

ولا یحض۔ اور نہیں رغبت دلاتا اور نہیں تاکید کرتا۔

علے طعام المسکین۔ مسکین کے کھانا کھلانے پر۔

یہ دوسری مذمت مکذب کی ہے کہ وہ اوّل تو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور دوم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ مسکین کو کھانا کھلایا کرے۔

اسجگہ مکذب کی دو بڑی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور دوم یہ کہ مسکین کو کھانا نہیں دیتا۔ مسکین اور یتیم ہر دو عام لفظ ہیں اور ہر ایک شخص جو مساکین اور یتامیٰ کے ساتھ بدسلوکی کرے گا وہ خدا تعالےٰ کے غضب کو اپنے اوپر وارد کر لیگا۔ لیکن اس میں ایک باریک اشارہ ایک خاص یتیم اور مسکین کی طرف بھی ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر دنیوی تعلقات کو قطع کر دیا ہے اور دنیوی اموال اور جاہ وحشم کو بالکل ترک کر دیا ہے اور وہ خدا کی خاطر ایک یتیم اور مسکین بن گیا ہے۔ تب خدا تعالےٰ نے اس کو اپنی ہستی کے ثبوت کے واسطے ایک حجت اور نشان مقرر کر کے دوبارہ دنیا میں داخل کر دیا ہے۔ خداوند تعالےٰ کے تمام انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے اور وہ لوگ جو دنیا میں عام طور پر اپنی بے دینی کے باعث یتامیٰ اور مساکین پر ظلم روا رکھتے ہیں وہ اپنی عادت کے مطابق ان آیات اللہ کے ساتھ ٹکرا کھا کر اپنی بداعمالیوں کا آخری نتیجہ پا لیتے ہیں۔ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یتیم اور مسکین بےکس اور بے بس ایک اکیلا انسان سمجھا اور آپ کے ساتھیوں کو چند غربا ضعفاء کے سوائے نہ پایا۔ اور آپ کے قتل کے درپے ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے ان کے منصوبوں کو ایسا خاک میں ملایا اور ان کو ایسی ناکامی کا منہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہی دکھایا۔ کہ اس کی نظیر تاریخ دنیا کے معرکہائے جنگ وجدال میں نظر نہیں آتی۔ ایسا ہی اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ کا ایک مُرسل ہمارے درمیان موجود ہے جس نے آبائی عزت وجاہ اور اموال و جاگیر کو اپنے خدا کی محبت کے آگے ہیچ جان کر سب کچھ ترک کیا اور گوشہ میں بیٹھ کر گمنامی کے درمیان اپنے خدا کی یاد کو سب باتوں پر ترجیح دی۔ دنیا نے اس کو یتیم اور مسکین دیکھا اور دنیا کے فرزندوں نے چاہا کہ اس مسکین کو کوئی کھانا نہ دے اور نہ اس کو کوئی ملے۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی بات کرے اور اس کے حق میں سخت سے سخت کفر کے فتوے لگائے لیکن خدا تعالےٰ کا غضب ایسے کفربازوں پر نازل اور ان کے نوجوانوں کو کھا گیا اور ان کے بچوں کو یتیم کر گیا اور ان گھروں کو ویران کر گیا۔ پر وہ جس کے لئے کہا گیا تھا کہ کوئی اس کو کھانا ... اس کا گھر خدا نے ہر قسم کی نعمتوں کے ساتھ بھر دیا۔

پس بڑا بدنصیب وہ ہے۔ جو خدا کے فرستادہ کو یتیم اور مسکین دیکھ دھکے دے اور دوسروں کو بھی اس کے پاس جانے سے روکے۔

فویل۔ پس واے ہے پس افسوس ہے پس ہلاکت ہے۔

للمصلین۔ واسطے نمازیوں کے۔

الّذین - وہ جو

ھم - وہ

عن صلوٰتھم - اپنی نماز سے

ساھون - سہو کرنے والے ہیں۔ غفلت کرنے والے ہیں۔ تساہل کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ جو نماز کے معاملہ میں سستی اور غفلت کرتے ہیں۔

مصلّین۔ وہ لوگ جو نماز کے واسطے مُکلّف ہیں۔ نماز میں غفلت کئی طرح ہوتی ہے۔

(۱) بعض لوگ نماز پڑھتے ہی نہیں۔ رسمی طور پر مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر کبھی ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ نماز کا پڑھنا مسلمان کے واسطے فرض ہے۔ اور جب تک کہ وہ اپنے عین کاروبار کے درمیان وقت نماز کے آنے پر تمام دنیوی خیالات کو بالائے طاق رکھ کر خدا تعالےٰ کی طرف نہیں جھکتا۔ تب تک اس میں اسلام کا نشان نہیں پایا جاتا۔ ہر ایک قوم والوں کے درمیان کوئی مذہبی نشان ہوتا ہے۔ عیسائی لوگوں نے وہ نشان صلیب کا رکھا ہے۔ جس کو وہ لکڑی یا لوہے یا چاندی سونے کی بنوا کر اپنی چھاتی پر یا سر پر اور معبد خانوں کے اوپر لگا دیتے ہیں اس واسطے عیسوی مذہب کو صلیبی مذہب کہتے ہیں۔ اور عیسائیوں نے جو لڑائیاں اپنے مذہب کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ کیں انکو صلیبی جنگ کہتے ہیں۔ ایسا ہی ہندو لوگ اپنے ہندو ہونے کی نشانی میں بدن پر ایک تاگہ رکھتے ہیں جسے زنار یا جنیو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان ان کے اسلام کی نشانی یہی ہے۔ کہ مسلمان ہر حالت رنج وراحت۔ صحت و بیماری امن وجنگ میں اپنے وقت پر اپنے خدا تعالےٰ کے حضور میں حاضری بھرنے کے واسطے چست ہو جاتا ہے۔ عین جنگ کے موقعہ پر جہاں دشمنوں کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہوتی۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ صف بندی کر کے نماز پڑھتے اور پڑھاتے تھے اس سے بڑھ کر نماز کے واسطے اور کیا تاکید ہو سکتی ہے۔

(۲) وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر کبھی کبھی ...

امّا الکوثر۔ فاخرج البخاری والحاکم وابن جریر قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ھل تدارون ما الکوثر۔ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ھو نھر اعطانیہ ربّی فی الجنّۃ علیہ خیر کثیر ترد علیہ امتی یوم القیٰمۃ آنیتہ عدد الکواکب یختلج العبد منھم فاقول یارب انّہ من اُمّتی فیقال انّک لا تدری ما احدث بعدک۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما انّہ قال فی الکوثر ھو الخیر الّذی اعطاہ اللہ ایاہ۔ قال ابو بشر قلت لسعید بن جبیر فان الناس یزعمون انہ نھر فی الجنّۃ فقال سعید النھر الّذی فی الجنۃ من الخیر الذی اعطاہ ایاہ (البخاری)

فی النسائی بدل فی الجنّۃ فی بطنان الجنۃ معناہ فی وسطھا

واخرج ابن ابی شیبہ واحمد والترمذی وصححہ وابن ماجہ وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ انہ یجری علی الدر والیاقوت تربتہ اطیب من المسک وماءہ اشد بیاضاً من اللبن واحلی من العسل

وسئال نافع ابن الازرق عن ابن عباس رضی اللہ عنھما عن الکوثر فقال نھر ببطنان الجنۃ حافتاہ قباب الدر والیاقوت فیھا ازواجہ وخدمہ۔ قال ھل تعرف العرب ذالک قال نعم اما سمعت حسان بن ثابت یقول

وحباہ الالہ بالکوثر۔ الاک۔
— بر فیہ النعیم والخیرات

الکوثر [illegible] الکثیر۔ کثرۃ مفرطۃ قال الکمیت
[illegible] وان [illegible] طیّب
وکان ابوک ابن الفضائل کوثرا

اخرج البزاز وغیرہ بسند صحیح عن ابن عباس قال قدم کعب بن الاشرف مکۃ فقالت لہ قریش انت سیدھم الا تری الی ھذا المنصبر المنبتر من قومہ یزعم انّہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السقایۃ واھل السدانۃ قال انتم خیر منہ فنزلت۔ انّ شانئک ھو الابتر

واما بقیۃ التفسیر بالآثار عن الصحابۃ والتابعین رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ واخرج ابن ابی حاتم عن [illegible]
[illegible]

لفظ کوثر۔ بخاری اور حاکم اور ابن جریر نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک دفعہ اپنے اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ کوثر کیا شے ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو میرے رب نے مجھے عطاء کی ہے وہ نہر جنت میں ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے۔ قیامت کے روز میری اُمّت اس پر وارد ہوگی۔ اس کا برتن ستاروں جتنا وسیع ہے۔ ان میں سے ایک آدمی اس پر سے ہٹایا جاویگا تو میں کہوں گا کہ میرے ربّ یہ تو میری اُمّت کا آدمی ہے اِسے کیوں ہٹایا جاتا ہے تو جواب ملے گا کہ تو نہیں جانتا کہ اس نے تیرے بعد کیسی نئی باتیں نکالی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوثر اس خیر کا نام ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطاء کی ہے۔ ابو بشر لکھتا ہے کہ میں نے سعید بن جبیر کو کہا کہ لوگ تو خیال کرتے ہیں کہ کوثر جنّت میں نہر کا نام ہے اور آپ کہتے ہیں وہ خیر ہے تو سعید نے کہا کہ جنّت میں جو نہر ہے۔ وہ بھی اسی خیر میں سے ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے رسُول کو عطاء کی ہے۔

حدیث شریف کی کتاب نسائی میں فی الجنۃ کی بجائے فی بطنان الجنۃ آیا ہے بطنان الجنۃ کے معنے ہیں بہشت کے وسط میں

ابن ابی شیبہ اور احمد اور ترمذی نے یہ روایت بیان کی ہے اور اس کو صحیح تبلایا ہے۔ اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن مردویہ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ نہر موتیوں پر اور یاقوت پر جاری ہے۔ اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے۔

اور نافع ابن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پُوچھا کہ کوثر کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو کہ بہشت کے وسط میں ہے۔ اور اس کے اردگرد موتیوں کے اور یاقوت کے خیمے ہیں اس میں بیویاں اور خدام ہیں۔ نافع نے کہا کہ اہل عرب ان معنوں سے واقف ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہاں واقف ہیں کیا آپ نے حسان ابن ثابت کا یہ شعر نہیں سُنا۔

ترجمہ شعر۔ اور خدا نے اُسے کوثر عطاء کیا ہے۔ بڑا کوثر جس میں نعمتیں اور بھلائیاں ہیں۔

لفظ کوثر۔ کثرت سے [illegible] ہے اور اس کے معنے ہیں بہت ساری [illegible] وہ کمیت شاعر کہتا ہے
اے ابن مروان [illegible] ہے اور طیب ہے
اور تیرا باپ بہت بڑی ہوئی فضیلتوں والا تھا

بزاز نے اور دوسروں نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کعب [illegible] اشرف ایک دفعہ مکہ میں آیا تو قریش نے اُسے کہا کہ تو ہمارا سردار ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا اس منصبر نبیتر کی طرف وہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے۔ حالاں کہ ہم وہ ہیں جو لوگوں کو حج کراتے ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتے ہیں اور لوگوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ نہیں تم اس سے اچھے ہو اس پر یہ سُورۃ نازل ہوئی۔ انّ شانئک ھو الابتر الخ

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار سے باقی تفسیر اس طرح سے ہے کہ ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کی ہے کہ کوثر [illegible]
اور ابن جریر [illegible] اور ابن [illegible] سے روایت [illegible] کوثر اس کا نام ہے

حضرت خلیفۃ المسیح مولنا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

سُورۃ الکوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

تحقیق عطا کی ہم نے تجھے کوثر — پس نماز پڑھ واسطے اپنے پالنے والے کے اور قربانی کر — بے شک دشمن تیرا جو ہے وہ بے نسل ہے۔

تفسیری ترجمہ بامحاورہ

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کو شروع کیا جاتا ہے جسکی رحمت بلا مبادلہ سب کے واسطے عام ہے اور جو نیک عمل کرنے والوں کے واسطے انعام اور بدی کرنے والوں کو سزا دیتا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھے کوثر جیسی نعمت عطا کی ہے پس اپنے رب کی عبادت کر اور قربانی دے تیرا دشمن تو ضرور جڑھ سے کاٹا گیا ہے۔

یہ سورہ شریف مکی ہے۔ اس میں تین آیتیں اور بارہ الفاظ اور بیالیس حروف ہیں۔

سب سے اول میں اس جگہ حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب کی زیر تالیف عربی تفسیر کو بمعہ ترجمہ (بہ اجازت و بعد ملاحظہ صاحب موصوف) درج کرتا ہوں

سورۃ الکوثر

مکیۃ۔ عند ابن عباس و عایشۃ و ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (الدر المنثور) ونسب ھذا القول فی البحر الی الجمھور (العینی و روح المعانی)

عن انس رضی اللہ عنہ لما عرج بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی السماء قال اتیت علی نہر حافتاہ قباب اللؤلؤ مجوف۔ فقلت ما ھذا یا جبرائیل۔ قال ھذا الکوثر (البخاری)

و مدنیۃ عن مجاھد والحسن و قتادۃ و عکرمۃ وفی الاتقان انہ الصواب و رجحہ النووی فی شرح لمسلم۔ اخرج احمد و مسلم و ابو داؤد والنسائی والبیھقی فی سننہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویہ و ابن ابی شیبۃ عن انس ابن مالک۔ اغفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغفاءۃ فرفع راسہ متبسما فقال انہ انزل [illegible]

جیسا کہ کتاب درر المنثور میں لکھا ہے یہ سورہ شریف حضرت ابن عباس اور حضرت عایشہ اور حضرت ابن زبیر کے قول کے مطابق مکی ہے اور تفسیر عینی اور روح المعانی میں لکھا ہے کہ بحر میں بھی یہ قول جمہور کیطرف منسوب کیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ نے سنایا کہ شب معراج میں میں نے ایک نہر دیکھی جس کے ارد گرد موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ مگر خالی تھے پس میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے۔

مجاہد اور حسن اور قتادہ اور عکرمہ کے قول کے مطابق یہ سورہ شریف مدنی ہے اور کتاب اتقان میں اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے اور نووی نے مسلم کی شرح میں بھی اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی نے اپنی کتابوں میں اور ایسا ہی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور ابن ابی شیبہ نے ابن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر تک سر نیچے رکھا اور پھر سر اٹھا کر تبسم فرمایا اور کہا کہ ابھی مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ پھر سورہ کوثر پڑھی [illegible]

…ں کے بعد عربی تفسیر میں صرف و نحو کا وہ حصہ ہے
…ام فہم نہیں ہے۔ اس واسطے اس کو چھوڑا جاتا ہے
…ن اس میں سے چند باتیں بطور اختصار کے درج
…جاتی ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے عطائے
…ر کے بیان میں اللہ تعالےٰ نے اوّل حرف تاکید کا
…ا ہے۔ پھر صیغہ ماضی میں بیان کیا ہے یہ بھی ایک
…ید ہے اور دیگر صرفی نحوی تاکیدیں بھی ان الفاظ
…ں ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کے خاص فضل کا اظہار
…رت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ آپ کے واسطے
…ر کا ملنا ایک امر مقدر ہے جو اللہ تعالےٰ کی صفت
…یت سے آپکو عطا ہوا ہے۔ ایسا لفظ اعطٰی کا استعمال
…ی اسی فضل عظیم کی طرف اشارہ کرتا ہے ورنہ صرف
…نے کے مفہوم کے واسطے عربی میں لفظ اٰتی بھی آ
…سکتا تھا۔ ایسا ہی اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
…اللہ تعالےٰ نے ک کے ساتھ خطاب فرمایا ہے کہ
…م نے تجھے کوثر عطاء کیا ہے اور ایسا نہیں فرمایا کہ
…م نے اپنے رسول یا نبی یا عبد کو کوثر عطاء کیا ہے

…ا حاشیہ - چکڑالوی لوگ اسپر توجہ کریں۔

اس میں بھی رحمانیت کے خاص فضل اور عطاء کا
تذکرہ ظاہر ہے۔ ایسا ہی اِنَّ شانئک ھو الابتر
میں بھی دشمن کے بے نسل ہونے کو بہت سی تاکیدوں
کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہ بات ضرور ہوجانے

(بقیہ حاشیہ کالم اوّل) رسول کے لفظ کے معنے
تو قرآن شریف کردیتے ہیں۔ تو کیا یہاں بھی ک
میں مخاطب قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کو حکم
ہوا ہے کہ اے قرآن تو نماز پڑھا کر۔ اور اے قرآن
تو قربانی دیا کر۔ غور کرو کہ یہ خطاب خود نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور آپ کو کوثر عطا کیا گیا
ہے۔ اور اس کوثر میں خدا تعالےٰ کا کلام ہے اور
اس کی پاک تفہیم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
ہوئی۔ کیا چکڑالوی کو قرآن کی تفہیم ہوئی۔ اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ ہوئی تھی۔

(اڈیٹر)

والی ہے۔

ترتیب

اس سورۃ کا پہلی سورۃ (الماعون) سے یہ تعلق ہے۔ کہ سورہ ماعون میں ایسے
شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ مکذّب بالدین۔ بخیل۔
تارک صلوٰۃ۔ ریاکار۔ مانع زکوٰۃ اور مانع ماعون ہے
اور اس سورہ شریف میں ایسے آدمی کا ذکر ہے
جو ان بری عادات کے بالمقابل تمام نیک صفات
سے متصف ہے۔ وہ مکذّب تھا تو یہ اوّل المؤمنین
اور مصدق ہے۔ خدا کی طرف سے اسے کوثر عطا
کیا گیا۔ وہ بخیل اور مانع زکوٰۃ اور مانع ماعون تھا
تو یہ وانحر کے حکم پر چلنے والا ہے۔ وہ تارک صلوٰۃ
اور ریاکار تھا تو یہ فصلّ کی پیروی کرنے والا
ہے۔ اور وہ بھی لربّک۔ خاص خدا کے
واسطے کسی انسان کے واسطے نہیں۔ کسی کو
دکھانے کے واسطے نہیں ۞

منقول از ۷ - محرم الحرام ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۱ - فروری ۱۹۰۷ء

۱ - الکوثر النھر فی الجنّۃ - والخیر الکثیر ولا شک ان
النھر من الخیر الکثیر ومن الخیر الکثیر الّذی اعطی نبینا
خاتم النبیین رسول رب العالمین شفیع المذنبین صلے اللہ
علیہ وآلہ اجمعین۔
۲ - کثرۃ الاسماء الحسنیٰ للہ سبحانہ فما تریٰ ذا شیٔ
فی الکتاب المنسوبۃ الی اللہ سبحانہ مثل ما تریٰ من الاسماء
فی الکتاب المنزل علی محمد صلے اللہ علیہ وسلم و…
[illegible]

کوثر جنّت کی ایک نہر کا نام ہے اور کوثر خیر کثیر کو کہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہر بھی خیر کثیر میں سے ہے۔ اور خیر کثیر میں وہ بہت سی باتیں شامل ہیں جو ہمارے نبی کریم صلعم خاتم النبیین۔ ربّ العالمین کے رسول اور گنہ گاروں کے شفیع کو اللہ تعالےٰ نے عطاء فرمائی ہیں ۞

اس خیر کثیر میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سبحانہ کے اسمائے حسنیٰ جس قدر قرآن شریف میں ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی آلٰہی بتلائے گئے ہیں۔ ان کی مثال کسی آسمانی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور اسی خیر کثیر میں سے وہ محامد الٰہی ہیں جو دین اسلام کے ذریعہ
[illegible]

واخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن مردویہ والبیھقی فی سننہ عن علی ابن ابی طالب قال لما نزلت ھذہ السورۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم انا اعطیناک الکوثر۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل ما ھذہ النحیرۃ التی امرنی بھا ربی قال انھا لیست بنحیرۃ ولکن یامرک اذا تحرمت للصلوۃ ان ترفع یدیک اذا کبرت واذا رکعت واذا رفعت راسک من الرکوع فانھا صلوتنا وصلوۃ الملائکۃ الذین ھم فی السموات السبع وان لکل شیء زینۃ وزینۃ الصلوٰۃ رفع الیدین من الاستکانۃ۔ التی قال اللہ فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ واخرج ابن ابی شیبہ والبخاری وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والدارقطنی و ابوالشیخ والحاکم وابن مردویہ والبیھقی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی قولہ فصل لربک وانحر قال وضع یدہ الیمنی علی وسط ساعدہ الیسری ثم وضعھا علی صدرہ فی الصلوٰۃ واخرج ابوالشیخ والبیھقی فی سننہ عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم مثلہ

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیھقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ فصل لربک وانحر۔ قال اذا صلیت فرفعت راسک من رکوع فاستو قائماً۔

واخرج عن ابی الاحوص فصل لربک وانحر۔ استقبل القبلۃ بنحرک۔

واخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس فصل لربک وانحر۔ الصلوٰۃ المکتوبۃ والذبح یوم الاضحے

واخرج ابن جریر عن قتادۃ صلوٰۃ الاضحے ونحر البدن

اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی کتاب میں حضرت علی رضے اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ جب سورۃ کوثر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا کہ اس وحی الٰہی میں نحیرہ سے کیا مراد ہے جس کا حکم خدا تعالےٰ نے مجھے دیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد کوئی قربانی نہیں ہے بلکہ خدا تعالےٰ نے اس میں آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ جب آپ نماز پڑہیں اور اللہ اکبر کہیں تو اس وقت اپنے ہاتھ اُٹھایا کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں تو اس وقت بھی ہاتھ اٹھایا کریں۔ یہ ہماری نماز ہے اور یہی ان سب فرشتوں کی نماز ہے۔ جو کہ سات آسمانوں میں ہیں اور ہر ایک چیز کے واسطے ایک زینت ہوتی ہے۔ پس نماز کی زینت یہ ہے کہ ہر ایک تکبیر کے وقت رفع یدین کی جاوے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفع یدین کرنا وہ استکانت ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ اور ابن ابی شیبہ سے روایت ہے اور بخاری اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور ابوالشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فصل لربک وانحر کے متعلق روایت کی ہے۔ کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ دہنی بائیں کلائی کے وسط پر رکھا۔ اور پھر دونوں ہاتھوں کو نماز میں اپنے سینہ پر رکھا اور ابو الشیخ اور بیہقی نے اپنی کتاب میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فصل لربک وانحر سے یہ مراد ہے کہ جب تو نماز پڑھے اور اپنا سر رکوع سے اونچا کرے تو سیدھا کھڑا ہو جا۔

اور ابی الاحوص سے روایت ہے کہ فصل لربک وانحر سے یہ مراد ہے کہ اپنی قربانی لیکر قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔

اور ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فصل لربک وانحر میں، ملوٰۃ سے مراد فرض نماز ہے اور قربانی سے مراد عید الاضحی کی قربانی ہے اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ نماز سے مُراد عید الاضحے کی نماز ہے اور قربانی سے مُراد بھی اس عید کی قربانی ہے۔

اِس تفسیر کو میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تفسیر کو اس طرح لفظ بلفظ عربی عبارت میں لکھنا اور پھر اس کا ترجمہ کرنا اخباری طرز کے مناسب حال نہیں ہے یہ بات درست ہے، اور میرا خیال ہے کہ آیندہ حضرت مولویصاحب کی تفسیر کو پڑھ کر اس سے تمام تفسیر کے لکھنے میں فائدہ حاصل کیا جائے۔ ہاں اس تفسیر میں جو خاص لطائف ہیں اور مُصنّف موصوف پر اللہ تعالےٰ نے کھولے ہیں اور دیگر تفاسیر میں وہ باتیں نہیں پائی جاتیں اس حصّہ کو اصل عربی میں بمعہ ترجمہ کے لکھا جاوے۔ لیکن چونکہ اس سورۃ شریف کا ایک بڑا حصہ اسطرح چھپ چکا ہے اسواسطے کم از کم اس کو آخر تک انشاء اللہ اسی طرح لکھا جاویگا

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفے اللہ عنہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

منقول از بدر ۲۔ فروری ۱۹۰۷ء

چونکہ اس جگہ بہت سے موقعوں کی دعاؤں کا ذکر ہوا ہے جن سے عام لوگ واقف نہیں ہوتے اسواسطے چند دعائیں بمعہ ترجمہ اس جگہ درج کی جاتی ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے کے وقت کی دُعا

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک۔

ساتھ نام اللہ کے اور درود اور سلام اُوپر رسول اللہ کے اے میرے رب بخش میرے گناہ اور کھول میرے پر اپنی رحمت کے دروازے

مسجد میں سے نکلنے کے وقت کی دُعا

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علے رسول اللہ رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔

شروع اللہ کے نام سے اور درود اور سلام اللہ کے رسول پر اے میرے رب بخش میرے سب گناہ اور کھول میرے واسطے دروازے فضل کے۔

سونے کے وقت کی دُعا

اللّٰھم اسلمت نفسی الیک ووجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک امنت بکتابک الّذی انزلت و نبیک الذی ارسلت۔

اے اللہ تابع کیا میں نے اپنی جان کو تیری طرف اور پھیرا میں نے اپنا منہ تیری طرف اور سونپا اپنا کام تیری طرف اور پناہ پکڑی اپنی پیٹھ کی تیری طرف امید اور ڈر سے تیری طرف نہیں کوئی پناہ اور نجات کی جگہ تجھ سے۔ مگر تیری طرف ایمان لایا۔ میں اس کتاب پر جو تو نے اُتاری اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا۔

منقول از اخبار بدر ۲۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء

ومن الخیر الکثیر الّذی وعد اللہ لنبیہ صلے اللہ علیہ وسلم بالنصرۃ فی قولہ جل ذکرہ۔ یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین وبان وعد اللہ بالحفظ کما قال واللہ یعصمک من النّاس۔ وما وعدہ من العزّۃ فی قولہ لہ وللمؤمنین۔ کما قال وللہ العزّۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ ومن الخیر الکثیر الّذی اعطاہ صلے اللہ علیہ وسلم بان وجدہ یتیمًا فاوی و سائلاً فھدی وعائلاً فاغنیٰ۔

وقالوا نعطیک من الاموال ما تصیر بہا اغنی النّاس ونزوجک اکرم نساء ونجعلک رئیسا علینا۔ فانظر ھل کان فی مقدرتھم ان یصیر جمیع العرب تحت یدہ والعجم تحت غلمانہ کلاّ۔ واللہ

ومن الخیر الکثیر الّذی اعطاہ اللہ سبحانہ بان نعم قلبہ الشریف صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم بذکرہ وحبہ وھذہ نعمۃ لا یعلم قدرھا و عظمتھا الامن وفقہ اللہ بہا۔ نعمۃ لا تشبہا نعمۃ من

اور خیر کثیر میں سے وہ وعدہ ہے جو اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی نُصرت کا وعدہ عطاء کیا تھا جیسا کہ خدا تعالےٰ کے قول پاک میں ہے۔ اے نبی تجھے اور تیری پیروی کرنے والے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے اس رسول کو حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اور اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں کے شر سے بچائے گا اور خیر کثیر میں وہ عزت کا وعدہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اور اس کی اُمت کے مؤمنوں کو عطا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے اور خیر کثیر میں وہ عطا آلہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ کہ خدا نے آنحضرت کو یتیم پایا اور آپ کی پرورش کی اور آپ کو سائل پایا تو آپکو ہدایت دی اور آپکو فقیر پایا اور غنی کر دیا۔

کفار نے آپ کو کہا تھا کہ آ ہم تجھے مال دینگے اور تو سب لوگوں سے غنی ہو جائے گا اور تجھے سب سے زیادہ شریف عورت نکاح میں دینگے اور تجھے اپنا رئیس بنائیں گے۔ آپ نے کفار کی بات کا انکار کیا۔ تو خدا نے کیا کچھ دیا۔ کیا کفار عرب کے اختیار و قدرت میں تھا کہ تمام عرب آپ کے ماتحت کر دیتے اور عجم آپ کے خدام کے زیر حکومت ہو جاتا۔ ہرگز نہیں۔ قسم بخدا ہرگز نہیں۔

پھر خیر کثیر میں وہ عطا آلہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سبحانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کو اپنے ذکر کے ساتھ جاری کیا اور اپنی محبت کے ساتھ پُر کر دیا۔ یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے۔ کہ اسکی قدر اور عظمت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ سوائے اس کے جس کو خدا تعالیٰ توفیق عطا کرے۔ یہ وہ نعمت ہے کہ اسکے مشابہ کوئی نعمت دنیا اور آخرۃ میں نہیں ہے

والمرتفعات - وهل يمكن لفظ اكبر من الله اكبر اوهل ترى
في الاسلام ادعية الاكل والشرب والجماع والنوم والتقليب
في النوم والانتباه منه والدخول في المساجد والقيام
والجلوس والخروج منها والذهاب الى السوق والاياب
منها والسفر والحضر وادعية البأساء والضراء وحين
البأس وركوب الدابات والحاجات والكرب والهم والحزن
والفتن -

ومحامد الله سبحانه وتعالى في ابتداء الكتاب والخطب
والرسائل وختامها - ومنها قال صلى الله عليه وسلم ان
صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ومن الخير
الكثير كثرة وعظ التوحيد ونفي الشرك - ارأيت
هذا البيان في كتاب او ديوان - انظر كلمة التوحيد لا
اله الا الله فهل ابقى في قلب احد من المؤمنين بها ان
يشرك احداً في النية والقصد وان يدعو احداً من
دون الله وان يطيع احداً بدون امره وان يتخذ
احداً من دون الله رباً سواء ولو كان من الاحبار والرهبان
اي العباد والعلماء في معصية الله وهل يمكن من احد
ان يؤمن بها ان يحب الخلق كحب الله فلا يرجو المؤمن بها
من احد - ولا يخاف من احد - فلا يعتقد في احد
ان له العلم التام والتصرف التام اولاحد سوى الله
عبادة ما فضلاً عن السجدة - والحج والقرابين فلا
يستغفر الا الله ولا يتوب الا اليه

ولا يعتقد احداً انه الخالق لشيء كمثل خلق الله
او [illegible] او يميت كاحياء الله واماتة الله ولا
[illegible] خلق ابد [illegible] الخير الكثير الذي
اعطاه [illegible] صلى الله ذيول الانبياء وساحتهم
عن ال[illegible] افتراءات

[illegible] قول اليهود بالنسبة الى الصديقة المريم وقوله
تعالى بكفرهم وقولهم على مريم بهتاناً عظيماً وقولهم في
عيسى عليه السلام - وقوله تعالى ومطهرك من الذين كفروا
وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة
وقولهم مع النصارى في داؤد وسليمان عليهم السلام
وقوله تعالى واذكر عبدنا داؤد ...... الخ وقوله
تعالى وما كفر سليمان -

لگاتے ہیں - کیا اللہ اکبر سے بڑھ کر کوئی بڑا لفظ خدا تعالےٰ کی کبریائی کے واسطے تمہیں معلوم
ہے - کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اسلام میں اللہ تعالےٰ کی تعریف اور تسبیح سے بھری ہوئی
کس قدر دعائیں ہر ایک موقع پر کی جاتی ہیں - کھانے کے وقت کی دعائیں اور پینے کے وقت
کی دعائیں اور سوکر اٹھنے کے وقت کی دعائیں اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا اور
مسجد سے نکلنے کے وقت کی دعا اور کھڑا ہونے کے وقت کی دعا اور بیٹھنے کے وقت
کی دعا اور بازار کو جانے کی دعا اور بازار سے لوٹنے کی دعا اور ایسا ہی سفر کی دعائیں اور حضر کی دعائیں اور
دکھ درد کے وقت کی دعائیں اور جنگ کے وقت کی دعائیں اور چارپائی پر بیٹھنے کے وقت کی دعائیں اور حاجات
کے وقت کی دعا اور تکلیف اور غم اور حزن اور فتنوں کے وقت کی دعائیں - غرض اسلام میں ہر وقت انسان
اپنے ربّ کی حمد اور تسبیح میں مصروف ہے اور کسی وقت بھی اسکی تعریف سے غافل نہیں یہ ایک خیر کثیر ہے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا ہوئی ہے -

پھر دیکھو کہ اسلامی لٹریچر میں ہر ایک کتاب کا ابتداء اور انتہا اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف سے ہوتا ہے اور ہر
ایک خطبہ اور ہر ایک رسالہ خدا کے نام کی تعریف سے شروع کیا جاتا ہے اور خدا کی تعریف کے ساتھ ہی
ختم کیا جاتا ہے اور یہ بھی کوثر کا نتیجہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری نماز اور میری قربانی
اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اور یہ خیر کثیر میں سے ہے کہ
اسلام میں اس کثرت کے ساتھ توحید کا وعظ کیا جاتا ہے اور شرک کی نفی پر تقریریں کیجاتی ہیں کیا تو نے ایسا
کوئی بیان کسی کتاب یا کسی دیوان میں دیکھا ہے پھر کلمہ توحید کو دیکھو لا الٰہ الا اللہ - کوئی معبود قابل پرستش
اللہ کے سوائے نہیں کیا اس کلمہ کے بعد کسی مومن کے دل میں کوئی شرک باقی رہ جاتا ہے کیا اسکی نیت
اور قصد کے درمیان کوئی ایسی بات باقی رہ جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی دوسرے کو پکارے
اور اسکے حکم کے سوائے کسی دوسرے کی اطاعت پر قدم مارے اور اسکے سوائے کسی دوسرے کو اپنا ربّ
بنالے خواہ کوئی اور کیسا ہی عالم فاضل ہو اور راہب ہو کیا وہ اپنے رب کو چھوڑ کر ان کے پیچھے پڑ کر معصیت
میں گر سکتا ہے کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کلمہ توحید پر ایمان رکھتا ہوا پھر خلقت کے ساتھ ایسی محبت کرے جیسی
کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کرنی چاہیئے پس مومن اس کلمہ کو اپنے پاس رکھ کر اور اس پر ایمان لاکر نہ غیر اللہ سے کوئی
امید رکھتا ہے اور نہ غیر اللہ سے اس کو کچھ خوف باقی رہ جاتا ہے پس مومن کبھی یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ اللہ تعالےٰ
کے سوائے کسی دوسرے کو علم تام ہے یا کسی اور کے ہاتھ میں تصرف تام ہے یا اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی
کسی [illegible] ہونے کے لائق [illegible] کسی غیر کے آگے سجدہ کیا جاوے [illegible]
لئے قربانی کیجائے پس مومن اللہ کے سوائے کسی سے استغفار نہیں کرتا اور اس کے سوائے کسی کے آگے اپنے
گناہوں سے توبہ نہیں کرتا اور مومن کبھی ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ کوئی اللہ کے خلق کی [illegible] کا خلق
کر سکتا ہے یا اللہ کے مارنے اور جلانے کی طرح کوئی کسی کو مار یا جلا سکتا ہے - غرض مومن خالق اور مخلوق کو کبھی
برابر نہیں ٹھہراتا اور خیر کثیر میں یہ بات بھی شامل ہے جو آنحضرت کو عطا کی ہے کہ آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام
مقربان الٰہی کا دامن ان تہمتوں اور افتراؤں سے پاک کیا جو کہ ان پر ان کے مخالف یا موافق لگاتے تھے -

یہود کی طرف دیکھو کہ مریم صدیقہ کی نسبت کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں خود قرآن شریف سے ظاہر ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا
ہے کہ انھوں نے مریم پر بڑا بہتان باندھنے کا کفر کیا اور ایسا ہی یہود نے حضرت عیسیٰ پر بھی اتہام باندھے تھے لیکن
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں کفار کی باتوں سے تیری تطہیر کرنیوالا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت
تک غلبہ دونگا اور ایسا ہی انکا اور عیسائیوں کا قول حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے حق میں
افترا پردازی تھا اللہ تعالیٰ نے ہر دو کا دامن ایسی پاک کتاب میں پاک کیا اور [illegible]
کے حق میں فرمایا کہ اس نے کوئی کفر نہیں کیا -

يستخلفنّهم في الارض وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امناً۔
ولا يزال من امته قوم ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم ثم انظر في يومنا هذا فتن الدجال۔ من كثرة الخمر وهي جامع الاثم۔ وتبرج النساء واظهارهن الزينة والنساء حبائل الشيطان۔ واعانة المسيحيين لقطاع الطريق واللصوص وكل من يتخبط في القضايا لابطال الحقوق ان مال اليهم و توجه الحكام اليهم۔ واعطائهم الاموال لطامع كسل ومفلس لا يليق للملازمة واتيانهم بمدارس ودار العلوم الدينوية نفقط والمارستانات ثم دعوة المرضاء الى التثليث والكفاره۔ وارسال النساء في بيوت الشرفاء وبيانهن مفاسد الحجاب ومصائب كثرة الازواج۔ ثم ارسال الدعاة في الحضر والسفر والقرى والبوادي والاسواق وبنائهم ابنية رفيعة للخطباء والوعاظ۔ ونشرهم الوف الوف الصحف والرسائل في بيان معائب من اوتي جوامع الكلم صلے اللہ علیہ وسلم واعطائهم ائمة مساجد القرى والريف لتعليمهم اناجيلهم۔

زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔ اور ان کے واسطے وہ دین قوی کرے گا۔ جو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کو امن کے ساتھ بدل دے گا۔
اور اس کی اُمّت میں ہمیشہ ایسے آدمی ہوتے رہینگے جو حق کو ظاہر کرتے رہینگے ان کا مخالف انہیں کچھ ضرر نہ دے سکے گا۔ پھر دیکھو کہ اس زمانہ میں دجال کا فتنہ کتنا بڑھا ہوا ہے کس کثرت سے شراب پی جاتی ہے۔ وہ شراب جو بدیوں کی جامع ہے اور دیکھو کس طرح عورتیں زینت کرتی ہیں اور پھر اپنی زینت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتی ہیں حالانکہ عورتیں شیطانوں کی رسّیاں ہیں۔ پھر دیکھو کہ مسیحی لوگ کس طرح ڈاکوؤں اور چوروں کی اور ایسے لوگوں کی جو مقدمات میں پھنس جاتے ہیں اسواسطے مدد کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کو چھوڑ کر عیسائی ہو جاویں اور حکام کی توجہ بھی انکی طرف ہوتی ہے اور دیکھو کس طرح وہ طمع کرنے والے سست اور مفلس کو جو کہیں نوکر رکھا جانے کے قابل نہ ہو اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور مدرسے بناتے ہیں اور دار العلوم دنیوی قائم کرتے ہیں اور شفاخانے بناتے ہیں اور ان میں اس بہانے سے بیماروں کو تثلیث اور کفارے کی تعلیم دیتے ہیں اور نوجوان مسوں کو شریفوں کے گھروں میں بھیجتے ہیں جہاں کہ پردہ کے خلاف باتیں کہتی ہیں اور کثرت ازدواج پر عیب لگاتی ہوئی اس کے معائب بیان کرتی ہیں۔ پھر دیکھو کہ عیسائی کس طرح اپنے واعظ سفر میں اور حضر میں اور گاؤں اور جنگلوں میں اور بازاروں میں ہر جگہ بھیجتے ہیں اور اپنے لکچراروں اور منادوں کے واسطے بڑے بڑے بلند مکان بناتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ وہ ہزاروں ہزار کتابیں اور رسالے شائع کرتے ہیں جن میں وہ خدا کے اس برگزیدہ نبی پر معائب گھڑتے ہیں۔ جسے کامل کلام عطاء کیا گیا تھا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر دیکھو کہ گاؤں کی مساجد کے اماموں کو یہ لوگ تنخواہیں دیتے ہیں۔ تاکہ وہ انجیلوں کی تعلیم لوگوں کو دیں۔

منقول از اخبار بدر ۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء

فصلّ۔ اس میں ف تعقیب کے واسطے ہے۔ کیا معنے جب ہم نے تجھے کوثر جیسی نعمت عطاء فرمائی ہے تو اب بعد اس کے تجھے چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے شکر میں نماز پڑھے اور قربانی دے۔
یا ف ترتیب اور سبب کے لئے ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فوکزہ موسےٰ فقضی علیہ۔
فائدہ۔ اس سورہ شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز اور قربانی کا حکم ہوا ہے مگر زکوٰۃ کا حکم نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے پاس مال جمع نہیں کرتے تھے۔

انّ شانئك هو الابتر۔ ومن اعظم شانئه ردّ الكفر به وبما جاء به وجعل ما جاء به من الاساطير الاولين وانه سحر يؤثر۔ وانه قول البشر۔ او شعر او كهانة او يعلمه البشر۔ فهذا سيل بلغ الزبى۔ وبه طم الوادي القريب۔ فمن تولى الكبر من شانئه مكيا كان او مدنيا امّيًا كان او كتابيًا فصيحًا كان او شريفًا حصل له نصيبه وحظه من شناء والاستبار به على قدر شيئه ذهن اوتيه۔ انظر منا دين قرآن عليه [illegible] [illegible] الوادي۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تحقیق دشمن تیرا ہی ابتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی دشمنی یہ تھی جو آپکی وعظ توحید کی تردید کی گئی اور آپکی رسالت جو تعظیم الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے تھی اس کا انکار کیا گیا۔ اور آپ پر جو کتاب ہدایت کے لئے نازل ہوئی اس کو رد کیا گیا۔ بلکہ آپ کو کہا گیا کہ یہ صرف کہانیاں ہیں۔ جو تم پیش کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمام بیانات اس کے لئے بشارت اور انذار تھے اور بعض نے کہا کہ یہ الہام الٰہی نہیں بلکہ صرف ایک انسان کا قول ہے کسی نے کہا کہ یہ ایک شاعر ہے جو شعر گوئی کرتا ہے اور کسی نے کہا کہ یہ ایک کاہن ہے جو کہانت کا کام کرتا ہے۔ اور کوئی بولا کسی انسان نے اس کو تعلیم کی ہے۔ پس یہ ایک سیلاب تھا۔ جو بہت بڑھ گیا تھا اور اس سے وادی مکہ بھر گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں میں سے جو کوئی تکبر کے ساتھ بڑھا اس نے اپنی بدبختی کا حصہ لیا اور اس کا بدلہ پایا خواہ وہ مکی تھا یا مدنی تھا۔ خواہ ان پڑھ تھا۔ اور خواہ اہل کتاب میں تھا۔ خواہ عوام میں سے ہوا۔ خواہ شرفاء میں سے ہوا [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اور آپکے ساتھ عداوت کرنے والوں میں سے ہر ایک نے اپنی [illegible]

ومن الخير الكثير الذى اعطاه الله سبحانه وتعالى الهدى والنصرة الخاصة وجعل قرة عينه فى الصلوٰة والشرح به صدره۔

پھر اور خیر کثیر میں یہ بات ہے۔ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی خاص نصرت اور ہدایت عطاء فرمائی اور نماز میں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی۔ اور اس سے آپ کے سینے کو انشراح عطا فرمایا۔

ومن الخير الكثير يرزقه الله الوسيلة والمقام المحمود۔ وجعله اول من يفتح باب الجنة وجعل لواء الحمد بيده اعطاه الله الحوض والنهر

پھر خیر کثیر میں سے یہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وسیلہ عطا فرمایا اور مقام محمود عطا کیا۔ اور آپکو پہلا آدمی بنایا۔ جو جنت کا دروازہ کھولے گا اور حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکو حوض عطا فرمایا اور نہر عطا کی۔

ومن الخير الكثير الذى اعطاه الله صلے الله عليه وسلم بان جعل المؤمنين من امته اولاده ومن الخير الكثير الذى اعطاه الله تعالىٰ صلے الله عليه وسلم اجر من عمل امته۔ لانه من عمل ونال بامره واتباعه صلى الله عليه وسلم لان الدال على الخير كفاعله فكل من امن وصلى وزكى وصام وحج وتاب وصبر وتوكل وعلم وعلّم وقرأ واناب وصدق وجاهد واتقى واصلح واحسن وارضى ربه وجاهد ورابط وما نهيه أسفى سبيله واتبع فى هذه اوامره واجتنب من الكفر والشرك والزناء وقتل النفس وعقوق الوالدين وقول الزور واكل مال اليتيم والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات والكذب والعجز والكسل والجبن والبخل وامثالها نهيه صلے الله عليه وسلم

اور خیر کثیر میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مومنوں کو آپ کی اولاد بنایا اور پھر خیر کثیر میں آپ پر وہ عطا الٰہی ہے کہ آپ کی اُمت کے اعمال خیر پر بھی آپ کے واسطے اجر ہے۔ کیونکہ امت مرحومہ کے افراد نے اعمال نیک کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپ کی اتباع سے حاصل کیا ہے اور نیکی کی راہ دکھانے والا بھی نیکی کرنے والے کی مانند ہے پس ہر ایک کے عمل خیر میں آنحضرت ص کے واسطے اجر ہے۔ ہر ایک جو ایمان لایا۔ اور جس نے نماز پڑھی اور جس نے روزہ رکھا اور جس نے فرائض حج کو ادا کیا اور جس نے توبہ کی اور صبر اور توکل سے کام لیا اور جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور جس نے کلام پاک کو پڑھا اور جو خدا کی طرف جھکا اور تصدیق کی اور جس نے مجاہدہ کیا یا جہاد کیا اور جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی اور جس کسی نے نیکی کی اور اپنے ربّ کو راضی کیا اور ربّ کے راہ میں کوشش کی اور جہاد کیا اور رباط فی سبیل اللہ کیا اور ان باتوں میں انکی پیروی کی اور کفر اور شرک سے بچا اور زناء اور قتل نفس سے پرہیز کیا اور والدین کی نافرمانی نہ کی اور جھوٹ کے بولنے اور یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کیا اور بے خبر نیک بخت مومن عورتوں پر عیب نہ لگایا اور جھوٹ اور عجز اور سستی اور بزدلی اور بخل اور اس قسم کے رذائل سے بچا۔ ماجن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو ان سب کے اعمال خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اجر ہے اور عمل کرنیوالوں کے اجر میں کچھ فرق نہیں۔

فلا يبلغ ان قيل رسولنا وحبيبنا ونبينا ما نال احدٌ من امته صلے الله عليه وسلم فانظر الى علو درجاته عند الله كل آن۔

پس یہ ضروری بات ہے۔ کہ ہمارے رسول اور ہمارے حبیب اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر آن اس قدر درجہ بڑھتا ہے۔ کہ آپ کی اُمت میں سے کوئی آپ کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

فالله يعطيه بقدر اجور امته كلهم من غير ان ينقص من اجورهم فانه السبب فى هدايتهم ونجاتهم فيا ايها الذين امنوا ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله وجاهدوا فى اتباعه والاقتداء به وامتثلوا الاوامر واجتنبوا النواهى واكثروا من اعمال الصالحة ليكون له صلے الله عليه وسلم مثل اجركم وتدنوا فيمن يشفع فيه الرسول صلى الله عليه وسلم لكونه نيال مثل اجوركم ومن الخير الكثير الذى اعطاه الله صلے الله بان وعد لاصلاح امته الخلفاء والنواب له صلے الله وان يمكن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ كما قال وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی تمام اُمت کے افراد کے اعمال خیر کے برابر درجہ دیا ہے اور اُمت کے درجات اور اعمال خیر کے اجر میں کچھ کمی نہیں واقع ہوتی اور یہ اسواسطے ہے کہ انکی ہدایت اور نجات کا سبب آنحضرت ص ہی ہوئے۔

پس اے مومنو! اگر تم اللہ سے پیار کرتے ہو۔ تو اس نبی کی پیروی کرو۔ خدا تم سے پیار کریگا۔ اور اسکی اتباع میں اور اس کی پیروی میں کوشش کرو۔ اس کے حکموں پر عمل کرو اور جن باتوں سے وہ منع کرے ان سے اجتناب کرو اور اعمال صالح کثرت سے بجالاؤ تاکہ تمہارے اجر کے برابر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اجر ہو اور تم اس بات کے قریب ہو جاؤ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری شفاعت کریں۔ بسبب اسکے کہ آپ کو تمہارے اعمال کے سبب سے اجر ملتا ہے اور خیر کثیر میں سے یہ عطاء الٰہی ہے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ آپ کی امت کی اصلاح کے واسطے ہمیشہ آپ کے خلفاء اور نائب آتے رہینگے۔ جو انہیں ان کے دین میں قوت عطا کرے۔ وہ دین جو خدا نے ان کے واسطے پسند کیا ہے اور خوف کے بعد ان کے واسطے پھر امن پیدا کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے مومنوں کو جو عمل صالح کریں۔ یہ وعدہ دیا ہے کہ انہیں

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بقیہ سورۃ الکوثر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

من الواھب العظیم ولا شك ان لذۃ الھبۃ علی قدر الھدی العظیم - فای کتاب بعد اللّٰہ تبغون وای سنۃ بعد سنن اللّٰہ تقتدون - ورأینا ولائلکم وارادکم وظائفکم -

وتدبرنا کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ فما وجدنا شیئ فما عندکم ینفد وما عند اللّٰہ باق - فھل ادعتیکم ولو کان الدعاء الکبیر الذی تعرفون معنا ولا یعرف احد من ائمتکم کمثل الفاتحۃ او تعوذکم کالتعوذ بالمعوذتین - کلا واللّٰہ بل کلا واللّٰہ ولائل الخیرات کتاب اللّٰہ جل وعلا شانہ والسیف القاطع سیف اللّٰہ سبحانہ والمغنی کلام اللّٰہ المغنی بل ما عندکم لیس یقریب بقول الکذاب - انا اعطینٰك الجواھر فصل لربك وھاجر ان مبغضك رجل کافر فان الالفاظ والترتیب فیھا اخذ من ھذہ السورۃ

قال اللّٰہ تعالیٰ اولم یکفھم انا انزلنا الیك الکتاب یتلی علیھم ان فی ذٰلك لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون تمت بحمد اللّٰہ وحولہ وقوتہ ومنہ واحسانہ والحمد للّٰہ رب العالمین -

پس اللہ کی کتاب کے بعد تم کس کتاب کو چاہتے ہو اور اللہ تعالےٰ کی سنّت کے بعد تم کس سنت کی پیروی کرتے ہو - ہم نے تمہارے دلائل اور تمہارے وظائف دیکھے ہیں -

اور ہمنے اللہ تعالےٰ کی کتاب مبین اور اس کے رسول کی سنت میں تدبر کیا ہے - پس ہم نے کوئی شے اس سے بہتر نہیں پائی - جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے وہ بڑی سے بڑی دُعا نکالو - جس کے معنے تم جانتے ہو - مگر کوئی دعا تم فاتحہ کی مانند نہ پاؤگے اور نہ کوئی تعوذ تم معوذتین کے برابر پا سکوگے - ہرگز نہیں - بلکہ میں قسم کھاتا ہوں کہ ہرگز نہ پاؤگے -

دلائل الخیرات تو اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کی کتاب ہی ہے اور قطع کرنے والی تلوار اللہ تعالےٰ سبحانہٗ کی تلوار ہے اور غنی کرنے والی تو اللہ تعالےٰ ہی کی کلام مغنی ہے بلکہ تمہارے پاس تو اس کے قریب بھی نہیں جو کذاب نے ایک قول گھڑا تھا اور کہا تھا ہم نے تجھے ہی عطاء کئے ہیں پس اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھ اور ہجرت کر تیرا بغض کرنیوالا رجل کافر ہے - اس میں الفاظ اور ترتیب اسی سورت سے نقل کی گئی ہے اور بے موقع و محل الفاظ لگا کر ایک سورۃ بنائی گئی ہے -

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کیا ان کے واسطے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے - اس میں مومنوں کے واسطے رحمت اور نصیحت ہے -

اللہ تعالےٰ کی حمد اور مدد اور قوت اور احسان کے ساتھ تفسیر سورہ کوثر کا حصہ پورا ہوا - جو حضرت مولوی نورالدین صاحب کی قلمی مسوّدہ سے نقل کیا گیا اور ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ کرکے آپ کو دکھلایا گیا ہے -

والحمد للّٰہ ربّ العالمین

منقول از اخبار بدر - ۱۱ - اپریل ۱۹۰۷ء

حضرت مولوی نورالدین صاحب کی مؤلفہ عربی تفسیر سورہ کوثر بمعہ ترجمہ ساری لکھی جا چکی ہے - جو تفسیر کے تمام لوازمات کو اپنے اندر لئے ہوئے اور مفصل ہے اسواسطے تشریح الفاظ و معانی اور مطالب پر زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں اور چند ایک باتیں جو اس [illegible]

مکالمۂ الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا

عیسائی اور آریہ اور برہمو اور ہندو اور دیگر تمام مذاہب کے لوگ تو اس بات کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ الہام الٰہی کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے اور دنیا میں کوئی ایسا شخص ہو ہی نہیں سکتا جس پر اب خدا تعالےٰ کی وحی نازل ہو سکے اور خدا تعالےٰ اس سے کلام کرے -

یہی ایک بڑی دلیل ان ادیان کے باطل ہونے کی ہے کہ انکے درمیان کوئی ایسا شخص ہو ہی نہیں سکتا - جو اس درجہ پر پہنچ سکے - کہ خدا کی ہمکلامی کا شرف اس کو حاصل ہو - گویا وہ سب دین مردہ ہیں - جیسا کہ انکی مذہبی زبانیں مردہ ہو چکی ہیں اور اب دنیا میں کہیں سنسکرت اور عبرانی نہیں بولی جاتی - ایسا ہی ان کے نزدیک خدا نے بھی اب بولنا چھوڑ دیا ہے [illegible]

قالوا لیخرجن الاعز منها الاذل۔ فجعل اللہ سبحانہ
الخیر کلہ لہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی قال ان تستفتحوا
فقد جاءکم الفتح وقال فی اموالھم فسینفقونھا
ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون۔ فھل رئیت لھم
من باقیۃ فشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بل شانی خلفائہ ولو ابہ ابتر من کل خیر وھذا اظاھر
لا خفاء۔ ما ال الیہ امر ابی جھل وابن ابی بن
سلول وابی عامر الراھب الذی اسس بناءہ علی شفا
جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم۔ وبئس طریداً
شریداً وحیداً وما حصل لمن خالف الصدیق
من العرب ومن خالف الفاروق من کسریٰ وعمل
قیصر وملوک مصر ومن خالف عثمان من اھل
افریقیۃ وخراسان ومن خالف علیاً

ثم من خالف فی زماننا المبارک مجدد المائۃ
الرابعۃ عشر وزعیمھا والمھدی المعھود والمسیح الموعود
کما علمی۔ الاریۃ لیکھرام وشیطان النصاریٰ ثم
وامثالھما کل اخذ بذنبہ

وکذا من دونھم کل شانی محمد رسول ابتر و
شانی خلفائہ ابتر من کل خیر فیبطل دفع ذکرہ بل
ذکرہ بالخیر وابتر اھلہ ومالہ اخر الدنیا والاخرۃ
وابتر حیوتہ وصحتہ وفرصتہ فلا ینتفع بھا فی الدنیا
ولا یتزود بھا الاخرۃ فما بقیت اذن داعیۃ للخیر
ولبصرہ ولبصیرتہ ناظرۃ الی السنن الالھیۃ
لازدیاد الایمان والمعرفۃ ومحبۃ اللہ وابتر من
الانصار والاعوان للاعمال الصالحۃ وابتر من
ذائقۃ حلاوۃ الایمان وان باشر فقلبہ من الاوابد
والشوارد۔ وھذا جزاء من شنأ بعض ماجاء بہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاجل ھواہ ومتبوعہ او شیخہ او
امیر او کبیرہ۔ وقد قال اللہ تعالیٰ۔ قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

فاعطیناک الکوثر مقدمۃ وتسلیۃ تفیض قوۃ
فی قلبہ صلی اللہ علیہ وسلم وقلب خلفائہ ویزیل
الجبن عن انفسھم لیمکنھم الاشتغال بالاقدار
علیٰ تکفیر من خالفھم من جمیع العالم من کان واجھار
البراءۃ من موردھم فانظر الی ھبۃ العظیمۃ

قدر کے مطابق اور اپنی عداوت کے درجہ کے موافق اپنا کیا اور بویا اُٹھایا اور ابتر ہوا۔ سرداران قریش کیطرف دیکھو اور عمائد مکہ کی طرف نظر کرو اور اس وادی کے سرداروں کی طرف نگاہ کرو اور شہر کے ارکان کا حال دیکھو۔ جن کو لوگ اپنی سرداری کا تاج دیتے تھے اور انھوں نے تدابیر کیں اور کہا کہ اس شہر کے شرفاء ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ پس اللہ تعالےٰ نے تمام خیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کر دی اور دشمن محروم رہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم فتح چاہتے ہو۔ تو اب فتح تمہارے لئے آ گئی ہے۔ اور ان کے اموال کے متعلق فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ اپنے مال خرچ کرینگے۔ پھر وہ خرچ بھی اُن کے لئے موجب حسرت ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ بس کیا تو دیکھتا ہے کہ ان دشمنوں میں سے کوئی باقی ہے۔ سو دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بلکہ آپکے خلفاء راشدین اور آپ کے نائبوں کے دشمن بھی ہر ایک نیکی سے ابتر ہوئے اور یہ امر ظاہر ہے۔ کوئی مخفی بات نہیں دیکھو ابوجہل کا کیا انجام ہوا اور ابن ابی بن سلول نے کیا نتیجہ پایا اور پادریوں کے لارڈ بشپ ابو عامر کو دیکھو جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں سارا زور خرچ کیا اور آگ کے گڑھے کے کنارے پر بڑی بنیاد کھڑی کی اور پھر اسی آگ میں گرایا گیا اور اکیلا آوارہ بیکس اور بےبس ویرانوں کے اندر ہلاک ہو گیا پھر دیکھو کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوا جنھوں نے اہل عرب میں سے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور پھر ان کا کیا حال ہوا جنھوں نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا اگرچہ وہ بڑی سلطنتوں کے قیصر اور کسریٰ تھے اور مصر کے ملک کے بادشاہ تھے اور پھر اُن اہل افریقہ اور اہل خراسان کو کیا حاصل ہوا جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تھی اور پھر انھوں نے کیا پایا جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور انکا کیا حال ہوا جنھوں نے معاویہ اور بنو امیہ کی تحقیر کی۔

پھر اسکی مثال زمانہ حال میں موجود ہے دیکھو کہ ان لوگوں کا حال ہو رہا ہے جنھوں نے ہمارے اس مبارک زمانہ میں چودھویں صدی کے مجدد اور متکفل مہدی معہود اور مسیح موعود کی مخالفت کی مثال میں آریہ لیکھرام کو دیکھو اور نصاریٰ کے شیطان آتھم کو دیکھو اور لودیانہ کے سعداللہ ابتر کو دیکھو ہر ایک اپنے گناہ کے بدلے میں پکڑا گیا اور اپنے بدلے کو پانیوالا ہوا۔

اور انکے سوا اور بھی سب دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے خلفاء کے ہر ایک چیز سے ابتر اور بے نصیب ہیں اور ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہونا بند ہو جاتا ہے اور انکا اہل اور مال سب ابتر ہو جاتا ہے اور دین و دنیا میں نقصان پذیر ہوتا ہے انکی حیاتی اور انکی صحت اور انکی فرصت سب ابتر ہوتی ہیں وہ ان چیزوں سے نہ دنیا میں فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور نہ دین میں۔ انکے کان ایسے نہیں رہتے کہ وہ خیر کی بات سن سکیں۔ اور نہ انکو ایسی بصیرت نصیب ہوتی ہے کہ اللہ کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی محبت معرفت اور ایمان میں ترقی کر سکیں اور وہ اس بات سے محروم رکھے جاتے ہیں کہ انکا کوئی ناصر اور مددگار انکے اعمال صالح میں سے ہو اور اس بات سے محروم ہوتے ہیں کہ ایمان کی شیرینی کو چکھ سکیں اور اگرچہ وہ لوگوں میں آ ملیں باہم ان کا دل جنگل میں بھاگے ہوئے آوارہ کی طرح اکیلا ہوتا ہے یہی جزاء ان لوگوں کو ہمیشہ ملی۔ جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی کے ساتھ عداوت کی اور اپنی حرص و ہوا کی پیروی کی سب کا حال یہی ہوا خواہ وہ بڑا تھا یا چھوٹا تھا امیر تھا یا غریب تھا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو کہدو کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہارے ساتھ محبت کریگا۔

پس ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے پہلے سے اور تسلی کے لئے اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو اور آپ کے خلفاء کے دل کو قوت ملی اور انکے نفسوں سے کمزوری کو دور کیا گیا تاکہ انکو اس امر پر قوت عطا کی جاتے کہ اپنے مخالفوں کی تکفیر کریں خواہ وہ دنیا جہان میں کوئی ہو اور کہیں ہو اور انکے قصبوں سے بیزاری کا اظہار کریں پس دیکھو کہ یہ کتنی بڑی بخشش ہے جو بڑے صاحب بخشش کی طرف سے انکے حصہ میں آئی۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس موہبت کی عظمت اس ذات کی قدر کے مطابق ہے جو مہدی ہے

یہ کہنا کہ ابتداء میں تو حل مشکلات قرآن کے لئے معلم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہو گئیں تو اب کیا ضرورت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتے ہیں ماسوا اس کے امت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں۔ اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جاویں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں۔ اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہوں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور نئے معلموں کی اس وجہ سے بھی ضرورت پڑتی ہے کہ بعض حصے تعلیم قرآن شریف کے از قبیل حال ہیں نہ از قبیل قال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پہلے معلم اور اصل وارث اس تخت کے ہیں حالی طور پر ان دقایق کو اپنے صحابہ کو سمجھایا ہے۔ مثلاً خداوند تعالے کا یہ کہنا کہ میں عالم الغیب ہوں اور میں مجیب الدعوات ہوں اور میں قادر ہوں اور میں دعاؤں کو قبول کرتا ہوں اور طالبوں کو حقیقی روشنی تک پہنچاتا ہوں اور میں اپنے صادق بندوں کو الہام دیتا ہوں اور جس پر چاہتا ہوں اپنے بندوں میں سے اپنی روح ڈالتا ہوں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں۔ کہ جب تک معلم خود ان کا نمونہ بن کر نہ دکھلاوے۔ تب تک یہ کسی طرح سمجھ میں ہی نہیں آ سکتیں۔ پس ظاہر ہے۔ کہ صرف علماء جو خود ماندہ ہیں ان تعلیمات کو سمجھا نہیں سکتے بلکہ خود تو اپنے شاگردوں کو ہر وقت اسلام کی عظمت سے بدظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ [illegible] ہیں بلکہ پیچھے [illegible] ہیں بعد اسکے ایسے [illegible]

کوئی بھی راہ نہیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالے کا اپنی مخلوق کے لئے یہ ارادہ ہے کہ وہ ہمیشہ قرآن کریم کے چشمہ سے ان کو پانی پلا دے تو بے شک وہ اپنے ان قوانین قدیمہ کی رعایت کرے گا جو قدیم سے کرتا آیا ہے۔ اور اگر قرآن کی تعلیم صرف اسی حد تک محدود ہے جس حد تک ایک تجربہ کار اور لطیف الفکر فلاسفر کی تعلیم محدود ہو سکتی ہے اور آسمانی تعلیم جو محض حال کے نمونہ سے سمجھائی جاتی ہے اس میں نہیں تو پھر نعوذ باللہ قرآن کا آنا لاحاصل ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی ایک دم کے واسطے بھی اس مسئلہ میں فکر کرے کہ انبیاء کی تعلیم اور حکیموں کی تعلیم میں بصورت فرض کرنے صحت ہر دو تعلیم کے مابہ الامتیاز کیا ہے تو بجز اس کے اور کوئی مابہ الامتیاز قرار نہیں دے سکتا کہ انبیاء کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہے۔ جو بجز حالی تفہیم اور تعلیم کے اور کسی راہ سے سمجھ ہی نہیں آ سکتا اور اس حصہ کو وہی لوگ دل نشین کرا سکتے ہیں۔ جو صاحب حال ہوں۔ مثلاً ایسے ایسے مسائل کہ اس طرح پر فرشتے جان نکالتے ہیں اور پھر یوں آسمانوں پر لے جاتے ہیں اور پھر قبر میں حساب اس طور سے ہوتا ہے اور بہشت ایسا ہے اور دوزخ ایسا اور پلصراط ایسا اور عرش اللہ کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں اور پھر قیامت کو آٹھ اٹھائیں گے اور اس طرح پر خدا اپنے بندوں پر وحی نازل کرتا ہے یا مکاشفات کا دروازہ انپر کھولتا ہے یہ تمام حالی تعلیم ہے اور مجرد قیل و قال سے سمجھ نہیں آ سکتی اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر میں دوبارہ کہتا ہوں کہ اگر اللہ جلشانہ نے اپنے بندوں کے لئے یہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ اس کی کتاب کا یہ حصہ تعلیم ابتدائی زمانہ تک محدود نہ رہے تو بے شک اس نے یہ بھی انتظام کیا ہو گا کہ اس حصہ تعلیم کے معلم بھی ہمیشہ آتے رہیں کیونکہ حصہ حالی تعلیم کا بغیر توسط ان معلموں کے جو مرتبہ حال پر پہنچ گئے ہوں ہرگز سمجھ نہیں آ سکتا [illegible]

[illegible]

نہیں آ سکتے۔ جن میں ظلی طور پر نور نبوت تھا تو گویا خدا تعالے نے عمداً قرآن کو ضائع کیا کہ اس کی حقیقی اور واقعی طور پر سمجھنے والے بہت جلد دنیا سے اٹھا لئے۔ مگر یہ بات اس کے وعدہ کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یعنے ہم نے ہی قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر قرآن کے سمجھنے والے ہی باقی نہ رہے اور اس پر یقینی اور حالی طور پر ایمان لانے والے زاویہ عدم میں مخفی ہو گئے تو پھر قرآن کریم کی حفاظت کیا ہوئی۔ کیا حفاظت سے یہ مراد ہے۔ کہ قرآن بہت سے خوشخط نسخوں میں تحریر ہو کر قیامت تک صندوقوں میں بند رہیگا جیسے بعض مدفون خزانے۔ گو کسی کے کام نہیں آتے مگر زمین کے نیچے محفوظ پڑے رہتے ہیں۔ کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت سے خدا تعالے کا یہی منشا ہے۔ اگر یہی منشاء ہے تو ایسی حفاظت کوئی کمال کی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو ہنسی کی بات ہے۔ اور ایسی حفاظت کا موقعہ پر لانا دشمنوں سے ٹھٹھا کرانا ہے کیونکہ جب کہ علت غائی مفقود ہو تو ظاہری حفاظت سے کیا فائدہ ممکن ہے کہ کسی گڑھے میں کوئی نسخہ انجیل یا توریت کا بھی ایسا ہی محفوظ پڑا ہو اور دنیا میں تو ہزارہا اس قسم کی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ کہ جو یقینی طور پر بغیر کسی کمی بیشی کے کسی مؤلف کی تالیف سمجھی گئی ہیں تو اس میں کمال کیا ہوا اور امت کو خصوصیت کے ساتھ فائدہ کیا پہونچا گو اس سے انکار نہیں کہ قرآن کی حفاظت ظاہری بھی دنیا کی تمام کتابوں سے بڑھ کر ہے اور خارق عادت بھی۔ لیکن خدا تعالے جس کی روحانی امور پر نظر ہے ہرگز اس کی ذات کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اتنی حفاظت سے مراد صرف الفاظ اور حروف کا محفوظ رکھنا ہی مراد لیا ہو حالانکہ ذکر کا لفظ بھی صریح گواہی دے رہا ہے کہ قرآن بحیثیت ذکر [illegible]

[illegible]

کے لوگوں کے عقائد میں تو یہ بات داخل ہی تھی مگر افسوس ہے کہ بہت سے نادان مسلمان بھی جو حقیقت اسلام سے ناواقف ہیں یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ایسے عقیدے کے ساتھ وہ اسلام کی سخت دشمنی کرتے ہیں یہ عقیدہ فاسدہ سورہ کوثر کے مفہوم کے بالکل برخلاف ہے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرزند ابراہیم جو حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا فوت ہوا تو عرب کے کفار نے خوشی منائی اور کہا کہ یہ شخص ابتر ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ سورہ شریفہ نازل فرمائی کہ اس نبی کو کوثر عطا کیا گیا ہے اور یہ کوثر کا لفظ حاوی ہے۔ ان تمام باتوں پر جو دین و دنیا کے امور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے تھے۔ اور انہی میں اولاد روحانی ہے۔ جو کہ آپ سے فیضیاب ہو کر ہر زمانہ میں اس اعلیٰ کمال تک پہنچتی رہی ہے اور آیندہ پہنچتی رہیگی کہ اللہ تعالےٰ کے مکالمات سے بہرہ ور ہو یہی بات ہے جو دین اسلام کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہے وہ دین ہی کیا ہے۔ جو پہلے ہی یہ کہہ کر انسان کی کمر توڑ دے کہ اس کے ذریعہ سے کوئی شخص خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے اس امت کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ کو جو کوثر عطا فرمایا ہے۔ اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ کی وفات کے بعد اس امت میں فساد اور فتنوں کے وقت میں ایسے مصلح آتے رہتے ہیں۔ جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہوتا ہے کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر ایک بدعت جو دین سے مل گئی ہو۔ اسکو دور کریں اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر ایک پہلو سے لوگوں کو دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں۔

اس زمانے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]

جو آپکو عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسیح موعود کو پیدا کر دیا۔ جو متواتر نشانات اور کرامات اور خوارق دکھا کر تمام دنیا پر اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچائی کے واسطے ایسی حجت قائم کر رہا ہے جس کی نظیر پہلوں میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے ہاتھ پر جو معجزات دکھلائے جا رہے ہیں وہ کسی خاص ملک تک محدود نہیں رہے بلکہ تمام دنیا پر وہ احاطہ کر رہے ہیں۔ کیا یورپ اور کیا امریکہ اور کیا ایشیاء اور کیا افریقہ کوئی اس کے دعوے اور اس کے دعوے کے دلائل کے سننے سے اور اس کے نشانات کے دیکھنے سے خالی نہیں رہا یہ سب اس واسطے ہے کہ حضرت سردار انبیاء خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم کیا جائے اور آپکے مخالفین ہلاکت کا منہ دیکھیں اس کوثر کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور ہر زمانہ میں ضرورت کے وقت ایسے آدمی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو دنیا کے سامنے اسلام کی صداقت کے ثبوت میں معجزات دکھلاتے رہیں گے۔

صحبت صادقین کی ضرورت

بعض لوگ بسبب نادانی کے یہ کہا کرتے ہیں کہ جب کہ قرآن اور احادیث ہمارے پاس موجود ہیں تو وہ کافی ہیں اور ان کے ہوتے کسی مصلح کی ضرورت نہیں سو ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ ایسا کہنا خود مخالفت تعلیم قرآن ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔

"وکونوا مع الصادقین"

اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علی وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلےٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلےٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے پس ان معنوں کے رو سے صادق حقیقی انبیاء [illegible]

آیت موصوفہ بالا بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ کیونکہ دوام حکم کونوا مع الصادقین دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے علاوہ اس کے مشاہدہ صاف بتلا رہا ہے۔ کہ جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لا پرواہ ہو کر عمر گذارتے ہیں۔ اُن کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے ان کو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اس بات پر ہو کہ خدا ہے انکو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اور جس طرح وہ اپنی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو ان کے صندوقوں میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہوں ہرگز انکو ایسا یقین خدا تعالیٰ پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ ایک زہر ہلاک ہے۔ لیکن گناہوں کی زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ ہر روز پڑھتے ہیں۔ انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیھا ولا یحیےٰ۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کو نہیں پہچانتا وہ قرآن کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے مگر قرآن کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جس پر قرآن نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھہرایا گیا اگر قرآن اکیلا ہی کافی ہوتا تو خدا تعالےٰ قادر تھا کہ قدرتی طور پر درختوں کے پتوں پر قرآن لکھا جاتا یا لکھا لکھایا آسمان سے نازل ہوتا مگر خدا تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن کو دنیا میں نہیں بھیجا۔ جب تک معلم القرآن دنیا میں نہیں بھیجا گیا قرآن کریم کو کھول کر دیکھو کتنے مقام میں اس مضمون کی آیتیں ہیں کہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن اور قرآنی حکمت لوگوں کو سکھلاتا ہے۔ اور پھر ایک جگہ اور فرماتا ہے۔ لا یمسّہٗ الا المطھرون۔ یعنے قرآن کے حقایق و دقایق اُن ہی پر کھلتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ -

بقیہ سورۂ کافرون

ترجمہ بامحاورہ تفسیری اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ اس کو شروع کیا جاتا ہے جس کی رحمت بلامبادلہ سب کے واسطے عام ہے اور جو نیک عمل کرنے والوں کے واسطے انعام اور بدی کرنے والوں کو سزا دیتا ہے - کہدے لے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہ سنو اے میرے منکرو - میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو اور جس معبود (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم نہیں کرتے اور مجھ سے تم یہ امید رکھو کہ کبھی تمہارے معبودوں کی عبادت کروں اور تمہاری حالت ایسی ہے کہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے نظر نہیں آتے اس قدر اختلاف کے بعد اب فیصلہ آسان ہے کہ تم اپنے دین پر ہو اور میں اپنے دین پر ہوں - نتیجہ خود ظاہر ہو جائے گا -

یہ سورہ شریف مکہ میں نازل ہوئی تھی - اس میں چھ ۶ آیتیں اور چھتیس ۳۶ الفاظ اور ننانوے ۹۹ حروف ہیں -

سب سے اول میں اس جگہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کی تحریر فرمودہ عربی تفسیر زیر تالیف بمعہ ترجمہ اُردو اس جگہ لکھتا ہوں جو کہ میں نے صاحب موصوف کے عربی قلمی مسودہ سے نقل کی ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - سورۃ الکٰفرون - مکیّۃ - اخرج الطبرانی وابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ - ان قریشاً دعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ان یعطوہ مالاً فیکون اغنی رجل بمکۃ و یزوجوہ ما اراد من النساء فقالوا ھذا لک یا محمّد و کف عن شتم الھتنا ولا تذکر الھتنا بسوءٍ فان لم تفعل فانا نعرض علیک خصلۃً واحدۃ ولک فیھا صلاح - قال ما ھی قالوا تعبد الھتنا سنۃ ونعبد الھک سنۃ - قال حتی انظر ما یاتینی من ربّی فجاء الوحی من عند اللہ - قل یاایّھا الکٰفرون لا اعبد ما تعبدون -

وانزل اللہ قل افغیر اللہ تامرونّی اعبد ایّھا الجاھلون

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین

واخرج مسلم والبیھقی فی سننہ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرأ فی رکعتی الفجر - قل یاایھا الکٰفرون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - سورہ کٰفرون - مکّی ہے - طبرانی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عباس رضے اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہم آپ کو اتنا مال دیتے ہیں کہ آپ مکہ میں سب سے بڑے دولتمند ہو جائیں اور جس عورت کو آپ پسند کریں اسکے ساتھ آپکا نکاح کر دیتے ہیں یہ سب کچھ آپ لیں اور ہمارے معبودوں کی برائی بیان کرنے سے رک جائیں اور انکو بدی کے ساتھ یاد نہ کریں اور اگر آپ کو یہ بات منظور نہیں تو ہم ایک اور بات پیش کرتے ہیں اور اسمیں آپ کی بہتری ہے آنحضور نے فرمایا بتاؤ وہ کیا ہے تو کہنے لگے ایسا کرو کہ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی پوجا کرو اور پھر ایک سال ہم آپکے معبود کی پرستش کرینگے - حضرت نے فرمایا ٹھہر جاؤ اس کا جواب میں خدا سے پاکر میں تم کو بتلاؤنگا پس یہ وحی الٰہی نازل ہوئی کہ اے میرے منکرو الخ اور یہ آیت نازل ہوئی - قل افغیر اللہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انکو کہدو کہ اے جاہلو کیا تم مجھے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوائے کسی اور کی عبادت کروں

اور تجھ پر اور تجھ سے پہلوں پر یہ وحی نازل ہو چکی ہے کہ اگر تو خدا کے ساتھ شرک کریگا تو تیری تمام محنت بیکار ہو جائے گی اور تو نقصان پانیوالوں میں سے ہوگا بلکہ ایک اللہ ہی معبود ہے اسی کی عبادت کر اور قدر دانوں میں سے بن -

مسلم اور بیہقی نے اپنی کتاب میں حضرت ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) میں قل یاایہا الکٰفرون اور سورہ اخلاص پڑھی

منقول از اخبار بدر ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۸ء

درس قرآن شریف

اس سلسلہ میں پانچ سورتوں کی تفسیر اخبار بدر میں چھپ چکی ہے ۔ النَّاس ۔ الفَلَق ۔ الاخلاص ۔ تبّت ۔ والنّصر ۔ النصر کی تفسیر لکھنے کے بعد چند ہفتوں کے اخبار میں تفسیر نہیں چھپ سکی جس کا سبب کچھ تو اخبار کی مالی اور انتظامی حالت کے بعض مشکلات میں مصروفیت ہؤا اور پھر ایک امر یہ در پیش آیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی مجلس سے بعض تحریکات نے مجھے خائف کیا کہ تفسیر قرآن ایک اہم ذمہ داری کا کام ہے اور میں اپنے میں اس کام کے واسطے نہ علمی لیاقت رکھتا ہوں اور نہ عملی طاقت ۔ مذکورہ بالا سورتوں کی جس قدر میں نے تفسیر لکھی ہے اس کے واسطے معلومات کا ذخیرہ میں نے اس طرح سے بہم پہنچایا ۔ اوّل کتب احادیث کے اس حصہ کو دیکھنا جس میں آیات قرآنی کی تفسیر ہو ۔ دوم ۔ پرانی عربی تفاسیر کو پڑھنا ۔ مثلاً تفسیر کبیر ۔ فخر رازی ۔ تفسیر روح المعانی ۔ تفسیر کشاف ۔ سوم بعض اردو تفاسیر کا مطالعہ کرنا جیسا کہ تفسیر لطائف البیان اور اعظم التفاسیر ۔ چہارم ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن سے لکھی ہوئی اور سُنی ہوئی یادداشتوں سے فائدہ حاصل کرنا پنجم ۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر ان آیات کے متعلق کبھی کچھ لکھا یا فرمایا ہوا ہے اور معلوم ہو تو اس کو شامل کرنا ۔ اس کے علاوہ خود بہت دعا اور توجہ کے بعد میں یہ تفسیر لکھتا رہا ہوں اور لکھنے کے بعد سورۃ الناس حضرت مولوی نورالدین صاحب کو دکھا بھی لی گئی تھی مگر باقی سورتوں میں یہ التزام نہیں ہو سکا باوجود اس قدر احتیاط کے میں پھر بھی بہت ڈرا اور دُعا کی ۔ بعد میں نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے اس معاملہ میں مشورہ لیا ۔ آپ نے فرمایا کہ تفسیر لکھنی چاہیئے اور چھپنے سے پہلے مضمون مجھے دکھلا لیا کرو ۔ اس کے بعد زیادہ تشفی کے واسطے میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اپنی علمی اور عملی کمزوریوں کا ذکر کیا اور تفسیر کے متعلق خریداروں کے عشق کا بھی اظہار کیا اور اس معاملہ میں حضور علیہ السلام کا حکم دریافت کیا ۔ حضور نے اس عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا

السلام علیکم ۔ بہت بہتر ہے اس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے مگر ضروری ہے کہ مولویصاحب کو دکھلا لیا کریں تاکہ غلطی نہ ہو جاوے ۔ والسّلام ۔ مرزا غلام احمدؐ

اس طرح حضرت اقدس کی اجازت کے بعد میں نے پھر یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہوں کو معاف فرمائے میری کمزوریوں کو دور کرے اور مجھے اپنے فضل و کرم سے اپنی پاک کلام کا فہم اور اس پر عمل عطا فرمائے اور اس تفسیر کو قبولیت عطاء فرمائے اور اسکو لکھنے والے اور پڑھنے والوں کے واسطے اپنی رضامندیوں کے حصول کا ذریعہ بنائے اور ان کے علم اور معرفت اور عمل صالح میں ترقی عطاء فرمائے ۔ آمین ثم آمین

سورہ کافرون

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳

کہ اے کافرو ۔ نہیں میں عبادت کرتا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو ۔ اور نہ تم عبادت کرتے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں

وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝۶

اور نہ میں عبادت کرنیوالا ہوں اسکی جس کی تم عبادت کرتے ہو ۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اسکی جسکی میں عبادت کرتا ہوں ۔ تمہارے لئے دین تمہارا اور میرے لئے میرا

[illegible] الٰہ کے ... کا ذکر

اُخرویٰ۔ والناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ و ستنفقون اموالکم ثم تغلبون۔ الدینان لایتشارکان اصولاً و فروعاً و نتیجۃً
فالسورۃ براءۃ تامۃ

اور لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اور تم میری مخالفت میں اپنے مال بھی خرچ کرو گے اور پھر بھی مغلوب رہو گے۔ پس یہ دونوں دین بلحاظ اصول اور فروع اور نتیجہ کے یکساں نہیں رہیں گے۔

پس اس سورہ شریف میں کفر سے پوری بے زاری ظاہر کیگئی ہے۔

تشریح و معانیٔ الفاظ

قُل۔ کہدے۔ بول۔ یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے اور آپ کی طفیل تمام مسلمانوں کو ہے کہ ایسے کفار کو جو کفر پر ایسے پکے ہیں کہ نہ پہلے کبھی اُنھوں نے خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور نہ آیندہ اُن سے ایسی اُمید ہو سکتی ہے۔ ان کو کہہ دو کہ تم جو اپنے کفر پر ایسے پکے ہو اور مسلمانوں کو بُرا سمجھتے ہو۔ اسی سے حق اور باطل میں تمیز ہو جائے گی کہ تم اپنے دین پر پکے رہو اور ہم اپنے دین پر پکے ہیں۔ نتیجہ خود ظاہر کر دے گا کہ کون سچا اور منجانب اللہ ہے اور کون جھوٹا اور شیطانی راہ پر ہے۔

چوں کہ اس سورہ شریف میں کفار کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان کے مذہب کے بطلان کے واسطے ایک زبردست دلیل پیش کی گئی ہے اسواسطے یہ کلام بطور ایک چیلنج کے خدا تعالےٰ نے اپنے رسُول کو القاء کیا۔ اور اسی واسطے اس کے شروع میں لفظ قُل آیا ہے۔ تفاسیر میں قُل پر بہت بحث کی گئی ہے۔ خلاصہ اس تمام تحریر کا یہ ہے۔ کہ یہ سُورۃ صریح الفاظ میں کفار کے ساتھ بے زاری کا اظہار کرتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ سمجھ جاویں بہت نرمی کا سلوک کرتے تھے اور ان کی سخت سے سخت ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے اور کسی کے ساتھ ذرا سی سخت کلامی بھی پسند نہ کرتے تھے اس واسطے یہ کلام خدا کی طرف سے نازل ہوا جس کا پہنچانا آپ پر فرض ہوا اور اس طرح آپنے صاف الفاظ میں صراحت کے ساتھ ان پر ظاہر کر دیا کہ ایسے کفار کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہ ہوا نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

یاایھا الکافرون۔ سُنو۔ اے منکرو۔ اس میں تین حروف ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ یا (حرفِ ندا) ایّ (تخصیص کے لئے ہے) اور ھا (تنبیہ کا حرف ہے خبردار کرنے کے لئے) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہایت تاکید کے ساتھ اچھی طرح منکروں کے کان کھول کھول کر ان کو یہ پیشگوئی سنائی گئی تھی۔ کہ تم کو تمہارے اس طریقہ کا بدلہ ملنے والا ہے اور تم دیکھ لو گے کہ خداوند تعالیٰ توحید کے پرستاروں کو تمہارے مقابلہ میں کس طرح کامیابی عطاء کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یا۔ نداء النفس ہے اور ایّ نداء القلب ہے اور ھا نداء الروح ہے۔ گویا نفس رُوح اور قلب ہر سہ کو [illegible] گیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یا حرف ندا [illegible] کے واسطے [illegible]

غائب۔ سب کو نہایت تاکید کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔ انبیاء کی دعوت ہمیشہ اسی طرح نہایت تاکید کے ساتھ بارہ بار لوگوں کو بُلا کر اور مخاطب کر کے پہنچائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کی نظیر خود اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے ہمارے واسطے پیدا کر دی ہے۔ خدا کا مسیح کس قوت اور زور کے ساتھ دنیا کی تمام قوموں کے درمیان توحید کا وعظ کر رہا ہے نہ ایک دفعہ کہہ کر وہ خاموش ہو جاتا ہے بلکہ بار بار ہر ایک ذریعہ سے خدا کا پیغام دنیا کو پہنچاتا ہے نہ صرف ایک زبان میں۔ بلکہ اُردو۔ عربی۔ فارسی اور انگریزی۔ پشتو وغیرہ زبانوں میں اس کی تبلیغ کا آوازہ دنیا کے چار کونوں تک پہنچ رہا ہے۔ رسالوں میں اخباروں میں اشتہاروں میں۔ زبانی تقریروں میں۔ قلمی تحریروں میں۔ غرض کوئی ذریعہ تبلیغ کا اٹھا نہیں رکھا گیا۔ اور آج دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں جہاں کے لوگ اس مسیح کے نام سے اور اس کے دعوے سے ناواقف ہوں۔ خدا کے برگزیدوں کی ہمیشہ سے یہی سنّت ہے کہ وہ کھول کھول کر اور پکار پکار کر خدا کا حکم دنیا جہان کو پہنچا دیتے ہیں اور اس کے حکم کے پہنچانے میں نہ وہ کسی دشمن کی دشمنی کی پرواہ کرتے اور نہ کسی مخالف کی مخالفت سے کبھی ڈرتے ہیں۔ نادان ان کے مقابلہ میں اُٹھتے اور جوش دکھاتے ہیں۔ پھر تھک کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر نا امید ہو کر ناکام مر جاتے ہیں۔ پر وہ خدا کے بندے ہر روز اپنا قدم آگے بڑھاتے ہیں اور خدا کی تائید سے کامیاب ہو کر رہتے ہیں۔

منقول از اخبار بدر۔ ۳۱ جنوری ۱۹۰۸ء

سُورۃ کٰفرون
(گزشتہ سے پیوستہ)

شانِ نزول یہ سورہ شریف بقول ابن مسعود و حسن و عکرمہ مکّی ہے اس زمانہ میں نازل ہوئی تھی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز مکہ معظمہ میں قیام رکھتے تھے اس سورۃ کی پیشین گوئی سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سورہ ایسے وقت میں نازل ہوئی تھی جب کہ کفار اپنے زور پر [illegible] اور [illegible]

منقول از اخبار بدر - ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء

(منقول از قلمی نسخہ تفسیر القرآن مؤلفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب)

اسمیں سے جو عبارت مثلاً نحوی مسائل کے متعلق عام فہم نہ تھی وہ چھوڑ دیگئی ہے

اختار سبحانہ تعالیٰ ھنا۔ الکٰفرون۔ بدال قولہ الّذین کفروا وعامۃ سنۃ اللہ فی القراٰن الکریم والکتاب الحکیم۔ الّذین کفروا فما قال یاایھا الّذین کفروا۔ لان کلمۃ کفروا تدل بصیغتھا الماضی علی الانقطاع والمضی فاومی ایماءً بل صرح تصریحاً بان المخاطبین من الکفرا وصف لازم لھم اعاذنا اللہ تعالیٰ

عام سنّت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سبحانہ اپنی کتاب حکیم قرآن کریم میں جہاں کہیں کفار کا ذکر کرتا ہے تو الّذین کفروا کرکے فرماتا ہے لیکن اس کی بجائے اس سورہ شریف میں الّذین کفروا نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ یاایھا الکٰفرون۔ اے کافرو! اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ کفروا صیغہ ماضی میں ہے۔ اور انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے یاایھا الکٰفرون۔ اے کافرو! فرما کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ بلکہ صاف تصریح کردی ہے کہ یہ مخاطب ایسے کافر ہیں کہ صفت کفر ان کے لازم حال ہو گئی ہے۔ ایسی حالت سے خدا تعالےٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

لا اعبد ۔ نفی بحرف لا۔ للحال والاستقبال۔

لا اعبد ۔ میں تمہارے بُتوں کی نہ اب پُوجا کرتا ہوں اور نہ آیندہ کرونگا اسجگہ بُتوں کی عبادت کی نفی حرف لَا کے ساتھ کیگئی ہے کیونکہ حرف لَا کی نفی حال اور استقبال ہر دو پر مشتمل ہے نہ اَب اور نہ آیندہ۔

ماتعبدون۔ ما اسمٌ مبھمٌ۔ جاء لابھام معبوداتھم علی اختلافھم لان المشرک لہ کل یوم معبود۔ بسبب اھوائہم وشھواتہم کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً۔

ماتعبدون ۔ جو کچھ تم عبادت کرتے ہو۔ ما۔ اسم مبہم ہے اور مشرکوں کے معبودوں کے ابہام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ مشرک اپنی خواہش بے جا کے سبب خود اپنے اندر ایک شک و شبہ میں پڑا ہوا ہے اور ہر روز نیا بُت اپنے لئے تراشتا ہے اور اس کا عقیدہ مکڑی کے جالے کی طرح بودہ اور کمزور ہے۔

تکریر الفعل بلفظ الحال والاستقبال عند الاخبار عن ذاتہ الطیّبۃ المبارکۃ ایماء الی عصمتہ صلی اللہ علیہ وسلم من الزیغ والانحراف والاستبدال فمعبودہ صلی اللہ علیہ وسلم احد فی الماضی وکذا الحال والاستقبال بخلاف المشرکین۔

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات طیّب اور مبارک کے متعلق غیر اللہ کی عبادت سے بیزاری اسجگہ حال اور استقبال میں دو بار کرکے بیان کی گئی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس بات سے معصوم ہیں کہ ان کی حالت میں کجی اور انحراف اور بدی کی طرف تبدیلی واقع ہو۔ پس آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معبود زمانہ گذشتہ میں بھی ایک خدا ہی تھا اور اب بھی وہی ہے اور آیندہ بھی وہی ایک ہوگا۔ برخلاف مشرکین کے یہ حالت ہے۔

لکم دینکم۔ ثمرۃ ماتعبدون ونتیجۃ لا انتم عابدون ما اعبد۔ الرجس القبیح الشرک فقدام قسمتھم۔ ای ھذا ماحصل لکم من عبادتکم وعدم توحیدکم۔ قال اللہ تعالےٰ فامّا الّذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجساً الی رجسھم وماتوا وھم کافرون۔

لکم دینکم ۔ تمہارے لئے پھل اور نتیجہ ہے اس کا جو کچھ کہ تم عبادت کرتے ہو۔ شرک ایک قبیح رجس ہے پس پہلے کفار کے حصے کا ذکر کیا گیا کہ کفار کو غیر اللہ کی پرستش کا حصہ مل رہے گا۔ توحید سے انحراف اور بُتوں کی پرستش کا انجام تم پر ظاہر ہوگا اور جگہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کے رجس پر اور رجس بڑھتا ہے اور وہ حالت کفر میں ہی مرجاتے ہیں۔

ولی دین۔ طابق اوّل السورۃ اٰخرھا فقال صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا اعبد ماتعبدون فحصل دین التوحید والاخلاص وطریق الصواب صراط الّذین انعم اللہ علیھم وایضاً لکم حسابکم [illegible]

اور میرے لئے میرا دین۔ اس سورہ شریف کا اوّل اس کے آخر سے مطابق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں واحد خدا کی پرستش کرتا ہوں اور تمہارے معبودوں کی پرستش نہ کی ہے نہ کرتا ہوں اور نہ کروں گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ توحید اور اخلاص کا دین مجھے حاصل ہوا اور صواب کا طریقہ مجھے ہی ملا اور اُن لوگوں کا راستہ جن پر خدا تعالےٰ کا انعام ہوا مجھے ہی عطا ہوا۔ اور ایسا ہی تمہیں تمہارا حساب بھگتنا پڑے گا اور مجھے اپنا۔ پس میری نصرت کیجائے گی اور میری عزت کی جائے گی اور میں تمہارے شہروں کو فتح کروں گا اور اس کے ساتھ دوسرے شہروں کو بھی [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بقیہ سورۃ کفرون

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ تم اپنے دین کے ساتھ زور آزمائی کرو اور ہم اپنے دین کی قوت کے ساتھ تمہارا مقابلہ کرتے ہیں پھر دیکھو کہ خدا کس کو کامیاب کرتا ہے اور یاد رکھو کہ یہ کامیابی بہرحال اسلام کے واسطے ہے پس یہ سورۃ کسی حالت میں منسوخ نہیں اور نہ کوئی اور حصہ قرآن شریف کا منسوخ ہوا یا ہو سکتا ہے۔

مقام نزول جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے کہ یہ سورہ شریف مکی ہے مگر ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مدنی ہے ایسا ہی بعض دوسری سورتوں کے متعلق بھی بظاہر اس قسم کا اختلاف روایات میں معلوم ہوتا ہے مگر ممکن ہے کہ بعض سورتیں اور آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ایک بار بلکہ کئی بار نازل ہوتی ہوں جیسا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے حالات میں دیکھتے ہیں کہ ایک پیشین گوئی وحی الٰہی میں ایک دفعہ نازل ہو کر مثلاً کتاب براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے لیکن جب اس کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا۔ تو نزول اول کے بیس پچیس سال بعد پھر وہی الفاظ الہام الٰہی میں وارد ہوئے۔

دین - جزا و سزا کے معنے میں بھی آتا ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ تم لوگوں نے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے اس کا بدلہ تم کو بہرحال مل کر رہے گا جو طریقہ ہم نے اختیار کر لیا ہے اس کا بدلہ خدا تعالےٰ ہم کو ضرور دیگا۔

الکافرون - اسجگہ اگرچہ اوّل مخاطب وہی کفار اور انکے ساتھی تھے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا تھا اور اسی وجہ سے اس سورہ شریف کے نزول کے اصل محرک وہی تھے لیکن ان کے بعد تمام دنیا کے کفار جو مسلمانوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کریں۔ اس سورۃ میں مخاطب ہیں قاعدہ ہے کہ زمانہ نزول انبیاء میں بعض منکریں ایسے سخت دل ہو جاتے ہیں کہ کوئی نصیحت ان کے واسطے کارگر نہیں ہو سکتی اور ہر ایک نشان الٰہی جو دوسروں کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہوتا ہے ان کے لئے بجز ازدیاد کفر اور کچھ نہیں ہو سکتا ایسے کفار کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ سوآءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔ وہ حالت کفر میں ایسے غرق ہیں کہ آنے والے عذابوں سے تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے سب برابر ہے۔ وہ کبھی ایمان نہیں لاوینگے اور فرمایا ہے۔ ولیزیدن کثیراً منھم ما انزل الیک من ربک طغیاناً و کفراً۔ تیرے رب کی طرف سے جو تجھ پر نازل ہوا یہ انمیں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کو اور بھی بڑہا دے گا ایسے کافروں کو کہا گیا ہے کہ ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے اور ایسے ہی مکذبوں کے متعلق فرمایا۔ فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریٓؤن مما اعمل وانا بریٓءٌ مما تعملون۔ ان کو کہدو کہ میرے عمل میرے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہیں۔ تم میری کارکردگی کا ثواب نہیں پاسکتے اور میں تمہاری کارروائیوں سے بری ہوں۔

حفاظت قرآن اس سورہ شریف کے الفاظ کو اپنے قرآن شریف پر بغور دیکھتے ہوئے اس کی طرز تحریر میں ایک خاص بات مجھے نظر آئی اور وہ یہ ہے کہ اس میں عٰبد و ن کا لفظ دو جگہ اس طرح آیا ہے کہ ع کے اوپر کھڑا الف لکھا گیا ہے مگر تیسری جگہ عابد کا لفظ ع کے بعد الف کے ساتھ آیا ہے حالانکہ دونوں الفاظ تمام تحریر میں ایک ہی طرح آسکتے ہیں لیکن مینے بہت سے مختلف چھاپوں کے قرآن شریف کھولکر دیکھے اور سب میں مذکورہ بالا طرز تحریر پایا اور تعجب کے ساتھ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ ابتداء میں جس طرح ایک دفعہ لکھا گیا ہے وہی طرز تحریر ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ قرآن شریف کی حفاظت کے واسطے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ جب سے حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف لکھا گیا اور جیسا کہ لکھا گیا اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا اور نہ ہونے کی کوئی گنجائش تھی برخلاف اسکے ہم انجیل اور توریت کو دیکھتے ہیں کہ اول تو انکی اصلیت کا کوئی پتہ ہی نہیں ملتا کہ اصل نسخے کیسے تھے اور کہاں غائب ہوئے اور جو کچھ نقلی یا فرضی کتابیں موجود ہیں اسکے متعلق بھی آجتک کمیٹیاں ہو رہی ہیں جو ان امور کی تحقیقات کرتی ہیں کہ ان کتابوں میں سے کونسی عبارتیں ہنوز نکالدینے کے قابل ہیں جسقدر کتابیں اسوقت دنیا میں الہامی مانی گئی ہیں انمیں سے ایک بھی اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے سوا اور کسی کتاب کی حفاظت کا ذمہ باریتعالےٰ نے نہیں لیا اور اسواسطے دوسری کتابیں عوام کے دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔

خواص سُورۃ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات دو سورتیں ساتھ لیکر کی اس سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائیگا وہ دو سورتیں کافرون اور قل ہو اللہ احد ہیں اس حدیث شریف کا مطلب ظاہر ہے کہ سورہ کافرون میں کفار اور انکے کفر سے پوری بیزاری اور بے تعلقی ظاہر کیگئی ہے اور سورۃ اخلاص میں خدا تعالیٰ کی توحید کا پورے طور سے اقرار کیا گیا ہے بدی کا ترک اور نیکی کا حصول شیطان سے دُوری اور خدا کا قرب۔ یہی دو باتیں ہیں جو کسی مذہب کا آخری نتیجہ ہو سکتی ہیں جب یہ دونوں باتیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کسی کو حاصل ہو جاویں تو وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا اور اسکے واسطے کوئی حساب باقی نہیں رہا

ایک روایت میں ابن عمر سے منقول ہے کہ یہ سورۃ ربع قرآن کے برابر ہے۔ کیا معنے یہ قرآن شریف کا چوتھا حصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام پاک کے مضامین کا چہارم حصہ کفار اور انکے کفر سے بیزاری اور خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کے بیان [illegible]

لوگ اپنی قوت و زور کے ساتھ نیست و نابود کر دینگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت کی اصل کیفیت نہ سمجھ کر ان میں سے چند آدمی جیسا کہ ابوجہل عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ۔ اسود بن عبد یغوث وغیرہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت کرنا اور ان کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور اس کے عوض میں ہم آپ کو اسقدر مال دینگے کہ مکہ میں آپ سے زیادہ بڑا کوئی مالدار نہ ہووے یا اگر آپ چاہیں تو ہمارے قبائل میں سے سب سے زیادہ خوبصورت عورت جو آپ کو پسند ہو آپ لے لیں۔ اور اگر آپ کو ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات پسند نہ ہو تو پھر تیسری بات یہ ہے کہ آپ ہمارے ساتھ اس طرح سے صلح کر لیں کہ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی پرستش کریں تو پھر دوسرے سال ہم آپ کے اللہ کی عبادت کرینگے۔ اسطرح برابر تقسیم ہوتی رہے گی اور کسی کو شکایت کا موقعہ نہ رہے گا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ لوگ کیسے جاہل ہیں کہ نہیں سمجھتے کہ میں کس خوبیوں سے بھرے ہوئے اسلام کی طرف انکو بلاتا ہوں۔ اور کس قادر توانا حیّ و قیوم معبود حقیقی کے قرب کے حصول کا ذریعہ ان کے آگے پیش کرتا ہوں اور کس دائمی خوشی اور ابدی راحت کا تحفہ ان کے واسطے تیار کرتا ہوں جس کے عوض یہ مجھے ناپائدار مال اور ایک عورت کے چندروزہ حسن کا لالچ دیتے ہیں اور پتھروں کے آگے سر جھکانے کو کہتے ہیں۔ جو انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے گھڑے اور بنائے ہیں۔ چوں کہ آپ کو ان لوگوں کی خیر خواہی کے واسطے بڑا درد تھا جس کو خدائے علیم نے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ کہ فلعلّک باخعٌ نفسک۔ کیا تو اس غم میں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا آپ نے کفار کے ایسے جاہلانہ سوال پر دردمند ہو کر یہی بہتر سمجھا کہ اس کے جواب کے واسطے اپنے معبود حقیقی کی طرف توجہ کریں اور یہی طریقہ ہمیشہ سے انبیاء کا چلا آیا ہے۔ چنانچہ آپ کی توجہ کے بعد خدا تعالیٰ [illegible]

صلح کے شرائط عموماً کفار انبیاء کے سامنے بسبب اپنی جہالت کے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخالفوں نے یہ بات کہی کہ ان کے اتقاء اور علم اور عمل میں ہم کو کوئی شک نہیں بے شک یہ ولی اللہ ہیں اور ہم ان کو ماننے کے واسطے طیار ہیں۔ صرف مسیح ہونے کا دعوے نہ کریں اور بس۔

تعجب ہے کہ ان لوگوں کی عقل پر کیسے پتھر پڑ گئے کیا وہ شخص جو متقی اور عالم اور ولی اللہ مانا جاسکتا ہے اس کی نسبت یہ کلمہ بھی کسی عقل کی رو سے کہنا جائز ہو سکتا ہے کہ اس نے دعوے نبوت اور مسیحیت کا از خود کر دیا ہے اور خدا پر افتراء باندھا ہے کیا مفتری علے اللہ متقی اور ولی اللہ ہو سکتا ہے ہاں کفار کے ساتھ ایک اور صورت صلح کی ہو سکتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کفار کے ساتھ کی تھی۔ جس کی شرط یہ تھی کہ کفار مسلمانوں پر حملہ نہ کریں اور نہ ان لوگوں کی امداد کریں جو مسلمانوں پر ناجائز حملہ کرتے رہتے ہیں اور ایسے ہی مسلمان نہ ان کو کسی قسم کی تکلیف دینگے اور نہ ان کے تکلیف دہندوں کی کوئی حمایت کرے گا بلکہ ہر طرح سے ان کے بچاؤ کی کوشش کریں گے۔ اسی رنگ کی صلح حضرت مسیح موعود ع نے بھی مخالف عیسائیوں آریوں۔ ہندوؤں اور دیگر اقوام کے سامنے پیش کی تھی کہ چند سالوں تک جو معین کئے جاویں یہ قومیں مسلمانوں کے برخلاف کوئی کتاب نئی یا پرانی شائع نہ کریں اور ایسا ہی مسلمان اس عرصہ میں کوئی کتاب ان مذاہب کی تردید میں نہ لکھیں گے۔ ہاں ہر ایک مذہب کے عالم کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کرتے رہیں۔ کوئی کتاب لکھے جس میں یہ دکھائے کہ اس مذہب پر چلنے سے کیا کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں لیکن کسی دوسرے مذہب کا کچھ ذکر نہ کریں۔ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کے واسطے اور آئے دن کے جھگڑوں اور تنازعوں کے نپٹانے کے لئے یہ نہایت ہی احسن طریق تھا۔ مگر [illegible]

اس قسم کی صلح تو انبیاء کی سنت کے مطابق ہے لیکن یہ بات کہ مداہنت کے طور پر اور منافقت سے کچھ تم ہمارے عقائد کو مان لو اور کچھ ہم تمہارے عقائد کو مان لیں ایسا طریقہ خدا کے سچے رسول کبھی اختیار نہیں کر سکتے۔

نسخ

بعض لوگ اس سورہ شریف کے یہ معنے سمجھ کر اس کو منسوخ سمجھتے ہیں کہ کفار کو ان کے دین پر رہنے کی اس میں اجازت دی گئی ہے۔ کہ وہ بے شک اپنے دین پر رہیں۔ اور مسلمان ان کے ساتھ کوئی تعرض نہیں رکھیں گے۔ لیکن جب جہاد کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو پھر یہ سورۃ منسوخ ہو گئی یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف کی کوئی سورۃ اور سورۃ کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہے۔ سب کا سب ہمیشہ کے واسطے بنی نوع کے عمل کے لئے عمل کرنے اور فائدہ اٹھانے کے واسطے ہے۔ قیامت تک قرآن شریف کا ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں دینی اختلاف کی وجہ سے نہ کوئی لڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی اور نہ آپ کے بعد کبھی کسی کو اجازت ہے کہ دینی اختلاف کی وجہ سے کسی کو قتل کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کفار نے جب مسلمانوں کو سخت دکھ دیا اور طرح طرح کے ایذاء کے ساتھ پہلے مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا اور بڑی بڑی فوجیں لے کر ان پر چڑھائیاں کیں تو بہت سے صبر اور تحمل کے بعد جب وہ کسی طرح بھی باز نہ آئے تو خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ ایسے شریروں سے اپنا بچاؤ کریں اور ان کو شرارت کی سزا دیں۔ جہاد کے واسطے جو کچھ حکم تھا یہی تھا اور اس زمانہ میں بسبب اس کے کہ مذہب کی خاطر مسلمان کسی ملک میں دکھ نہیں دئے جاتے۔ خود ان کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ سورۃ کافرون میں تو خود جہاد کے کرنے یا نہ کرنے کا کوئی تذکرہ بھی نہیں۔ لیکن اگر بہرحال یہ سمجھا ہی جاوے کہ اس سورہ شریف میں جہاد کے متعلق کوئی حکم ہے تو وہ جہاد کے جواز کا ہو سکتا ہے نہ کہ اس کے نسخ کا۔ کیونکہ اس [illegible]

نے فیصلہ نہیں سُنایا ہوتا۔ لیکن بہ سبب یقین کے وہ ایسا ہی کہتا ہے۔ کہ مقدمہ فسخ ہوگیا۔ اس قسم کے الہامات اور پیشگوئیوں کی تازہ مثالیں خود اس زمانہ میں موجود ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بسا اوقات ایسے الہامات خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جو کہ اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں۔ مثلاً ۱۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ پر خدا تعالےٰ کی وحی بدیں الفاظ ہوئی کہ۔ زلزلہ آیا۔ زلزلہ آیا۔ اور یہ خبر اس زلزلہ کے متعلق تھی۔ جو ۱۸۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو واقع ہوا لیکن چونکہ اس کا آنا مقدر ہو چکا تھا۔ اس واسطے ایک ماہ پہلے ہی کہا گیا۔ کہ زلزلہ آیا۔ زلزلہ آیا +

جاء۔ کے معنے ہیں آیا۔ آمد۔ اس لفظ میں قابل توجہ یہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ فتح اور نصرت تیرے پاس آئی جسے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی تائید کے واسطے عین ضرورت کے وقت میں بھیجا +

نصر اللہ۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مدد +

الفتح۔ وہ خاص فتح جس کے تم منتظر تھے۔ اور جس کے متعلق پہلے سے پیشگوئی کی جا چکی تھی اور تورات و انجیل میں جس کا ذکر کیا گیا تھا۔ یعنی فتح مکہ۔ وہی مکہ جس میں سے جان بچا کر بھاگنا پڑا تھا اور خفیہ طور پر رات کے وقت ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اسی کی فتح کے دن آتے ہیں اور مظفر و منصور ہو کر اس میں داخل ہونے کے ایام قریب ہیں +

ورأیت۔ اور تو نے دیکھ لیا۔ تو نے جان لیا۔ تو نے معلوم کر لیا +

الناس۔ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی رسول دُنیا کی طرف مبعوث ہوتا ہے۔ تو اس کا ساتھ دینے والے لوگ اور اس کی پیروی کرنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل اور سب سے اعلےٰ طبقہ کے لوگ وہ ہوتے ہیں۔ جو کسی معجزہ۔ نشان۔ کرامت یا خارق عادت کے دیکھنے کے محتاج نہیں ہوتے وہ اس نبی کی شکل دیکھتے ہی اور اس کا دعوےٰ سُنتے ہی آمنا و صدقنا کہہ اُٹھتے ہیں۔ ان کو نبی کے ساتھ ایک ازلی مناسبت حاصل ہوتی ہے اور وہ فوراً اُس پر ایمان لاتے ہیں جیسا کہ حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ سفر میں تجارت کے واسطے باہر گئے ہوئے تھے اور عرب کو واپس آتے ہوئے ہنوز شہر سے دور تھے راستہ میں ان کو ایک آدمی ملا۔ اُس سے پوچھا کہ شہر کی کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اُس نے کہا تازہ خبر یہ ہے کہ محمدؐ نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر محمدؐ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو بیشک سچا دعویٰ کیا ہے [illegible] اور صدیق اکبر کہلائے۔ رضی اللہ عنہ۔ [illegible]

آتے ہیں اور مخالفت کی طرف نہیں دوڑتے اور رفتہ رفتہ محبت اور اخلاص میں بہت بڑی ترقی کر جاتے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے درجہ کے لوگ وہ ہیں۔ کہ جب خدا تعالےٰ کے قہری عذاب نازل ہوتے ہیں۔ اور ہر طرف سے فتوحات اور نصرت کے نشانات نمودار ہوتے ہیں۔ تو ان کے واسطے سوائے اس کے چارہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ بھی مومنوں کے درمیان شامل ہو جائیں۔ اوّل اور دوم درجہ کے لوگوں کی خدا تعالےٰ نے بہت تعریف کی ہے۔ اور ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب دیا ہے۔ مگر تیسرے طبقہ کے لوگوں کا ذکر قرآن شریف میں صرف اتنا ہے کہ رأیت الناس تو نے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کیونکہ وہ عوام ہیں۔ خواص میں ان کا ذکر نہیں پھر بھی خوش قسمت ہیں۔ کہ قرآن شریف میں ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گیا۔ کہ وہ دین اللہ میں داخل ہونے والے لوگ ہیں +

اِس زمانہ میں خدا کے فرستادہ رسول حضرت مہدی معہود کے پیرو بھی انہیں تین قسم کے لوگوں میں مشتمل ہیں۔ بعض تو وہ اوّلین سابقین میں سے ہیں۔ جو حضرت کے دعویٰ مسیحائی سے بھی پہلے آپ کے ساتھ خلوص محبت رکھتے تھے اور دُنیا میں کوئی بات ایسی نہ ہوئی۔ جو ان کے خلوص اور محبت کو ایک قدم پیچھے ہٹانے والی ہو۔ حضرت کا دعویٰ انکے واسطے کوئی نئی بات نہ تھی ہر ابتلاء کے وقت انہوں نے قدم آگے بڑھایا۔ ان کی مثال حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا تعالےٰ نے ازل سے ایک فطرتی مناسبت اپنے رسول کے ساتھ عطا کی ہے کہ وہ اس سے علیحدہ رہ ہی نہیں سکتے دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو کچھ کتابیں پڑھ کر اور کچھ نشانات دیکھ کر اور کچھ دیکھ بھال کر اس مقدس سلسلہ میں داخل ہوئے اور دن رات اُنہوں نے اس میں ترقی کی اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کے شکرگذار رہے اور اپنے مال اس راہ میں خرچ کئے۔ تیسرے قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو طاعون نے یا زلزلے نے خوف دلا کر اس طرف کھینچا۔ پھر بہر حال وہ بھی خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ پاس شدوں کی فہرست میں ان کا نام درج ہو گیا۔ اور فیل شدوں کا نام تو کسی فہرست میں درج ہی نہیں جاتا۔ سوائے ان فیل شدوں کے جو اپنے پرچوں میں شرارت کے ساتھ ناجائز باتیں لکھ دیتے ہیں۔ تو خواہ مخواہ ممتحن کو انکی رپورٹ کرنی پڑتی ہے۔ کہ فلاں امیدوار نے اپنے پرچہ میں ایسی شرارت کی ہے۔ پس وہ فقط فیل ہی نہیں ہوتے بلکہ آیندہ کے واسطے مدارس سے خارج کئے جاتے ہیں اور سخت نامرادی کے گڑھے میں پھینکے جاتے ہیں جہاں سوائے رونے اور دانت پیسنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا +

یدخلون۔ داخل ہوتے ہیں +

فی دین اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے دین میں +

افواجاً۔ فوج در فوج۔ پہلے تو کوئی ایک آدھ مسلمان ہوتا [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

تفسیر سورۃ النصر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ

جب آئی مدد اللہ کی اور فتح اور تونے دیکھا لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں بیچ دین اللہ کے

اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝

فوج در فوج پس تسبیح کر ساتھ تعریف رب اپنے کے اور اس سے استغفار کر تحقیق وہ ہے پھر آنے والا۔

ترجمہ بامحاورہ تفسیری

جب اللہ تعالےٰ کی نصرت ظاہر ہوئی اور مکہ فتح ہوگیا اور تونے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ کی تسبیح کر اور اس کی تعریف کر۔ اور اُس سے مغفرت طلب کر وہ بہت ہی رجوع برحمت کرنے والا ہے +

یہ سورۃ شریف مدنی ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں بسم اللہ شریف کے بعد تین آئتیں ہیں اور اُنیس۱۹ کلمے اور اُناسی۷۹ حروف ہیں +

تشریح ومعانیٔ الفاظ

اِذَا کے معنے ہیں۔ جب کہ۔ جب یہ لفظ جب ماضی پر آوے تو معنے استقبال کے دیتا ہے۔ اس واسطے اِذَا جَآءَ کے معنے یہ بھی کئے گئے ہیں۔ "کہ جب آوے گی" کیونکہ یہ سورۃ بطور ایک پیشگوئی کے نازل ہوئی تھی کہ اس وقت تو اسلام تنگی اور تکالیف کی حالت میں ہے اور سب صحابہ مہاجرین کے دل میں یہ خیال ہے کہ وہ اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور اُن کی تعداد قلیل ہے اور ان کے دشمن شہر مکہ میں آرام سے ہیں۔ اور اُن پر ہنسی کرتے ہیں اور طعن کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے اسلام میں داخل ہو کر کیا فائدہ حاصل کر لیا۔ دیکھو ہم نے تم کو شہر مکہ سے بھی نکال دیا ہے لیکن عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ ان کی ساری شیخی کر کری ہو جاوے گی اور ان کے متکبر سب ہلاک ہو جائینگے اور مکہ کا بااطاعت گھر بتوں سے پاک کیا جاوے گا اور اُس کے میناروں پر لا الہ الا اللہ کا نعرہ [illegible] جاوے گا اور [illegible] اس وقت بسبب جواب [illegible] وقت آجائے گا کہ تمام [illegible]

دُور ہو کر وہ ایک سیلاب کی طرح اسلام کی طرف دوڑ پڑیں گے اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگ جائیں گے +

اگر اِذَا جَآءَ کے معنے استقبال کے نہ لئے جائیں اور اس کے یہ معنے کئے جاویں کہ "جب فتح و نصرت الٰہی آگئی" تب بھی یہ درست ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ وحی کے جو پیشگوئیاں نازل ہوئی ہیں اور اُن میں خدا اپنے بندے کی نصرت اور فتح کی خوشخبری دیتا ہے چونکہ وہ بات یقینی ہوتی ہے اور ضرور ہو جانے والی ہے۔ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا ہے اور آسمان پر مقدر ہو چکا ہے کہ یہ کام اس طرح سے ہوگا اس واسطے اس کو ایسے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے کہ گویا یہ کام ہو گیا ہے۔ کیونکہ کوئی کام زمین پر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ پہلے آسمان پر نہ ہو لے۔ اس کی مثال دنیوی محاورات میں بھی موجود ہے جب کسی کو یقین ہو جاوے۔ کہ اس مقدمہ میں تمام امور میری مرضی کے مطابق طے ہو جائیں گے اور میں ضرور فتح پالوں [illegible] نے مقدمہ فتح کر [illegible]

ری اس آیت میں ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین یعنے
ی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اس بات کی مدد چاہتے ہیں۔کہ
یت اور ربوبیت ہمیں مدد دے۔اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے۔تا
ہ کمزوری ظہور میں آوے۔اور ہم عبادت نہ کرسکیں +

ان تمام تفصیل سے ظاہر ہے۔کہ استغفار کی درخواست کے اصل
ہیں۔کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی۔کہ کوئی حق فوت ہوگیا ہے بلکہ اس
سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو اور انسانی فطرت اپنے تئیں
دیکھ کر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے۔جیسا کہ بچہ ماں سے دودھ
مانگتا ہے۔پس جیسا کہ خدا نے ابتداء سے انسان کو زبان آنکھ دل کان
عطا کئے ہیں۔ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے ہی عطا کی ہے
اور محسوس کرایا ہے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے
کا محتاج ہے۔اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔واستغفر
لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات۔یعنے خدا سے درخواست کر کہ
تیری فطرت کو بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے فطرت
کو قوت دے۔کہ وہ کمزوری ظاہر نہ ہونے پاوے اور ایسا ہی ان مردوں
اور عورتوں کے لئے جو تیرے پر ایمان لاتے ہیں بطور شفاعت کے دعا کرنا
کہ جو فطرتی کمزوری سے ان سے خطائیں ہوتی ہیں۔ان کی سزا سے وہ محفوظ
رہیں اور آیندہ زندگی ان کی گناہوں سے بھی محفوظ ہوجاوے۔یہ آیت معصومیت
اور شفاعت کے اعلےٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے۔اور یہ اس بات کی طرف اشارہ
کرتی ہے۔کہ انسان اعلےٰ درجہ کے مقام عصمت پر اور مرتبہ شفاعت پر تب
پہنچ سکتا ہے۔کہ جب اپنی کمزوری کے روکنے کے لئے اور نیز دوسروں کو
گناہ کے زہر سے نجات دینے کے لئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہے اور
تضرعات سے خدا تعالےٰ کی طاقت اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چاہتا
ہے کہ اس طاقت سے دوسروں کو بھی حصہ ملے۔جو بوسیلہ ایمان اس
سے پیوند پیدا کرتے ہیں۔معصوم انسان کو خدا سے طاقت طلب کرنے کی اس
لئے ضرورت ہے۔کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں تو کوئی کمال نہیں رکھتی
بلکہ ہر دم خدا سے کمال پاتی ہے۔اور اپنی ذات میں کوئی قوت نہیں رکھتی۔
بلکہ ہر دم خدا سے قوت پاتی ہے اور اپنی ذات میں کوئی کامل روشنی
نہیں رکھتی۔بلکہ خدا سے اس پر روشنی اُترتی ہے۔اس میں اصل راز یہ ہے
کہ کامل فطرت کو صرف ایک کشش دی جاتی ہے۔تاکہ وہ طاقت بالا کو اپنی طرف
کھینچ سکے۔مگر طاقت کا خزانہ محض خدا کی ذات ہے۔اسی خزانہ سے فرشتے
بھی اپنے لئے طاقت کھینچتے ہیں۔اور ایسا ہی انسان کامل بھی اسی سرچشمہ
طاقت سے عبودیت کی نالی کے ذریعہ سے عصمت اور فضل کی طاقت کھینچتا
ہے۔لہٰذا انسانوں میں سے وہی معصوم کامل ہے۔جو استغفار سے الٰہی
طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کشش کے لئے تضرع اور خشوع
کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔تا اس پر روشنی اُترتی رہے اور ایسے دل کو

اس گھر سے تشبیہہ دے سکتے ہیں۔جس کے شرق اور غرب اور ہر ایک طرف
سے تمام دروازے آفتاب کے سامنے ہیں۔پس ہر وقت آفتاب کی روشنی
اس میں پڑتی ہے۔لیکن جو شخص خدا سے طاقت نہیں مانگتا وہ اس کوٹھڑی
کی مانند ہے جس کے چاروں طرف سے دروازے بند ہیں اور جس میں ایک
ذرہ روشنی نہیں پڑسکتی۔پس استغفار کیا چیز ہے یہ اس آلہ کی مانند ہے۔
جس کی راہ سے طاقت اُترتی ہے۔تمام رازِ توحید اسی اصول سے وابستہ
ہے۔کہ صفت عصمت کو انسان کی ایک مستقل جائداد قرار نہ دیا جاوے بلکہ
اس کے حصول کے لئے محض خدا کو سرچشمہ سمجھا جاوے۔ذات باری تعالیٰ کو
تمثیل کے طور پر دل سے مشابہت ہے۔جس میں مصفا خون کا ذخیرہ جمع رہتا
ہے اور انسان کامل کا استغفار اُن شرایین اور عروق کی مانند ہے جو دل کے
ساتھ پیوستہ ہیں اور خون صافی اس میں سے کھینچتی ہیں اور تمام اعضاء پر
تقسیم کرتی ہیں۔جو خون کے محتاج ہیں +"

انہ کان توابا۔تحقیق وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ہر آئینہ خدا ہست
برحمت رجوع کنندہ۔تواب کے معنے ہیں بہت توبہ کرنیوالا۔بہت رجوع کرنے
والا۔جبکہ انسان خدا تعالےٰ کی طرف رجوع لاتا ہے تو خدا تعالےٰ اس سے زیادہ
اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔اسی پر حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان چل کر
خدا تعالےٰ کی طرف جاوے۔تو خدا اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہے +

سورۂ شریف کے نام

اس سورۃ کا ایک نام تو النصر ہے۔کیونکہ
اس میں ایک نصرت کی بشارت ہے اور
اس کا نام فتح بھی ہے۔کیونکہ ایک ایسی عظیم الشان فتح کی اس میں پیشگوئی درج
ہے جس سے اسلامی سلطنت اور فتوحات کی بنیاد رکھی گئی تھی یعنے فتح مکہ۔
ان کے علاوہ ایک نام اس سورۃ کا سورۃ تودیع بھی ہے کیونکہ جب یہ سورت
نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کہ نعیت الیّ نفسی
اور آپ نے سمجھ لیا۔کہ ہمارا کام تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔اور اب وقت آگیا۔کہ ہم
اپنے خدا کے پاس چلے جاویں +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سمجھ گئے کہ جو آپ کا کام تھا وہ پورا ہوگیا ہے اور اب آپکو اس دار فانی کو چھوڑنے
کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ نے ظاہر فرمایا کہ اب میں عالم باقی میں انتقال
کرونگا۔اس بات کو سنکر جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔آپ نے فرمایا
تم کیوں روتی ہو۔اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے تم ہی ملوگی۔یہ سنکر
وہ مسکرانے لگیں۔اس میں بھی ایک پیشگوئی تھی۔چنانچہ اس کے بعد جلد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم فوت ہوگئے۔اور آپ کے بعد اہل بیت میں سے سب سے اول جس نے وفات
پائی۔وہ حضرت فاطمہ ہی تھیں۔آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا یہ عجیب
نمونہ ہے۔کہ حضرت فاطمہ کو آنحضرت کی وفات کی خبر نے رُلا دیا۔لیکن پھر اپنی وفات
کی خبر نے اس واسطے ہنسا دیا کہ اس میں آنحضرت کے ساتھ دوسرے عالم میں ملاقات
کی جلد صورت پیدا ہوگئی تھی۔اپنے مرنے کا خوف نہیں اور آنحضرت کے ساتھ ملاقات

کے ساتھ نہ تھی۔ یہانتک کہ جب مکہ فتح ہوگیا۔ تو گروہوں کے گروہ اور جماعتوں کی جماعتیں دین الٰہی میں داخل ہونے لگیں کیونکہ تمام مشکلات درمیان میں سے اُٹھ گئی تھیں۔ اور حجاب دور ہو چکے تھے۔ اور اکابر مجرم ہلاک ہو چکے تھے +

فسبح - پس تسبیح کر۔ پس پاکی بیان کر +

التسبیح ھو التطھیر - تسبیح پاکیزگی اور طہارت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد خانہ کعبہ کی تطہیر ہے۔ کیونکہ کفار نے اس میں بُت رکھے ہوئے تھے اور فتح مکہ کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ تمام بُت وہاں سے نکال دیئے گئے اور اس گھر کو خدا تعالےٰ کی اس عبادت کے واسطے خاص کیا گیا۔ جسکے لئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے اپنے کاندھوں پر اینٹیں اُٹھا کر اس کی بناء کی تھی۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدے جب اپنے رب کے حضور میں کوئی اخلاص کا کام کرتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات نے جنگل بیابان کے درمیان جہاں آدمی چھوڑ چرند پرند بھی نہ ملتا تھا۔ جب خدا کے حکم کے مطابق اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑا۔ اور بعد میں خدا تعالےٰ کی عبادت کے واسطے اس جگہ گھر بنایا۔ تو خدا تعالےٰ نے اس جگہ ایک شہر آباد کر دیا۔ اور بالآخر جب کفار نے اس گھر میں بتوں کا ٹھکانا بنا دیا۔ تو محمدؐ جیسے پاک دل کو اس گھر کے مطہر کرنے کا جوش عطاء کیا۔ اور خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ نے وہ گھر ایسا پاک کیا۔ کہ اس کے بعد کوئی مشرک نزدیک بھی نہیں جا سکتا۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر ایک بیّن اور زندہ دلیل ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں خدا تعالےٰ کی توحید کے قائم کرنے میں ایسی کامیابی دیکھی۔ کہ اس کی نظیر پہلے کسی نبی کے حالات میں پائی نہیں جاتی +

بحمد ربك - ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے۔ بہ ستائش پروردگارِ تو۔ یعنے اپنے ربّ کی تعریف کر۔ کہ اس نے اپنی خاص ربوبیت کے ذریعہ سے تجھے ہر معاملہ میں کامیاب کیا۔ اور فتح اور نصرت عطاء کی ہے۔ یہ اسی قادر توانا کا کام ہے۔ کہ ایک یتیم کو دُنیا کا بادشاہ بنا دے۔ اور ایسی فتح عطا کرے جسکی نظیر دُنیا بھر کی تاریخ میں موجود نہ ہو +

واستغفرہ - اور اس سے مغفرت طلب کر۔

غفر کے معنے ہیں ڈھانکنا۔ دبانا۔ تمام انبیاء خدا تعالےٰ سے مغفرت مانگا کرتے تھے۔ اور مغفرت مانگنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان چونکہ کمزور ہے اس کو معلوم نہیں کہ کونسا کام اس کے واسطے بہتری کا ہے۔ اور کونسا نقصان کا کام ہے اور تکلیف کا راستہ ہے۔ پس مغفرت ایک دُعا ہے کہ انسان اپنے خدا سے یہ دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ اس کے واسطے نیکی کے راہ پر چلنے کے اسباب مہیا کرے۔ جن سے وہ بدی سے بچا رہے اور کسی طرح کے دُکھ اور تکلیف میں پڑنے سے محفوظ رہے۔ خدا تعالےٰ کے انعام کے حاصل کرنے کے واسطے مغفرت کا طلب کرنا نہایت ضروری ہے۔ استغفار کے معنے اور تشریح میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریر نقل کر دی جاوے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں۔ کہ خدا سے درخواست کرنا۔ کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو۔ اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے یہ لفظ غفر سے لیا گیا ہے۔ جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد ہے کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے۔ ڈھانک لے لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں۔ کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے۔ فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے۔ اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور روشنی سے روشنی دے۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اُس سے الگ نہیں ہُوا۔ بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قوے اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے۔ ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنے جو کچھ بنایا ہے۔ اُس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنے اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کیلئے لازم ہے۔ کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہُوا ہے۔ ایسا ہی وہ اپنی پیدایش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ سے بگڑنے سے بچا دے۔ کیونکہ خدا کی خالقیت نے انسان پر یہ احسان کیا کہ اس کو خدا کی صورت پر بنایا پس اسی طرح خدا کی قیومیت نے تقاضاء کیا کہ وہ اس پاک نفس انسانی کو جو خدا کے دونوں ہاتھوں سے بنایا گیا ہے۔ پلید اور خراب نہ ہونے دے۔ لہٰذا انسان کو تعلیم دی گئی۔ کہ وہ استغفار کے ذریعہ سے قوت طلب کرے۔ پس اگر دنیا میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ تب بھی استغفار ہوتا۔ کیونکہ دراصل استغفار اس لئے ہے کہ جو خدا کی خالقیت نے بشریت کی عمارت بنائی ہے۔ وہ عمارت مسمار نہ ہو۔ اور قائم رہے اور بغیر خدا کے سہارے کے کسی چیز کا قائم رہنا ممکن نہیں +

پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی۔ جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے۔ **اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم** یعنے خدا ہی ہے جو قابل پرستش ہے۔ کیونکہ وہی زندہ کرنے والا ہے اور اسی کے سہارے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے یعنے انسان کا ظہور ایک خالق کو چاہتا تھا اور ایک قیوم کو۔ تا خالق اس کو پیدا کرے۔ اور قیوم اس کو بگڑنے سے محفوظ رکھے سو وہ خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہوگیا۔ تو خالقیت کا کام تو پُورا ہوگیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے۔ اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔ غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے اور استغفار صفت قیومیت کا فیض حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اسی کی طرف اشارہ

لیکن وہ سب باتیں مانکر صلح کرلی۔ جو اسّی آدمی کفار کے حملہ کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے وہ بھی چھوڑ دیئے اور ایسی شرطیں مان لیں۔ جس سے کفار کا بڑا غلبہ اور رعب بظاہر معلوم ہوتا تھا۔ اور مسلمان بہت کمزور اور نیچے دکھائی دیتے تھے چنانچہ ایک شرط یہ بھی کہ اِس سال بغیر زیارت کعبہ واپس چلے جائیں +

پھر یہ کہ دوسرے سال آویں۔ دو تین دن سے زیادہ نہ ٹھیریں۔ اور مسلمانوں کے ہتھیار بند ہوں پھر ایک شرط یہ بھی کی تھی۔ کہ اگر کوئی مسلمان مکّہ سے بھاگ کر مدینہ میں چلا آئے تو اہلِ مکّہ کو واپس کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص مدینہ سے بھاگ کر مکّہ میں آجاوے تو اہلِ مکّہ واپس نہ دینگے۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اہل مکّہ میں سے جس قوم کی مرضی ہو۔ اسوقت مسلمانوں کی طرف ہوجائے اور جسکی مرضی ہو اہلِ مکّہ کے ساتھ رہے اور آئیندہ اس کے مطابق قوموں کی باہمی تقسیم رہے چنانچہ ایک قبیلہ جس کا نام وائل تھا قریش کے عقد و عہد میں ہؤا۔ اور خزاعہ اسلامیوں کے طرفدار بن گئے +

ان شرائط کے بعد پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بدوں ادائے رسمِ حج مدینہ کو واپس چلے آئے اور اسی مقام حدیبیہ پر قربانی ذبح کردی۔ اِس صلح کا نام صلح حدیبیہ ہؤا۔ حدیبیہ سے واپس ہونے وقت سورۃ فتح نازل ہوئی +

جب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ کو تشریف فرما ہوئے تو کچھ عرصہ کے بعد کفار مکّہ نے عہد و پیمان کو توڑ دیا +

مکّہ کے قبائل میں سے بنو بکر اس صلح کے شرائط کے مطابق قریش کے عقد و عہد میں ہوا تھا اور خزاعہ اسلامیوں کے طرفدار بن گئے تھے۔ بنو بکر اور خزاعہ میں باہم مدت سے جنگ و جدال چلا آتا تھا اسوقت اسلام کے پھیلنے اور اسلامیوں کے مقابلے کے نئے شغل نے ان دونوں قوموں کو باہمی جنگ کرنے سے روک رکھا ہؤا تھا اب جبکہ اہل مکّہ اور اہلِ اسلام کے درمیان صلح ہوگئی۔ تو اس جنگجو قوم کو نچلا بیٹھنا محال ہوگیا کوئی بہانہ لڑائی کا تلاش کرنے +

نوفل بن معاویہ بن نفاثہ الدیلی بنو بکر میں سے ایک نامور سپاہی تھا۔ اس نے خزاعہ قوم پر شبخون مارا۔ خزاعہ کے لوگ اسوقت بے خوف و خطر وتیر نام چشمے پر غافل پڑے تھے۔ نوفل کے حملے سے چونک اُٹھے۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ وہاں کفار مکّہ نے پہلے تو انکی امداد ہتھیاروں سے کی اور جب اندھیرا ہوگیا۔ تو بنو بکر کے ساتھ شامل ہوگئے۔ جب بنو بکر کو اہلِ مکّہ کی مدد ہوگئی تو خزاعہ قوم کمزور ہوگئی اور وہ بدیل بن ورقہ خزاعی اور رافع کے گھر میں پناہ گزین ہوئے۔ مگر خزاعہ بیچارے صبح تک بہت مارے گئے۔ صبح کے ہوتے ہی اپنی تباہ حالت کو دیکھکر وہ بھاگ گئے۔ اور انہوں نے اپنے مامن کو پہنچکر عمرو بن سالم خزاعی کو چالیس آدمی کے ساتھ مدینہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ عمرو بن سالم نے عرب کے طریق و رواج کے مطابق اشعار میں اپنا حال حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ خزاعہ صلح نامہ کے مطابق اسلامیوں کی طرفدار قوم تھی اور تمام کفار مکّہ کا انکے برخلاف [illegible] کرنا اور انکو اس طرح سے قتل کرنا دراصل اسی سبب سے تھا ان واقعات [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نُصِرت یا عمرو بن [illegible] ہر ایک گناہ کا نتیجہ افسوس ہوتا ہے

افسوس ہؤا۔ اور پشیمان ہوئے اور ابوسفیان اپنے رئیس کو اس بدافعالی کے ثمرات سے بچ رہنے کی تدابیر کے واسطے مدینہ روانہ کیا۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس عہد شکنی کی ابتک خبر نہیں۔ اس خیال پر اس نے اپنے دل میں ایک چالاکی کی بات سوچی اور آنحضرت سے کہا کہ صلح حدیبیہ کے وقت میں موجود نہ تھا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ عہد سابق کی تجدید کریں۔ اِس عہدنامہ کی تاریخ آج سے شروع ہو اور صلح کی مدت بڑھا دیجاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی بدعہدیوں کو بار بار دیکھ چکے تھے اور خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی امداد و خلاف عہد حدیبیہ کی خبر عمرو بن سالم کے ذریعہ پہنچ چکی تھی۔ آپ نے ابوسفیان کو جواب دیا کہ کیا تم نے کوئی عہد شکنی کی ہے جو تم عہد کی تجدید چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا معاذ اللہ ایسا نہو کیا ہم ایسے ہیں۔ کہ عہد توڑ ڈالینگے۔ تب آپ نے فرمایا۔ الحال سابق عہد پیمان کو رہنے دو۔ آخر ابوسفیان واپس مکّے کو چلا گیا +

ابوسفیان کے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفیر مکّہ کو بھیجا اور حسب دستور ملک بلکہ حسب قانون اخلاق کہلا بھیجا کہ یا تو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیدو۔ یا بنو بکر کی حمایت اور جانب داری سے الگ ہو جاؤ۔ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے اسے پھیر دو۔ اہل مکّہ نے خیال کیا۔ کہ اہل اسلام ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور اس نصرت الٰہی اور امداد خداوندی کو بھول گئے جو اسلام اور سچے اسلام کی ہمیشہ حامی و مددگار ہے۔ انہوں نے صلح کا عہد پھیر دیا۔ قطع عہد اور انکی بے ایمانی اور خزاعہ کا بدلہ لینے کے لئے آپ نے مکّہ پر چڑھائی کی۔ چنانچہ مکّہ فتح ہؤا اور اس حملے میں وہ نرمی اور اخلاقی شریعت کی آپ نے پابندی کی جسکی نظیر دُنیا میں مفقود ہے۔ فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسے امان۔ جو کوئی مسجد میں چلا جائے اسے امان۔ غرض مطابق پیشگوئی مکّہ فتح ہؤا۔ اور کچھ بڑی خونریزی نہ ہوئی اور کوئی کافر بجبر مُسلمان نہ کیا گیا + اس جگہ سارہ والے واقعہ کا بیان کردینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اور وہ اس طرح سے ہے کہ سارہ نام ایک عورت جو کہ مکّہ میں رہتی تھی اور خاندان بنی ہاشم کے زیرسایہ پرورش پایا کرتی تھی ان ایام میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے واسطے کوچ کی طیاری کی آپ کے پاس مدینہ میں آئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہو کر مکّہ سے بھاگ آئی ہے اُس نے جواب دیا کہ نہیں میں مُسلمان ہوکر نہیں آئی بلکہ بات یہ ہے کہ میں اسوقت محتاج ہوں اور آپ کا خاندان ہمیشہ میری پرورش کیا کرتا ہے اسواسطے میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ مجھے کچھ مالی امداد ملجائے۔ اسپر آنحضرت نے بعض لوگوں کو فرمایا اور انہوں نے اسکو کچھ کپڑا اور روپیہ وغیرہ دیا جسکے بعد وہ واپس اپنے وطن کو روانہ ہوگئی جب روانہ ہونے لگی تو حاطب نے جو کہ اصحاب میں سے تھا اسکو دس درہم دیئے اور کہا کہ میں تجھے ایک خط دیتا ہوں یہ خط اہلِ مکّہ کو دیدینا۔ اس بات کو اُس نے قبول کیا اور وہ خط بھی لے گئی۔ اس خط میں حاطب نے اہلِ مکّہ کو خبر کی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکّہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے۔ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ عورت ہنوز مدینہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی الٰہی خبر ملی کہ وہ ایک خط لیکر گئی ہے چنانچہ آپ نے اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

سورۃ النصر

(گذشتہ سے آگے)

فتح مکہ اس سورہ شریف میں اذا جاء نصر اللہ والفتح میں لفظ فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ فتح مکہ کو فتح الفتوح بھی کہتے ہیں کیونکہ مکہ کی فتح تمام اسلامی فتوحات کی ابتداء تھی فتح مکہ کا واقع اس طرح سے ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک رویا دیکھا کہ آپؐ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ کو گئے ہیں اور وہاں مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں۔ اور سر منڈاتے ہیں اور بال کترواتے ہیں جیسا کہ مکہ معظمہ سے احرام کھولنے کے بعد کیا جاتا ہے۔ چونکہ اسوقت مسلمان کفار کے ہاتھوں سے بہت تکلیف اٹھا رہے تھے اور مکہ میں کفار کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کو زیارت کعبۃ اللہ کے حصول میں بہت مشکلات کا سامنا ہوتا تھا۔ اسواسطے اس مبشر مکاشفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ خدا تعالےٰ کے وعدوں پر پورا ایمان لاکر اور خدا تعالےٰ کی فرمودہ باتوں کے پورا ہو جانے پر یقین کرکے ان کے واسطے ہر طرح کے سامان مہیا کرتے ہیں اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رویا کی سچائی پر یقین کرکے سفر مکہ کی طیاری کی اور چودہ سو ۱۴۰۰ اصحاب کے ساتھ شہر مکہ کی طرف آئے +

بعض نادان لوگ ایسے موقعہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ پیشگوئی کو پورا کرنے کے واسطے کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ وہ تو خدا کا وعدہ ہے بہرحال پورا ہوگا۔ ایسے اعتراضات تمام انبیاء پر کفار نے کئے اور اس زمانہ کے بدقسمت لوگوں نے بھی یہ اعتراض خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود پر کئے۔ کہ مثلاً مقدمہ کے وقت آپ نے پلیڈر کیوں کھڑا کیا۔ اور شادی کے موقع پر آپنے خط و کتابت وغیرہ کوششوں میں کیوں حصہ لیا۔ تعجب ہے کہ یہ اعتراض خود مسلمان اور دوسرے اہل کتاب عیسائی بھی کرتے ہیں۔ جنکی کتب میں انبیاء کی اس سنت کی بہت سی نظیریں موجود ہیں۔ مسلمانوں کے واسطے تو خود یہی ایک قصہ کافی ہے جو اس سورۃ شریف کے متعلق بیان ہوتا ہے اور عیسائیوں کے واسطے خود یسوع کی لائف میں بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں۔ یسوع بچہ ہی تھا کہ اسکی جان بچانے کے واسطے اسے خفیہ طور پر ملک مصر میں لے گئے۔ اور پھر عین نبوت کے زمانہ میں جب دشمنوں سے خوف بڑھا تو اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسو سے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں پھر بزعم خود توریت کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے واسطے خود گدھی کا بچہ منگوایا تاکہ اس پر سوار ہو۔ غرض ایسے طریق پر [illegible] ہے۔ موجودہ دنیا کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ جب

مثلاً ایک بادشاہ ایک محل کے طیار کرنے کا حکم کرتا ہے تو خدام اور ملازمین اس حکم کی تعمیل میں دل و جان سے مصروف ہیں اور وہ محل طیار ہو جاتا ہے گو ظاہری نظر سے دیکھنے والا نادان یہ کہہ سکتا ہے یہ محل فلاں معمار یا فلاں مزدور نے بنوایا ہے۔ تاہم دانا لوگ جانتے ہیں کہ اس کا اصل بانی بادشاہ کے منہ کا حکم ہے۔ ورنہ کسی کی کیا طاقت تھی کہ کوئی ایسا طیار کر دیتا۔ گو یہ مثال ادنیٰ درجہ کی ہے۔ تاہم اس سے ایک فہیم سمجھ سکتا ہے جس طرح انجنیر بادشاہ کا حکم پا کر یقین کر لیتا ہے کہ اب مجھے اس محل کے کرنے کے تمام سامان مہیا ہو جائینگے اور کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی اور کامیاب ہو جاؤنگا اور اس یقین کو ساتھ لیکر وہ کام شروع کر دیتا ہے ورا واسطے تمام اسباب بامراد ہونے کے بنتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک من اللہ خدا کے حکم پر پورا یقین اور ایمان رکھ کر اس کو پورا کرنے کے د ہو جاتا ہے۔ اس کا خود پیشگوئی کے پورا کرنے میں مصروف ہو جانا اس کے ایمان اور یقین اور صداقت کی ایک بیّن دلیل ہوتی ہے اگر اسے اس الہام کی سچائی پر یقین نہ ہوتا۔ اور اس میں کچھ وہم اور وسوسہ ہوتا تو وہ ہرگز اسکی طرف متوجہ نہ ہوتا کسی کو اللہ تعالےٰ فرما دے کہ تجھے بچے دیوینگے اور تیری نسل سے تو کیا وہ شک نہ کرے +

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عازم بیت اللہ شریف ہوئے لیکن آپ مقام حدیبیہ پہنچے جو مکہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ تو آپ کو معلوم ہوا کہ کفار مکہ جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔ اور آپ کو زیارت کعبہ سے روکتے ہیں۔ آپ کی عادت تھی کہ باوجود مشرکین کی سختی کے ہمیشہ ان پر نرمی کرتے تھے اور کبھی کسی امر میں جس میں کسی کو ضرر ہو پیشدستی نہ فرماتے تھے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بمعہ دو اور اصحاب کے اہل مکہ کی طرف بھیجا کہ میں جنگ کے واسطے نہیں بلکہ صرف زیارت کعبہ کے لئے آیا ہوں۔ اور بعد زیارت کعبہ واپس مدینہ منورہ جاؤنگا۔ حضرت عثمان جب کفار کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت عثمان کو کہا تم کعبہ کا طواف کرنا چاہتے ہو تو کر لو اور واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا اکیلا طواف نہیں کرونگا۔ جب حضرت رسول کریم کرینگے۔ تو میں بھی کرونگا اس قسم کی گفتگو میں قریش نے روک رکھا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان کو کفار مکہ نے قتل کر دیا اور ممکن ہے کہ انکی نیت قتل کر دینے کی ہو کیونکہ اسی وقت انتی کفار مسلمانوں پر آکر شبخون کرنے لگے۔ مگر گرفتار ہو گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی اس شرارت اور فساد کی خبر ملی۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک کے درخت کے نیچے ان سے بیعت لی۔ سب نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کے قربان کرنے کا صدق دل سے اقرار کیا۔ اسنے میں حضرت عثمان [illegible] جو صلح کی شرائط کا فیصلہ کرنے آئے تھے پہنچ گئے [illegible] جو کفار کی شرارتیں [illegible]

...ن والفقہ یمان والحکمۃ یمانیۃ وذ!!! اجد نفس ربکم من ...الیمن - اللہ اکبر - اللہ تعالےٰ کی نصرت اور فتح آئی - اور اہل یمن آئے ...یمن ایک قوم ہے جن کے دل نرم ہیں - اور اہل یمن اہل ایمان اور اہل فقہ ...اہل حکمت ہیں اور فرمایا کہ مجھے یمن کیطرف سے تمہارے رب کی خوشبو ...ہے یعنے اہل یمن اہل اللہ ہیں اہل یمن اس سورہ شریف کے نزول کے ...ایمان لائے تھے +

...یح - تحمید و استغفار

اس میں اوّل تسبیح کا حکم ہے پھر تحمید کا - اور پھر استغفار کا - اس ترتیب میں یہ ...معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم ہیں - ایک صفات سلبیہ ...دوم صفات ثبوتیہ - صفات سلبیہ وہ ہیں - جو اللہ تعالےٰ کا تمام نقائص سے ...اور منزہ ہوتا اور اعلےٰ و برتر ہونا ظاہر کرتی ہیں - سلبیہ کے معنے ہیں سلب ...والی - کھینچنے والی - اور صفات ثبوتیہ وہ ہیں - جو اللہ تعالےٰ کے اکرام اور ...اور بلندی کا اظہار کرتی ہیں - اس ترتیب میں صفات سلبیہ کا پہلے ذکر ...یا ہے اور صفات ثبوتیہ کو ان کے بعد لیا گیا ہے - تسبیح اللہ تعالےٰ کی ...صفات سلبی کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ تمام بدیوں سے منزہ اور بے عیب ...ک ذات ہے - تم بھی اسکی تسبیح کرو یعنے اس کا مقدس اور پاک ہونا ...رو - اور اسکی تحمید کرو کہ وہ تمام حمد کا مالک ہے اور سچی تعریف اُسی کے ...ہے - اس کے بعد استغفار ہے - جو کہ انسان کو اپنے قصور نفس اور کمزوری ...ف توجہ دلاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی بخشش کی طرف انسان کو کھینچتا ہے ...کے سوائے انسان کا گذارہ نہیں - اور انسان کے نفس کو کامل کرنے والی ...ات پاک ہے جس کے ساتھ سچے اور خالص تعلق کے ذریعہ سے انسان ...سے نجات پا سکتا ہے اور نیکیوں کے حصول کی اس کو توفیق ملتی ہے +

...ن اللہ

ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا - اور تو نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین اللہ میں فوج در فوج ...ہوتے - اس جگہ دین اللہ سے مراد دین اسلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ ...یا میں لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا منشاء یہی تھا کہ ...آلہی دین اللہ میں داخل ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ...ان شریف کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان لاوے اور شعار اسلامی نماز روزہ ...ۃ کی پابند ہو - چنانچہ جب تک یہ سب کچھ نہ لیا - لوگوں کا دین اللہ میں ...ہونا تسلیم نہ کیا گیا - قرآن شریف میں اور جگہ دین کے معنوں کی وضاحت ...ہے فرمایا ہے - ان الدین عند اللہ الاسلام - اللہ تعالےٰ کے حضور ...قبول دین تو صرف اسلام ہی ہے اور فرمایا - ومن یبتغ غیر الاسلام ...دینًا فلن یقبل منہ - اور جو شخص اسلام کے سوائے اور کوئی دین چاہیگا ...مقبول نہ ہوگا - تعجب ہے کہ باوجود ایسی صریح آیات کے ہوتے اس زمانہ ...ڈاکٹر عبدالحکیم خان جیسوں کی عقل ایسی ماری گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ...لانا - اور قرآن شریف پر عمل کرنا کچھ ضروری نہیں - اور نماز - روزہ - حج

زکوٰۃ وغیرہ کی پابندی کی کوئی حاجت نہیں - اور اسلام میں داخل ہونا ایک بیفائدہ امر ہے - صرف اللہ کو مان لو کہ وہ ہے اور اچھے اچھے کام کرو - جو تمہاری نگاہ میں اچھے ہوں (خواہ ٹیوگ ہی کیوں نہ ہو) تو بس نجات پا جاؤ گے - لفظ دین کے واسطے اور الفاظ بھی قرآن شریف میں آئے ہیں - جیسا کہ ایمان - اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ہم نے وقت عذاب مومنوں کو وہاں سے نکال دیا - اور اس میں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر ملا + اور صراط جیسا کہ فرمایا ہے - صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض - راہ اللہ کی وہ اللہ کہ آسمان و زمین جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے اور ایسا ہی دین کے واسطے اور بھی نام ہیں - جیسا کہ کلمۃ اللہ اور نور اور ھدے اور عروہ اور حبل اور صبغۃ اللہ اور فطرۃ اللہ +

فضائل سورۃ النصر

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخر جو سورۃ بہ تمام وکمال اور پوری اُتری وہ یہی سورۃ النصر ہے - اِس کے بعد کوئی پوری سورۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوئی - ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ سورہ ربع القرآن ہے - یعنی قرآن شریف کی چوتھائی کے برابر ہے یہ فضیلت بلحاظ اس شاندار پیشگوئی کے معلوم ہوتی ہے - جس پر وہ مشتمل ہے اور بلحاظ ان احکام تسبیح اور تحمید اور استغفار کے ہے جو کہ انسان کو اپنے کمال پر پہنچانے کے واسطے کمال درجہ کے ہتھیار ہیں اسی سورۂ شریفہ نے کفار مکہ کو باوجود ایسی سخت بغاوتوں اور سرکشیوں کے اور اذیت رسانیوں کے فتح مکہ کے وقت ہر طرح کے عذاب سے بچا لیا اور آنحضرت نے اپنے خلق عظیم کے ساتھ سب کو معاف کر دیا اور فرمایا لا تثریب علیکم الیوم - بلکہ ان کے گناہوں کے واسطے خدا تعالےٰ کے حضور میں معافی چاہی کیونکہ استغفر اللہ کا لفظ اسی امر کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے حضور میں گناہ گاروں کے واسطے شفاعت کریں اور ان کو عذاب میں گرنے سے بچا دیں +

نئی فوجیں

یہ اللہ تعالےٰ کی فتح و نصرت کا وعدہ اور قوموں کے فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی جو اس سورۂ شریف میں کی گئی ہے اگرچہ اسکے پورا ہونے کا ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا - تاہم چونکہ مذہب اسلام ہمیشہ کے واسطے ہے اس واسطے ظلی طور پر جب کبھی ضرورت ہو - یہ وعدہ پورا ہوتا ہے - چنانچہ اس زمانہ میں بھی جبکہ اسلام بہت ضعیف ہے خدا تعالےٰ نے اپنے ایک فرستادہ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری دوبارہ سُنائی ہے کہ اس کیطرف سے اسلام کے واسطے فتح و نصرت کا وقت پھر آگیا ہے اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونگے اور پھر اسلامیوں میں وہی روحانیت پھونکی جائیگی - مبارک ہیں وہ جو تکبر نہ کریں اور خدا کے کام کی عزت کریں تاکہ انکے واسطے بھی عزت ہو - اے خدا ہمارے گناہوں کو بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر کہ تو سچے وعدوں والا ہے - اسلام کی عزت کو دُنیا میں قائم کر دے اور اسلام کے دشمنوں کو ذلیل اور پست اور ہلاک کر دے خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی - کیونکہ اب تیری قدرت نمائی کا وقت ہے اور تو بڑی طاقتوں والا خدا ہے +

آمین ثم آمین

کے روانہ کردیا کہ اسکو پکڑکر اس سے خط لے لیں اور اگر نہ دے تو اسے ماریں۔ چنانچہ اس جماعت نے اسکو راہ میں جا پکڑا۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ جسپر حضرت علی نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ ہم کو جھوٹ نہیں کہا گیا بذریعہ وحی الہٰی کے جبرئیل ہے خط ضرور تیرے پاس ہے۔ تلوار کے ڈر سے اس نے خط اپنے سر کے بالوں میں سے نکالدیا۔ جب خط آگیا اور معلوم ہوا کہ وہ حاطب کیطرف سے ہے تو حاطب بُلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ یہ تونے کیا کیا۔ اُس نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے کہ جب سے میں ایمان لایا ہوں کبھی کافر نہیں ہوا۔ بات صرف اتنی ہے کہ مکہ میں میرے قبائل کا کوئی حامی اور خبر گیر نہیں۔ مینے اس خط سے صرف یہ فائدہ حاصل کرنا چاہا تھا کہ کفار میرے قبائل کو دُکھ نہ دیں۔ حضرت عمر نے چاہا کہ حاطب کو قتل کردیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کرو جو چاہو میں نے تمہیں بخشدیا ✤

استدلال وفات نبی کریم صلعم

اس سورۂ شریف کی تفسیر میں کئی ایک روایات اس قسم کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعض صحابہ کرام نے اس سورۃ کے نزول کو سُنکر یقین کیا کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کام اس دُنیا پر جو تھا وہ ختم ہوچکا ہے اور وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ وصال دائمی حاصل فرماویں۔ چنانچہ ایک حدیث جس میں حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رونے اور پھر ہنسنے کا ذکر ہے۔ گزشتہ پرچوں میں بیان کی جاچکی ہے۔ رونے کی وجہ یہ تھی کہ بیوی فاطمہ کو آنحضرت نے بتلایا کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے۔ پھر ہنسنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتلایا کہ میرے بعد میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ ملنے والی تو ہے چنانچہ آنحضرت کی وفات کے صرف چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ نے وفات پائی تھی۔ ایک روایت سے جو حضرت ام حبیبہ سے ہے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سورہ شریف کے نازل ہونے پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دیگئی تھی کہ آپ کی عمر حضرت عیسےٰ کی عمر سے نصف ہے اور حضرت عیسےٰ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ سال تھی ✤

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اس سورہ شریف کے وقت اس امر کے اشارہ کو سمجھ لیا تھا کہ آنحضرت کا وقت وفات قریب آگیا ہے ✤

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ابھی بچہ ہی تھا مگر جب کوئی مجلس شوریٰ قائم ہوتی اور بڑے بڑے اصحاب جو اہل بدر تھے جمع کئے جاتے۔ تو حضرت عمر مجھے بھی اس مجلس میں بُلاتے۔ میری عمر کے لڑکے کا ایسی اہم مجلس میں بُلایا جانا شائد کسی کو ناپسند ہوا ہو کہ کسی نے کہا کہ یہ لڑکا ہمارے بیٹوں کی عمر کے برابر ہے اور ہمارے ساتھ مجلس شوریٰ میں بیٹھتا ہے مگر حضرت عمر نے جواب دیا کہ تم کیا جانتے ہو کہ یہ کون ہے۔ اسکے بعد جب پھر ایسا ہی کسی مجلس کا موقعہ ہوا۔ اور سب بلائے گئے تو حضرت عمر نے مجھے بھی بلایا اور میں دل میں سمجھ گیا کہ آج کچھ بات ضرور ہے چنانچہ جب سب جمع ہوگئے تو حضرت عمر نے اول دوسروں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ بعض نے کہا کہ اس میں ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ حمد و استغفار کریں بعض نے کہا کہ اس میں فتح و نصرت ہم کو دیگئی ہے اور بعض خاموش رہے۔ تب حضرت عمر نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو۔ کیا یہی صحیح ہے۔ مینے کہا نہیں بلکہ میں یہ جانتا ہوں کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی ہے کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اب حمد و استغفار کرو۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے بھی یہی معلوم ہے ✤

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ اس سورہ شریف کے نزول کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ دُعا بہت پڑھتے تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے آتے جاتے ہر وقت سبحان اللہ وبحمدہ کہتے اور فرماتے۔ کہ مجھے ایسا کہنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے اور اس سورۃ کو پڑھتے۔ غرض بہت سی روایات سے یہ امر ظاہر ہے کہ اس سورہ شریف کے نزول کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعض احباب نے اس بات کو بخوبی سمجھ لیا تھا کہ چونکہ تبلیغ کا کام اپنے کمال کو پہنچ چکا ہے اور فتح و نصرت کا وقت آگیا ہے اور اب قومیں فوج در فوج داخل ہونیوالی ہیں۔ تو اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی کو چھوڑ کر واصل باللہ ہو جاویں ✤

افواج

جس سال یہ سورۃ نازل ہوئی اس سال بہت سی قومیں فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئیں۔ کیونکہ مکہ فتح ہوگیا تھا اور کفار کے سرغنہ سب ہلاک ہوچکے تھے اور کوئی رکاوٹ اب باقی نہ رہی تھی اور اسلام کی سچی اور راحت بخش تعلیم نے لوگوں کے دلوں میں گھر کرلیا ہوا تھا۔ صرف چند شریر لوگوں کی شرارت کا خوف درمیان میں تھا۔ کیونکہ وہ زمانہ امن کا نہ تھا اور ہر ایک کو اپنی جان اور مال کا خطرہ رہتا تھا بالخصوص غرباء امراء کے بہت ہی زیر اثر رہتے اور ان سے خوف کھاتے تھے۔ جب بڑے بڑے کفار ہلاک ہوگئے اور انکے زور اور طاقت کی چاردیواری خاک میں ملگئی۔ تو لوگوں کے دل سیلاب کی طرح اسلام کی طرف جھکے اور قبائل کے قبائل یکدفعہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ چنانچہ بنی رسد اور قریظہ اور بنی حرہ اور بنی البکا اور بنی الکتانہ اور بنی ہلال اور بلخا اور بجب اور دارم اور دوسرے قبائل تمیم اور قبائل عبد القیس اور بنی طے اور اہل یمن و شام و عراق وغیرہ کے اطراف و اکناف سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور بہت جلد تمام جزیرہ نمائے عرب اسلام میں داخل ہوگیا۔ اور جملہ قبائل عرب میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جس نے اظہار اسلام نہ کیا ہو ✤

اہل یمن

ایک روایت میں ہے کہ اس سورہ شریف میں الناس سے مراد اہل یمن ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبکہ یہ سورۃ نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر جاء نصر اللہ والفتح وجاء اہل الیمن ہم رقیقۃ قلوبہم ...

واپس نے آنا۔ زیادہ دیر تک وہاں بیٹھنے نہ دینا۔ ورنہ (نعوذ باللہ) خراب ہو جائے گا اگر وہ خدا کا بندہ ہوشیار آدمی تھا۔ اُس نے تھوڑی دُور جا کر اُس آدمی کو واپس کر دیا اگر تم جاؤ تو میں تمہیں تمھارا پیارا راستہ تلاش کر دونگا۔ اور روئی کو کانوں میں سے نکال کر پھینکدیا۔ ربیعہ بن عباد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے میں نے ایک دفعہ . . .

. . حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے زمانہ رسالت میں دیکھا۔ کہ آپ سوق ذی المجاز میں کہہ رہے تھے اے لوگو! تم لا الٰہ الّا اللّٰہ کہو تو تم اپنی مُراد کو پہنچ جاؤ گے۔ بہت سے لوگ آپ کے پاس جمع تھے اور آپ کا وعظ سُن رہے تھے آپ کے پیچھے ایک شخص سُرخ چہرے والا اور احول لوگوں کو بہکاتا تھا۔ کہ یہ شخص صابی ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے۔ جدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے جاتا اور لوگوں کو بہکاتا کہ یہ شخص تم کو لات اور عزّے کی عبادت سے منع کرتا ہے۔ اس کے پیچھے مت جاؤ۔ اور اسکی پیروی نہ کرو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو تبلیغ کی تو اُس نے سختی سے انکار کیا۔ تب آپ نے خیال کیا کہ یہ متکبر آدمی ہے۔ لوگوں کے سامنے اس کو سمجھانا مفید نہیں پڑتا۔ شائد کہ اس کو علیحدگی میں سمجھایا جاوے۔ تو ہدایت کی راہ پر آ جاوے اور جہنم میں گرنے سے بچ رہے اس واسطے آپ رات کے وقت اس کے مکان پر گئے۔ اور ایسا کرنے میں آپ نے حضرت نوح علیہ السّلام کی سنّت کو ادا کیا۔ کیونکہ حضرت نوح نے کہا تھا۔ انی دعوتھم لیلاً و نہاراً۔ میں نے رات کے وقت بھی انہیں تبلیغ کی اور حق کی طرف بُلایا اور دن کو بھی بُلایا۔ جب آنحضرتؐ اس کے مکان پر پہنچے۔ تو کہنے لگا کہ شاید آپ نے دن کے وقت جو کچھ کہا تھا۔ اس کے متعلق عذر کرنے کے لئے اس وقت آئے ہیں۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے ادب سے بیٹھ رہے۔ اور اسے اسلام کی طرف بہت تبلیغ کی۔ پر اُس پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے زمانہ بعثت میں تبلیغ عام طور پر نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ اپنے قریبی قبائل کو آنے والے عذاب سے ڈراؤ۔ تب آپ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور پکارا اے آل غالب۔ تب قبیلہ غالب کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور ابولہب نے کہا یہ آل غالب آ گئے۔ اب بتا تیرے پاس کیا ہے۔ تب آپ نے پکارا۔ یا آل لوئی۔ اس وقت قبیلہ لوئی جمع ہُوا۔ پھر ابولہب نے وہی کلمات کہے تب آپ نے آل مرہ کو پکارا۔ اسی طرح پھر آل کلاب اور آل قصی کو پکارا۔ ہر دفعہ ابولہب ایسا ہی کہتا رہا۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا۔ ان اللّٰہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین وانتم الاقربون اعلموا انی لا املک لکم من الدنیا حظاً ولا من الاٰخرۃ نصیباً الا ان تقولوا لا الٰہ الا اللّٰہ فاشھد بھا لکم عند ربکم اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی قبائل کو ڈراؤں سو تم

میرے قریبی ہو۔ تم یاد رکھو کہ میں نہ دُنیا میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہوں اور نہ آخرت سے تمہیں کچھ حصّہ دلا سکتا ہوں۔ جب تک کہ تم اس بات پر ایمان نہ لاؤ کہ معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی نہیں۔ اگر تم میرا یہ کہنا مان لو۔ تو اللہ تعالےٰ کے حضور اس معاملہ میں مَیں تمہارے حق میں شہادت دونگا ابولہب نے یہ کلمہ سُنکر کہا تبالک الھٰذا دعوتنا۔ تجھ پر ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو پکارا تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ اور وہی ہلاکت کی بد دعا جو ابولہب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی تھی۔ اُلٹ کر خود اُسی پر پڑی یہ ایک مباہلہ تھا جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کافر نے کیا تھا اور اس قسم کے مباہلوں کی مثالیں خود اس زمانہ میں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ جن میں سے ایک مولوی غلام دستگیر قصوری کا مباہلہ ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ اور ایک کتاب میں لکھا تھا کہ اگر وہ جھوٹے ہیں۔ تو وہ ہلاک ہو جائیں۔ اور اگر ان کو جھوٹا کہنے میں مَیں جھوٹا ہوں۔ تو مَیں ہلاک ہو جاؤں۔ چنانچہ اس کے بعد بہت جلد وہ ہلاک ہو گیا۔ ایسا ہی علیگڈھ کا مولوی اسمٰعیل مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں مباہلہ کر کے ہلاک ہُوا۔ اور ایسا ہی جمّوں والا چراغدین عیسائیوں کا دوست اور خود مسیح ہونے کا مدعی وہ بھی مباہلہ کے بعد واصلِ جہنم ہُوا۔ پھر آجکل ڈاکٹر عبدالحکیم نے اس مباہلہ میں پیشدستی کر کے حضرت مسیح موعود کے حق میں تین سال کے اندر مر جانے کی پیشگوئی کی ہے۔ دُنیا عنقریب دیکھ لے گی کہ اس کا یہ کلمہ کس کو جھوٹا اور کس کو سچا ثابت کر کے دکھا دیتا ہے۔ مگر جن بدقسمتوں نے پہلے اس قدر واقعات سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ وہ اب کیا نفع حاصل کر سکتے ہیں

وَتَبَّ۔ اور ہلاک ہو گیا وہ۔

یہاں تک اس سورہ شریف کی اوّل آیت کے الفاظ کے معانی اور تشریح ہو چکی +

تبت یدا ابی لھب وتب۔ ہلاک ہوں ہر دو ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہُوا وہ۔ ہر دو ہاتھ سے مراد اُس کا سارا وجود ہے یا اس کا دین اور دُنیا۔ یا اس کی اولاد ہے۔ کیونکہ اس کو نہ دُنیا میں کوئی آرام پہنچا۔ اور نہ دین کے معاملہ میں اس کو کوئی کامیابی حاصل ہوئی۔ ہر طرف سے وہ خائب و خاسر ہی رہا۔ ابن وقاب نے لکھا ہے۔ کہ تبت کے معنے صفرت ہیں یعنی خالی رہے۔ ہاتھوں کی طرف اشارہ اس واسطے بھی ہے کہ اس کا خیال تھا کہ میرا ہاتھ غالب رہے گا۔ اور میں رسول کے مقابلہ میں فتحمند رہوں گا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کو عذاب کے ساتھ جلد موت دی۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ تبت سے اشارہ اس کے بیٹے عتبہ کی طرف ہے۔ اگر بیٹے کی طرف اشارہ ہو تو بیٹے کی ہلاکت بھی باپ کی ہلاکت ہے اور واقعات یہ ہیں کہ دونوں ہلاک ہو گئے تھے۔ اس کے بیٹے عتبہ کا ذکر ہے کہ وہ تجارت کے واسطے شام کو گیا ہُوا تھا۔ وہاں سے اہل قافلہ کے ذریعہ سے [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

سورۃ تبّت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ① مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ② سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ

ہلاک ہودیں ہردو ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہوا وہ نہ کفایت کیا اس سے اسکے مال اور اُسکی کمائی نے وہ جلد داخل ہوگا آگ میں جو شعلہ والی ہے

لَھَبٍ ③ وَّامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ④ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ⑤

اور اس کی جورو اُٹھانے والی لکڑیوں کی اس کی گردن میں رسی ہے بٹی ہوئی +

بامحاورہ ترجمہ- اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ اس سورۃ شریف کو شروع کیا جاتا ہے- وہ اللہ جو سب کی پرورش کرتا ہے اور محنت کرنے والے کو اس کی محنت کا پھل دیتا ہے- ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں جن کے ساتھ وہ بدی کے کام کرتا ہے اور وہ تو ہلاک شدہ انسان ہے- کیونکہ ایسے بدعمل کو کب تک مہلت دیجیگی- وہ سب مال جو اسکے پاس ہے اور سب کچھ جو اُس نے کمایا ہے ان میں سے کوئی شے وقت عذاب کام نہ آئے گی- وقت قریب آتا ہے کہ وہ آگ میں ڈالا جائے گا اور یہی حال اُسکی عورت کا ہوگا جو لکڑیوں کے گٹھے اُٹھایا کرتی ہے اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہے +

اس سورۃ شریف کا نام سورۃ تبّت ہے اور اس کو سورۃ ابی لہب بھی کہتے ہیں- یہ سورۃ مکہ معظمہ میں اُتری ہے- اس سورۃ میں بسم اللہ کے بعد- پانچ آیتیں اور بیس کلمات اور اکیاسی حروف ہیں +

تشریح ومعانی الفاظ

تَبَّتْ- ہلاک باد- نابود بود- نابود ہوجائیں یہ لفظ تباب سے مشتق ہے- تباب کے معنے ہیں **ہلاکت**- عرب میں ایک محاورہ ہے شَابَّۃٌ اَمْ تَابَّۃٌ اسی معنی میں یہ لفظ قرآن شریف میں اور جگہ بھی آیا ہے قال اللہ تعالیٰ- وماکید الکافرین الّا فی تباب- کفار کی تدابیر کا نتیجہ اُن کے حق میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں- کافر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا- اسکی تمام تدابیر ضائع جاتی ہیں- تَبَّتْ کے دوسرے معنے نقصان اور ادرگھاٹے ہیں- **فتح البیان** میں تبّت کے معنے خَسِرَتْ وخَابَتْ وضَلَّتْ لکھا ہے یعنی گھاٹے میں پڑا- اور نامراد ہوا اور گمراہ ہوا- قرآن شریف میں کفار کے حق میں ہے- وما زادوھم غیر تتبیب- ان کو کچھ زیادہ نہ ملا یعنی کچھ فائدہ نہیں صرف نقصان ہی ہوا- غرض تبّت کے دو معنے ہیں- ہلاکت اور نقصان اور گھاٹا لیکن مآل ہردو معنوں کا ایک ہی ہے- تباہی ناکامی اور نامرادی- **یَدَا**- ہردو دست- دونوں ہاتھ **یَدٌ** کا تثنیہ ہے- یَدٌ کے معنے ایک ہاتھ- یَدَا کے معنے دو ہاتھ- ایدی کے معنے بہت ہاتھ- تَبَّتْ یَدَا کے معنے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں- **اِبی لہب** کفار مکہ کے اکابر میں سے ایک شخص تھا رشتہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا- ابی لہب اُسکی کنیت تھی اور اس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا- عرب میں ہر شخص کو بسبب عزت کے کنیت سے [illegible] تھے اور اصل نام کی بجائے اکثر لوگ کنیت کے ساتھ زیادہ معروف [illegible] لہب [illegible] اُبی لہب کے معنے

ہوئے شعلہ کا باپ- بعض کا قول ہے کہ اُس نے تکبر کے طور پر اپنے لئے یہ کنیت پسند کی تھی- ابولہب اسواسطے بھی اُسے کہتے تھے کہ اس کا چہرہ بہت سُرخ تھا- یہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت عداوت رکھتا تھا- اور عداوت کی وجہ سوائے اسکے نہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توحید کا وعظ فرماتے تھے اور یہ بُت پرست تھا- رات دن حضرت کو تکلیف دینے کے درپے رہتا تھا- جو لوگ باہر سے آتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملنا چاہتے ان کو آگے جاکر راستہ ہی میں ملتا- اور بڑے تکلف اور تکبر کے ساتھ باتیں کرتا ہوا اُن کو سمجھاتا کہ دیکھو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مجنون ہے ہم اسکے چچا ہیں- وہ ہمارا بیٹا ہی ہے- ہم اُس کا علاج کررہے ہیں- تم اسکے پاس مت جاؤ- بعض کو کہتا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر کسی نے جادو کیا ہوا ہے- ایسے جادو زدہ شخص کے پاس جاکر تم کیا لوگے- بہتر ہے کہ تم یہیں سے واپس چلے جاؤ- چنانچہ اس طرح کی باتیں بنا بنا کر لوگوں کو واپس کرنیکی کوشش کرتا رہتا- بعض بدقسمت اس کا کہنا مان لیتے اور واپس چلے جاتے اور جو لوگ زیادہ ہوشیار ہوتے وہ کہتے کہ ہم تو انکو ملنے کے واسطے آئے ہیں- کچھ ہی ہو- اب تو ملاقات کرکے ہی واپس جائینگے- ایسے لوگوں پر خفا ہوتا اور پھر جھنجھلا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا اور [illegible] کانوں میں روئی ڈالدیتا- کہ اچھا تم ضرور جانا چاہتے ہو تو جاؤ- مگر اسکی باتیں [illegible] اسکی باتوں میں ایک جادو ہے وہ تم پر اثر کرجائے گا تو تم بھی ایسے [illegible] چنانچہ ایک صحابی کے ساتھ [illegible]

...ومیوں کو بھیجا ہوا تھا۔ جب خبر آئی۔ کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ...ہیں قوت پیدا ہوئی اور ہم بہت خوش ہوئے۔ میں اور ام الفضل ...بیٹھے تھے اور پرے ابولہب آیا اور وہ بھی بیٹھ گیا۔ اتنے میں ابوسفیان ...ے واپس آیا۔ ابولہب نے اس سے جنگ کی کیفیت پوچھی۔ ابوسفیان ...اور باتوں کے بیان کیا کہ عجب بات یہ ہے کہ ہمارے مقابلہ میں کچھ ...رنگ کے سوار بھی تھے جو آسمان اور زمین کے درمیان میں تھے۔ میں ...کہ وہ خدا کے فرشتے تھے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ ابولہب اٹھا اور مجھے مارنے ...ام الفضل نے مجھے چھڑایا۔ اور ابولہب کو مارا۔ اور لعنت ملامت ...کے سات دن بعد اس کے ہاتھ پر ایک پھوڑا نکلا۔ اور اسی سے مرگیا +

وامرأته حمالة الحطب۔ اور اس کی جورو اٹھانیوالی لکڑیوں کی۔ ...ب کی جورو کا نام ام جمیل تھا۔ حرب کی بیٹی تھی۔ اور ابوسفیان کی بہن ...ضرت کے ساتھ عداوت اور بغض میں اپنے خاوند کی طرح تھی۔ ہمیشہ ...لوگوں کو ...دینے کے درپے رہتی تھی۔ اس آیت شریف میں اس کے خاوند ...م ابولہب اور اس کا نام حمالة الحطب ایک عجیب صنعت ہے۔ جو اپنی ...صفتی اور لطیف معانی رکھتے ہیں۔ اس کے خاوند کی عادت تھی کہ لوگوں ...آنحضرت کے برخلاف جنگ وجدال پر آمادہ کرتا رہتا تھا۔ لہب سے مراد ...آتش جنگ ہے۔ ابولہب وہ شخص ہے۔ جو جنگ پر لوگوں کو برانگیختہ ...تا ہے۔ حمالة الحطب۔ لکڑیوں کے اٹھانے والی وہ ہے۔ جو اس شعلہ ...بھڑکانے کے واسطے اس میں ایندھن ڈالتی رہتی ہے۔ اس عورت کی ...عادت تھی۔ کہ ہر جگہ جھوٹی باتیں بناکر آنحضرت کے برخلاف مخالفت کی ...آگ کو بھڑکاتی رہتی تھی۔ سخن چینی کے ذریعہ سے مخالفت کی آگ کا بھڑکانا ...اس کا پیشہ تھا۔ اور اسی آگ میں وہ خود بھی بمعہ اپنے خاوند کے ہلاک ہوئی

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میان دو کس جنگ چوں آتش است | سخن چین بدبخت ہیزم کش است
کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کوربخت و خجل
میان دو کس آتش افروختن | نہ عقل است خود درمیاں سوختن

بخاری شریف میں آیا ہے قال مجاهد۔ حمالة الحطب تمشی بالنميمة۔ حمالة الحطب وہ ہے۔ جو چغل خوری کرتی پھرتی ہے۔ کہتے ہیں اسکی عادت تھی۔ کہ گھر میں جلانے کے واسطے لکڑیاں خود جنگل میں جاکر چنتی تھی اور اکٹھی کرکے خود اٹھاکر لاتی تھی۔ اس واسطے بھی اس کا نام حمالة الحطب تھا اور آنحضرت کے ساتھ ایسی دشمنی رکھتی تھی کہ جنگل سے کانٹے اور خس وخاشاک اکٹھے کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر اور آپ کے راستہ میں بچھا دیتی تھی تاکہ آپ کو تکلیف پہنچے۔ اور رات کو جب آپ نماز کے [illegible] کے سبب تکلیف ہو سکتا ہے۔ کہ جب [illegible] خاوند کے حق میں اس [illegible]

ایک رسّی باندھیں لئے آنحضرت کے پاس آئی اور اس طرح کہتی آتی تھی مذمما ابينا۔ ودينه قلينا۔ وامره عصينا۔ ہم نے ایک مذمت کئے گئے کا انکار کیا اور اس کے دین کو ہم نے ناپسند کیا۔ اور اس کے حکم کی ہم نے نافرمانی کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمن نابکار بجائے محمدؐ کے مذمم کہا کرتے تھے۔ محمدؐ کے معنے ہیں۔ تعریف کیا گیا۔ اور مذمم کے معنے ہیں مذمت کیا گیا۔ نابکار دشمن ہمیشہ اس قسم کی شرارتیں کیا کرتے ہیں جیسا کہ آجکل کے بیوقوف مخالف لفظ قادیانی کو کادیانی لکھ کر ایک احمقانہ خوشی اپنے واسطے پیدا کرلیتے ہیں مگر ایسی باتوں سے کیا ہوسکتا ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ عزت دینا چاہتا ہے۔ اس کو ذلیل کرنے کے واسطے کوئی ہزار ناک رگڑے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ غرض اس قسم کے الفاظ بولتی ہوئی وہ آنحضرت کی طرف آئی۔ آگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ صدیق کو خوف ہوا کہ یہ شریر عورت ہے اور بے ڈھب طور پر غصہ میں ہے۔ کچھ اذیت نہ دے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تسلی رکھو۔ وہ مجھے نہ دیکھ سکیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسکی نظر حضرت ابوبکر پر پڑی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے نہ دیکھا اور حضرت ابوبکر سے پوچھنے لگی کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تیرے دوست نے میری ہجو کی ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا نہیں۔ اس نے تیری ہجو نہیں کی (ہجو سے مراد شاعرانہ ہجو ہے۔ جو شاعر لوگ کسی دشمن کی کیا کرتے ہیں) اور حضرت صدیق نے سچ کہا۔ سورہ تبت تو کلام خدائے علیم وحکیم ہے۔ نہ کہ کلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ سنکر وہ واپس چلی گئی اور کہتی تھی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں تو انکے سردار کی بیٹی ہوں۔ بھلا میری ہجو کس طرح کوئی کرسکتا ہے +

فی جیدھا۔ اس کی گردن میں۔ جید کے معنے گردن +

حبلٌ۔ رسّی۔

مسد۔ بٹی ہوئی۔ کسی قسم کی بٹی ہوئی رسی۔ پوست کھجور کی ہو۔ یا چمڑے کی ہو۔ یا لوہے کی ہو۔ غرض بٹی ہوئی ہو۔ ہر قسم کی بٹی ہوئی رسّی کو مسد کہتے ہیں۔

فی جیدھا حبل من مسد۔ اسکی گردن میں بٹی ہوئی رسّی ہے +

یہ اس عورت کی صورت ظاہری کا نقشہ ہے جب کہ وہ جنگل سے کانٹے وغیرہ اکٹھے کرکے لاتی۔ تاکہ حضرت کی راہ میں بچھاوے۔ تو ان کا گٹھا رسی سے باندھ کر پشت پر رکھتی اور رسّی اس کی گردن میں سے ہوکر اس کو پکڑے ہوئے ہوتی۔ وہی کانٹے اور وہی رسّیاں بالآخر اس کے واسطے ہلاکت کا موجب ہوئیں۔ اور جہنم کی زنجیر اس کے گلے میں پڑی۔ جیسا کہ لیکھرام اس بدزبانی کے ساتھ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں طعن کی چھری چلاتا تھا۔ وہ چھری ظاہری شکل اختیار کرکے اسکے پیٹ میں بھونکی گئی۔ اور جس طعن کے ساتھ شریر لوگ مسیح موعود کے حق میں بدزبانی کرتے تھے۔ وہی طعن طاعون کی شکل اختیار کرکے انکے گلے کا ہار ہوا۔ لکھا ہے۔ کہ ایکدفعہ یہ عورت اسی طرح لکڑیوں کا بڑا گٹھا اٹھاکر جنگل سے لاتی تھی۔ راستہ میں ایک پتھر پر گٹھا لگاکر اور پشت لگاکر آرام لینے کے واسطے [illegible] لٹکنے لگا۔ اسکے بوجھ سے گردن [illegible]

کو کہلا بھیجا کہ تم محمدؐ کو جا کر کہدینا کہ میں اُسی وحی کا کافر ہوں جو تم پر اُترتی ہے اور شرارت میں ہمیشہ مبالغہ کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددُعا کی تھی۔ کہ اللّٰھم سلط علیہ کلبا من کلابک چنانچہ ایک جنگل میں شیر نے اُسے پھاڑ کھایا +

الغرض ابولہب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک سخت دشمن تھا۔ ہمیشہ ایذادہی کے درپئے رہتا تھا۔ اور آپ کے حق میں ہلاکت کی بددُعا کیا کرتا تھا۔ وہی بددُعا بالآخر الٹ کر اس کے اپنے سر پر جا پڑی اور وہ دین و دُنیا میں خائب و خاسر ہو کر ہلاک ہو گیا +

ما اغنیٰ عنہ۔ نہ کفایت کیا اس سے۔ اس کے کسی کام نہ آیا۔ ہیچ دفع نہ کرد از او +

مالہ وماکسب۔ اس کا مال اور جو کچھ اُس نے کمایا۔ ماکسب جو کچھ اسکی کمائی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مُراد اس کی اولاد ہے۔

ما اغنی عنہ مالہ وماکسب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوئی چیز اُس کے کام نہ آئی۔ خدا کے عذاب سے نہ اس کو اپنا مال چھڑا سکا۔ اور نہ اس کی اولاد اُس کے کسی کام آئی۔ اس میں ایک پیشگوئی بھی ہے کہ باوجود مالدار ہونے کے اور صاحب اولاد ہونے کے اور قوم کے درمیان معزز ہونے کے اس کی تمام کوششیں جو کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کر رہا ہے سب کی سب اکارت جائیں گی۔ وہ اپنی کسی کوشش میں کامیاب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک نامرادی کی موت مرے گا۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بڑا بھاری نشان ہے کیونکہ یہ آیات ایسے وقت نازل ہوئی تھیں۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز مکہ شریف میں رہتے تھے۔ اور صرف چند آدمی آپ کے ساتھ تھے اور بظاہر کوئی رُعب آپ کا لوگوں پر نہ تھا۔ بلکہ سب لوگ ہنسی ٹھٹھا کرتے اور ایذا دیتے اور تمام قوم آپ کی دشمن تھی اور اپنے کیا بیگانے سب بگڑے ہوئے تھے۔ کوئی شخص مسلمانوں میں داخل ہونے کی جرأت بمشکل تمام کر سکتا تھا۔ جو مسلمان ہو جاتا۔ وہ بھی اپنے آپ کو خفیہ رکھتا۔ غرض ایسے وقت میں جب کہ دنیادار نظر بظاہر حالات کرکے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ سلسلہ ایسا کمزور ہے کہ آج ٹوٹا یا کل۔ ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی گئی۔ کہ خدا تعالےٰ ہم کو کامیاب کرے گا۔ اور یہ اشد دشمن ابولہب جیسا قوم کا سردار نامرادی کے گڑھے میں گر جائے گا۔ یہ خدا تعالےٰ کے عجائبات کے نمونے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ اپنے بندوں کی سچائی دُنیا پر روشن کر دیتا ہے۔ اور وہ دکھا دیتا ہے کہ بیشک یہ اُس کی طرف سے مبعوث ہے۔ ورنہ ایک انسان عاجز کا یہ حوصلہ نہیں کہ ایسی بیکسی اور بےبسی کے وقت میں اتنا بڑا دعویٰ کرے۔ خدا تعالےٰ ظاہر میں لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ پر وہ اپنے عجائب در عجائب کاموں سے پہچانا جاتا ہے۔ جس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب قادیان کے گوشوں میں ایک گوشہ نشین شخص تھے۔ اور ایک مہمان بھی کبھی آپ کے پاس نہ آتا تھا۔ اور رات دن تنہائی میں خدا کی عبادت کرتے ہوئے گزرتی تھی۔ اُس وقت خدا نے یہ الہام کیا کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئینگے۔ اور دُور دُور سے تحایف اور ہدایا بھی تیرے لئے لائینگے۔ اس وقت ممکن ہے کہ خود ملہم کو بھی اس پر تعجب ہوا ہو۔ کہ مجھے تو نہ کوئی جانتا ہے اور نہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی جانے۔ اور میں تو اس کو دوست رکھتا ہوں کہ خلوت میں بیٹھا رہوں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں۔ یہ کیا بات ہے کہ دُور دُور سے لوگ آئینگے اور تحفے تحائف بھی لائینگے۔ مگر قدرتِ خداوندی اسی طرح سے ہے کہ جو دُنیا کو خدا کے واسطے لات مارتا ہے۔ دُنیا اسی کی خادم بنائی جاتی ہے اور جو اس کے پیچھے دوڑتا ہے وہ اس کے آگے سے بھاگتی ہے۔ اور اس کو ہمیشہ حسرت اور ناکامی کی حالت میں رکھتی ہے +

سیصلےٰ نارًا۔ جلد داخل ہوگا آگ میں۔ زُود باشد۔ کہ در آید بآتش عنقریب آگ میں ڈالا جائے گا۔ نار سے مُراد دو طرح کی آگ ہے۔ اول اسی دُنیا میں نامرادی اور ناکامی کے ساتھ ہلاکت کی آگ کہ باوجود رات دن کی جان توڑ کوششوں کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ دن بدن ترقی پکڑتا گیا۔ اور وہ ترقی ہر وقت اسکے دل کو ایک سوزش اور جلن میں ڈالتی تھی۔ اور آخر اس کی موت بھی طاعون سے ہوئی۔ جو ایک عذاب کی موت ہے اور اس دُنیا کے عذاب کے ساتھ آخرت کے عذاب کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس کا سچا ہونا امر اوّل کے پورا ہو جانے سے ثابت ہوتا ہے +

ذات لھب۔ شعلوں والی۔ وہ آگ جس سے شعلے نکلتے ہیں۔ اس جگہ لہب کے لفظ میں وہ خوبی ہے کہ خود اس کا نام بھی ابولہب تھا جو کہ اس نے تکبّر اور غرور کے سبب اپنے لئے پسند کیا ہوا تھا +

اِس آیت شریف پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلی اور دوسری آیت تو صیغہ ماضی میں بیان کی گئی ہیں کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اور اس آیت شریف میں صیغہ استقبال استعمال کیا گیا ہے کہ وہ آگ میں داخل ہوگا۔ اس میں کیا حکمت ہے سو واضح ہو کہ دراصل یہ ایک پیشگوئی ہے اور جسوقت سُنائی گئی۔ اسوقت ابولہب چنگا بھلا تھا اور بڑے زور میں تھا۔ اور قوم میں معزز تھا۔ اور آنحضرت ایک بیکسی اور بےبسی کی حالت میں تھے۔ لیکن اللہ کے رسول کی تکالیف کو دیکھ کر آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ ان تکالیف کا اب خاتمہ ہو جاوے اور ابولہب ہلاک ہو جاوے چونکہ کوئی کام زمین پر نہیں ہوتا۔ جبتک کہ پہلے آسمان پر نہ ہولے۔ اسواسطے جس امر کا فیصلہ آسمان پر ہو جاوے۔ اُسکو ہو گیا ہوا بتایا جاتا ہے کیونکہ وہ خدا کا حکم ہے اور یقینی پیشگوئی ہے اور حتمی وعدہ ہے اسواسطے پہلے سے منادی کیگئی کہ ابولہب ہلاک ہو گیا +

حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اور ہمارے گھر میں اسلام داخل ہو چکا تھا۔ کیونکہ حضرت عباس مسلمان ہو چکے تھے اور اُم الفضل بھی اسلام میں داخل ہو گئی تھی۔ اور میں بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن ہم لوگ قوم سے ڈرتے تھے اور عام طور پر اپنے اسلام کو ظاہر نہ کرتے تھے کہ زمانہ ابتدائی تھا اور لوگ سخت دُکھ دیتے تھے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر ابولہب خود نہ گیا تھا۔ بلکہ

اس سورۃ شریف میں کفار کے سرداروں میں سے ایک کو لیا گیا ہے اور نام لیا گیا ہے۔ مگر دراصل اس میں تمام کفار کے سرداروں کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔ اور آپ کی مخالفت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہاتھ بڑھاتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے ان سب کو ہلاک کیا اور دین و دنیا میں خائب و خاسر کر دیا ✣

فالحمد للہ علیٰ ذالک ✣

اغاز

تفسیر سورۃ اخلاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

تو کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہیں جنا اس نے اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہیں اس کے لئے برابری کرنے والا کوئی۔

تفسیری ترجمہ اے رسول اس طرح کہو اور اقرار کرو اور یقین کرو اور لوگوں کو وعظ کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ واحد اور یگانہ ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ کسی کا محتاج نہیں بے نیاز ہے۔ کسی کی اُسے کوئی پروا نہیں۔ اس نے کوئی بیٹا بیٹی نہیں جنا۔ اور نہ خود اس کو کسی نے جنا تھا۔ اور نہ اس کا کوئی کنبہ قبیلہ شریک برادری والا اور برابری کرنے والا ہے ✣

یہ سورہ شریف مکی ہے۔ یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں بسم اللہ شریف کے بعد چار آیتیں ہیں۔ اس کے الفاظ پندرہ ۱۵ ہیں اور حروف سینتالیس ہیں ✣

ھو - ھو بھی اللہ تعالےٰ کا نام ہے توریت میں زیادہ تر یہی نام اللہ تعالےٰ کا آتا ہے۔ عبرانی میں اس کا ترجمہ لفظ **یہوواہ** سے کیا جاتا ہے۔ عبرانی زبان کے ایک مُردہ زبان ہونے کے سبب ٹھیک تلفظ اور اصلیت کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ عبرانی حروف میں اس کو اس طرح لکھا جاتا ہے

יהוה

ی ہ و ہ

اور ابتدائی طرز تحریر زبان عبرانی میں حروف پر حرکات دینے کا رواج نہ تھا۔ اس واسطے ٹھیک طور پر معلوم نہیں رہا۔ کہ توریت میں یہ لفظ کس طرح سے پڑھا جاتا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ یاوہ ہے بعض کہتے ہیں یاھو ہے۔ بعض کے نزدیک یہوواہ ہے۔ آجکل کے یہودی اس لفظ کو خدا تعالےٰ کا ایک خاص مقدس نام مانتے ہیں اور بغیر خاص اوقات نماز اور روزہ کے اس لفظ کا مُنہ پر لانا گناہ جانتے ہیں۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ عبرانی زبان عربی زبان سے نکلی ہے۔ اس واسطے یہ لفظ دراصل **یاھو** تھا۔ ھو اللہ تعالےٰ کا نام ہے اور یا حرف منادی ہے۔ جیسا کہ دُعا میں کہا جاتا ہے کہ یا ھو یا اللہ۔ اسی سے بدل کر انگریزی میں جہوواہ Jehovah ... الرحمٰن ھو اللہ تعالےٰ کے اسماء میں سے ایک اسم [illegible]

اَحَدٌ - احد کے معنے ہیں ایک۔ اکیلا۔ ایک ہی۔ عربی زبان میں واحد کے معنے بھی ایک ہیں اور احد کے معنے بھی ایک ہیں۔ لیکن یہ اس پاک زبان کے عجائبات میں سے ہے کہ لفظ احد صرف اللہ تعالےٰ کے صفات میں بیان ہوتا ہے۔ اور خدا کے سوائے دوسرے کی صفت میں کبھی بولا نہیں جاتا۔ پھر ایک فرق واحد اور احد میں یہ ہے کہ جہاں واحد کا لفظ بولا جاوے۔ وہاں سمجھا جاتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرا اور تیسرا بھی ہے۔ لیکن احد کے بعد دوسرا کوئی نہیں سمجھا جا سکتا ✣

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کہیں لا یقاومہ واحد۔ ایک آدمی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خیال میں آسکتا ہے کہ دو آدمی مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن جب کہا جائے کہ لا یقاومہ احدٌ۔ تو اس کے معنے ہیں۔ کہ اس کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا ✣

اللہ - یہ نام خدا کے واسطے عربی زبان میں اسم ذات ہے۔ خدا تعالےٰ کا خاص نام ہے۔ جو صرف اسی کی ذات پر بولا جاتا ہے۔ دوسری کسی زبان میں خدا تعالےٰ کے واسطے کوئی ایسا خاص نام نہیں۔ جو صرف اللہ تعالےٰ کے واسطے بولا جاتا ہو اور ایک مفرد لفظ ہو اور کسی دوسرے کے واسطے کبھی استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً انگریزی زبان میں اللہ تعالےٰ کے واسطے [illegible] جاتے ہیں [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نو

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

بقیہ سورۂ تبّت

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس سورہ شریف میں ابولہب اور اس کے تمام کنبے کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اس کے متعلق۔ اس کے بیٹے کے متعلق اسکی بیوی کے متعلق اس کے مال و اسباب کے متعلق۔ قدرت خدا یہ سب پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر ایسی پوری ہوئیں۔ کہ آج تک ایک زبردست نشان کے رنگ میں دنیا کے سامنے ایک نقشہ عبرت کھینچ رہی ہیں۔ آج اس زمانہ میں ہی خدا تعالےٰ نے اس قسم کے قہری نشانات کی بہت سی مثالیں قائم کر دی ہیں۔ جن میں سے ایک لیکھرام کا نشان ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت ہی نالائق اور ناپاک کلمات بولا کرتا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے حق میں پیشگوئی کی تھی۔ کہ یہ تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائینگے۔ اور بدگوئی میں اور گالیاں دینے میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔ خدا تعالےٰ نے ان تمام گالیوں اور بدگوئیوں کو ایک خنجر کی شکل میں واپس اُس کے پیٹ میں جھونک دیا۔ جہاں سے کہ وہ نکلی تھیں +

اس آیت شریف کے شان نزول میں یہ اتفاق ہے۔ کہ وہ ابولہب کی گالیوں اور ایذاء کے مقابلہ میں نازل ہوئی تھی۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہلاکت کی بددعا کیا کرتا تھا۔ گو اس امر میں کسی قدر اختلاف ہے۔ کہ آیا یہ آیت اس بات پر نازل ہوئی۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قبائل کو جمع کیا اور انہیں خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ تو اُس وقت ابولہب نے جھنجھلا کر کہا کہ تجھ پر ہلاکت ہو۔ کیا اسی واسطے تو نے ہمارا سارا دن خراب کیا ہے کوہ صفا کے نظارے کو اس زمانہ کے شاعر خواجہ الطاف حسین حالی صاحب نے اچھے پیرایہ میں ادا کیا ہے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے وہ لکھتے ہیں :-

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر — تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب — سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کروگے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا [illegible] بات کا یہاں یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر [illegible] — [illegible] اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانیوالا — ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی — اک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے — کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

بعض کا قول ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اعمام کو جمع کیا اور انکی ضیافت کی۔ اور انکے سامنے کھانا رکھا۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم میں سے تو ہر ایک ایک پوری بکری کا گوشت کھانے والا ہے۔ یہ تو نے کیا ہمارے سامنے رکھا ہے۔ عرب کا قاعدہ تھا۔ کہ دعوت کے وقت ہر شخص کے سامنے بہت سا کھانا رکھا جاتا تھا۔ اور اسمیں ایک عزت سمجھی جاتی تھی۔ اسکے مطابق انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر اعتراض کیا۔ کیونکہ آنحضرت ہر امر میں سادگی پسند بھی تھے۔ اسواسطے انکو کہا گیا کہ تم کھانا تو شروع کرو۔ جب انھوں نے کھانا شروع کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے اس تھوڑے سے کھانے میں ایسی برکت ڈالی۔ کہ وہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بہت سا بچ بھی رہا۔ جبکہ وہ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کیطرف دعوت کی۔ تب انمیں سے ابولہب بولا کہ اچھا اگر میں مسلمان ہو جاؤں۔ تو میرے لئے کیا ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو کچھ دوسرے مسلمانوں کیلئے ہوگا۔ وہی تیرے لئے ہوگا۔ تب اُس نے کہا۔ کیا مجھے دوسروں پر فضیلت نہیں ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فضیلت کس بات کی۔ تب اُس نے جوابدیا۔ تبا لھذا الذین یستوی فیہ انا و غیری۔ خراب ہو وہ دین جسمیں دوسرے میرے برابر ہو جاویں۔ ایسا ہی ایکدفعہ چند لوگ باہر سے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے مکہ معظمہ میں آئے۔ تو ابولہب انکو راستہ میں مل پڑا اور کہنے لگا کہ تم اسکے پاس کیا جاتے ہو۔ وہ تو ساحر ہے۔ ان لوگوں نے جوابدیا کہ کچھ ہی ہو۔ ہم تو اب ضرور اُن سے ملکر جاوینگے جب وہ لوگ باوجود اُسکی بڑی کوشش کے آنحضرت کے پاس چلے گئے اور اُسکی بات نہ مانی۔ تو وہ کہنے لگا۔ انا لم نزل نعالجہ من الجنون فتباً لہ و تعساً۔ ہم تو ہمیشہ اس کا علاج کرتے ہیں۔ کہ اس کا جنون دور ہو جاوے۔ اُس پر ہلاکت اور افسوس ہو۔ اُن لوگوں نے یہ بات آنحضرت صلے اللہ وسلم کو جا کر سنادی۔ جسکے سبب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حزن پہنچا۔ الغرض کوئی ہی موقعہ ابولہب کی شرارت اور شوخی کا ہوا ہو۔ بہر حال یہ سورہ شریف اسی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ کفار کا وجود بھی بہت فائدہ دیتا ہے کیونکہ کفار جب خدا تعالےٰ کے نبی کو دُکھ دیتے ہیں اور اُس کو ہر طرح ستانے پر کمر باندھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی نشان دکھا دیتا ہے۔ اور قرآن شریف کے اکثر حصے کے نزول کے باعث بھی کفار ہی ہیں ورنہ سارے لوگ حضرت ابوبکر رضی کی طرح ابتداء سے تصدیق کرنے والے ہوتے تو پھر [illegible] آیات اور نشانات کہاں نازل ہوتے +

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

بقیہ نوٹ سورۂ اخلاص

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۹) صمد وہ ہے - جو سب سے مستغنی ہو - (ابوہریرہ)
(۲۰) صمد وہ ہے کہ خلقت اس کی کیفیت پر مطلع ہونے سے نا امید ہو +
(۲۱) صمد وہ ہے - جو نہ جنتا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا - کیونکہ جو جنتا ہے لامحالہ اس کا وارث ہوتا ہے اور جو خود جنا گیا ہے وہ ضرور مرتا ہے گویا صمد کے بعد کلمہ لم یلد ولم یولد - اس کا بیان - معنی اور تشریح ہے - (ابوالعالیہ)
(۲۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں - اللہ الکبیر الذی لیس فوقہ احدٌ - صمد وہ کبیر ہے - جس کے اوپر اور کوئی نہیں +

تفاسیر میں صمد کے معنے اور تشریح اور بھی بیان ہوئی ہے - بخوف طوالت اتنے پر اکتفا کیا گیا - اس سورۃ شریف کی دوسری آیت ختم ہوئی +

اللہ الصمد - اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے - کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں - وہ کسی کا مخلوق نہیں - سب اس کی مخلوق ہیں - سب کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے وہ سب کی کیفیت جانتا ہے - کوئی اس کی کیفیت کا عالم نہیں - وہ سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے کسی کا احاطہ اُس پر نہیں سب کا مالک ہے اور سب اس کے مملوک ہیں +

لم یلد ولم یولد - نہ وہ جنتا ہے اور نہ جنا گیا ہے - نہ اس کا کوئی ولد ہے اور نہ وہ کسی کا ولد ہے - اس آیۃ شریفہ میں ان تمام مذاہب باطلہ کا بالخصوص رد ہے جن میں اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور اولاد مانی جاتی ہے - جیسا کہ اس زمانہ کے عیسائی یسوع مسیح کو ولد اللہ اور ابن اللہ کہتے ہیں - اس پر ایک سوال ہوا ہے - کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے لم یلد پہلے کیوں رکھا - اور لم یولد پیچھے کیوں رکھا - اسکی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر مشرکین کا یہ مذہب ہوتا ہے کہ فلاں شخص خدا کا بیٹا تھا یا فلاں عورت خدا کی بیٹی تھی - مگر یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص خدا کا باپ تھا - یا فلاں عورت خدا کی ماں تھی - گو عیسائیوں کے جاہل فرقہ نے اس شرک میں کمال پیدا کیا ہے - کیونکہ انکے درمیان مریم کو خدا کی ماں کہا جاتا ہے اور ایک بڑا فرقہ عیسائیوں کا اب تک مریم کی پرستش کرتا ہے +

ولم یکن لہ کفواً احد - اور نہ اس کے واسطے کوئی کفو ہے - کفو کے معنے ہیں نظیر اور مثل - عرب میں بولا کرتے ہیں ھذا کفوٌ لہ - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں - لیس لہ کفواً ولا [illegible] کفو کے مراد صاحبہ یعنی جورو ہے - جیسا کہ ایک

اور جگہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے +

بدیع السموٰت والارض انّٰی یکون لہ ولدا ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شیٔ - وہ آسمانوں کا اور زمین کا بنانے والا ہے اس کا ولد کہاں سے آگیا - جبکہ کوئی اسکی جورو نہیں اور اُس نے ہر شے پیدا کی ہے اور ہر شے اس کی مخلوق ہے نہ کہ اولاد +

یہانتک ہم نے اس سورۂ شریفہ کے الفاظ کے معانی اور اُنکی تشریح مفصل بیان کردی ہے - اب اس سورہ کے مضمون پر اور اس کے فوائد اور عجائبات پر کچھ بیان کیا جاتا ہے +

یہ سورۂ شریفہ باوجود مختصر ہونے کے بڑے عظیم الشان مطالب اور مضامین پر مشتمل ہے - لکھا ہے کہ سورۂ الحمد سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے اور آخری دو سورتیں معوذتین آخری دُعائیں ہیں - اور قرآن شریف کا متن سورۂ بقرہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۂ اخلاص پر ختم ہوتا ہے اس صورت میں یہ سورۃ قرآن شریف کی سب سے آخری سورۃ ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ سورہ آخری زمانہ کے عظیم الشان فتنۂ عیسائیت سے بچنے کے واسطے ایک بڑا ہتھیار ہے - اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ کی توحید پر بالخصوص زور دیا گیا ہے - کہ وہ ایک خدا ہے اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کا کنبہ قبیلہ ہے اس میں عیسوی مذہب کی تردید کی گئی ہے - کیونکہ دین عیسوی کی تمام دار و مدار تثلیث پر ہے کہ ایک خدا باپ ہے اور ایک خدا بیٹا ہے - اور ایک خدا رُوح القدس ہے - عیسائیوں نے ایک کنبہ خدائیاں مقرر کیا ہے - کوئی باپ ہے کوئی بیٹا ہے - کوئی رُوح القدس ہے - مگر اللہ تعالےٰ نے ان سب کی تردید کی ہے کہ خدا وہ ہے جو لم یلد ہے - کسی کا باپ نہیں اور لم یولد ہے کسی کا بیٹا نہیں اور لم یکن لہ کفواً احد ہے نہ اس کے برابر کوئی روح قدس وغیرہ ہے - لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احدٌ - ان ہر سہ کلمات کے ساتھ تثلیث کو رد کر دیا گیا ہے - اور اس رد کی دلیل الفاظ احد اور صمد میں بیان کیگئی ہے - کیونکہ جو ایک ہے - وہ تین کس طرح ہو سکتا ہے اور جو یگانہ ہے اسکے ساتھ دوسرا تیسرا اسکی مانند کیونکر بن سکتا ہے اور وہ صمد ہے کسی کا محتاج نہیں - یسوع تو کھانے پینے کا محتاج تھا بھوک سے ایسا لاچار ہو جاتا تھا کہ جیسا کہ انجیلوں میں لکھا ہے جس درخت پر سے پھل نہ ملے - اُس درخت کو بھی دیوانوں کیطرح گالیاں دینے لگ جاتا تھا معلومات کا یہ حال تھا کہ کہنے لگا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ قیامت کب ہو گی - باوجود بڑی خواہش اور دُعا کے صلیب سے اپنے آپ کو بچا نہ سکا - وہ جو محتاج ہے وہ صمد نہیں ہو سکتا اور جو صمد نہیں وہ خدا نہیں - وہ احد ہے اس لئے اپنی ہستی کو ثابت کرنے کے واسطے اور اپنی قدرت تام دکھلانے کے واسطے

ایک گاڈ God اور دوسرا لارڈ Lord سو
ظاہر ہے کہ گاڈ God کا لفظ انگریزی زبان میں تمام رومی اور یونانی
اور ہندی بتوں پر بولا جاتا ہے اور دیوتاؤں کے واسطے بھی استعمال ہوتا
ہے اور لارڈ کا لفظ تو ایسا عام ہے کہ ایک معمولی فوج کا افسر بھی لارڈ
ہوتا ہے اور ایک صوبے کا حاکم بھی لارڈ ہوتا ہے۔ بلکہ ولایت میں پارلیمنٹ
کے اعلےٰ حصے کے تمام ممبر لارڈ ہی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی فارسی زبان میں اللہ
تعالےٰ کے واسطے کوئی خاص لفظ نہیں۔ جو لفظ زیادہ تر اللہ تعالےٰ کے
واسطے بولا جاتا ہے۔ وہ خدا یا خداوند ہے۔ خدا ایک مرکب لفظ ہے اور
اس کے معنے ہیں۔ خود آ۔ جو خود بخود ہے۔ اور کسی نے اس کو جنا نہیں اور
فارسی لٹریچر میں یہ الفاظ اوروں کے واسطے بھی استعمال میں آتے ہیں
ایسا ہی سنسکرت زبان میں جس قدر اللہ تعالےٰ کے نام ہیں وہ سب
صفاتی نام ہیں۔ کوئی اسم ذات نہیں +

یہاں تک اس سورۂ شریف کی پہلی آیت کے الفاظ کے معانی کی
ہم نے تشریح کردی ہے قل ھو اللہ احد ۝ کہدے اے
محمدؐ اور تمام جہان میں منادی کردے کہ وہ اللہ ایک ہے نہ اس کی
ذات میں کوئی شریک ہے نہ اس کی صفات میں کوئی اس کی مانند ہے
نہ یسوع اللہ تھا۔ نہ رام۔ نہ کرشن۔ نہ بدھ۔ اور نہ کوئی اور۔ ہمیشہ سے
ایک ہی اللہ ہے اور ہمیشہ تک ایک ہی اللہ ہوگا۔ ایک ازلی ابدی خدا۔

اللہ الصمد۔ صمد وہ ہے۔ جس کے سامنے لوگ اپنی حاجتیں پیش
کرتے ہیں۔ اس صورت میں صمد بمعنے مصمود ہے۔ جیسا کہ قبض بمعنے
مقبوض آتا ہے۔ اس کے معنے ہیں وہ سردار جس کے لوگ محتاج ہیں یہ لفظ
ان معنوں میں عربی زبان کے لٹریچر میں مستعمل ہے۔ چنانچہ دو شعر بطور مثال کے
اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں +

الا بکر الناعی بخیر بنی اسد   بعمرو بن مسعود و بالسید الصمد

خبردار صبح کو موت کی خبر دینے والے نے۔ بنو اسد کے اچھے آدمیوں سے جس کا
نام عمرو بن مسعود اور بڑے سردار کی خلقت محتاج ہے +

ایسا ہی ایک اور شاعر کا قول ہے۔

علوته بحسام ثم قلت له   خذها حذیف فانت السید الصمد

میں اپنی تلوار لے کر اس پر چڑھ گیا پھر اسکو کہا لے اسکو اے حذیفہ۔ کیونکہ تو بڑا سردار
اور حاجت روا ہے +

پس صمد اس سردار کو کہتے ہیں جسکی طرف وقت حاجت قصد کیا جاوے
چونکہ اللہ تعالےٰ تمام انسانوں کو سب حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے قدرت تام
رکھتا ہے۔ اس واسطے اسکی صفت میں یہ لفظ استعمال کیا گیا۔ اسی لحاظ سے سید
سردار کو صمد کہتے ہیں کیونکہ تمام قوم اپنے سردار کی محتاج ہوتی ہے حضرت
ابن عباس کی [illegible] آنحضرت [illegible] ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ [illegible]

علیہ وسلم صمد کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ھو السید الصمد الذی یصمد الیہ
فی الحوائج۔ وہ سردار ہے جسکی طرف لوگ احتیاج کے وقت قصد کرتے ہیں
پھر لغت عربی میں صمد اس کو کہتے ہیں۔ جس کا جوف نہ ہو۔ یعنے اس کے
اندر کوئی چیز نہ جا سکے۔ نہ اس میں سے کوئی چیز نکلے۔ ایسا ہی صمد اس ٹھوس
پتھر کو بھی کہتے ہیں۔ جس پر گرد و غبار نہ پڑ سکے۔ مفسرین نے مختلف پہلوؤں
کے لحاظ سے لفظ صمد کی تفسیر کئی طرح سے کی ہے۔ جن میں سے بعض کو یہاں
نقل کیا جاتا ہے +

(۱) صمد وہ عالم ہے جس کو تمام اشیاء کا علم ہو اور وہ بجز ذات الٰہی کے
دوسرا نہیں +

(۲) صمد حلیم کو کہتے ہیں کیونکہ سید وہی ہو سکتا ہے جو حلم اور کرم کی صفات
اپنے اندر رکھتا ہو +

(۳) صمد وہ سردار ہے جسکی سرداری اور سیادت انتہائی اعلیٰ درجہ تک ہو۔
(ابن مسعود و ضحاک) +

(۴) صمد خالق الاشیاء ہے (اصم) +

(۵) صمد وہ ذات ہے جو چاہے سو کرے اور حکم کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے۔ اس
کے حکم کو کوئی پیچھے نہیں کر سکتا اور اس کی قضا کو کوئی ٹال نہیں سکتا (حسین بن فضل)

(۶) صمد وہ شخص ہے جس کی طرف لوگ حاجت کے وقت رغبت کرتے ہیں اور
مصیبت کے وقت اس کے پاس اپنی فریاد لے جاتے ہیں۔ (سدی)

(۷) سید المعظم کو صمد کہتے ہیں +

(۸) صمد غنی کو کہتے ہیں +

(۹) صمد وہ ہے جس کے اوپر اور کوئی نہ ہو جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے
وھو القاھر فوق عبادہ +

(۱۰) صمد وہ ہے جو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ پر دوسروں کو کھلاتا ہے اور
پلاتا ہے (قتادہ) +

(۱۱) حسن بصری کا قول ہے۔ کہ صمد وہ ہے جو لم یزل ہے اور لایزال ہو
اور اس کے لئے زوال نہیں +

(۱۲) صمد وہ ہے۔ جسپر موت نہیں اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا۔ اور آسمانوں
و زمین کی میراث اسی کی ہے (ابن ابی کعب) +

(۱۳) صمد وہ ہے جسپر نیند کا غلبہ نہیں اور نہ اس سے سہو صادر ہوتا ہے
(یمان و ابو مالک) +

(۱۴) صمد وہ ہے کہ جن صفات سے وہ متصف ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی
نہیں ہو سکتا۔ (ابن کیسان) +

(۱۵) صمد وہ ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو (مقاتل ابن حیان) +

(۱۶) صمد وہ ہے جسپر کوئی آفت نہیں [illegible]

(۱۷) صمد وہ ہے جو تمام صفات [illegible]

باعث ہے ایسا ہی قرآن شریف میں ایک اور جگہ آیا ہے کہ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر زمین و آسمان کے اندر اللہ کے سوائے کوئی اور معبود ہوتا۔ تو ان میں فساد مچ جاتا۔ فساد کی دُوری اس سے ہے۔ کہ انہیں توحید قائم کیجاوے +

(۱۴) سورۃ المانعۃ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ شب معراج میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں نے تجھے سورۃ اخلاص عطا کی ہے۔ جو کہ عرش کے خزانوں کے ذخیروں میں سے ہے اور عذاب قبر سے روکتی ہے +

(۱۵) سورۃ المحضرۃ۔ کیونکہ اسکے پڑھنے کے وقت فرشتے اسکے سُننے کیلئے حاضر ہوتے ہیں +

(۱۶) سورۃ المنفرۃ۔ کیونکہ شیطان اسے سُنکر بھاگ جاتا ہے +

(۱۷) سورۃ البراءۃ۔ کیونکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو یہ سورۃ پڑھتا تھا فرمایا کہ تو آگ سے بری ہو گیا +

(۱۸) سورۃ المذکرۃ۔ کیونکہ یہ سورت انسان کو خدا تعالےٰ کی توحید یاد دلاتی ہے اور غفلت سے نکالتی ہے +

(۱۹) سورۃ النور۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک شے کے لئے ایک نور ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف کا نور قل ھو اللہ احد ہے +

(۲۰) سورۃ الامان۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس کسی نے کہا۔ لَا اِلٰہَ الا اللہ۔ وہ اللہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ جو قلعہ میں داخل ہوا۔ اُس نے امان پائی +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ انی احب ھذہ السورۃ۔ میں اس سورہ (اخلاص) سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبک ایاھا ادخلک الجنۃ۔ اسکی محبت تجھے بہشت میں داخل کردیگی۔ ایسا ہی اور بہت سی حدیثوں میں اس سورہ شریفہ کی تعریف آتی ہے کہ یہ قرآن شریف کے تیسرے حصّہ کے برابر ہے اور اس کے پڑھنے کے بڑے بڑے فوائد ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ شریفہ میں خالصۃً اللہ تعالےٰ کی توحید کا ذکر ہے اور تمام انبیاء اور رسول جو خدا تعالےٰ کیطرف سے مبعوث ہوتے ہیں انکی بعثت کا اصل منشا یہی ہوتا ہے کہ توحید الٰہی کو دنیا میں قائم کریں کہ ایک خدا کی عبادت میں مخلوق کو لگا دیں اور غیر اللہ کی محبت اور خوف کو دلوں سے نکالکر انسان کو خدا کا بندہ بنا دیں۔ کیونکہ دراصل تمام بدیاں اور گناہ اسی سے شروع ہوتے ہیں۔ کہ انسان کے دل میں خدا تعالےٰ کے سوائے کسی دوسری چیز کی محبت یا اسکا خوف غالب آجاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کیا سبب ہے کہ ایک انسان جب جانتا ہو کہ سوراخ کے اندر ایک زہریلا سانپ ہے تو وہ ہرگز اس سوراخ میں اپنی انگلی نہیں ڈالتا۔ اور جب جانتا ہے کہ اس زہر کے کھانے سے میں مرجاؤنگا۔ تو خواہ کتنا ہی کوئی زور لگائے اس زہر کو ہرگز مُنہ پر نہیں لاسکتا۔ تو پھر کیا سبب ہے۔ کہ انسان باوجود اس اقرار کے کہ خدا ہے اور ایک واحد خدا سب کا مالک اور خالق ہے پھر گناہ کرتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ معرفت الٰہی اس کو پورے طور سے حاصل نہیں۔ جب معرفت پُورے طور سے حاصل ہوجائے تو پھر ممکن ہی نہیں کہ انسان گناہ کے نزدیک جاسکے +

بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں امامت نماز کی کرتا تھا۔ نماز پڑھانے کے وقت جب وہ کوئی حصّہ قرآن شریف کا پڑھتا تو اُس کو سورۂ اخلاص کے ساتھ شروع یعنے پہلے سورۃ اخلاص پڑھتا اور بعد اس کے کوئی اور سورۃ یا کوئی حصّہ قرآن شریف کا پڑھتا۔ ہر رکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔ دوسرے اصحاب اس معاملہ میں اُسپر اعتراض کرتے اور کہتے کہ کیا تو دوسری سورتوں کو کافی نہیں سمجھتا۔ کہ اس سورۃ کو بہرحال ساتھ ملا ہی دیتا ہے۔ اور بسا اوقات اُسے کہتے کہ تو اس سورۃ کا بار بار ہر رکعت میں پڑھنا چھوڑ دے۔ وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا کہ تمہارا اختیار ہے کہ مجھے امام بناؤ یا نہ بناؤ میں تمہاری امامت چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سورۃ شریفہ کا پڑھنا ترک نہیں کرسکتا۔ لوگ اس کو دوسروں سے افضل جانتے تھے اور بہرحال اسکو ہی امام بنانا پسند کرتے تھے۔ اس واسطے یہ جھگڑا اسی طرح سے رہا۔ یہاں تک کہ ایک موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچائی گئی آنحضرتؐ نے اسکو بُلایا اور فرمایا کہ اے فلانے تجھے کونسی بات اس سے مانع ہے کہ تُو اپنے ساتھیوں کا کہنا مانے اور ہر رکعت نماز کے اندر تو نے سورۂ اخلاص کا پڑھنا کسواسطے اختیار کیا ہے۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ انّی احبّھا مجھے یہی سورۃ پیاری لگتی ہے۔ تب آنحضرت نے فرمایا حبک ایاھا ادخلک الجنۃ اس کا پیار کرنا تجھے جنّت میں داخل کردے گا۔ فقط اسکی وجہ یہی ہے کہ اس سورہ شریفہ کے ساتھ محبت کرنا خدا تعالےٰ کی توحید کے ساتھ محبت کرنا ہے اور اپنے آپ کو محتاج جانکر ایک خدا کیطرف اپنی احتیاج کو لیجانا۔ جو شخص تمام دُنیا کو چھوڑ کر خدا کی طرف جُھکتا ہے۔ خدا تعالےٰ اُسکو دُنیا و مافیہا سے بے احتیاج کر دیتا ہے اور اپنے فضل سے اسکے سارے کام پورے کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کے عقیدہ میں کمال پیدا کرنا انسان کو تمام مشکلات سے بآسانی نکالکر لیجاتا ہے۔ لیکن اسمیں بعض ناواقف لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے اور وحدت وجود کیطرف جُھک گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہر ایک چیز جو ہم کو نظر آتی ہے خدا ہے۔ ہر ایک آدمی خدا ہے اور صرف خدا ہی ہے باقی اور کچھ نہیں +

حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ یہ لوگ خود خدا تعالےٰ کے خالق بنتے ہیں۔ اور اپنی عقل سے خدا تعالےٰ کی کیفیت پر ایک احاطہ کرنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ گویا انھوں نے مانند ایک جراح کے خدا کو نعوذ باللہ چیر پھاڑ کر دیکھ لیا ہے۔ اور اُسکی تمام حالت پر آگاہ ہوگئے ہیں +

آخری زمانہ میں اس فتنہ کے بالمقابل ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ جو احد اور صمد خدا کی پرستش کو دنیا میں قائم کرتا ہے۔ اور بالخصوص اس مذہب اور فرقہ کو دنیا سے اکھیڑتا ہے جس کا یہ دعوے ہے کہ خدا باپ ہے اور خدا بیٹا ہے اور خدا روح القدس ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس سورۃ شریف کو قرآن شریف کے آخر میں رکھ کر اس امر کیطرف اشارہ فرمایا ہے کہ آخری زمانہ کا فتنہ یہ ہوگا کہ تین خدا مانے جاوینگے۔ ایک خدا کا باپ بنایا جاوے گا۔ ایک خدا کا بیٹا بنایا جاوے گا۔ ایک تیسرا بھی ہوگا جو انکی مانند اور مثل ہوگا (ایک روایت میں ہے عیسائیوں ہی نے سوال کیا تھا کہ آپ کے خدا کے کیا صفات ہیں اور انکے سوال کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی تھی) اس فتنہ کو مٹانے والا وہ شخص ہوگا۔ جو خدا کو احد اور صمد مانتا ہوگا۔ اور اس امر کو دنیا کے آگے ثابت کردے گا کہ خدا صمد ہے۔ اپنے بندوں کی حاجات کو پوری کرتا ہے۔ بندے اپنی ضرورتوں کے وقت اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور وہ انکی دعائیں قبول کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے اور خوارق میں سے آپکی دعاؤں کی قبولیت ہے جس میں مقابلہ کے واسطے تمام جہان کے عیسائیوں آریوں وغیرہ کو بارہا چیلنج دیا جاچکا ہے مگر کسی کی طاقت نہیں کہ اس مقابلہ میں کھڑا ہوسکے ✣

چونکہ تمام شرائع اور عبادات کا اعلیٰ مقصد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات اور افعال کی معرفت حاصل ہو۔ اور اس سورہ شریفہ سے اسکی ذات کی معرفت حاصل ہوتی ہے اسواسطے اسکو حدیث شریف میں ثلث القرآن یعنے قرآن شریف کا تیسرا حصہ کہا گیا ہے۔ بلحاظ ان عجائبات اور فوائد کے جو کہ اس سورۃ شریف سے مستنبط ہوتے ہیں۔ اور اسپر ایمان لانے سے جو راہ سلوک کی طے ہوتی ہے۔ اُن کے لحاظ سے اس سورہ شریفہ کے بہت سے نام رکھے گئے ہیں۔ عرف بھی اسبات کا شاہد ہے۔ کہ اچھے ناموں کی زیادتی تعداد مسمی کے شرف اور مزید فضیلت پر دلیل ہوا کرتی ہے چنانچہ کچھ نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ✣

(۱) **سورۃ التفرید**۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ایک فرد ہونے اور تثلیث وغیرہ کی تردید میں ہے ✣

(۲) **سورۃ التجرید**۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ایک اور لاثانی ہونے کا اس میں بیان ہے ✣

(۳) **سورۃ التوحید**۔ کیونکہ توحید کا ایسا واضح بیان کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے ✣

(۴) **سورۃ اخلاص**۔ اور یہ نام زیادہ تر مشہور ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خالص اللہ تعالےٰ کی توحید کا اور صفات اضافیہ اور سلبیہ کا ذکر ہے۔ اور سوائے خدائے تعالےٰ کے جلال کے بیان کے اور کسی امر کا اس سورۃ شریفہ میں ذکر نہیں ہے۔ جو کوئی اس کے بیان پر پورا ایمان رکھے۔ وہ اللہ کے دین میں مخلص ہے ✣

(۵) **سورۃ النجاۃ**۔ کیونکہ اس پر پورا ایمان لانے سے ۔ ۔ ۔ اور اسی یقین پر مرنے سے کہ خدا ایک ہے۔ انسان نجات پاتا ہے اور دوزخ سے بچتا ہے برخلاف اسکے عیسائیوں نے نجات اس میں سمجھی ہے کہ خدا تین بنائے جائیں لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کا رد کیا ہے کہ نجات اس میں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو ایک مانا جاوے ✣

(۶) **سورۃ الولایۃ**۔ کیونکہ یہ سورۃ پورے علم اور عمل اور معرفت کا ذریعہ ہوکر انسان کو درجہ ولایت تک پہنچا دیتی ہے ✣

(۷) **سورۃ النسبۃ**۔ کیونکہ اس سورہ کے شان نزول میں ذکر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ کہ آپ کے معبود کا نسب نامہ کیا ہے۔ تب یہ سورۃ نازل ہوئی ✣

(۸) **سورۃ المعرفۃ**۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی معرفت اسی کلام کی معرفت کے ساتھ کامل ہوتی ہے۔ جابر کی روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے نماز پڑھی۔ اور نماز میں قل ھو اللہ احد کی سورۃ پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان ھذا عرف ربہ بیشک اس شخص نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اس سے سورۃ کا نام سورۃ المعرفۃ ہوگیا ✣

(۹) **سورۃ الجمال**۔ حدیث شریف میں آیا ہے ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔ اللہ تعالےٰ کے جمال کے متعلق جب سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ وہ احد صمد لم یلد ولم یولد ہے ✣

(۱۰) **سورۃ المقشقشۃ**۔ مقشقشہ کے معنے ہیں بری کرنیوالا۔ جب کوئی بیمار شفا پاتا ہے تو اہل عرب کہتے ہیں۔ تقشقش المریض عمابہ بیمار نے اُس سے نجات پائی۔ جس میں وہ گرفتار تھا۔ چونکہ یہ سورۃ شرک اور نفاق سے انسان کو بری کرکے خدا تعالےٰ کا خالص بندہ بنا دیتی ہے اسواسطے اس کا نام مقشقشہ رکھا گیا ہے ✣

(۱۱) **سورۃ المعوذۃ**۔ کیونکہ ایکدن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اس سورۃ کو اور سورتوں کے ساتھ ملاکر تعوذ فرمایا ✣

(۱۲) **سورۃ الصمد**۔ کیونکہ اس میں صمد کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہے

(۱۳) **سورۃ الاساس**۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آسمانوں اور سات زمینوں کی بنیاد قل ھو اللہ احد پر بنائی گئی ہے۔ اسبات کی سمجھ قرآن شریف کے اس مقام سے بخوبی آسکتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے تثلیث اور ایک انسان کو خدا بنانے اور خدا کا بیٹا بنانے کی بھاری خرابی اور نہایت شرارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عقیدہ ایسا ناپاک ہے کہ تکاد السموت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال۔ قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑیں۔ اور زمین پھٹ جاوے اور پہاڑ گرجاویں۔ پس جب تثلیث کا باطل عقیدہ دنیا وما فیہا کی خرابی اور بربادی کا موجب ہے تو اسکے بالمقابل توحید الٰہی ... [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق ایڈیٹر بدر

بقیہ سورۃ الفلق

(گزشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ ارقیک من کل شیٔ یؤذیک من شر کل نفس

ڈرتا ہوں میں (سات بار کہے) اللہ کے نام سے منتر پڑھتا ہوں کہ تجھ پر ہر چیز سے جو ایذا

اوعین حاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک

دے تجھ کو بدی سے ہر جان کے اور آنکھ سے حسد کرنے والے کے اور شفا دے تجھ کو اللہ کے

اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان

نام سے منتر پڑھتا ہوں تجھ پر پناہ میں دیتا ہوں میں تم دونوں کو اللہ کے کلموں کی جو

وھامۃ ومن کل عین لامۃ اسال اللہ العظیم

پوری ہیں بدی سے ہر شیطان اور جانور ایذا دینے والے اور ہر آنکھ نظر لگانے والی

رب العرش العظیم ان یشفیک + بسم اللہ الکبیر

کی سے مانگتا ہوں اللہ عظمت والے سے جو صاحب ہے عرش بڑے کا کہ شفا دے تجھ کو ساتھ

اعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار ومن

نام اللہ بڑائی والے کے پناہ چاہتا ہوں اللہ کی جو عظمت والا ہے بدی سے ہر رگ

شر حر النار + ربنا اللہ الذی فی السماء تقدس اسمک

جوش مارنے والی کے اور بدی سے دوزخ کی گرمی کے + رب ہمارا اللہ ہے جو آسمان میں ہے

امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء

پاک ہے نام تیرا۔ حکم ہے تیرا آسمان اور زمین میں جس طرح ہے رحمت تیری آسمان میں

فاجعل رحمتک فی الارض اغفر لنا حوبنا وخطایانا

بس کر رحمت اپنی زمین میں بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور چوک ہماری

انت رب الطیبین انزل رحمۃ من

تو ہے صاحب پاکوں کا اتار رحمت اپنی میں سے

رحمتک وشفاء من شفاءک علی ھذا الوجع اللھم

رحمت اور شفا اپنی شفا میں سے اس بیماری پر اے اللہ

اشف عبدک ینکا لک عدوا ویمشی لک الی جنازۃ

شفا دے اپنے بندے کو کہ زخمی کرے تیری راہ میں دشمن کو اور چلے تیرے

اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی

واسطے ساتھ کسی جنازہ کے۔ اے اللہ جلا تو مجھ کو کہ جب تک ہو زندگی بہتر میرے واسطے

وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی + اللھم انی اعوذ بک

اور مار مجھ کو جس وقت ہو موت بہتر واسطے میرے۔ اے اللہ تیری پناہ

من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء

مانگتا ہوں بلاء کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور برے فیصلہ

وشماتۃ الاعداء + اللھم انی اعوذ بک من الھم

سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ اے اللہ تحقیق میں پناہ چاہتا

والحزن والعجز والکسل والجبن والبخل

ہوں فکر اور غم سے اور ناتوانی اور سستی سے اور نامردی اور بخل سے

وضلع الدین وغلبۃ الرجال +

اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع ساتھ نام اللہ کے بخشنے والا مہربان

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝

کہہ پناہ پکڑتا ہوں ساتھ رب صبح کے اُس چیز کے شر سے جو پیدا کیا ہے اور شر اندھیرا کرنے والے کے سے جبکہ چھپ جاوے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

و شر پھونکنے والیوں کے بیچ گرہوں میں اور شر حسد کرنے والے کے سے جبکہ حسد کرے۔

بامحاورہ تفسیری ترجمہ

اس طرح سے دعا مانگ میں اپنے اُس پروردگار کے حضور میں پناہ گیر ہوتا ہوں۔ جو اندھیرے کو دور کر کے صبح کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ اُس کے حضور میں پناہ گیر ہوتا ہوں ان تمام چیزوں کی بدی سے جو پیدا ہوئی ہیں اور اندھیرا کرنے والے کی شرارت سے جبکہ وہ چھپ جاوے۔ اور ان کی شرارت سے جو گرہوں میں پھونکیں دے کر مخلوق الٰہی کو دکھ دینے کے درپے ہوتے ہیں۔ اور حاسد کے فتنہ سے جبکہ وہ حسد پر کمر باندھے +

یہ سورۃ شریفہ مدنی ہے۔ یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد پانچ آیتیں ہیں۔ اور تیئیس کلمے [illegible] حروف ہیں +

یہ بہت بُرا عقیدہ ہے۔ ہاں وحدت شہود کا عقیدہ درست ہے جسکے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت اور عظمت ایسی بیٹھ جائے کہ کسی دوسرے کی اسکو پرواہی نہ رہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ عشق اور محبت کا ایسا درجہ حاصل ہو جائے کہ بغیر خدا تعالےٰ کے ہر شئے اسکو ہیچ نظر آئے اور خدا تعالےٰ کی وحدت پر اُسکو پورا یقین ہو کہ وہی ایک اس قابل ہے جسکی عبادت کیجاوے اور جسکی اطاعت کے واسطے اپنی جان کو قربان کر دیا جائے۔ دراصل تمام بدیوں کی جڑھ شرک ہے جلی ہو یا خفی۔ جب انسان کسی دوسرے انسان کو اپنا حاجت روا یقین کرتا ہے۔ اور اس کیطرف اس طرح جُھکتا ہے کہ گویا اُسکے بغیر کوئی اُس کا کام کرنے والا نہیں تو وہ توحید کے برخلاف اپنا قدم رکھتا ہے اور ایک شرک میں گرتا ہے۔ صاف وہ ہے جو ہر حال میں اپنے خدا پر اپنے یقین کو قائم رکھتا ہے۔ اور اسی پر اس کا بھروسہ ہوتا ہے۔

چیست ایمان وحدۂ پنداشتن ؎ کار حق را با خدا اگذاشتن

یہاں سورۂ اخلاص کے نوٹ ختم ہوئے

سورۃ الفلق

اس سورۂ شریف کی تفسیر سے پہلے اس امر کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سورہ کے شانِ نزول میں بعض مفسروں نے یہ بیان کیا ہے کہ کسی یہودی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا اور اس قسم کے جادو گروں کے شر سے محفوظ رکھنے کے واسطے اللہ تعالےٰ نے یہ دُعا سکھلائی ؛

اس واقعہ کو اگر احادیث میں دیکھا جائے اوّل تو اس حدیث کا راوی صرف ایک شخص ہے یعنی ہشام۔ حالانکہ اتنے بڑے واقعہ کے واسطے ضروری تھا کہ کوئی اور صاحب بھی اس کا ذکر کرتے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ پر اس جادو کا کچھ اثر ہو گیا تھا یا آنحضرت نے ان جادو کرنے والے لوگوں کا کچھ پیچھا کیا تھا۔ یا ان کو گرفتار کیا تھا ؛

ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں اس قسم کے آدمی ہُوا کرتے ہیں جن کا یہ پیشہ ہُوا کرتا ہے کہ وہ لوگوں پر جادو کیا کریں۔ اور یہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو خفیہ سازشوں اور شرارتوں کے ذریعہ سے لوگوں کو سزا دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص ان کے پاس آیا ہے اور وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ اسواسطے ان کے پاس اپنی یہ خواہش لاتا ہے کہ میرا دشمن مر جائے یا کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو جائے یا مجنون ہو جائے۔ تو وہ اس شخص کو ویسے ہی کوئی تعویذ سا بنا دینگے یا کوئی تاگہ گرہیں ڈالکر دیدینگے۔ اور کہدینگے کہ کسی طرح اپنے دشمن کو کھلاؤ یا اسکے گھر ڈالدو۔ یا اور کوئی بات اس قسم کی بتلا دیں گے۔ لیکن دراصل یہ صرف ایک ظاہری بات اس شخص کو دھوکا دینے والی ہوگی اور خفیہ طور پر وہ اس کے دشمن کو کسی دوائی کے ذریعہ سے بیمار کرنے یا مجنون کرنے یا ہلاک کرنے پر کمر باندھیں گے۔ اور کسی نہ کسی حیلہ سے اس کام کو پورا کر کے اپنے جادوگر ہونے کا لوگوں کو یقین دلائینگے ؛

دوسرے قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو توجہ کے ذریعہ سے اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو دُکھ دینے کے درپے رہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ بھی ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہے ہیں۔ اور آجکل اس گروہ کی ایک بڑی جماعت امریکہ میں موجود ہے۔ ان کا مطلب بھی سوائے شرارت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پیشہ کو مخفی رکھتے ہیں۔ ورنہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو ہر جگہ گرفتار کر کے سزا دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کی شرارتوں سے بچنے کے واسطے انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے اور ہوشیاری کا سب سے عمدہ اور اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں انکی شرارت سے پناہ مانگی جائے ؛

اس سورۂ شریف سے پہلے سورۂ اخلاص ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی توحید کا تذکرہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ان دو سورتوں میں اس فیضان کا تذکرہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان پر وارد ہوتا ہے ؛

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر نہ ہونے کی ایک ظاہر دلیل یہ ہے کہ آنحضرت کو مسحور کہنا تو قرآن شریف میں کفار کا قول کہا ہے جو کہ جھوٹا قول ہے اور نیز خدا تعالےٰ کا کلام ہے واللہ یعصمک من الناس پھر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی یہودی کا جادو آنحضرت پر چل جاتا ؛

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ بیماری کے وقت بیمار کے حق میں دُعا کرتے ہوئے خدا تعالےٰ سے استعاذ کرنا طریق سنت ہے۔ دوا کرنا بھی ضروری ہے مگر اس کے ساتھ دُعا بھی چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قال ابن عباس کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعلمنا من الاوجاع کلھا والحمی ھذا الدعاء بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار و شر حر النار۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تمام دردوں اور بخار کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ دُعا سکھایا کرتے تھے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو کریم ہے خدا عظیم کی پناہ مانگتا ہوں کہ رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے ؛

اس طرح خدا تعالےٰ کے حضور میں پناہ مانگنے کی دُعائیں بہت سی احادیث میں وارد ہیں جن میں سے بعض بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کی جاتی ہیں ؛

۱ اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر سبعا
پناہ چاہتا ہوں میں اس کی عزت اور قدرت کی اس چیز کی بدی سے جو پاتا ہوں اور [illegible]

اسکی شاخیں زمین پر پھیلتی ہیں اور ہزاروں لوگ اُسکے سایہ کے تلے آرام کرتے ہیں۔ اسے خدا اگر میں ناکارہ گٹھلی کی طرح ہوں تو تو رب الفلق ہے۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ اور میری پرورش کر۔ غرض اسی طرح بہت دُعا کرکے اور نماز کو ختم کرکے میں ان لوگوں میں آ بیٹھا۔ تب خدا تعالےٰ کے عجائب کاموں کا اظہار اس طرح سے ہُوا کہ وہ شخص جو میرے ساتھ مباحثہ کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ اس نے بجائے اسکے کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کسی مسئلہ کا ذکر شروع کرتا۔ ایک اور حدیث جو ان معاملات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی تھی پیش کردی اور کہا کہ آپ اس کا مطلب مجھے سمجھادیں۔ میں نے ان تمام لوگوں کو جو جمع تھے سُنا دیا کہ دیکھو یہ حدیث حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ اور یہ ایک علیحدہ بات ہے جو اس شخص نے پوچھی ہے۔ اس شخص نے بھی کہدیا کہ ہاں یہ جُدا امر ہے۔ مباحثہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ سردست میں اس حدیث کا مطلب مولوی صاحب سے سمجھ لوں۔ سامعین اسپر برانگیختہ ہوئے اور اس شخص پر خفا ہو کر چلدیئے۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے ہم کو ان کے شرانگیز منصوبہ سے محفوظ رکھا +

کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ دوزخ میں ایک لق و دق جنگل ہے اس کا نام فلق ہے جب وہ کھولا جاتا ہے تو سارے دوزخی اس کی شدت گرمی کی وجہ سے چیخنے لگتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دوزخ کی تہ میں ایک کنوآں ہے جسے فلق کہتے ہیں اسپر ایک پردہ پڑا ہُوا ہے جب وہ اُٹھا دیا جاتا ہے تو اس میں ایک ایسی سخت آگ نکلتی ہے جس سے خود جہنم چیختی ہے علاوہ اسکے اور بھی بہت سے اقوال ہیں مگر سب سے صحیح تر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فلق صبح کو کہتے ہیں یا دانہ اور گٹھلی کے پھوٹنے اور اُگنے کا نام ہے +

بعض نے کہا ہے کہ یوسف علیہ السلام جب کنوئیں میں ڈالے گئے تھے تو آپ کے گھٹنے میں سخت درد ہُوا (شاید گرنے کے سبب چوٹ لگی ہو) ایسا سخت درد ہُوا کہ تمام رات جاگتے ہوئے گزری۔ یہاں تک کہ طلوع صبح کا وقت ہو گیا۔ تب ایک فرشتہ نازل ہُوا جس نے آپ کو تسلی دی اور کہا کہ خدا تعالےٰ سے دُعا مانگو وہ اس درد کو دُور کردے گا۔ حضرت یوسف نے اُس فرشتے کو کہا کہ تو دُعا کر میں آمین کہونگا۔ چنانچہ اس فرشتے نے دُعا کی اور حضرت یوسف نے آمین کہی۔ تب خدا تعالےٰ نے اس دُعا کو قبول فرمایا اور وہ درد تھم گیا اور ان کو آرام ہو گیا۔ تب حضرت یوسف نے دُعا کی۔ کہ اسوقت جسقدر بیمار ہیں اور تکلیف میں ہیں ان سب کو آرام دیا جائے فرشتے نے اس دُعا پر بھی آمین کہی اور کہتے ہیں یہی سبب ہے کہ صبح کے وقت ہر بیمار کو تھوڑا بہت افاقہ ہوجاتا ہے وہ دُعا حضرت یوسف کی مفصلہ ذیل الفاظ میں تھی +

یاعُدتی فی شدتی ویا مونسی فی وحشتی و راحم غربتی

اے میرے ہتھیار میرے مصائب میں اور میرے مونس میری وحشت کے وقت اور اے رحم

ویاکاشف کربتی ویا مجیب دعوتی ویا الٰهی واله ابائی

کرنیوالے میری غربت پر۔ اور اے میری گھبراہٹ کے دُور کرنیوالے۔ اور اے میری دُعا کے قبول کرنے والے۔ اور اے [illegible] باپ دادوں کے معبود

ابراهيم واسحٰق ويعقوب۔ ارحم صغر سنی وضعف رکنی

ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب کے معبود۔ میری چھوٹی عمر پر رحم فرما اور میرے ضعف

وقلة حيلتی ياحی يا قيوم۔ ياذوالجلال والاكرام۔

رکن پر رحم فرما۔ اور میرے حیلہ کے کم ہونے پر رحم کر۔ اے حی اے قیوم اے صاحب جلال اور اکرام +

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ جو کچھ خدا نے پیدا کیا۔ اس کے شر سے یعنی تمام پیدایش الٰہی میں جو اشیاء انسان کے واسطے مضر اور خراب اور تکلیف دہ ہیں ان سب سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پناہ چاہتا ہے +

بعض کا قول ہے کہ شر ما خلق سے مراد شیطان ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی شے انسان کے واسطے موجب شر اور دُکھ اور تکلیف نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ شر ما خلق سے مراد جہنم ہے گویا کہ انسان خدا تعالےٰ کے حضور جہنم سے پناہ چاہتا ہے۔ بہرحال اس میں تمام موذی اور دُکھ دینے والے اور خدا سے دُور رکھنے والے اشیاء سے خدا کے حضور پناہ مانگی گئی ہے خواہ وہ شیطان ہو یا جن یا موذی حیوان مثل بچھو سانپ شیر وغیرہ +

غاسق۔ اندھیرا کرنے والا۔ ہر ایک چیز جو تاریکی اور ظلمت پیدا کرے۔ غاسق رات کو کہتے ہیں اور غسق تاریکی کو کہتے ہیں کیونکہ رات تاریکی پیدا کرتی ہے اسواسطے وہ غاسق ہے۔ اور غسق برد کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ رات بہ نسبت دن کے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ غاسق ثریا کو بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا گرنا عموماً وبا اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور غاسق سورج کو بھی کہتے ہیں جبکہ غروب ہوجائے اور چاند کو بھی کہتے ہیں جبکہ اسکو گہن لگے۔ غاسق سانپ کو بھی کہتے ہیں۔ جبکہ وہ کاٹ کھائے اور ہر ایک ناگہاں آنیوالی چیز جو ضرر پہنچائے۔ یا بھیک مانگنے والا جبکہ وہ تنگ کرے تو اسکو بھی غاسق کہتے ہیں۔ غرض ہر ایک چیز جو انسان کو ظلمت روحانی یا جسمانی میں ڈالے اسکو غاسق کہتے ہیں۔ جب رات بہت تاریک ہو تو عرب کے محاورہ میں کہتے ہیں غسق الليل اور جب آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائیں تو کہتے ہیں غسقت العين اور جب زخم پیپ سے بھر جائے تو کہتے ہیں غسقت الجراحة +

وقب۔ کے معنے ہیں چھپ گیا۔ وقب کے اصلی معنے ہیں کسی شے میں داخل ہونا۔ ایسا کہ وہ نظر سے غائب ہوجاوے +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ روی ابو سلمة عن عائشة انه اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدها واشار الى القمر وقال استعيذی بالله من شر هذا فانه الغاسق اذا وقب۔ ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور چاند کیطرف جبکہ وہ کسوف میں تھا اشارہ کرکے فرمایا کہ اسکے شر سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پناہ مانگ کیونکہ یہ اندھیرا کرنے والا ہے جبکہ چھپ جائے +

النفّٰثٰت فی العقد۔ گرہوں میں پھونکنے والیاں۔ النفث [illegible]

[illegible] نفث کے معنے [illegible]

فلق۔ اُس چیز کو کہتے ہیں جو کہ پھٹ کر پیدا ہو جیسا کہ دانہ جو زمین میں بویا جاتا ہے اور جب اُس کو نمی پہنچتی ہے تو وہ پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے ایک بڑا درخت پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی فلق صبح کو بھی کہتے ہیں۔ کہ رات کی تاریکی پھٹ جاتی ہے اور اس میں سے صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے زجاج کا قول ہے الفلق الصبح۔ لان اللیل یفلق عنه الصبح وھو فعل بمعنے مفعول۔ فلق صبح کو کہتے ہیں کیونکہ رات سے صبح نکلتی ہے اور جدا ہوتی ہے۔ اس جگہ فعل مفعول کے معنوں میں آیا ہے۔ اسکی مثال ہے ھو ابین من فلق الصبح۔ ایسا ہی قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ کی صفات میں بیان ہُوا ہے کہ وہ فالق الاصباح ہے رات کے وقت جب تمام دُنیا پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ تو بادشاہ اور سپاہی امیر اور غریب سب برابر ہو جاتے ہیں۔ تاریکی میں شناخت نہیں ہو سکتی کہ دشمن کون ہے اور دوست کون ہے کونسی چیز مفید ہے اور کونسی چیز ضرر دینے والی ہے۔ لیکن جب صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے تو انسان پہچان لیتا ہے کہ یہ میرا دوست ہے اور یہ دشمن ہے اور اس چیز سے مجھے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور اس سے نقصان کا احتمال ہو سکتا ہے گویا اس میں انسان اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا کرتا ہے کہ اے پروردگار اگرچہ ہم اپنی نادانی اور بے علمی اور گناہ گاری کے سبب ایک ظلمت اور تاریکی در تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں لیکن تیری وہ ذات ہے کہ تمام تاریکیوں کو دُور کر دیتی ہے اور روشنی اور نور پیدا کر کے دُکھ دینے والی چیزوں سے انسان کو بچانے والا تو ہی ہے پس تو ہی ہم پر رحم فرما کیونکہ تیرے حضور میں ہم تمام تاریکیوں سے پناہ گزین ہوتے ہیں

قلل الحرب فی لغات القرآن۔ الفلق شق الشیٔ ا وابانة بعضه عن بعض یقال فلقته فانفلق۔ قال تعالیٰ فالق الاصباح وقال فالق الحب والنوی وقال فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاك الحجر فانفلق وقوله تعالیٰ قل اعوذ برب الفلق الفلق بالتحریك قیل هو ضوء الصبح وانارته والمعنیٰ قل یا مخاطب اعتصم وامتنع برب الصبح وخالقه ومدبره ومطلعه متیٰ شاء علیٰ مایریٰ من الصلاح فیه ویقال هو الخلق کله لانهم ینفلقون بالخروج من اصلاب الاباء وارحام الامهات کما ینفلق الحب من النبات ویقال الفلق ما ینفلق عن الشیٔ وهو یعم جمیع الممکنات لانه جل شانه فلق ظلمة عدمها بنور ایجادها ۔ **ترجمہ**۔ فلق۔ کسی شے کے پھٹنے کو یا بعض سے بعض کو جدا کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ عربی میں کہتے ہیں۔ فلقته۔ فانفلق یعنے اُسے پھاڑا پس وہ پھٹ گیا۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے فالق الاصباح۔ صبح کا پھاڑنے والا۔ ظاہر کرنے والا۔ نمودار کرنے والا۔ اور ایسا ہی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے فالق الحب والنوی دانے اور گٹھلی کے پھاڑنے والا۔ اور اُن سے درخت بنانے والا۔ اور ایسا [illegible] قرآن شریف میں آیا ہے فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاك [illegible] فانفلق یعنی ہم نے موسیٰ کو وحی کی۔ کہ اپنی جماعت کو دریا میں سے [illegible] پس وہ دریا پھٹ گیا اور جماعت کے واسطے راستہ ہو گیا اور لشکر صاف نکل گیا اور ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے قل اعوذ برب الفلق کہ میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ پروردگار فلق کے اس جگہ لفظ فلق حرف ل کی زبر کے ساتھ ہے اور اسکے معنے ہیں صبح کی روشنی اور اس کا چمکنا اور اسکے معنے یہ ہیں کہ اے مخاطب حفاظت طلب کر۔ اور پناہ مانگ اس رب کے حضور میں جو صبح کا رب اور خالق اور مدبر ہے اور اسکے چڑھانے والا ہے جب چاہے اور جس کے لئے اس میں صلاحیت دیکھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس جگہ فلق سے مراد تمام مخلوقات ہے کیونکہ وہ سب کے سب مذکر کے اصلاب سے اور مؤنث کے ارحام سے نکلے ہیں۔ ایسا ہی دانہ پھٹتا ہے تو اس سے سبزی نکلتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فلق وہ ہے جو کسی شے سے پھٹ کر جدا ہوتی ہے اور یہ عام ہے تمام مخلوقات پر۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اسکے عدم کی ظلمت کو پھاڑ کر اسکو وجود کی روشنی میں لاتا ہے +

اور فلق کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو ذات صفحہ عالم سے ان ظلمات اور تاریکیوں کو محو کرنے اور مٹا دینے پر تمام قدرت رکھتی ہے اسے یہ بھی طاقت اور قدرت ہے کہ جو شخص عاجزی کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے پناہ جو ہوتا ہے وہ اس کے تمام خوف اور دہشت کو دُور کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں صبح کا طلوع ہونا آغاز فرحت و سرور کی مثال ہے کہ جس طرح آدمی تمام رات طلوع فجر کا انتظار کرتا ہے۔ اسی طرح خائف و عائذ نجاح و فلاح کے طلوع صبح کا انتظار کرتے ہیں۔ بہر تقدیر خدا تعالیٰ کے حضور پناہ مانگنی چاہیئے تمام مخلوق کی برائی سے۔ موذی آدمی جن درندے وحشی جانور سانپ بچھو وغیرہ سے +

حضرت مولوی نور الدین صاحب اس سورہ شریفہ کے عجائب فوائد میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لاہور میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں کچھ کام ہے۔ چنانچہ وہ مجھے مسجد چینیاں والی میں لے گیا اور مسجد میں داخل ہونے سے پہلے بیان کیا کہ چند لوگ جمع ہیں کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ جب میں مسجد کے اندر داخل ہُوا تو مَیں نے دیکھا کہ وہاں ایک غیر معمولی مجمع ہے اور مباحثہ کے واسطے اکھاڑا لگایا گیا ہے۔ قبل ازیں مجھے ہرگز خبر نہ تھی کہ اس کام کے واسطے میں اس جگہ لایا گیا ہوں۔ مَیں نے ہنوز نماز پڑھنی تھی۔ مَیں نے ان لوگوں کو کہا کہ یہ گفتگو کا موقع ہے معلوم نہیں کہ اس میں کتنی دیر ہو جائے آپ لوگ نماز پڑھ چکے ہو اور مَیں نے ہنوز پڑھنی ہے۔ اسواسطے بہتر ہے کہ میں پہلے نماز پڑھ لوں۔ اس سے میرا یہ منشا تھا کہ میں پہلے اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا کر لوں اور پھر انکے ساتھ گفتگو کروں۔ کیونکہ بغیر امداد الٰہی کچھ کام نہیں بن سکتا۔ چنانچہ وضو کر کے میں نماز میں کھڑا ہُوا اور یہی سورہ فلق میں نے شروع کی۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں عاجزی سے دُعا کی۔ کہ اے خداوند کریم تو رب الفلق ہے ایک پڑھے [illegible] کو دیا جاتا ہے [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولنا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾

کہہ پناہ پکڑتا ہوں ساتھ پروردگار لوگوں کے — بادشاہ لوگوں کے — معبود لوگوں کے — برائی وسوسہ ڈالنے والے

الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ٪﴿۶﴾

پیچھے ہٹ جانیوالے کی سے جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینوں لوگوں کے — جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے

بامحاورہ تفسیری ترجمہ

اس طرح دعا کر جن ہو یا آدمی ہو۔ جو کوئی انسانوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کی ترقی کو روک کر اسے پیچھے ڈال دیتا ہے۔ اس کے وسوسہ کی بدی سے اس خدا کے حضور میں پناہ گیر ہوتا ہوں۔ جو انسانوں کا پرورش کنندہ اور ان کا بادشاہ اور ان کا معبود ہے۔

اس سورہ شریف میں اللہ تعالےٰ کی تین صفتوں کا بیان کیا گیا ہے۔ ربّ۔ ملک۔ الٰہ۔ اور پھر ان ہرسہ صفات کے اس پرتوہ کی طرف بالخصوص اشارہ کیا گیا ہے جو کہ انسان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کیا معنے وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا اس کو تمام قویٰ ظاہری اور باطنی عطاء فرمائے اور ان قوےٰ کی تربیت کے واسطے ہر قسم کے سامان مہیا کئے۔ جنین تھا تو ماں کے پیٹ کے اندر ہی اسے غذا پہنچائی۔ پیدا ہوا تو ساتھ ہی ماں کی چھاتیوں میں اپنی غذا کا ذخیرہ موجود پایا اسے چھوڑا تو ماں باپ اور اقربا کو اپنے سامان خوردنی پوشیدنی کے مہیا کرنے میں مصروف پایا بڑا ہوا تو محنت مزدوری کی اور خدا نے اس میں برکت ڈالی۔ اس لفظ میں اپنے اصلی مربّی کے بے انتہا احسانات کو یاد کرنے کے بعد اس دعا میں انسان اپنے اس خدا کو یاد کرتا ہے جو اس کا حقیقی بادشاہ ہے اسی کے قبضہ قدرت میں تمام زمین اور آسمان کی کل ہے۔ چاہے تو [illegible] آن میں زلزلے سے یا بجلی سے یا اور جس طرح چاہے [illegible] کو فنا کر دے یا فنا شدوں کو پھر پیدا کر دے تمام انسانوں کے دل بھی اسی کے قبضہ میں ہیں وہ بادشاہ [illegible] انسان کے خیالات اس کی نگاہ میں ہیں بغیر اس کے اذن کے نہ کوئی کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے وہ ملک النّاس ہے پس وہ جو ہمارا ربّ ہے اور وہ جو ہمارا ملک ہے اور سلطان ہے وہی اس لائق ہے کہ ہمارا اللہ ہو اور معبود ہو اسی کی عبادت کیجاوے اسی سے اپنی حاجتیں مانگنی چاہئیں اور اسی کی تعریف کرتے ہوئے سر اس کے آگے جھکایا جاوے۔ پتھر کے بت تو ہمارے اپنی مخلوق ہیں اور ہم خود انکی تربیت کرتے ہیں اور انپر حکومت کرتے ہیں جس طرح چاہیں انکو گھڑ کر بناتے ہیں اور جہاں چاہیں انکو رکھتے ہیں۔ برہمن کے قابو میں آیا۔ تو اس نے زری کے کپڑے پہنا دئے اور سونے کے زیوروں سے مرصّع کر دیا اور محمود کے ہاتھ لگا تو اس نے کاٹ کر جوتیاں رکھنے کے واسطے دہلیز کے باہر گاڑ دیا۔ رومن پادری نے اسپر سونے کا گلٹ کیا اور گرجے میں سجایا۔ تو اسکے پراٹسٹنٹ بھائی نے اپنے باپ دادوں کی بے وقوفی پر مضحکہ اڑانے کے واسطے اسے عجائب گھر میں رکھ دیا۔ سو بتوں کا تو ذکر ہی کیا جب کہ خود بت پرست بھی بتوں کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ باقی رہے عناصر اور حیوان اور انسان جن کی بعض بے وقوف لوگ پوجا [illegible] کر مر گئے نہ انہیں سے کسی نے ہماری ربوبیت کی اور نہ کوئی ہمارا مالک اور بادشاہ تھا اور نہ کوئی ہمارا معبود ہو سکتا ہے۔ ظاہری بادشاہوں کی حکومت ظاہر حالات پر ہے۔ چور چوری پر سے پکڑا گیا تو اس کو سزا ملگئی۔ لیکن چور جب چوری کی نیت کرتا ہے اور کسی کی عمدہ شے دیکھ کر دل میں ارادہ کرتا ہے کہ موقعہ پر اسے اٹھا لے اس وقت اس کی نیت اور ارادے کو بجز خدا کے کون دیکھ رہا ہے۔ پس حقیقی بادشاہ وہی ہے۔

اس دعا میں انسان اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے خدا کے ساتھ اس تعلق کو یاد کرتا ہے کہ اے خدا تو ہی میرا پرورش کنندہ ہے اور تو ہی میرا بادشاہ ہے اور تو ہی میرا معبود ہے پس میں تیرے ہی حضور میں اپنی یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ نیکی کے حصول کے بعد جو انسان کے دل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ اس کو نیکی سے پیچھے ہٹانا چاہتے ہیں ان خیالات کے [illegible] سے مجھے بچا۔

اس سے [illegible] ظاہر ہے [illegible] وسوسوں کا [illegible] ضروری ہے [illegible] یعنی [illegible] دل میں [illegible] کوئی حرج نہیں [illegible]

ے ہمارے رب بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت کی
دینی عطاء فرمائی ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے ایک دفعہ جس
نیکی کو ہم حاصل کریں وہ استقامت کے ساتھ ہمارے اندر قائم
رہے۔

یہ سورہ شریف قرآن شریف میں سب سے آخری دُعا
ہے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ قرآن جس کے پڑھنے کی تو نے
ہم کو توفیق دی ہے۔ اب ایسا کر ہمارے دل اس پر ایمان
کے واسطے ایسے پختہ رہیں کہ اس کلام کے متعلق کوئی وسوسہ
اور بدخیال کبھی ہمارے دل میں نہ آنے پاوے اور ہم
اس پر عمل کریں اور تیرے نیک بندوں میں شامل ہو جاویں
قرآن شریف کے ذریعہ سے رحمٰن خدا نے کس قدر رحمت دنیا
پر نازل فرمائی۔ تمام احکام شرعیہ۔ گذشتہ بزرگوں کی نیک
مثالیں طریق دُعا۔ غرض ہر شے ضروری کی تعلیم دیگئی ہے

اس سورہ شریف کے شروع میں انسان کا نام تین
بار لیا گیا ہے اور ہر بار اللہ تعالیٰ کا ایک جُدا نام اس پر
رکھا گیا ہے۔ یعنے پہلی دفعہ ربّ النّاس کہا گیا ہے۔
دوسری بار ملک النّاس فرمایا ہے اور تیسری بار الٰہ النّاس
مذکور ہوا ہے۔ یہ ہر سہ صفات الٰہیہ انسان کی تین مختلف
حالتوں کی طرف اور اللہ تعالےٰ کے تین فیضانوں کی
طرف جو انسان کی ان حالتوں پر وارد ہوتے ہیں اشارہ
کرتی ہیں۔

انسان بلحاظ اپنی رُوحانی ترقی یا تنزل کے تین درجے
رکھتا ہے۔ سب سے ادنےٰ درجہ کا انسان وہ ہے
جسے کچھ خبر نہیں کہ حصول نیکی اور حصول معرفت الٰہی کیا
شے ہے اور وہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ ایسے شخص کے
واسطے نیکی بدی سب برابر ہے۔ اگر وہ بدی کرتا ہے تو
اُسے کبھی کچھ فکر نہیں ہوتا کہ میں بدی کرتا ہوں۔ اس کا
نفس اُس پر نہ صرف غالب ہے بلکہ پوری طرح اس پر حکمران
ہے وہ نہیں جانتا کہ دین اور دینداری کیا لطف اپنے اندر
رکھتی ہے اور نہ دینداروں کی صحبت اختیار کرتا ہے اور نہ
اس کو کبھی یہ خواہش ہی پیدا ہوتی ہے کہ دیندار بنے وہ
اپنی حالت میں مثل ایک بے خبر کے پڑا ہے جس نے معرفت
کا کبھی نام بھی نہیں سنا یہ شخص نفس اَمّارہ کے ماتحت ہے
پر خدا تعالےٰ ان سب کے واسطے رب النّاس ہے یعنی
[illegible] پرورش کرتا ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کو نہیں مانتے
[illegible] ایسے لوگوں

کے واسطے ایک وقت عذاب کا بھی بالآخر آجاتا ہے
مگر سردست وہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت سے
فائدہ حاصل کرتے ہیں اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ رب النّاس
ہے جو لوگ نیکی کرتے ہیں انکی پرورش ہوتی ہے جو بدی
کرتے ہیں انکی پرورش ہوتی ہے۔ بارش آتی ہے۔ تو نیک
و بد سب کے کھیت کو سیراب کر جاتی ہے اور سورج نکلتا ہے
تو کافر اور مومن سب کو روشنی دیدیتا ہے۔ ہوا چلتی ہے
تو مسلم اور غیر مسلم سب کو اپنا فائدہ پہنچا دیتی ہے اس لحاظ
سے خدا تعالےٰ کی ربوبیت عام ہے وہ تمام جہان کے
لوگوں کا رب ہے۔ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ امیر ہو یا غریب ہو
دانا ہو یا بے وقوف ہو۔ عالم ہو یا جاہل ہو۔ بادشاہ ہو یا
رعایا ہو۔ ہر ایک کو اس کی ربوبیت عامہ سے حصہ دیا جاتا
ہے اس لحاظ سے وہ رب النّاس ہے۔

درمیانہ درجہ کے لوگ جو درجہ ادنےٰ سے اُوپر کے
درجہ میں ہیں وہ ہیں جن کو معرفت الٰہی کا شوق پیدا ہو گیا
ہے انھوں نے جان لیا ہے کہ نیکی عمدہ شے ہے اور
وہ خواہش رکھتے ہیں کہ اپنی موجودہ حالت سے نکلیں اور
ترقی کریں اور آگے قدم رکھیں۔ بدیوں کو چھوڑ دیں۔ اور
نیکیوں کو اختیار کریں۔ لیکن ان کا نفس ہنوز ان پر غالب ہے
وہ بدی سے پرہیز کرتے ہیں مگر بسبب کمزوری پھر بھی کسی
نہ کسی وقت بدی میں گر جاتے ہیں۔ اُٹھتے ہیں اور پھر گر
جاتے ہیں۔ پھر اُٹھتے ہیں اور پھر گر جاتے ہیں۔ یہی حالت
انکی ہوتی رہتی ہے۔ وہ دل سے سچی توبہ کرتا ہے۔ کہ
اب آیندہ یہ کام نہ کروں گا۔ لیکن نفس کے جذبہ کیوقت
پھر کر بیٹھتا ہے اور خدا تعالےٰ کی غفاری اور ستاری کیطرف
پھر جھکتا ہے اور اسکی رحمت کے حضور میں فریادی ہوتا ہے
اور اپنی کمزوری کے سبب نالاں رہتا ہے اور شب و روز
اس فکر میں سرگرداں پھرتا ہے کہ کب وہ وقت آئے گا۔ کہ
پھر بدی اس کے قریب کبھی نہ آئے گی وہ اقرار کرتا ہے
کہ میں ایک بادشاہ حقیقی (ملك النّاس) کی حکومت کے
ماتحت ہوں اور اس کے قوانین کی فرمانبرداری مجھ پر واجب
ہے اسواسطے وہ قواعد شرعیہ کی پابندی کیواسطے ہر وقت
سعی کرتا رہتا ہے لیکن اپنی کمزوری اور اپنے ضعف کے
سبب غلطی کر بیٹھتا ہے اور اپنے بادشاہ سے معافی کا
طلبگار ہوتا ہے ایسے شخص کا نفس لوامہ ہے۔ وہ غلطی
پھر کر بیٹھتا ہے لیکن اس غلطی پر راضی نہیں رہتا بلکہ اپنے

آپکو ملامت کرتا ہے اور غمگین ہوتا ہے اور افسوس کرتا ہے کہ
مینے کیوں ایسا کام کیا اور پھر توبہ کرتا ہے اور ہر دفعہ اس کی
توبہ سچے دل کے ساتھ ہوتی ہے اور توبہ کے وقت وہ کبھی
وہم نہیں رکھتا کہ دوبارہ یہ کام کریگا اسی واسطے خدا تعالیٰ
اس پر رحم کرتا ہے اور اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اسکے
گناہ بخش دیتا ہے۔

اس سے بڑھ کر درجہ والے وہ لوگ ہیں۔ جو ہر طرح سے
تمام گناہوں کو چھوڑ چکے ہیں اور انکے نفسانی جذبات ٹھنڈے
ہو چکے ہیں اور اب کوئی بدی انکو دُکھ نہیں دیتی بلکہ وہ آرام
اور اطمینان کے ساتھ اپنے خدا کی بندگی میں مصروف ہیں
وہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرا چکے
ہیں اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی
دوسرا شریک انکے دل میں باقی نہیں رہا اور انھوں نے اب
واحد خدا کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت
کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضاء و قدر
کے امور کو بدل و جان قبول کر لیا ہے۔ اور نہایت نیک نیتی
اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں
کو بارادت تمام سر پر اُٹھا لیا اور نیز وہ تمام صداقتیں اور
پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ
اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے
کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء پہچاننے
کے ایک قوی رہبر ہیں۔ بخوبی معلوم کر لیا ہے یہ وہ لوگ ہیں
جو نفس مطمئنہ رکھتے ہیں۔ اور بسبب اس کے ان کے افعال
اقوال۔ حرکات خیالات عبادات وغیرہ میں ان کا مقصود
محبوب اور معبود صرف اللہ ہی ہے۔ جو کہ الٰہ النّاس ہے

انسان کے ان ہر سہ درجات اور حالات کیطرف اس
آیت میں اشارہ کیا گیا ہے ان ہر سہ حالات کو صوفیا نے
اپنی تجربہ کردہ باتوں کے ذکر کے ساتھ عجیب عجیب پیرایوں
میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ حافظ شیراز نے نفس لوامہ کی
مشکلات پر نگاہ کر کے اس مضمون کو اس شعر میں ادا کیا
ہے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

حافظ شیراز نے اس شعر میں انسان کی ان تین حالتوں کو [illegible]
کیا ہے اور ان کی تمثیل [illegible]
[illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ میرے دل میں بُرے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں کیا میں ان کے سبب سے گنہگار ہوں۔ فرمایا۔ فقط بُرے خیال کا اُٹھنا اور گذر جانا تم کو گنہگار نہیں کرتا یہ شیطان کا ایک وسوسہ ہے جیسا کہ بعض انسان جو شیطان کی طرح ہوتے ہیں لوگوں کے دلوں میں بُرے خیالات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس فقط انکی بات سُننے سے اور رد کر دینے سے کوئی گنہگار نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ گنہگار ہوتا ہے جو انکی بات کو مان لیتا اور اسپر عمل کر لیتا ہے

حضرت مولوی نور الدین صاحب حدیث کی بنا پر فرمایا کرتے ہیں اور اپنا تجربہ بیان کیا کرتے ہیں کہ خیال بد کے وقت اگر انسان بائیں طرف تھوک دے اور لاحول پڑھے تو وہ وسوسہ فوراً دُور ہو جاتا ہے عاجز راقم نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے اور درست پایا ہے۔

ایک پیشگوئی سُورۃ الناس قرآن شریف کی سب سے آخری سورۃ ہے اور اس کا مضمون آخری زمانہ میں ایک بڑے فتنہ سے خدا تعالےٰ کی پناہ مانگنے کا حکم دیتا ہے وہ فتنہ خناس کا ہے۔ جو کہ لوگوں کے دلوں میں قسما قسم کے وساوس ڈالکر ان کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ یسوع کو خدا بنانے اور اسکی پُوجا کرنے کا فتنہ زمانہ نبوی سے پہلے دُنیا میں پھیلا ہوا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور نے اس کی خرابیوں کو دُنیا پر ظاہر کر کے اس کا زور ہٹا دیا تھا یہاں تک کہ جو نور اسلام کی چمک سے جدا کر پاکر عیسائی قوم میں اس قسم کے ریفارمر پیدا ہو گئے تھے جنھوں نے اپنی قوم میں سے یسوع اور مریم کے بُت بنانے اور بُتوں کی پُوجا کرنے کی رسم کو مٹانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں بہت کچھ کامیابی بھی حاصل کی۔ دوسری طرف لاکھوں عیسائی اپنے مذہب کی خرابیوں سے آگاہ ہو کر اور اس سے بیزار ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ غرض اسلام وہ مذہب تھا جس نے دیگر باطل ادیان کے ساتھ دین عیسوی کو بھی پست [illegible] آخری زمانہ میں [illegible] تثلیث کا فتنہ ایک [illegible] موجود [illegible] اور [illegible] ہے کہ ہمارا رب یسوع مسیح ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ربنا المسیح۔ اور یسوع کا نام عیسائی کتب میں بادشاہ بھی بلکہ بھی ہے اور اس کی عبادت بھی کیجاتی ہے۔ گویا کہ وہ الٰہ یعنی معبود ہے ان عقائد کی بیخکنی کے واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ رب الناس اور ملک الناس اور الٰہ الناس۔ وہی ایک خدا ہے جس کی صفات حمیدہ کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے اور جس کی وحدانیت کے بارے میں اس سورۃ سے اُوپر ایک سورۃ چھوڑ کر اس طرح بیان کیا گیا ہے

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد۔

کہ وہ اللہ ایک ہے وہ بے احتیاج ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی کنبہ قبیلہ ہے اس سورہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آخری زمانہ جنگ کا زمانہ نہ ہوگا اور اسلام سے لوگوں کو روگردانی کرانے کے واسطے کوئی لڑائی اور ظاہری جنگ کی کارروائی نہ ہو گی جیسا کہ پہلے کیا جاتا تھا بلکہ صدور الناس پر بذریعہ وساوس ہو گا اور وہ وسوسہ ڈالنے والے خناس دو قسم کے ہونگے ایک تو پادری لوگ جن کے وساوس موٹے رنگ کے ہر طرح کے کذب اور بہتان کے ساتھ ہیں یہ خناس تو ناس میں سے ہے۔ لیکن ایک بڑا خناس جو شر میں اس سے زیادہ سخت ہے لیکن اپنی شرارت میں کسی قدر مخفی ہے اسواسطے اس کو جن کہا گیا ہے وہ اس زمانہ کے جھوٹے فلسفی اور جزوی سائنس دان ہیں۔ جو حقیقی فلسفہ اور سائنس سے بے خبر ہیں اور تعلیم یافتہ گروہ کو خفیہ رنگ میں دہریت کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بظاہر مذہب سے اپنے آپکو بے تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ مگر باطن میں مذہب کے پیچھے اُصول کو اُکھاڑنے کے درپے ہیں۔

اس سورہ شریف سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آخری زمانہ کا فتنہ محض دُعا کے ذریعہ سے دور ہوگا چنانچہ اسی کی تائید میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ [illegible] کے دم سے [illegible] گے اور حضرت مرزا [illegible] آپ [illegible]

ہم اللہ تعالےٰ کے حضور میں کرتے ہیں خداوند تعالیٰ ہماری دُعاؤں کو سنے گا اور وہ خود ہی ایسے سامان مہیا کرے گا کہ کفر ذلیل ہو جائے گا اور اسلام کے واسطے غلبہ اور عزت کے دن آجائیں گے۔

لطیفہ کسی نے کہا ہے کہ قرآن شریف کا ابتداء حرف ب سے ہوا ہے اور آخر حرف س کے ساتھ ہوا ہے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن شریف انسان کے واسطے بس ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ اس کتاب میں کسی شے کی کمی نہیں رہی اس مضمون کو کسی نے فارسی میں اس طرح ادا کیا ہے۔

اوّل و آخر قرآن زچہ با آمد و سین
یعنی اندر دو جہاں رہبر ما قرآن بس

لطیفہ نسفی کہتا ہے کہ اس سورہ شریف میں سب سے پہلے جو لفظ ناس آیا ہے اس سے مراد اطفال ہیں اور ناس ثانی سے مراد نوجوان لوگ ہیں اور ثالث سے مراد بوڑھے ہیں اور چہارم سے مراد صالحین ہیں اور پنجم سے مراد مفسدین ہیں۔ کیا معنی۔ کہ میں اس خدا کے حضور پناہ گزین ہوتا ہوں جو رب الناس ہے۔ چھوٹے ناتوان بچوں کے واسطے بھی تمام سامان پرورش کرتا ہے اور ملک الناس ہے نوجوان جوشیلے لوگ سب اس کے قابو میں ہیں۔ الٰہ الناس ہے۔ جب آدمی بڑا ہوتا ہے اور چالیس سال سے زیادہ عمر پاتا ہے۔ تب اسکے عقائد اور معرفت کمال کو پہنچتے ہیں اور عادتیں نیکی پر پختہ ہو جاتی ہیں۔ اور آخر خدا کی عبادت میں پکا ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کا معبود وہی خدا ہے اس خدا کے حضور میں خناس کے وساوس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ جو یوسوس فی صدور الناس۔ نیک لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالدیتا ہے۔ من الجنۃ والناس۔ وہ خناس کچھ جن ہیں اور کچھ مفسد انسان ہیں۔

یہ ایک عجیب نکتہ ہے جو خدا تعالےٰ نے [illegible] سمجھایا ہے [illegible] قرآن شریف [illegible]

کچھ اس کنارہ پر پہونچ گئے کچھ کشتی میں بیٹھے ہوئے ہنوز اس فکر میں ہیں کہ اس کنارہ تک پہنچ جائیں ایک کنارہ ویران سلسبے اسمیں نہ کوئی شاندار مکان ہے اور نہ پھل پھول ہیں اور اس میں رہنے والے جاہل لوگ ہیں۔ جو دوسرے کنارے کی نعمتوں اور عمدہ اشیاء سے بے خبر ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ دوسرے کنارہ پر کیا کیا آرام کے ذرائع ہیں۔ پس وہ اپنی حالت میں غافل ہیں اور انکو یہ خواہش بھی نہیں کہ دوسری طرف جاویں اور ان لوگوں میں جاکر شامل ہوویں جو دوسرے کنارے پر رہتے ہیں بلکہ وہ اپنے موجودہ حال میں ویسے ہی چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ دوسرے کنارے پر وہ لوگ ہیں جو دریا اور اسکی تمام تکالیف اور مصائب کو جھیل کر اپنے منزل مقصود تک پہنچ چکے ہیں اور اب آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں انکو کوئی دکھ اور مصیبت نہیں۔ اور نہ انکے لئے وہ بے امنی اور غفلت کی حالت ہے جو اس کنارے والوں کیلئے ہے اور نہ انکے واسطے وہ خطرات اور ہر وقت کا خوف ہے جو کشتی والوں کے لاحق حال ہوتا ہے بلکہ وہ ان تمام مشکلات میں سے گذر چکے ہیں اور تمام مصائب کو عبور کر چکے ہیں اور ان کا نفس نفس مطمئنہ ہے اور پہلے لوگ وہ تھے جن کا نفس نفس امارہ ہے پس دریا کے دو کنارہ پر دو قسم کے لوگ آباد ہیں ایک کنارے پر وہ ہیں جو نفس امارہ رکھتے ہیں اور دوسرے کنارے پر وہ ہیں جو نفس مطمئنہ رکھتے ہیں حافظ شیرازی نے ان ہر دو کو اپنے شعر میں سبکسار کہا ہے۔ کیونکہ ایک کو تو معرفت کی ہی خبر ہی نہیں اور دوسرے کو معرفت حاصل ہو چکی ہے پس وہ دونوں سبکسار ہیں کیونکہ یہ اپنے بوجھ اتار چکا ہے اور اس نے ہنوز بوجھ اٹھایا ہی نہیں لیکن مشکلات میں وہ شخص ہے جو درمیان میں ہے۔ کیونکہ اس نے رذیل حالتیں رہنا پسند نہ کیا اور اعلےٰ حالت کیطرف جانا چاہا لیکن رستہ میں مشکلات کا دریا ایسا آگیا ہے جسمیں ہر طرف سے موجیں ہیں اور راستہ اندھیرا ہے اور گرداب گھیرے ہوئے ہیں اور ہر وقت خطرہ ہے کہ اب ڈوبے اب ڈوبے یہ درمیانی حالت نفس لوامہ کی ہے اسکو معلوم ہو گیا ہے کہ نفس مطمئنہ ایک عظیم الشان نعمت ہے ان لوگوں کی صحبت نے جو نفس مطمئنہ حاصل کر چکے ہیں یا ان کے حالات عجیبہ کے سننے سے اسکو رغبت پیدا ہوئی ہے کہ میں بھی نیک بن جاؤں اور ان لوگوں کے درمیان شامل ہو جاؤں [illegible] اس کو بہت ہی آسان سمجھتا [illegible]

[illegible]

دنوں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس راہ میں بہت مشکلات ہیں اور بدیوں کا ترک کرنا اور نیک بن جانا آسان بات نہیں ہے ایسے وقت میں چلا اٹھتا ہے۔ ع

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

اور جب چاروں طرف سے اپنے آپکو تکالیف میں دیکھتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس اعلےٰ حالت کا حصول کوئی آسان امر نہیں ہے۔ ظاہر کہدینے کو تو ایک فقرہ ہے اور وہ بھی ایک چھوٹا سا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ لیکن جب اس پر عمل شروع ہوتا ہے تب اسکی حقیقت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ایک ملازم کسی دفتر کا اس اقرار کے بعد اپنے دفتر میں جاتا ہے اور ایک طرف افسر زور دیتے ہیں کہ یہ کام فوراً کرو اور دوسری طرف نماز کا وقت آجاتا ہے اسوقت معلوم ہو جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنیکے کیا معنے ہیں یا ایک عہدہ دار سرکاری جس کے خرچ بہت ہیں اور تنخواہ تھوڑی ہے وہ جب اس اقرار کے بعد اپنے کام پر جاتا ہے اور آمدنی کو کم پاتا ہے اور خرچ زیادہ ہے اور رشوۃ کے وسائل کھلے ہیں اور کوئی منع کرنیوالا نہیں اسوقت اسکو معلوم ہوتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی کیا کیفیت ہوتی ہے رات کے وقت جب سردی کا موسم ہوا اور گرم بستر کے اندر آدمی لیٹا ہوا ہو اور ہر ایک سامان مہیا ہو اور تہجد کا وقت اور خدا کے یاد کرنیکا وقت آجائے اور دل نہ چاہے کہ بستر سے اٹھے اسوقت انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا دین مقدم ہے یا دنیا مقدم ہے۔

غرض سلوک کی راہ میں سب سے مشکل مرحلہ وہی ہے جو نفس لوامہ کو طے کرنا پڑتا ہے کیونکہ اسکو شیطان کے ساتھ اور اسکے لشکر کے ساتھ ایک جنگ درپیش ہے شیطان چاہتا ہے۔ کہ وہ اس کو پھر اپنی حالت سفلی پر لیجائے کیونکہ وہ چھپا کر اس سورۃ میں بیان کیا ہے۔ خناس ہے یعنی انسانکو پیچھے ہٹانا چاہتا ہے اور اس کو رذیل حالتیں ڈالنا چاہتا ہے یہ شیطان بعض انسانوں کی صورت میں ہیں اور بعض پوشیدہ ہیں۔ جو کہ انسانکو خراب حالتیں ڈالنے کیواسطے اسکے دلمیں طرح طرح کے وساوس ڈالتے ہیں جنکا ذکر اس سورہ شریف میں اسطرح ہے۔ (الذی یوسوس فی صدور الناس) یعنی لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں ان سے پناہ مانگنے کیواسطے خدا نے یہ سورہ بطور [illegible]

[illegible]

بچ جاوے۔ الہٰی تو اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرما اور اس جماعت کے ممبروں کو نفس مطمئنہ عطا فرما اور جو لوگ ہنوز اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے۔ انکی بھی آنکھیں کھول تاکہ وہ بھی پاک راہ کو پہچان کر اسکی صداقت کا فائدہ حاصل کریں اور خدا کی برگزیدہ جماعتمیں داخل ہو کر رحمت الٰہی سے حصہ وافر حاصل کریں ۔ آمین ثم آمین

امراض سینہ کا علاج

میں خیال کرتا ہوں کہ امراض سینہ مثلاً سل۔ کھانسی وغیرہ کے واسطے اس سورہ شریف میں ایک دعا ہے کیونکہ آجکل ڈاکٹروں نے یہ تحقیقات کی ہے کہ پھیپھڑے میں ایک باریک کیڑے ہوتے ہیں جنکو جرمس کہتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہو جاتے ہیں تب پھیپھڑا زخمی ہو کر سل کی بیماری اور کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ جن بھی ایک باریک اور مخفی شے کو کہتے ہیں اس سورہ میں ان اشیاء کے شر سے پناہ چاہی گئی ہے جو سینے کے اندر ایک خرابی پیدا کرتے ہیں۔ معترضین اس کا تجربہ کریں لیکن صرف جنتر منتر کی طرح ایک دعا کا پڑھنا اور پھونکنے دینا بیفائدہ ہے۔ سچے دل کے ساتھ مطلب اور معنے کو یہ سورۃ بطور دعا کے مریض اور اسکے معالج اور تیماردار پڑھیں اور مریض کے حق میں دعا کریں۔ تو اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے اور بخشنے والا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ایسے بیماروں کو اس کلام پاک کے ذریعہ شفا حاصل ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لطیفہ

اس سورہ شریف کے شان نزول کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آج کی رات مجھپر اس قسم کی آیات نازل ہوئیں کہ ان جیسی میں نے کبھی نہیں دیکھیں وہ معوذتین ہیں۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جن و انس کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے مگر جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپنے اور طرح اس امر کے متعلق دعا کرنا چھوڑ دیا اور ہمیشہ ان الفاظ میں دعا مانگتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوا کرتے تو ان دونوں سورتوں کو پڑھ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

یہاں سورہ الناس کے نوٹ ختم